

انی کرم و لم حاسن موتکم

سوانح حیات ابوالخیر

۹۲ — ۵ — ۱۳

معروف بہ

مقامات اخیر

۹۲ — ۵ — ۱۳

در احوال

مخدوم جهان حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین فاروقی نقشبندی دہلوی

رضی اللہ عنہ

تصنیف لطیف

حضرت شاہ ابوالحسن زبید فاروقی مجددی نقشبندی دہلوی

شاہ ابوالخیر الہدیٰ بن شاہ ابوالخیر مارن دیلی

سلسلہ مطبوعات شاہ ابوالخیر اکادمی

ناشر

شاہ ابوالخیر اکیڈمی

شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی ۱۱۰۰۱۱

مطبع

گلوب آفسٹ پرنٹرس نوٹریو الان دہلی
ہنٹا پلیٹ پرنٹس کلاں محل دہلی

اشاعت

بار اول

تعداد

یک ہزار

تاریخ

ماہ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

مؤلف

حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی

حقوق ملکیت محفوظ برائے

ڈاکٹر ابوالفضل محمد فاروقی

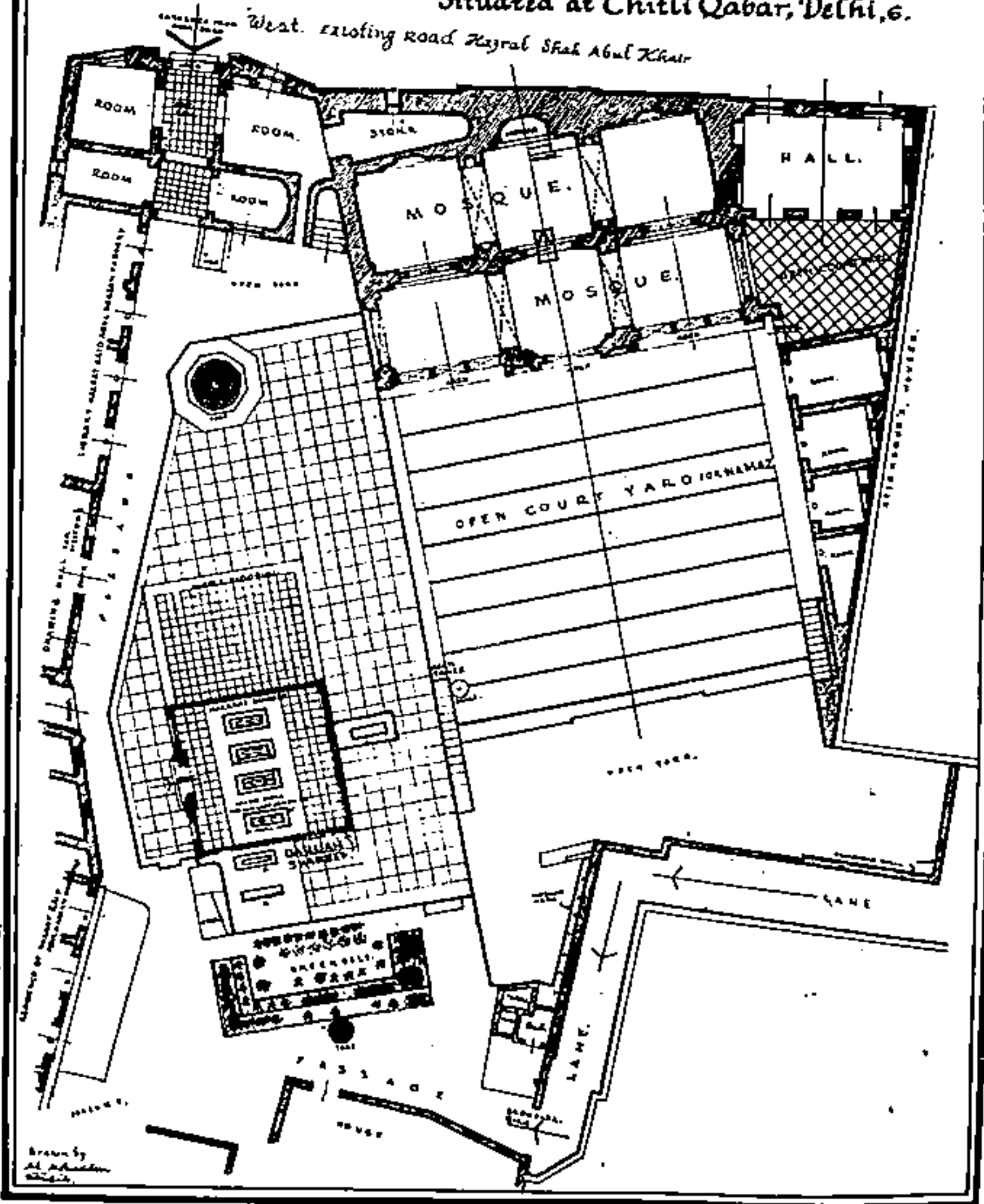
عنوان

درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر (رحمۃ اللہ)

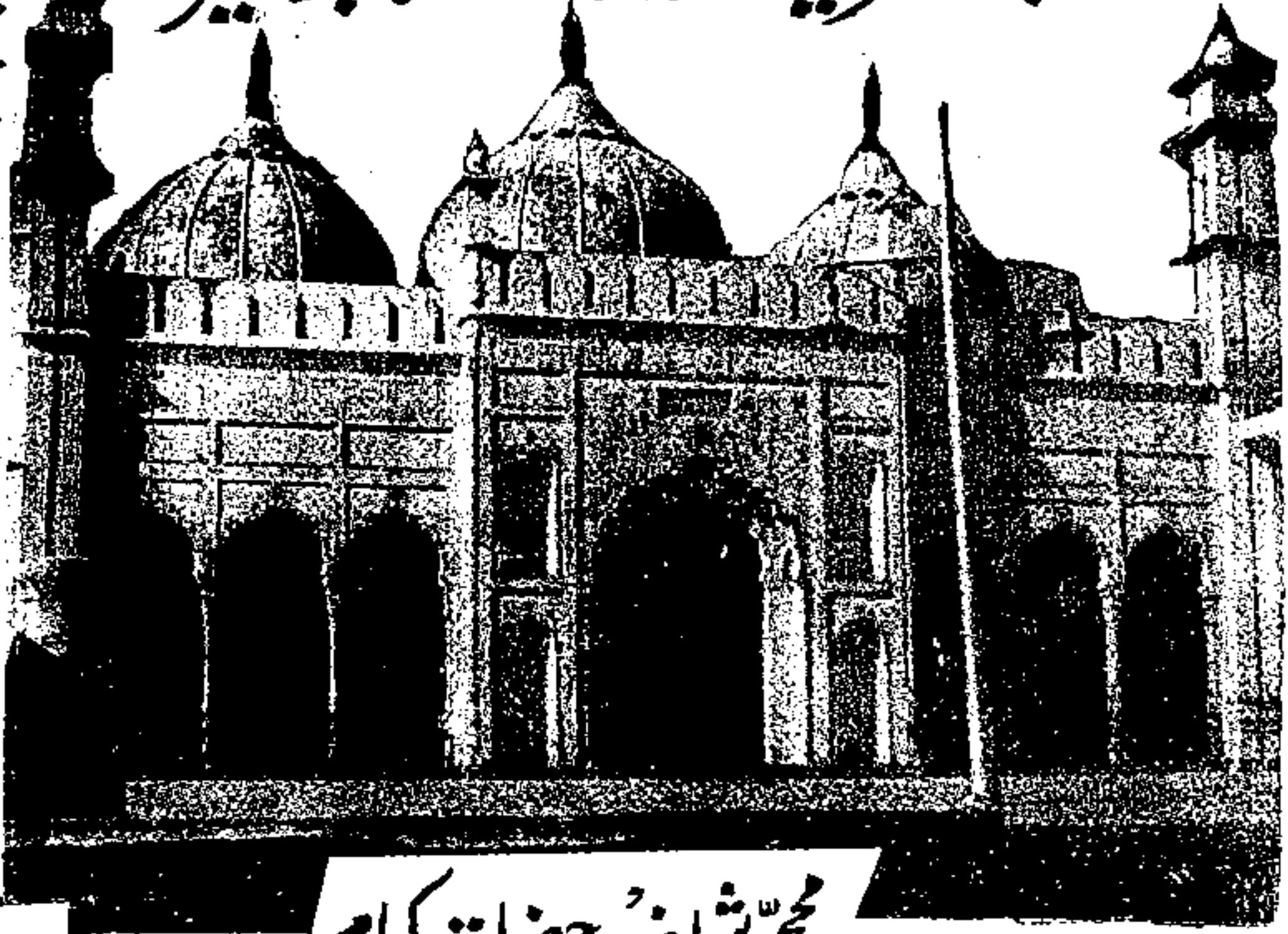
شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی ۱۱۰۰۱۱

نقشه خالقاه ارشاد پناه
 المعروف به درگاه حضرت شاه ابوالخیر، شاه ابوالخیر مارگ دہلی

Plan Showing The Mosque and Dargah Shareef
 Hazrat Shah Abdulah Abul Khair Farooqi Mujadadi
 Situated at Chilli Qabar, Delhi, G.



مسجد شریف درگاہ شاہ ابوالخیر



محر شریف حضرات کرام



فہرست مطالب

مقاماتِ اخیار

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۵۷	بابائے مقم حضرت سیف الدین	۳۳	واقعہ شیخین جلیلین	۱۵	قصیدہ نعتیہ میرا وحیدی
۶۱	اولاد ایشان	۳۵	دسائے علمائے سور	۱۷	دیباچہ
۶۲	بابائے ششم حضرت محمد عیسیٰ	۳۶	تحریر سفینۃ الاولیاء	۱۹	مقدمہ
۶۲	بابائے پنجم حضرت عزیز القدر	۳۸	عجب آاز شیخ عبدالحق	۱۹	بابائے نہم حضرت مجدد
۶۳	بابائے چہارم حضرت صفی القدر	۴۲	قاضی ثناء اللہ نوشتہ	۱۹	نسب مبارک
۶۴	بابائے سوم حضرت شاہ ابوسعید	۴۲	اعتراف شیخ عبدالحق	۱۹	خواجہ ہاشم کشمی (حاشیہ)
۶۸	حضرت شاہ عبد الغنی	۴۴	تالیفات حضرت ایشان	۲۱	جدول نسب از زبدۃ المقامات
۷۰	کتاب "القول السنی"	۴۵	اولاد امجاد	۲۳	اشکال
۷۱	تالیفات ایشان	۴۵	حضرت محمد صادق	۲۴	جدول درست
۷۲	مکتوبات ایشان	۴۷	تعمیر گنبد	۲۵	مخدوم عبد الاحد
۷۳	اجازت	۴۷	الوصال	۲۶	احوال حضرت مجدد
۷۴	میلا د شریف	۴۷	خطاب مجدد الف ثانی	۲۶	وصول بہ خدمت حضرت خواجہ
۷۴	اولاد	۴۷	بالرفیق الاعلیٰ	۲۷	بنائے مسجد رومرہند
۷۵	خلفار	۴۸	عشق نبوی	۲۷	یک شبہ و جواب آن
۷۵	حضرت شاہ عبد الغنی	۵۱	بابائے ششم حضرت محمد معصوم	۲۸	الطاف حضرت خواجہ
۷۶	بابائے دوم حضرت شاہ احمد سعید	۵۵	قیوم	۲۹	احیائے دین
۷۹	مسند ارشاد	۵۶	اولاد مبارک	۳۰	در سجتہ المرجان نوشتہ
۷۹	غذاری فرنگ	۵۶	مکاتیب شریفہ	۳۱	در ابجد العلوم نوشتہ
۸۰	ابتلائے عظیم	۵۶	نماز جنازہ	۳۲	متابعت نبوی

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۱۲۲	حفظِ کلامِ الہی	۹۵	سفرِ قدس	۸۱	تفریضِ خانقاہ
۱۲۲	وفاتِ والدہ و برادران	۹۶	وفاتِ اہلیہ و دو پسر	۸۲	سفرِ حرمینِ محترمین
۱۲۲	سفرِ طابہ طیبہ	۹۷	سفرِ مہند	۸۲	مولوی رحیم بخش (حاشیہ)
۱۲۳	تحصیلِ علم و اساتذہ	۹۸	رسالہ در احوالِ سفر	۸۲	قصیدہ برادرہ
۱۲۵	پایہ علمیت و تدریس	۱۰۲	کمالِ استغنا	۸۵	تالیفات
۱۲۶	تدریسِ مدرسہ صولتینہ	۱۰۵	حجرہ مسجد	۸۶	ذوقِ سخن
۱۲۶	مدرسہ صولتینہ	۱۰۶	خلیہ مبارکہ	۸۶	خلفار
۱۲۶	بیانِ اوقافِ کلامِ الہی	۱۰۷	تحریراتِ ایشان	۸۶	اولاد
۱۲۷	تدریس و حلقہ	۱۱۱	کلامِ منظوم	۸۶	حضرت شاہ عبدالرشید
۱۲۸	بیانِ تفسیرِ اکیلی	۱۱۲	الوصال و التدفین	۸۷	حضرت شاہ محمد معصوم
۱۲۸	سیرِ سلوک	۱۱۳	قطعاتِ تاریخ	۸۷	شیخ ابوالطاهر
۱۲۹	تحریرِ مبارک	۱۱۶	ذکرِ خیرِ چراغِ نبوی	۸۸	حضرت ابوالشرف
۱۳۰	قوتِ حافظہ	۱۱۷	فصلِ اول در احوالِ مبارکہ	۸۹	شیخ ابوالفیض
۱۳۱	سرعتِ سیرِ سلوک	۱۱۷	ولادت با سعادت	۹۰	حضرت محمد ابوسعید
۱۳۲	سلوکِ نقشبندیہ مجددیہ	۱۱۸	حضرت والدہ	۹۰	قاری عبدالحمید
۱۳۵	راہِ سلوکِ ہفتِ قسمت	۱۱۸	غہدِ طفلی	۹۰	عبدالحمید
۱۳۸	رابطہ	۱۱۹	بیعت و خلافتِ خاصہ	۹۱	حضرت شاہ محمد منظر
۱۳۹	عنایتِ شاہ عبدالغنی	۱۱۹	اسبابِ سعادت	۹۲	شیخ احمد بہار الدین
۱۳۹	برکاتِ طابہ طیبہ	۱۲۰	خلافتِ خاصہ	۹۲	شیخ محمد منظر
۱۳۹	مراجعتِ برگہ	۱۲۱	آثارِ سعادت	۹۲	شیخ عیسیٰ
۱۴۰	رسالہ عربی	۱۲۲	وفاتِ جدِ امجد	۹۳	امہ الجلیل (بی بی جمیلہ)
۱۴۰	لائحہ عمل	۱۲۲	جوارِ بیتِ اللہ	۹۳	بابائے اول حضرت شاہ محمد عمر
۱۴۱	روحِ بزمِ صاف کیشان			۹۴	دعادر امان کن مقدسہ

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۱۶۷	بہ سردھنہ	۱۵۵	فتویٰ الکفر	۱۴۲	نماز شام
۱۶۸	نظم اصغر علی شاہ	۱۵۶	فتنہ قبر	۱۴۲	رحلۃ الہند
۱۷۰	در بلیت شہر	۱۵۶	غم مسجد شریف	۱۴۲	کرامتُ النصار
۱۷۰	گلاوٹھی	۱۵۶	گراشتن زوجہ اولیٰ	۱۴۳	بعض مفسدین
۱۷۰	مسجد شریف حضرت بلال	۱۵۷	سکونت خانقاہ	۱۴۴	وفات حضرت والد و خطوط
۱۷۱	سنت بابائے نہم	۱۵۷	انقطاع از اہل دنیا	۱۴۶	عقد زواجِ اول
۱۷۱	اسباب تریبیتِ جلالی	۱۵۸	احتیاط در قبول ہدایا	۱۴۶	قیام در دہلی و سرحد
۱۷۳	نظر بندی	۱۵۹	تفریح و تمشیہ	۱۴۸	ملاقات با سائین توکل شاہ
۱۷۴	مہمانی	۱۶۰	قصہ نقاب	۱۴۸	معاودت بہ حرمین شریفین
۱۷۵	واقعہ النشر	۱۶۰	ہوش در دم نظر بر قدم	۱۴۹	نکاح دوم
۱۷۵	پیشکش یک ہزار روپیہ	۱۶۱	مصیف کوٹہ	۱۴۹	شوق زیارت
۱۷۶	نماز جمعہ	۱۶۲	نور ہدایت دمید	۱۵۰	دیار حبیب
۱۷۶	شوق دیدن اب صاحب	۱۶۳	بہ گلستانِ رقتن	۱۵۰	بر مزار ابن عباس
۱۷۷	مولانا عبدالغفار خان	۱۶۳	واقعہ ملا عبدالحمید	۱۵۱	مراجعت بہ ہند
۱۷۸	یک منکر و محمد حسن خان	۱۶۴	مفتی کفایت اللہ	۱۵۱	خانقاہ ارشاد پناہ
۱۷۸	یک ملزم	۱۶۴	پیر مردے	۱۵۱	مولوی رحیم بخش
۱۷۹	یک حالِ بے مثال	۱۶۴	نظامِ دکن	۱۵۲	شاہ ولی النبی
۱۷۹	بر مزار حضرت والد بزرگوار	۱۶۵	امیر حبیب اللہ خان	۱۵۲	ملا محمد عثمان دامانی
۱۸۰	تدریسِ شاطبیہ	۱۶۵	قیام در سکھر	۱۵۲	آمد ملا محمد عثمان
۱۸۰	خاتمہ نظر بندی	۱۶۶	خانہ در کوٹہ	۱۵۳	حق بہ حقدار رسید
۱۸۱	وصول بہ کوٹہ	۱۶۶	قیام در میرٹھ	۱۵۳	مراجعت ولی النبی در دہلی مشاہیر
۱۸۲	آمد بی بی	۱۶۷	شیعان علی	۱۵۳	آثار خلافتِ خاصہ
۱۸۲	آمد مہدی حسن	۱۶۷	دستہ فوج پنجاب بیان	۱۵۵	جماعت معاندین

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۲۱۶	قیلولہ	۱۹۸	میر اعظم خان	۱۸۳	آخوند جی شاہ محمد عمر
۲۱۶	وضو	۱۹۹	سفیر گل محمد	۱۸۴	روحے پروازی کند
۲۱۶	نماز بانیاں	۱۹۹	سردار امیر احمد	۱۸۵	بہ خوجہ
۲۱۷	حضور قلب	۲۰۰	امیر امان اللہ خان	۱۸۵	نمائش گاہ بلند شہر
۲۱۸	حسنات الابرار	۲۰۰	ایامِ آخرین	۱۸۵	کارپاکان راقیاس از خود بگیر
۲۱۸	ادعیہ ماثورہ	۲۰۱	پیر عبدالخالق ہوشیار پوری	۱۸۶	محدے مسلمان می شود
۲۱۹	قنوت نازلہ	۲۰۲	تحریر ڈاکٹر اشفاق محمد	۱۸۸	حادثہ ریل
۲۲۰	اذان	۲۰۳	مرد پیر	۱۸۸	میان شیر محمد شمر پوری
۲۲۱	جماعت	۲۰۴	وصول بہ سقراط	۱۸۸	رؤف احمد شاہ امام
۲۲۱	نظر بر احوال مقتدیان	۲۰۴	بنائے مسجد ارادہ حج	۱۸۹	حضرت طاہر بندگی
۲۲۱	اعراض بے خردان	۲۰۴	ہستشفی رفتن	۱۹۰	مقبرہ جہانگیر
۲۲۲	احادیث مبارکہ	۲۰۵	یک کشف	۲۱۱	بہ امر تسر
۲۲۴	درمقات نوشتہ	۲۰۵	اجازت یک قبر	۱۹۱	بہ دھوراجی
۲۲۴	شیخ عبدالحق نوشتہ	۲۰۷	طلب کردن میلاد خوانان	۱۹۲	دعوتِ راج
۲۲۴	امامت	۲۰۷	کتاب حالات مشائخ نقشبندیہ	۱۹۲	بہ پانی پت
۲۲۶	ختم قرآن مجید	۲۰۷	کتاب مقدمۃ الکتاب	۱۹۳	بہ سعد آباد
۲۲۶	بعد از سلام دادن	۲۰۸	کتاب آثار رحمت	۱۹۴	بہ اکبر آباد (آگرہ)
۲۲۷	نماز جمعہ	۲۰۸	تحفۃ الاختیار	۱۹۴	محل مبارک میلاد شریف
۲۲۸	مساجد شریفہ	۲۱۲	فصل دوم در معمولات	۱۹۵	مراجعت و شکار
۲۲۹	نماز عید	۲۱۲	خواندن بسم اللہ	۱۹۵	سفر آخرین کوئٹہ
۲۳۰	تراویح	۲۱۳	طہارت	۱۹۵	اشعار مبارکہ
۲۳۰	حافظ نیاز احمد	۲۱۳	لباس	۱۹۷	خان قبیلہ بختیار
۲۳۲	امامت نیاز احمد	۲۱۴	اطعمہ و اشربہ	۱۹۸	سفیر محمد اسماعیل خان

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۲۴۵	مولوی اشفاق الرحمن	۲۵۴	واقعہ حافظ عبدالحکیم	۲۳۴	حافظ پنجاب و یک کشف
۲۴۵	یک اہل حدیث	۲۵۵	واقعہ مولانا سیف الرحمن	۲۳۵	گلدستہ
۲۴۵	مسئلہ میلاد و قیام	۲۵۶	واقعہ ملا عبدالجلیل	۲۳۵	صلوات تسبیح
۲۴۵	مکتوب مبارک	۲۵۶	واقعہ ملا عبداللہ	۲۳۸	سنن و نوافل
۲۴۴	تحریر مولوی رشید احمد	۲۵۶	واقعہ ملا جمعہ خان	۲۳۸	روزہ کشائی
۲۴۴	عبارت ابن حجر	۲۵۹	واقعہ ملا عبدالحنان ترکی	۲۳۸	فطرہ
۲۴۹	عاجز گوید	۲۶۰	واقعہ ملا نیک نظر ترکی	۲۳۸	اضحیہ
۲۸۰	بعض معاندین و مخالفین	۲۶۱	واقعہ محمد اسحاق و زاہد حسین	۲۳۸	زکات
۲۸۰	مال یک معترض	۲۶۲	واقعہ ملا احمد خان	۲۳۹	بیعت و ارشاد
۲۸۱	وہابیہ و اذنا ب و ہابیہ	۲۶۳	واقعہ محمد رفیع	۲۳۹	بیان مولوی عبدالشکور
۲۸۱	ابیات قصیدہ ہمزئیہ	۲۶۳	مولانا حبیب الرحمن ردولوی	۲۴۱	وہابیت سیدنا عمرؓ
۲۸۲	درود کبریت احمر	۲۶۴	بقیہ از احوال محمد رفیع	۲۴۲	إلی ما کتافیہ
۲۸۵	حرف آخر از مولد	۲۶۴	خلاصہ القول	۲۴۲	مکتوب مبارک
۲۸۵	زیارت قبور	۲۶۵	اجازت و خلافت	۲۴۴	صرفہ گویمان
۲۸۶	امام رازی گفتہ	۲۶۶	محفل میلاد شریف	۲۴۵	مقام مرشد
۲۸۷	حضرت خواجہ باقی باللہ	۲۶۸	ورقعتا لک ذکرک	۲۴۷	بیعت زنان
۲۸۸	حضرت سید نور محمد	۲۷۰	اشیء بالشیء یدکر	۲۴۷	حلقہ و توجہ
۲۹۰	حضرت حافظ سعد اللہ	۲۷۰	رجوع بہ حدیث میلاد	۲۵۱	تدریس و تذکیر
۲۹۰	حضرت گلشن	۲۷۲	بعض لطائف ذکر مبارک	۲۵۱	متعلق بہ حلقہ
۲۹۱	حضرت عبدالعدل	۲۷۳	رسیدن صوت بہ ہر یک	۲۵۲	تربیت مخلصین
۲۹۱	حضرت محمد آفاق	۲۷۳	خطاب بہ عبید الرحمن خان	۲۵۳	اجتناب ازواعظان
۲۹۳	حضرات محدثین دہلویہ	۲۷۴	سید بشیر علی	۲۵۳	اجتناب از صوفیہ ناتمام
۲۹۴	واقعہ حضرت اُسید	۲۷۴	بیان مرد پیر	۲۵۴	از عزیمت بہ رخصت

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۳۲۲	فصل سوم در اکرامات الہیہ	۳۱۲	کتاب القول الجمیل	۲۹۲	تبریح اللہ
۳۲۵	راہ اجتناب	۳۱۲	دعا و دم کردن	۲۹۵	حضرات عندلیب و درود
۳۲۴	مولانا عبدالحق الزآبادی	۳۱۲	والدہ شوکت علی محمد علی	۲۹۵	حضرت قطب الاقطاب
۳۲۴	سائین توکل شاہ	۳۱۲	معظم علی شاہ	۲۹۴	حضرت سلطان المشائخ
۳۲۸	پیر سید جماعت علی شاہ	۳۱۵	دم بر مرصیان	۲۹۸	نوبت دیگر
۳۲۸	میان شیر محمد شر قپوری	۳۱۵	علالت اولاد	۲۹۹	حضرت چراغ دہلی
۳۲۸	مولانا رؤف احمد شاہ	۳۱۶	برائے ایصال ثواب	۲۹۹	سید محمود بخار
۳۲۸	پیر عبد الخالق	۳۱۶	برائے دفع اثر چشم بد	۲۹۹	شاہ کلیم اللہ
۳۲۸	مفتی محمود مد راسی	۳۱۶	برائے حاجت براری	۳۰۰	شاہ عبد السلام
۳۲۹	پیر جی مظفر علی خان	۳۱۶	برائے اوجہ اع	۳۰۰	بندہ عالم الغیب
۳۲۹	حافظ انور علی رہتکی	۳۱۴	دعا ماہ نو	۳۰۱	چلی تیسر
۳۲۹	مولوی جعفر شاہ	۳۱۴	دعا سال نو	۳۰۱	ما تعلق بالزیارہ
۳۳۰	شاہ سلیمان گنگن پوری	۳۱۴	رویت سبیل نجات	۳۰۲	بعض اوراد و وظائف
۳۳۰	مولانا مشتاق احمد	۳۱۸	ختم مقدس	۳۰۲	ختم خواجگان
۳۳۱	مولانا رکن الدین الوری	۳۱۸	بہترین اوقات و ایام	۳۰۳	مستبعات عشر
۳۳۲	مفتی مظہر اللہ	۳۱۸	لطفِ خفی	۳۰۳	سید الاستغفار
۳۳۳	سید ظہور الحسن	۳۱۹	داروئے دل عاشق	۳۰۳	اسماءِ حسنیٰ
۳۳۳	سید محمد شاہ قصوری	۳۱۹	اجازت اوراد و صلوات	۳۰۵	المزدوجۃ الغرّاء
۳۳۳	سید ممتاز علی شاہ	۳۲۰	تحریر بر شجرہ	۳۰۸	شجرہ نقشبندیہ مجددیہ
۳۳۴	سید ابوالخیرات	۳۲۰	اشتراک در مجلس نکاح	۳۱۱	اشعار الملقی
۳۳۴	شاہ محمد شعیب	۳۲۱	عقیقہ	۳۱۲	صلوٰۃ حاجت
۳۳۵	حکیم فرید احمد	۳۲۱	مسألہ فقہیہ در لباس	۳۱۳	تعویذات
۳۳۶	مولوی انداد اللہ خان	۳۲۱	منقبت غوث دہلوی	۳۱۳	برائے مرض صراع

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۳۶۰	مولانا احمد حسین خان امروہوی	۳۴۹	حضرت شاہ محمد معصوم	۳۳۶	محمد حسن خان رامپوری
۳۶۱	مولانا عبدالکافی الہ آبادی	۳۵۰	حضرت شاہ ابوالاحمد	۳۳۷	محمد حسن خان کرتبوری
۳۶۱	قاری عبدالرحمن الہ آبادی	۳۵۰	حضرت غلام قیوم	۳۳۷	پیر ابوالخیر غازی پوری
۳۶۱	مولانا نور احمد لہسپوری	۳۵۱	حضرت محمد حسن	۳۳۸	مولانا کرامت اللہ خان
۳۶۱	حکیمان خاندان شریفی	۳۵۱	مولانا اعجاز حسین	۳۳۸	استاد مولانا عبدالعلی
۳۶۲	خاندان خانان	۳۵۲	حافظ محمد یعقوب	۳۳۹	آمدیک ولی کامل
۳۶۲	زارین آخرین	۳۵۲	ابو ذکار مولانا سلامت اللہ	۳۴۱	صاحبزادہ ملا پیر محمد
۳۶۲	نبذۃ من الکرامات	۳۵۳	مولانا ظہورالحسین	۳۴۲	خلیفہ طریقہ بتوریہ
۳۶۲	یک پادری وزن دے	۳۵۳	مولانا ریاست علی خان	۳۴۲	مقبولیت این را گویند
۳۶۲	یک انگلیزی	۳۵۳	محمد امیر خان	۳۴۳	اشارات غیبیہ
۳۶۴	منتخبہ راتونج کردن	۳۵۴	مولانا محمد میان کاندھلوی	۳۴۳	اختر مشکی
۳۶۴	ملا صاحب خان قمبرانی	۳۵۵	ملا کمال دہلوی	۳۴۳	مردولی فتح اللہ اندری
۳۶۸	ملا طیب کٹوازی	۳۵۶	مولانا حبیب الرحمن شروانی	۳۴۵	اکبر توخی
۳۶۸	ذکر اضحیہ و منی	۳۵۷	مولانا عبدالرحمن شروانی	۳۴۵	قاری عبدالغنی شافی
۳۶۸	عبداللہ خرکار	۳۵۷	حکیم محمد مسعود احمد	۳۴۶	سید یوسف زوادی
۳۶۹	روح فتح اللہ	۳۵۷	مولانا رشید احمد گنگوہی	۳۴۶	سید علی زوادی
۳۶۹	مولانا محمد اسماعیل کاندھلوی	۳۵۸	مولانا محمد قاسم نانوتوی	۳۴۶	سید عبداللہ دھلان
۳۶۹	یک پہلوان شناور	۳۵۹	قاضی سید محمد اسماعیل	۳۴۷	مقبولیت تامہ
۳۶۹	حکیم نور الدین قادیانی	۳۵۹	حافظ سید محمد امام جامع دہلی	۳۴۷	آہوئے سیاہ شاخدار
۳۷۰	قاری فضل الرحمن	۳۵۹	سید احمد شمس العلماء امام جامع	۳۴۸	یک غزال
۳۷۰	مولوی محمد یونس	۳۵۹	سید محمد امام عید گاہ	۳۴۸	کبوتر
۳۷۱	ملا سبزل	۳۶۰	مولانا محمود الحسن	۳۴۸	طوطی و گنجشک
۳۷۱	شاکر احمد خان انصاری	۳۶۰	مولانا مفتی عزیز الرحمن	۳۴۹	حضرت ذوی المجدد الاحقرام

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۵۱۷	۱۔ شیخ عماد الدین بلخاری	۴۸۰	۲۔ سلسلہ قادریہ	۳۷۲	فرخ علی شاہ
۵۱۷	۲۔ مولانا مختار سمرقندی	۴۸۲	۳۔ سلسلہ چشتیہ	۳۷۳	سفید باز
۵۱۷	۳۔ شیخ محمد حسن	۴۸۵	۴۔ سلسلہ سہروردیہ	۳۷۳	احمد اللہ خان
۵۱۷	۴۔ قاری عبدالغنی انطاکی	۴۸۷	۵۔ سلسلہ گبرویہ	۳۷۳	میمنان بمبئی
۵۱۷	۵۔ مولوی عبداللہ قندھاری	۴۸۹	۶۔ سلسلہ مداریہ	۳۷۴	مولانا حفظ الرحمن سیوہاری
۵۱۸	۶۔ حاجی نور احمد مقری	۴۹۰	۷۔ سلسلہ قلندریہ	۳۷۴	مولانا احمد سعید دہلوی
۵۱۸	۷۔ ملا گل محمد اودنخیل	۴۹۳	فصل ہشتم در علالت وصال	۳۷۵	محمد شاہ گفتہ
۵۱۹	۸۔ ملا حاجی گل	۴۹۳	علالت	۳۷۵	نغمہ ہجران
۵۱۹	۹۔ ملا جمعہ خان	۴۹۷	وصال	۳۷۸	فصل چہارم در ملفوظات
۵۱۹	۱۰۔ ملا عبداللہ علیزی	۴۹۸	تغییل و تکفین	۴۰۲	فصل نهم در تحریر اہ مکاتیب
۵۱۹	۱۱۔ یار محمد خروئی	۴۹۹	قبر مبارک	۴۰۳	مولد سعیدیہ
۵۱۹	۱۲۔ غلام اکبر بلیزی	۴۹۹	ارشاد مبارک بہ ملا احمد	۴۰۳	الدر المنظم
۵۲۰	۱۳۔ ملا مشورٹی	۵۰۰	بہ کار آمدن تحریر	۴۰۳	سمائل اعجاز صنعت
۵۲۰	۱۴۔ ملا ذاکر علی خیل	۵۰۱	تحفیر و درستی قبر	۴۰۳	اجازت طریقت
۵۲۰	۱۵۔ عبدالحکیم دفسانی	۵۰۱	نماز جنازہ	۴۰۴	اجازت دلائل
۵۲۰	۱۶۔ عبدالقادر احمدزی	۵۰۲	تدفین	۴۰۴	تصحیح نامہ
۵۲۱	۱۷۔ ملا حاجی احمد شاخیل	۵۰۳	فاتحہ	۴۰۵	نصائح
۵۲۱	۱۸۔ ملا اسلم کبیر اندڑی	۵۰۴	جلسہ صغریٰ	۴۰۶	مکاتیب مبارک
۵۲۱	۱۹۔ سید محمد سعید	۵۰۵	جلسہ کبریٰ	۴۰۶	فصل ششم در شعرو سخن
۵۲۱	۲۰۔ ملا پیر احمد تترکی	۵۰۸	فصل نهم در بعض تواریخ و قصائد	۴۰۷	کلام عربی
۵۲۲	۲۱۔ ملا سید باز نیازی		خاتمہ	۴۰۷	کلام فارسی
۵۲۲	۲۲۔ ملا اعل محمد جانی خیل	۵۱۶		۴۰۸	فصل ہفتم در بیان سلاسل
۵۲۲	۲۳۔ ملا سید رحمت نیازی	۵۱۶	اولاد معنوی	۴۰۸	سلسلہ نقشبندیہ

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۵۶۲	۴- برخوردار عبدالرحمن	۵۳۲	۴۶- مولوی محمد عمر مداپوری	۵۲۲	۲۴- ملا عبدالحق صاحبزادہ
۵۶۲	۵- بی بی زینب -	۵۳۲	۴۸- قاری دلی محمد میرٹھی	۵۲۲	۲۵- ملا احسان اللہ صاحبزادہ
۵۶۲	۶- برخوردار عبداللہ	۵۳۴	۴۹- فتح محمد گجراتی	۵۲۲	۲۶- ملا غلام احرار صاحبزادہ
۵۶۳	۷- برخوردار عبداللہ	۵۳۴	۵۰- حافظ سکندر	۵۲۴	۲۷- حسین اللہ صاحبزادہ
۵۶۳	۸- بی بی رابعہ	۵۳۴	۵۱- مولوی سعید احمد سنہلی	۵۲۵	۲۸- خدائے ہر گل صاحبزادہ
۵۶۳	۹- بی بی ہاجرہ	۵۳۴	۵۲- سردار عدالت خان	۵۲۵	۲۹- ملا سید احمد جان
۵۶۳	۱۰- بی بی فاطمہ	۵۳۵	۵۳- محمد ہاشم کوسی کلان	۵۲۶	۳۰- ملا خیر اللہ اندری
۵۶۳	وفات اہلیہ	۵۳۶	۵۴- مولوی عبدالعزیز بنگالی	۵۲۶	۳۱- شرف الدین ہمند
۵۶۴	خلفار	۵۳۹	بیان مولوی عبدالشکور	۵۲۷	۳۲- حاجی کلاخان خروئی
۵۶۴	حضرت ابوالسعد سالم	۵۴۲	حضرت والدہ ماجدہ	۵۲۷	۳۳- ملا امیر سچن خیل
۵۶۴	ولادت و تسمیہ	۵۴۵	اولادِ صلیبی	۵۲۷	۳۴- ملا حسن بابی
۵۶۵	زواج و اولاد	۵۴۶	بی بی صدیقہ	۵۲۸	۳۵- ملا محمد آفاق مروت
۵۶۶	۱- برخوردار ابوبکر	۵۴۷	بی بی فاروقی	۵۲۸	۳۶- قاضی لعل محمد نورزی
۵۶۶	۲- بی بی سعاد	۵۴۹	بی بی امۃ اللہ	۵۲۸	۳۷- ملا عبدالجلیم آخوندزادہ
۵۶۶	۳- برخوردار ابو حفص عمر	۵۵۰	حضرت ابوالفیض بلال	۵۳۰	۳۸- ملا عبدالرشید آخوندزادہ
۵۶۶	۴- برخوردار عاصم	۵۵۰	ولادت و تسمیہ	۵۳۰	۳۹- سید عبدالحق پشینئی
۵۶۶	۵- برخوردار جعفر	۵۵۴	زواج	۵۳۱	۴۰- خدائے رحم کارک
۵۶۶	۶- برخوردار عبداللہ عامر	۵۵۵	زلزال کوئٹہ	۵۳۱	۴۱- سید اکرم شاہ
۵۶۶	۷- برخوردار عبدالعزیز شیخ دوران	۵۵۸	توطن کوئٹہ	۵۳۱	۴۲- مولوی صحاب الدین چانگامی
۵۶۶	۸- بی بی فوزیہ	۵۶۱	اولاد	۵۳۲	۴۳- حاجی فیض اللہ سرسوی
۵۶۶	۹- بی بی فائزہ	۵۶۱	۱- برخوردار ابوالمجد عبدالرحمن	۵۳۲	۴۴- مولوی برکت اللہ ہانسوی
۵۶۷	خلفار	۵۶۲	۲- بی بی خدیجہ	۵۳۲	۴۵- مولوی سید عبدالجلیل
۵۶۷	ذوقِ مطالعہ	۵۶۲	۳- بی بی عائشہ	۵۳۲	۴۶- میر واحد بلوی

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۵۸۶	بی بی سنیۃ	۵۶۸	سلسلہ مبارکہ	۵۶۶	تولفِ کتاب ابوالحسن زید
۵۸۸	بی بی عطیۃ	۵۶۹	مسک عاجز	۵۶۶	ولادت
۵۸۸	بی بی نقیۃ	۵۸۲	حج و زیارت	۵۶۸	عہدِ طفلی
۵۸۸	بی بی زکیۃ	۵۸۳	امامتِ عید گاہ	۵۶۸	اشتغالِ بہ علم
۵۸۸	بی بی خیریۃ	۵۸۶	زواج	۵۷۰	مولانا عبدالعلی فرمودہ
۵۸۸	برخوردار ابوالفضل محمد	۵۸۷	اولاد	۵۷۱	سفرِ مصر
۵۸۹	زواج و اولاد	۵۸۷	بی بی صفیۃ	۵۷۱	مراجعت
۵۹۰	سلسلہ نسب	۵۸۷	ابو تراب حاد	۵۷۲	تالیفات
۵۹۱	سلسلہ نقشبندیہ مجددیۃ	۵۸۷	ابوالخیر احمد	۵۷۵	شعر و سخن

قطعہ تاریخ

بہ فضلِ خداوند کون و مکان
 نوشتہم چو احوالِ خیرِ جہان
 چہ خیرِ جہان است ابوالخیرِ خیر
 قدیش دلم باد و ہم جسم و جان
 پے سالِ تالیفِ گوشم شنید
 مقاماتِ اخیرِ سالش بدان
 ۹۴ ھ ۱۴

قصیدہ نعتیہ میرا و حدالدین اوحدی کرمانی

رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خوش آن کہ بندم در بہت بر ناکہ محل از وطن
چون پانہم در راہ تو باشد پیے قطع رہم
آیم برین دار الشفا گویم بہ زاری دم بہ دم
شاہ سر سلطنت سلطان اودانی لقب
از گفتن نعتت بود ساعت بہ ساعت تازہ تر
از شوق باغ عارضت ز دست حشر چاک زد
از سرم خاک رگہت بر خاک و خواری ریختہ
سحر آفرین عقل را در وقت و صفت اوفتد
کمتر گدائے در گہت بر مسند شاہی بود
بعد و فاقم بس بود گردے ز راہ مقدمت
یا رختہ للعالمین بر خیز تا خیز و دگر
از سطوت حشمت سز دگر روے تا بد تا ابد
از سنگ کین بد گوہران خستند دندان ترا
عیسی و صالح در رہنت با خضر موسی آمدہ
عقل دل دین و خرد گردند گرد و روضہ ات
شمس شریع از بہرت از بہر دفع کفر شد
از ہیبت شریعت عجب نبود اگر دوری کند
ہم از طفیل ذات تو موجود گشتہ از عدم

خیزم چو گردا فتم چو اشک آیم بہ سر غلظم بہ تن
پارا جلہ کف آبلہ چشم قدم غم ز ادمن
کائے شمع دین ختم رسل مطلوب حق فخر زن
ملی نسب امی حسب بطحا مکان شرب وطن
باغ امل شاخ طرب گلزار حبان نخل بدن
لالہ گر میان غنچہ دل نسوین قبائل پیرہن
زنگ گل و آب مل و تاب چین بوے سمن
کلاک از بنان حرف از بیان لطف از زمین
خمر صفت دارا محل خاقان مکان جمشید فن
زاد سفر زیب عمل شمع لحد عطر کفن
شو از فلک جہاز فلک زنگ از زحل سراز علن
آبا از زمین تاب از شر بلبل زگل باد از چین
محراب دین لعل ختن درج گہر در عدن
اوپر د از این ناکہ کش آن خاک بوس این باد زن
آن شادمان بن جافستان آن طوف کن این چرخ زن
گیتی ستان آتش فشان کشور کشا اعدا فکن
چشم از غضب برد ز چین خال از فسولب از شکن
چرخ و فلک ملک و ملک لوح و قلم سرو علن

کَلْبِ بَدَائِعِ سِنَجِ مَنْ دَرِ صَفْحَةِ نَعْتِ بُود
 پے ناقتہ ات ہر جاہد از دولت گامش بود
 وقتِ چریدن از دہنِ خائے کہ افتد بر زمین
 بستہ میانِ بندگی در پیشِ خدامِ درت
 بنمائے روئے نازنین تا بر زمین افتد شرم
 از حجرہ بیرون نہ قدم بر کن درختِ ظلم را
 جمعِ خطا اندیشہ را از برقی تیغ آبدار
 فرمان بر حکم ترا در زیر فرمان آمدہ
 کہ ضبط تو مانع شود گردو گر یزان تا ابد
 از بہر دفعِ دشمنیت ایام تعیین ساختہ
 بادشمنت روز ازل ز آئندہ است از یک شکم
 از دولتِ نعتِ شما لحظہ بہ لحظہ تازہ تر
 بے آفتابِ شریعِ دین چون مہ کہ پامان توام
 ہستی شفیق المذنبین خویت شفاعت کردن است
 باد از ما بر آلِ تو پیوستہ صلوات و سلام
 صدیقِ اکبر با عمر عثمان چہارم حیدر است
 با ذکر و فکر نعتِ تو خرم نشستہ اَوْحَدِی

دستانِ سرِ معنی نما عیسیٰ نفسِ عنبر فگن
 باغِ ارمِ ملکِ بقا صحرائے چین دشتِ ختن
 سوسن شود نسرن دمد خیزد گل آرد نستر
 علم و ادب فضل و ہنر ذہین ذکا خرد و مہن
 زہرہ زبام ماہ از افق مہراز شفق شمع از لگن
 بر بادوہ آتش بزین در ہم شکن از پانگن
 از پابرا از جافشان در خاک کش گردن بزین
 چین و خطا مصر و حلب روم وری و شام و چین
 مرگ از مرضِ رنگِ عرضِ گرگ از غم داغ از زین
 تیر و مکانِ گرز و سنان تیغ و تبر و اورسین
 داغ برص رنج بہق گندِ بغل بوئے دہن
 فیضِ ازل عمر ابد روز نو و عیش کن
 دامنِ نگر بر من گزر سایہ فگن بر سرقِ من
 بیچارہ من نامہ سیاہ عالم تباہ دل پر جزین
 در آشکارا در نہان در خلوت و در انجمن
 آن صادق و این عادل و آن جامع و این بوا حسن
 آسودہ جان آزادہ و ش بے فکر دل اندر بدن

دارم اُمیدِ مغفرت از دولتِ نعتِ شما
 با این عملِ با این گنہ با این جفاے ذوالمنن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا عَلَيَّ كَمَا يَحِبُّ رَبِّنَا وَيَرْضَىٰ وَالصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالْبَرَكَاتُ عَلَىٰ حَبِيبِهِ وَصَفِيِّهِ الَّذِي أَرْسَلَهُ مُعَلِّمًا وَمُزَكِّيًا وَرَحْمَةً
لِّعَالَمِينَ وَهُوَ سَيِّدُنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيعُنَا مُحَمَّدٌ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ عَدَدَ خَلْقِ
اللّٰهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِينَةَ عَرْشِهِ وَمَدَادِ كَلِمَاتِهِ - وَبَعْدُ -

بندۂ عاجز ابو الحسن زید فاروقی عرض می دارد کہ عاجز دو سال پیشتر بہ زبان اردو در احوال
پیر و مشدیر حق، سیدی و سندی و والدی حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین قدس سرہ کتاب
”مقاماتِ خیر“ نوشتہ بود۔ تا ذکر مبارک ایشان بر صفحات روزگار بہماند۔

ذکر باقی را حکیمان عمر ثانی گفتہ اند این ذخیرہ پس ترا کا لباقیات الصالحات

چونکہ مخلصین حضرت ایشان در بلاد افغانستان بیش از بیش اند، برائے ایشان عاجز بہ تالیف این
کتاب کہ موسوم بہ ”سوانح حیات ابوالخیر“ و معروف بہ ”مقاماتِ اخیر“ است پرداخت۔ و این
ہر دو نام تاریخی اند۔ وَفَقَّهَ اللّٰهُ لِلاَّتِمَامِ

آوردہ اند کہ از سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ سوال کردند کہ در حکایات و روایات
صالحین برائے مریدان چہ فائدہ بود۔ فرمودند سخن ایشان لشکرے است از لشکر ہائے خدائے تعالیٰ۔
کہ اگر مریدے دل شکستہ بود بہ آن قوی گردد و بہ آن لشکر مدد یابد۔ پروردگار بہ حبیب خود صلوات اللہ
وسلامہ علیہ می فرماید۔ وَكَلَّمَ نَفْسًا عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُنَبِّئُ بِهِ قُلُودَكَ - یعنی قصہ ہائے
انبیائے گزشتہ یا تومی گویم تا دل تو بہ آن آرام گیرد و قوی تر گردد۔ اگر برائے سرور عالمیان حکایات
انبیاء سبب تثبیت دل گشتہ برائے ما عاجزان حکایات اولیاء باعث تقویۂ قلب می باشد۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احراز قدس سرہ فرمودہ کہ پروردگار گفتہ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا
اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ - یعنی اے مومنان بترسید از اللہ و باشید باراست گویان۔ لہذا رفاقت
صداقین مطلوب است۔ بہ خدمت ایشان رسیدن و در صحبت ایشان بودن کینونت و رفاقت

ظاہری است و بہ خیال ایشان ماندن و بہ ذکر ایشان مصروف بودن کینونتِ باطنی است۔
 محبتِ این طائفہ کلیدِ رحمتِ الہی است۔ در صحیحین از عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرویست
 کہ مردے بہ خدمتِ سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم رسید و گفت۔ کَیْفَ تَقُولُ فِی رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ
 یَلْحَقْ بِہُمْ۔ یعنی چہ می فرمائی در مردے کہ گروہے را دوست داشته است و لاحق بہ ایشان نہ شدہ۔
 آن سرور عالمیان فرمود۔ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔ یعنی مرد با کسے است کہ ویرا دوست داشته۔ سبحان
 اللہ چہ بشارت نیست عظیم برائے امثالِ ما دون ہمتان کہ اگر در اعمالِ قاصر ماندہ ایم در محبتِ خاصانِ حق
 تقصیر نہ نمائیم تا رفاقتِ ایشان در۔ رَوْحٌ وَرَیْحَانٌ وَجَنَّةٌ نَعِیمٌ۔ دست دہد۔
 و این کتابِ مقاماتِ اختیار مشتمل است بر مقدمہ و فصولِ تسعہ و خاتمہ۔
 مقدمہ در بیان سلسلہ نسب تا امیر المؤمنین، امام الاعلیٰ سیدنا عمر بن الخطاب رضی
 اللہ عنہ و در ذکر آباء کرام از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی تا حضرت
 والد بزرگوار ایشان قدس اللہ اسرارہم العلیہ۔

فصل اول در احوال مبارکہ حضرت ایشان از روز ولادت تا اول روز علالت۔

فصل دوم در معمولاتِ شریفہ حضرت ایشان۔

فصل سوم در بیانِ اکراماتِ الہیہ بر حضرت ایشان۔

فصل چہارم در بیانِ ملفوظاتِ حضرت ایشان۔

فصل پنجم در بعضِ تحریرات و مکاتیبِ شریفہ حضرت ایشان۔

فصل ششم در بیانِ ذوقِ شعرو سخنِ حضرت ایشان۔

فصل ہفتم در بیانِ سلاسلِ مبارکہ سابعہ۔

فصل ہشتم در بیانِ علالت و وصالِ حضرت ذوالجلال۔

فصل نہم در بیانِ بعضِ قصائد و تواریخ وصالِ حضرت ایشان۔

خاتمہ در بیانِ اولادِ معنوی و صلبی حضرت ایشان۔

غرض نقشہ است کہ ما یادماند کہ ہستی را نہ می بینیم بقائے

مقدمہ

در بیان نسب ذکر آباء کرام تا حضرت مجدد قدس اللہ اسرار ہم

فی الذّٰہبِینَ الْاَوْلَادِ..... نَ مِنَ الْکِرَامِ لَنَا بَصَائِرٌ

بابائے ہم حضرت امام ربانی مجدد و منور الفی ثانی قدس سرہ

اسم گرامی ایشان احمد، کنیت ابو البرکات، لقب بدرالدین، خطاب امام ربانی مجدد و منور الفی

ثانی، فرزند چہارم حضرت عبدالاحد المشتہر بہ مخدوم۔ ولادت بابرکت بہ شب جمعہ ۱۴ شوال ۹۱۶ھ کہ

کلمہ "خاشع" دال بران سال است در بلدہ سرہند پودہ، بہ حساب تقویم شمسی ہجری ۱۵ جوزا ۹۲۳ھ

مطابق ۵ ماہ جون ۱۵۶۲ء بود، و وفات شریف بہ روز سہ شنبہ ۲۸ صفر ۱۰۳۲ھ در سرہند شریف شدہ۔

بعض افراد، ۲ و بعض ۲۹ از صفر نوشتہ اند بنا بر اختلاف مطالع، در روز اختلاف نیست کہ آن

سہ شنبہ بود۔ بہ حساب شمسی ۵ قوس ۳۳ مطابقت ۲۶ نومبر ۱۶۲۲ء بود عمر شریف بہ حساب قمری ۶۲ سال

۴ ماہ ۱۴ روز، و بہ حساب شمسی ۶۰ سال، ۵ ماہ، ۲۱ روز بودہ۔

والد بزرگوار ایشان راہفت پسر بودہ و ایشان خیر الامور و وسطہا بودند۔ اسم مبارک ایشان چہار

حرفی و وجود ایشان چہارم در برادران۔

نسب مبارک ایشان حسب نوشتہ خواجہ محمد ہاشم کشمی در زبدۃ المقامات بہ ۲۶ واسطہ

بہ صحابی جلیل ابن جلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما می رسد۔

خواجہ ہاشم نوشتہ اند شہاب الدین علی المقلب بہ فرخ شاہ جد پانزدہم حضرت ایشان است و او بہ یازدہ

واسطہ بہ حضرت عبداللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما می پیوندد۔

۱۔ سر مست جام احمدی حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہ از بزرگ زاد ہائے کشم بدخشان است، والد ایشان خواجہ

قاسم از علما اعلام و اکابر آن ولایت بودہ، آباد اجداد ایشان از منتسبان سلسلہ کبرویہ بودہ اند ایشان در عنفوان شباب

بہ واسطہ اشارات و بشارات دل بہ سلسلہ خواجگان نقشبندیہ پیستہ بودند و در خواب بہ زیارت بزرگے مشرف شدہ بودند

چنانچہ بہ تلاش مرشد کمال از وطن خود روان شدند تا آنکہ در ہندوستان بہ برہان پور رسیدند و آنجا آن بزرگ را کہ در خواب

باقی برصنٹ

سلسلہ نسب را شیخ بدرالدین سہرندی نیز در حضرات القدس نوشتہ، در بیان حضرت خواجہ و جناب شیخ بہ دو جا اختلاف است چونکہ خواجہ محمد ہاشم اکتفا بہ سمرقند اسامی مبارکہ نہ کردہ بلکہ بیان وسب ائط ہم کردہ و گفتہ است کہ امام رفیع الدین ششم حضرت ایشان است، و امام رفیع الدین بہ ہشت واسطہ بہ فرخ شاہ می پیوندد۔ و شہاب الدین علی المقلب بہ فرخ شاہ الفاروقی الکابلی جد پانزدہم۔ حضرت ایشان است و او بہ یازدہ واسطہ بہ حضرت عبداللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ عنہما می پیوندد۔“
لہذا عاجز از زبدۃ المقامات سلسلہ نسب را در جدول نقل می کند۔

باقی از صفحہ ۱۹
دیدہ بودند یافتند و آن بزرگ حضرت سید میر محمد نعمان قدس سرہ بودند، چنانچہ بردست حق پرست ایشان داخل سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ شد و در بعضی مواضع حضرت مجدد قدس سرہ نوشتند۔ حضرت ایشان بہ حضرت میر نوشتند۔“ خواجہ محمد ہاشم را فرستند کہ چند روز در صحبت باشد و اخذ بعض علوم و معارف نماید کہ جوان قابل ظاہری شود و مشاسرا الیہ مزیائے شما است و مذاق دان شما، استفسار ہا را بہ احوالہ فرمایند کہ جواب گرفتہ بہ خدمت شمار ساند و السلام۔“
چنانچہ حضرت میر ایشان را بہ سمر ہند شریف فرستادند۔ حضرت خواجہ چون بہ سمر ہند رسیدند و جمال باکمال حضرت مجدد را دیدند از دل و جان عاشق آن جناب شدند و مدت دو سال بہ ذوق و شوق تمام در حضور و سفر ملازم خدمت بابرکت ماندہ از محرمان اسرار شدند و بہ اجازت و خلافت مشرف شدند۔ دفتر ثالث مکتوبات را ایشان جمع کردہ اند و در ۱۳۴۰ کتاب ”برکات الاحمدیۃ الباقیہ“ معروف بہ اسم تاریخی ”ہوزبۃ المقامات“ تالیف نمودند و قبل از ۱۳۵۰ در برہان پور رحلت فرمودند، چرکہ شیخ بدرالدین سہرندی در حضرات القدس از وفات ایشان نوشتہ اند و تالیف حضرت القدس در حدود ۱۳۵۰ بودہ۔ مزار ایشان در قبرستان دانی عکہ بود کہ بر راہ واقع است کہ از شہر ہریان پور بہ ایشین ریل می رود و متصل بہ قبرستان مسیل است کہ آن را ”پنڈول“ گویند، عرصہ شصت سال می شود کہ حضرت خواجہ در خواب بر نیک مردی ظاہر شدہ گفتند۔ قریب است آسپیل قبر انقصان رساند لہذا جسد مرا در جائے دیگر دفن کنید۔ آن مرد صالح اہالی ہریان پور را از خواب آگاہ کرد۔ اہالی از حکومت برائے قبر ایشان نزد رابرٹ سن اسکول در میدان جائے طلب کرد و جتان ایشان را از قبر قدیم برداشتند و در قبر جدید دفن کردند۔ بعد از سہ صد سال جسد مبارک ایشان را بر آورده بودند۔ جسد مبارک از سزنا پاپا بالکل سالم بود۔ معلوم می شد کہ حال فوت کردہ اند و کفن ہمچو زو بود۔ خوش نصیبان ہریان پور کیفیت ہم کنوم العرفوس را بہ چشمہائے سمر ملاحظہ کردند و بر آن ولی پروردگار نماز جنازہ خواندہ دفن کردند۔

ہرگز نہ میرد آن کہ دلش زندہ شد بہ عشق ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

در تحقیق این واقعہ قطعاً محل ریب نیست، فلانہ تکون من المؤمنین۔

شمار	نام	شمار	نام	شمار	نام	شمار	نام
۶	عبدالله الواعظ الاصغر	۲۱	عبدالله	۱۱	مخدوم عبدالاحد	۱	
۷	عبدالله الواعظ الاکبر	۲۲	شعیب	۱۲	زین العابدین	۲	
۸	ابوالفتح	۲۳	احمد	۱۳	عبدالحی	۳	
۹	اسحاق	۲۴	یوسف	۱۴	محمد	۴	
۱۰	ابراہیم	۲۵	شہاب الدین علی فرخ شاہ	۱۵	حبیب اللہ	۵	
۱۱	ناصر	۲۶	واسط	۱۶	امام رفیع الدین	۶	
	حضرت عبداللہ صحابی	۲۷	۱	۱۷	نصیر الدین	۷	
	حضرت عمر امیر المؤمنین	۲۸	۲	۱۸	سلیمان	۸	
	رَضِیَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ	۲۹	۳	۱۹	یوسف	۹	
	وَعَنَّا مَعَهُمْ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ	۳۰	۴	۲۰	اسحاق	۱۰	
			۵				

درین جدول نام پدر شہاب الدین علی فرخ شاہ نوشته نہ شد۔ اگر پدر فرخ شاہ نصیر الدین باشد۔ پس وسائط تا حضرت عبداللہ می باشند حالانکہ خواجہ ہاشم ذکر یازده واسطہ می کند۔

شیخ بدر الدین در حضرت القدس اضافہ دو نام کرده۔ یک نام نور الدین است کہ مابین امام رفیع الدین و نصیر الدین واقع شد۔ و دیگر نام عبداللہ است۔ کہ بعد از نام مسعود است و عبداللہ را فرزند واعظ اصغر و واعظ اصغر را فرزند واعظ اکبر نوشته۔

عاجز گوید کہ این ہر دو بزرگواران از خلفائے جلیل القدر حضرت مجددانہ و در احوال حضرت مجدد کتابہائے ایشان را امتیاز خاص حاصل است۔ بعد از ایشان ہر کہ از احوال حضرت مجدد نوشته اعتماد بر کتابہائے ایشان کردہ۔ مع ہذا کلمہ عاجز گوید اگر بہ نظر دقیق مطالعہ ہر دو کتاب کردہ شود فرقے مابین ہر دو کتاب ظاہر خواہد شد خواجہ ہاشم در ۲۳۱ھ بہ خدمت حضرت مجدد رسید و دو سال خدمات شائستہ بہ انجام رسانید۔ محرم اسرار گشت و دفتر ثالث را از مکتوبات جمع کرد و بعد از ارتحال حضرت مجدد قدس سرہ برائے تسکین قلب را ہیہ دریافت بجز آنکہ احوال مبارکہ پیرو مرشد را نوشته کند چنانچہ در دیباچہ زبدۃ المقامات می نویسد۔ از مقتضیات تقدیر و قضا این حقیر را دوری ضروری از ان سُدہ سنیہ روئے نمود۔ در ان دوری بہت تسکین ملامت ہجوری پیش از بیش بہ تحریر آن نمیقہ مذکورہ مامورہ پرداخت، ہنوز ورقے چند از سواد مداد سیاہ نگزیدہ بود کہ واقعہ ہائلہ انتقال حضرت ایشان در ولایت راسیہ پوش ساخت، پس از ارتحال آنحضرت

خود لازم تر گشت نسلی جستن بہ ذکر احوال و اقوال ایشان، الخ: چنانچہ در ظرف سہ سال بہ کمال تحقیق این کتابیا نوشتند نزد این عاجز از کتاب حضرت القدس دو نسخہ است۔ یکے در ۱۰۹۹ھ نوشتہ شدہ و دیگرے در ۱۱۰۰ھ در ہر دو از یوسف اول (رقم ۹) تا یوسف دوم (رقم ۱۱۴) اسقاط پنج نامہا است یعنی اسحاق و عبد اللہ و شعیب و احمد و یوسف نوشتہ نہ شدہ و فیما بعد کسانیکہ مطالعہ این نسخہا کردہ اند بر ہامش کتابین نامہا نوشتہ اند معلوم می شود کہ شیخ بدر الدین این کتاب را بہ دقت تمام نہ نوشتہ اند۔ اضافہ نام نور الدین را بعد از امام رفیع الدین گنجائش نیست۔ زیرا کہ خواجہ ہاشم نوشتہ اند: امام رفیع الدین بہ ہشت واسطہ بہ فرخ شاہ مذکور می پیوندند۔ اگر اضافہ نور الدین کردہ شود تعداد وسائط نہ می شود۔

نزد عاجز از کتاب زبدة المقامات سہ نسخ اند۔ یک نسخہ را حضرت سیدی الوالد در ۱۱۳۳ھ زبیرانیدہ اند، و دیگر آن فرمودہ، و نسخہ دیگر را احمد علی نقشبندی مجددی در ۱۲۸۹ھ نوشتہ، و نسخہ سوم از وسط و آخر ناقص است از کاغذ سیاہی معلوم می شود کہ این نسخہ در او آخر قرن حادی عشر نوشتہ شدہ۔ در کتابت این نسخہ استعمال شگرف نیز شدہ۔ عناوین و اسمائے فہمہ را کاتب بہ شگرف نوشتہ و جا بجا خطوط بہ شگرف کشیدہ، و شگرف بر قطاس پس لعل مصطفی ریختہ۔ را مصداق شدہ۔ درین نسخہ وسائط را کہ مابین فرخ شاہ و حضرت عبد اللہ بن عمر اند بہ این نہج نوشتہ۔

”زیرا کہ او (فرخ شاہ) فرزند نصیر الدین بن محمود بن سلیمان بن مسعود بن عبد اللہ الواعظ الاکبر بن ابوالفتح بن اسحاق بن ابراہیم بن ناصر بن عبد اللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ عنہما“ فیما بعد کہ تصحیح ارقام کردہ و رقم ۷ را کہ بر عبد اللہ بود زدہ و رقم ۸ را کہ بر ابوالفتح بودہ را ۹ و ۸ و ۷ را نہ ویازدہ را دہ کردہ و باز بر عبد اللہ بن عمر رقم یازدہ نہادہ، اصلاح کنندہ این قدر خیال نہ کردہ کہ تعداد وسائط یازدہ است و در وسط نہ فرخ شاہ شامل است و نہ عبد اللہ۔ لہذا بر عبد اللہ رقم یازدہ نہادن غلط است، و این مصلح عبد اللہ الواعظ الاکبر بن رایک نام پنداشتہ۔ لہذا رقم ۹ را گذاشتہ و رقم ۷ را زدہ، و لفظ الاکبر بن را نہ سنجیدہ کہ صیغہ تثنیہ است و دلالت بر دو می کند، خواجہ ہاشم عاشق صادق حضرت مجدد بود، عاشق اکابر محبوب را توصیف بہ اصغر کہ می تواند کرد، لہذا خواجہ ہاشم بیان این ہر دو حضرت بہ تعبیر بلیغ علمی کرد۔ والا کبر بن نوشت کہ صیغہ تغلیبی تثنیہ است۔ تا فہمیدہ شود کہ عبد اللہ الواعظ و نفر اند، و امتیاز ایشان بہ اکبر و اصغر کردہ می شود۔

نسخہ حضرت القدس کہ در ۱۰۹۹ھ نوشتہ شدہ، نام عبد اللہ الواعظ را بہ این نہج نوشتہ: ”خواجہ عبد اللہ بن خواجہ واعظ اکبر“ یعنی نام واعظ اصغر نیاوردہ۔ و فیما بعد کہ بر ہامش ”ابن خواجہ واعظ اصغر“ افزودہ۔ از مطالعہ حضرت القدس معلوم می شود کہ شیخ بدر الدین از کتاب زبدة المقامات استفادہا کردہ و

بعض واقعات و احوال را فقط نقل فرموده است و بعض را بہ تغییر لیسیر معلوم می شود کہ جناب بدرالدین در خواندن عبد اللہ الواعظ الاکبرین سہو کرده و الواعظ الاکبرین را الواعظ الاکبر ابن خواندہ لہذا واعظا غیر راز نوشتہ و عبد اللہ را جداگانہ اسم قرار دادہ است۔

شیخ بدرالدین نام نورالدین یا نور بعد از امام رفیع الدین آورده بہ خیال عاجز این نام بعد از شہاب الدین فرخ شاہ است چونکہ نورالدین فرزند نصیر الدین است کہ نام والد امام رفیع الدین و نام جد فرخ شاہ است بہ مناسبت نصیر الدین سہو بعد از امام رفیع الدین نوشتہ شدہ۔ در نسخہ قدیمہ زبده المقامات بر نصیر الدین رقم ۱ نوشتہ شدہ و رقم ۱ وجود ندارد و معلوم می شود کہ رقم ۱ عند الکتابہ در فروگزاشت آمدہ و آن نورالدین بن نصیر الدین است۔ **هَذَا مَا ظَهَرَ لِي وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ۔**

اشکال اشکالی کہ در سلسلہ نسب واقع است آن غیر از بحث نورالدین است، و بیانش این است کہ در کتب اسماء رجال اولاد حضرت عمر و اولاد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما را بہ تفصیل ذکر کردہ اند حضرت عمر را نہ پسر بود۔ ۱۔ زید اکبر، ۲۔ زید اصغر، ۳۔ عبد اللہ، ۴۔ عاصم، ۵۔ عبد الرحمن اکبر، ۶۔ عبد الرحمن اوسط، ۷۔ عبد الرحمن اصغر، ۸۔ عبید اللہ، ۹۔ عیاض، و حضرت عبد اللہ را سیزدہ پسر بود، ۱۔ ابوبکر، ۲۔ ابو عبیدہ، ۳۔ واقد، ۴۔ عبد اللہ، ۵۔ عبید اللہ، ۶۔ عمر، ۷۔ عبد الرحمن، ۸۔ سالم، ۹۔ حمزہ، ۱۰۔ زید، ۱۱۔ بلال، ۱۲۔ ابوسلمہ، ۱۳۔ عاصم۔ در اولاد این ہر دو حضرت ناصر نام کسی نیست۔ حالانکہ شہاب الدین فرخ شاہ فاروقی است و از اولاد ایشان جماعتی بہ ہند آمدہ ہر پنجو شیخ فرید الدین گنج شکر و امام رفیع الدین قدس اللہ اسرارہما، و این بزرگواران کہ از اصحاب علم ظاہر و باطن و از گروہ۔ **الَّذِينَ يَنْظُرُونَ بِبُورِ اللَّهِ۔** بودند خود را فاروقی می گفتند و نسب این بزرگواران بہ ناصر بن عبد اللہ بن عمری رسد۔

بعض فاروقیان از اولاد حضرت فرخ شاہ کہ در ہند قیام دارند خود را از فاروقی گفتن باز داشتند جناب رشید احمد امروہوی مخلص سہیل اختیار کرد و حضرت فرخ شاہ کابلی را از سادات شمار کرد و درین مسئلہ رسالہ سیادت فریدی نوشت۔ **ع فکر ہر کس بہ قدر ہمت اوست۔**

این عاجز از سہا در حل این اشکال سعی بود، کتب اسماء رجال را مطالعہ کرد۔ و بہ این نتیجہ رسید کہ از اول سلسلہ بعض حلقات در فروگزاشت آمدہ۔ و عبد اللہ فرزند عمر، نہ حضرت عبد اللہ بن عمر الخطاب است، بلکہ توافق اسمی برائے کاتبان و بیان کنندگان نسب مغلطہ واقع شدہ، در ایام تقصص، کتاب "عمدۃ المقامات" بہ دست رسید، این کتاب را حضرت فضل اللہ مجددی در ۱۲۳۳ھ تالیف کردہ و بہ سعی حضرات سندھ در لاہور تقریباً چہل سال قبل طبع شدہ۔ بر صفحہ ۹۸ بیان سلسلہ نسب انکافی زبده المقامات

دبر حاشیہ عبارت جناب عبدالقیوم المتوفی ۱۲۶۱ھ تحریر یافتہ۔ نوشتہ اند محقق نماز کہ تمام نسب مبارک تا امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ از روئے انتخاب سی و دو نفر می شوند۔ حالانکہ در سلسلہ نسب از حضرت مجددنا حضرت عمر بیست و نہ نفر اند۔ این عاجز کلمہ "از روئے انتخاب" را نہ فہمیدہ کہ انتخاب نام کتاب است یا بمعنی مختار و پسند کردہ شدہ، است۔ از این عبارت ظاہری شود کہ اگر در سلسلہ نسب شمار حضرت مجدد کردہ شود کمی سہ افراد است و اگر شمار ایشان نہ باشد پس کمی چہا افراد است۔

این عاجز بہ حضرت محمد با ششم مجددی سندھی تذکرہ این عبارت کرد۔ ایشان نقل تحریر حضرت والد خود بہ عاجز دادند کہ بر حاشیہ حضرت القدس نوشتہ اند تحریر حضرت محمد با ششم درج ذیل است۔
 "بر حاشیہ حضرت القدس از دفتر دوم صفحہ ہفتم جناب حضرت قبلہ محمد حسن مجددی قدس اللہ سرہ تحریر فرمودہ اند۔ شیخ عبداللہ بن شیخ عمر بن شیخ حفص بن شیخ عام بن شیخ عبداللہ بن امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم ہکذا امد کور فی کتب الانساب"

ازین عبارت ظاہر است کہ حضرت محمد حسن از کتب انساب اضافہ این چہا نامہا کردہ اند ممکن است۔
 "انتخاب" در بیان انساب کتابے باشد و از ان کتاب این نامہا نقل کردہ باشند۔
 در کتاب جواہر معصومی احمد حسین خان امروہوی درین باب تنقیح خوب کردہ اند۔ و در آخر بحث نوشتہ اند کہ قول فیصل بہ موجب کتب تواریخ این است کہ حضرت ایشان نسباً فاروقی اند و ناصر فرزند عبداللہ بن عمر بن حفص بن عام بن عبداللہ بن عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین می باشند۔
 شیخ محمود احمد عباسی امروہوی در جلد چہارم از تاریخ امروہہ کہ موسوم بہ تحقیق الانساب است نوشتہ اند کہ تحقیق خاکسار مؤلف کتاب سلسلہ نسب بہ این طور است کہ ناصر فرزند عبداللہ است و ایشان فرزند عمر بن حفص بن عاصم بن عبداللہ بن عمر الفاروق رضی اللہ عنہم اند۔
 نظر بر تحقیقاتے کہ عاجز کردہ و تصریحاً تے کہ از بزرگواران ذکر شدہ سلسلہ نسب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ بہ این نہج است۔

شمار	نام	شمار	نام	شمار	نام
۱	مخدوم عبدالاحد	۵	حبیب اللہ	۹	یوسف
۲	زین العابدین	۶	امام رفیع الدین	۱۰	اسحاق
۳	عبدالحمی	۷	نصیر الدین	۱۱	عبداللہ
۴	محمد	۸	سلیمان	۱۲	شعیب

شمار	نام	شمار	نام	شمار	نام
۱۳	احمد	۲۰	مسعود	۲۶	عبداللہ
۱۴	یوسف	۲۱	عبداللہ الواعظ الاصغر	۲۸	عمر
۱۵	شہاب الدین علی فرخ شاہ	۲۲	عبداللہ الواعظ الاکبر	۲۹	حفص
۱۶	نور الدین	۲۳	ابوالفتح	۳۰	عاصم
۱۷	نصیر الدین	۲۴	اسحاق	۳۱	حضرت عبداللہ صحابی
۱۸	عمود	۲۵	ابراہیم	۳۲	حضرت عمر القاروق امیر المؤمنین
۱۹	سلیمان	۲۶	ناصر		رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ

مناسب است کہ در نیاقدے از احوال حضرت مخدوم قدس سرہ ہم بیان کردہ شود۔

حضرت مخدوم عبدالاحد خواجہ ہاشم نوشتہ کہ حضرت مخدوم رادر عنفوان جوانی در آوان تحصیل علم شوق این راہ پیدا شد و بہ خدمت حضرت عبدالقدوس رسید بیعت

شدند۔ ایشان قصہ قیام در آن استان کردند، حضرت شیخ فرمود اولاً علوم دین حاصل کنید و باز بہ تحصیل این معاملہ کمر ہمت بندید۔ ایشان عرض کردند ترسم کہ صحبت گرامی نہ یابم، حضرت شیخ فرمود۔ فرزندم رکن الدین موجود است۔ چنانچہ ایشان بہ تحصیل علوم مشغول شدند و باز از شیخ رکن الدین معارف باطنی حاصل نمودند۔ در طریقہ قادریہ و چشتیہ بہ اجازت و خلافت مشرف شدند۔ حضرت مخدوم بہ غرض استفادہ و استفاضہ مالک ہند را سیر کردہ اند و بہ صحبت ارباب علم و معرفت رسیدہ اند۔ بالآخر بہ وطن مراجعت فرمودہ بہ درس و تدریس و مطالعہ کتب تصوف چون عوارف و فصوص مشغول بودہ اند۔ ایشان را کتب شائستہ و رسائل نجستہ در علوم دین و اسرار یقین اندازان جملہ کنوز الحقائق و اسرار الشہد مشہور اند۔ چون جوازہ حیات را بہ دروازہ حدود شامین رسانیدند ندائے ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ ربیبک گفتہ درشتہ بہ ہفتدہم ماہ رحلت فرمودند۔ خواجہ ہاشم نام ماہ نہ نوشتہ اند و نوشتہ اند فقیرے تاریخ انتقال ایشان را چنین یافتہ۔

آں شیخ کہ بود اعلم اندر ہر فن جانش گہرے ستر ازل را معدن

چوں شیخ زمانہ بود در علم و عمل تاریخ وصال او بگو "شیخ زمن"

در حالت سکرات فرمودند۔ حقیقت او سبحانہ ہستی مطلق است، اما کسوت کونیہ خاک در چشم مجوبان می افکند۔ دور و مجوری دارد۔ و بہ فرزند خود حضرت مجدد فرمودند۔ "ترا بر ہمین سخن وصیت می کنیم" چون کہ حضرت مجدد بارہا از حضرت ایشان شنیدہ بودند کہ محبت اہل بیت حضرت خاتمیت علیہ علیہم الصلوٰت و التحیۃ را در جزایمان و حسن فائزہ مدخلتے عظیم است، لہذا ہنگام نزع آن را فریاد ایشان دادند۔ حضرت مخدوم فرمودند۔

کہ سرشارِ آن مجتہد و غرقِ آن دریائے نعمت۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ وَقَدَّسَ سَيَرُهُ وَتَوَزَّعَ رِيحُهُ۔

احوال حضرت مجدد چون حضرت ایشان بہ دبستان شدند بہ اندک روز حفظِ قرآن مجید نموده بہ تحصیلِ علومِ دین مشغول شدند۔ بیشترِ علوم را نزد پدر بزرگوار خود و اندکے را پیش علمائے کبار آن روزگار گزارانده بہ سیالکوٹ رفتہ نزد مولانا کمال کشمیری کہ از فحول دانشوران متورع بود و از علم باطن نیز نصیبیہ اشست بعضے کتب معقولہ خواندہ اند و از شیخ یعقوب کشمیری بعض کتب احادیث خواندہ اند۔ شیخ یعقوب از خلفائے بزرگ قطبِ علم شیخ حسین خوارزمی کہروی قدس سرہ بودہ و روایت و اجازت کتب تفاسیر و احادیث و حدیث مسلسل بالاولیہ و قصیدہ بردہ از عالم ربانی قاضی بہلول بدخشان دارند۔ بعد از تحصیلِ علومِ دین یک بار بہ آگرہ کہ اندران ایام بہ اکبر آباد مشہور بود تشریف بردہ اند چونکہ آگرہ در آن روزگار دارالسلطنت بود جمیع از علماء و فضلا آنجا قیام داشتند۔ صحبت ایشان حضرت ایشان را بہ خود کشید چنانچہ مدتے آنجا قیام فرمودند۔ حضرت مخدوم راشوق دیدار فرزند دل بند بے قرار کرد و جناب ایشان با وجود کبر سن بہ آگرہ تشریف بردند، یکے از فضلائے آن دیار از حضرت مخدوم پرسید، باعث این تصدیح چه بود فرمودند۔ شوق ملاقات فرزندم شیخ احمد مرا اینجا رسانیدہ ص یوسف نہ رود کنعان یعقوب برون آید۔ حضرت ایشان با قبلہ گاہ خود از آگرہ بہ سرہند تشریف آوردند و ملتم خدمت و صحبت حضرت والد شدہ فواند حاصل کردہ اند۔ در رسالہ مبداء و معاد تحریر می فرمایند۔ این درویش را مایہ نسبتِ فردیت از پدر بزرگوار خود حاصل شدہ بود۔ حضرت مخدوم با وجود کثرت تلامذہ و معتقدین بجز حضرت مجدد کسے را بیعت نہ فرمودہ۔ حضرت مجدد نسبتہائے سلاسل حاصل کردہ بہ اجازتِ خلافت ممتاز گشتہ اند و از والد بزرگوار خود بیان کردہ اند۔ چنان معلوم ما گردیدہ کہ مرکز این دائرہ و شاہراہ این باد یہ بہ دست طائفہ علیہ نقشبندیہ افتادہ، نسبت ایشان فوق ہمہ نسبتہا ظاہری گردید۔ و نیز حضرت والد ماجد فرمودہ اند۔ با وجودیکہ از رسائل اکابر این طریقہ سنیہ بر او ضاع و اطوار و اسرار ایشان اطلاع دست وادہ و حظہا فرا گرفته و از نسبت شریفہ ایشان بہرہ یافتہ اما ہموارہ خواہانیم کہ یکے از کارشناسان راہ نمایان این سلسلہ را حق سبحانہ بہ دیار ما برساند یا ما را بہ دیار او برد تا از برکات صحبت او اقتباس انوار ایشان نمایم۔

وصول بہ خدمت حضرت خواجہ از مدتے حضرت ایشان راشوق زیارتِ مریدین شریفین بجا آرم می داشت لیکن از وجہ حضرت مخدوم قصد سفر نہ کردہ اند۔

چون حضرت مخدوم در سال ہزار و ہفت رحلت فرمود، حضرت ایشان در ہزار و ہشت بہ قصد سفر حرمین

مخترین ازخانہ برآمدند چون بہ شہر دہلی رسیدند مولانا حسن کشمیری کہ یکے از فضلا و آشنایان ایستان و از مخلصان حضرت خواجہ بودہ ایشان را بہ دریافت حضرت خواجہ دلالت نمودہ و گفتہ کہ امروز از سلسلہ علیہ نقشبندیہ این چنین گوہرے بہ چہار سوئے این دیار آمدہ کہ طلاب از یک نظرش آن دولت یابند کہ از اربعینات متکاثرہ در ریاضات متوافرہ نہ یابند۔

آن کہ بہ تبریز دید یک نظر شمسین سحرہ کند بردہ طعنہ زند بر چلہ
چون کہ حضرت ایشان از والد بزرگوار خود فضائل و اوصاف سلسلہ نقشبندیہ شنیدہ بودند بہ شوق تمام متوجہ اعقاب عالیہ حضرت خواجہ شدند و فرمودند کہ توشہ این سفر مبارک بہ از این چہ باشد کہ ذکر و مراقبہ حضرات خواجگان از حضرت خواجہ اخذ نمایم۔

بہ گیسریم زاد رہ این سراغ ز شورا بہ اشک و ز قرص داغ

چون بہ خدمت حضرت خواجہ رسیدند لطفہا و مہربانیہا یافتند، حضرت خواجہ از قصد ایشان پرسیدند، ایشان عرضہ کہ در پیش داشتند یہ عرض رسانیدند اگر چہ شیوہ حضرت خواجہ نہ بود کہ از طلب کسے را دلالت بر اخذ طریقہ یا التزام صحبت خویش نمایند یا از مثل این سفر مبارک بہ سکونت خانقاہ اشارت فرمایند اما حضرت ایشان را فرمودند ہر چند سفر مبارک در پیش دارید اما چند روزی توان بہ فقر صحبت داشت لا اقل ماہیہ یا ہفتہ چہ مانع است حضرت ایشان اختیار بودن ہفتہ نمودند ہنوز دور روز بران نہ رفتہ بود کہ آثار تصرف حضرت خواجہ بر ایشان استیلا نمود چنانچہ بہ خدمت حضرت خواجہ معروض داشتند و حضرت خواجہ بلا تامل ایشان را بہ خلوت بردہ بہ ذکر دلالت نمودند جناب ایشان در مکتوب ۲۶۶ از دفتر اول نوشتہ اند توجہ شریف ایشان در دو و نیم ماہ این ناقابل را بہ نسبت نقشبندیہ رسانیدہ و حضور خاص این اکابر را عطا فرمودہ حضرت خواجہ ایشان را بشارت دولت کمال و تکمیل دادہ مخلص کردند۔

حضرت ایشان از خدمت حضرت خواجہ مخلص شدہ معاودت
بنائے مسجد شریف در سر ہند

نوساختہ مشغول کار شدند شیخ بدرالدین در حضرت تاسعہ در بیان تصرف ۳۸ واقع تعمیر مسجد شریف را ذکر کردہ اند این مسجد شریف کہ فی ما بعد سرچشمہ فیوضات و برکات گشتہ در سنہ ہزار و ہشتاد و ہشت تعمیر شدہ این عاجز از "منجدیہ قرآن خدا" سال بتایافتہ ہزاران ہزار بندگان خدا از ان ارض مبارکہ بہ درجات ولایت رسیدہ اند و عالمہا را روشن کردہ اند۔

یک شبہہ و جواب آن | اینجا بعض افراد را یک شبہہ پیدا شدہ است کہ حج فرض است و

حضرت ایشان از خانہ برائے حج برآمدہ بودند و در راہ بہ خدمت حضرت خواجہ رسیدند و سفر حج ملتوی شد و باز تا آخر ایام بہ حج نہ رفتند۔ برائے حاصل کردن کمال باطنی فریضہ حج را چہ گو نہ گذاشتند۔

عاجز گوید، حضرت ایشان ارادہ سفر حرمین شریفین از وجہ شوق و راہ توکل کردہ بودند نہ از وجہ فرضیت، چہ احوال مالیہ ایشان مقتضی آن نہ بود کہ قصد حرمین شریفین فرمایند و اکبر شاہد برین مدعا آن مکتوب گرامی است کہ حضرت خواجہ اندر آن ایام بہ مخلصہ نوشتہ اند۔ در کاتبی مبارکہ ایشان تحت رقم ۶۵ اندر راج دارد، نوشتہ اند۔ "شیخ احمد نام مردے است در سر ہند، کثیر العلم و قوی العمل، روزے چند فقیر یا دانشست بر خاست کردہ، عجائب بسیار از روزگار و اوقات او مشاہدہ کردہ، بہ آن می ماند کہ چہ را غے شود کہ عالمہا از او روشن گردند، بجز اللہ تعالیٰ احوال کاملہ او مرا بہ یقین پیوستہ، این شیخ مشار الیہ برادران و اقربا دارد، ہمہ مردم صالح و از طبقہ علمار، چندے را دعا گو ملازمت کردہ، از جواہر عالیہ دانستہ، استعداد ہائے عجیب دارند، فرزندان آن شیخ کہ اطفال و اسرار الہی اند، بالجملہ شجرہ طیبیہ اند۔ اَنْبَتْهَا اللهُ نَبَاتًا كَحَسَنَاتِ۔ الغرض بہ جہت کثرت عیال و علو فقر و بے معاشی تفرقہ در اوقات آن جماعت ہست۔ اگر از وجہ چہل یک ہر سال قدرے معین بہ آن خالوادہ برسد چنانچہ کاتب قسمتے در میان ایشان قرار دہد بہ غایت مستحسن است، مورت خیر بسیار، ہر چند کہ اندکے باشد، کن عظیم از خیرات خواهد بود، فقر لے باب اللہ اند، دلہائے عجب دارند، زیادہ جہا است۔ ازین مکتوب گرامی حقیقت حال ظاہر و باہر است کہ حضرت ایشان از جماعت "و کَانَ رِزْقُهُ كَفَافًا" بودہ اند کہ شان اولیائے پروردگار است کہ مَا أَخْبَرَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وقتیکہ حضرت ایشان بہ خدمت قبلہ حق پرستان رسیدند ابواب عزیمت علیٰ مَصْرَ اَعْيَها بر ایشان مفتوح شد، مقام حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقْرَبِينَ۔ دریافتند، لہذا وَتَزَوَّدُوا فَاِنْ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى رانصب العین خود ساختہ راہ توکل را بہ امر رب العالمین امانند۔ اگر سعی بود از شوق او سبحانہ و تعالیٰ بود و اگر صبر بود بہ امر و بے بود۔ در ہر حال رضائے وے مطلوب بود۔

رشتہ در گردنم افکنده دوست می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

الطاف حضرت خواجہ حضرت ایشان بہ خدمت حضرت خواجہ سہ بار رسیدہ اند۔ نوبت اول بہ بشارت حصول دولت کمال و تکمیل و خلعت اجازت و خلافت

مشرف شدند، حضرت خواجہ از طالبان جمعے را حوالہ ایشان کردند تا تربیت آنہا نمایند۔ و نوبت دوم کارخانہ ارشاد بہ حوالہ ایشان کردند۔ درین ضمن آن خدمت جلیلہ نیز بہ ایشان تعلق یافت کہ برائے انسداد اتحاد اکبری حضرت خواجہ بران طریقہ عمل پیرا بودند و ذلک اصلاح احوال الامراء و الوزراء حضرت

خواجہ بہ جناب حضرت ایشان نوشتہ اند کہ فی المکتوب ، اَمِنَ الْمَكَاتِبِ الْمُبَارَكَةِ - اَبْقَاكُمْ اللهُ تَعَالَى - خدمت میان صدر جہان استدعائے تعلیم ذکر و مراقبہ کردند تعلیم ذکر کردہ شد چون مراقبہ خاصہ این طبقہ از مقولہ درس و بیان نیست و ایشان ارادہ یہاں داشتند مصلحت چنان دید کہ در خدمت شام ^{تصحیح} آن نمایند حصول آن بے ظہور تصرف متعذر است ، انشاء اللہ العزیز وجہ اتم ظاہر شود ، درین اوقات ضعف کاتب قوی است فرصت صحبت و سرور بگ توجہ نہ مانده و لو بیت سوم چون بہ مسامح مبارکہ حضرت خواجہ خیر قدم حضرت ایشان رسید ، حضرت خواجہ از فرط محبت و شفقت با وجود ضعف قوی از مسکن مبارک کہ در قلعہ فیروزی بود تا دروازہ کابلی بہ استقبال ایشان پیادہ آمدہ اند و فرزندان خود را کہ عبید اللہ خواجہ کلان و محمد عبداللہ خواجہ خورد می باشند و در آیام شیر خوارگی بودہ اند طلب فرمودہ از ایشان التماس توجہ کردند چنانچہ امتثال الامرہ حضرت ایشان بہ آن ہر دو نور و دید با توجہات دادند حضرت خواجہ بہ نسبت ایشان فرمودہ اند ایشان از کمال مردان و محبوبان اند و نیز فرمودہ اند کہ امر و زری فلک زمین طائفہ علیہ چون ایشان کسے نیست . و وقتے بزبان مبارک راندند بعد از صحابہ و کمل تابعین و مجتہدین چون ایشان معدودے چند از اخص الخواص بہ نظمی در آیند و نیز فرمودہ اند مادرین سہ چہار سال شیخی نہ کردیم چند روز بازی کردیم اما الحمد للہ کہ این بازی ما دین دکان پروازی ما بے فائدہ نہ شدہ کہ چون ایشانے بروئے کار آمد حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ الا قدس خوب دانستند کہ آن طوطی منتظر ذات فرخندہ صفات حضرت ایشان است لہذا خود را از کار شیخت کشیدند و تمام کار را بہ حضرت ایشان حوالہ نمودند و فرمودند این تخم را از بخارا و سمرقند آوردیم و در زمین برکت آئین ہند کشتیم۔

احیائے دین ظہور حضرت ایشان قدس سرہ در زمانے شدہ کہ از تصرفات علماء سورا و از اقوال جاہل صوفیہ اسلام در زبون حالی و الحاد و تررتنازگی بود۔ خدا نا شناسے برائے اکبر جاہل

مخضرنامیہ نوشت کہ مرتبہ سلطان عادل زیادہ از مرتبہ مجتہد است و دیگرے اکبر اخلیفۃ الزمان قرار داد و گفت کہ دے انسان کابل است و برایش سجدہ تعظیمی تجویز کرد۔ یکے ہنگام ملاقات اللہ اکبر می گفت و دیگرے در جوابش "جَلَّ جَلَالُہ" می سرانید۔

وَاللَّيْلُ مَا نِ مَسَرَاتٍ وَأَحْزَانُ

وَمَا إِلَيْهَا حَلُّ بِإِلْسَانِ سُلْوَانُ

فَجَائِعُ الدَّهْرِ أَنْوَاعٌ مُنَوَّعَةٌ

وَاللَّحْوَادِثُ سُلْوَانٌ يَسْتَهْلِكُهَا

قبلہ حق پرستان حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ چند سال پیشتر فرمودہ بودند شیخ احمد نام مرے است در سر ہند کہ کثیر العلم و قوی العمل۔ بہ آن می ماند کہ چراغ شود کہ عالمہا از روشن گردد۔ آن چہ حضرت

خواجہ بنور الہی دریافت ہوئے اور ان پر وجہ تم واکمل شدہ ہے کہ عالم زندہ شد باہر گرا از فیض ربانی۔
 علامہ سید غلام علی آزاد بلگرامی رحمہ اللہ در کتاب "مبہجۃ المرآجین فی آثار ہندوستان"
 پر عربی نوشتہ درین کتاب حوال حضرت مجدد در اقدس سرہ در ہفت اوراق تحریر نموده ہزدعا جز این کتاب
 نسخہ خطی موجود است، قدرے ازان می نویسید۔

مولانا الشیخ احمد بن الشیخ عبد الاحد القاروقی السہرندی من مفاخر اهل الهند
 المجدد لدلائف الثانی والبرهان الساطع علی اشرفیۃ النوع الانسانی، صاحب ہا طل روی العز
 والعجم مطاوعہ، نیر اعظم بلغ المشارق والمغرب انوارہ، جامع العلوم الظاہرۃ والباطنۃ
 خازن الكنوز الباریۃ والکامنۃ، نسبہ ینتہی الی القاروقی رضی اللہ عنہ، میلادہ سنت
 احدی وسبعین وتسعمائۃ وهو فی صغر سنہ حفظ القرآن فی عمر سبعۃ عشر سنۃ فرغ
 من تحصیل العلوم الدرسیتۃ واشتغل بالتدریس والتصنیف فصنف فی تلك الايام
 رسالین لطیفۃ باللسان العربی والفارسی ثم ارتحل من سہرند الی دہلی واخذ الطریقۃ
 النقشبندیۃ عن الخواجه عبد الباقی واخذ الطریقۃ الجشندیۃ عن ابیہ مولانا الشیخ
 عبد الاحد والطریقۃ القادریۃ عن الشیخ سکندر عن جدہ کمال اللیثی وللخواجہ
 عبد الباقی فی حق المجدد رعنایات عظیمہ وکلمات کریمہ، منها ما کتب فی اوائل ملازمتہ
 المجدد دلہ الی بعض الاکابر بالفارسیۃ ما ترجمتہ هذا الشیخ احمد رجل من سہرند
 کثیر العلم قوی العمل جالسہ الفقیر عدۃ ایام وشاہد عجائب کثیرۃ فی اوقایہ ویتراوی
 سیصد شمساً یتنور بها العوالم ثم جلس المجدد علی مسند الارشاد والتلقین وملا
 من فیضہ السماوات والارضین ونشأ فی حجر تربیتہ الخلفاء الاجلاء کل واحد منهم
 مرکز لدائرة الولاية ووصلت سلسلته من الهند الی ما وراء النہر والروم والشام و
 المغرب وله مکتوبات فی ثلاث مجلدات ہی حجر قواطع علی تجرہ وبراہین سواطع علی
 بصیرتہ وسمعت ان عن بعض العلماء لکن ما رأیت المکتوبات المعربۃ وبعد ازین

۱۰ غالباً در او اخیر قرن ہادی عشر یا اوائل قرن ثانی عشر کے تعریب مکتوبات شریفہ کردہ ہوئے لیکن آن نسخہ ناپید
 شدہ و باز در ۱۳۱۶ھ شیخ محمد مراد المنزاوی تعریب مکتوبات شریفہ کردہ و در مطبع میرٹھ، در مکہ مکرمہ طبع کردہ وہا مش راہ سائل
 نافعہ و تقریبات و تحریرات علمائے اعلام آراستہ و پیراستہ کردہ جزاۃ اللہ خیر الجزاء شیخ منزاوی از مخلصین سید ابو عبد اللہ
 محمد صالح بن عبدالرحمن الزواوی است و ایشان خلیفہ حضرت شاہ محمد مظہر عم اصغر حضرت سیدی الوالد ند چون کہ
 این کتاب (مکتوبات معربہ) ناپید شدہ ہوئے پروردگار از اترک صاحب نسبت و نمودت شیخ حسین علی (باقی بر ص ۳۱)

واقعهٔ مجلسِ حضرتِ ایشان نوشتہ و بازا این دو شعر گفتہ۔

لَقَدْ بَرَعَ الْأَقْرَانِ فِي الْإِهْنِ سَاجِمٌ وَجَدَّ دَفَنَ الْعَشِقِ يَا لِمُغْرِدِ
فَلَا يَجِبُ أَنْ صَادَهُ مُتَقَيِّصٌ أَلَمْ تَرِنِي الْأَسْلَافَ قَيْدَ الْمُجَدِّدِ

تاریخ وفات حضرت ایشان را از "رفیع المراتب" دریافتہ کہ ۱۰۳۴ می باشد، و در احوال ملا محمد و الفاروقی صاحب شمس باز غم نوشتہ "اربابِ آنہ لم یظہر بالہند مثل الفاروقیین، احدہما فی علم الحقائق و ہو مولانا الشیخ احمد السہروردی المتقدّم ذکرہ و الثانی فی علوم الحکمة و الادبیة و ہو الملا محمد صاحب الترجمة۔"

وسید صدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی در کتاب "المجدد العلوم قدرے از کلام علامہ آزاد بگرامی نقل کردہ نوشتہ اند۔ "و من افادایہ انہ اوضح الفرق بین وحدۃ الوجود و بین وحدۃ الشہود و بین ان وحدۃ الوجود تعتری السالک فی أثناء سلوکہ فمن ترقی مقاماً اعلی من ذلک تجلی لہ حقیقۃ الشہود فسدّ بک طریق الإلحاد علی کثیر من کان یتسنن بزیدی الصوفیة۔ ثم انہ باحث الملاحدۃ فی زمانہ و جادلہم بقامہ و لسانہ و ردّ علی السرافض و حقق الفرق بین البدعة و السنۃ و اقیسۃ المجتہدین و استحسنات المتأخرین و التعارف عن القرن المشہود لہا بالخیر و ما احدثہ الناس فی القرون المتأخرۃ و تعارفہ فیما بینہم فرد بک مسائل مما استحسنہا المتأخرون من فقہاء مذہبہ و کان فقیہاً ما ترید یا حریصاً علی اتباع السنۃ مجتہداً فیہ قلیل الخطاء فی ذکرہ و المسائل المعدودۃ التي شدّ بعض اهل العلم التکیر بہا علیہ فالصواب ان لها تاویلاً وقد شاركہ فیہا غیرہ ممن لا یخصی کثرة، فلیس إذا یخصہ الایکاس۔ (ص)

د باقی از ضلّ عشق و زقلای ایشان را توفیق داد کہ ایشان تصویر عکسی گرفتہ مکتوبات معربہ را بار دیگر طبع نمودہ اند عشق خلیفہ سید عبدالحکیم آذواسی اند و ایشان خلیفہ سید فہیم آذواسی خلیفہ سید ظہار کتاری، خلیفہ مولانا خالد کردی اند کہ از اجل خلق حضرت شاہ عبد اللہ غلام علی بوزند قدس اللہ اسرارہم، بہ چہار شنبہ پانزدہم شعبان ۱۳۹۱ھ (۲۱ اکتوبر ۱۹۷۲ء) از ترکیہ برائے زیارت مقابر حضرت مشائخ کرام قدس اللہ اسرارہم آمدہ بودند و ملاقاتہا با عاجز کردند، شیخ حسین حامی عشق در کتبہ عسکری استادانند بہ سہ شنبہ ۱۳ شعبان ۱۳۹۳ھ (۱۱ ستمبر ۱۹۷۳ء) سہ نفر از تلامیذ ایشان، نور آوزن، احمد تجسر۔ ابراہیم سرمد اللہن آیاد بہ ایمانے ایشان بہ خانقاہ شریف دہلی آمدند و بہ سرچند شریف نیز رفتند و بہ زیارت حضرت کرام مشرف شدند۔ زاد اللہ فی محبتہم و اخلاصہم و وفقہم لحدیث الاسلام و المسلمین۔ نور غیر از رشتہ تلمذ رشتہ دامادی نیز دارد و حفظہم اللہ و ساءہم۔

عاجز گوید در احوال مبارکہ ایشان کتاب ولی کامل خواجہ محمد ششم و کتاب شیخ بدرالدین سرہندی از بہترین کتب اند۔ اگر کسی بہ نظر انصاف مطالعہ این دو کتاب کند بروئے ظاہری شود کہ آنچہ حضرت خواجہ قدس سرہ فرمودہ اند حقیقت واقعہ است کہ دروئے ہیچ جائے قیل و قال نیست، لَاقَةَ نَظَرِ بِنُورِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ کہ ایشان از کمل مرادان و محبوبان اند۔ امروز زیر فلک ازین طائفہ علیہ چون ایشان کسی نیست، بعد از صحابہ و کمل تابعین و مجتہدین چون ایشان معدودے چند از اخص الخواص بہ نظر می درآیند۔ عاجز چند واقعات رامی نویسد تا حقیقت حال واضح تر گردد۔

فصل ششم زبده المقامات نوشته کہ از زبان مبارک حضرت ایشان بہ کرات استماع نموده کہ فرمودند اگر چه عمل و کار ماچہ باشد و ہر چه بہ ما عطا کردہ اند بہ محض فضل و صرف کرم می دانیم اما اگر مثلاً امرے بہانہ کرم باشد آن متابعت سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم خواهد بود کہ مدار کار خود را بران می دانیم و روزے در تحریر معارف بودند ناگاہ بہ سرعت بہ متوضارفتہ بودند و باز بہ سرعت برآمدند ابرق آب طلبیدہ تاخن ابہام بسیار را شستہ باز بہ خلاد درآمدند چون فارغ شدہ برآمدند فرمودند نقطہ سیاہی بر پشت ناخن یافتیم کہ از اسباب کتابت حروف قرآنی است، لہذا آنجا نشستن را لائق نہ دیدیم۔ و وقتے مولانا صالح ختلائی را امر نمودند کہ چند قرفل از خرطیہ بر آورده حاضر کن و سش قرفل حاضر ساخت، در عتاب فتنہ فرمودند، اینک صوفی ما، آن قدر نہ شنیدہ کہ اللّٰهُ وَتَرَبُّ حَبِّ الْوُثْرِ۔ رعایت و تراز مستجاب است، مستحب را مردم چہ دانستہ اند مستحب دوست داشتن است سبحانہ و تعالیٰ۔ اگر دنیا و آخرت را بہ یک علی کہ دوست داشتن حق عزوجل باشد بدہند ہیچ نہ دادہ باشند، و میفرمودند کہ از علمائے دین احکام شرع متین را تحقیق می کردہ باشند کہ کدام مفتی بہ است و کدام مسنون و معمول و کدام بدعت و مردود کہ زمانہ از عہد آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم دور افتادہ و فاسد شدہ ظلمات بدعت و فجور شمول یافتہ درین ظلمات جز بہ چراغ سنت سننیہ راہ نجات نہ توان یافت، و فرمودند غیر از متابعت سید البشر علی آلہ الصلوٰت و التسلیات ہیچ چیز منظور نیست و ہیچ فضیلت را بہ متابعت عدیل نہ می اندازد و فرمودند ہزار اعیان لیبالی را بہ نیم متابعت نہ خریم، عشرہ اخیرہ ماہ رمضان را اعتکاف نشستیم یا ان راجع کردہ گفتیم کہ غیر از متابعت نیست نہ کنید کہ بتل و انقطاع ماچہ خواهد بود۔ صد گرفتاری بہ حصول متابعت قبول داریم اما ہزار بتل و انقطاع بے توسل متابعت قبول نہ داریم و فرمودند مردم ہوس ریاضتہا و مجاہدہ می نمایند و ہیچ ریاضت و مجاہدہ برابر رعایت آداب نماز نیست لایست نماز ہائے فرض، و میفرمودند احوال تابع شریعت است نہ شریعت تابع احوال، کہ شریعت قطعی است بہ وحی ثابت شدہ و احوال ظنی است از کشف و

الہام ثابت گشتہ، شیخ بدرالدین در حضرت خامسہ نوشتہ اند کہ طلبیہ علم را تحریر بص و ترغیب بر علم می نمودند و تحصیل علم را بر سلوک طریقہ صوفیہ تقدیم می دادند، این حقیر را در ایام عنفوان جوانی اکثر اوقات از استیلائے حال ذوق خواندن نمی شد بہ مہربانی تمام می فرمودند کہ سبق بیار و سخن آن کہ صوفی جاہل مسخرہ شیطان است، و در حضرت سادسہ نوشتہ اند، روزی حضرت ایشان بہ جہت تقاضائے حاجت بہ ستارح در آمدند، دیدند کہ در آن جا کاسہ ناتمام از سفالین است کہ گناس بہ آن نجاسات برمی داشتت و اسم اللہ بر آن نقش کردہ اند و ملوث بہ قاذورات شدہ، آنحضرت کاسہ را بہ دست خود گرفتہ از آنجا برآمد و خادم را فرمودند کہ آفتاب بہ آب بیار، آورد آن کاسہ را بہ دست خود از قاذورات پاک ساختند ہر چند خادم التماس نمودند کہ ما آن را پاک کنیم قبول نہ فرمودند، بعد از پاک کردن آن را بر طاق بلند بہ جامہ سفید پیچیدہ بہ تعظیم تمام نگاہ داشتند و ہر گاہ می خواستند کہ آب بیاشامند در ہمان کاسہ می آشامیدند و در فصل ششم زبدۃ المقامات نوشتہ است، شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہ را بس بزرگی دانستند و نیک یاد می کردند و می گفتند با وجود این محبت کہ مرابہ شیخ است قدس سرہ بعضی علوم کشفی شیخ را نہ می پسندم و حق برخلاف آن معلوم می شود اما چون این خطا خطای کشفی است از مواخذہ دور است مانند خطائے اجتہادی الخ و حضرت ایشان قدس سرہ در مکتوب ۳۶ از دفتر اول نوشتہ اند شریعت متکفل جمیع سعادات و نیو تہ و اخرو تہ آمد و طلبیہ نہ ماند کہ بہ ماورائے شریعت در آن مطلب احتیاج افتد، طریقت و حقیقت کہ صوفیہ بہ آن ممتاز گشتہ اند ہر دو خادم شریعت اند در تکمیل جز و ثالث کہ اخلاص است، پس مقصود از تحصیل آن ہر دو تکمیل شریعت است نہ امر دیگر و در شریعت الخ و در مکتوب ۱۱۲ از دفتر اول نوشتہ اند احوال و مواجید کہ بتحقق بہ حقیقت معتقدات این فرقہ ناجیہ میسر شود جز استدراج ہیچ نہ می دانیم و جز خرابی ہیچ نہ می انگاریم۔ الخ

عاجز چند اقوال را نقل کردہ کہ بہ منزلہ عرفیہ از بحر بے کنار است۔ عشقے کہ بہ شریعت مطہرہ و سنت مبارکہ ایشان را بود شاید کم کسی دیگر این گونه عشق داشتہ باشد و بصیرتے کہ حق تعالی در طریقت و حقیقت بہ ایشان عطا کردہ بود بیانش چہ کردہ آید، این عاجز در کتاب مرآت الجنان از امام یافعی و در نفحات الاس از عارف جامی و در شذرات الدہب از ابن عماد حنبلی واقعہ شیخین جلیلین حضرت شہاب الدین سہروردی و حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی۔ دیدہ است کہ اتفاقاً ملاقات این دو اولیائے پروردگار با ہم شدہ ہر یک از این ہر دو بزرگوار نظرے در دیگرے کرد و بدون تکلم بہ راہ خود روان گشت۔ فیما بعد کسی از شیخ اکبر حال شیخ شہاب الدین پرسید۔ حضرت ایشان فرمودند۔ رَجُلٌ مَمْلُوءٌ مِّنْ فَدَقِّهِ إِلَى قَدَمِهِ مِثْرَ السُّنَّةِ۔ یعنی مردے است کہ از ستر تا قدم پیر بہ سنت مطہرہ است۔ و باز از شیخ شہاب الدین حال

شیخ اکبر پر سید حضرت ایشان فرمودند: هُوَ يَحْمُرُ الْحَقَائِقَ - کہ وہ دریائے بے کنار حقائقِ است ،
 این عاجز چون احوال مبارکہ و رسائل و مکتوبات شریفہ حضرت مجدد قدس سرہ را مطالعہ می کند حضرت
 ایشان را جامع این ہر دو وصف می یابد بمرست با دہ احمدیہ حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی گفتہ و چہا در
 غر سفتہ: بَلْ أَنْطَقَهُ اللَّهُ بِالْحَقِّ -

زہر یک نقطہ اش چون نافہ تر	شمیم وصلِ جانان می زند سر
دلے آن کز برودت در زکام است	چہ داند نافہ اش گرد و شام است
سرایم مدح آن سیاحِ غواص	کتہم خورشید را چون ذرہ رقاص
ہمین فرزندِ فاروق است چون آب	کنون لطق از زبان او کند رب
سراپا نسخہ اخلاقِ فاروق	زہر منقضت تریاقِ فاروق
چراغِ نقش بند ہفت محفل	نگاہش نقش بند غیر از دل

مراد از ہفت محفل طرقِ سبعم ہم می توان شد کہ حضرت ایشان در ان منسلک بودہ اند و ہی
 النقشبندیہ و القادریہ و الجشتیہ و السہروردیہ و الکبریہ و المدراریہ و القلندریہ، و ممکن است
 مراد از ہفت کثرت زائدہ بود، چہ عند العرب عدد سبعة جمع الجمعین است جمع طاق عدد سہ است و
 جمع زوج عدد چہار و سبعم جامع ہر دو جمع است، لہذا دال بر کثرت زائدی باشد و کذلک السبعین
 والسبعمانۃ۔۔۔۔۔ پروردگار جل شانہ و عم احسانہ حضرت ایشان را برائے تابانی شریعت
 مطہرہ و برائے تصفیہ و تزکیہ طریقہ صوفیہ صافیہ ظاہر کردہ بود، و حضرت ایشان قلبا و لسانا و قلما مصروف
 این کار بودہ اند و حق تعالی از اطراف و اکناف عالم قلوب عباد را پسونے دار الارشاد سر ہند متوجہ کرد۔
 شاعرے گفتہ۔

سر ہندگو کہ رشکِ طور است خار و خس او ہمہ ز نور است
 و دیگرے گفتہ۔

سر ہندگو کہ رشکِ چین است خلدے است بریں کہ بر زمین است

حضرت ایشان قدس سرہ بہ برادر خورد و خورد شیخ نمود و در حمہ اللہ در مکتوب ۲۲۶ از دفتر اول
 نوشتہ اند۔ اے برادر مردم از اطراف و جوانب ترک اسباب نبوی نمودہ در رنگِ مورخ می ریزند و شما
 قدر دولتِ خانگی را نا شناختہ در مطلبِ دنیاے ذمیہ بہ ذوق می دوید و بہ شوق خواہان حصول آییند
 الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ حَدِيثٌ نَبَوِيٌّ اسْتَعْلِيهِ مِنَ الصَّلَاةِ أَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّسْلِيمَاتِ

اَکْبَرًا۔ اے برادر! میں نوعِ اجتماعِ اہل اللہ و این قسمِ تَجَعُّبَاتِ اللَّهِ وَفِي اللَّهِ کہ امروز در سرِ چند میسر است اگر
 گردِ عالم گردید معلوم نیست کہ عَشْرَ عَشْرِ این دولت پیدا آرید و شمشیرِ ازین ماجرا حاصل کنید، شما این
 چنین دولت را مفت از دست دادید و از جواہرِ نفیس بہ جوڑ و موڑ در رنگِ طفلان اکتفا نمودید
 شرمت باد! ہزار شرمت باد! ۱۰

حضرت ایشان در سرِ چند شریفِ مشغولِ کار و علمائے سُور و اعدائے دینِ مصرفِ دسائس و آزارِ این
 گروہِ باطنِ سقیمِ نزدِ جہانگیرِ شکرکایتہا بردند چنانچہ جہانگیرِ حضرت ایشان را بہ ۲۲ خورداد سلسلہٴ جلوس کہ مطابق
 ۹ جمادی الآخرہ ۱۰۲۰ ۲۲ ماہِ مئی ۱۶۱۹ء می باشد در حضورِ خود طلب کرد و بہ ایشان گفت، شنیدہ ایم کہ شما نوشتہاید کہ مرتبہ
 من از مرتبہٴ صدیقِ اکبر افضل است، حضرت ایشان بادشاہ را از حقیقتِ امر آگاہ کردند، شیخ بدرالدین در
 حضرت سابعہ از حضراتِ القدس نوشتہ اند: سلطانِ بدین جواب از سرِ عتاب درگزشت، درین اثنا
 مردے دور از خدا شناسی بہ سلطان گفت کہ دیدید تکبر این شیخ را کہ بہ شما کہ ظل اللہ و خلیفہٴ او تعالیٰ اید سجدہ
 نہ کرد بلکہ تواضع بہ رسمے کہ با یک دیگر می کنند ہم سجانیا ورد بہ سلطان ازین سخن لیسورید و حکم بہ قید گویبار
 نمود، مفتی غلام سرور فرزندِ غلام محمد بن رحیم اللہ القریشی الاسدی الہاشمی لاہوری در کتابِ خزینۃ
 الاصفیاء کہ در سالہٴ ۱۰۲۸ء تالیف شدہ نوشتہ اند: چون در عہدِ بادشاہ نورالدین جہانگیر بہ دربارِ شاہی
 بہ سببِ اختیارِ نور جہان بیگم مردمانِ اہل مذہبِ رافضیہ را بسیار دخل بود و حضرت مجدد در ردِّ عقائدِ
 این طائفہ رسالہٴ با و کتابہا تصنیف کردہ بود و این قوم دشمنانِ جانی آن امام ربانی بودند فرصتِ وقت
 غنیمت دانستہ این مکتوب را بہ نظرِ بادشاہ گزارا بیندند، و باز قصہٴ مکالمہٴ حضرت ایشان با بادشاہ
 نوشتہ و باز تحریر کردہ: "حضرت مجدد بادشاہ را بہ این چنین دلائل و براہین تسلی داد۔ بادشاہ از سرِ عتاب درگزشت
 و بہ اکرامِ رخصت فرمود۔ بہ وقوعِ این وارداتِ حضراتِ شیعہ دانستند کہ کار بہ طلبِ ایشان نہ شد بعد
 چندے موقعِ وقت در یافتہ بہ عرضے بادشاہ رسانیدند کہ شیخ احمد جماعتے کثیر بہم رسانیدہ و ہزار در
 ہزار مردانِ جان نثارِ نزد وے جمع اند و نزدیک است کہ فتنہ برانگیزد و بر مملکتِ شاہی دست تصرف
 دراز کند و بادشاہ را برین آوڑند کہ شاہانِ راسخہٴ تہجیت جائز است و اگر شیخ احمد ہم در حضورِ شاہی حاضر
 شدہ سجدہٴ تہجیت ادا نہاید مخالف نیست پس بادشاہ باز شیخ را نزد خود خواند و سجدہٴ تہجیت خواست،
 شیخ بدرالدین در حضرت سابعہ نوشتہ: "وقبل ازین شاہزادہ دین پناہ شاہ جہان کہ با ایشان را اخلاص تمام
 داشت علامی قہامی افضل خان و خواجہ عبدالرحمن مفتی را با کتبِ فقہ پیش ایشان فرستادہ بود کہ سجدہٴ
 تہجیت برائے سلاطین آمدہ است اگر شما سجدہ کنید ہیچ گزندے از پادشاہ بہ شما نہ خواہد رسید من در

متعہدی شوم۔ ایشان فرمودند کہ این رخصت است عزیمت آن است کہ غیر حق را سجدہ نہ کنند۔ مفتی غلام سرور نوشتہ "چون شیخ مرتکب این امر نہ شد (یعنی سجدہ نہ کرد) معاندان سر بہ شورش برداشتند و بر مضمون مکتوب کہ سابق ذکر کردہ شدہ بود دیگر مضامین مکاتیب کہ فہم ظاہر بینان بہ آن نہ می رسد اعتراضہا بہ وقوع آوردند خصوصاً مولوی عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ہم درین بحث مکتوبہا نوشتند و جوابہائے شافی یافت پس ہمہ علماء بہ خاطر داری امرائے دربار فتویٰ بر قتل شیخ نوشتند و بادشاہ آن جناب در محبس حبس نمود و حضرت شیخ تا دو سال در حبس بہماندہ

عاجز گوید جہانگیر حضرت ایشان را بہ ۲۲ ماہ خورداد سالہ جلوس حبس کردہ و بہ ۲۱ خورداد سالہ جلوس از حبس خلاص کردہ، کمافی تزک جہانگیری پس مدت حبس یک سال می باشد۔

نزد عاجز نسخہ از سفینتہ الاولیا است کہ در نسخہ ۱۰۶ تحریر شدہ، در آن نوشتہ است شیخ احمد کابلی قدس سرہ از اولاد امیر المومنین عمر فاروق اند۔ در سر ہند سکونت ورزیدند مرید حضرت خواجہ باقی اندر سلسلہ نقشبندیہ و از مشائخ قادریہ و حشمتیہ نیز اجازت ارشاد دارند و صاحب ریاضت و مجاہدت بودہ اند۔ در اواخر حال بعضی بر شیخ تہمت کردہ اند کہ می گوید مرتبہ من زیادہ است از مراتب خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اما این محض بہتان و افتراء مخالفان است بر شیخ، چرا کہ این فقیر خود شنیدہ از سیادت و نقابت پناہ فضائل و کمالات دستگاہ افضل فضلاء عصر علامی فہامی استاد میسرک شیخ بن شیخ فصیح الدین می فرمودند کہ وقتی ما را بہ سر ہند عبور افتاد و ملاقات شیخ احمد روئے داد۔ در اثنائے ملاقات خاطر گزشت کہ اگر شیخ را بہ خدا شناسی است این سہ چیز کہ در دل من گزرانیدہ ام می باید کہ این ہر سہ امر بہ فعل آید پس آنچه مردم از ایشان بیان می کنند محض دروغ و افتراء است۔ آن ہر سہ سوال کہ در خاطر آخوند گزشتہ بود شیخ بعینہ جواب دادند و بہ عمل آوردند حضرت آخوند بہ شیخ مذکور معتقد شدند و فقیر را از فرمودہ ایشان یقین شد کہ شیخ احمد سر ہندی صاحب حال بودند و وفات ایشان در سال یک ہزار و سی و چہار ہجری بودہ و قبر در سر ہند است۔ انتہی۔

در نسخہ سفینتہ الاولیا کہ در سال ۱۸۶۲ در مطبع منشی نول کشور طبع شدہ۔ بیان این واقعہ قدرے تفصیل اندراج یافتہ۔ در اثنائے ملاقات بہ خاطر گزشت کہ اگر شیخ را کرامتے است باید کہ مردم آنچه از ایشان بیان می کنند خاطر نشان من سازند۔ و دیگر آن کہ شنیدہ بودم کہ خواجہ باقی کہ پیر ایشان است بے اجازت مولانا خواجگی مریدی گرفتند۔ و دیگر آن کہ بہ خواجہ محمود چہ اعتقاد دارند، چون ساعتے پیش شیخ نشتم جزوے کہ از زیر بند خود بہ من دادند کہ مطالعہ نمایند۔ چون آن را تمام بدیدم، بہ من گفتند ازین

چیزے ظاہری شود، گفتم ازین خود هیچ ظاہر نمی شود و آنچه درین جا است درست است، گفتند پس بدانید که آنچه از ما واقع شده همین است و باقی اقرار است، و باز بعد از ساعتی گفتند که روزے خواجہ خاوند محمود بہ اینجا آمدہ بودند گفتند کہ خواجہ باقی اجازتِ صریح از پیر خود نہ دارد، بہ جہت آن کہ روزے مولانا خواجگی امکانی خرچہ میخورند و قاج قاج را خود بریدہ بہ دست حاضران و مریدان می دادند و بہ خواجہ باقی نہ دادند، اصحاب گفتند کہ خواجہ نیز حاضر اند، مولانا خواجگی امکانی فرمودند ما خرچہ پوزہ بہ او درست دادیم، خواجہ باقی ازین استنباط کردند کہ مرا اجازت ارشاد دادند من گفتم این چنین نیست چرا کہ ما ہرگز این چنین سخن از پیر خود و از دیگر مردم نہ شنیدہ ایم، بلکہ خواجہ باقی ابامی کردند کہ این کار درست من نمی آید و این بار را من نہ می توانم برداشت و مولانا خواجگی می فرمودند کہ ما اجازت دادیم و ترا این کار را باید کرد و درین اثنا چندے از ریش سفیدان نیز گفتہ اند کہ مادران مجلس حاضر بودیم کہ مولانا خواجگی اجازت ارشاد بہ خواجہ باقی دادند، خواجہ خاوند محمود گفتند پس ما غلط شنیدہ بودیم، و بعد از ان شیخ احمد فرمودند کہ آنچه از مریدان خواجہ خاوند محمود بہ ایشان اعتقاد دارند خواجہ آن چنان نیستند و من آن اعتقاد بہ خواجہ نہ دارم۔

علامہ میرک شیخ کہ از اکابر فضلای روزگار بودہ صفائے حضرت ایشان را دیدہ مخلص و معتقد حضرت ایشان شدند و فرمودند۔ آنچه مردم از ایشان بیان می کنند محض دروغ و افترا است۔

علامہ آزاد بلگرامی نوشتہ اند۔ ثم اخرجہ السلطان عن السجن بشرط ان یقیم فی عسکرہ دید و رمعہ فاقام الشیخ قدس سرہ فی العسکر ثم رخصہ السلطان والعود لحمد الی سہرزد و عطر ہا و اہالیہا بعضی فالتد، یعنی بادشاہ حضرت ایشان را از حبس بہ این شرط کشید کہ اقامت ایشان در عسکر باشد، ہر جائیکہ عسکر رود ایشان ہمراہ عسکر روند، و پس ان بادشاہ ایشان را رخص کرد۔ عودت ایشان بہ سہرزد آمدہ بودہ چہ مشام جان سہرزد، و اہالی سہرزد از نفحات بوئے خوش عود و زند معطر گردید۔ آی بِاللَّحْيَانِ الرَّحْمَانِيَّةِ وَ بِاللَّسْمَاتِ الرَّبَّانِيَّةِ أَحْبَبِي الْبِلَادَ وَ أَهْلَهَا۔

از عبارت علامہ آزاد ظاہر است کہ حضرت ایشان اگر از حبس گویا برآمدند اما آزاد و خود مختار نہ بودند بلکہ زیر رقابت بودند حضرت ایشان در مکتوب ۲ از دفتر سوم بیان این حقیقت فرمودہ اند۔ نوشتہ اند، صحیفہ شریفہ و ملاطفہ منیفہ کہ از روی کرم و شفقت نامزد این فقیر ساختہ بودند بہ مطالعہ آن مستر گشت، اللہ سبحانہ الحمد و المنة کہ بہ صحت و عافیت اند و از تفقد احوال دوستان دور افتادہ فارغ نیستند، احوال اوضاع فقرای این حدود مستوجب حمد است کہ در عین بلا عافیت است و در مظان تفرقہ جمعیت، فرزندان و دوستان کہ ہمراہ اند، اوقات شان بہ جمعیت است و احوال ایشان در

ترقی و تزیید، عسکر در حق ایشان خانقاہ شخص است کہ در عین تلونیات لشکریان تمکین نصیبشان است و در عین گرفتاریہاے نشئی کہ از لوازم این موطن است گرفتاریک مطلب اند، نہ کہے را با ایشان کارے و نہ ایشان را از کہے بارے، مع ذلک مسلوب الاختیار اند، و بہ لوازم حبس و قید گرفتارے عجب جسے است کہ رہائی را در عرض آن بہ جوے نہ خرد و طرفہ قیدے است کہ اطلاق را از ان جا بہ پیشینے (ای دانگے) نہ ستانند۔ الحمد للہ سبحانہ و المنة علی ذلک و علی جمیع نعمة العظام۔ الخ حضرت ایشان درین مکتوب بہ صراحت بیان حبس و قید کردہ اند۔ فالصواب ما قاله السيد البلگرامی۔ و مدت این حبس کمتر از چہار سال نہ بودہ، جہانگیر بہ ۹ رجب ۱۰۳۲ھ کہ نہم ماہ خورداد بودہ بہ اجیر رسیدہ بود و خواجہ محمد شام فصل نہم نوشتہ۔ در سال ہزاروسی و دوم در بلدہ اجیر فرمودند کہ آثار قرب انتقال ظاہری شود۔ و در فصل دہم در حوال حضرت خواجہ محمد معصوم آن مکالمہ را نقل کردہ کہ مابین حضرت مجدد و حضرت محمد معصوم قدس اللہ اسرار بہا بود و نوشتہ۔ چہ این گفتگو در عشرہ اولی ذی الحجہ سنہ یک ہزاروسی و دو بود و از شمال آن ہادی کمال بہ بسیت و ہشتم صفر سنہ یک ہزاروسی و چہار بودہ۔ و شیخ بدرالدین در حضرت تاسعہ از حضرات القدس در بیان کرامت ۸۵ نوشتہ۔ بعد از ان بہ وطن مالوف رسیدند و برائے خود خلوت خانہ جدا مقرر کردند و در ان خلوت می بودند تا آنکہ در مدت قلیلہ رحلت آخرت فرمودند، نزد این عاجز امتداد این مدت قلیلہ بیشتر از سالے ہرگز نہ بودہ، بلکہ مظنہ آن است کہ این مدت کمتر از سالے بودہ۔ واللہ اعلم۔

از عبارت خزینۃ الاصفیاء ظاہر است کہ ہمہ علماء بہ خاطر داری امرائے دربار فتویٰ بر قتل حضرت ایشان دادہ بودند و شیخ عبدالحق دہلوی ہم درین بحث مکتوب بہا نوشتہ و جو بہاے شافی یافتہ۔ اگر علماء سورہ برائے قتل کردن ایشان سعیہا کردہ اند جائے تعجب نیست فإتھم مثل کثیر الحداد میجرق بیتک أو ثوبک أو یجد منہ ریحاً خبیثۃ۔ البتہ عجب از جناب شیخ است کہ از اقوال گروہ باطن سقیم متاثر شدہ اعتراضات داہمیہ بر حضرت مجدد قدس سرہ کردند و برائے کور باطنان مزید اسباب شقاوت فراہم آوردند۔ حضرت ایشان قدس سرہ در او خرایام خود بہ خواجہ حسام الدین مکتوبے نوشتہ اند کہ در دفتر سوم مکتوب ۱۲۱ است۔ درین مکتوب مبارک تحریر فرمودند۔

چندین سخن نغز کہ گفتے کہ شنودے
گر عشق نہ بودے و غم عشق نہ بودے
صاحب غوارف قدس سرہ کہ قول۔ "قدیمی ہذا علی رقبۃ کل ولی۔" را کہ از حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ صادر شدہ است بر لقیئہ سکر محمول داشتہ است مرادش قصور این قول نیست کہ ما تو ہمہم کہ آن عین محبت اوست بلکہ بیان واقع نمودہ است یعنی صدور این قسم سخن کہ منہی از مباحات و افتخار

است بے بقیہ سکر کائن نیست کہ در صحیح خالص بہ امثال این سخنان تکلم نمودن دشوار است این فقیر کہ این ہمہ وقا تر در بیان علوم و اسرار این طائفہ علیہ نوشتہ است ظاہر ہے خاطر شما قرار یافتہ است کہ از روی صحیح خالص نوشتہ است بے مزج سکر، حاشا و کلا، کہ آن حرام و منکر است و گزاف و سخن بافی است، سخن با فان کہ بہ صحیح خالص منتصف اند بسیار اند چہر این قسم سخنان نہ با فند و دلہائے مردم را از جانہ برندہ فریاد حافظ این ہمہ آخر بہ ہرزہ نیست ہم قصہ غریب و حدیث عجیب ہست

مخدوم این قسم سخنان کہ نبی از افشائے اسرار باشد و از ظاہر مصروف بود در ہر وقتے از مشائخ طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم نہ ظہور آردہ است و عادت مستمرہ این بزرگواران گذشتہ، امرے نیست کہ فقیر آن را ابتدا کردہ باشد و اختراع نمودہ، لیس ہذا اول قارورہ کسرت فی الاسلام۔ پس این ہمہ شور و غوغا چیست، اگر لفظے صادر شدہ است کہ ظاہر ش مطابقت بہ علوم شرعیہ نہ دارد آن را بہ اندک توجہ از ظاہر صرف نمودہ مطابق باید ساخت و مسلمانے را متہم نہ باید کرد۔ اشاعت فاحشہ و تفضیح فاسق ہر گاہ در شریعت حرام و منکر باشد تفضیح مسلمانے بہ مجر اشتباہ چہ مناسب بود و شہر بہ شہر بہ آن منادی کردن کہ امام تدین باشد طریق مسلمانے و ہر بانی آن است کہ کلمہ کہ ظاہر ش مخالف علوم شرعیہ است اگر از شخصے ظاہر شود باید دید کہ قائل آن کیست اگر بلجی و زندقہ بود زدی آن باید کرد و در اصلاح آن نہ باید کوشید، و اگر قائل آن کلمہ از مسلمانے بود و ایمانے بہ خدا رسول داشتہ باشد در اصلاح سخن او باید کوشید و مجمل صحیح از برائے آن پیدا باید نمود یا از آن قائل حل آن باید طلبید، و اگر در حل آن عاجز آید نصیحتش باید کرد و امر معروف و نہی منکر بہ رفتن اولی اسنت کہ بہ اجابت نزدیک است، و اگر مقصود اجابت نہ باشد و تفضیح مطلوب بود امر دیگر اسنت، اللہ تعالیٰ توفیق دہاد، و عجب تر آن کہ از مکتوب شریف مفہوم می شود کہ بعد از استماع کتابت فقیر از ان عزیز اشتباہے و انحراف در ملازمان شمانیز طاری شدہ بود، ماناکہ انعکاسی باشد، بایستے کہ مظان اشتباہ را ایشان خود حل می کردند و برین فقیر نہ می انداختند و تسکین فتنہ می فرمودند، از یاران چہ گلہ نماید کہ بعضے از ایشان با وجود قدرت و رفیع اشتباہ خود را معاف داشتند و سکوت و زبندہ ص ماز یاران چشم یاری داشتیم۔ رَبَّنَا اِنْتَا مَنْ لَدُنَاكَ رَحْمَةٌ وَ هِيَ لَنَا مِنْ اَمْرٍ نَارِشِدْ، وَالسَّلَامُ اَوْلَا وَاخِرًا۔ اھ سبحان اللہ چہ مکتوب مبارک پر از مودت و اخلاص است چسان طریقہ مسلمانے را بیان فرمودہ اند کہ اُدْعُ اِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔ و چہ نصیحتہا فرمودہ اند کہ فَاِذَا الَّذِي يْبِيْنُكَ وَ بَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَانَتْ وَ لِي حَجِيْمٌ۔ این مکتوب مبارک شیخ عبدالحق مطالعہ نمودہ، می بایست کہ در حدیث و جفائے ایشان تخفیف پیدا شدے و جواب: "مازیا این چشم یاری داشتیم" را بہ "هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ" دادے لیکن آنجا مزید شدت پیدا شد و جواب

شیخ مکتوبے از بس طویل بہ حضرت مجدد قدس سرہ نوشت ، ازین مکتوب طولانی ظاہری شود کہ اعتراضات جناب شیخ از ایام حیات حضرت خواجہ قدس سرہ شروع شدہ و بر مکتوبے کہ بہ خواجہ حسام الدین احمد نوشتہ شدہ انجام یافتہ یعنی از ۱۸ تا ۳۳ ہجری ، غلام معین الدین در کتاب ”معارضج الولایت“ مکتوب شیخ را نقل نموده و خلیق احمد نظامی در تالیف خود حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ” از صفحہ ۳۱۲ تا آخر صفحہ ۳۲۲ آن را نقل نموده ۔ عاجز این مکتوب را مطالعہ کردہ ۔ اعتراضات جناب شیخ از تہذیب و تفکر معری می نمایند ۔ عاجز دو اعتراض ایشان نقل می کند کیے از ابتدائے مکتوب دیگرے از انتہا ، تا قدر و قیمت اعتراضات ظاہر شود ۔ اعتراض اول ۔ بعد از آن کہ در خدمت خواجہ محمد باقی افتادند و از صحبت شریف ایشان استفادہ این نسبت کردند و بہ ترقی نہادند در حیات و بعد از وفات ایشان از حالات و کمالات خود خبر دادن گرفتند زیادہ از حصر و قیاس ۔ الخ

اعتراض آخری در آخر سکر بہانہ ساختہ اند کہ ملتہی گردیدند و بے قید رہا نمودند چہ چیز با بر سر ایشان گزشتہ و هنوز زبانہا بطعن تشبیح ایشان دراز است ، و قول شریف ”وَلَيْسَ هَذَا أَوَّلَ قَارُورَةٍ كَيْسَتْ فِي الْإِسْلَامِ“ عجب واقع شدہ است در اعتراف بہ شناخت آن کافی است و شیشہ شکستہ چون باز بہم نہ می آید ۔ وَكَذَلِكَ لَا يَلْتَأَمُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ وَآيَةُ كَرِيمَةٍ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَاتِبٌ ، و حدیث شریف ، كُفَّ هَذَا الْعِنَى اللِّسَانِ دَرِينِ بَابِ كَافِي اسْتِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ ۔

عجب است جناب شیخ بر عریضہ یازدہم ایراد ہا گرفته و فکر نہ کردہ کہ اگر در عریضہ مرید پاک نہاد صفا استعداد جائے قیل و قال بودے حضرت پیر روشن ضمیر آگاہ کردے ۔ از رضائے خواجہ ظاہر است کہ در عریضہ مبارکہ هیچ عیب نیست ۔ حضرت ایشان بیان کمالات کردند زیرا کہ حق تعالی فرمودہ است ۔ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔ وقاضی ثنار اللہ نوشتہ ۔ در حدیث آمدہ ”التَّحْدِيثُ بِالنِّعْمَةِ مُشْكِرٌ“ و جناب شیخ حدیث بالنعمة را خوش نہ داشتہ ۔ زیرا کہ ایشان را از ان نعم خبرے نہ بودہ و نہ این گونہ معارف را بیانیہ از نظر شان گزشتہ ۔ واللہ اعلم کہ جناب شیخ نسبت بہ حضرت محمد صادق قدس سرہ چہ خیال داشتہ باشند کہ بہ عمر نہ سالگی حضرت خواجہ قدس سرہ ہوارہ ایشان را طلب داشتہ از امور کونیہ غیبیہ می پرسیدند و ایشان از رونے کشف خود جواب می دادند یقیناً این احوال برائے ظاہر بینان مقام صدحیرت است اما اہل بصیرت می دانند کہ فوق کل ذی علم علیہم ۔

فَاذْكُنِّي فِي الْمَدَارِجِ غَدًّا ثُمَّ ابْصُرْتِ حَاذِقًا لَّا تُمَارِ
لَا تَكُنْ مُنْكَرًا فَتَمَّ أُمُوسٌ لِبَطْوَالِ الرِّجَالِ لَّا لِلْقِصَارِ

فَاذْكُرُوا الْيَوْمَ الْاِلَهْلَالَ فَسَلِّمُوا رَاؤُنَا سِرًا وَاَوْهًا بِالْاَلْبَصَارِ

جناب مجددِ قدس سرہ در آخر مکتوبِ نوشتہ اند۔ فقیر کہ این ہمہ دفاتر در بیانِ علوم و اسرار این طائفہ علیہ نوشتہ است ظاہراً بہ خاطر شہادتِ ریافتہ است کہ از روئے صحیحِ خالص نوشتہ است بے مزجِ سُکر۔ حاشا و کلاً کہ آن حرام و منکر است و کزاف و سخنِ بانی، الخ۔ شیخ بر این قول نوشتہ است۔ ”در آخر سُکر را بہانہ ساختہ اند“ و قتیکہ شیخ این الفاظ می نوشت۔ ”اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِنَّهُ“ را فراموش کردہ بود۔ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہ محبوب و فرزندِ محبوبِ خود ارشاد فرمودہ۔ ”اَقَالَ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ قَتَلْتَهُ۔ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السَّلَاحِ۔ قَالَ اَفَلَا شَقَّقْتَ عَن قَلْبِكَ حَتَّى تَعْلَمَ قَالَهَا اَم لَا فَمَا زَالَ يَكْرِرها عَلَيَّ حَتَّى تَمَنَّيْتُ اَنِّي اَسَلَمْتُ يَوْمَئِذٍ۔ یعنی حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ در میدانِ قتالِ شخصی را کہ چون تیغ بے نیام دید و کلمہ خواند قتل نمود و در بارگاہِ رسالت عرض کرد کہ وے از خوفِ سلاحِ کلمہ خواندہ بود۔ آنحضرت فرمودند چرا دلش را چاک کردہ نہ دیدی کہ وے از وجہِ خوفِ گفتنیانہ۔ و آنحضرت این قول را آن قدر تکرار کردند کہ حضرت اسامہ تمنا کرد کاش امروز مسلمان می شدم۔“ از روئے این ارشادِ مبارک شیخِ رامی بایست کہ قلبِ مبارک حضرت مجددِ راشق کردہ می دید کہ آیا از روئے بہانہ این قول نوشتہ اند یا از روئے حقیقت۔ و شیخ گفتہ۔ و قولِ شریفِ و لیسَ هَذَا اَوَّلَ قَاسِرَةِ كَيْسِرَتِ فِي الْاِسْلَامِ عَجِبَ وَاَقَعَ شَدَهُ اسْت۔ الخ۔ قولِ حضرت ایشان قدس سرہ عجب واقع نہ شدہ بلکہ قولِ جنابِ شیخ عجب واقع شدہ، فکر نہ کردہ کہ ماصینِ عظیمِ اَلْوَحْيِ عَجَبِصَ این جایزِ تخصیص است کہ از اربابِ بصیرت پوشیدہ نیست و ذلک و لیسَ هَذَا اَوَّلَ قَاسِرَةِ كَيْسِرَتِ فِي الْاِسْلَامِ بِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ بہ امرِ الہی صد ہا قواریرِ یکنونہ را شکستہ اسرار و معانی ربانیہ بر آوردہ بر صفحاتِ قلوب و اوراقِ کتب ثبت نمودہ کہ برائے اہلِ قلوب از اسبابِ تقویتِ قلوب و تسکینِ جنان شدہ۔ حضرت قاضی شہداء اللہ پانی پتی در رسالہ احقاقِ الحق نوشتہ اند۔ علمائے ظاہر این بزرگواران را مثل خود دانستہ و در خوردن و آشامیدن شریکِ حالِ خود شناختہ و از باطنِ شان عمی و زریدہ بر اعظمِ اولیاء کلامِ شان نا فہمیدہ سخن چینی نمودند و از دریافت فضائلِ شان محروم ماندند چنانچہ بر کلامِ امامِ العارفین۔ ”در شش سطور القابِ اسمِ مبارک حضرت مجددِ نوشتہ“ اکثر اعتراضاتِ نوشتہ و بخلق اللہ ضررِ عظیمِ اخروی رسانیدہ کہ ہر کہ آن اعتراضاتِ رامی بدین از جناب حضرت ایشان بغض پیدا می کند و در ضلالتِ ابدی گرفتاری ماند

اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔ از برائے آنکہ اما طے اذی عَنِ الطَّرِيقِ رَا نَسِيْدُ الْاِنَامِ عَلَيَّ النَّحِيَّةُ وَالسَّلَامُ

از ایمان فرمودہ پس دفع این ضرر کہ در امور یقینی است از واجبات باشد۔

اگر بینی کہ نابینا و حیاء است اگر خاموش بنشیننی گناہ است

حضرت قاضی ثنار اللہ کہ مخفی و مخفی بہ علم ظاہر و باطن بودہ اند برائے رد کردن چنین اقوال ناسدہ استدلال بہ حدیث شریف کردہ اند و درجہ و جوب دادہ اند۔ جَزَاةُ اللّٰهِ خَيْرًا۔ این امر واقعی است کہ تا این وقت اہل اہوار مکتوب شیخ را منزلتے می دہند گویا کہ آن صحیفہ آسمانی است۔ حالانکہ آن خط از بس لایعنی است علمای کرام در رد آن رسالہا نوشتہ اند۔ از ان جملہ چند رسائل را عاجز ذکر می کند۔ رسالہ حضرت محمد سجی فرزند حضرت امام ربانی قدس اللہ اسرارہما۔

رسالہ حضرت محمد فرخ شاہ فرزند حضرت محمد سعید قدس اللہ اسرارہما موسومہ بہ کشف الغطاء عن وجوہ الخطا۔ تعلیقات حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ بر مکتوب جناب شیخ رحمہ اللہ۔ رسالہ قاضی ثنار اللہ پانی پتی احقاق الحق در رد اعتراضات شیخ عبدالحق کہ بہ پنجشنبہ ۲۵ شوال ۱۳۱۶ ہجری یرتسام رسیدہ۔ رسائل حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ۔

رسالہ شیخ محمد بک از بکی عطیۃ الوباب الفاصلۃ بین الخطا و الصواب کہ بہ عربی در مکہ مکرمہ نوشتہ شدہ و بہ دوم ماہ ربیع الاول ۱۲۹۲ ہجری از تالیف رسالہ فارغ شدہ و مفتی مکہ مکرمہ عتاقی زادہ و شیخ حسن تونسلی و شیخ احمد بشیشی و شیخ قاسم سچقدار و شیخ حرم کی السید محمد شیخ سید علی کلا زادہ الدیار بکری و شیخ مرشد الدین مرشدی و مفتی مدینہ منورہ سید اسعد و غیر ہم بر این رسالہ تقریظات شائقہ نوشتہ اند و شیخ محمد مراد المنزادی معرب مکتوباتا در ۱۳۱۶ ہجری تقریظات علمای کرام را بر ہامش دفتر اول از مکتوبات معربہ و رسالہ عطیۃ الوباب را در ۱۳۱۶ ہجری بر ہامش دفتر ثالث طبع کردہ۔ جَزَاةُ اللّٰهِ سُبْحَانَہُ خَيْرًا الْجَزَاءِ۔

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی کتاب بشارات مظهریہ در حیات پیرو مرشد خود حضرت مرزا منظر جان جانانا قدس اللہ اسرارہما نوشتہ بودند و بعد از شہید شدن حضرت پیرو مرشد اضافہ بعض ابواب کردہ۔ ازین کتاب نسخہ کہ در ۱۲۹۲ ہجری نوشتہ شدہ۔ در یاد یا آفس لندن محفوظ است۔ عاجز عکس این نسخہ از انجا طلب کردہ است۔ بر ہامش این کتاب حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ بہ قلم خود بعض جا حواشی نوشتہ اند۔ در باب پنجم از مقصد اول این کتاب بروقی ۳۵ آن مکتوب نوشتہ شدہ است کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بہ جناب خواجہ حسام الدین خلیفہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ اسرارہما نوشتہ اند۔ عاجز آن مکتوب را نقل می کند۔ شاہ نعیم اللہ این مکتوب را بہ نام اخلاص نامہ نوشتہ اند۔

سَلَّمَ اللّٰهُ وَاَبَقَاكَ عَلٰی رُؤْسِ الْمُحِبِّينَ الطَّالِبِينَ الْمُخْلِصِينَ دَرِيْنَ سَرِّ رُوْزِكَ اَزْ اَحْوَالِ شَرِيفِ خَيْرِنَا كَرَفْتِ بِجِهْتِ تَفْصِيْرِہٖ كَمَا دَرَجَبَلْتِ بَشْرًا اسْتِ يَاہُ قَصْدًا اَنْ اَزَّ اَلَا لَشْ ضَعْفِ وَفَرْتِ پَا شَدَّہٗ بَاشْتِنَا بِخَيْرِ مَسْرَتِ اَثْرِ صَحْتِ كَلِّ وِعَافِيَّتِ تَامِ مُشْرِفِ وِ مَسْرُورِ كَرْدِہٗ اَمِيْدِ كَمَا بِاَعْلَامِ اَنْ مَشْرِفِ

گردانند، دیدہ محبت در راہ انتظار و وصول اخبارِ مسرت آثار بندگی حضرت میان شیخ احمد دوچار است، امیدوار است کہ دعائے محبان بہ اجابت رسیدہ اثر عظیم آرد، نسبت این فقیر در این ایام و صفائے باطن بہ خدمت ایشان از حدِ متجاوز است و اصل پروردہ بشریت و غشاوہ جبلت در میان نہ مانده، نہ می دانند کہ از کجا است، با قطع نظر از رعایت طریقہ انصاف و حکم عقل کہ بہ این چنین عزیزان و بزرگان بد نہ باید بود و در باطن بہ طریقی ذوق و وجدان و غلبہ چیزے افتاده است کہ زبان از تقریر آن لال است۔ سبحان اللہ مُقَلِّبِ الْقُلُوبِ وَ مُبَدِّلِ الْأَحْوَالِ، شاید کہ ظاہر بنیان در اینجا استبعاد کنند من نہ می دانم کہ حال چیست و بہ چه منوال است، زیادہ چہ گوید و چہ نویسند و اللہ اعلمُ بِحَقِيقَةِ الْحَالِ۔ ۱۰۰

حضرت غلام علی شاہ بر قول۔ واصل پروردہ بشریت۔ الخ۔ درج ذیل حاشیہ نوشته اند۔

”ازین قول معلوم می شود کہ اعتراضات سابقہ از بشریت و نفسانیت بودند از حقیقت۔ این احوال علما راست وائے برین صرفہ گویان“

مجموعہ مکاتیب حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ نزد عاجزہ موجود است شیخ عبدالرزاق قریشی آن مکاتیب شریفہ را نقل گرفتہ در ۱۹۶۶ء طبع کردہ اند۔ در مکتوب شانزدہم کہ بہ نام حضرت تاضی ثنار اللہ پانی پتی است تحریر فرمودہ اند۔ ”نفس علما افعال خود بہ زور و قوت علم مزین در نظر خود می دارد و متصدی جواب می شود عند الحساب مشکل خواهد شد“

این ہر دو حضرات قدس اللہ سرار بہا حقیقت امر را بیان فرمودہ اند جناب شیخ از حضرت خواجہ بیعت شد بودند دیدند کہ حضرت مجدد از سر بہند آمدند و در دو و نیم ماہ بہ کمال رسیدند و خلافت یافتند و بعد از یک سال حضرت خواجہ مریدان خود را بہ حضرت ایشان تسلیم کردند لہذا رگ بشریت و نفسانیت بہ حرکت درآمد و الذی زاد فی الطین بللہ۔ معاندین حضرت مجدد و گردہ ظاہر بنیان سخنان دروغ و حجاب بہ شیخ رسانیدند لہذا شیخ در سوطن مبتلا شد تشریحات حضرت مجدد بے قدر شدند و نوشتند۔ در آن سکر اہبانہ ساختہ اند۔ ”عجب است کہ عاشق بے چارہ ذکر محبوب کند و در کلامش اثرے از سوز و محبت نہ بود۔ حضرت شاہ غلام علی در رسالہ خود نوشتہ اند۔ ”مبنائے رسالہ بر استماع اخبار بے صرفہ گویان است کاش حضرت شیخ مکتوبات شریفہ را مطالعہ می فرمودند و از سرتامل و تحقیق سخن می نمودند تا مردم ناہم زبان بطعن اکابر نہ می کشوند“ و نوشتہ اند۔ ”مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی از اجلہ فضلائے ہندوستان و ارادتمندان ایشان است، در جواب معترضان مجملات را قلم نمودہ کہ قدح کردن در سخن بزرگان بے علم بہ مراد ایشان جہل است نتیجہ نیک نہ دارد غیبت عوام گناہ است چہ جائے غیبت خواص، پس رد کلام مشیخت پناہ عرفان دستگاہ شیخ احمد از جہل و

ناہمیدگی است۔ انتہی۔ دست آویز مفکران رسالہ حضرت شیخ عبدالحق محدث است رحمۃ اللہ علیہ کہ اعتراضات بہ طریق علمائے طاہر بر بعض معارف ایشان نموده، و علامہ روزگار جناب میرک شیخ رحمہ اللہ فرمودہ اند، آنچه مردم از ایشان بیان می کنند محض دروغ و افترا است، و جناب میرک شیخ صفائے حضرت ایشان را را دیده معتقد ایشان شدند، کما کتب داراشکوہ۔

چون کہ حضرت ایشان جو آپ مکتوب طولانی کہ سر اسر لایعنی بوده نہ نوشتند و در خلوت خانہ خاص مشغول بہ امور یقینیہ شدند و فرمودند چه باشد حال آن کس کہ معانیہ می بیند کہ تمام او را از صفحہ زندگانی این جہان محو ساختند۔ و کانت مدّة تلك الفترۃ سبعۃ أشهر۔ غالباً درین مدت ہفت ماہہ جناب شیخ را حالتی روئے دادہ کہ نوشتہ اند: "من نہ می دانم کہ حال چیست و بیچہ منوال است" و اخلاص نامہ خواجہ حسام الدین نوشتہ باشند۔ جناب شیخ در لہجہ انکار گرفتار ماندند و حضرت ایشان قدس سرودین متین را رونق تازہ بخشیدند و طریقہ حضرات صوفیہ صافیہ را از بدعات صاف کردہ بر طریقہ مبارکہ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحمیۃ راست فرمودند و ارشاد کردند: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَنِي صِلَةً بَيْنَ الْجَزَيْنِ وَ مُصْلِحًا بَيْنَ الْفِتْنَيْنِ۔ گویا کہ حضرت ایشان قدس سرہ اشارہ بہ آن حدیث شریف کردہ اند کہ ابن سعد در طبقات خود در جلد ہفتم صفحہ ۱۳۴ طبع بیروت بہ این لفظ را وایت کردہ۔ عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر أنه بلغه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يكون في أمي رجل يقال له صلة يدخل بشفاعتي الجنة كذا وكذا۔ حضرت ایشان بہ فرزند گرامی حضرت خواجہ محمد معصوم در مکتوب ششم از دفتر دوم نوشتہ اند: "اے فرزند با وجود این معاملہ کہ بہ خلقت من مربوط بودہ است کارخانہ دیگر عظیم بہ من حوالہ فرمودہ اند برائے پیری و مریدی مرا نیاوردہ اند و مقصود از خلقت من تکمیل و ارشاد خلق نیست معاملہ دیگر است و کارخانہ دیگر۔ الخ" راست است علی قدر اہل العزم تالی العزائم۔

تالیقات حضرت ایشان | شیخ صفرا احمد مخدومی نو اسہ حضرت خواجہ معصوم در برکات معصومی ذکر ہفت رسائل حضرت ایشان کردہ۔ (۱) رسالہ تہلیلۃ تحقیق

کلمہ طیبہ۔ (۲) رسالہ اثبات نبوت (۳) رسالہ ردّ شیعہ (۴) رسالہ معارف لدنیہ (۵) شرح الشرح رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہ (۶) مبدا و معاد (۷) مکاشفات غیبیہ۔ و نوشتہ: "مکاشفات غیبیہ حضرت ایشان (یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم) و مبدا و معاد را خواجہ محمد صدیق بدخشی جمع نمودہ اند یعنی خطبہ آہواز خود ساختہ اند و رسائل باقیہ من البدایت الی النہایت از حضرت مجدد الف ثانی است رضی اللہ عنہ" در زبذۃ المقامات نام اثبات نبوت نیست بلکہ نام۔ جذبہ و سلوک۔ آمدہ و در حضرتات القدس نام رسالہ

تہلیلہ نیست بلکہ نام "آداب المریدین" ذکر کردہ شدہ۔ درین ہر دو کتاب نام رسالہ تعلیقات عوارف میر آمدہ و نوشتہ اند کہ آن نام تمام ماندہ، غیر ازین رسائل حضرت ایشان رسالہ دفتر مکتوبات اند۔ در دفتر اول ۳۱۳ مکاتیب اند این دفتر را خواجہ یار محمد جدید بدستی جمع کردہ و در ۱۰۲۵ھ از جمع فارغ شدہ، خواجہ محمد ہاشم برائے این دفتر نام تاریخی۔ در معرفت نجومیز کردند حضرت ابیالقدس سرہ فرمودند ناستس نیز ہمین باشند در دفتر دوم ۹۹ مکاتیب اند و این دفتر را خواجہ عبدالحی حصاری جمع کردہ۔ در ۱۰۲۷ھ از جمع فارغ شدہ، نور الخلاق نام تاریخی است۔ دفتر سوم را سمرقندت جام احمدی خواجہ محمد ہاشم کشمی جمع نمودہ۔

در مقدمہ این دفتر نوشتہ اند "این ضعیف کہ نام او در آخر مکتوب اول این جلد بر قلم شریف رفتہ در سنہ ۱۰۳۱ھ مبرہن است بہ خاک نشینی غلبہ علیہ استسعاد یافت۔ مقارن آن دریائے لسان الغیب و انبوب بنان حضرت ایشان در نموج تقریر و جو ششش تحریر آمد و از غایت رحمت عنایت آن غریب نواز این کمترین بہ جمع آن مسودات و نقل آن از سواد بہ بیاض ممتاز گردید و بہ اتمام جلد ثالث در بہان سال کہ از لفظ "ثالث" نیز معین است سرفراز شدہ و چون شمار مکاتیب بہ صد و سیزدہ رسید کہ موافقت آن بہ عدد حروف باقی۔ ہویدا است و بہرہ اعتبار تقریر بر آن بہ غایت شان و بیابا، بر بہان انجام یافت در سالے کہ "کاس الراسخین" (۱۰۳۳ھ) بلوچ آن است۔ بعد از ان مکتوبے را کہ بہ تازگی علوم جدیدہ و اسرار غریبہ ظہور یافتہ بود فرمودند کہ مسکنہ الختام گردد و چنان شد کہ بہ الحاق آن تطابق عدد سور قرآنی عیان شد۔ عابری گوید بعد ازین اضافہ نہ مکاتیب شریفہ دیگر ہم کردہ شدہ چنانچہ تعداد مکاتیب این دفتر بہ یک صد و بیست و سہ رسیدہ۔ کل مکاتیب شریفہ پنچصد و سی و پنج اند۔

زہر یک نقطہ اش چون سنبلی تر
شہیم دصل جانان می زند سر

پروردگار جل شانہ حضرت ایشان را ہفت پسر و سہ دختر عنایت فرمود۔
اولادِ امجاد فرزندان = (۱) محمد صادق (۲) محمد سعید (۳) محمد مصوم (۴) محمد یحییٰ (۵) محمد علیسی۔

(۶) محمد فرخ (۷) محمد اشرف مؤخر الذکر سہ فرزندان در طفولیت رحلت فرمودند۔

دختران = (۱) خدیجہ (۲) زقیہ (۳) ام کلثوم۔

حضرت محمد صادق ولادت ایشان در بہار بوقوع آمد۔ تاجیات حضرت مخدوم در کنف

تر بیت ایشان ماندند چون در بہار و ہشت حضرت مجدد بہ خدمت حضرت خواجہ رسیدند حضرت محمد صادق بہ نظر قبول حضرت خواجہ درآمدند و اخذ ذکر و مراقبہ و نسبت نمودند حضرت خواجہ در مکتوبے نوشتہ اند قرۃ العین محمد صادق بخورد و از ظاہر و باطن گردد۔ احوال او چنانچہ ظاہر است

مستوجبِ حمد است۔ برہمان حضور خود باشد، از غیبت و استغراق اندیشہ نیست، انشاء اللہ العزیز از شکر بہ صحو آید و فناد شعور اندراج یابد الخ۔ درس بست و یک سالگی بہ خلعتِ خلافت مشرف شدند۔ در زبده المقامات و حضرات القدس در احوال حضرت میر محمد نعمان نوشتہ است کہ نوبتے حضرت ایشان را ضعیف روی نمود بہ خاطر اشرف آمد کہ مانند حضرت خواجگان بہ اہل آن باید سپرد چنانچہ آن را بہ حضرت محمد صادق و حضرت میر محمد نعمان سپردند، چون بہ سن بیست و چہار رسیدند در سر ہندو بائے عظیم روی نمود۔ بہ روز شنبہ ہفتم ماہ ربیع الاول ۱۰۲۴ھ محمد عیسیٰ و بہمان روز وقت شام محمد فرخ و یک روز عقب یعنی بہ ہشتم ماہ ربیع الاول روز یکشنبہ ام کلثوم رحلت نمود و بہ روز دوشنبہ نہم ربیع الاول حضرت محمد صادق رحلت فرمودند۔ در ظرف سہ روز چہار جگر گوشہا جدا شدند حضرت ایشان قدس سرہ نسبت بہ محمد صادق بہ یکے از دوستان بزرگانند۔ لکمانی الزبده: "فرزندی مرحومی آیتہ بود از آیات حق جل و علا و رحمتے بود از رحمتہائے رب العالمین۔ درس بیست و چہار سالگی آن یافت کہ کم کسے یافت، پایہ مولویت و تدریس علوم نقلیہ و عقلیہ را بہ حد کمال رسانیدہ بود حتی کہ تلامذہ ایشان بیضادی و شرح مواقف و امثال اینہا را بہ قدرت تام درس دادند و حکایات معرفت عرفان و قصص شہود و کشف ایشان مستغنی است از آن کہ در بیان آرد، معلوم شما است کہ در سن ہشت سالگی بر نہی مغلوب حال شدہ بودند کہ حضرت خواجہ با قدس سرہ معالجتہ تسکین حال ایشان را بہ طعامہائے بازار کہ مشکوک و مشتبہ است می نمودند و می فرمودند کہ مجبتے کہ مرابہ محمد صادق است بہ ہیچ کس نیست و ہم چنین مجبتے کہ اورا با ما است بہ ہیچ کس نیست، ازین سخن بزرگی ایشان را باید دریافت، ولایت موسوی را بہ نقطہ آخر رسانیدہ بود، عجائب و غرائب آن ولایت بیان می فرمود و ہموارہ خاضع و خاشع و ملتجی و متضرع و متذلل و منکسر بودہ و می فرمودہ کہ ہر یکے از اولیا از حضرت حق سبحانہ و تعالی چیزے خواستہ است و من التجا و تضرع خواستہ ام" الخ

در سیر الکاملین تاریخ وفات ایشان: "وَكَانَ ذَلِكَ لِتَسْعِ خَلَّتْ مِنْ رَبِيعِ الْاَوَّلِ سَنَةِ اَلْفِ دَا رَبِيعِ وَعِشْرِينَ" نوشتہ است و خواجہ ہاشم در زبده المقامات نوشتہ۔ انتقال حضرت مخدوم زاد بزرگ روز دوشنبہ نہم ربیع الاول بہ وقوع پیوستہ بود و از لفظ۔ روز دوشنبہ نہم ربیع الاول - تاریخ سال وصال ایشان نیز می برآید: "خواجہ ہاشم بہ صراحت ذکر سال نہ کردہ۔ شیخ بدر الدین ہم روز و تاریخ ماہ را بیان کردہ و سن را نہ نوشتہ و از لفظ۔ روز ۲۱۳، دوشنبہ ۳۶، نہم ۹۵، ربیع ۲۸۲، الاول ۶۸ کہ ۱۰۲۵ می شود می برآید یعنی بیشی یک سال واقع می شود۔ وَالصَّوَابُ مَا فِي سِيرِ الْكَامِلِينَ زیرا کہ وفات ایشان در عمر ۲۴ سال شدہ۔

تعمیر گنبد

حضرت ایشان فرزند گرامی خود را در صحن حویلی مدفون ساختند۔ در حضرت حادیہ عشر شیخ بدرالدین نوشتہ۔ مدتی قبر ایشان را خام مانده بودند و محاذ طہ گرد آن کرده بعد از آن بخاطر اشرف حضرت ایشان گزشت کہ چون قبر فرزند می در میان عمارات واقع شدہ است بہتر آن است کہ درین مقام گنبد ساخته شود و متابعت بر انبیاء علیہم الصلوٰت و التسلیمات نمودہ آید۔ بناءً علی ذلک بران قبر قرۃ العین خود گنبد بنا فرمودند۔

الوصال

حضرت ایشان قدس سرہ چون بفضل اللہ و کرمہ از تطہیر الحاد اکبری و از ترویج سنت مطہرہ و تصفیہ طرق صوفیہ صافیہ فارغ شدند روزی فرمودند۔ شریعت را دیدم کہ در محلہ ما فرود آمدہ چنان کہ کاروانے در سرائے فرود آید۔ و فرمودند۔ ہر کمالے کہ در نوع بشر ممکن است مرا عطا فرمودند و بہر شہادت و تبعیت سید البشر علیہ الصلوٰت و السلام بدان متحقق ساختند۔ و تحریر فرمودند۔ اے فرزند این آن وقت است کہ در ائم سابقہ درین طور وقتے کہ پراز ظلمت است پیغمبر الوعزم مبعوث می گشت و بنائے شریعت جدیدہ می کرد و درین امت کہ خیر الامم است و پیغمبر ایشان خاتم الرسل علیہ علی آکہ الصلوٰت و التسلیمات علمار امتیہ انبیائے نبی اسرائیل دادہ اند و بہ وجود علما از وجود انبیا کفایت فرمودہ اند لہذا بر سر ہر مایہ از علمار این امت مجددی تعیین می نمایند کہ احیائے شریعت فرماید علی الخصوص بعد از مضمی الف کہ در ائم سابقہ وقت بعثت پیغمبر اولو العزم است و بہ ہر پیغمبرے در ان وقت اکتفانہ نمودہ اند درین طور وقت عالمے عارفے تام المعرفہ از این امت در کار است کہ قائم مقام اولو العزم ائم سابقہ باشد۔

فیض روح القدس از بازمدد فرماید دیگران ہم بکنند آنچه مسیحی می کرد

خطاب مجدد الف ثانی | مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کہ در علوم عقلیہ و نقلیہ یکتائے روزگار بودہ حضرت ایشان قدس سرہ را بہ خطاب مجدد الف ثانی یاد کرد و زبان زد عالمیان گشت۔ کما فی الفصل الخامس من التبدیۃ۔

بالرفیق الاعلی

حضرت ایشان از جنس عسکری خلاص شدہ بہ سرچند رسیدند و در ماہ شعبان سنہ ہزار و سی و سہ خلوت اختیار کردند، در شب برات از زبان عصمت پناہ شنیدند خداوند کہ امشب نام کرا از ذوق ہستی محو کردہ باشند حضرت ایشان قدس سرہ فرمودند چہ باشد حال کسی کہ می بیند و می داند کہ نام او را از نامہ وجود محو کردہ اند و اشارت بہ خود نمودہ اند، و بعصمت پناہ فرمودہ اند کہ از مبلغ مہر خود کفن من سازی، و وصیت فرمودند کہ التزام متابعت سنت و اجتناب از بدعت نماید و مشغول بہ دوام ذکر و مراقبہ باشند حضرت ایشان بہ روز پنجشنبہ ۲۳ صفر بہ دست مبارک خود جامہا قسمت نمودند و بہ

کثرت تصدق و خیرات کردند و بزبان مبارک این مصراع را از اشعار ہندی رانند و سرشک مسرت را از دیدہ
 برافشانند و آج بلا و اکنتمہ سون سکھی جگ دینون وار۔ یعنی امروز روز وصال دوست است اے محرم ہمہ
 عالم را از شادی این دولت و نعمت نزاری کنم و از آنجا کہ حضرت ایشان را شوق لقائے اوسبحانہ استیلا نموده بود
 از کمال شوق گریہ برایشان غالب می شد و ہمیشہ در آن ضعیف بہ دعائے ماثورہ اللہم الرفیق الاعلیٰ رطب
 اللسان می بودند و بہ وقت اشراق فرمودند کہ بہ جهت بول طشت حاضر کنید چنانچہ طشت آوردند کہ در آن
 ریگ نہ بود فرمودند طشت ریگ نہ دارد احتمال جستن قطرات است۔ لہذا ترک بول فرمودند و بطریقہ مسنونہ
 دست راست زیر خد راست نہادہ بہ ذکر پر داخند حضرت محمد سعید سرعت نفس در ایشان دیدم عرض
 داشتند کہ حال شریف چون است، فرمودند آن دور کعبت نماز کہ کردیم کافی است و بعد ازین سخن نہ فرمودند و بہ
 طہارت در حال ذکر پروردگار بہ وقت چاشت روز سہ شنبہ قریب یک پاس روز، بیست و ہشتم صفر و بہ حسنا
 شمسی منتصف جدی گویند در سنہ ہزار و سی و چہار از ہجرت سیدالابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازین
 جہان رحلت فرمودند امامت نماز حضرت محمد سعید نمود و در قبہ مبارکہ حضرت محمد صادق سمت قبلہ پیش روئے
 ایشان در اغوش مادر خاک بیار امیدند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ قَدَسَ اللّٰہُ رُوْحًا وَاَعَطَّرَ قَبْرًا وَاَفَا
 عَلَی الْعٰلَمِیْنَ مَعَارِفًا وَاَسْرَارًا وَفِیْوَضَّہ۔

عشق نبوی

عشقی کہ بہ بارگاہ رسالت حضرت ایشان را بود محتاج بیان نیست۔ ہر حرف مکتوبات
 شریف دال برین معنی است خواجہ محمد ہاشم کشمی در فصل ششم زبده المقامات این ملفوظ
 مبارک نوشتہ اند کہ فرمودند۔ وقتے از اوقات جمعی از درویشان نشستہ بودند۔ این فقیر از محبت خود کہ
 نسبت بہ غلامان آن سرور داشت علیہ و علیٰ الہ الصلوٰت و التسلیمات اتمھا و اکملھا چنین
 گفت کہ محبت آن سرور بر ہیچ مستولی شدہ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ را بہ واسطہ آن دوست می دارم کہ رب محمد است۔
 صلی اللہ علیہ وسلم، عاجز گوید حضرت خواجہ قدس سرہ فرمودہ اند۔ ایشان از کمل مردان و محبوبانند۔ عشق نبوی علی
 صاحبہ التحیات و التسلیمات کہ حضرت ایشان داشتند موہبتی بودہ۔ کسب و عمل را در آن دخلی نہ بودہ۔ سن شریف
 ایشان چون بہ چہل رسید ناگاہ بہ خدمت شریف حضرت خواجہ قدس سرہ رسیدند و بہ درجات ولایت رسیدند
 سر در دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را درین عمر شریف خلعت نبوت عطا شد و حضرت ایشان را خلعت ولایت
 مدت نبوت بیست و سہ سال بودہ و مدت ارشاد حضرت ایشان نیز بیست و سہ سال و کذٰلک الٰہ الیقین
 فی مددۃ الحیات موافقتہ کہ درین امور حضرت ایشان را حاصل شدہ شاید کہ بہ کسی دیگر حاصل شدہ باشد۔
 ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ حضرت ایشان قدس سرہ در مکتوب صدم از دفتر سوم بہ شیخ نورالحق

فرزند مولوی عبدالحق نوشتہ اند۔ ازان دولتِ خاصہ او علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از تخلیق تکمیل او علیہ
و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات بقیہ ماندہ بود کہ در خوان دولت ضیافت کریمان زیاد تیرہ لازم است
کہ اولش گویان نصیب خادمان بود آن بقیہ را بہ یکے از دولت مند ان امت او علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و
السَّلَامُ اولش گویان عطا فرمودہ اند و آن را خمیرمایہ ساختہ تخمیر طینت او نمودہ و بہ تبعیت و وراثت
شریک دولتِ خاصہ او گردانیدہ علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام کار ہادشوار نیست۔ این بقیہ
در رنگ آن بقیہ طینت حضرت آدم است علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ نصیب خلقت درختِ خرما
آمدہ است کَمَا قَالَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اَکْرَمُ مَا اَعْتَمَدْتُمْ الْخَلْقَ فَاِنَّهَا خُلِقَتْ مِنْ طِينَةِ
اَدَمَ - بَلَىٰ - وَاَرْضٍ مِنْ كَاسِ الْكَرَامِ نَصِيْبٌ - حضرت ایشان حقیقت امر را بیان فرمودہ اند۔ اگرچہ
بعض نافعان و صرفہ گویان ازین عبارت مبارکہ بعض مفاہیم فاسدہ بیان کردہ اند کہ دولتِ خاصہ آن سرور
صلی اللہ علیہ وسلم ختم نبوت است و تشریک در دولتِ خاصہ اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ از حد قلیح است۔ این صرفہ گویان وہ
نافعان فکر نہ کردند کہ مراد از تخمیر تخلیق بہ اخلاق نبویہ است علی صاحبہا الصلوٰۃ و التحیۃ نوسے کہ آن اخلاق از امور
طبیعیہ گردد۔ این کور باطنان فکر نہ کردند کہ حق تعالی جل شانہ و عم احسانہ حضرت ایشان را بہ آن اوصافِ نبویہ
علی صاحبہا اَلْفُ اَلْفُ صَلَاةٌ وَ تَحِيَّةٌ متصف کردہ کہ کسب را در ان دخل نیست و بیانش این عاجز
کردہ، و از وجہ تعشق و ارتباط تام بہ بارگاہ نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اوصاف کسبیبہ ہم اوصافِ طبیعیہ گشتہ بود
شیخ بدرالدین سرہندی در او اخر حضرت خامسہ از حضرت القدس صفت نماز خواندن حضرت ایشان قدس سرہ
نوشتہ کہ "اتنا از حضور و خشوع از استیلائے باطن بز ظاہر ایشان پیدا ہویدامی شد و جمیع اصحاب ایشان در
صورت بہ نماز ایشان تقلیدی کردند۔ این حقیر پیش از انتظام در زمرہ خدام آن امام
ہام گاہ گاہ در نماز ہائے جمعہ بہ مسجد ایشان می رسید و نماز گزاردن ایشان را ہر کہ می دید بے اختیار از جامی رفت و
بقین می دانست کہ ایشان ہموارہ با سرور کائنات مجتہ می دارند و نماز کردن آن حضرت علیہ السلام و التحیہ امی
بیند و بروفق آن نمازی گزارند۔ دولتِ خاصہ این احوال اند کہ حضرت ایشان قدس سرہ قلباً و روحاً شوقاً و جسدلاً
بدان متصف بودند۔ دلیمی از ابن عباس روایت کردہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ خُلِقْتُ اَنَا وَاَبُو بَكْرٍ
وَعُمَرُ مِنْ طِينَةِ وَاَحَدَاةٍ۔ و حدیثی را کہ حضرت ایشان قدس سرہ بیان کردہ اند آن را بخاری در "تاریخ"
خود و دیگران روایت کردہ اند۔

عاجز گوید بقیہ طینت مبارکہ نبویہ علی صاحبہا اَلْفُ اَلْفُ صَلَاةٌ وَ تَحِيَّةٌ کہ در طینتِ طینیہ
حضرت ایشان بودہ اثر آن بَقْضِلِ اللّٰهِ وَاِحْسَانِہِ تا امروز در او کشش خواران ماندہ کہ کم حضرت ایشان موجود است

وَأَشَارَ اللَّهُ سَيِّقِي هَذَا الْأَثَرِ الْمُبَارَكِ وَهَذِهِ النِّسْبَةُ الطَّيِّبَةُ إِلَى الْخَيْرِ الدَّهْورِ - آری۔

سرشتند از نورِ حقِ خاکِ او بود چون نبی طینتِ پاکِ او
نبی نیست لیکن بہ رنگِ نبی بجوشد ز کوبش ہزاران ولی

جد امجد اکبر حضرت شاہ ابوسعید زکی القدر قدس سرہ در رسالت ہدایۃ الطالبین و مرقاۃ السالکین
تحریر فرمودہ اند۔ "قربان پیران خود شوم کہ چہ راہ سہلے وآسانے برائے ما پست فطرتان و کم استعدادان مقرر خستہ
اند و این احسان حضرت شاہ نقشبند است رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ پانزدہ روز سر بہ سجدہ نہادہ دعا و تضرع در
جناب الہی کردہ اند و عرض کردند الہی مرا طریقہ وہ کہ البتہ موصل شد۔ اللہ تعالیٰ دعائے ایشان مستجاب فرمود و ایشان
را طریقہ عنایت کرد کہ اقرب طرق است و البتہ موصل۔" این راہ مبارک کہ در اطراف بخارا و اترہ بود بہ برکت
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ شاہراہ عظیم شدہ محیط عالم شد ہزاران ہزار افراد کہ در بادیہ عفت
سرگردان بودند بر این شاہراہ قدم نہادہ از واصلین و کاملین و اولیائے رب العالمین شدہ اند۔ صرف
گویان ہر چہ گویند گویند پاک نہادان می سرایند۔

مَصَّتِ الدَّهْوَرُ وَمَا آتَيْنَ بِمِثْلِهِ وَلَقَدْ آتَىٰ فَعَجَزَنَ عَنْ نَظَرِ آيَةٍ

قطب شام حضرت عبدالغنی نابلسی قدس سرہ در البیاض الدلالات نوشتہ۔ "يَا وَيْحَ هَذَا الزَّمَانِ
الَّذِي صَارَتْ فِيهِرَ الْفُقَهَاءِ هُمُ الَّذِينَ يَتَّكِمُونَ بِمَا يَقَعُ فِي قُلُوبِهِمُ الْمَلُوعَةُ بِحِبِّ الدُّنْيَا وَ
الْعُرُودِ فَيَنْكُرُونَ بِالظُّنُونِ السَّيِّئَةِ الْمَنَاسِكَ الْمَوْهُومَةَ فِي الشَّرْعِ وَيَسْتَدِرُّونَ عَلَيْهَا بِالسَّائِلِ
الصَّحِيحَةِ فَغَالِبُ الْوَقَائِعِ بَاطِلَةٌ لِأَنَّهَا تَهَامُ عَلَى الْأَوْهَامِ الْعَاطِلَةِ" الخ۔

ملا علی بن سین کاشفی رحمہ اللہ در "رشحات" این قول عارف نامی حضرت نور الدین عبدالرحمن
جامی قدس سرہ نقل کردہ۔ "مردم بہ نفس چو خواہند کہ عیب کسے بر شمارند اول بد بہائے کہ در ذات ایشان

موجود است بر زبان جاری می شود کہ آن بہ فہم ایشان نزدیک تر است۔"

بر این قول مبارک عاجز این بحث را بند می کند۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا
مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ وَصَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَ
أَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

﴿

﴿

﴿

باب ششم حضرت خواجه محمد معصوم قدس سره

اسم گرامی ایشان محمد معصوم، کنیت ابو الخیرات، لقب مجد الدین و خطاب العروة الوثقی بود در زبده المقامات نوشته، ولادت شریف ایشان در سنه هزار و هفتاد و هجری یازدهم شهر شوال بوده مطابق ۱۵۹۹ هجری و در سیرکاملین نوشته "در بلده سهند در سنه هزار و هفتاد و هجری به ظهور رسیده" و در برکات معصومی نوشته "درستی ملک حیدر که قریب به دو میل خام از بلده متبرکه دارالارشاد حضرت سرسهند واقع است در ماه شوال سنه یک هزار و هفتاد و هجری اتفاق افتاد" و در حضرات القدس نوشته "ولادت با سعادت ایشان در سنه هزار و نه بوده. حضرت ایشان می فرمودند که قدم میمنت لزوم فرزند می محمد معصوم ما را بسیار مبارک آمد. بعد ولادت ایشان به چند ماه ملازمت حضرت خواجه قدسنا الله سبحانه بسره الاقدس نصیب گشت. عاجز گوید در کتابت سن از شیخ بدرالدین سهو واقع شده چه خود ایشان در حضرت ثانیة این کتاب نوشته اند. پدر بزرگوار آن حضرت در سنه یک هزار و هفتاد و هجری از حال فرمودند. آن عزم (عزم حج) سرکشید و شوق غالب گردید به تجرید و تفرید به سفر مبارک بیرون آمدند" و این امر محقق است که ولادت شریف ایشان قبل از وصول به خدمت اقدس حضرت خواجه قدس سره بود چنانچه شیخ بدرالدین قول حضرت ایشان نوشته. کما تقدم و خواجه هاشم نیز آن قول مبارک را نقل کرده، لهذا اصواب آن است که در زبده المقامات و برکات معصومی و سیرکاملین اندراج یافته، اصحاب خزینة الاصفیاء و جواهر علویة و مناقب احمدیه مقامات سعیدیه اتباع شیخ بدرالدین کرده سنه یک هزار و نه در کتابها خود نوشته اند فکثیراً ما یقلد الساهون الساهین. و وفات ایشان به روز شنبه عند نصف النهار. هجدهم ماه ربیع الاول ۱۰۴۹ هجری مطابق ۱۶۶۵ هجری در سهند شریف اتفاق افتاد. عمر شریف ایشان به حساب تقویم قمری ۷۱ سال، ۲۸۲ ماه، ۲۸ روز و به حساب شمسی ۶۹ سال، ۳ ماه و ده روز بوده.

خواجه محمد هاشم نوشته که آن حضرت قدس سره در مکتوبی بزرگداشتند آنکه از فرزند می محمد معصوم چه نویسد که و بی بالذات قابل این دولت است یعنی ولایت خاصه محمدیه علی صاحبها الصلاة والسلام والتحیة، وقت دیگر بزرگان شریف راندند که از اقتضای علو استعداد او بود که در ایام سه سالگی به جامعیت استعداد و حقیقت تجلی ذات و حرف توحید لب کشودومی گفت من آسمانم و من زمینم و من فلانم و من فلان "و نیز نوشته که "می فرمودند بابا زود ترا تحصیل این علوم فارغ شویدی که ما را با شما کارهای عظیم است. در شانزده سالگی از تحصیل علوم فراغ یافت در برکات معصومی نوشته. اکثر این علوم از جناب حضرت مجد الف ثانی استفاده نمودند و برخی از عالم ربانی

عارف سبحانی برادر کلان خود خواجہ محمد صادق خواندہ اندوپارہ از شیخ محمد طاہر لاہوری کہ از فحول علماء و از اعظم خلفائے مجدد الف ثانی بوده اند حاصل نمودند همچنین از بعضی علماء و نینداز و الاعتبار نیز اخذ کرده اند و در زبده المقامات نوشته۔ و ہم از عنایات الہی در حق این مخدوم زادہ ثالث آنکہ درین آیام با وجود مشاغل از افادہ طلبہ علم و افاضہ طالبان حق و التزام اوراد و مراقبات در اندک روز حفظ قرآن مجید نموده و قائلند اَللّٰمِن اَعطٰفِ اللّٰهِ سُبْحٰنًا و الطّٰقِیۃ شیخ بدرالدین در حضرت القدس نوشته۔ و فرقان مجید را بہ سند عالی تجویز نموده اند و در مدت سہ ماہ حفظ کرده و بتلاوت آن مداومت دارند و نوشته۔ در سن شانزدہ سالگی از تحصیل علوم متداولہ فراغ شان حاصل گشت و در اثناے تحصیل در سن یازدہ سالگی طریقہ فرمودہ بودند یعنی بیعت فرمودہ بودند و جمع میان تحصیل قال و حال نموده بعد حصول ملکہ مولویت ہر چند بہ درس علوم و افادہ طلبہ علم نیز اشتغال داشتند اما کارخانہ حال بر قال غالب گشت۔ و خواجہ محمد ہاشم نوشته اند روزی از زبان مبارک حضرت ایشان قدس سرہ شنوادم کہ فرمودند اقتباس معصوم نسبتہائے فار الیوم اقیوم ما بہ صاحب شریح وقایہ می نماید در حفظ و تعلیم وقایہ از جد بزرگوارش چنانچہ در آن کتاب آورده اَلْفَہَا اُمّی جَدّی الْوَقَایَۃَ سَبَقَا سَبَقًا و کُنْتُ اَجْرِدّی فِی مَیْدَانِ حِفْظِهَا طَلَقًا طَلَقًا جَتّی اَتَقّی اَتَمّٰم تَالِیْفِہِ مَعَ اَتَمّٰم حِفْظِی۔ الخ۔

حضرت ایشان قدس سرہ یک و نیم سال پیشتر از ارتحال خود بہ فرزندان گرامی حضرت محمد سعید و حضرت محمد معصوم مکتوبیے نوشته اند کہ آن مکتوب ۱۰۵ از دفتر سوم است۔ و اندران مکتوب تحریر فرمودہ اند۔ دیر و بعد از نماز یا مذاکرہ مجلس سکوت داشتیم ظاہر شد کہ خلعتی کہ داشتیم از من جدا شد و خلعت دیگر بہ من متوجہ شد کہ بہ جلسے آن خلعت نشینند بہ خاطر آمد کہ این خلعت زائلہ را بہ کسے خواهند او یانہ و آرزوئے آن شد کہ اگر آن را بہ فرزندی ارشدی محمد معصوم بدہند بعد از لمحہ دیدم کہ بہ فرزندی مرحمت فرمودند و آن خلعت اورا بتمام پوشانیدند و این خلعت زائلہ کنایت از معاملہ قیومیّت بودہ است کہ بہ تربیت تکمیل تعلق داشتہ و باعث ارتباط بہ این عرصہ مجتہدہ او بودہ و این خلعت جدیدہ را چون معاملہ بہ انجام برسد و حق خلع گردد امید است کہ از کمال کرم آن را بہ فرزندی اعزّی محمد سعید عطا فرمایند۔ این فقیر ہموارہ بہ تضرع این مسألت می نماید و اثر اجابت می فہمید و فرزندی راستی این دولت می یابد۔ الخ۔ و در زبده المقامات نوشته کہ بعد ازین بہدّت قلیلہ چون حضرت مخدوم زادہا بشرف ملازمت رسیدند خلعت ثانیہ موعودہ مذکورہ را فرمودند کہ بہ فرزندی محمد سعید عطا کردند حمد اللہ سبحانہ علی ذلک چه آن خلعت ثانیہ کنایت از خلعت است۔ الخ۔ خواجہ محمد ہاشم از بیاض حضرت ایشان آن مکالمہ را ہم نقل کرده اند کہ اندران آیام در میان ایشان و حضرت مجدد قدس اللہ اسرار بہا بودہ است حضرت ایشان در آخر بیان خود نوشته اند۔ بعد ازین گفتگو بہ یک

دو ماہ چند روز کم واقعہ حضرت ایشان روئے داد چہ این گفتگو در عشرہ اولی ذی الحجہ سنہ یک ہزار و سی و دو بود
 احوال آن ہادی کمال بہ بیست و ہشتم صفر سنہ یک ہزار و سی و چہار بودہ

حضرت مجدد قدس سرہ مکاشفہ نمود بیان فرمودہ فرزند ثالث خود را کہ حضرت محمد معصوم اندکارخانہ
 ارشاد سپرد کردہ فرمودہ اندکونات بہ شوق تمام بہ تورو آوردند خواجہ محمد ہاشم می نویسند: آثار تکمیل و ارشاد در رنگ
 پدر عالی مقدار بودہ کمال از ایشان بہ ظہور پیوست و نور ہدایت ایشان اطراف و اکناف عالم را در گرفت چنانچہ
 این نوشتہ آن مخدوم زادہ برین مدعا شاہد عدل است۔ ب۔ بہ کرم خداوندی جل سلطانہ و بہ طفیل رسول او
 صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم و بہ یمین توجہ حضرت پیر دستگیر قدسنا اللہ سبحانہ بسره الاقدس معاملہ تسلیک و تکمیل
 بہ غایت سہولت پذیرفتہ در راہ وصول اقرب گشتہ و کار و دہور بہ ایام و شہور مقرر شدہ، ہر چند بہ حسب کمیت
 مسترشدان این معاملہ قلت دارد چہ این وقت کثرت آن را بر نہ تا بد لیکن از روئے کیفیت و ذوق افزون
 و بیش از بیش است، یکے از مسترشدان بہ واسطہ در مہفت روز از ابتدائے تعلیم طریقہ از فنائے قلبی در خود
 نشان می داد و چیز با بیان می نمود کہ گویا بہ جوانی فنائے نفس رسیدہ و فاذا ذلک علی اللہ یعزیز و اکثر مجازان فقیر کہ
 از احوال مسترشدان خود بیان می کنند قصص سرعت وصول کہ می گویند عقل عقیل در تحریر می ماند: الخ۔ در سیر کا ملین
 نوشتہ: سلطان اورنگ زیب عالمگیر از جملہ مریدان دنیا ز مندان آستانہ فیض کابشاندہ حضرت ایشان است
 وقتیکہ بہ عزم حرمین شریفین برخواستند سلطان عرض کردہ کہ سلطنت ملک ہندوستان از حضرت سرور کائنات
 علیہ افضل الصلوٰت و اکمل التحیات استدعا فرمایند کہ بمن عنایت شود۔ فرمودند تا تو بادشاہ نہ شوی بہ
 ہندوستان مراجعت نہ خواہم کرد۔ همچنان بہ وقوع آمد: الخ۔

عاجز گوید شیخ محمد شاہ مرہندی پسر شیخ بدرالدین مرہندی از خلفائے عالی قدر حضرت ایشان است
 و کتاب حسنات الحرمین المعروف بہ پواقیت الحرمین در احوال سفر حرمین شریفین تحریر فرمودہ۔ نوشتہ اند۔
 در سنہ ہزار و شصت و ہشت کہ از کلمہ محمد ۹۲ المعصوم، ۲۴ زار ۲۰۸ الشیخ ۴۹۱ = ۶۸ = ۱۰ نیز معلوم
 می گردد بہ عنایت خداوندی جل و علاطواف بیت اللہ و روضہ رسول اللہ و زیارت اصحاب کبار و مزار متبرکہ
 میسر گشت۔ و سلطان اورنگ زیب بر دست حق پرست حضرت شیخ سیف الدین بیعت شدہ بود۔ غالباً
 این بیعت بعد از سفر حرمین شریفین بودہ۔

حضرت ایشان قدس سرہ از مولد آن و فضلیان بودہ اند۔ در حضرات القدس نوشتہ است یکے از
 خادمان حضرت ایشان کہ در سفر و حضر ملازم آنحضرت می بود پیش این فقیر نقل می کرد کہ در آن ایام کہ حضرت
 ایشان قدس سرہ بعد از حال حضرت خواجہ قدس سرہ بہ دار الخلافہ دہلی تشریف بردہ اند آن مخدوم زادہ بر جہاد

راہمراہ گرفتہ بودند روزے حضرت ایشان بعد فراغ از حلقہ بہ حجہ درآمدند کہ ساعتی استراحت نمایند و دیدند کہ آن مخدوم زادہ کونین بر باد دادہ بر فراش آن حضرت خوابیدہ است، بہ سرعت تمام رجح القہقری نمودند خدام بہ عرض آن انام ہمام رسانیدند کہ حضرت چرا باز گشتند اگر حکم فرمایند مخدوم زادہ را بیدار کنیم تا ایشان کشند فرمودند کہ از غیرت خداوندی برسیدیم و بر خود بلرزیدیم ناچار بہ اضطراب بگردیدیم کہ دوست خدا اجل و علا در استراحت است مبادا موجب طال و کلال دے گردم۔ الخ۔ در زبدۃ المقامات نوشتہ است۔ روزے این مخدوم زادہ در آن وقت کہ درس چہارہ سالگی بودند بہ عرض اشرف حضرت ایشان رسانیدند کہ من از خود نورے یافتم کہ تمام عالم از آن نور منور است و آن نور در ہر ذرہ از ذرات عالم ساری است چون آفتاب اگر آن فرورود عالم ظلمانی است حضرت ایشان بشارت دادہ فرمودند کہ تو قطب وقت خویش می شوی و این سخن را از من یاد دار۔ الخ۔ آنچہ حضرت مجدد قدس سرہ بشارت دادہ بودند ظہور آن بہ اتم وجہ شد در اطراف عالم فیوضات و برکات ایشان رسیدند۔ در مناقب احمدیہ نوشتہ است۔ خلفا و مستفیدان جناب ایشان بشمار کثرت ہدایت و افاضات کمالات باطنی کہ از توجہ علیا بہ ظہور آمدہ وسیلے است واضح بر علوشان، گویند نہ صد ہزار کس بردست حضرت ایشان مرید شدند و ہفت ہزار آدم را خلافت دادہ اند۔

شاعر مشہور ناصر علی سرہندی گفتہ و در زہد ہاسفتہ۔

چراغِ ہفت محفلِ خواجہ معصوم	منور از فروغش ہند تا روم
رود جائے کہ جا آن جانہ گنجبد	نظر بے کار مانند پانہ گنجبد
روئے ماہتابی شرع بردوش	چو صبح از پاکی باطن قطب پوش
دو عالم کرد خود را فرس راہش	کہ شاید زیر پا افتد نگاہش
سریر معرفت را باد شاہے	بہ فرق از فرق درویشی کلاہے
ستون بارگاہِ شرع اسلام	بہ افعالِ پیمبر گام بر گام
زہے عزت کہ رب العزتش داد	کہ بر سرتاج قیومیش بنہاد
جہان قائم بہ او، او با خداوند	ز خود بگستہ با حق کرد پیوند
جہان در سایہ احسان او باد	فلک قائم بہ فرزند ان او باد
بزرگ و خورد این پاکیزہ رویان	بہ خلوت گاہ عصمت پار سایان
ز صاحبزادہائے پاک گو ہر	چہ گویم چون زہر و صف اندر تر
فلک را گر چہ در عصمت رسائی است	از ایشان کردہ کسبِ پارسائی است

قیوم

اشتهار حضرت ایشان خواجہ محمد معصوم بہ قیوم بود۔ و قیوم درین عالم خلیفہ حق است جل و علا و نائب
 مناب او، اقطاب و ابدال در دائرہ ظلال او مندرج اند و افراد و او تاد در محیط کمال او مندرج، افراد
 عالم ہمہ بر وی روئے دارند و قبلہ توجہ جہانیان اوست دانند و یانہ و انند بلکہ قیام عالم بہ ذات اوست، چونکہ افراد عالم
 مظاہر اسما و صفاتند۔ و ذاتے در میان شان کاین نیست ہمگی اعراض اوصاف اند و اعراض و اوصاف را از ذات و
 جوہر چارہ نیست تا قیام شان بہ آن بود۔ لہذا سنۃ اللہ جاری است کہ عارفی را نصیبی از ذات ارزانی داشته
 ویرا ذاتے عطای فرماید کہ بہ حکم نیابت و خلافت قیوم اشیای می گرد و دواشیار بہ وی قائم می باشند۔ این چنین
 ذات عارف را حضرت شیخ اکبر قدس سرہ نام قطب الاقطاب دادہ و حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ ویرا قیوم فرمودہ
 اند۔ مولوی محمد اسماعیل بن عبدالغنی بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ جمیعاً و در عقبہ بیستم از مقدمہ کتاب عبقات
 نوشتہ اند۔ اتفق اهل الکشف والوجدان و آرباب الشہود و العرفان الملوکدین بالبراہین
 العقلیۃ و الہتدات النقلیۃ علی ان القیوم للکثرات الکونیۃ و احد شخصی الخ۔ یعنی اصحاب
 کشف و وجدان و خداوندان شہود و عرفان کہ بہ برابری عقلیہ و اشارات نقلیہ مؤیدانند برین امر متفق اند کہ برائے
 کثرات کونیہ شخص واحد قیوم است۔ ہر چہ این دو بزرگواران فرمودہ اند آن مسلک اہل عرفان است قاطبۃ۔
 بعض افراد را بر تسمیہ حضرت مجدد قدس سرہ اعراض است۔ کہ قیوم از اسمائے الہیہ است۔ و گویے
 را بہ این نام وصفت موسوم کردن بے ادبی است۔ لہذا بعضی از معترضین چون بیان حضرت مجدد قدس سرہ
 می شنوند جو قلمی خوانند و بعضی را کلمہ استرجاع بر زبان می آید چونکہ این افراد از ذائقہ علمیہ بے خبر اند معذور
 اند ایشان فکر نہ کردند کہ غنی، علیم، قادر، قہار، جبار، رؤف، رحیم، سمیع، بصیر و غیرہا من الاسما المبارکہ۔ از
 اسماء الہیہ اند و بدون ادنی تردد بندگان را بہ این اوصاف و اسماء متصف می کنند۔ اگر در انصاف بہ این اسماء
 مبارکہ قیاحتی نیست در انصاف بہ اسم مبارک قیوم قیامت از چہ آمد۔ اگر این جماعت معترضین تفسیر آیت
 شریفہ۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوْ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ۔ را مطالعہ کنند از دل و جان معترف فضل و کمال حضرت مجدد
 شوند قدس اللہ سرہ۔ عاجز گوید من جینت المعنی و نظر الی۔ تَخَلَّقُوا بِاِخْلَاقِ اللّٰهِ۔
 تسمیہ حضرت مجدد نہایت درست و صواب است۔

حق تعالی حضرت مجدد را این مقام اعلیٰ کہ مقام خلافت است۔ بخشیدہ بود و در او اواخر ۳۲۲ھ این
 مقام بہ حضرت خواجہ محمد معصوم عطا کردہ شد کہما اخبر السید الجدد قدس اللہ اسرارہا و اللہ دد القائل۔
 آن کہ نامش بہ زبان بردنم از بے ادبی است ؛ گرچہ ذرات تنم جملہ بہ نامش گویا است
 لیک زانجا کہ زبان نیز سعادت طلب است ؛ گر بہ این نام شریفش نہ رسانم ز جفا است

قطبِ حق ہادی دین خواجہ محمد معصوم ؛ آن کہ پیشش بر تواضع قدرِ افلاک و قوا است
ظاہرش جملہ بہ انوارِ شریعت روشن ؛ باطنش جملہ بہ اسرارِ حقیقت و انا است
قطع شد بر قدرِ او خلعتِ قیومیت ؛ آری این خلعتِ فاخرہ چہین قدر زیبا است
قدسنا اللہ سبحانہ لسرہ الاقدس و افاض علینا من فیوضاتہ و فتوحاتہ و برکاتہ۔

اولادِ مبارک | حق تعالیٰ حضرت ایشان را شش پسر اور صیغۃ اللہ ۲۔ حجۃ اللہ و نقشبند ثانی، ۳۔ عبید اللہ
(مروج شریعت)، ۴۔ محمد اشرف، ۵۔ شیخ سیف الدین، ۶۔ محمد صدیق و پنج دختر، ۱۰۔ امۃ اللہ
۲۔ عائشہ، ۳۔ عارفہ، ۴۔ عاقلہ، ۵۔ رضیہ، عنایت کردہ بود۔

مکاتیب شریفہ | در زبده المقامات نوشتہ مخفی نہ ماند کہ این مخدوم زادہ را غایت اطلاع است
بر اسرار و معارف پدر بزرگوار خود چہ آن معارف کہ داخل مکتوبات گردیدہ و چہ غیر آن
اسرار خاصہ کہ در خلوات از زبان مبارک آنحضرت شنودہ اند الخ۔ و شیخ بدر الدین ابن مضمون را بہ تعبیر سیر در
حضرت القدس نوشتہ حضرت ایشان معارف حضرت مجدد و ادراک مکتوبات خود بیان فرمودہ اند مکتوبات ایشان
نیز سہ دفتر است در دفتر اول ۲۳۹ مکاتیب اند و این دفتر در مطبع نظامی کانپور در سنہ ۱۲۰۲ھ طبع شد۔ و دفتر
دوم ۱۵۸ مکاتیب اند و این دفتر در سنہ ۱۳۲۲ھ مطابق سنہ ۱۹۰۶ء در ظہور پریس لڑھیانہ طبع شدہ، و در دفتر سوم ۲۵۲ مکاتیب
اند و این دفتر تقریباً پنجہ سال پیشتر مولوی نور احمد امسری طالع مکتوبات قدسی آبات حضرت امام ربانی طبع کردہ۔

تماز جنازہ | امامت نماز جنازہ ایشان حضرت محمد مجتبیٰ برادر خورد حضرت ایشان کرد۔ اجتماع قلائق بہ حدی بودہ
کہ در تعداد نیاید۔ و بہ وقت دفن آسمان بہ شدت اشکبار بود۔ و بہ جهت غرب قبہ حضرت مجدد قدس سرہ
قدرے بہ قاصد حضرت ایشان را دفن نمودند۔ و فیما بعد قبہ عالی بر مزار مبارک ایشان ساخته شدہ

تواریخ وصال : سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ گفتہ۔

قیومِ جهان خلیفۃ اللہ دانندہ راز ہائے مکتوم
در دائرہ وجود تا بود بودش بہ جهان مثال معدوم
تاریخ وصال او خرد گفت رفتہ ز جهان امام معصوم

ناصر علی رحمہ اللہ گفتہ

ہزار خانان نقشبندان فروغ دین احمد خواجہ معصوم
بہ سوئے گلشن جنت قدم زد ازین دیران رباط کہنہ بوم
طلب کردم ز دل سال وصالش ندآمد ز عالم رفتہ معصوم

بابے ہفتم حضرت شیخ سیف الدین

اسم گرامی ایشان سیف الدین است، چونکہ از خورد سالی امر بہ معروف وہی از منکر می فرمودند لہذا قبلہ گاہ ایشان بہ خطاب مُتَّسِبُ لَامِ ایشان را نواختند و چونکہ در حیات حضرت والد بزرگوار خود مرجع خاص عام شدند بزرگانِ خلاق بہ سلطان الاولیاء اشتہار یافتند۔ ولادت حضرت ایشان در دارالارشاد سرہند بود۔ در سال ولادت و وفات اختلاف است شیخ صفرا احمد کہ خواہر زادہ ایشان است در کتاب برکات معصومی و شاہ رؤف احمد در جواہر علویہ سال ولادت را ۱۰۴۹ھ (۱۶۳۹ء) نوشته اند۔ و در روضہ قیومیہ و مناقب احمدیہ و انساب الطاہرین و سیر الکاملین ۱۰۵۵ھ (۱۶۴۵ء) نوشته و وفات حضرت ایشان در سرہند بودہ۔ در برکات معصومی و جواہر علویہ نوشته اند۔ شب بستم شہر جمادی الاولی در ۲۵ اپریل ۱۶۸۵ء (۱۰۹۶ھ) ازین دار پر لال در گذشتند۔ در جواہر علویہ بجائے جمادی الاولی۔ ماہ جمادی الآخرہ تحریر یافته است۔ در تاریخ وصال اختلاف نسبت و در روضہ قیومیہ و مناقب احمدیہ و انساب الطاہرین و سیر الکاملین صرف سال وفات ۱۰۹۵ھ نوشته۔ بہ حساب برکات معصومی عمر شریف ایشان چہل و ہفت سال بود و مادہ تاریخ وفات "ہے ہے ستون دین افتاد" است، و بہ حساب روضہ قیومیہ و مناقب عمر شریف ایشان چہل سال بودہ، نزد عاجز روایت برکات معصومی شایان اعماک است، یہ مؤلف این کتاب خواہر زادہ حضرت ایشان بودہ و صاحب البیتِ ادریٰ بِمَکْفِیۃ مشہور مقولہ است۔ قیوم جہان حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ را پروردگار کشش پس عنایت فرمود ہر کیش از گنجل اولیائے پروردگار و مصداق "لَا یُذَرِّیْ اَوْلٰیۃَ خَیْرًا اَمَّ الْاٰخِرۃَ" بودہ قدس اللہ اسرار ہم۔ حضرت ایشان فرزند پنجم حضرت خواجہ محمد معصوم بودند، سیمائے رشد و ہدایت و آثار قیومیہ از خوردی برجین مبارک ایشان ظاہر بود۔ در برکات معصومی نوشته۔ بعد ازین کہ مخدوم زادہ مذکور بہ سن تعلیم و تعلم رسیدند در اندک مدت قرآن مجید را خواندہ بہ کتب متداولہ پرداختند و معاملہ حال از ایام طفولیت بہ کمال رسانیدند گویند یا زودہ سالہ بودند کہ حضرت ایشان بہ بشارت فنائے قلب و ولایت صغریٰ کہ در جہ اولی است از درجات ولایت مشرف ساختند بہ حدی کہ در ہم سالان ایشان کہ بنی اعمام و عمات ایشان بودند موجب غیبتہ گردیدند و پیش از ایام بلوغت بشارت فنائے نفس و ولایت کبریٰ گردیدند۔ و نوشته "در عنفوان شباب مقبولی مولائے ذی الجلال گردانیدہ ہمت ایشان مصروف بہ اجرائے احکام شریعت و از دیار رونق دین ملت گردیدہ، حضرت حق سبحانہ بہ موافق ہمون ہمت کہ مقرون نیت صالحہ بودہ ایشان را در حضور والد بزرگوار ایشان

بر اعلیٰ رتبہ ارشاد رسانیدہ، و نوشتہ۔ بعد ازین کہ حضرت ایشان بعد الحاح و طلب بادشاہ خلد مکان بلکہ بہ موجب الہام رحمان آن مخدوم زادہ را خصت و اجازت حضور لازم السورہ برائے ارشاد خلیفہ وقت و دیگر طالبان فرمودند۔ حضرت ایشان را یک دفتر مکتوبات است کہ فرزند اکبر ایشان حضرت محمد اعظم قدس اللہ امرارہما جمع نمودہ و دیباچہ نوشتہ اند، اختتام و بیجاہہ بر این اشعار است۔

زہے این نامہ ہائے رشد فرجام	کہ در آغاز او پیدا است انجام
معارف آن چہان در حقے ہجوم است	کہ گوئی آسمانے پر نجوم است
درو تابندہ انوار الہ است	کہ از بے مقبلس خورشید و ماہ است
طریق احمدی از وے منور	مشاہم طالبان از وے معطر
لباس رہنمائی در بر او	رجوع پارسائی بر در او
نہ می گویم کہ مدح او نمودم	ز مدحش اعتبار خود فرودم
امامے کو بود معصوم از عیب	کتاب مستطاب فیہ الارباب
حقائق از مضامینش شکفتہ	رموزش از مخالف رو نہفتہ
زیفش دین احمد است نصرت	وہا انما فتننا ہست مدحت
حقائق اندر و گردیدہ مستور	بہ رنگ اسم اعظم گشتہ مستور
بود تا گرم بازار ہدایت	بہ دوران تار سد فیض عنایت
الہی باد ہادی طالبان را	حیات تازہ مروح و روان را

جناب ایشان در مکتوب ہشتاد و سوم بہ صوفی سعادت کابلی تحریر فرمودہ اند۔ بادشاہ بہ دخول طریقہ علیہ مشرف گشتہ بسیار متاثر گشت، سہ صحبت با حضرت ایشان داشت چون شاہ جہان وفات یافت، بہ جہت ضرورت وجہ اکبر آباد گشت دیگر از ہجوم اہل طلب کہ مانند مور و بلخ غلور دارند چہ نویسند کہ از حیثہ نوشتن خارج است۔ اللہ۔ در مکتوب صد و چہل و دوم بہ شیخ محمد باقر لاہوری تحریر فرمودہ اند۔ بادشاہ دین پناہ شب شنبہ کہ سوم این ماہ باشد بہ منزل فقرا آمدہ از قسم اطعمہ بہ تکلفانہ آنچہ حاضر بود تناول فرمودند و صحبت طولانی گشت و مجلس سکوت نیز در میان آمدہ معاملہ بقارابہ و ضوح تام می فرمایند کہ مدرک می گرد و مبدأ تعیین خود را صفت علم یافتہ، وسعتہ در لطیفہ اخفی و مناسبت بہ آن و از حقوق صفات بہ اصل از مدتے ظاہر می سازند، شاہزادہ سلطان محمد اعظم بہ ترغیب دلالت بادشاہ بہ دخول طریقہ علیہ مستعد گشتہ و احوالش بہ غایت بلند است از ذکر لطائف و ذکر سلطانی و وسعتہ در قلب نشان می دہد، بادشاہ اظہار شکر این معنی می نماید

و از احوال شاہزادہ خیرگیران است: الخ۔ و در مکتوب پنجاہ و دوم بہ شاہزادہ سلطان محمد معظم بیان فصیلت ذکر خفی و مزیت دوام حضور کردہ اند و درین خط نوشتہ اند۔ ذکر اسم ذات و طریقہ آن بالمشافہہ بیان کردہ شد از کیفیت آن اطلاع بخشند عمدہ آن است کہ ذکر ملکہ دل می گردد و صفت لازمہ او شود چنانچہ سمع صفت سامعہ و بصر صفت باصرہ الخ۔ و در برکات معصومی نوشتہ: "غلبہ ارشاد بہ حدی محیط الافاق گردیدہ کہ بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ کہ بہ اخلاص تمام مرید شدہ بود روزی بر دروازہ شریفیہ از کثرت ازدحام دستار از سر افتاد چون این مقدمہ بہ عرض بادشاہی رسیدہ شکرانہ الہی بہ تقدیم رسانیدند کہ در عہد مبارک ما این چنین شیخ صاحب کمال بہ منصوبہ منظور آمدہ الخ۔ و نوشتہ: "روزے محمد اعظم شاہ دعوت آنحضرت نمودہ اند از غایت اخلاص آفتاب بہ دست خود آورده ایشان برادر بزرگ خود را حضرت محمد اشرف راقدس سرہ کہ در آن ایام نیز تشریف ایشان در حضور بودہ در دعوت شریک خود فرمودند۔ ہر گاہ شاہزادہ بہ فکر شستادن دست ایشان بہ دست خود گشت، ایشان آن آفتاب را از دست بادشاہ زادہ گرفتہ خود او را دست برادر خود شستند بعد از آن بہ بادشاہ زادہ محبت کردند تا دست ایشان شستند الخ۔ و نوشتہ اند: "حضرت ایشان دقیوم چہا خواجہ محمد معصوم، را غلبہ ارشاد مخدوم زادہ عالی نژاد خیلے مرغوب الطبع گردیدہ، در ایام بودن ایشان در شاہجہان آباد حضرت وحدت قدس اللہ سرہ کہ فرزند رشید حضرت خازن الرحمۃ قدسنا اللہ بسرہ الاقدس و بہ کمالات بلند معنی ارجمند پیراستہ و بہ زبان آوری و لب و لہجہ دشیرین گفتار آراستہ نیز درین بلدہ بودند حضرت ایشان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر ہجر محترم می فرمودند کہ سبحان اللہ عبدالاحد باین شیرینی کلام موصوف است و سیف الدین بہ این تمکین و قار معروف و قبولیت بہ این نصیب گشتہ خوش گفت ہ

بہ مقبولی کسے را دسترس نیست قبول خاطر اندر دست کس نیست

و بعد از تشریف بہ وطن مالوف دیگر از خدمت حضرت ایشان جدا نہ گردیدند و در حضور لامع النور اخذ کمالات صحبت کہ ہر روز در ترقی بود بہ کمال حلاوت و مژرمی نمودند و بعد از ایام وصال حضرت ایشان بانی روضہ منورہ فی الحقیقت ایشان اند ہر چند بنا بہ اعتبار ظاہر روشن آرا بیگم رحمہما اللہ سبحانہ نمودہ است اما چون بادشاہ زادہ مذکورہ بہ توسل ایشان انتساب داشتہ و در محبت ایشان بے نظیر بودہ و بہ اشارت ایشان بہ این دولت رسیدہ، پس بہ حکم "الدال علی الخیر کفای علیا" این کار از ایشان استوار است چنانچہ بالائے روضہ معظمہ نیز عتیقے از ان ابیات مرقوم شاہد این مدعا است ہ

اوز سیف الدین محمد مقتدا یافت سوئے این سبادت اہتدا

و عرسہائے حضرت ایشان بہ شان تمام در ہر عام بشوق مالاکلام بہ خود متعلق گردانید حتی المقدور شکرک غیرے بین امر

رفیع القدر تجویزی فرمودند بالجملہ در جمیع اطوار و افعال جالشینتی حضرت ایشان کما ینبغی نمودند و بعد از ان ہم صحبت ہائے شائستہ بہ بادشاہ دست دادہ و بہ موجب طلب در حضور رسیدند و باز بہ ظن مراجعت نمودند خدمت حضرت والدہ کریمہ خود بعد وصال حضرت ایشان بہ وجہ التیق بہ تقدیم رسانیدند الخ۔ در سیر الکاملین نوشتہ حضرت ایشان را شوکت ظاہری بسیار بود۔ مجال سلاطین و امرانہ بود کہ بہ حضرت ایشان لب کشائید یا حرف زنند دست بستہ بہ آداب تمام استادہ می بودند آن قدر ہجوم مردم در حلقات ذکر و مراقبہ می شد کہ از نشستن نظر بہ ہر کس نہ می رسید حضرت ایشان بر کرسی نشستہ انظار قدسیہ بہ حال مستفیدین می فرمودند یک ہزار و چہار صد کس در خانقاہ شریف طالبین حق سبحانہ می بودند ہر کس را موافق فرمایش طعام می رسید نوشتہ اند کہ شوکت ظاہری ایشان را دیدہ بعض افراد گفتند حضرت شیخ تکر دارند چون این قول بہ مسامح شریف حضرت ایشان رسید فرمودند تکر ما از کبریائی اوست جل جلالہ و گرنہ من همان قالم کہ بودم۔ در برکات معصومی نوشتہ جماعت کثیر از صغیر و کبیر و رجال و نسا و امر و فقرا از فیض آن حضرت شاداب گردیدہ، ہر کس بہ موافق نصیبہ خود نعمت برداشتہ و کام روائی اہل حوائج علی الخصوص کہ از اہل حقوق باشند در ان مدت بہ نوعی چہ چہ پیوستہ کہ تا امروز طب لسان شکر عطیات و تفضلات ایشانند و صلہ رحمی بر بنات فاختوات و دیگر قریبات زیادہ از آنچه مشروح قلم تواند شد بہ کاری بردند و آداب بزرگان و برادران خود غیر متوقع بہ وقوع پیوستہ۔ و نوشتہ تشریف حضرت حجۃ اللہ قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ جانب سفر حجاز اتفاق یافتہ و آن حضرت بہ جهت مشایعت یک مرحلہ کاملہ ہمراہ آمدند وقت وداع حضرت حجۃ اللہ فرمودند کہ عمر بہ اخیر رسیدہ است باید کہ براحوال فرزندان این جانب البتہ مہربانی مبذول خواہند داشت۔ بہ ایشان در جواب گفتند کہ امید از فضل چنان است کہ عمر حضرت بہ سن کثیرہ وفا نماید ما بر خود این امید مطلق نہ مانده است، فرزندانم رجا مند عنایت شما بندہ ہر چنان شد کہ ملاقات اخوین کہ باز دست نہ داد و واقعہ آن حضرت بہ وقوع پیوست و حضرت حجۃ اللہ نوزدہ سال بعد از وصال ایشان بہ قید حیات بودند سبحان اللہ طرفہ اندام جلوہ گزشتہ اسبت و دو احمر اکابر برابر ہر دو خود برداشتہ است فافہم و لاتکن من القاصیرین الخ۔ عاجز گوید کہ این قصد دوم از سفر حجاز بودہ کہ حضرت محمد نقشبند حجۃ اللہ در ۱۰۹۵ ہجری بود و از وجہ غیر مامون بودن سفر آبی از حیدرآباد معاودت فرمودہ بودند مولف برکات معصومی ہر واقعہ را بہ عنوان احمدی نوید ہندام را از دو احمد و واقعہ است در عمدة المقامات در احوال قیوم جہان حضرت محمد معصوم قدس سرہ نوشتہ کہ عبد الملک از فقرائے مبتدع تسخیرات از خوابدن اسمائے سفنی ہم رسانید بود، حضرت ایشان یک روز قبل از رحلت خود فرمودند عنقریب من سرزندى سيفالدين اورا منہدم و ناچیز خواہد نمود۔ فوق کما اخبیر انتمی ما تخصصا۔ در برکات معصومی نوشتہ وضع

شرفیہ آن حضرت از مدتے چنان بودہ کہ در نصف شب جریدہ بر روضہ مقدسیہ حضرت مجدد الف ثانی بہ شوقی تمام می رفتند و گرد آن مقدمہ نورہ اللہی گشتند و می فرمودند: سگ در گاہ مجد الف ثانی ام۔ و گاہے بہ این عبارت می گفتند کہ: سگ در گاہ بندگی شیخ احمد کابلی سرزند می ام۔ و ہنگامے بر روضہ معظمہ حضرت ایشان بہ ہمان وقت لیل رفتہ این بیت بہ شورش تمام می خواندند۔

من کیستم کہ با تو دے بستگی کنم چندین سالکان کوے تو یک کمترین منم
قاعدہ شریفیہ چنان بود کہ بین الظہر والعصر اخوت کریمات راجح فرمودہ بہ دستور حضرت ایشان قدس سرہ حدیث شریفی می خواندند روزے کہ مقدمہ موت ایشان بود چون کتاب را غلاف کردند یکے از حضرات معروض داشت کہ بیشتر ہم بخوانید فرمودند کہ بیشتر از محمد عظیم خواہند شنید چنانچہ ہچنان شد کہ آن روز گذشت و بہ شب آن حضرت ارتحال فرمود۔ شیخ صفرا احمد بن فضل اللہ مخدومی ہمیشہ زادہ حضرت ایشان قدس سرہ در برکات معصومی نوشتہ: فقیر با وجود خورد سالی آن معرکہ را بہ وجہ احسن در خاطر دارم و شہرتے کہ در ہمان وقت بین الناس انتشار یافتہ بود ذہن نشین است، اما بعد از کلان سالیہا ہم از اکثر مردم شنیدم کہ جنازہ آن حضرت قدس سرہ بالائے ہوامی رفت و ہر چند مردم بہ قصد می جشتند دست کم کہے بہ آن می رسید و بعد از رسیدن بر روضہ خود بہ خود فرود آمد۔ روضہ منورہ ایشان از روضہ حضرت مجدد بہ سمت جنوب قدرے بہ فاصلہ در یک باغ واقع است۔
طوبی لمن زادھا۔ مادہ تاریخ ایشان را کہے چنین نظم کردہ است۔

مصدر در شرح شیخ سیف الدین بود سلطان عالم ارشاد
چون بہ جنت برفت از دنیا آب تقویٰ و زہد شد بر باد
سال تاریخ و صل آن حضرت گشت ہے ستون دین افتاد = ۱۰۹۶ھ

اولاد ایشان | حق تعالی حضرت ایشان را ہشت بیست و شش دختر عنایت فرمود۔
فرزندان = (۱) محمد عظیم (۲) محمد شعیب (۳) محمد حسین (۴) محمد علی (۵) محمد موسیٰ
(۶) محمد کلمۃ اللہ (۷) محمد عثمان (۸) عبد الرحمن۔

دختران = (۱) جنت (۲) حبیبہ (۳) سائرہ (۴) شہزی (۵) رفیع النساء (۶) زہرا،
ترحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

باب ششم حضرت محمد علی قدس

حضرت ایشان فرزند چهارم سلطان الاولیا حضرت شیخ سیف الدین اندر بنی از علوم پیش حضرت والد ماجد خوانده بودند که حضرت ایشان رحلت فرمودند۔ فیما بعد از حضرت برادر کلان محمد عظیم استکمال علم ظاہر و باطن فرمودند۔ در برکات معصومی نوشته۔ شاعر و فاضل اندر در جودت طبع مشہور۔ ہر کجا باشد خدا یا بہ سلامت دار و در جواہر علویہ نوشته است۔ عالم و شاعر و ذہین و صوفی و اہل نسبت بودند۔ در سنہ ہزار و صد و پنجاہ و قات یافتند۔ و در ربالہ سیرالکاملین نوشته است۔ ولادت ایشان در مایہ یازدہم است بعد ہزار و ہفتاد، عالم بودند۔ علم ظاہر و باطن، تحصیل علوم از خدمت والد ماجد و برادر کلان شیخ محمد عظیم فرمودہ بودند، در علم و علم و فضل و تقویٰ مستثنیٰ روزگار بودند، روزے عالمگیر یاد شاہہ در خدمت حضرت ایشان حاضر شد، دید کہ جامہ باریک پوشیدہ اند عرض نمود کہ در میان مردم این حدیث مشہور است۔ مَنْ رَقَّ ثَوْبُهُ رَقَّ دِينُهُ۔ حضرت ایشان در تحقیق این حدیث رسالہ نوشتند و مَوْضُوعِيَّتِ این حدیث را از کتب معتبرہ اثبات کردند، و پیش سلطان وقت فرستادند سلطان بہ کمال علمیت ایشان مقرر شد۔ در سنہ ہزار و یک صد و پنجاہ و سہ وفات یافتند و در قبہ والد ماجد خود مدفون شدند۔ رَفَعَهُ اللهُ قَدْرَهُ فِي اَعْلَى الْجَنَانِ۔

اولاد حضرت ایشان را سہ پسر و یک دختر بودہ۔ (۱) رفیع القدر (۲) عزیز القدر (۳) عظیم القدر و عمدۃ النساء۔

باب ہفتم حضرت عزیز القدر قدس

ولادت حضرت ایشان در سنہ ہند شریف بودہ، در سیر الکاملین نوشته۔ ولادت ایشان در آخر مایہ یازدہم بود و وفات در مایہ دو و از دہم، عالم و عامل و فاضل و اکمل بودند، تلمذ در ظاہر و باطن از والد ماجد خود داشتند و بر طریقہ شریفہ آباء کرام بہ کمال استقامت مستقیم بودند۔ رَحِمَهُ اللهُ وَ قَرَّبَهُ لِدَائِرِہِ۔ حضرت جد ماجد در انساب الطاہرین نوشته اند۔ بہ پنجم ربیع الاول ۸۳۰ ہزار و یک صد و ہشتاد و سہ رحلت فرمودہ۔ و شاہ رؤف احمد در جواہر علویہ سال وفات یک ہزار و یک صد و ہشتاد و ہفت نوشته و برہامش کتاب ہدیہ احمدیہ در انساب حضرات مجددیہ نوشته است۔ مسموع شدہ است کہ ایشان در قصبہ نجیب آباد از اضلاع بجنور مدفون اند۔ حضرت ایشان را از دوزوہ یکے عشرت دختر انوار اللہ سعیدی و دیگر اکرام النساء بنت ابن عم ایشان

اولاد سہ پسر و سہ دختر بودہ۔ (۱) حفیظ القدر از زوہ اولی (۲) احمد معصوم (۳) صفی القدر از زوہ ثانیہ۔

(۱) نمبر ۲۲، جیلہ ۲۳ فصیح النصار۔ احوال بنات معلوم نہ شد کہ از لطن کد این زوجہ اند۔ رَحْمَهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا۔

بابِ چہارم حضرت صفی القدر قدس

در سیر الکاملین نوشتہ است: "حضرت شیخ محمد صفی القدر فرزند رشید حضرت شیخ عزیز القدر بہتند، ولادت شریف ایشان در ہند در سنہ یک ہزار و یک صد و شصت و شش بہ وقوع آمد تحصیل علم ظاہری از علمائے وقت و از والد ماجد فرمودہ اند و کسب سلوک باطنی نیز از خدمت پدر عالی قدر کردہ اند، عالم با عمل کثیر العبادات و الطاعات و الوظائف و الأوراد بہ حدی بودند کہ یک لمحہ از ان فراغت نہ داشتند و استقامت بر شریعت و طریقت تا حد نہایت داشتند، امر بالمرعوف و نہی عن المنکر بلا خوف، خواہ امیر باشد خواہ فقیر فرمودند: **كَانَ لَا يَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْمَةً لَّا يَجِدُ**۔ ہر کس را کہ خلاف جادہ شریعت می دیدند، بے تحاشی و بے تامل، خواہ بدست خواہ بزبان، زجر می کردند و زہد و تقویٰ عدیم النظیر فی الامثال بودند، نواب نصر اللہ خان رئیس رامپور ہر چند خواست کہ منصب نیابت قبول کنند، از کثرت و وسع جواب صاف دادند، وقت رحلت بہ فرزند خود (حضرت شاہ ابوسعید) فرمودند: **حَجِبْ بِالْكَلِّ مَرْتَفِعَ كُتْمًا** و چون فارسی بہ آیتہ شریفہ **فَاذْخُلِي فِي عِبَادِي وَاذْخُلِي جَنَّتِي** رسید، جان با جانان سپرد، **وَكَانَ ذَلِكَ لِحَمْسٍ وَعِشْرِينَ خَلَّتْ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةِ اَلْفٍ وَمِائَتَيْنِ وَتَلَا تَيْنِ**، **تُوْفِيَ فِي بَلَدَةٍ لَّكُنَّ وَوَدِّفَ فِيهَا رَحْمَةً اللّٰهُ عَلَيْهِ**۔ و محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی در رسالہ **هُوَ الغَنِيُّ** ضمیمہ مقامات مظہری بر صفحہ ۵۹ نوشتہ اند۔ اول ارادت بہ خدمت والد ماجد خود (حضرت صفی القدر) آوردند، اوشان بر طریقتہ آبانے کرم خود مستقیم بودند و ترک دنیا و انقطاع غالب داشتند بہ حدیکہ نواب نصر اللہ خان آرزو نمود کہ عہدہ بخشگی قبول فرمایند مگر بہ عرض قبول نیفتاد، دائما در اشتغال و اوراد خود مصروف بودند، ذوقی بہ علم حدیث شریف داشتند از اہل فسق و فجور معروض بودند، وفات شان دو شنبہ بسبت و پنجم شعبان سنہ یک ہزار و دویست و شش ہجری در بلدہ لکھنؤ واقع شد، تاریخ وفات آن حضرت **فَاذْخُلِي جَنَّتِي** (۱۳۳۰ھ) است، سید احمد صاحب مولوی اسماعیل شہید و دیگر اعرضہ تجہیز و تکفین بر خود گرفتند، در راہ عیشہ یعنی چھپر کسے سوختہ افتادہ بود نعش شریف را بر آتش بردند کسے را آسیب نہ رسید۔ حضرت جدامجد در انساب الطاہرین نوشتہ اند کہ حضرت ایشان چون از تہجد فارغ می شدند اہل خانہ را بیداری کردند تا نماز تہجد بخوانند و در توکل بے نظیر بودند۔ مزار مبارک ایشان بیرون دروازہ اکبری کہ اندرین روز ہا آن جائے را چوک گویند بالائے پتے در زاویہ مسجد صغیر واقع است **رَحْمَةُ اللّٰهُ تَعَالَى وَقَدْ سَنَ سِرَّةً**۔

زوجہ حضرت ایشاں فیض جہاں بنت مولوی محمد رشید بن محمد ارشد بن فرخ شاہ سعیدی مجددی بوده
قدس اللہ اسرارہم۔ واز بطن ایشاں یک پسر ابو سعید زکی القدر و دو دختر صفیہ و امۃ العزیز پروردگار عطا فرمود

باب سوم حضرت شاہ ابو سعید زکی القدر

اسم گرامی ایشاں زکی القدر است کما فی انساب الطاہرین و کنیت ابو سعید۔ ولادت با سعادت بہ دوم
ذی الحجہ ۱۱۶۶ھ مطابق ۹ اکتوبر ۱۷۸۲ء در مصطفیٰ آباد رامپور بوده۔ سال ولادت از حافظہ عالم دینی یاد ایشاں ظاہر
دوقات بہ روز شنبہ یکم شوال ۱۲۵۵ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۸۴۳ء شدہ، عمر شریف بہ اعتبار سنین قمریہ ۵۳ سال،
۵۵ ماہ بست و ہشت روز بہ اعتبار سنین شمسیہ پنجاہ و دو سال و سہ ماہ و بست و دو روز بوده۔

دہ سالہ بودند کہ قرآن مجید را حفظ کردند چون بہ عمر نوزدہ سال رسیدند از تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ
یعنی فقہ و حدیث و تفسیر و منطق و غیرہ از علمائے زمانہ مثل مفتی شرف الدین و مولوی رفیع الدین فرزند شاہ ولی اللہ
و خال خود مولوی سراج احمد بن مولوی محمد رشید حاصل نمودند و اجازت علم حدیث شریف از خال خود و از حضرت
شاہ عبدالعزیز حاصل فرمودند۔ و از قاری نسیم علیہ الرحمۃ فن تجوید حاصل کردہ در تلاوت قرآن مجید یکائے وقت
گشتند می فرمودند بر حسن تجوید خود چندان اعتماد نہ بود تا آنکہ در حرم محترم اہل مکہ تحسین قرأت من نمودند و مشتق
خطاطی از کاتب شہیر کلو خاں کردند۔ چنانچہ قرآن مجید را نوشتہ وقف می فرمودند۔ عاجز بہ روز شنبہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۲۸۸ھ
مطابق ۸ اپریل ۱۹۶۶ء در رباط حضرت شیخ محمد مظہر سدس سرہ در مدینہ منورہ بہ زیارت آن مصحف مبارک
مشرف شد کہ حضرت ایشاں قدس سرہ بہ ۱۵ جمادی الآخرہ ۱۲۸۸ھ از کتابت آن فارغ شدہ اند کل صفحات آن
ہشت صد و ہشتاد و ہشت اند و در ہر صفحہ نہ سطور اند۔

کیفیت کمالات ظاہر و باطن از آیام صبا در ذات شریف مرئی می گشت۔ شاہ عبدالغنی از حضرت
ایشان نقل فرمودہ کہ: ”در اوائل عمر بہ حسب اتفاق در بلدہ لکھنؤ معیت میان ضیاء البنی کہ از اقارب بودند
گزر واقع شد، در مکانے فروکش شدیم در راہ آمد و رفت کہ در مسجد برائے نماز می رفتیم درویشے بود کہ اکثر ستر بہنہ
می داشت۔ مگر بہ وقت آمد و شد من ستر عورت خود می کرد کہے پرسید کہ تراچہ شد چون ایشاں رامی بینی ستر می کنی،
گفت وقتے باشد کہ ایشاں را منصبے حاصل شود کہ مرجع اقارب خود گردند۔ حضرت ایشاں را در زمانہ تحصیل علم
ظاہر ارادہ خدا طلبی پیدا شد، از والد بزرگوار خود کمالات باطنی حاصل کردند۔ حضرت والد بہ حضرت ایشاں فرمودند
اے فرزند مرغ ہمت تو بلند پرواز افتادہ است لہذا از خلفائے خاندان خویش تکمیل نسبت نمایند۔ لہذا
حضرت ایشاں رجوع در خدمت حضرت شاہ درگاہی کردند کہ در رامپور بر بسند ارشاد حضرت حافظ جمال اللہ

خلیفه حضرت سید قطب الدین خلیفه حضرت خواجہ محمد زبیر قبلہ عالم قدس اللہ اسرارہم بودند، در طریقه قادریہ مجددیہ بیعت کردند تا دوازده سال ملازم خدمت بابرکت شاہی در گاہی بودند درین ایام ریاضات و مجاہدات شاقہ کد و اہم الصوم و لزوم السہد و ترک اللذات - بر خود لازم گرفتہ بودند شاہ در گاہی ایشان را بخلعت خلافت خاصہ خود و اجازت مطلقہ نواختند و قائم مقام خود فرمودند صد ہا افراد بہ تو جہات عالیہ ایشان بہ درجا علیا رسیدند مع ذلک می فرمودند چون مکتوبات شریف را مطالعہ می کردم می یافتہم کہ تا این دم کمالات نسبت احمدی مجددی حاصل نہ شدہ است، چنانچہ بہ دہلی تشریف آوردند و مکتوبے بہ پانی پت در خدمت حضرت قاضی شہار اللہ فرستادند کہ خواہش استفادہ باطنی دارم حضرت ایشان بہ ایشان نوشتند کہ شما بہ خدمت حضرت شاہ غلام علی برسید چنانچہ جناب ایشان بہ خدمت حضرت شاہ صاحب رسیدند و بیعت شدند و خلافت یافتند حضرت شاہ صاحب می فرمودند طلب خدا چنین باید کہ ایشان را ہست، شیخی گزارشتہ بہ مریدی نشاندہ چند ماہ نہ گزارشتہ بود کہ بہ خلافت مطلقہ در طرق سبغہ نواختند، حضرت ایشان از صحبت حضرت شاہ صاحب تا پانزدہ سال استفادہ کردند و بہ بشارت عالیہ این خاندان مثل ضمنیت و قیومیت مشرف گردیدند۔

حضرت شاہ صاحب فریدان خود را حوالہ ایشان می کردند، در مناقب احمدیہ نوشتہ است کہ مولانا خالد گردی و سید اسماعیل مدنی و غیرہما از ایشان تو جہات گرفتہ اند۔ و شاہ سعد اللہ حیدر آبادی و ملا عبد الکریم ترکستانی از حضرت شاہ صاحب شروع سلوک کردند و بعد از حضرت ایشان اتمام سلوک کردند حضرت ایشان اجازت دادند چونکہ ایشان بیعت از شاہ صاحب کردہ بودند ازین جہت تصدیق اجازت نامہ از اسم مبارک حضرت شاہ صاحب است و ہر ایشان نیز عند البسملہ ثبت است و در آخر ہر حضرت ایشان اعمی شاہ ابو سعید است۔ حضرت شاہ صاحب در اجازت نامہ کہ بہ حضرت ایشان تحریر کردہ عطا فرمودہ اند، نوشتہ اند: «مشاہدہ کردہ ام بہ عنایت الہی کہ بہ تو جہات ایشان در و ایشان از نسبت قلبی نسبت فوقانی بہرہ ور می گردند» در ضمیمہ مقامات منظری حضرت شاہ عبد الغنی نوشتہ اند۔ شاہ سعد اللہ صاحب در خدمت حضرت ایشان رسیدند، شروع سلوک از حضرت ایشان کردند بعد از ایشان تو جہات گرفتند و اجازت و خلافت یافتند، بہ زمین شریفین رفتند آنجا شرف اندوز شدہ در حیدر آباد کن رفتند و ارشاد تمام یافتند، صغیر و کبیر آن ملک بہ اخلاص تمام پیش آمدند، صد و پنجاہ کس در خانقاہ ایشان وظیفہ خوار اند، عرس حضرتین بہ تکلف می کنند، انقطاع از اہل دنیا و سخاوت نہایت دارند، ملا عبد الکریم ترکستانی نیز بہ خدمت حضرت ایشان حاضر آمدند، نسبتے برداشتند، بعد از ان تو جہات از ایشان گرفتہ اجازت یافتہ رخصت شدند، در شہر سبز طریقہ ایشان رواج تمام یافتہ ہزار ہا کس حلقہ بگوش شدند، خانقاہ و دیہات

ولنگر خاتمه عظیم برپا دارند، امیر شہر اخلاص تمام دارد؟ الخ۔ عاجز گوید مراد از حضرت ایشان "حضرت شاہ غلام علی" و از "ایشان" حضرت شاہ ابوسعید اند، قدس اللہ سرار ہما۔

سید احمد خان موسس جامعہ اسلامیہ علی گڑھ ہمراہ پدر بزرگوار خود سید محمد متقی بہ خدمت حضرت شاہ صاحب دُخورد سالی می آمد، وے در کتاب آثار صنناوید" نوشته حضرت شاہ صاحب بارہ بار بہ بیان طریقت فرمودہ اند۔ ابوسعید برائے من فخر است، اگر من فقیری اختیار کردم غم کسے نہ داشتم، ابوسعید را بہ بندگی باوصف علائق دنیویہ (یعنی باوجودے کہ اہل و عیال دارند) در عبادت پروردگار این گونہ مصروف است گویا کہ علائق دنیویہ نہ دارد۔ در سیر الکاملین نوشته جناب ایشان در ترویج شریعت مجہری و طریقتہ مجددی مانند آبا و اجداد سرگرم شدند و تلخی و سختی و فقر و فاقہ کہ شیوہ محمودہ طریقتہ علیہ ہست بہ سبب کمال ایشان خیلہ زیاد چشیدند، و اوصاف حمیدہ و اخلاق نبویہ جناب ایشان از شکست و مسکنت و حفظ مراتب ہر کس بانہایت مشغولی و تحمل و صبر و بردباری بہ این حد رسیدہ بود کہ کسے کہ منکر حضرت شاہ صاحب بودہ بہ جناب ایشان رو بہ اعتقاد آورد۔ و حضرت شاہ رؤف احمد در جواہر علویہ نوشته اند: "اول مصافحہ بیعت در خاندان قادریہ بردست زبدۃ اصفیا قدرۃ اولیا محبوب الہی حضرت مولانا شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ داشتند، و نسبت باطن ہم از آن حضرت کسب نمودہ بہ مرتبہ اجازت و خلافت رسیدہ بودند باز بحضور حضرت ایشان (حضرت شاہ غلام علی) حاضر شدہ مصافحہ بیعت در خاندان نقشبندیہ کردند و سلوک مقامات مجددیہ تا آخر رسانیدہ عجوبہ روزگار گردیدند۔ از آیام طفولیت آثار۔ السَّعِيدُ مَنْ سَعِدَ فِي بَطْنِ أُمَّةٍ۔ از جبین مبینش ظاہر بود برادر خالہ زاد این احقر اند۔ در مناقب احمدیہ نوشته است۔ ہر گاہ ایشان (شاہ ابوسعید) از سفر تشریف می آوردند (حضرت شاہ صاحب) استقبال ایشان می فرمودند حتی کہ یک بار آن حضرت مریض بودند و ایشان تشریف آوردند، بر چہار پائی خود شستہ مردمان را فرمودند کہ مرا برداشتہ برید تا کہ استقبال فوت نہ شود و تا مسجد حکیم قدرت اللہ کہ بیرون خانقاہ بہ فاصلہ قلیلہ واقع است تشریف بردند و بہ نواز شہاے بسیار سرفراز ساختند۔ حضرت شاہ صاحب در ماہ مبارک رمضان ۱۲۳۱ھ حضرت ایشان را بہ ضمنیت خود سرفراز فرمودند، و در نصف ماہ جمادی الاولی ۱۲۳۲ھ بشارت بہ منصب قیومیت اوند و چون حضرت شاہ صاحب راضی موت لاحق شد قیام حضرت ایشان در لکھنؤ بود۔ بہ ایشان تحریر فرمودند می بینم کہ منصب آخر مقامات این خاندان عالی شان بہ شما متعلق و وابستہ شد و پیش ازین در بیماری سابق دیدہ بودم کہ شما بر جائے مانستہ اید و قیومیت بہ شما عطا کردند۔ و تحریر فرمودند از غیب القامی شود کہ ابوسعید را باید طلبید و روح مبارک حضرت مجدد رضی اللہ عنہ برین باعث است و دیدہ ام کہ شما بران راست خود

بنشانده ام و منصبی کہ آثار آن عنقریب عاید بہ شہامی شود مفوض نموده . خانقاہ شمار امبارک باد جلدتر
بیائید ، تو کلا علی اللہ اینجبا آمدہ بنشینید ۔

در سال یک ہزار و دو صد و چہل و نہ عزم حرمین شریفین کردند فرزند اکبر حضرت شاہ احمد سعید را
سجادہ نشین خانقاہ ساختند و فرزند او وسط حضرت شاہ عبدالغنی را رفیق خود ساخته متوجہ آن دیار برکت
آثار شدند در حرمین محترمین علماء فضلار اقتباس انوار از حضرت ایشان کردند و بعضی بہ دخول طریقہ
ممتاز شدند بعد از حج در ماہ محرم و در بلد محرم مرض اسہال و جمی شروع شد چون مرض قدرے تخفیف کرد
در ماہ ربیع الاول بہ مدینہ منورہ سفر کردند ۔ ایام مولد شریف ہمو نجاب بودند ، بہ دوران قیام مدینہ منورہ در
شدت مرض تخفیف بود چون بہ جانب وطن رجوع فرمودند در مرض شدت شروع شد ۔ با وجودیکہ علیل و
مسافر بودند بہ اول ماہ صیام ۲۵ روزہ داشتند ۔ در ان روزہ شدت مرض زیادہ شد لہذا حکم بہ قدیہ
دادند بہ بست و دوم رمضان داخل بلدہ ٹونک شدند ۔ نواب وزیر الدولہ بسیار تکریم و تعظیم نمود ۔ مرض
شدت اختیار کرد ۔ روز شنبہ کہ یکم شوال و روز عید بود در احوال تغیر پیدا شد بہ فرزند خود حضرت عبدالغنی
وصیت بہ اتباع سنت و اجتناب از اہل دنیا فرمودند و ارشاد کردند ۔ اگر بردار اہل دنیا خواهی رفت ذلیل
خواہی شد و الا ایشان چون سگان بر دروازہ تو خواہند غلطید و فرمودند ہر چہ ما را از اشتغال و اوراد رسیدہ
ترا بلکہ عبدالغنی را اجازت دادم و فرمودند وقت کہ ام نماز ہست مولوی حبیب اللہ عرض کردند ہر نماز کہ
حضرت خواہند ادا فرمایند فرمودند امشب تمام شب در نماز گزار شتہ است ۔ بعد از نماز ظہر حافظ را بہ
قرأت سُورۃ بیس حکم کردند ۔ سہ بار شنیدند فرمودند بے کنید کہ وقت کم ماندہ است و فرمودند امروز
نواب در خانہ نیاید ۔ پیشتر از امر کسے آمدہ بود فرمودند ۔ از آمدن امر اطاعت می آید ۔ بین الظہر و العصر از روز
شنبہ یکم شوال ۲۵ کہ روز عید بود انتقال فرمودند مولوی حبیب اللہ و اہل قافلہ متکفل غسل شدند
مولوی خلیل اللہ قاضی ٹونک امامت نماز کردند علماء ، فضلاء ، عمائدین ، اُمراء و نواب ٹونک و جمیع
اہالی در نماز جنازہ شریک بودند ۔ در تابوت پنبہ نہادہ جسد مبارک را بران نہادند و بعد از چہل روز از
صندوق بر آوردند چنان معلوم می شد کہ ہمین وقت غسل دادہ اند ۔ بیچ تغیر در حضرت ایشان نہ بودہ ،
پنبہ کہ زیر ایشان در تابوت بود نہایت معطر بود ، مردم آن را تبرکاً بردند ۔ حضرت ایشان را در خانقاہ شریف
دہلی بہ پہلوئے پیر مرشد حضرت شاہ صاحب بہ جہت غرب پیر و خاک کردند ۔ کسے گفتہ و خوب گفتہ سہ

سعید ازل آمدہ نام او سعادت بود اولین کام او

زر حمت کہ بودہ خزائن ہزار کلیدش بدو دادہ پروردگار

بہ ملکِ طریقت شہِ بے نظیر
چو جبریل در راہِ عرفان دلیل
بہ محبوبیش برگزیدہ خدا
ز بہر غریبانِ بے اعتبار
امینِ جہان پرده دارِ زمین
بہ ہندوستان گرچہ دارد مقام
گزشتہ بہ یک گام زین نہ طہنق
بہ ملکِ امارت ولایت بسرد
مُرّیجِ نشینِ مُسدّس سرا
بہ کوئے حقیقت فشیخ کبیر
نبیِ راجیب و خدارِ اخیل
بہ قر و بیش برستودہ قضا
بود آیتِ رحمتِ کردگار
بہ روئے زمین آسمان برین
بہ بالائے ہفتم فلک راندہ گام
ز قدوسیان بردہ گوئے سبق
بہ کوئے نبوت وراثت بسرد
بہ راجش جبین سودہ ہفتم سما

مولوی خلیل احمد مضطرب بھوی مجددی رامپوری از مخلصین حضرت شاہ صاحب و از محبتین

حضرت شاہ احمد سعید صاحب قدس اللہ اسرارہم تاریخ وفات حضرت ایشان گفتہ

امام و مُرشدِ ما شاہ بوسعید سعید بہ روز عید چو شد و اصل جنابِ خدا

دل شکستہ و مغموم گفت تاریخش ستونِ محکم دین نبی فتادہ زیبا ۱۲۵۰

حضرت ایشان قدس سرہ در بیان سلوک مجددیہ رسالہ "ہدایۃ الطالبین و مرقاۃ التباہ" لکن

نوشتہ اند۔ از بہترین رسائل است درین باب۔ در سیر الکاملین نوشتہ "بعض مخلصین در

مکہ معظمہ آن را مترجم بہ زبان عربی کردہ اند۔"

حضرت ایشان را دو زوجہ بود و از ہر دو اولاد شدہ۔ اولی زبدرہ دختر غلام صدیق فرزند عظیم القدر

اولاد

از بطن ایشان یک پسر احمد سعید و یک دختر مجیدہ۔ و آخری حسینی بنت میر بادشاہ بن میر احمد

مجددی۔ و از بطن ایشان دو پسر عبدالغنی و عبدالغنی۔ تزییل۔ عاجز در دیباچہ کتاب ذکر کردہ کہ از حضرت

شاہ بوسعید قدس سرہ ذکر جمیع افراد این فرج مبارک انشاء اللہ کردہ خواہد شد۔ تا نامہائے ایشان محفوظ

ماند و سلسلہ تعارف گسستہ نہ شود۔ لہذا عاجز بیان جمیع اولاد حضرت ایشان می کند۔

۱۸۱۹ھ

ولادت ایشان بہ شب شنبہ ۲۵ شعبان ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۹ جون ۱۸۱۹ھ

حضرت شاہ عبدالغنی

در محلہ مغلیپورہ نزد خانقاہ حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ بہ ظہور رسیدہ۔

نام تاریخی "مظاہرِ حلیم" است۔ و وفات ایشان در مدینہ منورہ بہ روز شنبہ ۲۶ محرم ۱۲۹۶ھ مطابق ۳۱ دسمبر ۱۸۷۸ھ

بدوقوع آمد و در حینت البقیع بہ پہلوئے حضرت برادر خود شاہ احمد سعید متصل گنبد مبارک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

مدفون شدند و یہ مراد خود رسیدند چنان کہ در مکتوب دوم ظاہر فرمودہ اند۔ سالِ وفات از ”شداندر زمین آفتابِ علوم“ ظاہر است۔ این مادہ تاریخی را عاجز از حضرت سیدی الوالد قدس سر و شنیذہ بودہ چنانچہ این مصرع نفیسہ را عاجز در سلک نظم سفتہ و گفتہ۔

امام زمن شاه عبدالغنی شریعت پناہ و طریقت اروم

چو ہفت محرم سے شنبہ رسید بہ جنت برقت و برست از ہوم

چہ والد مگفت سالِ وصال ”شداندر زمین آفتابِ علوم“ = ۱۲۹۶

قرآن مجید در خورد سالی حفظ کردند و علوم ظاہری از مولانا حبیب اللہ و علوم باطنی از حضرت والد بزرگوار خود کسب می کردند۔ ہنوز از تحصیل علوم فارغ نہ شدہ بودند کہ در ۱۲۳۹ھ ہمراہ والد بزرگوار خود بہ سفر حرمین شریفین روانہ شدند۔ مولانا حبیب اللہ کہ استاد ایشان بودند نیز درین مبارک سفر رفیق ایشان بودند، این سفر برائے حضرت ایشان از بس مبارک واقع۔ آنچه از فوائد باطنی نصیب ایشان شد، غیر ازین چہ گفتہ آید کہ لَا یَعْلَمُ إِلَّا اللَّهُ۔ البتہ فوائد علوم ظاہری جناب ایشان را بہ درجہ علیا رسانید و سند حدیث شریف ایشان از اعلیٰ اسانید عالم شد جناب ایشان از شیخ محمد عبد سندھی و از شیخ اسماعیل رومی سند حدیث حاصل کردند۔ علماء کرام در بیان سند ایشان رسالہا نوشتہ اند۔ شیخ محمد حسن بن سحیح التیمی ثم البکری (دای الصدیقی)، التھی ثم الفرینی رسالہ الیائع الحینی فی اسانید الشیخ عبد الغنی بہ عربی نوشتہ اند، این رسالہ طبع شدہ است۔ شیخ محمد حسن در موضع مظفرہ متصل بیگو سرانے ضلع مونگیر، بہار، قیام داشتند، و رسالہ دیگر از جناب شیخ عبد الوہاب صاحب بن خدیار (حبیب اللہ) بن عظیم حسین یار صدیقی مہاجر مکہ مکرمہ است کہ نامش الْمَوْرِدُ الْهِنْدِيُّ فِي اسانید الشیخ عبد الغنی است، این رسالہ نیز بہ عربی است و طبع نہ شدہ، نزد عاجز نسخہ قلمی موجود است۔ حضرت ایشان چون بہ ہند مراجعت فرمودند بہ تکمیل

علوم ظاہری و باطنی مشغول گشتند از شاہ محمد اسحاق ابن بنت حضرت شاہ عبدالعزیز و شاگرد و جانشین ایشان حدیث شریف و علم باطن چندے از برادر کلان حضرت شاہ احمد سعید و سپس از مرزا عبدالغفور خوجوی کہ از اعظم خلفائے حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ امرار ہم بودند و حاصل کردہ بہ تدریس و تعلیم علم ظاہر باطن مصروف گشتند۔ اشتغال حضرت ایشان بہ علم حدیث بیشتر بودہ، در ہندوستان دو مدرسہ منورہ صدہا افراد از علمائے کاملین بہ خدمت ایشان رسیدہ حدیث شریف از ایشان خواندند، از کثرت فراوان حدیث شریف در نسبت مبارکہ ایشان عجب لطافتی پیدا شدہ بود کہ غیر از اصحاب بصیرت کسے ادراک آن

سہ اُروم بہ ہم ہمزہ سنگے را گویند کہ برائے اہتداد در صحرانصب کنند و اُروم بہ فتح ہمزہ اصل شجر را گویند۔

زمی توانست کرد، در اتباع سنت و عمل بر عزیمت یکتائے روزگار بودند، سید احمد خان مؤسس جامعہ اسلامیہ علی گڑھ احوال ایشان را قدرے تفصیل در کتاب آثار الصفا دیدہ اردو نوشتہ اند، عاجز رہے از کلام ایشان ذکر میکند، نوشتہ اند ما معتقدیم حضرت ایشان نیز فرزند ارجمند حضرت شاہ ابوسعید اندونی الحقیقت جو ایشان فخر خاندان است، اوضاع و اطوار ایشان جداگانہ و کیفیات و احوال ایشان بگمانہ اند، اوقات ایشان بجز مستحسن اند کہ شاید در ازمان سابقہ از نیکو کاران بودہ باشند، نشست ایشان در مسجد شریف، و عمل ایشان بہ ہمہ وقت در ہمہ حال بر طریقہ محمدیہ، اے خوشحال کسے کہ ہمہ وقت مراعات احوال نبی خود را کند و از دنیا و مافیہا خبرے نہ داشته باشد حضرت ایشان در اتباع سنت بہ نوعی سعی می کنند کہ اگر مسکن آسمان و زمین ایشان را بہ لقب محی السنۃ و قاصح البدعۃ یاد کنند و با باشد از ترک ادنی سنت چیزے را بدتر نہ می دانند، اگر استفسار از شخصے شود کہ فنانی السنۃ و محدود شریعت و شہسوار میدان طریقت بود پس غیر از ذات فیض آیات ایشان کسے دیگر نیست، کسے کہ در امور تافہہ این گونہ احوال دارد پس خیال کنید کہ در امور عظیمہ بہ چہ منوال و چہ آقا بودہ باشد۔ الخ۔ سید احمد خان چہار سالہ بودند کہ ہمراہ پدر بزرگوار خود، سید محمد تقی بہ خدمت حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ چند بار رسیدہ اند و یاد آن مبارک صحبت در حافظہ خیال ایشان تادم و اسپین ثبت بودہ و فیما بعد یک گونہ تعلق با خانقاہ و اہل خانقاہ داشتند، لہذا ہر چہ کہ در باب حضرت نوشتہ اند از روئے دید و معانیہ نوشتہ اند، ایشان دیدند کہ حضرت شاہ عبدالغنی میوہ آنبہ را کہ از بازار گرفتہ شدہ باشد بیچ گاہ استعمال نہ فرمودند۔ زیرا کہ در ہندوستان بیچ باغبانے آنبہ بہ وقت ظہور گل می شود، و از روئے شریعت این بیچ جائز نیست۔ لہذا حضرت ایشان از استعمال آنبہ پرہیزی کردند بلکہ استعمال ہر آن شے کہ در بیچ آن فساد می بود، اجتناب می کردند سید احمد خان مشاہدہ این امر کردہ بودند و نوشتہ اند امورے را کہ مابہ سختان کمتر از موے می پنداریم، نزد ایشان از محالات بودہ لہذا از لطف ولدت این گونہ فواکہ حضرت ایشان آشنا نہ بودند۔

خدا نا تر سے دور از کارے بر رسالہ مبارکہ ایشان کہ سفار السائل نام دارد اعتراضات
القول السنی فاسدہ کردہ، چون عاجز تحریرات آن بدانند لیش دید جو البش بہ صورت کتاب کبیر الموم

بہ القول السنی فی الذب عن شیخ عبدالغنی در سال ہزار و سہ صد و شصت تحریر کرد، درین کتاب این عاجز
 منقبتے از حضرت ایشان قدس سرہ نوشتہ۔ برنھے ازان نقل می کند۔

چہ گویم و صف شہ عبدالغنی را امام و مُرشد دارِ نبی را
 بہ خلوت خانہ دل داشت قرآن بر وقت ہاتلاوت کردے ہر آن

عنانِ ہمتش بر تافت آن پاک
 حدیثِ مصطفیٰ را گشت شاغل
 ز خوردی بود منظورِ خدایس
 بہ جدو سعی در اندک زمانہ
 اجازت یافت از مردانِ یکتا
 ز اخلاقِ رذیلہ شد مُبرّی
 زبان در ذکرِ حق ہر آن جاری
 ہمہ تن پائے در راہِ رضا بود
 ہمہ تن لب برائے ذکرِ سبحان
 نہ گفتے، نہ برفتے، نہ شنیدے
 بہ ظاہر پیکرش از خاک بودہ
 گجا ہندو گجا طیبیہ بدیندیش
 بہ کوہ و دشت و دریا جہادہ پیور
 زہے قسمت کہ کامل بہت و یک سال
 گہے ذکر گہے تدریس تنزیل
 بدین سان عمر خود آنجا بسر کرد
 بہ آخر شد چو دور ز ندگانی
 بہ صفا خواہش گرفت آن جام رنگین
 سلام از ما رسد ہر دم بہ جانش
 الہی آنچہ از احسان کردی
 ازاں فیضان یک جرعہ عطا کن
 نگاہے لطف کن دل شاد گردد

علمِ دین را بر خواند چہ لاک
 بسے اسنادِ عالی کرد حاصل
 خدایس را نظر دارد اثر بس
 بدید از لطف مولی بے کرانہ
 خلافت یافت از پیرانِ والا
 بہ آدابِ رسول اللہ مُحَلّی
 دلش معمور از انوارِ باری
 ہمہ تن گوش بر قولِ خدا بود
 ہمہ تن دیدہ بہر دید جانان
 نہ دیدے، گر رضائے حق نہ دیدے
 بہ باطن کُل ز نورِ پاک بودہ
 سعادت یاور و اقبال در پیش
 بہ دارِ مصطفیٰ آن گہ بیاسود
 سکونت کرد آنجا فارغ البال
 گہے بخت از حدیثِ دجرح و تعدیل
 ہزاران بے ہنر را با ہنر کرد
 ملک آورد حجامِ ارغوانی
 نثارش کرد فوراً حبانِ شیریں
 الہی از تو رحمت بر روانش
 کرامتہا بہ وے ارزان کردی
 ازان عرفان یک لمعہ عطا کن
 ولانے دوستانت زید دارد

تالیفات ایشان | بر سنن ابن ماجہ حاشیہ لطیفہ نوشتہ اند کہ انجاء الحاجہ نام دارد و رسالہ
 تخریج احادیثِ مکتوبات رسالہ شفاء السائل و رسالہ تحفہ تیموریہ و در اردو
 ترجمہ نصاب الاعتساب از تالیفات ایشان است۔ بجز تخریج احادیثِ مکتوبات ہمہ طبع شدہ اند۔

مکتوباتِ ایشان

مرد پاک طبیعت پاک باطن حافظ محمد یعقوب مجددی نسباً و مشرباً ساکن پانی پت
مکاتیب شریفہ حضرت ایشان را جمع کرده بود و برائے ملاحظہ نزد حضرت سیدی
الوالد قدس سرہ آورده بود۔ ایشان از مطالعہ آن مجموعہ مبارکہ بسیار محظوظ و مسرور شدہ بودند۔ حافظ محمد یعقوب
قصہ طباعت داشت لیکن اسباب فراہم نہ شد و در عقد خامس از ماتمہ چہار دہم بعد آن ناہز الثمانین من
العمر سفر آخرت اختیار کردند رحمہ اللہ و آن مجموعہ ثمینہ ضائع شد۔ نزد این عاجز یازدہ خطوط کہ نوشتہ دست مبارکہ
ایشان است محفوظ اند۔ بیخ ازان متعلق بہ امور خانگی اند۔ شش را این عاجز نقل می کند۔

۱۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ اَزْ عَبْدِ الْغَنِی فَرْزَنْدِ عَزِزِ حَافِظِ الْبُو الْخَیْرِ وَالْوَالدِ شَانِ سَلَامِ خَوَانِدِ الْحَمْدِ لِلّٰهِ
عَلٰی عَافِیَّتِكُمْ وَ سَلَامًا مَّتَّکُمْ۔ مکتوب شمار سید۔ خوش وقت ساخت۔ رَزَقَنِی اللّٰهُ وَاٰیَاتُکُمْ اِتِّبَاعَ الشَّرِیْعَةِ
السَّنِیَّةِ الْمَرْضِیَّةِ الْمُصْطَفَوِیَّةِ بِجَاهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ۔ وَالسَّلَامُ، ۲۵ شعبان ۱۲۸۹ھ

۲۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ اَزْ عَبْدِ الْغَنِی ۙ حَمِیْمِہٖ مَحْتَرَمِہٖ اہْلِ خَانَةِ نَوَابِ قَطُبِ الدِّیْنِ خَانَ صَاحِبِ
سَلَامِ مَطَالَعِہٖ قَرَامِیْنِہٖ اَزْ اِسْتِمَاعِ رَحَلَتِہٖ دَوَسْتِ قَدِیْمِ خُودِ صَدْمِہٖ بَرْدِ رَسِیْدِہٖ لٰیكِنِ چُونِ مَرَادِ اَوْ شَانِ و مَرَادِ مَوْتِ
دَرْ حَرَمِیْنِ شَرِیْفِیْنِ ہَسْتِ وَا زِیْنِ مَعْنٰی حَمْدِہٖ اَبِہٖ جَا اَوْرَدِہٖ۔ اَللّٰهُمَّ اَلْحَقْنَا بِقُرْبٰنِ الصَّالِحِیْنَ بِجَاهِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
عَلِیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلٰوٰتِ وَالتَّسْلِیْمٰتِ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ وَالسَّلَامُ، ۲۵ شعبان ۱۲۸۹ھ

۳۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ اَزْ عَبْدِ الْغَنِی فَرْزَنْدِ عَزِزِ مِیْمَانِ الْبُو الْخَیْرِ وَ الْوَالِدِ اِیْشَانِ سَلَامِ خَوَانِدِ مَكْتُوْبِ
اِیْشَانِ مُشْعَرِ وَا تِ مِیَانِ خُورْ شِیْدِ اِحْمَرِ صَاحِبِ رَسِیْدِہٖ دَعَاہٖ اِنِّیْ مَغْفِرْتِہٖ دَر حَقِّ اِیْشَانِ نَمُودِہٖ شَد۔ اِنَّ فِی
ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ كَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقٰی السَّمْعَ وَ هُوَ شَہِیْدٌ۔ بَا یْدِکَ لِسَیْمَانِدْکَانَ عِبْتِ بَکْرِ نَزْدِ مَوْتِ رَا
نَصِبِ الْعَیْنِ دَارِ نَدِجِ اَلْجَرِہٖ بَا نَدِ خَضْرٰی کَ جَا و دَا نَہٗ نَا مَ نَدِہٖ

نہ مانند اموز کس عنخوار این بیمار سودائی ؛ فغان از بے کسی فریاد از بیدار تنہائی

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِہِ وَ السَّلَامُ، ۲۵ رجب ۱۲۹۰ھ

۴۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ اَزْ عَبْدِ الْغَنِی فَرْزَنْدِ عَزِزِ مَوْلٰوِ الْبُو الْخَیْرِ وَ الْوَالِدِ اِیْشَانِ سَلَامِ خَوَانِدِ مَكْتُوْبِ
رَسِیْدِہٖ اَزْ اِسْتِغَا لِ اِیْشَانِ بِعُلُوْمِ دُنِیَیْہِہٖ وَ اُمُوْرِ اَلْقِیٰمِیَّةِ مَسْرُوْر شَدْمُ، طُوْبٰی لِمَنْ اَنْزَمَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَبْقٰی۔ سَبْعَةٌ
یُظَلُّوْنَہُمُ اللّٰهُ فِی ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ، سَابَّ نَشَأَنِ عِبَادَةِ اللّٰهِ۔ الْحَدِیْثُ۔

لے وَ نَسَّأَلُ مَوْلَانَا الْکَرِیْمِ اِلٰهِنَا یُصَدِّقُنَا اَمِنْ یُظِلُّ بِظِلِّہٖ

بِجَاهِ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ وَ
اٰلِہِمُ وَاَصْحَابِہٖمُ، وَ یَرْحَمُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ قَالَ اٰمِنٌ۔ زید۔

بکلام آئینہ مانی کہ ز فرصت ہمہ غافل
تو نگاہ دیدہ بسملی مشہ واکن و بکفن درا
صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - ۲۶ رجب ۱۲۹۳ھ

۵۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۵ از عبد الغنی فرزند ی عزیز می مولوی محمد عمر و مولوی ابوالخیر سلام
مطالعہ نمایند مکتوب ایشان در باب عزائے فرزند ی نور اللہ مقررہ رسید۔ الحمد للہ علی کل حال ۵
ہر چه بر تو آید از شادی و غم ہم زگستاخیست و بیباکیست ہم
وَقَفْنَا لِلّٰهِ لِمَا يَجِبُ وَيَرْضَى، اِذَا مَا نَسْتُ هِمَّ احْسَانِ نَسْتُ۔ وَالسَّلَامُ، اِذْ لِقَعْدِهِ ۱۲۹۳ھ

۶۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۶ از عبد الغنی عزیز از جان و دل مولوی محمد عمر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
بعد از سلام سنت اسلام مکشوف باد مکتوب محبت اسلوب در عین انتظار رسید مسرور ساخت۔ درین
جاد و عادتہ عظیم در پیش آمدند یعنی بتاریخ ۹ ماہ ربیع الآخر امت کریم انتقال کرد کہ از چند ماہ مریض
بود و بعد پانزدہ روز شب جمعہ محمد موسی انتقال کرد۔ روز چہار شنبہ برائے سبق ترمذی بہ خانہ حاجی حساب
رفتہ بود، بعد سبق سردی معلوم شد۔ بہ خانہ آمد بخار شد، شب دوم انتقال کرد۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ
رَاٰجِعُوْنَ، اَوْ سَجَانَةٌ مَغْفِرَتٌ فَرَمَايِد۔ ۱۵ جمادی الثانی ۱۲۹۵ھ

اجازت = حضرت سیدی الوالد قدس سرہ از ایشان جامع ترمذی خواندند حضرت ایشان قدس سرہ
درج ذیل اجازت نامہ نوشتہ و مہر کردہ بہ ایشان عنایت کردند۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَاٰخِرًا وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَاٰلِهِ دَاٰیِمًا
كَثِيْرًا، اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَرَأْتُ عَلَى الْوَلَدِ الْاَعْزَابِ الْخَيْرِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَجَّامِ اِلَى عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَوَّ
الْتَرْمِذِيِّ مِنَ الْاَوَّلِ اِلَى الْاٰخِرِ اِلَّا اَنْهَ فَاَتَ مِنْهُ نَبَذًا مِنْ الْكِتَابِ وَاَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى لِهَ الصَّوَابِ وَاَنْ
يُّوَفِّقَهُ لِمَا يَجِبُ وَيَرْضَى مِنْ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ وَالْفِعْلِ وَالنِّيَّةِ وَالْهُدٰى وَاَجَزْتُ لَهُ بِمَا يَجُوْزُ الرَّوَاةُ عَنِّي
عَلَى الْعَمْرِ وَاَوْصِيْبِ بِالْوَرَعِ وَالتَّقْوٰى وَاَجْتِنَابِ اَهْلِ الرَّهْوٰى وَاَللّٰهُ وَاَلَى التَّوْبٰتِ۔ كَتَبَهُ الْمَلْتَجِيْ اِلَى حَرَمِ
النَّبِيِّ عَبْدِ الْغَنِىِّ بْنِ اَبِي سَعِيْدِ الْمَجْدِيْدِ سَامِحَهُمَا اللّٰهُ بِلَطْفِهِ الْخَفِيِّ سَلَّمَ ۱۲۹۳ھ مہر
رَاٰنَ اللّٰهُ هُوَ الْغَنِىُّ وَاَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ

حضرت ایشان قدس سرہ بر اجازت نامہ سید احمد حسن عرشی قنوجی برادر سید صدیق حسن قنوجی
بھوپالی درج ذیل عبارت نوشتہ اند۔

وَالْوٰجِبُ عَلَيَّ اَنْ يَسْلُكَ سِيْرَةَ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ مِنَ الصُّوْفِيَّةِ وَالْفُقَهَاءِ الْقَادَةِ
وَالْمُحَدِّثِيْنَ الْمُسْتَقْبِمِيْنَ عَلَى الْجَادَةِ لِهٰكَابِنِ حَزْمٍ وَاِبْنِ تَيْمِيَّةٍ۔ الخ۔

چونکہ صدیق حسن خاں بھوپالی ازریقہ تقلید جید خود را کشیدہ بود و ہوائے اجتہاد بہ دماغش رسید
بود و بہ اتباع ابن تیمیہ و ابن عبد الوہاب قدم نہادہ بود۔ و مشہور است کہ المجلس الی المجلس بمیل۔ لہذا
حضرت ایشان بہ سید عیسیٰ نصیحت کردند و راہ صہواب نشان دادند۔ وَاعَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ۔

ازین عبارت مسلک حضرت ایشان بہ خوب و جبہ ظاہر است کہ مراد از اتباع سنت آن نیست
کہ مسلک و مذہب ائمہ دین را کسے بگزارد۔ چہ اتباع ائمہ دین عین اتباع سنت مطہرہ است۔ این بزرگواران
از خود چیزے نہ گفتہ اند بلکہ ارشادات مختلفہ نبویہ را علی صاحبہا الصلاۃ و الخیرۃ بہ وجہ نیک مطالعہ
کرده اند و آن چہ اصلح بودہ آن را گرفتہ اند۔

نیاوردم از خانہ چیزے نہت تو دادی ہمہ چیز و من چیزتست

در ہندوستان بعض افراد می گویند کہ حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ در محافل
میلاد شریف کہ خاص در شب دوازدهم ماہ مبارک ربیع النور انعقاد یا بندوبست

ذکر ولادت شریف قیام کردہ شود شریک نہ می شدند۔ این قول سراسر ناصواب و خلاف واقع است حضرت

سیدی الوالد قدس سرہ بارہا می فرمودند کہ طریقہ حضرت شاہ عبدالغنی ما را پسند است بلکہ حضرت ایشان بہ

حافظ احمد صاحب فرزند مولانا قاسم رحمہما اللہ مکتوبے نوشتہ اند و در ان اس عبارت تحریر کردہ اند، شیخ

الدلائل مولانا مولوی عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکرمہ از خلفائے عالی مرتبت حضرت شاہ عبدالغنی اند ایشان

بہ فارسی کتاب الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم نوشتہ اند و این کتاب حسب ارشاد حضرت حاجی امداد اللہ

در مطبع محمود المطابع دہلی در ۱۳۰۴ھ طبع شدہ بر صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۲ طریقہ حضرت شاہ عبدالغنی را و ارشاد ایشان را

نقل کردہ اند کہ بہ یکشنبہ دوازدهم ماہ ربیع الاول ۱۲۸۶ھ در صحن مسجد نبوی محفل مبارک میلاد شریف منعقد شد

حضرت ایشان درین محفل مبارک شریک بودند و بہ وقت ذکر ولادت شریف چون برائے قیام ہمہ استادند حضرت ایشان

نیز قیام کردند مولوی عبدالحق نیز شریکین مبارک محفل بودند و بعد ازین چون مولوی صاحب حضرت ایشان اجازت

خلافت عنایت کردند، در باب میلاد شریف بہ تصریح تمام امر کردند و برائے ابلاغ این امر تاکید فرمودند چنانچہ امتثالاً

لا امرہ الکریم مولوی صاحب این کتاب نوشتند و حاجی صاحب رطباعت آن سعی فرمودند۔ جَزَاهُمْ اللَّهُ خَيْرًا۔

پروردگارا ایشان را شش فرزند ۱۔ عبداللہ ۲۔ عبدالرحمن ۳۔ اسماعیل ۴۔ عبدالقادر ۵۔ عبدالاحد

اولاد ۶۔ صالح، و دہ دختر ۱۔ زینب ۲۔ ام الفضل ۳۔ ام کلثوم ۴۔ امہ اللہ کبری ۵۔ رقیہ ۶۔ رابعہ

۷۔ تقیہ ۸۔ امہ اللہ صغری ۹۔ میمونہ ۱۰۔ امہ الرحمن۔ از زوجات ثلاثہ، اولی مجددیہ، ثانیہ، افغانیہ ثالثہ مغربیہ
عنایت فرمود۔ جمیع فرزندان و جمیع دختران بجز امہ اللہ صغری درجات ایشان رحلت نمودند۔ از سہ دختر

سلسلہ اولاد جاری است۔۔۔۔۔ خُلَفَاء۔ احوال خلفاء تفصیل معلوم نہ شدہ۔ نامہائے ہفت افراد بہ عاجز معلوم شدہ است و ان راجعی نویسند۔

امولانا عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکہ مکرمہ صاحب علم و تالیفات بود۔ از تالیفات ایشان است۔
الْاَكْبَلِ عَلَى مَدَارِجِ التَّنْزِيلِ کہ در ہفت جلد طبع شدہ۔ و۔ الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم کہ طبع رسیدہ۔ و۔ الفقہ الاکبر شرح الکنز الاصغر کہ غیر مطبوع است و نزد عاجز موجود است۔

- | | |
|---------------------------|--------------------------------------|
| ۳۔ شاہ رفیع الدین دیوبندی | ۲۔ حضرت شاہ ابوالاحمد مجددی بھوپالی۔ |
| ۵۔ نواب مصطفیٰ خان شیفتہ۔ | ۴۔ مولوی امین الدین نانوتوی۔ |
| ۶۔ قاری رحیم بیگ دہلوی۔ | ۶۔ میاں احمد جان دہلوی۔ |

از سابق الذکر چہار افراد اشاعت سلسلہ شریفہ شدہ۔

حضرت ایشان فرزند ثالث حضرت شاہ ابوسعید اند۔ ولادت ایشان
حضرت شاہ عبدالمعنی بہ ہفتم ربیع الآخر ۱۲۳۹ھ در لکھنؤ بودہ فضل الرحمن نام تاریخی است

و وفات بہ دو از دہم ربیع الاول ۱۲۹۲ھ در مدینہ منورہ شدہ و در جنت بقیع نزد قبہ حضرت عثمان ذوالنورین مدفون شدند۔ اَبْرَدَ اللهُ قَبْرَهُ وَ تَرَاهُ۔ مادہ تاریخ وفات است۔ یازدہ سالہ بودند کہ حضرت والد ایشان رحلت فرمودند و در خورد سالی قرآن مجید را حفظ کردند حضرت والد ایشان را بسیار دوست می داشتند۔ گویند کہ در ایام خورد سالی روزی چند افراد حضرت ایشان را گفتند کہ طلبکار توجہ شما ہستیم حضرت ایشان مسخرہ را در دست گرفتہ بہ شدت ہو گفتند بر حاضرین عجب تاثیر شد۔ از مولوی عبدالقیوم و مولوی حبیب اللہ و حضرت شاہ عبدالمعنی علم ظاہری خواندند و از حضرت شاہ احمد سعید علم باطن حاصل کردند و از حضرت شاہ خطیب احمد فرزند حضرت شاہ رؤف احمد نیز استفادہ کردند۔ ذات مبارک ایشان جامع اوصاف جمیلہ و اخلاق حسنہ بودہ، در تواضع و شکست و مسکنت و تحمل و دید قصور بر سیرت آباء کرام و بر طریقہ مشائخ عظام مستقیم بودند بعد از تسلط فرنگ خدایم اللہ بردہلی، چند سال در ہندوستان قیام کردند، شبہ در خواب بہ دیدار رب العزت جل شأ و عم احسان، مشرف شدند، عرض کردند، بار خدایا تمنائے سکونت طابہ طیبہ و آرزوئے موت در ان بلدہ منورہ دارم۔ دعائے ایشان مقبول شد حضرت ایشان مع اہل و عیال بہ مدینہ منورہ ہجرت کردند و در جنت بقیع آرام فرمودند رَحِمَهُ اللهُ وَقَدْ سَ سِرَّ۔

حضرت ایشان را سہ پسر و سہ دختر شدہ بود، محمد و عائشہ و ابراہیم و نامہائے بقیہ معلوم نہ شد
اولاد بجز محمد ہمہ در خورد سالی وفات یافتند۔ ولادت شیخ محمد در ماہ ربیع الاول ۱۲۴۲ھ در خانقاہ شریف

دہلی ہوئے۔ مصباح المغنی، تاریخی نام است و بہ ہمین نام اشتہار داشتند۔ مصباح تخلص ایشان بود۔
در خود سالی حفظ قرآن مجید کردند و بر رخ از کتب خواندند۔ از حضرت شاہ محمد مظہر استفادہ علوم باطنی فرمودند
عجب مرد پاک طینت، پاکیزہ مسلک بودند۔ از اہل دنیا دور و از احوال خود منسور و نہ با کسی کارے و نہ از شخصے
باے۔ یادگار ایشان یک دختر حبیبہ و یک دیوان ضخیم از اشعار بودہ۔ در حرب عمومی اولین چون از وجہ فقدان
علاہل مدینہ را حکومت ترکیہ بہ اطراف شام و مصر و ترکیہ برد حضرت ایشان بہ شام رفتند و در ۱۳۳۲ھ در حص
وفات یافتند و در جوار سیف اللہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ مدفون شدند۔ قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ۔

بابائے دوم حضرت شاہ احمد سعید قدس

اسم گرامی حضرت ایشان احمد سعید و کنیت ابوالکلام و لقب مکاتبتہ جدی سراج الاولیاء و تخلص
سعید بود۔ ولادت بابرکت ایشان در مصطفیٰ آباد (ریاست رامپور) بہ یکم ماہ ربیع الآخر ۱۲۱۶ھ مطابق
۳۱ جولائی ۱۸۰۲ء بہ ظہور رسیدہ و وفات شریف بین الظہر و العصر از روزہ شنبہ دوم ماہ مبارک ربیع الثور ۱۲۶۶ھ
مطابق ۱۸ ستمبر ۱۸۵۰ء در مدینہ منورہ طابہ و طییبہ بہ وقوع پیوست، و در محراب نبوی علی صاحبہ الصلاۃ و
التحیۃ در جائے نماز جنازہ جدا کبر حضرت ایشان امیر المؤمنین و امام الاعلیٰ حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ
خواندہ شدہ بود۔ نماز جنازہ حضرت ایشان خواندہ شد و در جوار قبہ حضرت ذوالنورین آرام پذیر شدند۔
رحمۃ اللہ و عطر ضریحہ و رفیع مکانہ و قدس سرہ۔

احوال مبارکہ حضرت ایشان را فرزند اصغر ایشان حضرت شاہ محمد مظہر در کتاب مناقب احمدیہ مقامات
سعیدیہ بتفصیل نوشتہ اند۔ این کتاب بہ فارسی است و در ۱۲۶۶ھ تالیف شدہ۔ مظاہر حکیم احمدی نام تاریخی
کتاب است و این کتاب را جناب حاجی دوست محمد قندہاری بہ توسط احمد مرزا خان در اکل المطالع واقع شہر
دہلی طبع نمودند، و فی الجملہ حضرت مولف این کتاب را بہ عربی تحریر کردند کہ بعد از احوال حضرت ایشان قدس سرہ در ۱۳۱۳ھ
در قرآن طبع شدہ، و حضرت شاہ محمد معصوم فرزند حضرت شاہ عبدالرشید احوال مبارکہ حضرت والد ماجد خود و
احوال حضرت جدا مجید شاہ احمد سعید را در کتاب "ذکر السعیدین" بہ صورت اختصار نوشتہ اند، این کتاب بہ لسان
اردو است و بہ یازدہم ماہ شعبان ۱۳۰۸ھ در مطبع مظہر النور متصل مسجد سرخ واقع مصطفیٰ آباد، رامپور،
بہ طبع رسیدہ، و جدا این عاجز حضرت شاہ محمد عمر در کتاب انساب الطاہرین بہ صورت مختصرہ احوال مبارکہ
حضرت والد خود نوشتہ اند و این کتاب نزد عاجز موجود است۔
و کسے رسالہ بہ فارسی نوشتہ است و درین رسالہ ذکر حضرت مخدوم عبدالاحد حضرت امام ربانی مجدد

الف ثانی و حضرت خواجہ باقی باللہ و ہر دو فرزند ان ایشان و ذکر کاملین از اولاد حضرت مجدد نازمانہ تالیف رسالہ بہ صورت اختصار نوشتہ است و ذکر حضرت مرزا مظہر جان جاناں و حضرت شاہ غلام علی نیز آمدہ۔ درین رسالہ ذکر حضرت جدی آمدہ و نوشتہ شدہ کہ حضرت ایشان در ۱۲۹۳ھ وفات یافتہ اند و ذکر حضرت شاہ محمد مظہر نیز آمدہ و نوشتہ شدہ کہ ایشان بہ حیات اند و وفات حضرت ایشان بہ یازدہم محرم سنہ ۱۳۰۳ھ بہ وقوع آمدہ۔ ازین جا معلوم می شود کہ این رسالہ بعد از وفات حضرت جدی و قبل از وفات حضرت شاہ محمد مظہر نوشتہ شدہ۔ نزد عاجز مسودہ این رسالہ موجود است رسالہ اگرچہ مختصر است اما قیمہ است چو تکمیل مؤلف اکتفا بر ذکر اہل کمال کردہ ازین جهت عاجز این رسالہ را بہ سیر الکاملین نام زد کردہ تا در حوالہ دقتی نہ ماند۔ عاجز احوال حضرت ایشان قدس سرہ از مذکورہ بالا کتب می نویسد۔۔۔۔۔ آثار رشد و ہدایت از خورد سالی بر حسین مبین ظاہر بود حضرت شاہ غلام صدیق کہ والد بزرگوار حضرت والدہ ایشان بودند نہایت عابد و زاہد و عالم با عمل و پاک نفس بودند۔ حضرت ایشان را بسیار دوست می داشتند مشرب حضرت ایشان را در یافتہ موسوم بہ غلام غوث کردند۔ یعنی این فرزند ارجمند را از غوثیت نصیب خواہد بود۔ تا نوزدہ سال در کنف عاطفت جد بزرگوار حضرت صفی القدر پرورش یافتند۔ حیانا ہمراہ قبلہ گاہ خود بہ خدمت ارشاد پناہی حضرت شاہ در گاہی می رفتند حضرت در گاہی از رونے لطف حضرت ایشان را بہ پہلوئے خود جانے می دادند و حیانا از ایشان استماع کلام پاک می نمودند۔ و دست شفقت بر سر ایشان نہادہ فرمی آوردند۔ چون قبلہ گاہ ایشان بہ خدمت قیوم جہان حضرت شاہ غلام علی بہ دہلی رسیدند جناب ایشان ہمراہ ایشان بودند۔ در آن وقت سن مبارک دہ سالہ بود کہ وابستہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ شدند۔ لطف و مرحمت حضرت شاہ صاحب بر احوال حضرت ایشان بے غایت بود حتی کہ حضرت شاہ صاحب ایشان را فرزندیت خود گرفتند۔ فیالہامن کوامۃ و بمعادۃ۔ حضرت شاہ صاحب از فرط مسرت بر زبان خودی راندند۔ ما از مخلصین فرزندے طلب کردیم، کسے بہ مانہ داد ابو سعید طلب ما را قبول کردہ لخت جگر خود را بمن دادہ۔ شاہ صاحب ایشان را داخل سلسلہ کردہ فرمودند۔ اے فرزند حال را با قال جمع کنید۔ از علما کرام علم ظاہر بخوانید و در اوقات فراغ شامل حلقہ شوید۔ چنانچہ حضرت ایشان تحصیل علوم ظاہری پرداختند و ہر گاہ کہ فرصت می یافتند شریک حلقہ مبارک می شدند۔ حضرت ایشان بیان کردہ اند۔ کہ در حلقہ حضرت شاہ صاحب کثرت متوسلین بہ حدے می بود کہ برائے نشستن خود جانے نہ می یافتیم و بر کنارہ حلقہ استادہ فرجہ را تلاش می کردم کہ نظر مبارک حضرت شاہ صاحب بر من می افتاد و مرا طلب کردہ نزد خود بر مستند ارشاد می نشانند۔ عاجز گوید عنی اللہ عنہ کہ درین جا اشارہ است بہ آنکہ این مستند ارشاد و راستہ بہ این فرزند خواهد رسید و چنان واقع شد۔ حضرت ایشان رسالہ تشریحیہ، عوارف المعارف، احیاء العلوم، نفحات الانس، شجاعت عین الحیاة

مکتوبات قدسی آیات حضرت امام ربانی، مثنوی معنوی، مشکاة المصابیح، وجامع ترمذی از حضرت شاہ صاحب
 و کتب معقول از مولوی فضل امام و بقیہ کتب از مولوی رشید الدین خان تلمیذ رشید شاہ عبدالعزیز خوانند
 بہ خدمت حضرات ثلاثہ شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر حاضر می شدند۔ گاہے برائے زیارت
 و گاہے برائے استفادہ حضرت ایشان می فرمودند کہ این ہر سہ برادر در علوم دینیہ بجز بے کنار بودند و تفسیر
 کلام الہی حضرت شاہ عبدالعزیز آیتے بود از آیات الہیہ۔ ہر سہ برادر اصحاب نسبت و کشف صحیح بودند البتہ
 کشف شاہ عبدالقادر بغایت اعلیٰ و درست بود۔ ایشان دوازده سال ریاضات و مجاہدات کردہ بودند۔
 و از بعض خلقائے این طریقہ (یعنی طریقہ مجددیہ معصومیہ) استفادہ نمودہ اند۔ جناب ایشان بسیار احترام و
 تکریم مامی کردند و نہ نہایت محبت پیش می آمدند۔

حضرت ایشان در مصطفیٰ آباد رامپور از مفتی شرف الدین و از خالی والد بزرگوار خود مولوی سراج
 احمد سعیدی مجددی نیز تحصیل علم کردہ اند و از موخر الذکر اجازت حدیث رحمت المسلسلہ الاولیٰ عن طریق حضرت المجد
 حاصل کردند و در لکھنؤ از مولوی محمد اشرف و مولوی نور نیز تحصیل علم کردہ اند۔ مولوی محمد اشرف بہ غایت محقق و
 مدقق بودند و مولوی نور صاحب نسبت بودند۔ و حضرت ایشان اجازہ عامہ از حدیث شریف از حضرت شاہ
 عبدالعزیز حاصل کردہ اند۔ حضرت ایشان کسب سلوک از ابتدائات انہما از حضرت شاہ صاحب کردہ اند۔ حضرت شاہ
 صاحب در رسالہ خود کہ در حدود ۱۲۳۴ھ تالیف فرمودہ اند نسبت بہ ایشان لوستہ اند۔ حضرت احمد سعید
 فرزند حضرت ابوسعید بہ علم و عمل و حفظ قرآن مجید و احوال نسبت شریفہ قریب است بہ والد ماجد خود۔
 و بر حاشیہ این رسالہ از حضرات کرام کسے نوشتہ: ”و نیز در جائے ارقام نمودہ اند فرزند ایشان (یعنی حضرت
 ابوسعید) حضرت احمد سعید حافظ و عالم از پدر خود کم نیست اجازت تعلیم طریقہ ازین فقیر وارد۔ انتہی منقول
 از علین مسودہ حضرت شاہ صاحب و قبلہ است۔“

در روز عید قربان در مجمع عام حضرت شاہ صاحب بہ دست مبارک خود بلبوس خاص از قسم کلاہ و
 دستار و پیراہن مبارک حضرت ایشان را پوشانیدند و بہ خلافت عامہ و اجازت مطلقہ سرفراز فرمودند۔
 ”حضرت ایشان فرمودہ اند کہ من در جمیع مقامات از حضرت والد بزرگوار خود تو جہات و فوائد حاصل کردہ ام
 لہذا اسم مبارک ایشان در سلسلہ شریفہ نوشتہ ام۔“ عاجز گوید در سلسلہ روایت ہر چند وسائط کمتر باشند خوب تر

۱۵ این بیان ما خود از کتاب مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ است۔ نزد عاجز ازین رسالہ مبارکہ نسخہ قلمی موجود است
 کہ قبل از تسلط فرنگ خندلہم اللہ بر دہلی نوشتہ شدہ است، این رسالہ در احوال حضرت مرزا جان جانان مظہر شمس سرور
 نوشتہ شدہ است، از مقامات مظہری مختصر است و چیزے تفاوت دارد حضرت شاہ صاحب برائے رسالہ تجویز نامے
 نہ فرمودہ اند۔ عاجز بر اولی سرورق نام ”کلمات مظہری“ نوشتہ است۔ تسہیلاً للحوالہ و حفظاً للرسالہ۔

است چہ منظرہ ضعف کتری باشد۔ اما در سلسلہ طریقت حضرات مشائخ بہ منزلہ شیشہ ہائے دور بین اند۔ اتحاد شیشہ ہاوت زیاد در دور بینی پیدایمی کند۔ لہذا حضرات مشائخ نامہائے آن بزرگواران را نیز داخل سلسلہ می کنند کہ از ایشان فوائد حاصل کرده اند۔ چنانچہ حضرت یعقوب چرخمی اسم حضرت علاء الدین عطار را ثبت نموده اند حالانکہ خود ایشان نیز خلیفہ حضرت امام الطریقہ سید بہار الدین نقشبند زندقہ قدس اللہ اسرارہم۔ حضرت ایشان مع والد بزرگوار خود در لکھنؤ بودند کہ حضرت شاہ صاحب پدر بزرگوار ایشان را از لکھنؤ طلب کردند و تحریر نمودند کہ فرزند خود را بہ جائے خود بنشانید۔ چنانچہ حضرت ایشان در لکھنؤ بہ جائے قبلہ گاہ خود مصروف کار گشتند و قبلہ گاہ ایشان در دہلی بہ جائے حضرت شاہ صاحب مصروف عمل شدند و بعد از چند گاہ حضرت ایشان ہم بہ خانقاہ شریف دہلی تشریف آوردند۔ و بہ امامت نماز پنجگانہ و افتاء و تدریس علوم دینیہ مصروف گشتند۔ اندرین ایام نوبتہ بہ سر ہند شریف نیز رفتند و از حضرات کرام قدس اللہ اسرارہم مستفید و مستفیض شدند۔

مسند ارشاد در ماہ جمادی الآخرہ ۱۲۲۹ھ حضرت والد ماجد ایشان بہ سفر حج و زیارت روانہ شدند و مسند ارشاد و خانقاہ شریف بہ حضرت ایشان تفویض نمودند۔ حضرت ایشان بہ حساب تقویم قمری کامل بست و چہار سال و ہفت ماہ و چند روز رولق دہ مسند ارشاد در خانقاہ ارشاد پناہ ماندند۔ از اطراف و کناف عالم ہندگان خدا حاضر شدہ استفادہ کردند۔ کسانے کہ ظرف عالی داشتند مسرت جامہائے معرفت شدہ خلعت خلافت و اجازت بر جانہائے خود آراستہ بہ اوطان خود مراجعت فرمودند و در جہات خود خلق خدا را واصل بہ حق گردانیدند۔

عذاری فرنگ فرنگ خدا ہم اللہ بآباد شاہ ہند عذاری کرد۔ در او اخر محرم ۱۲۴۲ھ افواج فرنگ دہلی داخل شد۔ بادشاہ در قید افتاد و خون مسلمان بے قیمت شد در این ہنگامہ دار و گیر حضرت ایشان مع اہل و عیال و فقراے باب اللہ از خانقاہ شریف و از شہر دہلی برآمدند۔ زن و مرد خورد و کلا یک صد نفر ہمراہ ایشان بودند۔ اگر کسے مطالعہ مکتوبات شریفیہ ایشان بکند، معلومش خواہد شد کہ احوال مالیتہ حضرت ایشان داسما مصداق۔ و کآن سر زقہ کفافاً۔ بود مع ہذا جمعیت احوال ایشان سر مؤفرق نیامد۔ کار ساز حقیقی از غیب سبب ما نہائے فراہم کرد کہ بہ وہم و خیال کسے نہ آید۔ و عجب تر آن بود کہ اسم گرامی حضرت ایشان نزد فرنگ در زمرہ باغیان منسلک بود و بہر وقت و بہر لحظہ خیال می رفت کہ فرنگیان ایشان را گزندے مانند لیکن در اعمال و اوراد و وظائف و حلقہ و توجہ بیچ فرق نیامد۔ حضرت ایشان از خانقاہ شریف برآمدہ مقبرہ منصور شریف بودند کہ آن را صفدر جنگ نیز گویند۔ و از آنجا بہ مہرولی کہ در آنجا مزار پرنوار حضرت

قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ است تشریف بردند، لیکن آن جاؤ با بود لہذا بہ وقت تمام باز بہ صفدر جنگ آمدند
وآن جا عیال مبارک ایشان امۃ الفاطمہ بنت نثار حسن بن نثار احمد بکھیوی بہ شب جمعہ چہارم صفر ۱۲۴۲ھ
رحلت نمود، دران اوقات صعبہ و احوال شدیدہ بہ وجہ احسن از تغیل و تکفین فارغ شدہ جنازہ ایشان را بہ
باغ نواب مکرّم خان بردہ بہ پہلوئے حضرت سید نور محمد بدایونی قدس اللہ سرہ بہت شرق دفن کردند مزار
حضرت سید السادات بہ بہت جنوب از مزار حضرت نظام الدین قدس سرہ بہ فاصلہ یک تیر پرتاب واقع
است۔ رَحِمَہَا اللّٰهُ وَرَضٰی عَنْہَا۔

ابتلائے عظیم | در ذکر السعیدین نوشتہ کہ در دوران قیام صفدر جنگ روزے یک افرنجی کہ افسر بودہ مع چند
سوار اسلحہ بردار رسید و بہ حضرت ایشان گفت۔ تو از باغیان ہستی من ترا ہمراہ خود بردہ بہ سوار
و مذلت بر سرداری کشم، وقتے کہ افرنجی این سخن می گفت نزد حضرت ایشان ہر دو برادران و ہر سہ فرزندان ایشان
و مؤلف ذکر السعیدین کہ یازدہ سالہ بود استادہ بودند، حضرت ایشان بہ افرنجی فرمودند۔ فکر نہ کنید ما ہمراہ شما می
رویم۔ و بہ خادمے ارشاد کردند۔ برو پہلی بسیار، یعنی آن غریبہ کہ گاؤ آن رامی کشد۔ چنانچہ خادم پہلی آورد و حضرت
ایشان ہمراہ خود وظیفہ شریفیہ و اشیائے ضروریہ گرفتہ سوار شدند۔ درین تمام مدت افرنجی استادہ احوال آن حضرت
را ملاحظہ می کرد و قلیکہ آن حضرت در غریبہ سوار شدہ بہ افرنجی فرمودند۔ بفرمائید، مارا کجای می برید۔ بر افرنجی از استماع این
سخن ہیبتے طاری شد و وئے مع سوار ہا بہ زودی روانہ شد و از احاطہ صفدر جنگ بیرون آمدہ سوارے را نزد
حضرت ایشان فرستاد کہ پیر صاحب بہ جائے خود باشند۔

آن کس کہ ترا شناخت جان را چه کند
فرزند و عیال و خان و مان را چه کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخششی
دیوانہ تو ہر دو جہان را چه کند
چون از اسباب دنیویہ نشانی نہ ماند، ظہور "بَشِيرِ الصَّابِرِينَ" شد۔ و بیانش آنکہ در فوج افرنگ
پنجاب بہا و افغانہا نیز بودند۔ وقتے کہ حضرت ایشان از مہرولی مراجعت می فرمودند یک دستہ فوج پیش آمد
درین دستہ فوج نورنگ خان نیز بود کہ از کلانچئی گندہ پوران ضلع ڈیرہ اسماعیل خان بودہ و مرید حاسی
دوست محمد قنداری ساکن موسی زری، ڈیرہ اسماعیل خان بود۔ وئے قافلہ حضرت ایشان را بہ حفاظت
تمام بہ صفدر جنگ رسانید و خودش نزد افسران فوج رفت تا برائے حضرت ایشان اجازت نامہ سفر
حاصل کند۔ عاجز از سیدی الوالد قدس سرہ شنیدہ بود کہ در حصول پروانہ راہ داری نواب جان نشان خان
سعیہا کردہ بود۔ وئے در فوج منصبے عالی داشت و فیما بعد حکومت افرنگ ویرا جاگیر سردھنہ و منصبے اعزازی
دادہ بود۔ نورنگ خان و جان نشان خان در جہد خود بفضل اللہ و احسانہ کامیاب شدند و نورنگ خان

برائے حضرات ایشان و رفقائے حضرت ایشان اجازت نامہ سفر حاصل کر کے بہ خدمت شریف حضرت ایشان رسید۔ ویا حضرت ایشان راج قافلہ برائے سہ روزیہ معسکر برد و مہمانی کر کے در معمولات حضرت ایشان در معسکر ہم تفاوتے واقع نہ شد برائے نماز در اوقاتِ خمسہ اذان دادہ می شد و بہ کمال سکون و خشوع جماعت کردہ می شد و حسب معمول بہ حلقہ و توجہ اشتغال بودہ۔ افزونگہ احوال ایشان را بہ نظر غامری دیدند و تعجب ہامی کردند۔

حضرات مشائخ کرام فرمودہ اند: **الاستقامة فوق الكرامة**۔ **كيف لا وقد روى مسلم في صحيحه عن معقل بن يسار رضي الله عنه انه قال**۔ **قال رسول الله صلى الله عليه وسلم العباداة في الهدج كهجرة الى**۔ سبحان اللہ چه مزوہ جانفزا و روح پرور راست حضرت ایشان چون مستحق این کرامت علیا شدند حق تعالیٰ بہ فضل و احسان خویش برائے حضرت ایشان رفقائے حضرت ایشان اسباب سفر بیان کر امت و دار ہجرت مہیا کرد و بیانش این است۔

قافلہ حضرت ایشان برائے ڈیرہ اسماعیل خان از راہ پانی پت و کرنال و انبال و لدھیانہ و لاہور علی اسم اللہ از معسکر روانہ شد، چون حضرت ایشان بہ لدھیانہ رسیدند معلوم شد کہ جناب خورشید احمد مجددی کابلی مجبوس شدہ اند خورشید احمد از مخلصین حضرت ایشان بودہ۔ از استماع این خبر حضرت ایشان التوشیئتی لاحق شد و دعا ہا کردند۔ کار ساز حقیقی لطف فرمود و یک افغانی کہ افسر فوج بود بہ خدمت حضرت ایشان رسید و باز سبب نجات جناب خورشید احمد شد و خورشید احمد نیز از رفقائے سفر حضرت ایشان شد و وقتے کہ این قافلہ بہ لاہور رسید چند افراد بہ انتظار حضرت ایشان متوقف بودند۔ ایشان را جناب حاجی صاحب از ڈیرہ اسماعیل خان فرستادہ بودند خود حاجی صاحب ما بین لاہور و ڈیرہ بہ استقبال حضرت ایشان رسیدند و حضرت ایشان قافلہ حضرت ایشان را بہ موسیٰ زئی بردند حضرت ایشان آن جا سہ ماہ قیام فرمودند۔

خدمتے کہ حضرت حاجی دوست محمد قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ و رفع مکانہ درین وقت ہرج کردہ انداز اعظم حسنات و اکبر اعمال است، خالصاً بحب اللہ و رضائتہ تا سہ ماہ تمام اہل قافلہ را در خانقاہ خود خدمت کردند و برائے ہر یک سامان سفر مہیا کردند و بازار ڈیرہ تا بمبئی انتظام کشتی کردند و از بمبئی تا حجاز مقدس در باخرہ انتظام سفر کردند بلکہ برائے مصارف حجاز مقدس نیز انتظامات کردند۔ از برداشت این گونہ مصارف اُمرا قاصرند چہ جائے فقرا۔ **ذَلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ**۔

تفویض خانقاہ | شاہ محمد مظہر در مناقب احمدیہ مقامات سعیدیہ بر صفحہ دو صد و چہل و چہل و یک آن تحریر و نقل کردہ اند کہ حضرت ایشان بہ حاجی صاحب دادہ اند۔ در ان تحریر نوشتہ است: **مقوم می سازم بہ مریدان خود کہ در ہندوستان و خراسان سکونت می دارند کہ بہ حالے من مقبول**

بارگاہ احد حاجی دوست محمد صاحب را کہ غلیفہ من اند۔ بدانند تو جہات از ایشان گرفته باشند۔ و شاہ محمد منظر نوشتہ اند۔ و خانقاہ و مکانات محل سرائے خود و تسبیح خانہ حوالہ ایشان نمودند و اختیار دادند کہ خواہ خود را بخا باشند یا غلیفہ خود را دارند۔ لہذا ایشان مولوی رحیم بخش صاحب را کہ از زبدهٔ خلفائے ایشان اند در خانقاہ شریفیہ بہ جہت خدمت و اردین و جاہ و کشتی مسجد و مزارات بابرکات مقرر فرمودند **رَقَّ اللَّهُ إِلَيْكُمْ قَامَةً**۔

سہ ماہ بلکہ چیزے زائد در موسیٰ زی قیام فرمودند و باز بہ راہ در یاد کشتیہا بہ بمبئی تشریف بردند و در ناہ شعبان از بمبئی بہ جدہ روانہ شدند و

سفر بہ حرمین محترمین

در ماہ شوال بہ جدہ رسیدند حج کردند و در اوائل ماہ ربیع الاول حضرت ایشان مع دو فرزند ان کلان و چیت نفر مخلصین بہ مدینہ منورہ سفر کردند و در ہمان ماہ مبارک بہ مدینہ منورہ رسیدند و بقیہ افراد بہ ماہ رجب از مکہ مکرمہ بہ مدینہ منورہ رسیدند۔ جد امجد حضرت شاہ محمد عمر مکتوبے بہ فضائل و کمالات پناہ سید عبد السلام ہمسوی قدس اللہ اسرارہا نوشتہ اند۔ اصل این خط مع خطوط آخر نزد جناب مولانا ابوالحسن علی ندوی حفظہ اللہ تعالیٰ محفوظ است۔ جناب ایشان لطف فرمودہ نقلش بہ عاجز فرستادہ اند۔ ازین مکتوب مبارک برنخے را کہ متعلق بہ احوال حضرت ایشان است عاجز نقل می کنند۔ نوشتہ اند۔

اولاً وقت خروج از شاہجہان آباد، دہلی خاص، در مقبرہ منصور علی خان جناب والدہ محترمہ ام وفات یافتہ در مقابر خلجائی آرمیدہ۔ در جوار حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ قریب مزار حضرت سید صاحب مدفون شدند۔ ابواب غم و الم بر بر فرزند ان کشتودند، زان بعد از مقام مذکور حضرت والد مرحوم مع جمیع فرزندان و برادران و متعلقان ذکور و انات و خورد و بزرگ از راہ پنجاب بہ بندر بمبئی و از آنجا بہ سواری مرکب، جہاز بادی، در جدہ و از آنجا بہ مکہ معظمہ از بعد فراغی حج بہ مدینہ منورہ تشریف آوردند۔ از ابتداے پنجاب تا مدینہ منورہ خلق کثیر از عمائد و شرفا و امرا و علماء و مشائخین رجوعے بہ حضرت مرحوم آوردہ مردم بے شمار بہ سعادت بیعت در آمدند و صد ہا کس از ترک و عرب بہ قدسی حاضر می شدند، چنان مرجع خاص و عام شدہ بود کہ بینندگان متحیر بودند و تصرفات و خوارق عادات از جناب مرحوم بہ ظہوری آمد کہ عقل حیران بود۔ درین عرصہ از مکہ شریفہ تا مدینہ منورہ چندین مردمان از اقارب و

لہ مولوی رحیم بخش از پنجاب بودند و عجب مردی و فرشتہ خصلت بودند، از ۱۲۴۲ھ تا ۱۲۸۳ھ خدمت خانقاہ شریف بہ وجہ احسن کردند و بہ پہلوئے حضرت مرزا حیان جانان قدس سرہ جہت شرف بیرون مجر مدفون شدند، بہ روز شنبہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۲۸۳ھ مطابق ۸ نومبر ۱۹۵۸ء در قبر ایشان وقتے کہ مزدور ہا اصلاح فرش می کردند، سوراخے شد و ازین سوراخ نفحات خوشبوئی بہ چہار اطراف منتشر شد۔ خود این عاجز آن بوئے خوش را شنید۔ مزدوران و زائرین متحیر بودند۔ سال وفات ایشان از **”آلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ“** ظاہر است کہ ۱۲۸۳ھ می باشد۔ **رَحِمَهُ اللَّهُ وَقَدْ مَنَّ بِنِعْمَتِهِ**۔

اہل حرمت یعنی والدہ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب عموی صاحب "و دختر درمیانی شان و جناب پھوپھی صاحبہ ہمشیرہ صاحبہ حضرت والدہ برحق، و اہلیہ برادر م حضرت عبدالرشید صاحب و برادر اہلیہ شان و دیگر چند کس کہ تفصیل آن در غمہا کثرت راہی عالم بقاشدند و ما غم زدگان را کوفت بر کوفت رسانیدند۔ آخر کہ بجز صبر چارہ نیست بہ حکم الصبر مفتاح الفرج صبر کردیم و بہ تجویز حضرت والد مرحوم عقد نکاح برادر رشید جناب عبدالرشید صاحب از دختر ثالث عموی حضرت عبدالغنی صاحب کردہ شد، و بعد این ہمہ قصہ ہائے اندوہ اثر جناب والد مرحوم بہ تاریخ دوم ماہ ربیع الاول ۱۲۴۷ ہجری صلعم، یوم سہ شنبہ ما بین وقت نماز ظہر و عصر رحلت فرمودہ بہ سوئے جنت عدن تشریف فرما شدند و بہ موجب وصیت حضرت مرحوم در جنت البقیع قریب گنبد امیر المؤمنین خلیفہ ثالث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون شدند رحمہ اللہ تعالیٰ رحمتہ واسعہ و نوشتہ اند حقیر بہ سبب تنہائی از خدمت والد مرحوم و زخمہائے کثیرہ وفات یابی عزیزان و قریبان تاب استقامت در مدینہ منورہ نیاوردہ قبل از ایام حج در مکہ معظمہ مع عیال و اطفال خود رسیدہ چارہ غم غلطیہائے خود بہ زیارت کعبہ مشرف می نمایم و خود را تسلیہامی دہم اما طبیعتم را وحشت و بی قراری دے دادہ است کہ در تحریر می آید و عاف فرمایند کہ اللہ تعالیٰ تسکین عطا فرماید، و نوشتہ اند جناب والد مرحوم قبل از رحلت خود ہیچگونہ وصیت و حکم خلافت و غیرہ آنچه مرسوم است با وجود اثبات ہوش و حواس نہ فرمودند، بعد وفات شان بہ صلاح صواب دید جناب عموی صاحب و این احقر البشر و برادر عزیز محمد نظر نظر بہ فوقیت عمر و سن برادر رشید حضرت عبدالرشید صاحب را برائے نشستن مقام نشستگاہ حضرت مرحوم مقرر نمودہ شد۔ الحمد للہ کہ در مدینہ منورہ ہر سہ صاحبان یعنی حضرت عبدالغنی صاحب و برادر م عبدالرشید صاحب و محمد نظر صاحب در مکہ معظمہ این احقر البشر بہ طریقہ آبائی خود مستقیم و توجہ بہ طریقہ حلقہ و مراقبہ و شغل و اذکار و غیرہ طریق مرسومہ مشغول است و طالبان نام خدا از ہر چہ ہر حلقہ با بہرہ و نصیب خود می گیرند و گزران معیشت ما ہمہ فقرا بہ طریقہ بزرگان خود یعنی بر توکل محض است گاہے فراخی می شود و گاہے تنگی می آید و گاہے زیر بار قرض و گرومی شویم۔ بہ ہر حال شکر اللہ تعالیٰ ہست البتہ اگر جناب حضرت مرحوم راجبات و فامی کرد و چندے درین بلاد بہ قید حیات می بودند لامحالہ لو بیت مریدان بہ لگو کہ می رسید، چہ حال مردم ترک و عرب از دور و دور شہرت و ولایت حضرت مرحوم دریافتہ بہ آستانہ بوسی می آیند و بہ سنگ حرمان و مالوسی سر عقیدت و اخلاص خود مجروح می سازند۔ او تعالیٰ از فیوضات و برکات حضرت پیران کبار قدس اللہ اسرارہم این عاجزان گمنام را سرفراز فرمودہ چراغ خاندان مجددی قدس سرہ را برافروزد و تا قیام قیامت این باب فیوضات را مفتوح دارد۔ آمین۔ تحریر سیم محرم الحرام ۱۲۴۷ ہجری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم از مکہ مکرمہ۔

در سیر الکاملین نوشتہ۔۔۔ بہ عنایت الہی بہ مکہ معظمہ رسیدند، عظمائے شہرتا بہ جدہ بہر استقبال آمدہ بودند، بادشاہ جدہ حاضر خدمت اقدس شدہ خدمتہا نمود و اہل مکہ از علما و مفتائی و مشائخ بہ ملاقات حاضر شدہ بسیار کسان داخل طریقہ شریفہ بردست شریف شدند، چند ماہ در آنجا بودہ عزم مدینہ منورہ فرمودند و سکونت آن بقعہ طیبہ اختیار کردند۔ اہالی آن بلدہ معطرہ ہجوم آوردند و خلق کثیر از کبار اہل مدینہ و از علما و مشائخ و امرابہ توبہ و انابت بردست مبارک مشرف شدند و حضرت ایشان و فرزند ان بہ عنایات وافرہ از حضرت سرور دین و دنیا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کہ از بیانش استنار اولی، مخصوص گشتند، سلطان عبدالمجید خان راز قدم شریف خبر رسید و ظیفہ بغیر درخواست مقرر ساخت و حضرت بہ کمال جمعیت صوری و معنوی و افاضت فیوضات ہجوسابق بلکہ از اندازان سرگرم بودند۔ اہالی آن بقعہ منیفہ می گفتند کہ ہجوعن شیخے را گاہے نہ دیدہ ایم و بہ کمال اعتقاد و محبت پیش می آمدند۔ الخ

قبولیتے کہ حضرت ایشان را در ان بلدہ مبارکہ حاصل شدہ جناب سید نبیل و فاضل علی
قصیدہ برآدہ سید عبد الجلیل برآدہ رحمہ اللہ در قصیدہ رائیہ خود بیان آن کردہ کہ درج ذیل است۔

كذًا فليكن سعي الفتى للمآثر	و تجديد اعلام المعالي الذواثر
لعمرك هذا الفخر لا ما يعداه الـ	ملوك ذؤوالتيجان يوم التفاخر
ومن مثل سلطان الطريقة احمد	سعيد جلى الالبصار قل والبصائر
منور اقطار البلاد يداته	واولاده الغر الكرام الراكبر
هو الشمس في وسط السماء بنورها	تبدت ونجم الهدى بيد ولناظر
هو الطور جله اراسخا في وقاره	هو البحر علمنا ذاخر ابالذخائر
وكنز اهل الفقر اصبح مغنيا	فياخذ الكنز لسد المفاقر
على نجهه ان شدت ظفريا المني	ومنهاجه فاسلك سريعا وبادر
على سيره سر ان قدرت مشمرا	مجدا او عندى انت لست بقادر
فذاك امام العصر اوحده دهره	فحاشى يضاهى في الملا بمنناظر
له الرتبة العليا التي دون نيلها	لن رامهالا شك شك المرائر
وكيف لربات الخدور وان سمت	مبارزة الاسد الليوث الخوادر
فكم حائرا يهتدى لسيله	اتاه فواقاه الهدى بالبشائر
وكم وارد الفيض يطلب هائما	اتاه فامسى حاملا للمصدر

وَكَمْ مُسْتَعِيثٍ فِي دُجَى اللَّيْلِ أَمَةٌ
وَكَمْ مِنْ مُرِيدٍ يَشْكُو مَرِيدَةً
تَطِيفُ بِهِ عِنْدَ الْمَسَاءِ وَعُدْوَةٌ
وَيُسْعِدُهُمْ مِنْ نَظْرَةٍ بَعْدَ نَظْرَةٍ
فَيَقْتَمُ مِنْ أَغْلَاقِ حِصْنِ قُلُوبِهِمْ
وَلَا زَالَ مِنْ تَجْرِ الْوِصَالِ عَلَيْهِمْ
إِذَا اجْتَمَعَتْ لَيْلٌ تَجَافَتْ جُنُوبُهُمْ
سُكَارَى وَمِنْ أَنْظَارِهِ فِي وَجْهِهِمْ
وَيُنْقَلِبُهُمْ مِنْ حَالَةٍ بَعْدَ حَالَةٍ
هُمُ الْقَوْمُ حَقًّا لَيْسَ يُشْقَى جَلِيسُهُمْ
فَبَادِرُ إِلَيْهِ وَاعْتَنِمُ قُرْبَ وَصْلِهِ
وَلَذُكُلْمَا نَابَتَكَ فِي الْكُلُونِ حَاجَةٌ
وَمِنْ حَبِيهِ كُنْ دَائِمًا مُتَمَسِّكًا

فَصَادَفَ مِنْ إِحْسَانِهِ غَوْتٌ نَاصِرٍ
فَخَلَّصَهُ مِنْ شَرِّ أَخْبَثِ مَا كَرِهٍ
رِهَالٌ تَحَامُوا عَنْ قَلْبِهِ الْمَسَاحِدِ
بِأَعْلَى مَقَامِ جَلِّ عَن وَصْفِ شَاعِدِ
مَغَالِيقِ تَمَلَّى مِنْ صُنُوفِ الْجَرَاهِدِ
يُدِيرُ كَمُوسَا كَالشُّمُوسِ السَّوَافِدِ
يَسِيلُونَ دَمْعًا مِنْ عَيْونِ سَبَوَاهِدِ
عَلَامَاتُ صَحْرِ عُنَيْتٍ فِي السَّرَائِرِ
يُرْقِيهِمْ فِي الْقُرْبِ أَسْنَى الْمُنَابِرِ
وَيَسْعَدُ مَنْ يَلْقَاهُمْ فِي الْمَحَاضِرِ
وَنَافِسٌ إِذَا أَمَانَتْ ذَاكَ وَفَاحِرِ
بِأَعْلَى جَنَابِ مِنْهُ فِي دَفْعِ صَائِرِ
يَفُحُّ مِنْكَ عَرْفٌ فَاقَ طَيْبِ الْجَامِرِ

جناب برادرہ این قصیدہ رتنامہ در حیات مبارکہ حضرت ایشان گفته خوش نصیب بود کہ بخدمت آن
قیوم جہان رسیدہ و ادراک حقائق کردہ از اہل بصیرت گشتہ، چہ خوب گفته و کم من مرید یَشْكُو مَرِيدَةً
یعنی بسیاری از مریدان و مخلصان بہ خدمت از شر شیطان مرید نالان می رسند و مدتی بہ سرنہ می رود کہ ایشان
بہ توجہات کیمیاء حضرت ایشان از شر آن اخبث بفضل اللہ و احسانہ رستگاری می یابند، و چہ خوب از کیفیت
حلقہ و توجہ بیان کردہ و یُنْقَلِبُهُمْ مِنْ حَالَةٍ بَعْدَ حَالَةٍ۔ در اندک مدت جناب برادرہ آن حقیقت را دریافتہ است
کہ حضرت مشایخ کرام گفته اند من استواء یومان فہو مغبون۔ و چہ خوب نصیحت کردہ کہ علی سائرہ سیر۔ الخ
یعنی اگر می توانی بر مسلک ایشان روان شو و قدم بر قدم ایشان بنہ۔ اگر چہ من یقین دارم کہ این کار از دستت نہ خواہ
برآید، چہ از سیر فضلیان و مرادان بہ دیگران چہ رسد۔ اللہ یَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَكْدِي إِلَيْهِ مَنْ
يُذِيبُ۔ ع۔ این کار دولت است کنون تا کہ رسد۔

تالیفات حضرت ایشان را پنج رسائل اند۔ ۱۔ سعید البیان فی مولد سید الانس و الجان صلی اللہ علیہ وسلم
بہ اردو۔ ۲۔ الذکر الشریف فی اثبات المولد المنیف۔ بہ فارسی۔ ۳۔ الفوائد الصابغہ
فی اثبات الرباطہ۔ بہ فارسی۔ ۴۔ الاثمار الاربعہ، بہ فارسی۔ ۵۔ تحقیق الحق المبین فی اجوبہ

المسائل الأدبیین، بفارسی۔ در این رسالہ حضرت ایشان قدس سرہ رد مولانا اسحاق پسر دختر حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی و شاگرد ایشان، کردہ اند مولانا اسحاق در بعض مسائل خلاف مسلک جد و استاد خود رفتہ۔ بلکہ اتباع مولانا اسماعیل دہلوی کردہ حضرت ایشان بہ وجہ خوب رد کلام سے فرمودہ اند۔

ذوق سخن حضرت ایشان را ذوق سخن بودہ۔ احياناً اشعاری گفتند۔ و سعید تخلص می فرمودند حضرت حضرت ایشان را بیاضی بود۔ در مناقب احمدیہ منقبت ایشان موجود است، این منقبت

در مدح حضرت پیران پیر سیدنا عبدالقادر حیلانی است قدس سرہ حضرت جد امجد در بیاض اشعار خود یک شعر ایشان نوشتہ اند۔

دو گوشہ لعل تو سر چشمہ حیوان است روے دل من زان رو بہ لحظہ سوے آن است

خلفاء در مناقب احمدیہ شاہ محمد منظر نامہائے ہشتاد نفر نوشتہ تحریر فرمودہ اند تا بکے نامہا تو لیسیم کہ بسیار اند و حضرت جد امجد در انساب الطاہرین تحریر فرمودہ اند کہ صد ہا افراد بہ اجازت و خلافت مشرف شدہ اند و ہر یکش در جائے خود صاحب ارشاد است۔

اولاد زوجہ حضرت ایشان امۃ الفاطمہ بنت نثار حسن بن نثار احمدیہ بچیوی بودہ۔ از بطن ایشان حق تعالی آن حضرت را چہار پسر و یک دختر عطا فرمود۔ ۱۔ عبدالرشید، ۲۔ عبدالحمید، ۳۔ محمد عمر، ۴۔ محمد منظر و روشن آرا عبدالحمید و روشن آرا در خوردی رحلت نمودند۔

حضرت شاہ عبدالرشید ولادت ایشان بہ دوم جمادی الآخرہ ۱۲۳۶ھ در لکھنؤ بودہ۔ عمر شریف ایشان بہ ۷۰ سال نہ رسیدہ بود کہ قرآن مجید را حفظ کردند۔ علم معقول از مولوی فیض احمد دہلوی و حدیث شریف از مولوی مخصوص اللہ و مولوی محمد اسحاق و از پدر بزرگوار خود علم تفسیر و فقہ اصول و تصوف خواندند۔ از تحصیل علم ظاہر در بہت سال فارغ شدند۔ از عمر بیج سالگی ملازم صحبت شریف جد امجد خود بودند۔ بہ شب ہمراہ ایشان بر یک بستر خواب می کردند۔ و وقت تہجد بمعیت ایشان بر می خواستند۔ می فرمودند کہانی سیر الکاملین۔ کہ عمر من ہفت ہشت سالہ باشد کہ حضرت جد امجد مرا و عم مرا حضرت شاہ عبدالغنی را در شب لیلتہ القدر بعد تراویح طلب کردہ بردست مبارک خود بیعت کتانی کردند۔ اتمام سلوک از حضرت والد ماجد خود کردند و خلافت یافتند۔ در ۱۲۵۶ھ از حضرت والد خود اجازت گرفتہ بہ حجاز مقدس برائے حج و زیارت رفتند و آن جا از شیخ عبداللہ سراج اجازت حدیث شریف و دیگر علوم حاصل کردند۔ در ۱۲۶۲ھ ہمراہ حضرت والد ماجد خود بیعت فرمودند۔ در ۱۲۸۶ھ برائے حج بہ مکہ مکرمہ آمدند۔ بہ خیر و خوبی حج کردند۔ و دو روز بیماری کشیدہ بہ وز شہ نہ بین الظہر و العصر شانزدہ ذی الحجہ ۱۲۸۶ھ رحلت فرمودند۔ امامت نماز جنازہ حضرت جد امجد کردند و در محلہ

نزد ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدفون شدند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَقَدَّسَ سِتْرُهُ۔ احوال ایشان را فرزند ایشان قدرے تفصیل در ذکر السعیدین نوشته اند۔ حضرت ایشان را از زوجات مختلفہ پروردگارش سپرد ہشت دختر عنایت فرمود۔ (۱) بدر الصیام، (۲) محمد معصوم، (۳) محمد بشیر، (۴) محمد وحید، (۵) محمد زبیر، (۶) محمد سعید و (۱) امۃ الرشید، (۲) امۃ الحلیم، (۳) امۃ الکریم، (۴) عائشہ، (۵) امۃ الرحیم، (۶) حفصہ، (۷) فاطمہ و الثامنۃ لَمْ يُعْرِفْ اسْمَهَا۔ در فرزندان بجز ثانی کسی نہ پائید۔

حضرت شاہ محمد معصوم | ولادت ایشان بہ دہم شعبان ۱۲۶۳ھ در خانقاہ شریف دہلی بودہ و وفات بہ دہم شعبان ۱۳۲۱ھ در مکہ مکرمہ واقع شد و در مغللہ نزد حضرت والد

ماجد خود مدفون شدند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَقَدَّسَ سِتْرُهُ۔

در خورد سالی قرآن مجید حفظ کردند و کسبِ علومِ ظاہری از ملا محمد نواب کہ از اجلہ علمار و از شاگردان جد ایشان بودند و بیشتر از عم اصغر حضرت شاہ محمد مظہر کردند۔ و سند حدیث از حضرت شاہ عبدالغنی و از علامہ شیخ صدیق کمال ملی حاصل کردند، در طریقت بیعت از جد امجد شدند و کسب سلوک از پدر بزرگوار خود کردند۔

ایشان را تالیفات قیمیہ اند تفصیل کہ از فرزند اصغر ایشان بہ عاجز معلوم شدہ است می نویسد۔
(۱) و ضوح المعانی للکلام الربانی۔ تا سورہ مائدہ، غیر مطبوع۔ (۲) ریاض الحکم فی معارف القدم، تالیف قیم است
بہ عربی، طبع نہ شد۔ (۳) الادعیۃ الماثورۃ المعصومیہ۔ طبع شدہ (۴) اجازۃ الارشاد للشیخ اسعد الکردی
ابن ابن مولانا خالد الکردی۔ بہ عربی غیر مطبوع (۵) افصح البیان فی مکائد الشیطان، بہ اردو مطبوع۔

(۶) شمائل العارفين فی سیر الجید دینین۔ عربی، غیر مطبوع، بہ فرمایش علامہ روزگار مولانا ابوالحسنات عبدالحمی
لکھنوی رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ نوشته شدہ (۷) کشف الغطاء عن اهل الخطا بہ اردو مطبوع (۸) السبع

الأسرار فی مدارج الاخیار، بہ اردو مطبوع (۹) ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین بہ اردو مطبوع
(۱۰) الکھف المتین تہذیب الحصن الحصین۔ مطبوع (۱۱) احسن الکلام فی اثبات المولد والقیام

بہ اردو مطبوع (۱۲) تہذیب سعید البیان، بہ اردو مطبوع (۱۳) تعریب الفوائد الضابطہ فی اثبات الرابطہ
و حضرت ایشان را بہ عربی وارد و کلام منظوم است و برنخے از ان طبع شدہ است معصوم تخلص می کردند۔ در

ذکر السعیدین برنخے از احوال خود و نامہائے خلفائے خود نیز نوشته اند۔ حضرت ایشان را از زوجات ثلاثہ
شش سپرد و چار دختر بودہ (۱) صبغۃ اللہ، (۲) ابوالطاہر سیف الدین، (۳) ابوالطیب مجد الدین، (۴) ابوالشرف

عبدالقادر، (۵) ابوالقیض عبدالرحمن، (۶) محمد ابوسعید، و (۱) عارفہ، (۲) صادقہ، (۳) طاہرہ، (۴) کاملہ۔
شیخ ابوالطاہر سیف الدین | ولادت ایشان بہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ در رامپور بودہ محمد عبدالغنی

نام تاریخی است۔ در ۱۳۲۳ھ ہمراہ والد ماجد خود بہ حرمین شریفین رفتند چند سہ در آنجا قیام کردہ نزد والدہ خود بہ رامپور آمدند و تا آخر الایام آنجا قیام کردند بہ جمعہ ۸ ماہ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ مطابق ۳ اکتوبر ۱۹۵۵ء رحلت فرمودند رحمہ اللہ و رضی عنہ جناب ایشان شاعر شیوہ بیان بودند ظاہر تخلص می کردند بہ صورت یک دیوان ضخیم و براوراق مختلفہ کلام ایشان جمع شدہ بود بعد وفات ایشان از دست فرزندان ایشان۔ آن دیوان و کاغذات متفرق بہ دست دیگران رسیدہ، در شاعری ایشان را مقام رفیع بودہ و در استادان سخن شماریتان بودہ۔ ایشان را دو پسر و یک دختر بودہ۔ پسر کلان ابو احمد نام اردو و پیرا چہار پسر چہار دختر است (۱) طیب (۲) شاہد (۳) زاہد (۴) ساجد و نام دختران (۱) زہمت (۲) عصمت (۳) عشرت (۴) فاطمہ سلمہ اللہ و حفظہم۔ و پسر خورد عبد الباری نام دارد، ویرانہ پسر و دو دختر است۔ (۱) عبد الرحمن یوسف (۲) عبد الہادی (۳) عبد الملک و آخر خورد و مبارک شگفتہ سلمہ اللہ و حفظہم، و دختر ایشان را نام قریشہ بود عقد نکاحش با شیخ عیسیٰ منظر شد بہ مدینہ منورہ۔ رفتنش شد و در حالت نفاس بہ ۱۰ جمادی الآخرہ ۱۳۵۴ھ وفات یافت و در بقیع مدفون گشت رحمہا اللہ

زہے بخت عالی کہ یا بد مقام
 بہ آن مورد جوی و ملک سعید
 بود تا بد در جواری رسول
 فیاحبذ امالہا من مزید
 بگو سال ترحیل آن پاک جان
 ”قریشہ ز طیبہ بخت رمید“

حضرت ابوالشرف عبدالقادر ولادت ایشان بہ چہارم ذی القعدہ ۱۳۱۰ھ مطابق یکم ستمبر ۱۸۸۲ء در رامپور بودہ، ”منظر قیوم“ نام تاریخی ایشان است و رحلت بہ شب جمعہ ۲۱ ربیع الآخرہ ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۴۳ء در مکہ مکرمہ واقع شدہ و در معطلآہ بہ پہلوئے آب وجد مدفون شدند رحمۃ اللہ و رضی عنہ۔

حضرت ایشان در خورد سالی قرآن مجید حفظ کردند و از علمائے اعلام علوم متداولہ خواندند و سلوک باطنی از حضرت والد بزرگوار خود حاصل کردند۔ در شعر و سخن پایہ بلند داشتند شرف تخلص ایشان بود۔ بہ اردو دیوان ضخیم دارند کہ موسوم بہ ”کلام شرف“ است و در عربی نیز مجموعہ تفسیر از کلام ایشان است۔ بر مسلک حضرات کرام ثابت بودند بعد وفات پدر بزرگوار خود جانشین ایشان بودند۔ ایشان را اولاد کثیر شدہ لیکن غیر از یک پسر عبد العزیز و یک دختر رقیہ ہمہ در خورد سالی رحلت کردند عبد العزیز در خورد سالی قرآن مجید را حفظ کرد و برائے تحصیل علوم دینیہ بہ رامپور نزد عم اصغر خود آمد و از علمائے آن دیار کتب مر و جہ خواند جوآن نیک و بہین فطین صاحب استعدادات و شاعر شیرین کلام بودہ۔ والد ایشان بہ برادر خورد خود نوشتند کہ در خاندان مجددیہ بایکے از صالحات عقد زواج بخورد از عبد العزیز بکنید چنانچہ ہمہ انتظامات تکمیل رسیدند و قریب بود کہ بعد از چند روز عقد نکاح

ایشان شود کہ دوروز علیل شدند و بہ روز جمعہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ راہی ملک بقا شدند۔ رحمہ اللہ۔ دران ایام این عاجز بہ مصر بود۔ مکتوبے کہ حضرت ایشان درین سلسلہ بہ عاجز نوشتہ اند نہایت درد انگیز است۔ در کتاب مقامات خیر عاجز آن خطر النقل کردہ است۔ و دختر ایشان رقیہ از برادر خود کلان تر است۔ بسیار حساسہ صاحبہ استعدادات بودہ۔ در شعر گوئی نیز مہارتے داشتہ۔ اولاً غم برادر خود برداشت و باز از صدمہ وفات پدر خود فتویٰ بردماغش لاحق شد و آخر از عقل و شعور بے نیاز گشتہ در راپور ایام حیات خود را بہ سمری برد حضرت ابو الشرف در مکتوبے کہ بہ عاجز نوشتہ بودند۔ در شعر عربی تحریر فرمودہ بودند۔ نذکار الواقعة الایتمہ عاجز آن ہر دو شعر النقل

می کند
 اَرْثِيكَ يَا وَلَدِي يَا بِي رِثَاءَ
 عَبْدَ الْعَزِيزِ يَعِزُّ فَيْدِكَ عَزَائِي
 مَا كُنْتُ أَحْسِبُ أَنْ تَسَابِقَنِي الْقَنَا
 بَلْ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنْ تَكُونَنَّ وَرَائِي

رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَاسِعَةً وَعَفَاءَ اللَّهِ لَهُ۔ ابو الشرف کان اللہ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ سہ شنبہ۔

ولادت ایشان بہ ۸ اردی بقعدہ ۱۳۰۴ھ در راپور بودہ منظر الحسین
شیخ ابو الفیض عبدالرحمان نام تاریخی است۔ قرآن مجید حفظ کردہ بہ علوم متداولہ مصروف شدند۔

استعداد خوب بہم رسانیدند در فن اصول رسالہ ناتمام و وصول الماشی الی اصول الشاشی "تالیف کردند ذوق سخن خوب داشتند فیض تخلص ایشان بود مجموعہ کلام ایشان بہ چشمہ رفیض "موسوم است۔ متاہل شدند و پروردگار دو اولاد عنایت کرد قضا را ہر دو اولاد و عیال ایشان رحلت نمود۔ صدمہ کہ بردل ایشان رسید شدید بود فتویٰ بہ دماغ ایشان رسید و بعد از چند وقت اثر نام تاریخی ظاہر شد و بہ روز جمعہ دہم محرم ۱۳۳۴ھ راہی ملک بقا شدند۔ رَحْمَةُ اللَّهِ وَرَضِي عَنده۔

ولادت ایشان در راپور بہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۸۹۹ء
حضرت محمد البوسعید واقع شدہ شش سالہ بودند کہ حضرت والد ایشان ہجرت فرمودہ بہ حرین شریفین

رفتہ بودند لہذا پرورش ایشان دران اماکن مقدسہ شدہ۔ در مدینہ منورہ منقذ قرآن مجید کردند و بہ تحصیل علوم دینیہ مشغول شدند ذوق سخن خوب دارند بیشتر بہ اردو اشعاری گویند۔ بہ عربی نیز قصائد و قطعات دارند۔ احیانا بہ فارسی نیز شوق می فرمایند مجموعہ کلام ایشان موسوم بہ "فکر سعید" است۔

در ۱۳۲۱ھ قبلہ گاہ ایشان در مکہ مکرمہ وفات یافتند، ایشان بہ راپور آمدند و در خانقاہ معصومی قیام کردند قبلہ گاہ ایشان این خانقاہ را ساختہ بودند۔ در گوشہ شمال غربی مسجد شریف است۔ چونکہ این مسجد نزدیک نصر اللہ خان واقع است، معمور بہ نمازیان است۔ اگر در نماز جہری جناب ایشان مامت می فرمایند مقتدی بہا بسیار منظوم می شوند۔ لہجہ ایشان حجازی است۔ بہ خوش الحانی و روانی تلاوت می فرمایند۔

حضرت ایشان را از زوجہ اولی دو پسر عبد الحمید و عبد المجید و از زوجہ ثانیہ چہار دختر سکینہ و میمونہ و عذرا و مرشدہ حق تعالی عنایت کردہ۔

ولادت ایشان بہ ۵ رمضان ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۲۱ء بودہ۔

قاری حافظ عبد الحمید

چون عبد العزیز فرزند حضرت ابو الشرف رحلت نمود عبد الحمید را قبلہ گاہ ایشان بہ مکہ مکرمہ نزد حضرت برادر خود فرستادند۔ لہذا تربیت ایشان در ان بلاد مبارکہ شدہ۔ قرآن مجید را حفظ کردہ اند و بہ سخن خوب تلاوت می کنند۔ در زبان عربی بہارت کاملہ دارند ذوق شعر و سخن دارند مجموعہ کلام عربی را بہ وحی الخیال و اردو را بہ آئینہ افکار موسوم کردہ اند۔ اہلیہ ایشان ہاجرہ بنت نور میان ضیاء مجددی رامپوری است۔ پروردگار ایشان را دو دختر و سہ پسر عنایت کردہ سعیدہ کہ بہ ۱۳ رمضان ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۴ مئی ۱۹۵۲ء و صبیحہ بہ ۲۰ جمادی الآخرہ ۱۳۴۵ھ مطابق ۳ فروری ۱۹۵۶ء و معصوم بہ ۲ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۶ء و زہیرہ در ماہ ذی الحجہ ۱۳۴۹ھ مطابق جون ۱۹۶۰ء و امین در رمضان ۱۳۸۴ھ مطابق دسمبر ۱۹۶۶ء متولد شدہ۔ سلمہم اللہ و حفظہم۔ عبد الحمید در سفارت سعودیہ بہ دہلی موظف است۔ در طریقت بردست علم محترم حضرت ابو الشرف بیعت کردہ۔ وَفَقَّهَ اللهُ لِمَرْضَاتِهِ وَحَفِظَهُ۔

ولادت ایشان در ماہ شوال ۱۳۴۲ھ مطابق او اخر مئی یا او ایل جون ۱۹۲۲ء بودہ۔ در رامپور قیام دارند۔ اہلیہ ایشان راشدہ بنت قاری محمد اسماعیل مجددی است حق تعالی

عبد المجید

سہ پسر و سہ دختر عنایت فرمودہ، عبد الرشید بہ چہار شنبہ ۱۹ جمادی الآخرہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۲۸ مارچ ۱۹۵۱ء و عبد الوحید بہ یک شنبہ ۲۳ جمادی الآخرہ ۱۳۴۳ھ مطابق ۲۸ فروری ۱۹۵۴ء و عبد المعید بہ جمعہ ۲۵ ذی الحجہ مطابق ۳ اگست ۱۹۵۶ء متولد شدہ۔ و دختران ایشان لیلی و نجلا و شہلا را نام دارند تاریخ ولادت ایشان معلوم نہ شد۔ حَفِظَ اللهُ جَمِيعَهُمْ وَسَلَّمَهُمْ۔

وہر چہار دختران حضرت محمد ابو سعید صاحبات اولاد اند۔ سَلَّمَهُنَّ اللهُ وَحَفِظَهُنَّ۔

حضرت ایشان فرزند اصغر حضرت شاہ احمد سعید اند۔ بہ سوم جمادی الاولی

حضرت شاہ محمد مظہر

۱۳۲۸ھ در خانقاہ شریف دہلی متولد شدند۔ مظاہر محمدی نام تاریخی ایشان است، وفات ایشان بہ یازدہم محرم ۱۳۰۸ھ در مدینہ منورہ شد و در بقیع نزد قبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مدفون شدند رَحِمَهُ اللهُ وَقَدَّسَ سِرَّهُ۔

در خورد سالی قرآن مجید حفظ کردند و علوم متداولہ از منقول و معقول از علمائے وقت حاصل کردہ حدیث شریف از عم محترم حضرت شاہ عبد الغنی خواندند۔ و سلوک باطنی در خدمت حضرت والد بزرگوار خود بہ انتہا رسانیدہ

سہ ہدی القعدہ ۱۳۹۴ھ پروردگار دختر سوم فائزہ عنایت کردہ سلمہا اللہ

مجمع البحرین گشتند۔ بسبت و دو سالہ بودند کہ خلافت یافتند۔ واندر ان ایام بہ سرہند شریف رفتہ از فیوضاتِ حضراتِ کرامِ قدس اللہ اسرارہم دامنِ مراد پُر کردند و باز بہ حرین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً رفتند۔ درین ایام حضرت قبلہ گاہ ایشان بہ شیخ جمال الدین کشمیری بہ بمبئی نوشتہ اند: "نسخہ فرزندمی در سالہایہ تصحیح رسیدہ است او تعالیٰ بہ اقصیٰ الغایات رساند" الخ۔ بعد از وفاتِ قبلہ گاہ خود در مدینہ منورہ قیام فرمودند و با وجودِ کہ آلِ جاہم بزرگوار ایشان حضرت شاہ عبدالغنی و برادرِ اکبر ایشان حضرت شاہ عبدالرشید قیام داشتند لیکن رجوعِ خلائق بہ حضرت ایشان بیشتر بودہ، در سنہ ۱۲۹۰ھ در حارۃ الاغوات سہ منزلہ عالی شان خانقاہ ساختند۔ حضرت جدِ امجد تاریخ بنائے آن گفتہ اند۔

چون اخ کاہل محمد منظر عالی ہمسم
ساخت خوش بنیاد وزیبا خانقاہ احمدی
سال تاریخش عامیہ عمر گفت "لے الہ
تاہد آباد بادا خانقاہ احمدی ۱۲۹۰
این خانقاہ شریف بہ نام "رباط منظر" مشہور است۔ حضرت ایشان را صد ہا خلفا بودہ اند۔ لیکن نامہائے ایشان بہ عاجز معلوم نہ شدہ۔ با وجود کثرتِ ارشاد و تکثیرِ خلفا کہے احوال مبارکہ ایشان نہ نوشتہ وقتیکہ عاجز احوال مبارکہ حضرت ایشان را و تغافلِ مخلصینِ ایشان را فکرمی کند۔ شعر سَمُوْءَل بِیادش می آید۔ گفتہ۔

وَمَا ضَرَّنَا اَنْ اَقْلَبُ وَاَحْسُرُنَا
عَزِيْزٌ وَاَجَارُ الْاَكْثَرِيْنَ ذَلِيْلٌ

حضرت ایشان احوالِ قبلہ گاہ خود نوشتہ اند کہ موسوم بہ مناقبِ احمدیہ و مقاماتِ سعیدیہ است۔ اولاً بالفارسیّۃ و الآخراً بالعربیّۃ، کہما تقدّم بیانہ فی اولِ احوالِ حضرتۃ دَالِدِیۃ، وغیر ازین حضرت ایشان را بہ عربی رسالہ "الدر المنظم فی القیام نجاہ القبر المکرم" است، این رسالہ در سنہ ۱۲۹۶ھ تالیف شدہ و از "الدر المنظم" سال تالیف ظاہر است۔ سید محمود مدراسی خلیفہ حضرت ایشان بر آن شرح نوشتہ اند و نام آن "السلک المنظم" است۔ در سنہ ۱۳۲۲ھ این رسالہ مع شرح در احسن المطابع مدارس طبع شدہ۔ اولاد = حضرت ایشان را از زوجات متفرقہ دہ پسر و پنج دختر حق تعالیٰ عنایت فرمود (۱) عبداللہ (۲) مبشر (۳) احمد (۴) عبداللہ ثانی (۵) احمد ثانی بہار الدین (۶) محمد (۷) محمود (۸) عیسیٰ (۹) موسیٰ (۱۰) ابراہیم (۱۱) امّہ الجلیل معروف بہ جمیلہ (۲) فاطمہ (۳) خدیجہ (۴) امّہ العزیزہ (۵) ام کلثوم۔ بہ وقت وفات حضرت ایشان احمد ثانی و عیسیٰ و موسیٰ و ابراہیم از اہل بیت و امّہ الجلیل از بنات حیات بودند۔ باقی رحلت کردہ بودند۔

شیخ احمد (ثانی)، بہار الدین | از بطنِ ترکیہ اند۔ بہ وقت وفات والد ماجد خود شش سالہ بودند۔

تربیتِ ایشان سید عبداللہ زواوی کردند کہ از خلفائے والد ایشان بودند ناہز الثمانین و توفی فی المدینۃ المنورۃ و دفن فی البقیع، رَحِمَہُ اللہُ وَقَدَّسَ سِتْرُکَ۔ ایشان را یک پسر است، محمد مظہر۔

شیخ محمد مظہر | ولادت ایشان در ہزار و سہ صد و نوزدہ یا بیست بودہ۔ در مدینہ منورہ قیام دارند۔ بہ کسبِ حلال ذکر و الجلال مصروف اند۔ نہ ایشان را با کسے کارے و نہ کسے را از ایشان بارے۔ پاکیزہ زندگی بہرہی برند ہشت سال قبل بہ عاجز مکتوبے نوشتہ بودند و تفصیل اولاد خود بہ این طور تحریر کردہ بودند۔

فرزندان = (۱) احمد سعید (۲) محمد عمر (۳) محمود (۴) عدنان (۵) ہاشم (۶) ابراہیم
احمد سعید شش پسر دارند (۱) خالد (۲) عبد العزیز (۳) عبداللہ (۴) بہار الدین (۵) نشأت (۶) عصام
محمد عمر ایک پسر است عبدالرحمن۔

و نامہائے دختران معلوم نہ شد۔ ایشان در مکتوب خود نوشتہ اند۔ اَمَّا الْاُنَاثُ فَلَا حَاجَةَ اِلٰی اَسْمَائِهِنَّ۔ سَلَّمَ اللہُ الذَّکُورَ وَالْاُنَاثَ وَحَفِظَ الْجَمِيعَ۔

۲۔ شیخ عیسیٰ | معروف بہ عیسیٰ مظہر از بطن مغربینہ۔ بہ حالت شیرخواری بودند چون حضرت والد ایشان فوت کردند چون سن ایشان ما بین ستین و سبعین رسید در مدینہ منورہ رحلت فرمودند۔
رحمہ اللہ و رضی عنہ۔ سہ دختر از ایشان یادگار ماند۔ سَلَّمَہُنَّ اللہُ۔

۳۔ موسیٰ از بطن امۃ اللہ بنت حضرت شاہ عبدالغنی و ۴۔ ابراہیم از بطن بخاریہ در طفلی رحلت نمودند۔ رَحِمَہُمَا اللہُ۔

از بطن ام الفضل بنت حضرت شاہ عبدالغنی، در ۲۶۸ھ در خاقا
امۃ الجلیل معروف بہ جمیلہ | شریف دہلی متولد شدند و بہ شب پنجشنبہ عند العشاء الآخرہ

پنجم ماہ رمضان ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۹ء در رامپور وفات یافتند و در قبرستان حضرت شاہ در گاہی مدفون شدند۔ عقد نکاح ایشان با ابن العم الاکبر حضرت شاہ محمد معصوم شدہ بود

پروردگار یک پسر صبغۃ اللہ و یک دختر عارفہ عنایت فرمود۔ چونکہ در طبائع توافق نہ بود شوہر ایشان در ۱۲۹۱ھ بہ رامپور آمدند و متاہل شدند و ایشان نزد پدر بزرگوار خود در مدینہ منورہ با دختر خود ماندند۔ دختر ایشان را

حضرت جد امجد برائے حضرت سیدی الوالد طلب فرمودہ بودند۔ لہذا وقتیکہ در ۱۲۹۴ھ حضرت جد امجد برائے عقد زواج فرزند خود بہ رامپور آمدند جناب امۃ الجلیل و دخترش عارفہ را نیز ہمراہ خود آوردند۔ ازان

روز قیام ایشان در رامپور بود۔
جناب امۃ الجلیل از حضرت والد خود و از جد مادری حضرت شاہ عبدالغنی کسب کمالات باطنی

کر دے ہو دندہ استقامتے کہ پروردگار نصیب ایشان کرده بود کم کسے بہ آن سرفرازی شود۔ حضرت سیدی الوالدی فرمودند کہ در خاندان ما ہمیشہ صاحبہ نجیب الطرفین اند۔ روزے حضرت عمہ محترمہ بہ این عاجز فرمودند۔ بفضل خدا از پدر و عم تو در ہیچ چیز کم نیم (یعنی از شاہ محمد معصوم و سیدی الوالد) البتہ فرق این است کہ من مستورہ ہستم ایشان رجال۔ و قد صدقت رحمہا اللہ۔ الرضا بقضار اللہ کہ اعلیٰ تر مقامات است نقد وقت ایشان بودہ۔ سی سال بہ کمال استغناد حویلی خورد حکیم مظہر حسین خان در محلہ مدرسہ کہنہ رام پور با یک خادمہ ضعیفہ نکو کردند چند سال حامد علی خان نواب رام پور چیزے ماہانہ بہ ایشان می داد و باز نواب حیدر آباد کن خدمت ایشان می کرد۔ فرزند ایشان در خورد سالی فوت کردہ بود۔ دختر ایشان ہمراہ حضرت والد خود بہ حجاز رفت و باز در شام فوت کرد۔ ایشان را این خبر رسید غیر از کلمہ استرجاع کسے یک لفظ دیگر از زبان مبارک ایشان نہ شنید و بعد از چند سال دختر و دختر مکہ مکرمہ بہ حالت نفاس رحلت نمود۔ بجز کلمہ استرجاع چیزے نہ فرمودند و در اعمال و اشغال ایشان ہرگز در ہیچ حال فتویے واقع نہ شد۔ بہ کمال خشوع و طمانینت نماز می خواندند۔ چون عاجز و در احوال مبارک ایشان فکری کند، قول متنبی بیادش می آید۔

وَلَوْ كَانَتِ النِّسَاءُ كَمَا نَا لَفُضِّلَتِ النِّسَاءُ عَلَى الرِّجَالِ
وَمَا التَّائِيْتُ لِاسْمِ الشَّمْسِ عَيْبٌ وَلَا التَّذْكِيْرُ فَنَفْسٌ لِّلْهَيْلَالِ

حضرت سیدی الوالد قدس سرہ ایشان را ہمیشہ صاحبہ می فرمودند و احترام ایشان می کردند و ہر سال یک سیر چائے سبز عمدہ و قدرے از بادام و یک صد و بیست و پنج روپیہ بہ ایشان می فرستادند۔
رَحِمَہَا اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْہَا وَحَشَرَهَا مَعَ النَّبِيِّ وَالصِّدِّيقِيْنَ وَالشَّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ۔

بابے اول حضرت شاہ محمد عمر قدس سرہ

اسم گرامی ایشان محمد عمر کنیت ابو السعادات فرزند ثالث حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ ولادت شریف ایشان در خانقاہ شریف دہلی در ماہ شوال ۱۲۲۲ھ مطابق اپریل ۱۸۲۹ء واقع شد و وفات ایشان بہ صبح یکشنبہ دوم محرم ۱۲۹۸ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۸۸۸ء در رام پور شد و متصل گنبد حضرت شاہ جمال اللہ جہت غرب مدفون شدند عمر شریف ایشان بہ حساب تقویم قمری ۵۳ سال و سہ ماہ و بہ حساب تقویم شمسی ۵۱ سال و ہشت ماہ بودہ۔ ایشان را برادرے بود کلان کہ عبد الحمید نام داشت و حضرت شاہ احمد سعید را باوے فوق العادہ محبت بود، بہ قضائے الہی وفات یافت و حضرت ایشان بسیار کبیدہ خاطر شدند اندران ایام یکے از خلفائے ایشان

بر مزار پر انوارِ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ رفت و در واقعہ حضرت خواجہ را دید کہ می فرمایند بہ پیر و مرشد خود بگو کہ عنقریب پروردگار ایشان را فرزندے عطا خواهد کرد و آن فرزند من خواهد بود۔ نامش عمر تجویزی کنم، ان شائے آن بچہ عمر خواهد یافت و از اصحاب کمال خواهد بود۔ حافظ غلام رسول دیران در شجرہ شریفہ کہ نظم کرده است، اشارہ بر این معنی کرده و گفت۔

دلائل بشارت نہ شاید نہفت کہ فرزند خود خواجہ باقیش گفت
ز بس بیش بودش بہ سُویش نظر بہ ضمنیت خود گرفتش پدر

و اندران ایام حضرت والدہ ماجدہ ایشان در خواب دید کہ مہتابے درخانہ من ظہور یافتہ۔ حضرت شاہ احمد سعید فرمودند حق تعالی شمار فرزندے چون بدر کابل عنایت خواهد کرد۔ چون ولادت شریف ایشان بر وقوع پیوست حضرت ایشان نام ایشان محمد عمر نہادند، و محبتے کہ حضرت ایشان را با عبد الحمید راجل بوده ایشان منتقل شد۔ چنانچہ حضرت ایشان را در فرزندان خود با ایشان الفت و محبت تراندہ بودہ۔

جناب ایشان قرآن مجید حفظ کردند و بیشتر کتب علوم متداولہ از مولانا حبیب اللہ و احادیث از عم بزرگوار حضرت شاہ عبدالغنی و کتب تصوف از حضرت والد خود خواندند۔

از خورد سالی حضرت ایشان مبتلاے امراض گوناگون بودہ اند۔ در مثنائے ایشان سنگ پیدا شد و زحمتها کشیدند۔ آخر جراح بہ عملیہ آن سنگ را کشید۔ و بعد از چندے باز در مثنائے سنگ پیدا شد۔ جراح گفت کہ عملیہ نہ می توان کرد۔ حضرت والد بزرگوار ایشان تو جہات فرمودند و پروردگار آن سنگ را از راه بول خارج کرد۔

در ۱۲۶۲ھ عقد زواج ایشان شد۔ و چند سال گزشت کہ ایشان را اولاد پیدا نہ شد۔ بعض افراد خیال بردند کہ از وجہ جراحنت شاید اولاد نہ می شود، لہذا حضرت والدہ ایشان بہ حضرت والد ایشان عرض می کردند کہ دعا فرمائید۔ تا پروردگار فرزند میرا اولاد عنایت کند۔ حضرت ایشان می فرمودند شما ولتنگ نہ شوید۔ پروردگار ایشان را فرزند عنایت خواهد کرد۔

حضرت ایشان در ۱۲۶۶ھ سفر جمیر شریف کردند تا آنجا دعا کنند و پروردگار بہ برکت آن بقعہ مبارکہ دعائے ایشان را قبول کند و فرزند عنایت کند۔

چون از قصد خود در حضور قبلہ گاہ خود عرض نمودند حضرت ایشان اجازت سفر دادند و قبل از سفر ایشان را خلافت دادند و در خلفائے خود را ہمراہ ایشان کردند و ارشاد کردند صبح و شام بہ حلقہ و توجہ مصروف باشید۔ عاجز گوید امام مسلم در باب الرخصۃ فی التخلف عن الجماعۃ بعد ر۔ حدیث عثمان بن مالک را روایت کردہ کہ در ان آمدہ۔ و دِدْتُ اَنْك يارِ سَوولِ اللّٰه تاتى فِتَصَلّى فِى مُصَلّى قَاتَمِحْدُ كُ مُصَلّى

وامام نووی در شرح گفته: "وفی حدیث عتبان هذا فوائد كثيرة منها انه لیتنب لمن قال سا فعل كذا ان يقول ان شاء الله للآية والحدیث ومنها التبرک بالصالحین واثارهم والصلوة فی المواضع التي صلوا بها والتبرک منهجہ الخ۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی در تفسیر سورۃ بقرہ در بیان آیت۔ وادخلوا الباب سجداً۔ نوشتہ ازین آیت چند فائدہ مستنبط می شود۔ و نوشتہ بعضی مواضع متبرکہ کہ مورد نعمت و رحمت الہی گشتہ اند یا بعضی خاندانہائے قدیم اہل صلاح و تقویٰ خاصیتے پیدا می کنند کہ در آن با احداث توبہ نمودن و طاعت سجا آوردن موجب سرعت قبول و ثمرات نیک می باشد الخ۔ حافظ اشفاق الہی میرٹھی را فرزند نہ بود، روزی نزد مزارات شریفہ مصروف دعا بود کہ درین اثنا سیدی الوالد از حرم سرا برآمدند و اشفاق الہی را دیدہ فرمودند۔ اشفاق چرا بہ اجمیر شریف نہ می روی و اسجاد دعا نہ می کنی۔ قبلہ گاہ ما بہ اجمیر شریف رفتند و دعا کردند و حق تعالی بہ ایشان پسر داد۔ و این گفتہ فرمودند۔ بسین مرا کہ من پیش روزی تو استادہ ام۔ بعد از استماع این قول حافظ اشفاق الہی بہ اجمیر شریف رفت و پروردگار ایشان را چہار پسر عنایت کرد۔

مردانِ خدا، خدا نہ باشند لیکن ز خدا جدا نہ باشند

در اوائل سال ہزار و دویست و ہفتاد و چہار ہمراہ پدر بزرگوار خود مع عیال و فرزند بہ حجاز مقدس تشریف بردند و در کنف عاطفت قبلہ گاہ خود در طایبہ طیبہ قیام فرمودند۔ در ماہ ربیع الاول ۱۲۴۷ھ وصال قبلہ گاہ ایشان شد۔ ازین واقعہ مؤلمہ دل و دماغ ایشان را صدمہ سخت رسید حضرت عمہ محترمہ یعنی امۃ الجلیل می فرمودند کہ از حزن ملال ایشان اہل خاندان را فکر لاحق شد کہ عقل ایشان از کار نہ رود۔ در مناقب احمدیہ نوشتہ است: "بعد از انتقال حضرت والد ماجد ایشان را ترددے در مرید گرفتن بود از غلبہ تواضع، پس در خواب دیدہ اند کہ حضرت امام الطریقہ خواجہ بہار الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف آوردہ ایشان را کلاہ خود پوشانیدند خاطر ایشان جمع گردید۔"

سفر مقدس | صدمہ کہ بہ حضرت ایشان رسیدہ بود مدو اوائے آن بہ علاج حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ گردند، چون آن عاشق صادق مدینہ منورہ را از وجود مبارک آن سرور عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خالی یافت تاب قامت نہ آوردہ رُو بہ ملک شام نہاد، همچنان حضرت ایشان رخت سفر بہ مکہ مکرمہ بستند و حج ۱۲۴۷ھ کردہ در جوار بیت اللہ الحرام قیام فرمودند سال دیگر حج کردہ بہ دوازدهم محرم ۱۲۴۹ھ از جدہ بہ مصر مرکب خانی روانہ شدند۔ ہمراہ ایشان مولوی ابوالبرکات بہاری فرزند مولوی فضل امام و مولوی حکیم محمد اسماعیل و مولوی ابوالحسن و یک عقیقہ و چہار نفر خدام بودند و مراجعت بہ جدہ ازین سفر میمون بہ ۲۴ ماہ ربیع الاول ۱۲۴۹ھ بودہ۔ در قاہرہ و اسکندریہ و فلسطین تمام اماکن مقدسہ و مزارات مبارکہ را زیارت کردند۔

درعودت بہ شب جمعہ سوم ربیع الاول رفیق سفر مولوی حکیم محمد اسماعیل در مصر رحلت نمود رحمہ اللہ حضرت ایشان ورفقائے ایشان از مسجد اقصیٰ احرام بستہ نیت عمرہ کردہ اند مولوی ابوالبرکات بہاری احوال این مبارک سفر بہ تفصیل و تقریر پذیر نوشتہ اند نام رسالہ ایشان ”برکات الانس لزار القدر“ است اتمام این سفر نامہ بر این نظم منسوخ شدہ اند۔

بریح است بہ بین تو و کہن را	بریح مہج خویشتن را
بر چرخ مناز و بر نعیمش	بر صبح مہیج و بر نعیمش
سیلاب غم است در سرورش	طوفان بلا است در تنورش
اینجا شجرے نہ شد برومند	کش باد فنا ز پانہیگند
اینجا ہمہ رخت خانہ نیل است	دستان ہمہ نوخہ رحیل است
تا چند فتاپسند بودن	بر مہج نظارہ بند بودن
نیزنگ فنا است پردہ بشکاف	سی مرغ بقا مجو ازین قاف
تو آبلہ پا و کاروان تمیز	بر خیز ازین گریوہ بر خیز
ہر چند مقام دل پذیر است	زین مرحلہ کوچ ناگزیر است

حضرت ایشان قدس سرہ تاریخ زیارت بیت المقدس گفتہ اند و مولف رسالہ اتمام رسالہ بر تاریخ ایشان کردہ منسوخ شدہ اند۔

بحمد اللہ دیدم روئے اقصیٰ کہ بر سینہ یاد تقویٰ شد مؤسس
چہ خوش تاریخ مولانا نام گفت عبادت اللہ فی بیت المقدس

۱۲۷۹ ہجری النبوی

این رسالہ مبارکہ کہ اندران ایام نوشتہ شدہ نزد عاجز محفوظ است۔ فالحمد للہ علی نعمائہ۔

ہنوز از صدمہ فراق حضرت والد ماجد قدس سرہ ایشان را تسکین حاصل
نشده بود کہ صدمہ ثانیہ بہ حضرت ایشان رسید۔ و بیانش بہ این نہج

وقات اہلیہ و دو پسر است کہ اہلیہ محترمہ ایشان بی بی نواب بنت جناب احمد علی بن مولوی محمد باقر از اولاد امجاد حضرت عثمان ہارونی
رحمۃ اللہ علیہم جمعین بہ حالت نفاس بہ ۲۴ ذی القعدہ ۱۲۸۱ھ وفات یافت، و بہ روز ہفتم نومولود
ابو حفص و بہ روز ہفتم دیگر دو سالہ فرزند ابوبکر رحلت نمود۔ در ظرف پانزدہ روز سہ صدمات شدیدہ برداشت
کردند۔ برائے تسکین قلب و تسلیہ حضرت ایشان یک ذات مبارک سیدی الوالدانند کہ اندران ایام نہ

سالہ بودند۔ حضرت عمہ محترمہ بہ این عاجز گفتند کہ عم محترم را (یعنی جدی المحترم) باید شما الفت و محبت بیش از پیش بود بلکه ایشان عاشق فرزند خود بودند، جناب ایشان از خورد سالی تا آخر ایام در گوناگون امراض مبتلا بودند چون جدہ شمار حلت فرمود عم اکبر (شاه عبدالرشید و جدہ مادری من) در شاه عبدالغنی، به ایشان گفتند شما عقد ثانی بکنید۔ ایشان گفتند می ترسم کہ از مادرِ علانی بہ نخت جگم آزارے نہ رسد۔ و ایشان تا دم واپسین نکاح دیگر نہ کردند۔

عاجز گوید چون کہ از صغیر سن حضرت ایشان در گوناگون امراض مبتلا بودند و از وجہ امراض در حضوری حلقات فتویٰ واقع می شد۔ ایشان شکایت حال خود بہ حضرت قبلہ می نمودند حضرت ایشان فرمودند اگر قدم بہ قدم من خواہید رفت مثل من خواہید شد۔ آنچه کار من بود در حق شما من آن را کرم حالا استقامت شما در کار است۔ کما فی المناقب الاحمدیہ۔

برادر زادہ حضرت ایشان شاہ محمد معصوم در ذکر السعیدین نوشتہ اند۔ ما معناه۔ ایشان را در روزو شب بجز از کار و اشغال و طاعت و عبادت و نشر طریقت و افادہ سلوک طریقت کارے نہ بود۔ با وجودے کہ ایشان را بہ این قسم امراض شدیدہ لاحق بودند کہ طاقت نشست و برخاست بسیار کم شدہ بود، لکن آنچه اشغال و اوراد و توجہ و حلقہ از معمولات ایشان بود، ہیچک فتور اندران واقع نہ شدہ۔ و این آن استقامت است کہ نزد صوفیہ فوق از کرامت است۔

سفر میند در سیر الکاملین نوشتہ است۔ تا والد ماجد بہ قید حیات بودند، سکونت در مدینہ منورہ داشتند و بعد رحلت بہ مکہ معظمہ تشریف آورده توطن اختیار فرمودند، تقریباً بست سال کابل در آن بلدہ معظمہ بودہ اند و در و اج طریقہ شریفہ فرمودہ اند و صد ہا کس را بہ نسبت حضور آگاہی رسانیدند۔ مجاہدات کثیرہ و ریاضات شاقہ از بہر تعالی و قیام و صیام و قلة المخالطۃ مع الا نام بر ذات شریف لازم داشتند، از اتفاقات قضا و قدر در سنہ یک ہزار و صد و نود و ہفت رونق افروز ہندوستان شدند و بلدہ رامپور را از قدم شریف منور ساختند، نو اب صاحب رام پور نہایت بہ تعظیم و تکریم پیش آمدند و تشریف آوری آن حضرت را از معتنات و کمال عزت و شرف خود دانستند و بہ خدمات لائقہ ممتاز گردیدند و حضرت را از مدت شش ہفت سال مرض سخت لاحق شدہ بود، گاہ خفیف می شد اما اکثر بہ شدت می بود و جناب ایشان ازان بسیار نحیف و ضعیف گشتہ بودند و با وجود این کیفیت در توجہات و اذکار و اشغال و اوراد مثل سابقہ بلکہ زائد ازان مشغول می بودند و ہیچک فتویٰ راہ نہ یافتہ بود و این دلیل قوی ہست بر کمال استقامت ظاہری و باطنی آن حضرت۔

عاجز گوید، مرض سخت کہ از مدت شش ہفت سال بہ حضرت ایشان لاحق شدہ بود آن مرض ناسور بود کہ بر نسبت

مبارک ایٹان بودہ کما سیاتی بیانہ فی المکتوب الحادی عشر من مکاتیبہ الشریفہ۔

رسالہ در احوال سفر | کی از مخلصین بہ عربی رسالہ مختصرہ در احوال مبارکہ ایٹان نوشتہ است،

وے ہمراہ ایٹان تارا میپور آمدہ، عاجز خیال دارد کہ محرز علی افندی است،
محمد صاحب الدین کہ از خلفائے سیدی الوالد است و ذکرش ان شاعر اللہ خواهد آمد در مکتوب خود ذکر علی افندی
کردہ۔ عاجز این رسالہ را از اول تا آخر نقل می کند۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؎ الحمد للہ الذی نزه قلوب اولیائہ عن الالتفات الی زخرف
الدنیا ونظرہ فیہ، وصفی اسرارہم من ملاحظہ عز حضرتہ، ثم استخلصہا للعکوف علی بساط عزتہ
ثم تجلی لهم باسمائہ وصفاتہ حتی اشرقت بالنوار معرفتہ ثم کشف لهم عن سموات و جہہ حتی احتر
بنار محبتہ ثم احتجب عنها بکنہ جلالہ حتی تاهت فی بیداء کبریائہ وعظمتہ فکلما اہتزت للملاحظہ
کنہ الجلال غشها من الدهش ما اغبر فی وجہ العقل وبصیرتہ وکلما اہمت بالانصراف آیسہ
نودیت من سراوات الجمال صبرا ایھا الایس عن نیل الحق مجہلہ وعجلتہ فبقیت بین الردو
القبول والصد والوصول، غرق فی بحر معرفتہ ومحترقہ بنار محبتہ، والصلاۃ علی محمد خاتم
الانبیاء بکمال نبوتہ وعلی آلہ واصحابہ سادۃ الخلق وایمتہ، وقادۃ الحق وازمتہ وسلم
تسلیم اکثر ارضی اللہ تعالی عن تابعیہم الی یوم الدین والایمۃ المجتہدین واولیاء الکلون
اجمعین لایمہما سادات النقشبندیین ومشائخ الاحمدیین قدس اللہ تعالی اسرارہم
کافۃ عامۃ۔ اما بعد، فہذہ نخبۃ من مناقب سیدنا و امامنا ومرشدنا ووسیلتنا الی اللہ
تعالی ومفتاح باب سعادتنا قطب العارفين، غوث السائلین، غیاث المریدین والمستفیدین
قدوۃ کاملین المکملین وعمدۃ الواصلین، من ہو فی الزہد والتوکل والقناعۃ وحید،
وفی التجرید والتفرید والاستغناء عن الکلوان فرید، قطب الحرم مولانا الشیخ ابوالسعادات
محمد عمر الاحمدی النقشبندی قدس اللہ تعالی سرہ العزیز وفاض علینا من بركاتہ، آمین۔
ولد رضی اللہ عنہ فی شہر شوال سنۃ الف وماتین واربعین فی بلدہ دہلی
وحفظ القرآن وهو ابن تسع سنۃ وقرأ الصرف والنحو والمنطق والكلام علی مولانا الشیخ حبیب
اللہ الملتانی رحمہ اللہ تعالی، والفقہ والحديث والاخلاق والتصوف علی والدہ الماجد،
امامنا وقلبتنا و مولانا الشاہ احمد سعید قدس سرہ وبعضاً من کتب الاحادیث علی عمہ
المعظم امام وقتہ فی الحدیث مولانا الشاہ عبد الغنی الاحمدی رحمہ اللہ تعالی

واخذ التوجهات الى اخر مقامات الاحمدية من حضرة والده الشريف، وكان ممتازا بين ابناءه الكرام بالمحبوبية الخاصة لدى حضرة والده قدس سره ولها يبلغ عمرة الشريف ثنتين وعشرين سنة اراد السفر لزيارة امام الطريقة مولانا الشيخ المعين الجشتي قدس الله تعالى سره، اجازة والده الماجد للزيارة واجازة ايضا في الطريقة الشريفة بالخلافة الخاصة المطلقة العامة، وارسل بمعيته من كبار خلفائه اثنين وامرهما بان يكونا في خدمته وياخذ التوجه من حضرة وان لا يغيبا ليلا ونهارا من صحبته، فلما وصل الى الزيارة واقام بهامداة قد شرفه الامام بنسبته وخلافته الخاصة العامة وكرمه بعناياته الوافرة التي لا تعد ولا تحصى، حتى في يوم من الايام كان مراقبا عند قبور الشريف وحصل المخاطبة بينهما فقال رضی الله عنه للامام ياسيدي ما عزمتوني بعزيمة خاصة من جنابكم فقال له الامام مر حيا بك، انت اليوم معزوم عندنا، فبعد الفراغ من المراقبة امر رضی الله عنه خدامه بان لا يطبخوا الطعام وقال نحن معزومون، فلما غربت الشمس وكان رضی الله عنه يصلي في المسجد ومعه اصحابه وبعض من الخدامين قاعدون في المنزل اذ راوا ان رجلا مهيبا دخل الدار وعلى راسه تلبسي (صينيّة) كبير وفيه انواع من الأطعمة، واعطى التبسي للخدا مين وقال سلموا على الحضرة (بلغوا سلامي الى الحضرة) وقولوا له هذه عزميتكم من عند الامام وكذلك رأى الخدامون ان بعض الرجال جاءوا بالعلف والشعير للخيول ثم غاب القادمون ولم يعرفهم احد. ولما اراد رضی الله عنه الرجوع الى دهلي استاذن الامام قدس سره وما استاذنه الامام الا بعد التضرع والالحاح، فرجع الى دهلي.

وفي ايام سلوكة بسبب الامراض ما كان يحضر الحلقة والمراقبة في كثير من الاحيان فسأله والده الماجد عن قلة حضوره فأجاب اني بسبب الامراض لا اقدر على اتمام مقدار الذكر والشغل فلذا استحي من الحضور في حضورتكم، فقال والده الماجد يا ولدي لا تهتم بقلبة الذكر والشغل واحضر الحلقة كيف ما كان.

وكان والده الماجد اكثر محبة ورعاية له من اخوانه لانه كان له اخ كبير واسمه عبد الحميد وكان والده الماجد يحبه كثيرا فلما توفي عبد الحميد حزن الوالد على وفاته اشد الحزن وارسل احد خلفائه الى ضريح امام الطريقة حضرة الشيخ باقى بالله شيخ سيدنا المجد قدس سره مستمداً للاشراح. فبعد

وصول الخليفة الى الضريح الشريف والمراقبة لديه خاطبه حضرة الشيخ قدس سره بأن بشر شيخك بأن ربنا سيمن عليه ويرزقه ولدًا صالحًا معمرًا وتفاؤلًا سمينًا عمره بعد هذه البشارة ولد رضى الله عنه وسمى بالاسم الذى سماه به الشيخ قدس سره. وهذا كان سبب محبو بيته الخاصة من بين اخوانه الكرام قدس الله اسرارهم -

كتب العارف الشهير اخوة الصغير سيدنا ومولانا وامامنا الشيخ محمد منظر الاحمدى قدس الله تعالى سره وافاض علينا من بركاته فى المقامات السعيدية والمناقب الاحمدية فى مناقبه رضى الله عنه ان قبل ولادته رأت والدته الشريفة فى الرؤيا ان القمر طلع فى بيتها فقصدت على والده الماجد قدس سره فعبرها بأن ربنا سيعطيك مثل القمر ولدًا، وكتب ان والده الماجد قال له فى يوم من الايام لو وضعت القدم على قدمي ستكون مثلى، وكتب ان بعد وفات والده الماجد لغلبة التواضع والاستغناء عن الاكوان كان مترددًا فى التوجه الى المرديدين حتى رأى امام الطريقة السيد محمد بهاء الدين نقشبند قدس سره وافاض علينا من بركاته فى المنام انه شرفه بالبحى عنده ووضع قلنسوته على راسه وامره بالتوجه الى المرديدين، اه - وكذلك امرة الامام الربانى المجدد للآل فى الثانى بالتوجه الى المرديدين فبعد ذلك جلس على مسند الارشاد والهداية -

بعد غلبة الكفار على بلدة دهلى هاجر مع والده الماجد والاخوان الى الحرمين الشريفين وبعد الحج ذهب الجميع من مكة المكرمة الى المدينة المنورة فلما وقفوا عند المواجهة الشريفة شاهدوا من عنايات سيد الاولين والاخرين صلوات الله عليه وعلى آله واصحابه اجمعين ما لا حد له ولا نهاية، وقد لبثه والده الماجد بخلعة فاخرة خاصة من حضرة الرسالة، فاية نعمة تكون فوقها واية خلعة تعادل ذوقها. هنيئًا له -

وبعد وفات الوالد الماجد استوطن مكة المكرمة واشتغل بالرياضات الشاقية حتى كان يراقب تجارة اللعبة الشريفة من بعد العشاء الى الصباح، وفى النهار يشتغل بتربية المرديدين ثلاثة اوقات - بعد الاشرار وبعد الظهر وبعد المغرب الى العشاء وكان رضى الله عنه يزيد فى الرياضات فى شهر رمضان من كثرة تلاوة القران

وثلاثة ختمات القرآن في التراويج والمراقبات والاوراد والأذكار وغير ذلك من الطاعات مع ضعف بدنه وكثرة امراضه بحيث لو راها احد لقال انه لا يقدر على الكلام فضلاً عن القيام والصيام. وهو لم يبالي بشيء من الامراض والارام واشتغل بالأنواع من الطاعات الى اخر الايام. وكان يصلي التراويج قائماً مع طول القراءة فيه. وقد ذهب لزيارت المسجد الأقصى وزار الانبياء على نبينا وعليهم الصلاة والسلام في سنة الف ومائتين وتسع وسبعين واحرم من بيت المقدس من المسجد الأقصى الى المسجد الحرام. وكراماته رضى الله عنه كثيرة والاستقامة التي هي فوق الكرامة كانت ظاهرة باهرة شهيرة من حضرته لا يتكرها احد وفي اخر عمره استهلك في مشهورة حق الاستهلاك بحيث صار اجنبياً من الأقارب والأجانب وانقطع تعلق ما سوى الله من ساحة صدره المنورة واضمحلت نقش الغير من قلبه الأنور وكان سيماء هم الذين اذا رأوا ذكر الله "وكان في جبينه من الشمس اظهر مع ذلك اذكر بعض كراماته لاطمينان قلب بعض الذاهلين ————— منها ان في ليلة من ليالي رمضان المبارك في الحرم المحترم وقت التراويج اخبر جميع المریدين بأن في هذه الليلة من الله على صاحبزاده محمد يوسف بولد اسمه محمد حسن، فتعجب المریدون من سماع هذا الخبر وكتبوا اليوم والتاريخ ولما جاء البابور (الباخرة) ووصل الكتاب من رامفور وكان فيه ان في ليلة كذا من رمضان رزق الله لصاحبزاده محمد يوسف ابناً وقد سميناها محمد حسن، فلما قابلوا هذا الخبر بما كتبه من اليوم والتاريخ وجدوه مطابقاً لما قال حضرته. ومنها ان الفاضل الجليل مولانا الحكيم محمد نواب جاء يوماً عنده وقال له بأن امير مكة المشرف الشريف عبد الله باشا امرني بعلاج اخيه الشريف سلطان لانه مريض وانا استاذن منكم فان اذنتم لي شرعت في العلاج والا اعتذرت، فقال له اعتذروا لتقريب المريض للعلاج، فاعتذر الحكيم من سيدنا المرحوم الشريف عبد الله باشا وتوفي اخوة سلطان بعد ثلاثة ايام.

ومنها انه في يوم من الايام كان رضى الله عنه يتناول الطعام اذ دخل عليه احد من المریدين واخبره بأن السفينة التي فيها عمكم الصغير الشاه عبد المغنى قد انغرقت وهذا الخبر مشهور في البلد. ولما سمع رضى الله عنه

هذا الخبر ترك الطعام وحزن كثيراً ثم راقب مدة ساعة وبعد المراقبة رفع رأسه الشريف وقال - انى قد توجهت الى حضرة رب العزة لاكتشاف الحال فالحمد لله قد رفع الحجاب عنى ورأيت السفينة فى تلاطم الامواج فبمشاهدة هذه الحالة زاد فى حزنى و اضطر ابنى فدعوت الله عزوجل بالتضرع والعجز والانكسار والالحاح فوق الدعاء فى معرض القبول وامرت من الملك القدوس باخراج السفينة من التلاطم فاخذ عنان السفينة بقوة الله وتوفيقه وعنايته واخرجتها من تلاطم الامواج وفى حين اشتغالى باخراج السفينة وقع نظرى على احد من جماعتنا فرأيت على وجهه اثار التعزية ربما احد من اقاربه قد مات - والسفينة قد نجت من التلاطم والحمد لله الذى بنعمته تتم الصالحات - ولما اخبر حضرته عن هذه المشاهدة كتب المریدون ما قاله رضى الله عنه ولما وصلت السفينة وجاء عمه الصغير مع جماعته ظهر صدق مقالته عن احوال تلاطم الامواج ووفات واحد من جماعتهم - ومنها أنه رضى الله عنه مرض فى مكة المكرمة واشتد مرضه واضطرب نجله الكريم الفاضل الفخيم سيدنا ومولانا واما منا الشيخ محى الدين ابو الخير عبد الله الاحمدى غاية الاضطراب ولما شاهد رضى الله عنه اضطراب نجله الكريم قال له لا تحزن لانى لا اموت من هذا المرض فقل من اضطرابه شيئاً ما ولكن خطر فى قلبه ان المرض شديد ويمكن أن يكون كلامه من قبيل الهمج فقال رضى الله عنه له قد عرفت ما يختلج فى قلبك وقد جاء عندى سيد الوالد قدس سره وقد قلت له الان ان مراعى الذهاب عنده فقال لا فان عليك تربية واحد والظاهر ان المراد من ذلك الواحد هو نجله الكريم - وشفاه الله من ذلك المرض وعاش بعدة سنين -

وفى اخر عمره رضى الله عنه فى سنة الف ومائتين وسبع وتسعين شرفت وازدانت خبطة الهند لقد ومه الشريف، فبحكم القضاء والقدر توجه من مكة المشرفة الى بندر جدة ومنها ركب الباخرة ومعه الاهل وذهب جماعة اليمين الى الباخرة وعينوا المحلات لحضرته واصحابه وللحريم وتوجهت الباخرة الى الهند وكان رضى الله عنه مدة يوم وليلة فى استغراقه، لم يبال بما فى الباخرة من الحر والزحمة وتحركت مادة الصفراء فى جميع الرفقاء وخصوصاً فى الحريم، فحضر عند حضرته بعض المریدين

وقالوا يا سيدنا، اشتد الحر وازدادت الزحمة والحريم في ضيق شديد ولا يقدر احد
 منّا ان يمشى او يتحرك، فسكت رضى الله عنه وبعد قليل جاء القفتان وهو رجل انجليزى
 نصرانى، يسأل بلسانه ولا يعرف احد من اللسانه الا اننا سمعنا انه يردد كلمة حضرت
 كثيرًا فعرفنا انه يسأل عنه رضى الله عنه، فبجرد ما وقع بصره على طلعتة المباركة الشريفه
 خلع طربوشه (ملبس الرأس) ودقف بغاية التعظيم والتكريم بين يديه وطلب
 الترحيبان ودعى الخدامين وفتح مخزن اللالواح والمسامير واخرج منه كل شئ واعداه
 لمولانا الامام رضى الله عنه واعد محلا مخصوصا للنساء، فاستراح المریدون واسترحن
 النساء. وكان القفتان يحضرن كل يوم في حضرته رضى الله عنه ويقف امامه قدرا
 نصف ساعة عازى الرأس ويقوم بالخدمة والتعظيم الى ان وصلت الباخرة الى
 كلكته. وقبل النزول من الباخرة بنصف ساعة تخلى القفتان مع حضرته في المحل الذى
 كان مخصوصا له ومنع جميع اهل الباخرة من الدخول عليه وكانت هذه التخليه قدرا
 نصف ساعة لم يعرف احد متاما ذا عمل القفتان في هذه المدة غير ان المریدين قالوا
 انه اسلم على يده وهل أخذ الطريقة ام لا، لا يعرفه احد منا ولم نستطع لهيبة حضرته
 ان نسأله، والله اعلم بحقيقة الأمر.

وبعد ان تشرف اهل كلكته بقدمه توجه في قطار سكة الحديد الى بلدة
 رامفور. فبإذن الله من هذا التجلى في هذا السفر، قطار سكة الحديد يقف على المحطات
 ليضع الدقائق - وجدنا في الطريق كل محطة مملوءة من الزائرين وكان الزائرون
 يقفون صفوفًا وكان يود كل واحد منهم ان يقبل ايديه المباركة ففي بعض
 المحطات ينالون ببغيتهم وفي البعض لا يقدر ان يمشى، وابنه الفخيم كان يقف
 الشباك كي يسعد الزائرون بزيارة طلعتة المباركة فكان الزائرون يرونه من صيف
 المحطة ويستبشرون بهذه النعمة البهية، وكان بعض الزائرين يقدم الهدايا
 فالبعض منها كانت تصل الى حضرته والبعض تقع على سكة الحديد وكان صاحبها
 يبكي ويتجسر في هذه الكيفية قطعنا الطريق من كلكته الى رامفور ولما وصلنا الى
 رامفور وجدنا حضرة النواب في اول المتقدمين. فاستقبله حضرة النواب بغاية
 التعظيم والتكريم وكان يعد ووردة في امارته من اعظم الغنائم واسنى النعم

وكان يفخر على ذلك وكان يقوم بالخدمات اللائقة له رضى الله عنه -

ولها كان رضى الله عنه مريضاً من مدة سبع سنين، والمرضى (الناصور) يشتد أحياناً ويخفف حيناً آخر وهو رضى الله عنه في الشدة والخفة مستغرق في مقصودة و مشتغل بالتوجهات والأوراد والمراقبات والاذكار لم يقع في معمولاته فتوراً أبداً، وهذا أكبر دليل على كمال استقامته، في الظاهر والباطن، وبعد ان اقام في رامفور ستة أشهر اشتد مرضه وفي صباح يوم الأحد الثاني من شهر محرم الحرام سنة الف ومائتين وثمانية وتسعين طار طائر رجا الأقدس إلى حظيرة القدس واستقر على أغصان أشجار حديقة الأنس وسكن في أعلى عليين مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصدّيقين والشهداء والصالحين وحسن أولئك رفيقا -

چہست ازین خوبتر در ہمہ آفاق کار دوست بر دوست نت یار بزرگ یار

كان رضى الله عنه معتدل القامة، معتدل الاعضاء، معتدل المزاج و كان عيسوي المشرب على مشرب والده الماجد قدس سره وكان رضى الله عنه كثير التلاوة ودأبم الذكر والفكر وكثير الهيبة وشديد الخشية والخضوع وخصوصاً في سجدة الركعة الأخيرة والقعدة الأخيرة، يحمر عيناه ويصفر لونه - وكان قوی الحضور في جميع الطاعات وكان متصفاً بالصفات الالهية ومتحملاً بالاخلاق النبوية وكانت جميع اخلاقه مرضية - رضى الله عنه ونفعنا ببركاته وافاض علينا من نوره وفيوضاته امين - وقد سقاهم ربهم شراً ياطهوراً - سنة ١٢٩٨ هـ -

کمال استغنا حضرت ایشان قدس سره به کمال استغناء متصف بودند بر این عاجز حضرت ابو الشرف فرزند حضرت محمد معصوم فرزند حضرت عبدالرشید بیان کردند کہ حضرت عبدالرشید در اواخر احوال ہر سال از مدینہ منورہ برائے حج می آمدند و نزد برادر خود فروکش می شدند و ہر دو برادران عالی قدر بمعیت یک دیگرے بہ عرفات و مزدلفہ و منی می رفتند اتفاقاً نوبتے حضرت ایشان رفاقت برادر محترم از وجہ تنگی دست نہ کردند - بعد از حج چون حضرت برادر کلان برین امر آگاہ شدند فرمودند اے برادر چرا اظہار این امر نہ کردی، نزد من آن قدر مال بودہ کہ شاہم حج می کردید حضرت ایشان عرض کردند چہ خوب ارشاد کردند - لذتے کہ در صورت نہ گفتن است در صورت گفتن کجا باشد - و قتیکہ حضرت ایشان این کلام فرمودند برادر زادہ حضرت ایشان نیز حاضر بودند و فیما بعد بہ فرزند خود حضرت ابو الشرف بیان کردند -

قیام حضرت ایشان در مکہ مکرمہ از او آخر ۱۲۴۷ھ تا اوائل ۱۲۹۷ھ بوده یعنی نوزده سال و سہ یا چہار ماہ نزد باب العتیق در خانہ کہ بہ ایجا گرفتہ بودند۔ گاہ بہ بسیر و گاہ بہ عس زنگانی بہ سر می بردند۔ وقتیکہ حضرت ایشان بہ ہندوستان آمدند در کلکتہ تقریباً چہل روز قیام فرمودند آنجا یک مہینہ دو ہزار روپیہ بہ حضرت ایشان ہدیہ داد حضرت ایشان آن ہدیہ قبول فرمودہ بہ مہینہ گفتند شما این روپیہ را نزد خود امانت نگاہ دارید عند الاحتضار حضرت ایشان بہ فرزند عالی مقدار خود وصیت و نصیحت کردہ فرمودند حافظ ناصر و معین و کار ساز شماربہ العالمین است۔ ہر چہ از کتابہا دارم آن از شما است و آنچه دو ہزار روپیہ در کلکتہ نزد مہینہ است آن را در ازواج کرامت النساء صرف کنیہ (کماسیاتی التفصیل فی احوال سیدی الوالد قدس سرہ) بغیر ازین روپیہ حضرت ایشان را از مال و متاع چیزے نہ بود۔

حجرہ مسجد نواب کلب علی خان والی رامپور برائے قیام حضرت ایشان محل نواب احمد یار خان را تجویز کردہ بودند چنانچہ قیام حضرت سیدی الوالد و حضرت عمہ محترمہ اندران محل بود، اما خود حضرت ایشان در حجرہ مسجد شریف قیام فرمودند۔ آن مسجد شریف متصل حویلی بود و ہمدران حجرہ مبارکہ داعی حق را لبیک فرمودند اگر از جوار بیت اللہ الحرام بہ ظاہر دوری افتاد، از جوار خانہ خدا تادم و اسپین جدا نہ شدند۔ حضرت ایشان قدس سرہ می فرمایند۔

آخر شدہ عمر و بہ لب آمد نفس ما	صد حیف کہ ازل نہ برون شد ہوس ما
کہ گریہ کنم گاہ فغان گاہ دعا ہا	دیگر چہ کنم چون نہ بود دسترس ما
بلبل بہ فغان گفت دم صید بہ صیاد	کز گل نہ کنی دور خدا را نفس ما
زحمت مکش لے بحر کہ آلودہ ذنم	جز اشک ندامت نہ برد این دنس ما
اے طائر جان صبر نما لحظہ درین قید	ہمان دوسہ روزہ بود این قفس ما

حضرت ایشان قصد نہ داشتند کہ بہ ہندوستان تشریف آرد اما از برائے ازواج فرزند محبوب خود برائے چند وقت قصد این دیار کردند کہما سیاتی بیازندہ فی احوال سیدی الوالد۔ و نواب کلب علی خان ازل جان در راحت رسائی حضرت ایشان می کوشیدند برائے معالجہ امراض جسمانی اطباء حذائق را جمع کرد۔ اما، گرفت سلطان عشق از دسترس نواب صاحب بالا تر بود، آتش شوق لمحہ بہ لمحہ تیز تر می شد اندرین احوال حضرت ایشان بہ زبان اردو غزلے گفتہ اند۔ عاجز ترجمہ چند ابیات می نویسد۔

دل در جستجوئے کوچہ دلدار است و بلبل ناشاد در آرزوئے گلزار است
براستانش چساں جبین خود را بنہم کہ من بہ خون دل ہنوز وضو نہ کردہ ام

بہ تسقیان حرمِ خیر کنید کہ از چشم من جوئے آب روان است۔
 اگرچہ تو از رگِ جانم بہ من قریب تر هستی و لیکن من در جستجوی تو می پویم
 درستم وے نیز لذتِ الطاف است ، من در ہمہ حال گرویدہٴ خصالِ دیم
 حضرت عمہ محترمہ می فرمودند کہ حضرت ایشان نہایت منکسر المزاج و حلیم الطبع بودند اما تابِ استماعِ
 سخنِ نادرست و دیدنِ احوالِ نامشروع نہ داشتند، در چنین احوالِ نشانِ فاروقی بہ وجہِ اتم ظاہری شد۔
 در امور نامشروعہ مراعاتِ ہیچ کس نہ می کردند غیر از حلقہ و توجہ و ذکر و فکر کارے نہ داشتند۔
 عاجز گوید انکسار حضرت ایشان از این ظاہر است کہ در کتابِ انسابِ لطاہرین "ذکر خود بہ این طور
 فرمودہ اند محمد عمر فرزند سیوم حضرت سراج الاولیاء تاریخ ولادتش از "احقر البشر محمد عمر" ظاہر است و حضرت
 ایشان را سہ مہر است۔ مہر اول در ۲۶۲ھ کنہ شدہ، بسیار خورد است و بران محمد عمر کنہہ است۔ مہر دوم
 در ۲۶۸ھ ساختہ شدہ و بران محمد عمر ابن احمد سعید کنہہ است و مہر سیوم بسیار نفیس است۔ عاجز خیال
 دارد کہ این مہر در ترکیبہ ساختہ شدہ، برین مہر این شعر کنہہ است۔

عمر نام و فعلش ہمہ ناپسند سگِ خانقاہ شہِ نقشبند

روزے سکندر علی خاں و اصل متوطن خالص پور، علاقہ ملیح آباد، از توالج لکھنوکہ از خلفائے سیادت
 شرافت پناہ فضائل و کمالات دستگاہ مولانا سید عبدالسلام متوطن ہسٹوہ، علاقہ فتحپور، نزد کاپور، بہ خدمت
 شریف ایشان وقتے رسید کہ حضرت ایشان عند البیت الحرام از حلقہ فارغ شدند حضرت ایشان سوئے
 بیت اللہ اشارہ کردہ فرمودند۔

سکندر یکے از غلامانِ تست بکن رحم بر وے کہ شایانِ تست

از اشیائے مستعملہ حضرت ایشان مثلاً قلمدان، مقطعہ، محایہ، پرکار، مقراض، مہر، مسبحہ، معلوم می شود
 کہ نفاست را خوش داشتند، حضرت ایشان دعائے حزب البحر و درود کبیریت احمر را بر کاغذ نفیس بقطع خورد
 بسیار خوشخط نویسانیدہ اند و بر اول درق در دائرہ "وظیفہ عمر بے بدل است" تحریر کنانیدہ اند و باز آن را در
 جلد نفیس و جلد را در غلاف لطیف محفوظ کردہ اند۔

حضرت ایشان معتدل الاعضاء و خفیف الشعر بودند، سر مبارک میانہ، و درازی زلف تا زمرہ
حلیہ مبارکہ گوش، لچیہ مبارکہ بہ قدر یک مشت، چہرہ مبارکہ بیضوی، بینی معری از خود بینی قدرے بلند۔
 چشمان گہرا نشان فراخ و پراز انوار، چون از حلقہ و توجہ فارغ شدہ بر سپیدی چشم سُرخ غالب بودے۔ دست پیا
 نازک، قلیل الکلام، شیرین مقال، باہر کہ صحبت کردے، گرفتار محبتش گشتے، در خانہ استعمال "عرق چین"

کلاه پارچه می کردند و وقتی که بیرون رفتی، دستار بر سر نهاده می پوش در دم و نظر بر قدم داشته، طبیعت ایشان موزون بود و احیانا شعر گفته، چنانچه یک دیوان خورد از فارسی و یک از اردو دارند در دیوان فارسی ۲۵ غزل و یک مثلث و چهار محسبات دارند، و شجرات مبارکه سلاسل سبعة را مطوّل و مختصر در سیزده قطعات نظم فرمودند و اعداد آیات مبارکه سوره قرآن مجید را نظم کرده "اعداد الآيات" نام نهاده اند و ۳۶ قطعات تاریخ دارند و دیوان اردو تقریباً مسادی دیوان فارسی است، علاوه ازین رساله کتبی المصلى را در ۱۲۹۱ هجری به اردو نظم کرده اند و از لفظ "اصغر" تاریخ بر آورده نام رساله "فقه اصغر" نهاده اند، جناب مولانا عبدالحق الی آبادی، شیخ الدلائل و مهاجر مکی تجاه البیت الحرام بر آن رساله شرحی لطیف به اردو نوشته اند و نامش "الکفر الاکبر شرح الفقه الاصغر" نهاده اند نزد عاجز نسخه از آن موجود است که خود مولف رحمه الله آن را نوشته اند.

تحریرات ایشان غیر از کلام منظوم حضرت ایشان را کتاب "انساب لطاهرين" است که در آن ذکر اولاد حضرت مجدد قدس سره است، ذکر احوال و اناثا الی وقت التالیف.

و حضرت ایشان از رساله "انهار اربعة" که تالیف لطیف حضرت والد ایشان است، سلوک نقشبندی را به فارسی نوشته اند و نام آن "المجدول المنتخبه من النهر الماد من الانهار الاربعه" تجویز کرده اند. و حضرت ایشان بیان ذکر قلبی و ختم خواجگان و شجره شریفه نقشبندی و بیان مراقبات. از مراقبه احدیت که اول مراقبات است تا دائره لاتعین که آخر مراقبات است، به صورت اختصار به عربی کرده اند. قدس الله سره.

در اواخر ماه صفر ۱۲۹۲ هجری حضرت سیدی الوالد قصد مدینه منوره کردند و از مکّه مکرمه به جدّه تشریف بردند و از آنجا حضرت طایب طیب علی صاحبهما الف الف صلوة و تحية حضرت ایشان به فرزند عالی قدر خود در مدت این سفر میمون هفده خطوط نوشته اند. ابتدای یک خط به "اعزى ارشدى قره عینی" و ابتدای دو خط به "اعزى ارشدى قره عینی ثمره فوادی" و ابتدای چهارده خط به "فرزندى اعزى قره عینی ثمره فوادی" کرده اند و درین خطوط جواب ماسأل عنه حضرت سیدی الوالد. و بعضی نصائح، اندراج یا سینه، عاجز بر نخه از آن می نویسد. حضرت سیدی الوالد از جدّه تحریر فرمودند که از ظلمت اسواق، نماز در خانه ادا می نمایم. حضرت ایشان نوشتند.

والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته. خط شمار سید به قول عبدالعزیز، درنگ کار کردن، کار ناخبر به گمان است، بلکه آن بخله امروزه رفته باشد، بسم الله کرده سوار شوید، خوبی و بدی به دست دیگر، عسى ان نکوهوا. یاد دارید و در مدینه طیبه، هم به علم بزرگوار و خواهر خود گویند که درین کار لیت و لعل کردن از مقصود ماندن است. وَالْحُكْمُ حُكْمُهُ وَالْأَمْرُ أَمْرُهُ. ظاهراً است که اگر قافله روانه شد دشمنان رسیدید محنت بر باد. و از ظلمت اسواق

معمول حضرات مانیست کہ نماز درخانہ ادا نمایند، اگرچہ جماعت باشد، صبح و شام در حلقہ کہ بعد ساعہ از لیل و نہار می شود اول توجہ بہ شامی شود، بعدہ بہ یاران دیگر، الخ، ۲ ربیع اول روز یکشنبہ ۱۲۹۶

(۲) السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتہ۔ مکتوب مع چار رأس ماہی رسید، بزنبہا تقسیم کردم، دماغ پختن درخانہ نہ دارم و سامان ہم نابود ہست، حکمت الہی است کہ در رفتن شما ہر روز تا خیر می بینم، بلکہ ہمین خوب و افضل است، فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یُخْلُو عَنِ الْحِکْمَةِ (نوشتہ اند) حق سبحانہ شمارا بہ منزل مقصود بہ خوبی برساند، رجوع در ہر کار بہ فاعل دارید، کار ساز ما بہ فکر کار ما، حسبنا الله و نعم الوکیل، کبریت احر صبح و شام معمول فقیر است و در جمع بعد صلاۃ جمعہ ہم شما ہم اختیار کنید، فوائد بسیار دارد، الخ، ۳ ربیع الاول

(۳) مکتوب محررہ احد رسید، بلکہ تا خیر بہ رفتن اولی باشد، ما و شما بے چارگان چہ واقف امور او باشند، فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یُخْلُو عَنِ الْحِکْمَةِ یَجَلَّ جَلَالُهُ وَ عَزَّ تَوَالُّهُ۔ راضی بہ افعال او باید بود۔ اللہ مَعَكُمْ اَیْنَما کُنْتُمْ، هُوَ النَّاصِرُ وَ الْحَافِظُ وَ الْمُعِیْنُ۔ انہیں از مکہ معظہ

(۴) حال السن کارندگان بحری ازین زمانکہ پیش آمدہ خواهد آمد، مَا شَاءَ اللهُ یُبْحَثُ کَانَ وَ مَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یُکُن۔ و مقام شما در مراقبہ ولایت کبری ہست۔ صبح و شام بعد ساعت یک تا یک نیم تخمیناً اول از ہر یاران طریقہ بہ شما توجہ کردہ می شود، پس بہ دیگران، اکثر خیال شما بہ مراقبہ خود باید لیل و نہار، مگر بعضی وقت بہ خیال ذوق مزاج لطیفہ از لطائف امر شود، ساعت نیم ساعت، مضائقہ نہ دارد، فرج بر فرح می افزاید، رزقنا الله سبحانہ و ایاکم نظر العنایۃ بجاہ خاتم الرسالۃ علیہ و علی آلہ الصلوٰت و التسلیمات اتمہا و اکملہا حال اورد و مراقبہ معلوم گردید، الحمد للہ، و ذکر از کار لطائف سبوعہ و نفی و اثبات نہ گردید، این ہم ضرور ہست قدر طاقت در سفر و حضر۔

۶ ماہ میلاد پنجشنبہ ۱۲۹۶

(۵) از وعدہ خلائی مردم نہ رنجید، ہر چیز بروقت خود معین است، در ان ہیج تبدیل و تغیر را بدخل نیست، حق سبحانہ تعالی نال کار بہ خیر انجامد، بجزمتہ حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فی امان اللہ تعالی۔ اللہ معک ایما کنت۔

۸ ماہ میلاد ۱۲۹۶

(۶) بہ اذکار و اشغال مشائخ رضی اللہ عنہم سرگرم باشند، ہر جا کہ باشند

آوقات بہمان است کہ بایار بہ سرفرت باقی ہمہ بے حاصلی و بے خبری بود

سورہ قیس ہم معمول حضرات ماہست و برائے انجام کار نہایت مفید، اقل آن در شب و روز

۱۱ پنجشنبہ میلاد ۱۲۹۶

یک بار، زیادہ ہر قدر کنند زیادہ تر فائدہ مند است۔

(۷) الحمد للہ علی سلامتکم۔ بر جیون بیگ و فضل اللہ بہ سبب طبع کتاب فیروز آبادی مردم

بلدہ طیبہ شورش بسیار کردند مولوی رحمت نہایت زجر کرده حکم اخراج کتب نمودند و حاجی صاحب در میان آمدند و گرنہ فساد زیادہ می شد۔
جمعہ ۱۳ میلاد

(۸) الحمد للہ سبحانہ علی سلامتکم و عافیتکم عجب از بخش بیجا۔ ہنوز در سفر شمارا شمار نہی کنم۔ گویا در خانہ ہنید، و اگر صعوبت در سفر تہ می شد قصر صلاۃ کے می شد و ہر چیز موقوف بر وقت ہست۔
يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ۔ و مولد عربی معرب کہ حکیم عظیم آبادی فرستادہ بود کجا است کہ گرامتہ می خواند۔ و کتاب فیروز آبادی کہ برائے عم مرحوم فرستادہ بود دید بہ او شان نہ رسید آن را واپس آرید۔

۱۲ ماہ میلاد روز شنبہ ۱۲۹۶ھ

(۹) زیارت بلدہ طیبہ و عقبہ بوسی قبلہ عظم مبارکبار مکتوب شاپری روز رسید، بر مضامین او آگاہی یافتم۔ الامر بید اللہ تعالیٰ و تقدس۔ کل امر مہون بوقتہ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ قریب است کہ کار بہ انجام رسد شما متوجہ کارِ آخری خود باشید۔ کار دنیوی ضمناً بہ وقت خود، خود بخود بہ حصول می انجامد۔ اگر بہ دل جمعیت در نشستن یا بید چندی اقامت نہمائید کہ خبر فردا نیست کہ چہ خواهد شد و شب و روز از فیض یابی مواجہہ شریف و مزار پرانوار جد خویش و صحبت بزرگوار عم سرگرم باشید و اگر بہ طواف بیت اللہ دیدن ماویار این طریقہ و سلسلہ طبیعت مائل باشد اینجا بیاید و بہ درس و تدریس و ذکر و اذکار صرف اوقات خود نماید، مردمان اینجا منتظر شما ہستند و فقیر را این حوصلہ کجا کہ بہ ہند برائے آوردن میان معصوم رود بہ این ضعف و امراض کہ در حرم دوبارہ، و گاہے یک بار بہ ہمت تمام رفتن می شود۔ آن ہم روز و حج راس یا مفاصل ترک می شود البتہ مکتوب نوشتہ می کنم۔ ہر چہ در مقدر باشد ضرر نخواہد شد، خواہ من روم یا نہ روم تحریر ۱۱ جمادی الاولیٰ روز شنبہ ۱۲۹۶ھ مکہ معظمہ قریب باب العقیق۔

(۱۰) ہمراہ قافلہ رجبیہ ارادہ آمدن کتید، اگر چہ گرمی شدید است، اما بہ سبب نہ بودن شما قرآن تراویح مابے لطف خواہد شد، لیکن قبل از آمدن اجازت از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خواستن و استخارہ مسنونہ کردن ضرور است۔ من سعادتہ ابن آدم استخارۃ اللہ لجميع صغیر و کبیر۔ و از مثنوی حضرت خواجہ بزرگ (خواجہ خواجگان حضرت خواجہ باقی باللہ المعروف بہ خواجہ بزرگ قدس سرہ) دو سہ ورق اول کہ معمول شنیدن حضرت ما بود۔ در عین ایشان نقل کردہ ہمراہ بیارند، یا ملا فقیر را بگوئید تا روانگی شما یک یک ورق یا صفحہ کہ در شغل او حرج نہ شود نوشتہ باشد، از کلیات خواجہ۔
تحریر ۲۵ جمادی الاولیٰ۔

(۱۱) بہ برادرزادہ خود تحریر فرمودہ اند۔ عزیز اللہ عزیز از جان شریعت و طریقت نشان مولوی شاہ محمد معصوم سلمہ اللہ القیوم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! پری روز خط شیخ ابوالخیر از مدینہ طیبہ مکتوب

شمار سیدہ فالحمّد لله علی صحتکمما و سلامتکمما و استفامتکمما علی الطریقیۃ المرصیۃ، نوشته بودند
 (شیخ ابوالخیر) کہ باز در خانہ برادر صاحب (شاہ محمد معصوم) از مکان عم اکرم (شاہ محمد مظہر) کہ او شان بہ چہ شدہ
 بردہ بودند، بہ سبب قیودات کہ طبیعت آزادانہ دارم آدم و بی بی عائشہ سبگیم (خواہر شاہ محمد معصوم)
 و زوج او (شیخ حافظ مصباح المعنی) نہایت خدمت گزار می و مسافر پروری می کنند حتی کہ خانہ خویش گزار
 در ہمین مکان سکونت اختیار نموده جزاھما اللہ سبحانہ۔ و ارادہ آمدن ہمراہ شریف عبداللہ کردم۔ استخارہ
 مستونہ راہ نہ داد، و فیوضات و برکات و عنایات اشرف الخلائق نہ می گزارد۔ الحق کہ در راہ جنگ و جدل
 بدوان با شریف کردند و چند کس از بیشہ و سہ شتر و اسب و قاطر شریف بہ قتل و قتال ضائع شدند، بعد
 رجبیہ خواہند آمدن شارا اللہ تعالیٰ۔ حالانکہ شیخ ابوالخیر را نوشته ام کہ بعد رجبیہ اینجا
 بیایند اگر چہ گرمی شدید و ایام رطب است اما بہ سبب او شان ختم قرآن شنیدن می شود و مردمان
 اہل ذوق و شوق حاضری شوند تا تذکیر یعنی مدفع اول، تراویح ایشان تمام می شود و در عشرہ اخیرہ بہ جائے
 فقیر اعتکاف می کنند، یک گوشہ حرم بہ سبب او شان آباد می شود، و فقیر بے کار محض گردیدہ ہما ز فرض آن
 ہم بہ دقت ایستادہ می گزارم بہ سبب ناسور کم و وجع مفاصل و ضعف دماغ و وقت در حرم حاضری
 شوم بہ شکل تمام، این ہم بہ سفر شیخ ابوالخیر و گرنہ او شان بار فقیر برداشتہ اند، خانہ نشین و صاحب فراش
 گردیدہ ام و حال شیخ مظہر ہم شیخ ابوالخیر قریب این نوشتہ اند کہ روز دہم پانزدہم باز تپ عود می کند
 باز ضعیف می شوند، عمر با بیان آخر شدہ۔ خداوند کریم شما ہر دور سلامت با کرامت دارد، بر شریعت و
 طریقت مستقیم و رواج طریقت شریفہ عنایت کند کہ بقیہ سلف وجود ہر دو شما است سلمہا ربکما۔
 و حال ختم و حلقہ خویش کہ اگر یک ساعت از نہار و یک ساعت از لیل مشغولی کردہ شود نقصان
 بہ باطن از فیوض و برکات نہ خواہد شد ان شارا اللہ تعالیٰ و روز بروز از فضل الہی قوت نسبت و ذوق و شوق
 حرارت زیادہ خواہد شد، بر نگارند۔ و اینجا از شیخ ابوالخیر طالبان را قائدہ بسیار بہ زودی میسر می شود و
 در شغل خود سرگرم اند و ہر دو وقت حلقہ و مراقبہ می کنند، در مکہ معظمہ ہم و در مدینہ منورہ ہم۔ بَارکَ اللّٰہُ فِیْمَا
 اَعْطَاکُمَا و سَلَّمَکُمَا رِبْکُمَا و جَعَلَکُمَا لِمُتَّقِیْنَ اِمَامًا یُحْرِمُ مَدِیْنَةَ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ و الْاٰخِرِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ
 تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اٰجْمَعِیْنَ۔ تحریر ۲۰ ماہ جمادی الآخرہ روز چہار شنبہ ۱۲۹۶ ہجرت از مکہ معظمہ قریب باب العتیق۔
 ازین مکتوب مبارک آخرین احوال امراض مزمنہ مولمہ ظاہر است۔ با وجود این تکالیف شاقہ
 تا دم و اسپین در او را دو وظائف و صوم و صلاہ و حلقہ و توجہ فتورے واقع نہ شد۔ افرادے کہ در راہ پور
 در خدمت ایشان بودند بیان استغراق و عبادات ایشان می کردند۔ قد بن اللہ سورہ الانور۔

کلام منظوم

تیمنا و تبرکاتِ درے از کلام حضرت ایشان نوشتہ می شود۔ فرمودہ اند۔

دہانے کو کہ در مدحت سرایم حرفِ زیبارا
چو شد پر تو فگن عکسِ جمالت بر رخِ یوسف
زد ام جو رخ و دانہ مکر ز مین رستم
جنونم بہ ز ہشیاری است گر بپندگم سویم
ہمین است آرزو و در دل کہ گردنے کیف آرام
در دل بیاختوش خلوت آئے مہ چین خورشید رو
اے سرو قد نسرتن قبائے غنچہ لب اے گل بدن
بگزار مارا بر زمین آرام من بے تالی است
مسکین عمر می گویدت اللہ سعید الطف کن
تا کلو گیر من این زلف چلیپا شدہ است
رونق افزا است کد امی شہِ خوبان یارب
باش خود یار خود و گوشہ خود گیر دلا
مژدہ اے خارش پاء خارِ معیلان در پیش
ہر مرض را دوا و درمان است
جز لقائے حبیب در عالم
خوبی عافیت ازو پرسید
اہل حرفہ بہ کسب دارد تاز
چمن است این کہ پایانے نہ دارد
متناعے بود جان شد ندر جانان
چہ گونه گو نہر مقصود یابد
بود صد گونه سنگ بہتر از ان دل
بفراق ماہ پیکر دلم اضطراب دارد
توغریق بجز عصیان چہ وی بہ کوسے جانان

نمایم ہر بن مورا زبان صد بیان آرا
بیرا آخر چہ جنش طاقت و تاب ز لیجا را
بلا گردان شوم صبیادی زلف چلیپا را
کہ دلم دوست دارد طفل شوخ من تماشا را
کنم درد دیدہ جائے تو تیا خاک بخارا را
ہرگز نہ می باشد درین منزل گزراغیار را
بنما جمال خویشتن سیرے کنم گلزار را
عظم بہ خاک خون نہ می خواہیم سنگ عار را
از من سلائے عرض فرما سید ابرار را
بر سر غمزہ جانم چہ بلا ہا شدہ است
کز قدمش دل پر زنگ مصفا شدہ است
یار غمخوار درین دہر چو عنقا شدہ است
باز در دل ہوس شیرب و بطحا شدہ است
مرض عشق لا دوا باشد
خستہ دل را چہ مدعا باشد
کہ در آلام مبتلا باشد
کار درویش بر خدا باشد
مہ و خور پیش آن شانے نہ دارد
دلم زمین بیش سامانے نہ دارد
چو عاشق چشم گریانے نہ دارد
کہ زخم تیر مژگانے نہ دارد
بہ امید وصل لیکن قدرے قرار دارد
سگ تر شدہ بہ باران بہ جرم چہ کار دارد

بہ ہزار ادب نمایم دل جان فدائے سالک
 ز جمال آن دل آرا نہ توان نمود املا
 غلام شاہ سعیدم دگر نمی دانم
 نہ دید ذات فرشتہ صفات تو بہ جہان
 ترا چو دیدم دگر قدر تو گر دیدم
 ز جام نسبت تو آب و شیر شہد و شراب
 یو لیاے جہان گشت در دلم تصدیق
 ای سلسلہ نقشبند تا شدہ ام
 غزال دشت فیوض مجدد انعم
 فراخ دامن گل چو پیشش جہت دیدم
 گناہ راز سبہ کاریم بود صد عار
 خراب چشم کسے شد چو اے عمر دل من
 باز در سر جو بس کو چہ جانان دارم
 شاہم امروز کہ سنگ در تو یافتہ ام
 گرچہ باشم سمت کعبہ در نماز
 زو عمر در خدمت پیر سعید
 بر چہرہ تو نقاب تاکے
 کہ اختر و گنفس شمارم
 خود گریہ کنیم و خود سرانیم
 اے دل بہ جہان تیغ روزہ
 بجوش عشق آں دلدادہ حق
 امام و مقتدائے اہل عالم
 عمر درویش و مسکین عرض دارد
 کہ بہ کار خویش دست دل خود بہ یار دارد
 کہ خزان نہ دارد اصلاح بلا بہار دارد
 نیاز مند و مریدم دگر نہ می دانم
 بہ عمر خویش نہ دیدم دگر نہ می دانم
 بہ گرد کعبہ دو دیدم دگر نہ می دانم
 ز چار نہر چشمیدم دگر نہ می دانم
 ترا بہ چشم چو دیدم دگر نہ می دانم
 ز قید دہر رہیدم دگر نہ می دانم
 ز جملہ خلق تمیدم دگر نہ می دانم
 ز خار دست کشیدم دگر نہ می دانم
 درین جریدہ فریدم دگر نہ می دانم
 خرابہ جائے گزینم دگر نہ می دانم
 بلبل تفتہ دلم میل گلستان دارم
 گرچہ مورم مگر اورنگ سلیمان دارم
 سجدہ ام ہر وقت باشد سوئے تو
 تا نگو گردد رذیلہ خوئے تو
 از بندہ خود حجاب تاکے
 در ہجر تو این حساب تاکے
 این چنگ و نئے در باب تاکے
 بیہودہ کنی تو خواب تاکے
 کہ شد احمد سعید اسمش محقق
 ولی کامل و قطب معظم
 بہ عجز و انکسار این عرض دارد

بہ صبح روز یکشنبہ دوم ماہ محرم الحرام ۱۲۹۸ھ صدائے
 يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً

الوصال والتذيق

بگوشِ حق نبیوش شنیدہ جان بہ جانان سپردند، امامت نماز جنازہ حضرت مولانا ارشاد حسین سجیوی مجبّودی خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ اسرارہم کردند و متصل گنبد حضرت شاہ جمال اللہ بالائے مصطفیٰ بہ جہتِ غرب مدفون شدند، نواب کلب علی خان یا حضرت ایشان اخلاص تمام داشتند، این موقع را برائے سعادتِ آخروی خود غنیمت شمرده مزار شریف حضرت ایشان را از گنبد مبارک بہ فاصلہ جائے یک قبر تجویز کرد و بعد از چند سال تدفین نواب صاحب دران جائے واقع شد۔

لے خوشامردی کہ باشد خاک او در حریم دوستان کردگار

قطعات تاریخ | حضرت سیدی الوالد گفتمہ

جناب شاہ محمد عمر شبہ عرفان
دوم زماہ محرم صباح یکشنبہ
برائے سالِ وصالش بہ خیر گفتمہ عمر
امیر شجرم و ہادی طریقت بود
وداعِ خلق و لقاءتِ حق اختیار نمود
مکین مقعد صد رقت بہ ہائے مسعود

نورِ لمعاتِ احمدیان
بودی چو سہمی شاہ فاروق
اے نورِ مجسمِ الہی
نورِ نبوی صفائے صدیق
پروانہ نمط بہ شمعِ محفل
آئینہ فکر شد مکدر
صد داغ بہ ہر دلے است مضمّر
تاریخِ وصال گفتمہ ہائے

محمد عمر آسمان پایگاہ
مؤدب بہ آدابِ ختمِ رسل
شبہ الف را بود نختہ جگر
ز فوتش نہ گرید چہ اعالی
منور ز خاکِ درخش مہر و ماہ
مہذب بہ اوصافِ مردانِ راہ
ہم احرار را بود نورِ نگاہ
کہ غوثِ زمان بود بے اشتباہ

ز ماہ شہادت محرم لقب
 بکن ماتم اے نسبت احمدی
 بی معرفت گریہ کن بر سرش
 کجائی کجا روح پاک سعید
 مگر گشتہ شد شمع دین کز غمش
 گلے بود در گلشن معرفت
 خدا را کن اے نور چشم سعید
 کہ مست لگاہ خدا بین تو
 هَلُمُّوا اِحْبَابِي نَنْظُرُ اِلَيْ
 مِنْ اَنْوَابِ اَحْمَدَ خَيْرِ الْوَرَى
 وَاَسْرَارِ مَنْ جَدَّدَ الْاَلْفَ اِذْ
 بِنَفْسِي فَدَيْتُكَ مِنْ مَدْفِنِ
 بگو خیر تاریخ این صدمہ ہائے

دوم بود و یکشنبہ و صبح گاہ
 کزین خاکدان مونس رفت آہ
 کہ فرق تو زین مرگ شد بے کلاہ
 کہ فرزند تو رفت نزد اللہ
 ز ماہی است ماتم کنان تا بہ ماہ
 کہ پڑ مرد از صرصر دہر آہ
 بہ حال من خستہ دل یک نگاہ
 نہ سنجہ تنگین سلیمان بہ گاہ
 ضریح کربیم و ماقد حواہ
 و صید یقین و کذا امر تضاہ
 بیہم و باصحابہم منتماہ
 و من حل فی القبر فحی نداء
 ہم در شاہ حقیقت پناہ

منشی امیر احمد مینائی گفتہ

چون محمد را کنی ضم با عمر پیدا شود
 مصرع سال وفاتش ریخت از طبع امیر
 نام آن شاہی کہ حق در فقراور شاہ کرد
 اللہ اللہ کردنش اینک فنا فی اللہ کرد

مولوی محمد سعید حسرت عظیم آبادی گفتہ

آن کہ نام نامیش باشد محمد با عمر
 کرد رحلت بن جہان سوسے بہشت جاودا
 مصرع تاریخ شہادوی بہ وزو ماہ و سال
 وارث علم نبی شیخ مکرّم آہ آہ
 دید ہاشد پر نعم و دلہا پر از غم آہ آہ
 یوم یکشنبہ دوم شہر محرم آہ آہ

جلال لکھنوی گفتہ

یک بزرگے بد ملائک صبرت قدسی صفات
 مصرع سال وفاتش گفت ہاتف از جلال
 کز غم اوسینہ قدوسیان ہم شوق شدہ
 جان سچ تسلیم دے الحق بہ یاد حق شدہ

شاہ محمد معصوم گفتہ

جناب محمد عمر عم اکبر
 ز فوٹش شکستہ دل شد جگر ہم

ہمہ خلق در گریہ مصروف گشتند زمین و سما و نجوم و قمر ہم
 چو معصوم گفتم بہ رضوان چہ گوئی بتاریخ آن شیخ جن و بشر ہم
 اَلْم رازِ سر دور کرده بفرمودہ "بجئات باشد مقامِ عمر ہم"
 و حضرت ایشان از رَضِيَ اللهُ الْوَكِيلُ عَنْهُ "نیز سال وفات بر آورده اند۔
 مزارِ پُر انوارِ حضرت ایشان فَهَيْبَةُ الْوَارِثِ وَ تَجَلِّيَاتُ الْهَيْبَةِ وَمَطْلَعُ فَيُوضَاتِ وَ بَرَكَاتِ تَامُنَاتِ هَيْبَةِ
 بر زائرین عجب لطفهای فرماید، اثر مشرب حضرت ایشان ظاہر است۔ وَ كَانَ عَيْسَى الْمَشْرِبِ
 رَحْمَةُ اللهِ وَ رَضِيَ عَنْهُ وَ قَدْ سَسَّ سِنَّةً وَ عَطَّرَ صَمِيحَةً وَ اَفَاضَ عَلَيْنَا مِنْ فَيُوضَاتِهِ وَ بَرَكَاتِهِ۔

ذکرِ خیر

چراغِ نبوی

۲ ۴ ۵ ۲ ۱

سیدی و مرشدی و وسیلتی الی اللہ
حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین خیر
فاردقی مجددی دہلوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

<p>۱۳ ابوالخیر بر تندرہ پنج شر به این شکل خیر مجسم کہ دید فدائے ره حق نثارِ رسول کہ وہ ہم دگر ہم نہ گنجد دران شدہ فارغ از شغلِ خلقِ جهان کند کامل دہرا از یک نظر</p>	<p>۴۱ به سرو ریاض سعید و عمر و جودش ہمہ خیر آمد پدید محبتِ خدا و ستادِ رسول دلش پر ز توحیدِ باری چنان بہ مشغولی خصالِ انس و جان فتد چشم لطفش بہ ناقص اگر</p>
--	--

(غلام رسول دیران)

فصل اول

در

احوال مبارکه حضرت ایشان از روز ولادت تا اول وزعالت

ولادت با سعادت و تسمیه | روز یکشنبه ۲۴ ماه ربیع الآخر ۱۲۶۲ هـ مطابق ۱۹ جنوری ۱۸۵۶ء در خانقاه ارشاد پناه دہلی حضرت ایشان متولد شدند والد بزرگوار

ایشان می فرمایند

چو ابوالخیر شده نور فگن مهر بنیاد چسراغ نبوی
سال میلاد عمر خواست زدن کرد ارشاد چسراغ نبوی

از کلمه "چسراغ نبوی" سال میلاد ظاهر است حضرت شاه محمد منظر در مناقب احمدیہ بر صفحہ ۱۶۴ نوشته اند "فقیر یک بار بہ کمال التجا و تضرع عرض نمود کہ اولیاء از جناب الہی قدرتہا است، حضرت قبلہ (شاه احمد سعید) ارشاد کردند کہ انشاء اللہ تعالیٰ فرزند خواهد شد، خداے کریم قادر است، اگر نوشته ہم نہ باشد می تواند کہ عطا کند، تغیر و تبدل بہ دست اوست، بہ اویقین باید نمود، پس از ہمت باطن و قوت تصرف آن نائب حق یک پسر نیک اختر بعددہ سال کامل از تزویج ایشان (شاه محمد عمر) پیدا شد، پس حضرت ایشان نہایت مسرور گشتند و نامش محی الدین نہادند و از دیگر نمیرا اوراد و دست ترمی داشتند کہ تولد این پسر محض از کرامت حضرت ایشان بودہ است" در احوال حضرت شاه احمد سعید گذشتہ کہ جد مادری ایشان مشرب ایشان را در یافتہ نام ایشان "غلام غوث" نہادہ بودند، آی لَبِظْہَا اِنَّ لَہَذَا الْوَلَدِ نَصِیْبٌ مِّنَ الْغَوْثِیَّةِ - والآن حضرت ایشان نام نمیرہ محبوب خود محی الدین تجویز کردند کہ لقب پیران پیر غوث دستگیر است تفاؤلاً و اظہاراً آمندہ بآنہ ان شاء اللہ تعالیٰ سَیْکُونُ لَہَذَا الْمَوْلُودِ سَیِّدًا عَظِیْمًا مِّنَ الْغَوْثِیَّةِ، وَقَدْ كَانَ مَا تَمَنَّى، فَلِلَّهِ السُّمْدُ فِی الْاَوَّلِ وَ فِی الْاٰخِرِی چونکہ پدر بزرگوار حضرت ایشان سَمِیَّ امام الاعلیٰ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بودند و فرزند جلیل القدر حضرت ایشان عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ می نامید لہذا جناب ایشان لُحْتِ جگر و لبند خود عبداللہ نام نہادند و تفاؤلاً کنی بہ ابوالخیر کردند و اللہ قد صدق تفاؤله بمنہ العظیم و لطفہ العظیم و جعل ابنہ مصدراً للخیرات و الحسنات و المکر مات، واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم.

حضرت والدہ | والدہ ماجدہ ایشان از اولاد حضرت عثمان ہارونی رحمہ اللہ بودہ، دھی نواب بیگم بنت احمد علی بن محمد باقر بن کلیم اللہ بن صبغتہ اللہ بن افضل شاہ بن عبداللہ سنائی رحمہم اللہ، خانہ جناب احمد علی نزد سہ راہہ بہرام خان بودہ کہ مابین دروازہ دہلی و چنبلی گور واقع است احمد علی را یک پسر اشرف علی شرف بود کہ در ۱۲۸۹ھ برائے حج رفتہ بودند ملاقات با ستیدی الوالد و ستیدی الجد قدس اللہ اسرارہما کردہ بودند۔ در عنقوان جوانی بہ غیر آن کہ از خود یادگارے بگزارند، بہ آخرت شناختند۔ والدہ حضرت ایشان بہ ۲۴ ذی القعدہ ۱۲۸۸ھ چہ حالت نفاس بود کہ مکرمہ رحلت نمودہ۔ حضرت ایشان اندران وقت نہ سالہ بودند۔ دران عمر خورد سالیگی تاریخ وفات حضرت والدہ خود را از "اللہم کنو مَصْجَعَهَا" دریافت نمودہ اند۔

عہدِ طفلی | ہنوز عمر ایشان بہ دو سال نہ رسیدہ بود کہ انگلیسہا بر دہلی متصرف شدند۔ کہما تقدّم بیان فی احوال جدیہ۔ حضرت ایشان بیان دو واقعات کہ دران وقت پیش آمدہ بود کردہ اند، عاجر آن را بیان می کند۔

حضرت ایشان چون بہ مزار پرنوار قطب لاقطاب قدس سرہ بہ مہرولی تشریف می بردند در راہ در سیرہ زار مقبرہ منصور قدرے توقف می فرمودند۔ روزے چون نزد تالاب رسیدند کہ متصل بہ عمارت مقبرہ واقع است، فرمودند کہ در زمانہ غدیر فرنگیان در ۱۲۴۲ھ (۱۸۵۷ء) چون حضرت کلان مع اولاد و متعلقین درین مقبرہ قیام داشتند من یک روز در اینجا ستادہ بودم۔ حضرت ایشان آن جاے را نشان دادند کہ یک فرنگی با چند جوانان فوجی آمد و دریافت کرد کہ در اینجا عبداللہ نام کسے ہست؟ کسے گفت کہ این بچہ عبداللہ نام دارد۔ فرنگی بہ سوئے من دید و خندید، در دست وے بیدے بود و آن بید را بزنی بر پشت من نہاد و باز گشت۔ در ۱۲۴۳ھ برائے سہ شب حضرت ایشان بہ پانی پت تشریف بردند، نواب زادہ قاضی احمد خان انصاری در خانہ خود انتظام قیام حضرت ایشان کردہ بودند۔ آن خانہ مسکن حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی بودہ کہ خلیفہ اجل و اعظم حضرت مرزا جان جانان مظہر شہید قدس اللہ اسرارہما بودند۔ در ۱۲۴۳ھ چون حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ مع متعلقین از دہلی بہ موسی زئی تشریف می بردند دو سہ شب درین خانہ قیام کردہ بودند۔ چون حضرت ایشان اندرون خانہ رسیدند بسیار بہ وقت نظر چار اطراف را معائنہ کردند و فرمودند، آیا درارکیم کہ در ۱۲۴۳ھ حضرت کلان درین خانہ فروکش شدہ بودند و اشارہ بہ یک گوشہ آن خانہ کردہ فرمودند کہ جاے حضرت کلان در اینجا بودہ۔ حضرت ایشان دو و نیم سالہ بودند کہ ہمراہ ابوبن کریمین بہ معیت حضرت

جدامجد بر او اہل ذی الفقہ ۱۲۴۲ھ بمکہ مکرمہ و بعد از ہفت ہشت ماہ بہ مدینہ منورہ نزد جدامجد خود رسیدند کہ سہ چار ماہ پیشتر بہ آن ارض مقدسہ رسیدہ بودند۔

حضرت ایشان پنج سالہ بودند کہ روزے قبلہ گاہ ایشان، ایشان را بیعت و خلافت خاصہ بہ حرم نبوی نزد حضرت والد خود بردہ عرض نمودند کہ این فرزند خود را

بیعت کنید چنانچہ حضرت جدامجد در ان بقعہ مبارکہ دست ایشان را گرفتہ الفاظ بیعت خواندہ ایشان را بیعت کردند و باز دستہائے مبارک برداشتہ تا دیر برائے ایشان دعا ہا کردند و اہل حلقہ آہن گویان بودند۔

عاجز گوید حضرت ایشان چون چہار سالہ شدند در حرم محترم نبوی تقریب بسم اللہ انجام یافت حضرت جدامجد سورہ اقرآء تاعلمتہم الا انسان ما لکم یعلمتہم تعلیم دادند۔ بر صفحہ ۱۱۲ از جزء اول طبقات ابن سعد نوشتہ۔ ولما بلغ اربع سنین کان یعدو مع اخیه واختہ فی البہم۔ (ای فی ریحی الغنم، قریباً من السحی، فاتاہ الملکان ہنالک فشقا بطنہ واستخرجاعلقۃ سوداء فطرحاها وغسلا بطنہ بماء الثلج فی طست من ذهب۔ الخ۔ ابتدای تعلیم حضرت ایشان بہ آن عمر شدہ کہ شوق صدر سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم شدہ بود و باز بعد از چند ماہ بہ سعادت بیعت مشرف شدہ داخل سلاسل مبارکہ اولیاء اللہ شدند۔

پروردگار بہ فضل و کرم خویش چہ اسباب سعادت از نعمت اظفار برائے حضرت ایشان مہیا کردہ۔ در خانہ اولیائے کاملین ولادت شد، قطب

الاقطاب قیوم جہان شاہ احمد سعید بعد الولادہ در گوشہ ہائے ایشان اذان و اقامت گفتہ تخنیک فرمود و باز در مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰت و التسلیمات در سلسلہ درس و تدریس داخل کرد و بعد چند بہ سلاسل مبارکہ اولیاء اللہ وابستہ کرد۔ نظراً الی ہذہ السعادات، عاجز در رسالہ ”بزم خیراز

زید۔ در جواب بزم جمشید“ بہ اردو نوشتہ کہ حضرت ایشان صرف مخدوم نہ بودند بلکہ از اب و جد مخدوم ابن مخدوم ابن مخدوم بودند در خانہ علم و فضل چشمان مبارک و اگر داند دایہ شریعت پرورش فرمودہ و از پستان طریقت تربیت شدہ معلم فطرت در دبستان معرفت از خیابانہائے اسرار و حقائق ایشان را

گزارانیدہ بہ مقام مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر رسانید۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ خَيْرَ مُعَلِّمٍ عَلَّمْتَ بِالْقَلَمِ الْقُرُونَ الْأُولَى

أَخْرَجْتَ هَذَا الْعَقْلَ مِنْ ظُلُمَاتِهِ وَهَدَيْتَهُ النُّورَ الْمُبِينِ سَبِيلاً

فَسَمِعَ مَا سَمِعَ وَرَأَى مَا رَأَى وَحَفِظَ مَا حَفِظَ وَوَعَى مَا وَعَى وَكَانَ صَدْرُهُ الشَّرِيفُ

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ، رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فِي كُلِّ حِينٍ وَإِنْ“

خلافتِ خاصہ حضرت ایشان محبوب جد بزرگوار بودند و اکثر اوقات ہمراہ ایشان بہ حرم نبوی می رفتند و آنجا بر مسند ایشاد بہ پہلوے جدا مجد و آجیانادر آغوش مبارک

می نشستند، حضرت جدا مجد بہ توجہ و القائے نسبت بہ طالبانِ مصروف می شدند و ایشان از نظم رَشَحَاتِ فَيُوضَّاتِ رَيَانِيَّةٍ و از نَفْحَاتِ تَوْجِهَاتِ مَبَارَكَةِ آرام و راحت می یافتند، روزے حضرت ایشان بہ پہلوے جد بزرگوار خویش نشسته بودند کہ از اہل حلقہ کسے عرض کرد کہ از فرزند ان گرامی جانشین شما کدام یکے است حضرت ایشان فرمودند فضل پروردگار است کہ ہر یک از فرزند ان ثلاثیہ من حافظِ قرآن مجید، عالم شریعت، عارفِ طریقت و صاحبِ تقوی است، و سلوکِ نقشبندیہ مجد دیہ را از ابتدا تا انتہایہ و جہ خوب حاصل کردہ، و خلافت یافتہ، و شایان این امر است کہ جانشین من باشد۔ اما ہر چہ خلافتِ خاصہ من است پس بہ نصیب این فرزند عزیز است و آن حضرت دست مبارک خود را بر سر مبارک ایشان نہادند و بر آ ایشان دعا ہا کردند۔ والد بزرگوار ایشان در کتاب انساب الطاہرین نوشتہ اند، بمعنا این فرزند ارجمند ارادت بہ حضرت سراج الاولیاد شاہ احمد سعید، دارند حضرت سراج الاولیاد زبیر ایشان را بسیار عزیز می داشتند و بشارت خلافت خاصہ خود دادہ اند و الحمد للہ کہ آثار ان ظاہر است۔ در سن نہدہ سال قرآن مجید حفظ کردہ بہ تحصیل کتب درسیہ مشغول اند کافیہ می خوانند۔ سَلَامَةٌ رَابَّةٌ وَبَلَّغًا إِلَى مَرَاتِبِ الْكَمَالِ وَالتَّكْمِيلِ۔

و در سیر الکاملین“ نوشتہ است۔ شیخ ابوالخیر فرزند حضرت شیخ محمد عمر مستند، ولادت ایشان در ربیع الثانی سنہ ہزار و دویست و ہفتاد و دودہ بی روداد، در عمر نہ سالگی حفظ قرآن شریف کردند و تحصیل علم از علمائے زمانہ مثل مولوی رحمۃ اللہ وسید مولوی حبیب الرحمن الکاظمی و مولانا محمد نواب و حدیث شریف از عم والد خود حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ خواندند و در جمیع علوم استعداد خوب حاصل کردہ اند، بسیار ذہین و طباع، شعر عربی و فارسی و ہندی خوب نظم می کنند حضرت جد ایشان ایشان را در زبیر دوست می داشتند پنج سالہ بودند کہ بردست شریف آن حضرت، والد ایشان، ایشان را بیعت کنایندند والد ایشان می فرمودند۔ در حق این فرزند خویش بشارت خلافت خود دادہ اند کہ سب کمالات باطنی و سلوک از حضرت والد خود کردہ اند و از نسبت آباے خود بہرہ تمام دارند، زاد اللہ رشدہ، آمین۔“

عجم اصغر ایشان حضرت شاہ محمد مظہر در مناقب احمدیہ مقامات سعیدیہ“ نوشتہ اند، قرۃ العین ابوالخیر محی الدین این وقت ہفت سالہ است و بہ حفظ قرآن مشغول است، آثار سعادت و فہم و سلامت

عقل و علم از پیشانی او آشکارا است، حق سبحانہ و تعالیٰ کلمہ و در صورت و معنی ماننا سلف کبار گرداند،
منہ و کمال کرمہ امین“

آثارِ سعادت حضرت عمہ محترمہ بہ این عاجز فرمودند: پدر شما از ایام خورد سالی بہ نوسے خوش اطوار و
پاکیزہ طلعت بودند کہ اہل خاندان، چه مرد و چه زن، ایشان را دوست می داشتند

جد بزرگوار را با ایشان ارتباط و الفت زیاد بود۔ ایشان را طلب کردہ احیاناً بہ پہلوئے خود و احیاناً در آغوش
خود می نشانزدہ وقتے کہ حضرت ایشان بہ حرم تشریف می بردند۔ احیاناً پدر شما نیز ہمراہ ایشان می رفت و در
حرم محترم بہ پہلوئے ایشان بر مسند می نشست، و جد مادری من (حضرت شاہ عبدالغنی، دہم اکبر) حضرت
شاہ عبدالرشید و والد بزرگوار من ایشان را بسیار دوست می داشتند، و والد بزرگوار ایشان عاشق ایشان
بودند۔

حضرت ایشان بعد از وفات قبلہ گاہ خود بہ جناب سیادت و معارف پناہ مولانا
سید عبدالسلام ہنسوی خلیفہ اجل حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ اسرارہما مکتوبے نوشتہ اند و آن
مکتوب نزد سیادت پناہ مولانا ابوالحسن علی ندوی محفوظ است۔ ایشان نقل آن مکتوب عاجز دادہ اند۔ در آن
مکتوب تحریر یافتہ است: ”اللہ سبحانہ المنة والحمد والشکر علی ما انعم و علی ما ابلی، ہر چند
این مصیبت عظمی فوت چنین مری و مرشد و مشفق و عاشق و معلم مرہم و داروئے نہ دارد۔ الخ۔ حضرت
ایشان بہ صراحت عاشقی حضرت والد را بیان کردہ اند کہ حضرت عمہ محترمہ بیان آن بہ عاجز کردہ، و حضرت
شاہ محمد مظہر در مناقب احمدیہ ذکر چہار گلہائے نورس کردہ، از فرزند خود، و فرزند برادر کلان (حضرت شاہ
محمد معصوم) و فرزند برادر اوسط (حضرت سیدی الوالد) و فرزند عم (حضرت مصباح المعنی) لیکن
بیانے کہ از حضرت ایشان کردہ اند دیگرے را نہ کردہ اند، با آثار سعادت، اضافہ فہم و سلامت عقل و
علم فرمودہ اند، والحق اذہ کان ممتازاً بھذیہ الاوصاف ذذلی الفضل من اللہ۔

حضرت شاہ محمد معصوم کہ ابن عم اکبر و نہ سال بہ عمر کلان تر از حضرت ایشان بودند، در کتاب
”ذکر السعیدین“ کہ بہ زبان اردو است نوشتہ اند۔ مامعناہ ”مولوی ابوالخیر عبداللہ سلمہ اللہ وابقاہ،
بہ ماہ ربیع الثانی ۱۲۴۲ھ بہ دہلی اندرون خانقاہ شریف متولد شدند، والد بزرگوار ایشان بہ عمر چہار سال
ایشان را در حضور حضرت جد امجد آوردہ عرض کردند کہ این فرزند را بہ بیعت مشرف سازید۔ چنانچہ حضرت
ایشان الفاظ بیعت بہ ایشان تلقین کردند، قرآن مجید را حفظ کردہ تحصیل علوم مروجہ از مولوی رحمت اللہ
مہاجر و مولوی سید حبیب الرحمن مہاجر و سید احمد دہان کی وغیرہم کردند، در علوم ظاہری استعداد خوب
دارند، فطین و ذہین اند و طبع موزون دارند، شعر خوب می گویند۔ سلوک طریقہ آبار کرام از والد ماجد خود طے

کرده به اجازت و خلافت مشرف شدند و بعد از انتقال پدر بزرگوار خود قائم مقام ایشان شدند، به توجہات ایشان مستفیدین بہرہ مندی شوند، پروردگار در عمر ایشان برکت افزاید و بہ رنگ آبا و اجداد در ظاہر و باطن مکمل فرماید آمین۔

وفات جد امجد حضرت ایشان بر دست حق پرست جد امجد خود، در خیمہ بقاع، عند المواجهة الشریفة بیعت شدند و بہ بشارتِ خلافتِ خاصہ ممتاز گشتند، وهو الآخر من دَخَلَ فِي سَبَلِ الخلفاء الكرام۔ و بعد چندے بہ دوم ماہ ربیع الاول ۱۲۶۴ھ جد بزرگوار ایشان رحلت فرمودند۔

جوار بیت اللہ والد بزرگوار ایشان تا ب فراق حضرت والد خود نیاورده در او آخر ۱۲۶۴ھ مع اہل و عیال از مدینہ منورہ بہ مکہ مکرمہ تشریف برده عند باب العتیق قیام پذیر شدند و قیام ایشان تا آخر ایام در مکہ مکرمہ بود۔

حفظ کلام الہی نہ سالہ بودند کہ قرآن مجید را حفظ کردند۔ روزے در کوشش بلوچستان بہ عاجز فرمودند کہ فیصل پروردگار ہمہ حفاظ قرآن مجید و داناتایان اسرار شریعت و رموز طریقت و اصحاب نسبت بوده اند، ای تلک عشرتہ کاملہ ولو اضفنا الیہم حضرت المحدث و ہم فاحد عشر کویا۔

دیوار و درو بام آفتاب است این خانہ تمام آفتاب است
وفات حضرت والدہ و برادران عزیز چون عمر شریف ایشان بہ نہ سال و ہفت ماہ رسید حضرت والدہ ماجدہ ایشان بہ ۲۴ ذی القعدہ ۱۲۸۱ھ بہ حالت نفاس رحلت فرمودند، و بعد از ہفت روز نومولود ابو حفص و بہ روز پانزدہم و سالہ ابو بکر رحلت نمود، یعنی در ظرف پانزدہ روز حضرت والدہ و دو برادر سفر آخرت اختیار فرمودند۔ حضرت ایشان در آن عمر خورد سالی تاریخ وفات حضرت والدہ، اذ اللہم تودم صجعہا بر آورده اند۔ در آن عمر چنین تاریخ گفتن یکے از عجایب است۔

سفر بہ طابہ طیبہ چون سن شریف بہ یازدہ سال و دو ماہ رسید برائے زیارت مبارکہ و ملاقات اعمام و اعمام الاعمام بہ مدینہ منورہ تشریف بردند، اندران ایام در نحو کافیہ می خواندند، برورق سادہ از مجلد نسخہ خطیبہ شمس المنتقی اعلیٰ منسبک متن الملتنقی نوشتہ اند۔ پنجشنبہ ۲۶ جمادی الاولیٰ قائلہ شیخ العلامہ مفتی مکہ شیخ جمال روانہ می شود، فقط۔ و بازار لنبی الخیر

عَبْدُ اللَّهِ زَادَ تَارِيخَ زِيَارَتِ مَبَارِكِهِ بِرَأْوَدِهِ اَنْدَكْرَهٗ ۲۸۲ هجری باشد، و این تاریخ بے مثال را در چهار شعر نظم فرموده اند - گفته اند -

مِثْلُ مَخْدُومٍ لَهُ طَابَ النَّجَّاسِ اَيُّ شَخْصٍ قَدْ حَوَى كُلَّ الْفَخَّاسِ
عُمَرَ الْفَارُوقَ مَنْ طَابَ الْجَوَّاسِ زَارَطُهُ وَكَذَا حَبَدًّا لَهٗ
طَرَقْنَا الصِّدِّيقَ مَوْفُورَ الْوَقَّاسِ وَاِمَامَ الصُّحُبِ مَنْ يَنْمَى
لِنَبِيِّ الْخَيْرِ عَبْدُ اللَّهِ زَا سَا قَلْتُ لَهَا طَابَ سَعْيًا اَسْرًا حَوَا

المراد من المخدوم جدّه شَاهِ اَحْمَدِ سَعِيدِ وَالنَّجَّاسِ الْبَكْسَرِ الْنُونِ وَضَمَّهَا الْاَصْلُ وَالْحَسْبُ - آنچه حضرت ایشان گفته اند نقل کرده شد - در عمر یازده سالگی چنین افکار عالیه و این گونه تاریخ بے مثال نوشتن بلاشک و شبهه از آنجستب العجباب است، حضرات کرام قدس الله اسرارهم آثار این گونه صلاحیتها را از ایام نعومت اطفال در چین مبین ایشان دریافته بودند و به دعاها و بشارات خصوصیه ایشان را سرفراز فرمودند و کان الامر كما قال سَعْدِي رَحِمَهُ اللهُ هـ

بالائے سرش ز هوش مندی می تاخت ستاره سر بلندی

تحصیل علم و اساتذہ کرام | حضرت ایشان علوم عقلیه و نقلیه از درج ذیل اساتذہ کرام خوانده اند - (۱) حافظ عبد الله الضریح (۲) قطب مکہ سید احمد

دهقان (۳) شیخ الاسلام سید احمد دحلان مفتی شافعی (۴) مولانا رحمتہ اللہ کیر النوی مهاجر مکہ و مؤسس مدرسہ صنو لیتیہ و مصنف اظهار الحق در رد نصاری (۵) سرشاریادہ عشق نبوی مولانا سید حبیب الرحمن زدو لوی مهاجر مکی (۶) عم اصغر قطب زمان حضرت شاه محمد مظہر (۷) عم حضرت والد بزرگوار، ولی حضرت پروردگار و محدث دارالہجرہ حضرت شاه عبد الغنی قدس الله اسرارہم العالیۃ -

در سیر الکاملین بیان ملا محمد نواب نیز آمده - ملا محمد نواب شاگرد و مرید حضرت جد امجد ایشان بودند و از فحول علماء بودند ممکن است در خورد سالی حضرت ایشان چیزے از جناب ملا صاحب خوانده باشند چونکہ عاجز از حضرت ایشان درین باب چیزے نہ شنیده و نہ در تحریرے چیزے دیده - ازین جهت نام ایشان را نہ نوشته - حضرت ایشان را در اساتذہ کرام ارتباط زیاد با سید

حبیب الرحمن کاظمی ردو لوی بوده - و آن را دو سبب بوده - اولاً آنکہ حضرت مولانا را در جمیع علوم ید طولی بود ایشان علوم مروجہ در لکھنؤ خواندند و باز برائے استکمال در علوم عربیہ و فن قرأت بہ نظر رفتند و در ازہر شریف استکمال این علوم کردند - ثانیاً آنکہ مشرب ہر دو حضرات یکے بوده، ہر دو از یادہ عشق نبوی

سرشار بودند بلکه در اوضاع و اطوار و عادات هر دو یک دیگر را منبیل بودند۔ شیخ محمد رفیع برادر حاجی محمد اسماعیل مشہور بہ پٹنہ والے از مخلصین اولین حضرت سیدی الوالد بودند۔ بہ این عاجز می گفتند کہ برائے حج رفتم و برائے ملاقات بہ خدمت حضرت مولانا رسیدم، خدمت گزار اطلاع کرد حضرت ایشان التفات فرمودند، بہ خدمت گزار گفتم کہ ایشان را بگوئید کہ از دہلی آمدہ ام، و از خادمان حضرت شاہ ابوالخیرم چون اسم مبارک حضرت صاحب شنیدند طلب فرمودند و محبتہا و نوازشہا کردند و فرمودند۔ "خود ایشان نمی آیند و بہ دست مریدان تحیہ سلام می فرستند" محمد رفیع رحمہ اللہ گفتند کہ چون حضرت مولانا را دیدم، حضرت پیروم شدم بہ یاد آمدند، ہر دو در اوضاع و احوال و استغناء و جلال شبیہ یک دیگر یافتیم۔ حضرت ایشان بیشتر کتب علوم و فنون از حضرت مولانا حبیب الرحمن خواندہ اند و در ۱۲۹۵ھ بہ مدینہ منورہ رفتہ جامع ترمذی از عم حضرت والد خود خواندہ اجازہ حدیث شریف از ایشان حاصل کردہ اند۔ نقل اجازت نامہ در احوال مبارکہ ایشان در ذیل تذکرہ بابائے سوم نوشتہ شدہ است، پروردگار حضرت ایشان را چنین اساتذہ کرام عنایت فرمودہ کہ از بادہ عشق نبوی سرشار بودہ اند۔ لہذا عشق نبوی وراثتہ و در راستہ بہ حضرت ایشان رسیدہ

این سعادت بہ زور بازو نیست تانہ بخشہ خدائے بخشندہ

حضرت ایشان یازدہ سالہ بودند کہ کافیہ لابن الحاجب می خواندند، و سیزدہ سالہ بودند کہ بہ روز چہار شنبہ ۲۶ ذی القعدہ ۸۵۵ھ از حافظ عبداللہ الضری شافیہ خواندند۔ کما کتبہ بالعربی فی آخر الشافیہ، و حضرت ایشان بر مختصر ابن سعد نوشتہ اند۔ کان ابتداء قرأتی لمختصر السعد علی العلامة ادیب الزمان سیدی حبیب الرحمن الکاظمی جزاہ اللہ تعالیٰ عنی خیر الجزاء و ادامہ الافاضۃ والبقاء، یوم الاثنين عاشر شوال واختتامہ یوم الخميس الخامس والعشرين من ذی القعدۃ سنۃ الف ومائین وخمس وتسین وانا المرثی شفاعتہ خیر البشر ابو الخیر عبد اللہ بن عمر خادم السادۃ النقشبندیہ ومقلد الایمۃ الحنفیۃ المحقرما اللہ لسلفہما الکرام۔ امین۔

حضرت ایشان بر ورق سادہ در اول مجلد دلائل الخیرات تحریر فرمودہ اند۔ "بیدار شدن قبل تحریم (قبل ندائے تہجد کہ یک ساعت پیشتر از صبح صادق صادق می بود) و چند رکعت خواندن، پس ازان قدرے ذکر نمودن و نماز در اسفار با امام حنفی خواندن و ادعیہ ماثورہ خواندن و بہ خلوت رفتہ مطالعہ کتب تصوف، مکتوبات قدسی آیات امام الطریقہ (امام ربانی) رحمہ اللہ و مثنوی مولوی رحمہ اللہ

واجبای غزالی رَحْمَةُ اللهِ وَنُفْحَاتِ عَارِفِ جَامِي رَحْمَةُ اللهِ وَطَرِيقَةُ مُحَمَّدِيَّةِ بِرِكْوَى رَحْمَةُ اللهِ خُصُوصًا اَزْ مَحَلِّ دَرَسِ
بعد از آن طعام خورده برای قیلوله نزدیک نزد سید حبیب الله رفتن و قبل از زوال وضو کرده چار رکعت
بعد زوال خواندن و سنت قبلیه نیز گزارده برای نماز حاضر مسجد شده با تکبیر تحریمه نظر خواندن پس ازان به
تلوة رفته سنت بعدیه خوانده قدرے ذکر نمودن بعدہ به حلقه حاضر شدن بعاشه ش سیدپاره قرآن شریف
که روح من روح جمیع آبا و اجداد من فدای نام مبارکش باد و اسبوعه دلائل الخیرات و الحزب الاکظم بالکمال ترتیل و
تفکر و خشوع و لحاظ معنی خواندن

نزد عاجز این تحریر و لائحہ عمل در ۱۹۲۲ھ نوشته شده است وقتے کہ حضرت ایشان ہمہ تن مصروف

کسب کمالات باطنیہ شدہ اند۔ کما سبائی بیانہ عن قریب۔

حضرت ایشان مروجہ علوم را، چه علوم لقلیہ و چه علوم عقلیہ بہ تحقیق و بہ
پایہ علمیت و تدریس

تدقیق تمام خوانده اند و در زمانے کہ عاجز در ہند بہ طلب علم مصروف بود
در علم منطق تحریرے از حضرت ایشان فراموش داشت۔ یکے از فضلا نزد فقیر بودہ۔ وے تحریر حضرت
ایشان را مطالعہ کرد و گفت، ما خیال داشتیم کہ حضرت ایشان را کمال در علوم دینیہ است، امروز
معلوم شد کہ حضرت ایشان را در منطق و فلسفہ نیز دخلے نام بود۔

مولانا مفتی محمد مظہر اللہ امام جامع فتحپوری دہلی بہ عاجز گفتند کہ جناب مولانا رکن الدین الوری
رسالہ "توضیح العقائد" تالیف کردند و خواہش ظاہر کردند کہ از حضرت ایشان برین سالہ تقریظے حاصل
کنند و برین کار سپردند کہ رسالہ را بہ خدمت حضرت ایشان بہرم و برائے تقریظ عرض نمایم چنانچہ
من رسالہ را بہ خدمت ایشان آوردم و برائے تقریظ عرض کردم۔ آن وقت مولانا سیف الرحمن صدر
مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری و دیگر افراد نیز حاضر بودند حضرت ایشان آن سالہ را گرفتہ کشادند از اتفاقات
نظر مبارک حضرت ایشان بر بیان میزان آخرت افتاد۔ در رسالہ نوشتہ بود کہ در میزان اخروی و میزان دنیوی
فرقے است۔ در میزان دنیوی کفہ کہ ثقیل می باشد مائل بہ زمین و کفہ کہ خفیف می باشد مائل بہ آسمان می
باشد و در میزان اخروی معاملہ بالعکس است۔ کفہ خفیف زیر و کفہ ثقیل بالا خواهد بود۔ حضرت ایشان
این بیان را مطالعہ کردہ ارشاد کردند مولوی مظہر دلیل این کلام چیست۔ و باز فرمودند مولوی مظہر شہا و
مولوی سیف الرحمن این رسالہ را از اول تا آخر پیش ما بخوانید، بعدہ تقریظ نوشتہ بہ شہامی دہیم چون
حلقہ شریفہ ختم شد من با مولوی سیف الرحمن روانہ شدم مولوی صاحب بہمن گفتند مولوی صاحب،
نسبت بہ علم باطن جناب حضرت صاحب من چیزے نہ می توانم گفت، درین امر مولوی رکن الدین و شما

چیزے گفتے می توانید۔ البتہ بہ نسبتِ علمِ ظاہر حضرتِ ایشان می گویم کہ علمِ ایشان بس وسیع و کامل است، جوابِ سوالِ ایشان دادن امرِ سهل نیست، بہ خیالِ من عاقبتِ درین امر است کہ ازین امر صرف نظر نماید۔ این قول را بیان کرده مفتی صاحب گفتند، مشورۃً مولانا سیف الرحمن درست و صحیح بوده و من راہ تجویز کرده ایشان را اختیار کردم۔

عاجز گوید، مولانا سیف الرحمن از اصحابِ قدما و اربابِ علم و صاحبِ فضل بودند، سالہا سال تدریس حضرتِ ایشان را دیدہ بودند کہ بہ جماعتِ علماء درین بخاری و مسلم می دادند و باز حضرتِ ایشان را دیدہ بودند کہ در اوقافِ قرآن مجید تحقیقات می فرمودند۔ گمانِ سیاتی بیانی۔ لہذا عاقبتِ درین امر یافتند کہ خود را از سوالِ ایشان محفوظ دارند۔

تدریس در مدرسہ صولتینہ حضرتِ ایشان در مکہ مکرمہ سالہا درس دادہ اند و در مدرسہ مولانا رحمت اللہ کہ استاد مشفق و مہربان ایشان بودند و نام مدرسہ ایشان مدرسہ صولتینہ است، تاسیس این مدرسہ در ۱۲۹۰ھ بہ ماہ رمضان شریف شدہ۔ و حضرتِ ایشان از اولین اساتذہ این مدرسہ مبارکہ بودند، روزے فرمودند کہ قاری عبد اللہ کہ درین ایام در مکہ مکرمہ شیخ القرار اند تلمیذ من اند، مدتے از من سبق خواندہ اند۔

تعمیر این مدرسہ مبارکہ بہ معاونت و اموالِ صولت النساء بودہ ازین جهت حضرتِ مولانا نام این مدرسہ صولتینہ، تجویز فرمودند حضرتِ مجددِ شاہ محمد عمر قدس سرور درج ذیل قطعہ تالیف گفتہ اند۔

از سعی مرجح العلماء رحمت اللہ
صاحب سخا بمکہ بنا کرد مدرسہ
سال بنائے او عمر احمدی نوشت
صولت النساء بمکہ بنا کرد مدرسہ

بیان اوقافِ کلام الہی مولوی حکیم غلام محی الدین "ذینت رقم" بہ روز دوشنبہ نہم ربیع الاول ۱۳۲۸ھ بہ خدمتِ ایشان از لاہور رسید و یک نسخہ از حائل شریف اعجاز صنعت

پیش کردند حضرتِ ایشان حائل شریف را دیدہ از شرطِ انبساط و در وصفِ حائل شریف تحریرے نوشتہ بہ حکیم صاحب دادند (در فصلِ پنجم این تحریر نقل کردہ خواهد شد) و بہ حکیم صاحب گفتند، مادر بیانِ اوقافِ قرآن مجید سالہا تحقیقات کردہ ایم و بہ مصاحبِ شریفیہ بہ جزا تحریر موزا اوقاف نوشتہ ایم۔ بہ شما یک نسخہ از ان مصاحفِ شریفیہ می دہیم، و حضرتِ ایشان یک نسخہ بہ حکیم صاحب دادند حکیم صاحب عرض کردند کہ ان شاء اللہ بار دیگر این مصحفِ شریف را با این موز طبع خواہم کرد حضرتِ ایشان فرمودند: تحقیقے کہ ما کردہ ایم، بیانِ آن نوشتہ بہ شما می دہیم تا کہ شما با حائل شریف طبع کنید و باز حضرتِ ایشان

بهمان وقت اعلان نمودند و مولانا مولوی سید عبدالجلیل درج ذیل بیان تحریر نموده به حکیم صاحب دادند۔
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی رَسُوْلِہِ مُحَمَّدٍ وَآلِہِ
 وَآصْحَابِہِ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ۔ وَاضْحَی بَادِکَ اساتذہ ما کہ در سلسلہ قرأت ماندگواراند و قرآن مجید از ایشان به ما
 رسیده است بمنجملہ ایشان شیخ الاسلام زکریا انصاری و امام جزری و امام ابو عمرو دانی، ہر سہ ائمہ برین اوقاف
 کہ ما ذکر کردہ ایم اتفاق دارند یعنی اوقاف تامہ و اوقاف کافئہ و اوقاف حسنہ، مطابق تحقیق ایشان ما نوشتہ
 ایم، مگر بعضی جابر اصول و قواعد ایشان قیاس کردہ وقف جائز زیادہ کردہ ایم۔ مثلاً، الزَّجَاجَةُ کَاَنَّهَا کَوَکَبٌ
 دُرِّیٌّ۔ در اینجا وقف جائز نوشتیم زیرا کہ جملہ یُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ، صفت، یا حال، یا متعلق بہ زُجَاجَتَا
 یُکَوِّبُ دُرِّیٌّ نیست، پس کَوَکَبٌ دُرِّیٌّ را موصول خواندن با یُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ لازم نہ شد، ازین
 سبب بر کَوِکَبِ دُرِّیٍّ وقف کردن جائز شد۔ ہر گاہ شیوخ ما وقف لازم و وقف مطلق را بیچ ذکر نہ می
 کنند بلکہ برخلاف آن می گویند۔

وَلَيْسَ فِي الْقُرْآنِ مِنْ وَقْفٍ وَجِبٌ وَلَا حَرَامٌ غَيْرُ مَالٍ سَبَبٌ

یعنی در قرآن بیچ وقف لازم نیست و نہ بیچ وقف حرام است۔ الی آخرہ۔ و اوقاف تامہ و اوقاف کافئہ و
 اوقاف حسنہ را ثابت می کنند و در اشاعت این وقوف کتابہا تصنیف کردہ اند، پس ما شاگردان را مناسب
 نیست کہ مخالفت ایشان کنیم و وقوف لازمہ و وقوف مطلقہ را ثابت کنیم و استعمال کنیم و وقوف تامہ و
 وقوف کافئہ و وقوف حسنہ را بگزاریم و ترک کنیم، کسکہ انصاف دارد و مرتبہ امام جزری، و امام ابو عمرو دانی را
 می داند و خد متہائے قرآنیہ ایشان را می شناسد و رسالہ شیخ الاسلام را و منار الہدی را می فہم این تحقیقات
 را کہ در بارہ وقف کردہ ایم پس نخواہد کرد و السلام علی من اتبع الہدی۔

أَمْرٌ بِلِکْتِبَةِ الْعَبْدِ الطَّالِبِ مِنْ رَبِّہِ أَنْ یَدْخُلَ فِی عِبَادَةِ الصَّالِحِیْنَ عَبْدُ اللّٰهِ
 ابوالخیر الفاروقی النقشبندی الحنفی غفر اللہ ذنوبہ و ذنوب ابویہ و احسن الیہما و الیہ
 یوم الاثنين تاسع شہر ربيع الاول سنۃ الف و ثلاث مائۃ و ثمان و عشرين من ہجرت
 سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

چند سال حضرت ایشان در تحقیق اوقاف سعیہا کردہ اند۔ عاجز یاد دارد کہ جماعت
تدریس و حلقہ از علماء مصاحف شریفہ را و بروئے خود نہادہ حسب ہر بیت حضرت ایشان
 تا از تمام، کہ از کافی، ح از حسن، و ج از جائز، می نوشتند، از ساعت نہ صبح تا ساعت دوازدہ، بلکہ بعد
 ازین ہم مشغول این کاری بود۔ این جماعت سعد آری بہ ظاہر احوال اوقاف مبارکہ را می نوشتند لیکن بہ باطن

طے مدارجِ قرب می نمود، و رفقائے پاک نہاد ایشان که از دولت علم ہی دامن بودند پس پشت ایشان دائره
در دائره نشسته لطفها بر می داشتند و سفر اقباهے با دة وحدت نوشیده از دنیا و مافیها بے خبر می گشتند۔
در سفالین کاسه زندان بخواری منگرید کین عزیزان خدمت جام جهان بین کرده اند
قدسیان بے بهره اند از جرعه کاس الکرام این تطاول بین ربا عشاق مسکین کرده اند
علاوه از صحیحین حضرت ایشان درس شاطبیه شریفه نیز داده اند در ۳۳۴ هـ وقتیکه حضرت ایشان در ریاست
را پیور به ایسای حکومت انگلیسیه نظر بند بودند۔ یہ مولوی وحید اللہ خاں و مولوی سردار احمد مجددی و مولوی
نظام الدین درس شاطبیه داده اند و در کوسٹہ بلوچستان قاری نیاز احمد سالہا سال در ماه مبارک رمضان
به این سعادت مشرف شده اند حضرت برادر کلان و جناب مولانا مولوی محمد عمر باقاری نیاز احمد و سابق
شمریک بودند و این عاجز بخومیر و برنخے از کافیہ لابن الحاجب و رقعات عالمگیری از حضرت ایشان خوانده،
و کیفیت تحقیق و تدقیق و تدریس حضرت ایشان را در یافته۔ عاجز یقین دارد که از حضرت ایشان یک
کتاب در یک فن برائے فتح باب آن فن کافی و وافی بوده۔ و سبق رقعات عالمگیری دارائے کیفیات
عجیبه می بود، روزے در سبق آمد آہستہ خرام بلکہ مخرام زیر قدمت ہزار جان است۔ حضرت ایشان دوسہ
بار تکرار این جملہ کردند و بعد از چند دقائق فرمودند: "حضرت سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ از
جد کلان شما حضرت عروہ و ثقی و فرزند ایشان حضرت سیف الدین بیعت بودند و صاحب نسبت و ولایت
بودند" از تدریس حضرت ایشان معلوم می شد کہ آنجناب مالک آن فن اند۔ ہر گونہ کہ می خواہند بیان می کنند
مؤلف سیرالکاملین نوشته: "و در جمیع علوم استعداد خوب حاصل کرده اند" جناب مؤلف رحمۃ اللہ قطعاً
درست نوشته، ممکن است کہ دے احوال تدریس ایشان را دیدہ باشد۔

روزی حضرت ایشان ذکر مولوی عبدالحق الہ آبادی کردند کہ ہاجر و شیخ الدلائل مکرمہ
بیان اکلیل | بودند۔ و فرمودند مولوی صاحب در تالیف اکلیل علی مدارک التثزیل مصروف بودند۔
من مطالعہ بعض تحریرات ایشان کردم و بہ مولوی صاحب گفتم۔ مولوی صاحب شما اکتفا بر نقل عبارات علماء
می کنید و از خود بیانی و تحقیقہ نہ می کنید، باید کہ تحقیقات خود را ہم بیان کنید۔ مولوی صاحب از خلفائے
عالی قدر حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ بودند، نشست ایشان در حرم محترم نزد بیت اللہ مبارک متصل
به رکن شامی می بود۔ عجب مرد پاک طبیعت بودند۔ بہ خلیفہ خود مولوی نور محمد بہراچی فرمودند: "در ہندوستان
یک مبارک ذات حضرت شاہ ابوالخیر است کہ ایشان را مثیلے نیست" "رحمہ اللہ و رخصی عنہ۔"
سیر سلوک | سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ، کمافی الصبحین۔ مثال ہمنشین نیک بد مثل بردارند۔

مشک و ناغ کیر است۔ بردارندہ مشک یا ترازان مشک قدرے بخشش می کند یا تو از دے مشک می خری یا بوی خوش ازان مشک بہ تومی رسد۔ و از دمنده کورہ آہنگران یا جامہ ہائے ترامی سوزد یا بوی بد از دے بہ تو خاہد رسید یعنی صحبت صالح سراسر خیر و برکت است شیخ سعیدی رحمہ اللہ معنی این حدیث شریف را بہ وجہ خوب نظم کردہ و گفتہ :-

گلے خوشبوے در حمام روزے رسید از دست محبوبے بہ دستم
بد و گفتم کہ مشکلی یا عبیری کہ از بویے دلا ویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشیں در من اثر کرد و گرنہ من ہماں خالم کہ ہستم

حضرت ایشان از یوم ولادت تا یوم وفات والد بزرگوار خود ہر وقت دہر آن از نسبات فیوض رحمانیہ و نفحات نفوس قدسیہ مستفید بودند؛ بویے مشک دل آویز دل و دماغ ایشان را معطر ساختہ بود و چون وقت آن رسید کہ وجود مبارک ایشان سراسر مشک گرد تا از بویے خوش ایشان چار اطراف عالم معطر گردد۔ پروردگار اسباب آن پیدا کرد۔ روزے در اول وقت پیشین در کوٹہ بہ این عاجز فرمودند روزے از سیر و تفریح چون بہ خانہ باز گشتیم حضرت والد ماجد را نشستہ یافتیم۔ چون از تجیہ سلام و تقبیل ایادی فارغ شدیم حضرت ایشان بہ من گفتند بہر خوردار وقت کار ہمیں روز ما است۔ باید کہ علم آبا و اجداد خود را حاصل کنی۔ ارشاد مبارک ایشان را تا تیرے عجیب بود۔ من بہ ذکر شریف مشغول گشتم۔ و دیگر مشاغل را ترک دادم۔ حتی کہ حضرت والد ماجد بہ جائے تشریف می بردند و اصحاب آن جا استفسار می کردند کہ صاحبزادہ کجا ہستند۔ حضرت ایشان می فرمودند کہ ایشان بہ کسب علم باطن مصروف اند۔ این بیان ارشاد کردہ بہ عاجز فرمودند۔ اے زید تو ہم بہ علم باطن خود را مشغول کن۔“

در شبے از ساں ہزار و سہ صد و چہل حضرت ایشان قدس سرہ در خانقاہ شریف **تحریر مبارک** حلقہ می فرمودند حکیم فرید احمد عباسی آفر و ہوی عرض نمودند۔ اگر از احوال کسب سلوک آگاہ فرما بید برائے ما بیان مشعلے بود۔ حضرت ایشان فرمودند۔ کاغذ و قلم دوات بیارید و بہ مجرد یادداشت خود بہ فارسی درج ذیل بیان را ملائم نمودند۔

”یوم جمعہ اول ماہ صفر ۱۲۹۲ھ بہ حضور ایشان مشرف شدم (یعنی بحضور حضرت والد) تعلیم مراقبہ اعدیت و اسم ذات از قلب و نفس دو دو ہزار و از سائر لطائف یک یک ہزار نفسی و اثبات یازدہ صد و دو ساعت انتظار فیض و دو رکعت اشراق و دو رکعت صلاۃ الاستخارہ اول النہار و

چار رکعت چاشت و مداومت نمودن سورۃ یاسین صبح و شام و صہیت فرمودند و تاکید ہمہ امور کردند و ارشاد شد کہ موسم کار ہمیں روز ہا است، ہر کارے کہ مانع این کار ہا باشد از جملہ لہو و لعب است۔ وَكَانَ ذَٰلِكَ۔ قَالَ حَمْدُ لِلَّهِ سُبْحَانَ عَلِيِّ ذَٰلِكَ۔ و در رمضان سنہ مذکورہ مراقبہ معیت عنایت شد و در شوال ۱۲۹۵ھ ہما دست بہ مراقبہ اقرہ بیت سرفراز کردند و در اوسط ذی القعدہ سنہ مذکورہ قبل از انتقال خود حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ امر بہ حلقہ ظہر و توجہ یاران نمودند۔ صبح و شام حضرت ایشان حلقہ خود می کردند۔ اللہ سبحانہ الحمد۔

واقعه وصال حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ بہ ہفتم محرم ۱۲۹۶ھ واقع شد۔ و در صفر سن مذکور مراقبات لطائف خمسہ تعلیم فرمودند، علیحدہ علیحدہ فیض گرفتہ مراقبہ کنند و در بہانہ اتفاق سفر طیبہ واقع شد، برائے نکاح صاحبزادی حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ، در ان جا حلقہ می شد و عم بزرگوار جناب حضرت شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ موجود بودند و بہ عنایات سرور علم علی اللہ علیہ وسلم شرف شدم و در شعبان سنہ مذکورہ مراجعت واقع شد۔ فرمودند ترا محمدی المشرب یافتہم و تعلیم دائرہ ثانیہ ولایت کبری نمودند۔ و در رمضان سنہ مذکورہ بردائرہ ثالثہ عنایتہا فرمودند۔ اللہ سبحانہ الحمد والمنة۔

و در ابتداء سال یک ہزار و دو صد و نو و ہفت بہ حلقہ مغرب و توجہ دادن مریدان در مسجد الحرام امر فرمودند و در اوسط ماہ صفر از سنہ مذکورہ مراقبہ ولایت علیا کہ ولایت ملائکہ کرام است تلقین فرمودند۔

قوت حافظہ عاجز گوید، واقعاتے کہ چہل و شش، و چہل و پنج سال قبل گزشتہ بودند۔ حضرت ایشان من غیر رویتہ و ادنی تمہل با بیان روز و تاریخ و سال ذکر نمودند حکیم فرید احمد و دیگر کسانے کہ حاضر بودند از قوت حافظہ حضرت ایشان متعجب بودند۔ عاجز گوید..... کہ در امور دینیہ و احوال یقینیہ کیفیت حضرت ایشان بہ ہمیں طور بودہ کہ ہر امر و ہر حال در حافظہ حضرت ایشان ثبت بودہ چونکہ توجہ ایشان بہ این امور بالکلیہ بود فراموشی را گنجائش نہ بودہ۔ در مشکا از احمد و بیہقی نقل کردہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ قَدْ آفَلَمَ مَنْ أَخْلَصَ اللَّهُ قَلْبَهُ لِلَّهِ يُمَانٍ وَجَعَلَ قَلْبَهُ سَلِيمًا وَ لِسَانَهُ صَادِقًا وَ نَفْسَهُ مُطْمَئِنَّةً وَ خَلِيقَهُ مُسْتَقِيمَةً وَ جَعَلَ أذُنَهُ مُسْتَمِعَةً وَ عَيْنَهُ نَاطِرَةً فَأَمَّا الْأُذُنُ فَتَمِخُّ وَ أَمَّا الْعَيْنُ فَمُقَرَّةٌ لِمَا يُؤْيِي الْقَلْبُ وَ قَدْ آفَلَمَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَهُ وَاعِيًا۔ یعنی یقیناً فلاح و رسنگاری یافت کسی کہ دل اور اللہ تعالیٰ برائے ایمان خالص کردہ است۔

یعنی در دل سے غیر از ایمان چیزے دیگر را آمیزش نیست) و دل اور از آفات سالم گردانیدہ (یعنی غیر از امور یقینیہ دیگر امرے رادروے گنجائش نہ مانده) و زبان اور راست گو و نفس اور مطمئنہ و خلقت اور درست و راست و گوش اور شنوا و چشم اور بینا گردانیدہ، **أَمَّا الْأُذُنُ فَمَقْمَعٌ**۔ و ہرچہ گوش است پس و جمع است یعنی قیف است۔ کہ از جانبے فراخ و از دیگر جانب تنگ می باشد، و ذریعہ رسانیدن اشیائے سیالہ در مرتبانہا و بوتلہا می باشد، چونکہ کلمہ حق بہ واسطہ گوش بہ دل می رسد۔ مشابہ قمع است و وے قیف قلب است۔ **وَأَمَّا الْعَيْنُ فَمُقَرَّرَةٌ لِمَا يُوعَى الْقَلْبُ**، و ہرچہ کہ چشم است پس وے قرار دہندہ آن چیز است کہ دل آن را نگاہ می دارد۔ **قَدْ أَفْلَحَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَهُ وَاعِيًا**۔ بہ تحقیق نجات یافت کسیکہ قلب خود را واعی دارد یعنی فلاح یافت کسیکہ کلمہ حق راد دل خود محفوظ دارد۔

قلب مبارک ایشان برائے ایمان و کلام حق خالص شدہ بود۔ برائے چیزے دیگر دروے گنجائش نہ بودہ، ہرچہ در راہ حق پیش آمدہ بود۔ در خانہ دل محفوظ بود لہذا عند الکتابہ حاجت بہ یادداشتہ و تفکرے نہ بودہ۔

سُرْعَتِ سِيرِ سُلُوكِ حضرت ایشان را باید دید کہ در اول امر، ابتدائے سلوک از لطائف سبعة کردہ اند، یعنی از لطائف عالم امر و لطائف عالم خلق۔ کسانیکہ از راه درسم سلوک واقف اند می دانند کہ ابتدائے کار از لطیفہ قلبی می باشد، و در ہزاران یکے پیدای شہود کہ بالطفیفہ قلب، بقیہ لطائف اربعہ از لطائف عالم امر نیز جاری شوند۔ و کسیکہ لطیفہ نفس وے نیز ذکر شود از اقل قلبیل و از نواد راست، این گونہ شخص در قدم اول دائرہ عالم امکان را قطع کردہ، در حدود ولایت صغری قدم نہادہ است۔

عمر ہا باید کہ تا یک بندہ صاحب کمال بایزیدے در خراسان یا اولیس اندر قرن معنی نہ مانده کہ بیان حضرت ایشان را در نفر نوشتہ بودند، یکے حکیم فرید احمد عباسی امر و ہوی و دیگرے مولوی بخش اللہ دہلوی، چونکہ بیان حضرت ایشان بہ فارسی است، لہذا جزوی اختیلا در تحریات واقع شدہ، اگر از یکے لفظے ساقط شدہ دیگرے نوشتہ، مثلاً یکے نوشتہ "و در ہماں ماہ اتفان سفر طیبہ واقع شد، در ان جا حلقہ می شد" و دیگرے بعد از واقع شد، اضافہ "برائے نکاح صاحبزادی حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ" کردہ، حق تعالی ہر دو پاک نہاد افاضہ اجر ہا دہد کہ این بیان را محفوظ کردند۔

امروز گراز رفتہ عزیزان خبرے نیست فردا است درین بزم زما ہم اثرے نیست

سلوکِ نقشبندیہ مجددیہ | حضراتِ کرامِ قدس اللہ اسرارہم واقاض علینا من برکاتہم بیان
سلوکِ مجددیہ بر وجہ اتم در رسائل خود کرده اند۔ حضرت شاہ ابوسعید

رسالہ "ہدایۃ الطالبین" و حضرت شاہ احمد سعید رسالہ "اربع انہار" و حضرت شاہ رؤف احمد رسالہ
"مراتب الوصول" بہ کمال تحقیق و تدقیق نوشتہ اند، و این عاجز کہ

خوشہ چینِ خرمنِ اہلِ دل است خاکِ پائے رہِ روانِ کابل است

برخی از کلامِ حضراتِ برداشتہ بہ مناسبتِ السیر و مدارج النجیہ موسوم کردہ کہ مرۃ بعد آخری طبع

شدہ در بیجا بہ صورتِ اختصار می نویسد۔ وَاللّٰهُ الْمَوْفِقُ وَالْمُعِیْنُ۔

حضرت امام ربانی مجدد و منور الفِ ثانی قدس اللہ سرہ فرمودہ اند کہ عالم امکان دو حصہ دارد،

یکے عالمِ اُمُودِ دیگرے عالمِ خالق، از فرش تا آخر عرش عالمِ خلق است و بالائے عرش عالمِ امر، ہر چہ

در عالمِ خلق است و بر اصلے است در عالمِ امر، چون پروردگار جلالت حکمتہ ارادہ فرمود کہ عالم و عالمیان

را پیدا کند تا معرفت وے خلایق را حاصل شود، نمود این عالم شد، ارادہ فرمود کہ بمخلوقے نقول یعنی امانت

نماید، بیچ مخلوق تاب و تحمل امانت نہ داشت۔ چنانچہ تخلیق اشرف ال کائنات بہ وجود آمد تخلیق وے از

اجزائے ہر دو عالم شدہ: پنج از عالمِ خلق کہ باد و آب و آتش و خاک و نفس اند، و پنج از عالمِ امر کہ روح

و سر و خفی و اخفی و قلب اند۔ لطیفہ نفس از لطائفِ عالمِ خلق و لطیفہ قلب از لطائفِ عالمِ امر

بہ منزله معجون اند کہ از لطائفِ اربعہ آخری بہ ظہور آمدہ اند۔ لطیفہ قلب اصل لطیفہ نفس است لطیفہ

روح اصل لطیفہ باد و لطیفہ سر اصل لطیفہ آب و لطیفہ رخی اصل لطیفہ آتش و لطیفہ اخفی اصل لطیفہ

خاک، و فرمودہ اند نور قلب را دست و نور روح سرخ و نور سر سفید و نور خفی سیاہ و نور اخفی سبز و نور

اند کہ این لطائفِ خمسہ مبارکہ از درجاتِ ولایت پنج درجات اند، ہر درجہ موصل الی اللہ و زیر قدم یکے از

انبیاء الوالعزم است، لطیفہ قلب زیر قدم حضرت آدم علیہ السلام است و لطیفہ روح زیر قدم

حضرت ابراہیم علیہ السلام، و لطیفہ سر زیر قدم حضرت موسیٰ علیہ السلام و لطیفہ رخی زیر قدم حضرت

عیسیٰ علیہ السلام و لطیفہ اخفی زیر قدم سردار کل کائنات سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، سالکانِ راہ

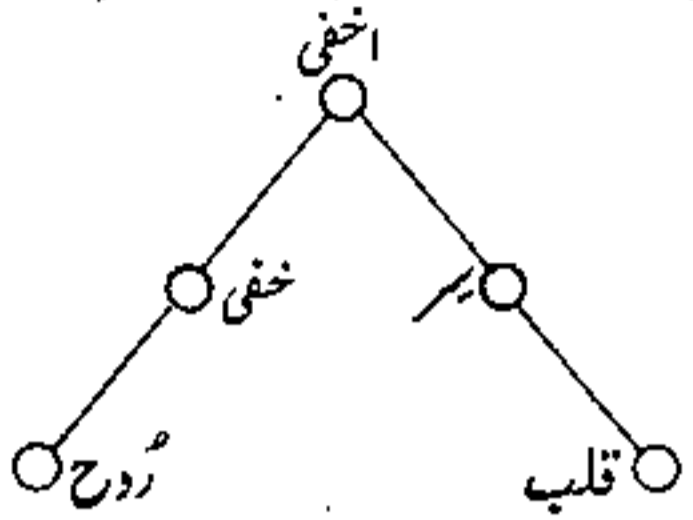
طریقت اگر چہ از لطائفِ خمسہ ذکر شریف می کنند اما مشرب ایشان مختلف است۔ ہر سالک بہ یکے

ازین لطائفِ خمسہ مناسبتے و ارتباطے می باشد۔ کسے کہ مناسبت بہ لطیفہ قلب دارد ویرا آدمی

المشرب گویند و کسے کہ بہ لطیفہ روح دارد ویرا ابراہیمی المشرب و صاحبِ سر را موسوی المشرب و

صاحبِ خفی را عیسوی المشرب و صاحبِ اخفی را محمدی المشرب گویند، و فرمودہ اند اصل مقام

این لطائفِ خمسہ فوق العرش است و اینہا مجلی و مصفی و منور بوده اند حق تعالیٰ اینہا را در ساحتِ سینہ جائے



دادہ، قلب را زیر پستان چپ بہ فاصلہ دو انگشت مائل بہ پہلو، و روح را زیر پستان راست بہ فاصلہ دو انگشت مائل بہ پہلو، و سر را بہ محاذات پستان چپ بہ جہت وسط سینہ، و خفی را بہ محاذات پستان راست بہ جہت وسط

سینہ، و اخفی را در وسط سینہ. ابتداءئے ذکر از لطیفہ قلب است و باز از روح، باز از خفی، باز از اخفی۔ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ می فرمودند کہ در بست و چہار ساعت شب و روز بست و چہار ہزار بار ذکر شریف کردن ضروری است و می فرمودند، اگر سالک بہ کمال جمعیت و عاجزی تا چہل روز ذکر شریف بست و چہار ہزار بار ہر روز بکند آثار را در او باید و لازم است کہ بہ اکل حلال و صدق مقال متصف باشد و از صحبت جلیس سُور خود را نگاہ دارد کہ وے مثل کیر حداد است کہ اخبار الصادق المصدوق صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔

بعد از تصفیہ و تزکیہ لطائفِ عالم امر بہ تصفیہ و تزکیہ لطائفِ عالم خلق مشغول می شوند و ابتدا از لطیفہ نفس می کنند کہ محل آن در وسط پیشانی است۔ چون این لطیفہ ذاکر و شاغل می گردد۔ ذکر شریف از لطیفہ قالبیہ می کنند کہ آن را سلطان الاذکار می نامند تا آنکہ ہر جزو بدن بہ نام پاک پروردگار گویا شود۔ درین مقام سالک از سرودن من شئی الا بیحیہ مجیدہ آگاہ می گردد ہر صدائے کہ بہ گوش دے می رسد، چہ صریر ہو او چہ زیر آب و چہ شور آتش و چہ آواز طیور و وحوش و چہ صدائے رعد و برق، ذکر الہی معلوم می شود۔

کسانے کہ یزداں پرستی کنند بہ آواز دولاہ مستی کنند

باید دانست کہ لطیفہ نفس چون بہ ذکر پروردگار انس پیدا می کند از آمارگی بہ کما بینت می رسد تا آنکہ سر او را یا ایہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة می گردد۔ آن کہ از مقام خود نزول فرمودہ بر تخت صدر اجلال می فرماید تا لطائفِ خمسہ عالم امر بہ اصول خود بہ پیوند برو جاہائے فنا و بقا نبوشند، اصولِ لطائفِ خمسہ تجلیاتِ صفاتِ الہیہ اند۔ فنائے لطیفہ قلب در تجلیاتِ افعالِ الہیہ می باشد و بقایش آن کہ افعال خود را و افعالِ جمیع ممکنات را ناشی از فعل حق تعالیٰ می بیند، و فنائے لطیفہ روح در تجلیاتِ صفاتِ ثبوتیہ حق تعالیٰ می باشد و بقایش آن کہ صفات خود را و صفاتِ جمیع ممکنات را صفاتِ حق تعالیٰ می بیند، و فنائے لطیفہ سر در تجلیاتِ شیونات

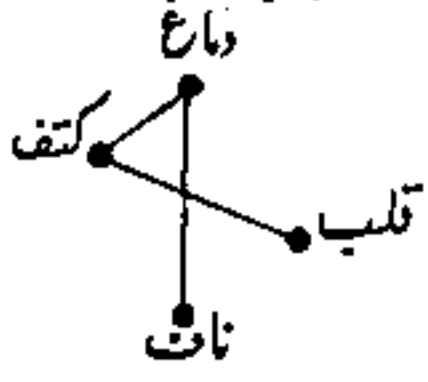
ذاتیہ حق تعالیٰ می باشد و بقایش آن کہ سالک خود را و تمام ممکنات را در ذات حق مستهلک و مضحک می بیند، وقتاً لطیفه خفی در تجلیات صفات سلیمیہ حق تعالیٰ می باشد و بقایش آن کہ از جمیع مظاہر تفرید جناب کبریا جل شانہ بیند، وقتاً انحنی در تجلیات شان جامع الہیمی می باشد کہ جامع مراتب سابقہ است و بقایش آن کہ سالک متخلق بہ اخلاق الہیہ شود۔

حبذا قومی کہ داد بندگی را داده اند ترک دنیا کرده اند و از همه آزاده اند
روزها با روزها در گوشہ بنشسته اند باز شبہا در مقام بندگی استاده اند
طرفتہ العینے نہ بودہ عاقل از حضرت ولے سیلہا با این همه از چشم خود بکشاده اند
راحتے دیدند ذوقے یافتند از این و آن روز شب در کنج محنت بر سر سجاده اند
پیر انصاری تو میدانی کہ ایشان کیستند فرقہ بے کرو فر زمرہ دل سادہ اند

در وقت ذکر شریف رعایت نگہداشت و وقوف قلبی لازم است۔ طالب ساحت سینہ خود را از خطرات و حدیث نفس خالی کند و توجہ طالب بہ سوئے قلب باشد و توجہ قلب بہ سوئے پروردگار کہ مسہمی بہ اسم مبارک اللہ است۔ چہ ذکر بے رعایت نگہداشت و وقوف قلبی داخل حدیث نفس است۔ چون سیاہ خانہ دل از برکت ذکر منوری شود شعلہ نور از قلب طالب بلند می شود، حضرات مجددیہ مظهر یہ آن را فتح باب می گویند۔

بعد ازین تعلیم نفی و اثبات می فرمایند کہ با حبس دم مفیدتر است از ناف کلمہ لا را کشیدہ از لطیفہ نفس گزرا نید بہ ام الدماغ برساند و از انجا بر کتف راست پائین آرد و از کتف راست بر لطیفہ انحنی و سر گزرا نید

بر لطیفہ قلب ضرب رساند، ابتدا از سہ بار بہ یک نفس کند و تا بست و یک بار بہ یک نفس خود را رساند اگر شمرہ ظاہر نہ شد باز ابتدا از سہ کند تا آن کہ شمرہ ظاہر گردد۔ و اللہ کَطِيفٌ بِعِبَادِهِ۔ چون ذرات تن بہ ذکر پاک رب العالمین گویند سالک در زمرہ الذاکدین اللہ کثیراً و الذاکرات داخل می شود، ویرا باید کہ دامن مراد از ان شکر تم لا زید تکمہ پر کنند حضرات مشائخ قدس اللہ اسرارہم و افاض علینا من برکاتہم ویرا مشغول بہ مراقبات می کنند تا از گلستان عالم امر گل چینی کنند و باطن خود را مشابہ ملک سازد۔ ذرات خاک را منور ساخته از فلک بگزارند۔ مراقبہ ماخوذ از رقوبت رقابت است بمعنی حفاظت کردن و انتظار کشیدن۔ و بہ اصطلاح حضرات مشائخ انتظار و ورود فیض از حضرت مبداء فیاض است۔ بہ اعتبار صفتی از صفات یا وجہ از وجہ یا بدون اعتبار، بر لطیفہ از لطائف یا برہینت وحدانی، بہ نوعی کہ خطرہ ماسومی را در حسریم دل جائے نہ باشد۔



از سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ منقول است کہ فرمودہ، استاد من در مراقبہ گریہ است۔ روزے گریہ را بر سوراخ موٹے نشسته دیدم بہ نوعی کہ از بدنش موٹے را حرکت نہ بودہ من از احوالش در تعجب ماندم کہ از غیب در گوشم صدائے رسید کہ اے نسبت ہمت، در مقصود و مطلوب خود کمتر از گریہ مباش۔ ازان پس در مراقبہ افتادم۔

یارب ز رہِ راست نشانے خواہم از بادہ آب و خاک جانے خواہم
از نعمت خود چو بہرہ مندم کردی در شکر گزاریت ز بانے خواہم

حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدس سرہ
راہ سلوک را ہفت قسمت نموده اند و ہر قسمت را

راہ سلوک ہفت قسمت است

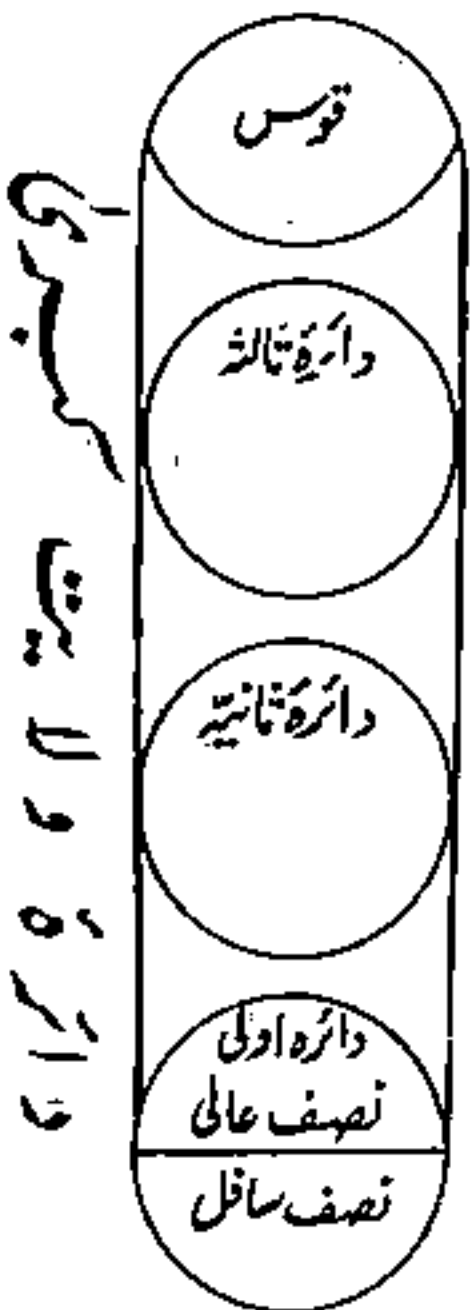
بہ دائرہ تعبیر فرمودہ اند۔ چہ دائرہ را نہ نشان ابتدا است و نہ نشان انتہا، ہر حصہ دے از بلندی و پستی بے پروا است، نہ ہمین وارد و نہ بسیار۔

ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا این جا است

قسمت اول دائرہ امکان است و این دائرہ دو حصہ دارد۔ از عرش تا اسفل سافلین عالم خلق است۔ و این عالم نیز بہ دو قسم منقسم است۔ از عرش تا سما در دنیا قسمی است و آن را عالم ملکوت گویند و از زیر آسمان دنیا تا اسفل سافلین قسم دیگر است کہ دیرا عالم ملک گویند، و ہر چہ فوق العرش است آن را عالم امر گویند، حقائق و اصول تمام ممکنات و ارواح کل ذی نفس درین عالم قرار دارد۔ و تعلق عالم ارواح و عالم مثال بہ ہمین عالم است، و این عالم نور است، این عالم از مقام اصل لطیفہ قلب شروع شدہ تا آخر مقام اصل لطیفہ اخفی رسیدہ بہ لامکانیت متحقق می شود۔

دائرہ امکان یک مراقبہ دارد کہ آن را مراقبہ احدیت گویند۔ سالک متوجہ می شود۔ بہ ذات پاک احد کہ متصف بہ صفات کمال و منزہ از سمات نقصان است۔ و مورد فیض یعنی جائے ورود فیض لطیفہ قلب است۔ قسمت دوم دائرہ ولایت صغری است کہ دائرہ ظلال تجلیات اسماء و صفات است و مراد از ظل ظہور شے است در مرتبہ دوم یا سوم یا چہارم یا در مراتب آخر مثلاً صورتی کہ در آئینہ ظاہر شدہ ظل است و الا قال المرکما قال الحضرة الامام الربانی قدس سرہ۔ ہر گاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را از لطافت ظل نہ بود خداے محمد را چہ گونه ظل باشد، درین دائرہ یک مراقبہ است کہ آن را مراقبہ معیت خوانند۔ سالک بہ ذات پاک ہو معکم انما کنتم متوجہ می شود۔ و ورود فیض بر لطیفہ قلب است۔

قسمت سوم دائره ولايت كبرى است. و اين دائره تجليات اسماء و صفات است. و دائره ولايت حضرات انبيا است عليهم الصلوات والتسليمات. و قتيكه آن حضرات عليهم السلام براين مقام فائزى شدند بوقت ايشان ظاهرى شد، چون سالك به اين مقام مى رسد حضرات مشايخ



ويرا اجازت ارشادى دهند. درين دائره از ظل اثرى نيست، و مسكرو غيبوبت را گنجائش نماند، و اين دائره مشتمل است بر سه دوائر و يك قوس، ابتدا از دائره اولى مى كنند و درين دائره مراقبه اقربيت است، سالك به آن ذات پاك كه فرموده *نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ* متوجه مى شود و مى گويد كه فيض وارد مى شود از ان پاك ذات كه به ما از رگ جان ما قريب تر است. مورد فيض لطيفه نفس است مع لطائفِ خمس. درين دائره لطائفِ خمس را عروج تام حاصل مى شود، در نصف سافل سیر در تجليات اسماء و صفات زانده و در نصفِ عالی سیر در تجليات شئونات اعتبارات مى شود. و در دائره دوم و سوم و در قوس مراقبه محبت مى کنند مفهوم *يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ* را سالك

در لحاظ مى دارد يعنى فيض وارد مى شود از ان ذات پاك كه وى مرادوست مى دارد و من ويرا دوست مى دارم و مورد فيض لطيفه نفس است.

در قسمت دوم كه دائره ولايت صغرى بود مراقبه معيت است رغابت معيت مشعر به اتحاد است، لهذا داران دائره اظهار اسرار توحيد وجودى مى شود و در قسمت سوم كه دائره ولايت كبرى است. در اول دائره وى مراقبه اقربيت است كه مشعر بر اثنى عشرت مى باشد، چه كمال قرب در دوى است، درين جا اسرار توحيد شهودى منكشف مى شوند و باز سالك قدم در شاهراه محبت نهاده از كيفيات *دنى قَتَدَ لى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ* حظها مى بردارد، و طريقه مراقبه در دائره دوم و سوم و قوس آن است كه سالك خود را به خيال در دائره يا در قوس داخل مى كند و آن دائره به منزله قرص آفتاب و قوس به منزله نيم قرص آفتاب بر سالك ظاهرى شود. حصه را كه سالك قطع مى كند نورانى ظاهرى شود و باقى حصه كه هنوز قطع نشده مثل قرص آفتاب هنگام كسوف بى نور ظاهرى شود. و از ابتدائى ولايت كبرى مورد فيض لطيفه نفس مى باشد و معامله فيض به دماغ متعلق مى باشد، و تا وقتيكه معامله فيض به دماغ تعلق دارد، بايد دانست كه معامله ولايت كبرى به انجام نرسيده است.

وقتیکہ نفس مطمئنہ می گردد از دماغ نزول کرده در ایوانِ صدر می نشیند تا لطائفِ خمسہ بہ اصول خود پرواز نمایند و آن گاہ سیر و ولایتِ کبریٰ بہ انجام می رسد و شرحِ صدر حاصل می شود و سیدہ را وسعتِ بے اندازہ پیدا می شود۔۔۔۔۔ در ولایتِ کبریٰ سیر در اسما و صفاتِ الہیہ است بے آن کہ در ضمن آنها ذاتِ اوتعالی و تقدس ملحوظ گردد، مثلاً سیر در قدرت و ارادت و علم۔ این سیر را حضرتِ امام ربانی مجدد الفِ ثانی قدس سرہ سیر در اسمِ الظاہر بیان کرده اند و حضراتِ مشائخِ کرام قدس اللہ اسرارہم درین جا سالک را بہ مراقبہ اسمِ الظاہر مشغول می سازند و درین مراقبہ موردِ فیضِ لطیفہ نفس مع لطائفِ خمسہ می باشد و چون کہ درین موطن شرحِ صدر نقد وقت می گردد، لہذا سالک را بہ مراقبہ شرحِ صدر نیز امر می فرمایند کہ سالک صدر خود را مقابلِ صدرِ مبارکِ رسالتِ پناہی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم داشته بہ جنابِ الہی متضرع شود کہ فیضِ انشراحِ صدر از صدرِ مبارکِ سرورِ عالمیان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بہ صدرِ من برسان بسورہ الْمَدَنُشُوحِ را از اول تا آخر بخواند و مراقب شود۔

قسمتِ چہارم دائرہ ولایتِ علیا است کہ ولایتِ ملا بر اعلیٰ و مبادی تعیناتِ ملائکہ کرام است علیہم السلام درین موطن سیر در تجلیاتِ اسما و صفاتِ الہیہ می باشد کہ گاہی بہ تجلیاتِ ذاتیہ ہم مشہود می گردد۔ در ولایتِ کبریٰ سیر سالک در تجلیاتِ صفات بود کہ سیر مظاہر اسمِ الظاہر است و درین موطن سیر سالک در اسما و صفاتِ الہیہ است کہ سیر در مظاہر اسمِ الباطن است مثلاً سیر در علیہم و قدیر، زیرا کہ ذاتِ اوتعالی در پردهائی اسما و صفاتِ باطن است۔ فالسیر فی العلم سیر فی الاسم الظاہر و السیر فی العلم سیر فی الاسم الباطن، چون سالک بہ آخر این موطن می رسد و بازوے قوی برائے طیرانِ عالمِ قدس پیدا می کند، درین موطن موردِ فیضِ عناصرِ ثلاثہ باد و آب و آتش اند۔ و حضراتِ مشائخِ سالک را بہ مراقبہ اسمِ الباطن نیز مشغول می سازند۔

قسمتِ پنجم دائرہ کمالاتِ ثلاثہ یعنی دائرہ تجلیاتِ ذاتیہ الہیہ است۔ درین موطن درہ وائر اند، دائرہ کمالاتِ نبوت و دائرہ کمالاتِ رسالت و دائرہ کمالاتِ الوالغزم و درین دوائر ثلاثہ منشأ فیضِ ذاتِ بخت است۔ و موردِ فیضِ در دائرہ کمالاتِ نبوت لطیفہ خاک و در دائرہ کمالاتِ رسالت و در دائرہ کمالاتِ الوالغزم ہیبت و حدانی سالک است کہ از مجموعِ عالمِ خلق و عالمِ امرناشی گشتہ مع ہزار تیس ہمہ عنصرِ خاک است۔

باید دانست بعد ازین راہ سلوک برد و شعب است۔ یکے راہ معبودیتِ صرفہ کہ آن را حقائقِ الہیہ گویند، و دیگرے راہِ لاتعیین و حضرتِ اطلاق کہ آن را حقائقِ انبیار گویند۔ از مشائخِ کرام

بعضے حقائقِ الہیہ را اولاً اختیار می کنند و بعضے حقائقِ انبیار را مسدکِ قییم طریقہ احمدیہ مجددیہ حضرت مرزا مظہر جانِ جانان قدس سرہ۔ اولاً اختیار حقائقِ الہیہ است لهذا عاجزاً جز اولاً حقائقِ الہیہ را بیان می کند و باز حقائقِ انبیار را۔ و باید دانست کہ منشأ فیض در جمیع این مقامات ذاتِ بخت و مورد فیض ہیبت و حدائی سالک است کما فی دائرہ کمالات رسالت و دائرہ کمالات اولی العزم۔

قسمت ششم حقائقِ الہیہ۔ و این قسمت چار دو دارد، (۱) دائرہ حقیقت کعبہ (۲) دائرہ حقیقت قرآن (۳) دائرہ حقیقت صلاۃ (۴) دائرہ معبودیت صرفہ۔

قسمت ہفتم حقائقِ انبیار و این قسمت شش دو دارد (۱) دائرہ حقیقت ابراہیمی (۲) دائرہ حقیقت موسوی (۳) دائرہ حقیقت محمدی (۴) دائرہ حقیقت احمدی (۵) دائرہ حُبِ صرفہ ذاتیہ (۶) دائرہ لاتعین و حضرت اطلاقِ جَلِّ مَجْدُہ۔

اے برادر بے نہایت درگہیست ہر چه بردے می رسی بروے منیست

رابطہ مخفی نہ ماند کہ در سلسلہ مبارکہ نقشبندیہ مجددیہ رابطہ را مدخلے است عظیم اے صورت خیالی مرشد را در مدیکہ خیالی خود محفوظ داشتن حضرات مشائخ فرمودہ اند۔ آب در جو بہ مددیاری روز تہہا ذکر شریف بے رابطہ موصل نیست و تنہا رابطہ بار عایت آداب صحبت البتہ موصل است بے رفیقہ ہر کہ شد در راہ عشق ؛ عمر بگزشت و نہ شد آگاہ عشق حق تعالی فرمودہ کونوا مع الصّادقین۔ حضرت علیہ السلام احرار قدس سرہ می فرماید کینونت عام است و صحبت ایشان بودن کینونت ظاہری است و در خیال ایشان ماندن کینونت معنوی است۔ عاجز گوید حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بیان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می کردند می فرمودند کانی انظر الیہ۔ و ترمذی روایت این مبارک دعا کردہ۔ اللّٰهُمَّ اَرْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي حُبَّكَ عِنْدَكَ۔ الخ۔ محبت از تہا قلب را گویند۔

بہ چہ تسکین دہم این دیدہ و دل را کہ ملاک دل ترمی طلب دیدہ ترمی خواہد

حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ از ہند بن ابی ہالہ کہ از احوال کرام ایشان بود و وصف و شمائل مبارکہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می پرسید لانه کان و صافاً عن حلیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت حسن می فرمود۔ انا استھی ان یصیف لی منہا شیئاً اتعلق بہ۔ ملا علی قاری بیانش بہ این لفظ کردہ۔ اتعلق بہ ائی اتشبت بذلک الوصف واجعلہ محفوظاً فی خزائہ خیالی۔

از دل بروکن این غم دنیا و آخرت یا خانہ جائے رخت بود یا خیال دوست
عنایت شاہ عبدالغنی در ہزار و نو و پنچ در عشرہ دوم از ماہ ذی القعدۃ غم بزرگوار حضرت
 والد ایشان محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی شریعت سیر و
 کمالات ایشان را دیدہ ام بہ حلقہ ظہر و توجہ یاران طریقت نمودند چنانچہ حلقہ صبح و شام حضرت والد
 ایشان می کردند و حلقہ ظہر تفویض بہ حضرت ایشان شد۔

بہ ہفتم محرم ۱۲۹۶ھ وفات حضرت شاہ عبدالغنی شد و نکاح دختر
برکاتِ طابہ طیبہ ایشان بود حضرت ایشان بہ ماہ صفر ۱۲۹۶ھ درین سلسلہ بہ مدینہ منورہ
 تشریف بردند تقریباً شش ماہ در ان دیار مبارکہ قیام فرمودند حضرت ایشان در حرم نبوی علی
 صاحبہ الصلاۃ والتحیۃ حلقہ می فرمودند روزی مصروف حلقہ و مراقبہ بودند کہ غم اصغر ایشان آمدند
 و احوال مبارکہ ایشان دیدہ بہ مواجہہ مبارکہ رفتند و عرض صلاۃ و سلام کردند جناب سالت
 مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودند برو و از جانب من چادر خود را بہ برادر زادہ خود پہوشان۔ و بگو کہ
 بہ ہندوستان سفر بکنید چنانچہ غم بزرگوار ایشان نزد ایشان رسیدہ چادر خود را بہ ایشان پوشانیدند
 و ارشاد نبوی بہ ایشان رسانیدند۔

روزے حضرت ایشان بہ بعض افراد فرمودہ بودند چون این حکم بہ بندہ رسید از ہجران
 آن بقعہ مبارکہ بسیار متالم گردیدم و بہ این احوال بہ مواجہہ شریفہ رفتم و بعد از عرض صلاۃ و تحیۃ از
 در ہجران بیان نمودم۔ ارشاد شد۔ رفتن شما بہ ہندوستان بہتر است۔ آنجا ضرورت شماست۔
 فَإِن قَالَ لِي مَتَّ مَتَّ سَمْعًا وَطَاعَةً وَقُلْتُ لِدَاعِي الْمَوْتِ أَهْلًا وَمَرْحَبًا

حضرت ایشان از احوال و کیفیات خود و از فیوضات و عنایات بنویس علی صاحبہا
 اَلْفَ صَلَاةٍ وَتَحِيَّةٍ حضرت والد بزرگوار خود را بہ تفصیل می نوشتند چنانچہ والد بزرگوار ایشان
 بہ برادر زادہ خود حضرت شاہ محمد معصوم مکتوبی بہ چہار شنبہ ۲۴ جمادی الآخرہ ۱۲۹۶ھ نوشتہ اند
 عاجزان مکتوب را در احوال مبارکہ ایشان نقل کردہ در ان از فیوضات و برکات و عنایات اشرف
 الخلاق صلی اللہ علیہ وسلم مذکور است و نیز تحریر است۔ اینجا از شیخ ابوالخیر طالبان راقائدہ
 بسیار بہ زودی میسری شود۔

مراجعت بہ مکہ مکرمہ
 حضرت ایشان از امور یقینیہ باقیہ دامن مراد پر کردہ بہ خدمت
 حضرت والد محترم در ماہ شعبان رسیدند حضرت والد بزرگوار

ایشان را بشارت دادند کہ شمارا محمدی المشرب یافتم و حلقہ مغرب نیز حوالہ ایشان نمودند، کمالاتِ حضرت
ایشان را دیدہ حضرت والد ماجد منشرح الصدر، مطہن البالی، قریر العین شدند و مخلصین را حوالہ ایشان کردند
در احوال مبارکہ حضرت والد بزرگوار ایشان عاجز رسالہ عربی را نقل کردہ، در ان رسالہ
نوشته است۔ نامعناہ، کہ حضرت والد بزرگوار ایشان را علالتِ شدیدہ در پیش
آمد، حضرت عمہ محترمہ نیز بیان این علالت می کردند می فرمودند کہ مرض بہ نوع شدت اختیار کرد کہ کسی را
امید شفانہ ماند۔ این مرض از ۲۹۲ھ پیشتر بود کہ ہنوز حضرت سیدی الوالد ہمتہ تن متوجہ بہ علم باطن
نشده بودند۔ از مرض حضرت والد بزرگوار، حضرت ایشان بسیار مضطرب و متالم شدند، تا لم جگر پارہ
نمودند دیدہ حضرت والد بزرگوار بہ ایشان فرمودند شما غمگین نہ شوید، درین مرض موت مرانہست،
حضرت ایشان خیال کردند، شاید حضرت والد بزرگوار برائے تسکین خاطر من یا از وجہ شدتِ مرض از
قبیل ہجر چیزے فرمودہ اند، اندیشہ ایشان را حضرت والد بزرگوار دریاقتند فرمودند نزد من حضرت
والد بزرگوارم آمدہ بودند من عرض کردم کہ خواہش دارم کہ نزد شما برسم۔ فرمودند سنے، ہنوز شمارا تربیت
یکے کردن است۔ مؤلف رسالہ نوشتہ۔ المراد من ذالک الواحد هو تجلہ الکریم۔ یعنی، ظاہر است
کہ مراد از ان یک فرد، فرزند عزیز ایشان است۔

عاجز گوید، راست است۔ السعید من سعید فی بطن اقدار۔ برائے مراد ان و محبوبان
پروردگار خود اسباب سعادت ہستی می کند۔ چہار سالہ بودند کہ در حرم محترم نبوی علی صاحبہ الف
الف صلوات و نجات و اخل سلسلہ عالیہ اولیائے کاملین شدند و بشارتِ خلافتِ خاصہ یافتند،
و بہ والد بزرگوار ایشان گفتہ شد کہ ہنوز تربیت یک فرد منتظر باقی است۔ و فخر خاندان حضرت
شاہ عبدالغنی برائے حلقہ و توجہ یاران امر کردند و قطب زمان حضرت شاہ محمد منظر ردائے خود را بفرمان
آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ایشان را پوشانیدند۔ و از الطاف و نعمتایات سرور عالم صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم برومند شدند چون ہمت خود را بہ لہے سلوک برگاشتند بمنزلہ یکاڈ زینتھا ایضی و نو
لکم تمسسه ناس، نور علی نور بودند و در اوائ قدم دائرہ امکان را قطع فرمودند۔ فقال
مانال و فاز علی ما فاز و اللہ یجتبی الیہ من یشاء و یشاء الیہ من یشاء۔

حضرت ایشان قدس سرہ از معمولات خود کہ اندران آیام داشتند برورق سادہ
لاصحہ عمل از مجلد دلائل الخیرات نوشتہ اند، عاجز آن را نقل می کند۔
بیدار شدن قبل تحریم و چند رکعت خواندن، پس ازان قدرے ذکر نمودن و نماز در اسفار

با امام حنفی خواندن و ادعیہ ماثورہ خواندن بعد از ان در حرم یا ذکر کردن یا بہ حلقہ رفتن و بعد از شروق دو رکعت خواندن بہ خلوت رفتہ مطالعہ کتب تصوف مکتوبات قدسی آیات امام الطریقہ رحمہ اللہ و مثنوی مولوی رحمہ اللہ و احیائے غزالی رحمہ اللہ و نفحات عارف جامی رحمہ اللہ و طریقہ محمدیہ برکوی رحمہ اللہ خصوصاً از محل درس بعد از ان طعام خوردہ برائے قبیلوہ نزد حبیب اللہ رفتن و قبل از زوال وضو کردہ چار رکعت بعد از زوال خواندن و سنت قبلیہ نیز گزارہ برائے نماز حاضر مسجد شدہ با تکبیر تحریمیہ ظہر خواندن پس از ان بہ خلوت رفتہ سنت بعدیہ خواندہ قدرے ذکر نمودن بعدہ بہ حلقہ حاضر شدن و بعد از آن شش سیپارہ قرآن شریف کہ روح من روح جمیع آبا و اجداد من فدائے نام مبارکش باد و اسبوعہ دلائل الخیرات و الحزب الاعظم با کمال ترتیل و تفکر و خشوع و لحاظ معنی خواندن۔

روزے حضرت ایشاں قدس سرہ فرمودند کہ ما احیاء العلوم و طریقہ محمدیہ از شیخ الاسلام

سید احمد دحلان خواندہ ایم۔

حضرت ایشاں ذکر تحریم کردہ اند۔ در حجاز مقدس از صد ہا سال مروج بود کہ بہ یک ساعت قبل از صبح صادق مؤذنین از سر منار صلاۃ و سلام بہ آواز بلند می خواندند و آگاہ می کردند کہ وقت تہجد شدہ است۔ و این را تحریم می گفتند، سجدیہ و ہایبہ این را بدعت دانستہ بند کردند۔ و بعد از مدتی برائے تہجد نیز اذان را راجح کردند۔ حالاً جائے تحریم تا ذین گرفتہ تحریم عملی محبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بودہ و تا ذین عمل مدعیان سنت تِلْكَ الْاَيَّامُ نَدَاوُلَهَا بَيْنَ النَّاسِ۔

رونق بزم صاف کیشاں در مکہ مکرمہ جناب حاجی امداد اللہ شیخ طریقہ چشتیہ و مولانا سید حبیب الرحمن و مولانا رحمۃ اللہ و مولانا عبدالحق الہ آبادی

خلیفہ شاہ عبدالغنی و بعض دیگر با یک باطن افراد بودند کہ احیاناً بہ یک جا جمع می شدند و حضرت جد امجد قدس سرہ نیز درین مبارک محفل شرکت می کردند چون حضرت سیدی الوالد قدس سرہ محلی بہ علم ظاہر و منہجی بہ اسرار باطن شدند درین مبارک محفل شریک می شدند۔ اگر گفتہ شود کہ وجود حضرت ایشاں بہ منزله شمع بود برائے این بزم صاف کیشاں، درست باشد۔ اگر وقت نماز می رسید و این بزرگواران بہ جائے می بودند، حضرت ایشاں را برائے امامت می گفتند چنانچہ حضرت ایشاں امامت می کردند حاجی صاحب مولانا حبیب الرحمن و دیگران حنپہا می برداشتند۔ این بزرگواران احیاناً لو گفتہ اشعار خود را می خواندند حضرت ایشاں نسبت بہ دو شعر خود کہ در دو غزلہائے متفرق واقع اند می فرمودند کہ از استماع این شعر حاجی صاحب رالطف زیاد حاصل شد کہ اشبہ بہ صورت وجد بود۔ چونکہ ہر دو شعر

بہ زبان اُردو اندازہً بیجہت بیان کردہ نہ شد۔

نماز شام | در مکہ مکرمہ یک بخاری قیام داشت کہ از مخلصین حضرت ایشان بود وے بیان می کرد کہ روزے حضرت ایشان در جائے ہمان بودند چون بہ حرم محترم رسیدند نماز جماعت شدہ بود۔ حضرت ایشان بہ جہت باب العمرہ جماعت ثانیہ کردند و در رکعت ثانیہ سورۃ اِیْلَاف خواندند، چون بہ قَلْبِ عُبْدٍ وَ اَرْبِّ هَذِ الْبَيْتِ رسیدند چنان الوار و برکات را ظہور شد کہ مقتدیان تاب آن نیاوردہ بہ سجدہ افتادند۔ در جائے کہ حضرت ایشان امامت کردہ بودند آن بخاری نشان دادہ بود بہ یاد عاجز محفوظ است۔ اِشَارَةٌ اِلَى هَذِهِ الْكَمَا لَا تِ حضرت والد بزرگوار ایشان بہ برادر زادہ خود نوشتہ اند۔ کَمَا تَقَدَّمَ فِي اَحْوَالِ الْمُبَارَكَةِ فِي الْمَكْتُوبِ لِحَادِي عَشْرٍ بِسَبَبِ اَوْشَانِ سَمِعْتُمْ قُرْآنَ شَنِيدِنِ مِي شُو دُو مَرْدَانِ اَهْلِ ذَوْقِ وَ شَوْقِ حَاضِرِي شُونَدُ وَ نُو اِنْدُ۔ از شیخ ابو الخیر طالبان را فائدہ بسیار بہ زودی میسر می شود و در شغل خود سرگرم اند۔

رحلتہ الہند | در احوال والد بزرگوار ایشان قدس اللہ اسرارہما بیان شدہ کہ در اوایل ۱۲۹۴ھ حضرت ایشان مع والد بزرگوار خود سفر ہند اختیار کردند و تا او آخر

ماہ جمادی الآخرہ از راہ کلکتہ بہ رامپور رسیدند، بعد از شش ماہ بہ یکشنبہ دوم محرم ۱۲۹۸ھ حضرت والد بزرگوار ایشان رحلت فرمائے خلد برین شدند۔ عند الوفات بہ حضرت ایشان وصیت فرمودند کہ بر طریقہ مبارکہ حضرت کرام ثابت قدم باشید۔ متکفل شما پروردگار است۔ بہ کسے محتاج نہ خواهید شد۔ آن دو ہزار روپیہ کہ در کلکتہ یک مہینہ ہدیہ دادہ بود و من آن روپیہ را باز نزد وے امانت نہاد۔ در نکاح کرامت النساء صرف کنید۔ حضرت والد بزرگوار ایشان را بہ جز این دو ہزار روپیہ از متاع دنیویہ چیزے نہ بود۔

کرامت النساء | برائے خدمت حضرت جد امجد قدس سرہ کسے از بازار کینزے را خریدہ پیش کرد کہ کرامت النساء دختر آن کینز بود۔ حضرت جد امجد می فرمودند من دخترے

نہ داشتم۔ پروردگار این دخترے من عنایت کردہ۔ حضرت ایشان کرامت النساء را بسیار عزیز داشتند۔ دو ہزار روپیہ کہ در کلکتہ نزد پیش کنندہ ہدیہ محفوظ بود، برائے مصارف نکاح کرامت النساء مقرر فرمودند۔ حضرت عمہ محترمہ می فرمودند کہ کرامت النساء از پدرا شہ سیزدہ سال خورد بود۔ گویا در ۱۲۸۵ھ ولادت کرامت النساء شدہ بود و عند ارتحال حضرت جد امجد کرامت النساء سیزدہ سالہ بود۔

حضرت سیدی الوالد قدس سرہ مولوی عبید الرحمن معروف بہ مولوی سردار احمد مجذبی رامپوری

را در امپور بہ منزل اولاد عزیز می داشتند و ارادہ فرمودند کہ عقدِ نکاح کرامت النساء را بایشان بکنند، لیکن ابوین سردار احمد این عقدِ زواج را خوش نہ کردند۔ حضرت عمہ محترمہ می فرمودند۔ وقتیکہ در خانہ کسے رضامند بہ عقدِ نکاح کرامت النساء نہ شد، پدرشما نکاح و سے بانیک عالم کشمیری کردند کہ از مخلصین ایشان بود، و بعد از چند وقت چون نیک عالم بر حقیقتِ حال آگاہ شد رقعہ نوشتہ زیرہ بالین نہاد و روپوش شد۔ در رقعہ نوشتہ بود کہ گمان می کردم کہ کرامت النساء نسبتاً مجدیہ است لہذا عقدِ زواج کردم و چون یہ حقیقت امر آگاہ شدہ ام روپوشی اختیار می کنم۔

تایید بیان حضرت عمہ محترمہ از مکتوب محمد اصحاب الدین چنگامی نیز می شود کہ از خلفائے حضرت ایشان است و در سنہ ۱۳۰۲ھ از چال گام مکتوبے ارسال کردہ، و در ان نوشتہ است۔ "حال جناب علی آفندی صاحب معلوم نہ شد کہ بہ خدمت شریف حاضر اند یا نہ، و ہم معلوم نہ شد کہ حال میان عبید الرحمن کہ باوے تزویج عقیقہ مسلم شد یا نہ" اگر نیک عالم طلاق دادہ می رفت برائے حضرت ایشان قدس سرہ زحمتے پیدا نہ می شد۔ نیک عالم طلاق نہ داد و روپوشی اختیار کرد۔ لہذا کرامت النساء تا سنہ ۱۳۰۹ھ ہمراہ حضرت ایشان قیام نمود و باز بہ وجہ ناملائم جدائی اختیار نمود و فیما بعد حاجی عبدالغنی دہلوی را علم شد کہ نیک عالم در پنجاب قیام دارد چنانچہ ایشان بہ پنجاب رفتند و از نیک عالم طلاق نامہ حاصل کردہ بہ دہلی آمدند و فیما بعد بہ معاونت حاجی محمد اسحاق نکاح کرامت النساء با ڈاکٹر ولی اللہ صدیقی ساکن رٹول ضلع میرٹھ کردند۔ پروردگار کرامت النساء را فرزندے عنایت کرد کہ نامش ابو الفیض بودہ۔ وفات ابو الفیض در حیات والدہ خود بعد از قیام مملکت پاکستان در کراچی شد۔ ایشان را یک پسر ابو نصر محمد عزیز است۔ سَلَّمَ اللهُ وَحَفِظَهُ۔

بعض مفسدین بعد از وفات حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بعض مفسدین کرامت النساء را الہ کار خود ساختہ فتنہ برپا کردند کہ کرامت النساء دختر حضرت صاحب است و در امیراش می رسد۔ حجت این گروہ رسالہ "ہدیہ احمدیہ" بودہ کہ احمد ابو الخیر العطار الملکی در سنہ ۱۳۱۳ھ تالیف کردہ و در مطبع انتظامی کانپور طبع شدہ۔ درین رسالہ کرامت النساء را دختر حضرت سیدی الوالد ظاہر کردہ۔ برائے نا فہمان ابن رسالہ حجتے می تواند شد۔ لیکن کسانے کہ بہ احکام شریعت واقف اند می دانند اثبات نسب بہ نوشتن دیگران نہ می شود بلکہ اقرار والد لازمی است۔ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بہ کسے نہ فرمودہ کہ کرامت النساء دختر من است۔ بلکہ از حضرت سیدی الوالد میزاعظم خاں پسر خداداد خاں در کوسٹہ و صدر الدین کیفی غازی پوری در دہلی استفسار اولاد کردند۔

حضرت ایٹان فرمودند کہ سہ دختر و سہ پسر دارم و باز از نامہائے ہمہ آگاہ کردند و حضرت ایٹان قبل از وفات خود یہ یک سال قیالہائے جائداد بہ چودھری مولادادخان خوجوی و سید امجد علی شاہ سروھنوی و شیخ غلام احمد ہانسوی دادند فرمودند جائداد مرا بہ نام اولاد با بکنید و نام مایان سہ برادر و سہ خواہر بیان فرمودند۔ بعد از چند روز چودھری مولادادخان عرض کردند کہ بہ کرامت النساء چیزے دادہ شودیلنے حضرت ایٹان فرمودند کہ کرامت النساء را از میراث ما چہ واسطہ۔ و کہ می گوید کہ و سہ دختر ما است۔ و سہ دختر کثیرے است۔ تا ماہ رجب ۱۳۳۹ھ مایان برادران و خواہران را علم نہ بود کہ کرامت النساء وجودے دارد۔ و نہ گاہے حضرت سیدی الوالدیہ مایان فرمودہ کہ کرامت النساء خواہر شما است۔ کرامت النساء را فرزندے بود کہ از حضرت برادر کلان یک دو سال کلان بود۔ در ۱۳۳۹ھ و در ۱۳۳۲ھ چند بار بہ خدمت حضرت ایٹان رسید۔ لیکن اندرون خانہ قدم نہ نہاد۔ جناب ہمشیرگان و حضرت والدہ صاحبہ از وے پردہ می کردند۔ اگر کرامت النساء دختر حضرت ایٹان بودے۔ جناب ہمشیرگان خالہ و می بودند و خالہ را پردہ نیست۔ یکے از مخلصین قدم کہ ہم نوائے مفسدین شدہ بود۔ روئے با عاجز ملاقات کرد۔ عاجز بہ وے گفت۔ آیا از زبان حضرت صاحب شنیدہ ئی کہ کرامت النساء دختر من است گفت۔ این سخن نہ شنیدہ ام۔ عاجز گفت۔ اگر کرامت النساء دختر حضرت صاحب بودے، ہمشیرگان پردہ نہ کردے۔ آن مرد پیر رحمہ اللہ چون این سخن شنید گفت من غلط کردم کہ از وجہ رسالہ "ہدیہ احمدیہ" ہم نوائے دیگران شدم و شمایان را پریشان کردم۔ رَحِمَهُ اللهُ دَرَضِي عَنَّهُ۔

کرامت النساء حضرت سیدی الوالد قدس سرہ را آزارے شدید رسانیدہ بود لہذا از لطفہا و عنایات حضرت ایٹان محروم ماند۔ چونکہ پروردہ و تربیت یافتہ حضرت جد امجد قدس سرہ بودہ از نسبت شریفہ معری نہ بود، در اوائل شعبان ۱۳۴۹ھ این عاجز ہمراہ حضرت برادر کلان نزد کرامت النساء در کراچی رفتہ بود۔ یہ دوران کلام حضرت برادر کلان حدیثے مبارک خواندند۔ کرامت النساء حظہا برداشتند۔ بعد از دو سال یہ وقت صبح صادق روز پنجشنبہ دہم ماہ ربیع الآخر ۱۳۸۱ھ (۲۱ ستمبر ۱۹۶۱ء) بہ عمر نود و ہفت سال در کراچی رحلت نمود۔ عَفَرَ اللهُ لَهَا وَرَجَمَهَا وَرَضِيَ عَنْهَا۔

بہ روز یکشنبہ دوم محرم ۱۳۹۸ھ حضرت پدربزرگوار ایٹان
وفات حضرت والد و دو خطوط
 قدس سرہ سفر آخرت اختیار فرمودند۔ کہما تقدم البیان

فی احوالہ المبارکۃ۔ حضرت ایٹان مکتوبے بہ حضرت العم حضرت شاہ محمد منظر قدس سرہ نوشتہ اند۔
 صرف حصہ اولش محفوظ ماندہ و آن حصہ درج ذیل است۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ بِخَدْمَتِ شَرِیْفِ جَنَابِ عَمُوْمِی صَاحِبِ، مَخْدُوْمِ مَكْرَمِ قَبْلَةِ اَعْظَمِ
 دَلِ بِچَاهِ ذِقْنِ اَفْتَادِ حَرِیْفَانِ مَدُوْمِ یُوْسُفْمُ كَمُ شَدُوْمِ اِرْوَاحِ عَزِیْزَانِ مَدُوْمِ
 بِلِجْرِ فِضْلِ اِلٰهِي طَبِیْبِ مَنْ كَرُوْمِ۔

و مکتوبے بہ سیادت و معارف دستگاہ مولانا سید عبدالسلام ہوسوی کہ از اجل خلفائے جدیہ
 ایشان بودند قدس اللہ اَسْرَارُهَا۔ نوشتہ اند۔ اصل خط نزد فضائل و سیادت پناہ سید ابوالحسن ندوی
 موجود است۔ ایشان نقل آن گرامی نامہ بہ عاجز دادہ اند کہ درج ذیل است۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادَةِ الذِّیْنَ اصْطَفٰی۔ اِزْ اَبُو الْخَیْرِ
 عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍاَنَّ اللّٰهَ لَهٗ بِخَدْمَتِ حَقَائِقِ پِنَاہِي مَعَارِفِ دَسْتِگَاہِي مَوْلَانَا سَيِّدِ عَبْدِ السَّلَامِ جَعَلَهُ اللّٰهُ
 لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا وَ كَثَرَ اَمْثَالَهُ وَ بَارَكَ فِيْ عُلُوْمِهِ وَ مَعَارِفِهِ وَ عَمْرِهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهُ
 وَ بَعْدُ، فَلِلّٰهِ سُبْحَانَ الْمِنَّةِ وَالْحَمْدُ وَالشُّكْرُ عَلٰی مَا اَنْعَمَ عَلٰی مَا اَبْلٰی۔ ہر چند این مصیبتِ عظمٰی
 فوت چنین مرئی و مرشد و شفیع و عاشق و معلم مرہے و داروئے نہ داروئی دانم کہ تالیب گور این داغ
 مونس من است۔ اما بعد وفات شریف عنایتہا و نواز شہا بیش از ایام حیات مشہور و اندو دل را
 بہ تصور صورت مبارکہ خور سندی دارم۔ اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ مَلِكٌ اَدْعُوْدِيَّةً وَاَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ بعد چندی
 اِنْ شَاءَ اللّٰهُ در ان عالم قدس مہوسی حاصل خواہد شد رَحْمَةُ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَاَلَمْ نُنزِلْ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ
 عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ وَ رَضِيَ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ وَاَفَاضَ عَلَيْنَا مِنْ نُبُوْصَاتِهِ وَ بَرَكَاتِهِ۔ عنایت نامہ
 رسید شرفہا بخشید جزا کما اللہ خیراً۔ در عین حیات قبلہ گاہی ارشاد پناہی قدس سرہ نیز مکتوب
 گرامی رسیدہ بود، لیکن بہ سبب اشتغال بہ تداوی حضرت ایشان اتفاق تحریر جواب نیفتاد، بعد وصول
 مکتوب سامی حضرت ایشان رحمۃ اللہ فرمودند کہ مولوی صاحب بہ ما گفتہ بودند کہ اگر در ہندوستان آئی
 بہ خانہ ما ہم بیائی۔ لیکن میان معصوم ما را نہ گذاشتند و بہ خط مستقیم بہ رامپور آوردند۔ انتھی کلاماً
 الشَّرِیْفُ عَقْدِ نِكَاحِ فَقِيْرٍ اَبُو خَيْرٍ جَنَابِ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعصُوْمٍ در منتصف ماہ گذشتہ جمادی الاولی، شد و
 وداع در آخرین ماہ قصیدہ دارند۔ دعا کنند کہ حق سبحانہ مبارک کند و موجب جمعیت و اطمینان کند
 نہ پریشانی، باقی احوال مستوجب حمد الہی است، ختمہا صبح و شام خواندہ می شود، و قصیدہ حرمین ہمنوز بیچ
 موہوم نیست، ہر چہ مرضی مولا از ہمہ اولی۔ اگر گاہ گاہ بہ مکاتیب خوش می فرمودہ باشند بعد از
 مَحَبَّتِ نَبِیْسَتِ۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَيْنَا وَعَلٰی جَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ، سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ
 وَ بِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

حدر فی ۱۲ جمادی الآخرۃ یوم الدیوع (الاربعاء) ۲۹۸ھ از رام پور متصل قلعہ
ازین مکتوب گرامی تائید بیان حضرت عمہ محترمہ شد کہ در بیان آثار سعادت گزشتہ کہ والد بزرگوار ایشان
عاشق ایشان بودند۔ چہ حضرت ایشان صراحت تحریر می فرمایند۔ فوت چنین مرتبی و مرشد شفیق و عاشق الخ
و ازین مکتوب گرامی معلوم شد کہ عقد زواج اول در وسط ماہ جمادی الاول
۲۹۸ھ با محترمہ عارفہ بنت حضرت شاہ محمد معصوم و حضرت امہ الجمیل

عقد زواج اول

و بعد از چہل روز در او اخر ماہ جمادی الآخرہ وداع شد۔ در ہندوستان بعض اوقات این صورت
پیدامی شود کہ نکاح می کنند۔ لیکن دختر را بعد از مدتی بہ خانہ زوج می فرستند۔ و ازین مکتوب ظاہری شود
کہ ازین عقد نکاح حضرت سیدی الوالد قدس سرہ چند ان مطمئن نہ بودند۔ لہذا بہ حضرت سید نوشتہ اند
دعا کنند کہ حق سبحانہ مبارک کند و موجب جمعیت و اطمینان کند نہ پریشانی۔“

از لیلن محترمہ عارفہ پروردگار حضرت ایشان را در ظرف چہار سال سہ بنات، عابدہ، صابرہ،
کاملہ عنایت فرمود۔ اگرچہ بہر سہ در ایام رضاعت رحلت کردند۔ مع ہذا در طبائع زوجین توافق نہ بود
لہذا بعد از چند سال جدائی واقع شد۔ وَكَانَ ذَلِكَ قَدْرًا مَقْدُورًا۔

از روزی کہ حضرت ایشان متوجہ بہ سلوک نقش بند یہ مجددیہ
شدند از جمیع مشاغل اعراض نمودہ مصروف کار شدند۔ اندران

قیام در دہلی و سر ہند

ایام حضرت ایشان بر ورقے نوشتہ اند۔ می فرمودند ہر کراہیضہ قابلیت بہ صحبتہائے مختلف فاسد
شد، تدبیر کار او دشوار است، جز بہ صحبت اہل تدبیر کہ کبریت احمر است بہ اصلاح نہ می آید۔

جز صحبت عاشقان مستان میسند در دل ہوس قوم فرومایہ میسند
ہر طائفہ ات بہ جانب خویش کشد چغذرت سوئے ویرانہ و طوطی سوئے قند

می فرمودند۔ دور افتادگی ہائے خلق ازان است کہ خود را دوری اندازند و بہ اختیار بارہ بخود زیادت
می گردانند و گرنہ قصور در فیض الہی نیست، می فرمودند، عادت انس می شود و انس طبیعت، سالک
ترک نوافل عبادت گاہ گاہے از برائے ترک استیناس روا است۔ می فرمودند۔ شیخ ابو سعید
ابوالخیر قدس اللہ سرہ فرمودہ اند کہ اغباب الزیارة مع حضور القلب خیر من دوامہا بلا
حضور۔ و حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم را ابو ہریرہ را رضی اللہ عنہ فرمودند۔ زُرْغَبًا
تَزِدُّ حُبًّا۔ وے از پس ستونے در گشت و گفت۔ یا رسول اللہ بیش ازین طاقت نہ دارم، اگرچہ
اظہار کمال محبت خود کرد، اما اگر متابعت امر کردے بہتر بودے۔“

سبحان اللہ چہ معارف بیان فرمودہ اند۔ کسے کہ در صد تحصیلِ این گونه معارف باشد و پیرا
 بخوش و قتیہ ہائے دوستان و صحبت ہائے بے فکران چہ ارتباط خواهد بود۔ در رامپور اجتماع صاحبزادگان
 زندہ دل و خوش طبع بود۔ حضرت ایشان متلاشی سوختہ دلان و جگر ریشیان بودند کہ۔ لَو اَقْسَمَ عَلٰی
 اللّٰهِ لَا بَدَّءَ۔ مصداقِ حالِ ایشان بُود۔ و طلبگار کجے بودند کہ بہ ذکر و فکرِ خود مشغول گردند۔

بہ فراغِ دل زمانے نظرے بہ ماہ روئے بہ ازان کہ چتر شاہی ہمہ وز ہائے ہوئے

لہذا از برائے دریافتِ این گونه احوال حضرت ایشان بہ خانقاہ ارشاد پناہ دہلی تشریف می آوردند
 و از اوقاتِ خود بیشتر را درین جا در ذکر و فکر بہ سر می بردند، در مکتوباتِ شریفہ حضرت ایشان مکتوبے است
 بہ نام سیادت و معارف پناہ سید عبد اللہ زوادی خلیفہ حضرت شاہ محمد مظہر قدس اللہ انوارہما
 کہ تعلق بہ آوردن شیخ احمد بہار الدین دارد۔ ازین مکتوب گرامی کیفیات و احوال حضرت ایشان ظاہری شود
 حضرت ایشان درین مکتوب یک شعر نوشته اند کہ نزد عاجز خلاصہ تمام مکتوب است، کہ
 دل اندر زلف لیلی بند و کار از عقل مجنون کن کہ ساک رازیان دارد مقالاتِ خرد مندی

حضرت ایشان در ظرف چہار سال (تاجہادی الاولیٰ ۱۲۰۳-۱۲۰۴) دو بار بہ سر ہند شریف رفتند و
 آنجا تقریباً چہل روز یک بار و یک ماہ بار در قیام فرمودند۔ از فیوضاتِ حضراتِ اجدادِ کرام لطفہا
 برداشتند و جامعے را بہ فیوضاتِ الہیہ سرشار کردند۔ از اوراقِ قدیمہ نامہائے بعض افراد معلوم شدہ تذکاراً
 نوشتہ می شود۔ شیخ عبدالرحمن عرف غلام بھیک مخدومی، شیخ محمد معصوم مخدومی، حاجی عبد اللہ،
 پیر جی حسین شاہ عرف سوندھے شاہ منتظم آستانہ عالیہ حضرت مجدد قدس سرہ و متولی آن بقعہ مبارکہ،
 عبدالشکور خان، قادر بخش کشمیری، اللہ بخش، احمد بخش، نبی بخش، خدا بخش، مولا بخش، پیرا بخش،
 حکیم عبد السبحان، شیر خان، اعظم خان، محمد حسین خان، حافظ غلام رسول ویران، حافظ محمد وزیر خان وزیر
 شاگرد ویران، قدرت اللہ، فیض اللہ، برکت اللہ حاجی محمد سرہندی، محمد اصحاب الدین چانگامی وغیرہم
 اصحابِ لدین مدتے در خدمت حضرت ایشان ماند و کسب سلوک کردہ بہ خلافت و اجازت ممتاز
 گشتہ بہ وطن مراجعت کرد و خلقے را وابستہ سلسلہ عالیہ فرمود۔ در اولادِ معنوی ان شمار اللہ بیان ایشان
 فی الخاتمہ خواهد آمد، و حافظ غلام رسول ویران شاگرد خاقانی ہند استاد ذوق بودہ، چون داخل سلسلہ
 عالیہ شد، سلسلہ پیران طریقت را بہ فارسی نظم کردہ، تعدادِ ابیات یک صد و ہشتاد و چہار است،
 شش ابیات کہ در ابتدائے ذکر خیر، نوشتہ شدہ از کلام ایشان است، ابتدائے نظم بہ این
 دو شعر کردہ۔

الہی بہ حقِ رسولِ کریم کہ پاپوس او گشت عرشِ عظیم
 محمد کہ محمود دارد مقام محمد کہ هست انبیا را امام
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ حافظ غلام رسول ویران در قبرستان حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ
 آرمیدہ است۔ قبل از وفات خود تاریخ وفات خود از "خاک سدہ خواجہ" استخراج کردہ کہ ۱۳۰۵ھ می باشد
 حافظ محمد وزیرخان وزیر بہ خدمت حضرت سیدی الوالد قدس سرہ عریضہ بہ مکہ مکرمہ نوشتہ۔ و این کیفیت را
 بیان کردہ۔ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَعَلَى اسْتَادِهِ۔

ملاقات حضرت ایشان با سائین توکل شاہ انبالوی شدہ
 احوال سائین صاحب را دیدہ حضرت ایشان بسیار

ملاقات با سائین توکل شاہ

خوش شدند و فرمودند سائین صاحب، این دولت از کجا فراہم کردہ تی، سائین صاحب دست لیستہ
 و اشک ریزان عرض کردند حضور، ہرچہ هست از خانہ شما است، سائین توکل شاہ خلیفہ ملا محمود جالندھری
 و ایشان خلیفہ ملا محمد شریف و ایشان خلیفہ حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ امرار ہم بودہ اند، چند
 سال می شود کہ مولوی احمد سعید فرزند عصمت اللہ سرحدی بہ عاجز گفتم کہ ملاقات حضرت ایشان با سائین
 صاحب در انبالہ شدہ بود۔ عاجز گوید کہ غالباً ملاقات اول در سرہند شریف بودہ۔ و در سرہند شریف چند
 نفر از انبالہ داخل سلسلہ مبارک شدند و این جماعت در ۱۳۰۵ھ حضرت ایشان را برائے چند یوم بہ انبالہ
 برد مولوی سراج الدین در محلہ مفتی والان علاقہ سہ راہ بہرام خان، دہلی۔ قیام داشتند، ایشان بہ سائین صاحب
 کہ پیرو مشد ایشان بود مکتوبی نوشتند و از قصد حضرت ایشان بہ انبالہ تحریر کرد۔ سائین صاحب بہ مولوی
 سراج الدین بہ اُردو مآمعناہ نوشتند۔ اے ملا توچہ تعریف آفتاب می کنی حضرت ایشان بہ مثل آفتاب اند
 مولوی سراج الدین رحمہ اللہ این مکتوب را بہ حفاظت نگاہ داشتند و بدو بہ دوستان خود نشان می دادند،
 از جواب سائین صاحب ظاہری شود کہ ملاقات سائین توکل شاہ قبل از تحریر مولوی سراج الدین شدہ بود۔

حضرت ایشان تا اواخر ماہ جمادی الآخرہ ۱۲۹۶ھ بہ رامپور رسیدہ
 بودند تقریباً بیج سال در رامپور و دہلی قیام فرمودند درین

معاودت بہ حرین شریفین

دوران خط و کتابت حضرت ایشان با ملا محمد عثمان دامانی خلیفہ وجانشین جناب حاجی دوست محمد قندھاری
 در امر خانقاہ ارشاد پناہ دہلی شدہ، چونکہ حیات ازدواجی حضرت ایشان خوشگوار نہ بود و بعد از ولادت
 دختر ثالثہ کاملہ محترمہ عارفہ در خانہ ابوبین قیام داشت، حضرت ایشان قدس سرہ با کرامت النساء کہ در احوال
 معلقہ بودہ قصد حرین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً و تکریماً فرمودند، غالباً رفیق سفر

ایشان علی افندی بود۔ بہ او خرمہ جمادی الآخرہ حضرت ایشان بہ بمبئی روانہ شدند۔ نوبت اول ورود حضرت ایشان بہ بمبئی بود۔ نہ پاکسے تعارف داشتند نہ از معترفین کے رفیق ایشان، البتہ آثار۔ سبباًہم فی وجوہہم من انرا الشجود۔ و مصداق۔ ہم الذین اذاروا ذکر اللہ از سببے مبارک ظاہر بود۔ بر شمع فروزاں پروانہا از خود می ریزند و بوی گلہاد ماغ را از خود معطر می کنند۔ فَمَا بِالْكُمْ أَيُّهَا الْأَخْوَانُ بِنُورِ اللَّهِ وَآثَارِ رَحْمَتِهِ۔ لہذا جماعتے از پاک دلان بردست حق پرست در سلسلہ عالیہ داخل شدہ ازین سعادت مندان حاجی محمد ایوب و محمد اسماعیل اند، این ہر دو افراد بہ ۲۵ ماہ رجب ۱۳۰۲ھ مکتوبے بخدمت ایشان ارسال داشتہ اند، درین خط نوشتہ اند: "بعد از انفصال صحبت صوری دل بسیار مغموم و متفکر شدہ، گویا آدم از ملائک الامر و ضالۃ المؤمن ہجور شدہ باشد۔ بعد عصر ارادہ کردیم کہ یک بار از مطالعہ آفتاب عالم تاب رونے انور و چہرہ منور کہ نقوش ماسوا از دیدنش سوختہ شوند و جمال محبوب حقیقی بہ وساطت او دیدہ شود مشرف شویم لکن اگہوٹ روانہ شدہ بود بہ جز حسرت و غم بر غم ہیچ حاصل نہ شد۔"

فراقے کاقتدار دوران دوری بہ از وصل بدین تلخی و شور می

این خط در بارہ امرے ضروری بعد از روانگی جہاز بہ روز سوم نوشتہ شدہ است۔ لہذا حضرت ایشان قدس سرہ از بمبئی بہ جدہ بہ بیست و دوم رجب ۱۳۰۲ھ روانہ شدہ اند۔

نکاح دوم | در مکہ مکرمہ جناب امجد حسین "شال والا" صدیقی نسباً شاہجہا پوری و طنائہا جرمک و برادر خورد ایشان از مخلصین حضرت جد امجد و حضرت سیدی الوالد قدس اللہ اسرارہم قیام داشتند، چونکہ تجارت شال می کردند مشہور بہ شال والا (صاحب شال) شدند، برادر خورد چون برائے زیارت نزد حضرتین جلیلین می آمد، استیذان بہ این شعری خواست۔

بر در آمد بندہ بگرنجتہ آبروئے خود ز عصیان رنجتہ

جناب امجد حسین را دخترے بود کہ ہاجرہ نام داشت حضرت سیدی الوالد طلبگار آن عقیقہ طاہر شدند حضرت ابوبکر کیمین این رشتہ را بہ خوشی منظور فرمودند چنانچہ در او آخر ذی القعدہ یا اوائل ذی الحجہ ۱۳۰۲ھ عقد نکاح شد۔

شوق زیارت | حضرت ایشان اندرین ایام مکتوبے بہ ملا عبدالحکیم کولابی نوشتہ اند کہ در مدینہ منورہ قیام داشتند دران مکتوب شرح فرمودہ اند: "عرض غلامی ازین اسیر ہوا و ہوس بہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و صحبہ وسلم بہ ہزاران ادب نمایند۔ و نوشتہ اند: لَئِنْ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ۔ يَا رَسُولَ اللَّهِ حَشَمَ رَحْمَتِ بَكْشَا سُوَيْمِنَ"

انذارِ نظرِ سلامٍ عَلَیْكَ وَعَلَىٰ صَیْحِبِیْكَ اَبِی بَكْرٍ وَعُمَرُو عَلَی خَادِمِیْكَ سَعِیْدٍ وَعُمَرُو رَحْمَةُ اللهِ سَجَانَهُ
اَلِیْكَ رَسُوْلُ اللهِ حَتَّی مَطِیْتِی فَقَدْ كُنْتُ مُشْتَاقًا اِلَیْكَ اَشْتِیاقِیَا
وَمَا كُنْتُ قَبْلَ الْیَوْمِ اَحْسَبُ اَنْبِیَ الْاَقْبَلِ لَكِنْ كَانَ لِی اَنْ اَلَا تِیَا

دیارِ حبیب حضرت ایشان در ماہ رجب ۳۰۳ھ بمدینہ منورہ تشریف برونند و شش ماہ آنجا قیام فرمودہ اند و در ۳۰۵ھ نیز بہ آن ارض مبارکہ قصد فرمودہ اند و در آن وقت آنجا حضرت ایشان را علالتی در پیش آمد و علالت شدت پیدا کرد و حضرت ایشان بہ بارگاہ بے نیاز خداوندی عرض نمودند کہ اگر شفا یا بجم حج کنم و شترے را بخر کنم پروردگار ایشان را شفا داد و ایشان حج و عمر کردند۔ در مدینہ منورہ بہ الطاف و عنایات نبویہ مشرف شدند و ایشان را از بارگاہ نبوت اشارتے شد کہ بہ ہندوستان سفر باید کرد۔

برمزار ابن عباس حضرت ایشان در ایام گرامہ طائف تشریف برونند و آنجا بہ روز جمعہ ہزار حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حاضر شدند چون از فیوضات و برکات صاحب مزار مستفید شدند۔ صاحب مزار رضی اللہ عنہ بہ حضرت ایشان ارشاد کرد۔ امروز امانت نماز جمعہ شما بکنید حضرت ایشان می فرمودند۔ ماجیران مانند یکم کہ حضرت جنین ارشاد می فرمایند و این مسجد شریف امام دارد۔ اندرین اثنا خبر آمد کہ امام علیل است و مؤذن نزد من آمد و استدعائے امامت کرد و من امامت کردم۔ روزے حضرت ایشان در کوشہ بہ حلقہ و توجہ مصروف بودند۔ شخصے استفسار کرد۔ آیا بغیر صحبت پیر کامل کسے بہ ولایت می رسد حضرت ایشان فرمودند اگر فضل پروردگار شامل حال وے گردد بدون شیخ کامل بہ درجہ ولایت فائز می گردد۔ بعد از این ارشاد حضرت ایشان واقعہ حاضر شدن برمزار ابن عباس و امامت نمودن را بیان فرمودند و باز ارشاد کردند چون از مسجد شریف برآمدیم یک مرد سفید ریش کہ بہ وضع افغانی بود پیشم آمد و گفت۔ اگر ناگوار خاطرہ نشود سخنے عرض کنم۔ آن وقت جوانی من بود در طبیعتم حدت و قہر بود۔ من بہ آن پیر مرد گفتم کہ از استماع قول حق خاطر مملول نہ می شود۔ پیر مرد گفت شما بہ وقت افتتاح صلاۃ تا نرمہ گوش دست خود نہ می رسانید۔ اگر تا نرمہ گوش دست خود برسانید خوب تر باشد۔ زیرا کہ پروردگار شمارا مقننا ساخته۔ بعد از بیان این واقعہ حضرت ایشان فرمودند۔ یاد نہ دارم کہ بعد ازین در افتتاح صلاۃ تا نرمہ گوش دست نہ رساندہ باشم و وقتے کہ قصد افتتاح صلاۃ می کنم صورت آن پیر مرد بر من ظاہر می شود۔ اگر آن شخص کہ بہ صحبت کاملے نہ رسیدہ بود ولی نہ بودے چرا خیالش عند افتتاح صلاۃ بہ دلم آمدے۔

مراجعت بہ ہند

حضرت ایشان حج ۱۲۰۵ھ کردند و کتا بہا را نزد مولانا عبدالحق الہ آبادی شیخ
دلائل حرم مکی و خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی رحمہما اللہ و سامان نزد مخلص خوقندی

امانت نہادہ در اوائل ۱۳۰۶ھ یعنی در اوخر ستمبر ۱۸۸۸ء عن طریق البحر مع الہیہ محترمہ و یک دختر دو سالہ کہ
احمدی نام داشت و کرامت النسا، از جدہ بہ بمبئی روانہ شدند یک مخلص بخاری رفیق سفر بود۔ تقریباً
دو ماہ در بمبئی قیام فرمودند و جماعتی از آن دیار داخل سلسلہ مبارکہ گشت از آن جملہ حاجی عبداللہ عمر
وطیب و ایوب کھڑی را عاجز دیدہ است۔ با وجودی کہ در امور دنیویہ مصروف بودند از نسبت شریفہ
بہ بہرہ نہ بودند رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَرَحِمَ جَمِيعِ اِخْوَانِهِمْ وَرَضِيَ عَنْهُمْ اَجْمَعِينَ۔

خانقاہ ارشاد پناہ

حضرت ایشان قدس سرہ در اوائل ماہ ربیع الآخر ۱۳۰۶ھ از بمبئی بہ
خانقاہ شریف دہلی رسیدند حضرت ایشان را علم بود کہ جد امجد ایشان

خانقاہ شریف را حوالہ جناب حاجی دوست محمد رحمہ اللہ و قدس سرہ کردہ اند، چنانچہ حضرت شاہ محمد مظہر
قدس سرہ در مناقب احمدیہ، صفحہ ۲۴۱ نوشتہ اند: و خانقاہ و مکانات محل سرائے خود و تسبیح خانہ حوالہ
ایشان نمودند و اختیار دادند کہ خواہ خود در آنجا باشند یا خلیفہ خود را دارند۔ لہذا ایشان مولوی رحیم بخش
صاحب را کہ از زبده خلفائے ایشان اند در خانقاہ شریف بہ جہت خدمت واردین و چاروب کشی
مسجد و مزارات بابرکات مقرر فرمودند۔ رَزَقَهُ اللّٰهُ الْاِسْتِقَامَةَ ۛ

مولوی رحیم بخش

عاجز گوید مولوی رحیم بخش عجب مرد ولی و فرستہ خصالت بودند۔ نہ سال
خدمت خانقاہ شریف بہ وجہ احسن کردند و در جہات پیرو مرشد خود در

۱۲۸۳ھ رحلت فرمودند مزار مبارک ایشان بیرون محجر مبارک بہ جہت شرق متصل مزار پرنوار
حضرت مرزا مظہر جان جانان قدس سرہ است، شانزدہ سال می شود کہ عاجز فرس حوالی محجر شریف را
درست می کرد۔ بہ جہت شمال متصل بہ قبر مولوی رحیم بخش یک قطعہ کلاں از سنگ خارا فرش شدہ بود۔
بر روز شنبہ ۲۵ ماہ ربیع الآخر ۱۳۷۸ھ (۸ نومبر ۱۹۵۸ء) مزدوران آل سنگ را از آنجا کشیدند۔ در
اثنائے کشیدن این سنگ یک سنگ خورد جائے خود را گزاشت و در قبر مولوی صاحب بہ اندازہ
بیضہ مرغ سوراخے پیدا شد۔ ازان سوراخ نفحات بوئے خوش بہ چہار اطراف منتشر شد۔ عاجز بہ جہت
غرب محجر شریف استادہ بود۔ بہ فاصلہ نہ دہ گز، چون بوئے خوش شمید بہ جہت مزدوران رفت و از
حقیقت امر آگاہ شد، بہ معارف گفت کہ قدرے از گل بردہ ان سوراخ بنہد۔ در مزدوران بعض افراد غیر مسلم
بودند و از اظہار این کرامت متحیر ماندند۔ بلکہ یکے از ایشان بعد چند سال روزے بہ عاجز گفت کہ آن بوئے

خوش از یاد من نمی رود۔ صَدَقَ اللهُ الْعَظِيمُ۔ وَإِنْ يَرَوْا كَلَّ آيَةٍ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا۔ کسے سال وصالِ مولوی رحیم بخش از۔ الْآلِانَ أَوْلِيَاءَ اللهُ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ برآوردہ است کہ ۲۸۳ھ می باشد وَهُوَ جَدِيدٌ بِهَذَا التَّارِيخِ، رَحِمَهُ اللهُ وَقَدَّسَ سِرَّهُ۔

بعد از وفاتِ مولوی صاحب جناب حاجی صاحب بہ مدینہ طیبہ خط نوشتند و از **شاه ولی النبی** حضراتِ کرام مشورہ طلب کردند و بمشورہ ایشان شاه ولی النبی مجددی را پیوری برابرے حفاظت خانقاہ شریف مقرر کردند، و تا وقتے کہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ در ۱۲۰۶ھ بہ خانقاہ شریف رسیدہ اند قیام ایشان در خانقاہ شریف بودہ کہ مدت بست و سہ سال می باشد۔

وفاتِ جناب حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ بہ دوشنبہ ۲۲ شوال ۱۲۸۳ھ بودہ۔ ایشان را سہ خانقاہ بودہ، یکے در افغانستان، دوم در موسی زئی علاقہ ڈیرہ اسماعیل خان و سوم خانقاہ شریف دہلی۔ جناب ایشان قبل از وفات خود ملا محمد عثمان دامانی را جانشین خود منتخب کردند۔ چنانچہ تحریر فرمودند۔ "مولوی محمد عثمان صاحب را سلمہ بہ خلیفہ و مسند نشین خود متولی خانقاہات و کتب و اسباب متعلقہ لنگر ساختم و بر اتباع خود اتباع او شان مقرر نمودہ ام۔" ملا صاحب سی سال بر مسند ارشاد فائز ماندند و بہ سہ شنبہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ رحلت فرمودند۔ قَدَّسَ اللهُ تَعَالَى سِرَّهُ۔

حضرت ایشان قدس سرہ را معلوم بود کہ تولیت و اختیار خانقاہ شریف بہ دست **آمد ملا عثمان** ملا محمد عثمان است لہذا حضرت ایشان پیش از سفر حجاز بہ ملا صاحب خطوط نوشتند۔ ملا صاحب در آن روز ہا مریض بودند۔ در مکتوبے نوشتہ اند۔ "از نافرجامی بخت خویش در مواع آفاقہ و النفسیہ در عہدہ تعویق و عقدہ سلب توفیق افتاد تا این کہ روز گذشتہ از غلبہ امراض و ضعف بنیہ بہ جهت حضور جماعت عامہ در مسجد خاص خانقاہ با اختصاص توفیق حضور نیافت۔ ادراک فیض حضور برکات ظہور ہموارہ غایتہ المامل و نہایت المسؤل است و ہمیشہ با عجز و نیاز از درگاہ حضرت قاضی الحاجات کار فرمای کار ساز خواہان، مگر بہ برکت دعوات اجابت التزام و توجہات خاطر مکرمت ارتسام بہ حصول مقصود و نیل مطلوب مہر و خویش فائز و بہرہ مند گرد۔ باکریمان کار ہا دشوار نیست۔ حضرت من۔ از توالی امراض قدیمہ و جدیدہ از توفیقات ظاہرہ و باطنہ محروم است اگر بہ دعائے شفائے عاجل و سلامت خاتمہ یابد و شاد فرماید از بندہ پروری و عنایت گستری بعید نیست۔ شاہان پر عجب گرینواز نگدارا۔ الخ۔ و چون از حجاز مقدس بہ نیت اقامت در خانقاہ ارشاد پناہ برگشتند مکتوبے

بہ ملا صاحب ارسال فرمودند و دران مکتوب این شعر نوشتہ اند۔

ساقیا عشرت امروزہ بہ فردا مفکون یازدیوان قضا خط امانی بہ من آر

ملا صاحب در ماہ رجب ۱۳۰۶ھ بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ اند۔ کسانے کہ دران وقت حاضر بودند بیان این واقعہ می کردند۔ عاجز بیان حاجی محمد اسماعیل جوہری را قلم بند کردہ بود کہ نزد خانقاہ شریف دہلی سکونت داشتند و از مخلصینِ قدماہ حضرت ایشان بودند۔ گفتہ اند۔

ملا صاحب در "پنیس" سوار بودند، یعنی بر تخت روان کہ بر اکتافِ رجال می باشند نشستہ بودند۔ و در معیت ایشان بہ اندازہ ہفتاد نفر بودند، بیشتر از ایشان روسائے ضلع بلند شہر و ضلع علی گڑھ بودند۔ چون پنیس بہ دروازہ خانقاہ شریف رسید۔ ملا صاحب از پنیس برآمدند۔ سفید ریش، وضاح الجبین، تحیف البنیہ بودند، جناب حضرت صاحب در دروازہ استادہ بودند۔ چون نظر ملا صاحب بر جمال باکمال حضرت صاحب افتاد بے اختیار دستہائے ایشان بہ سوتے قدمہائے حضرت صاحب دراز شد۔ جناب حضرت صاحب ملا صاحب را ہر دو باز گرفتہ در بر گرفتند و باز دست راست خود را بہ سوتے محجر شریف بلند کردہ فرمودند۔ ملا صاحب بلینید حضرت کرام چہ می فرمایند و باز ملا صاحب را با خود گرفتہ بہ محجر شریف رفتند۔

چون از محجر شریف برآمدند ملا صاحب بہ حاضرین گفتند کہ این خانقاہ **حق بہ حق دار رسید** شریف راجد بزرگوار حضرت صاحبزادہ بہ خلیفہ اجل خود حضرت حاجی دوست محمد قندھاری را در ۱۲۰۲ھ دادہ بودند و حضرت حاجی صاحب بہ این فقیر دادہ اند۔ امروز این خانقاہ شریف را فقیر بہ صاحبزادہ صاحب می دہد، و باز ملا صاحب بہ حاضرین گفتند باید کہ شما بہ خدمت حضرت صاحبزادہ رسیدہ باشید۔

چون ملا صاحب خانقاہ شریف را بہ حضرت **مراجعت شاہ ولی النبی و رمشاہرہ** ایشان دادند و حضرت ایشان بر خانقاہ شریف متصرف شدند شاہ ولی النبی بہ ریاست رامپور مراجعت نمودند، نواب کلب علی خان والی رامپور برائے مصارف خانقاہ شریف ماہانہ سی روپیہ ارسال می کردند، حضرت ایشان آن را قبول نہ کردند گویا بہ زبان حال شعر حضرت والد خود می خواندند۔

اہل حرفہ بہ کسب دارد ناز کا درویش بر خدا باشد

آثار خلافت خاصہ | در حرم محترم نبوی عند المواجهتہ الشریفیۃ علی صاحبہما الف الف صلوات

و تَحِيَّۃٌ حَضْرَتِ جَدِّ بزرگوار ایشان بشارتِ خلافتِ خاصه داده بودند۔ وقت در رسید که آن بشارت کو صُورِحِ النَّجْمِ ظہور نماید۔ و ابتدائے آن از تعمیر خانقاہ شریف شروع شد۔

از روزے کہ جد بزرگوار حضرت ایشان قدم از خانقاہ شریف بیرون نہاده بودند کہسے بہ درستی و اصلاح عمارات نہ پرداختہ بود وقتیکہ حضرت ایشان تشریف آوردند نیم حصہ از یام مسجد شریف اقتیدہ بود و آن نیم دیگر کہ باقی بود پُر خطر بود و در حجر ہائے خانقاہ شریف مردم فُتساق آباد بودند۔ شاہ ولی النبی کہ اسم ہمسای بود بہ لین طبیعت مشہور بودند، لہذا نا اہلان جرأت پیدا کردہ بودند۔ روزے حضرت ایشان قدس سرہ فرمودند کہ از مسجد شریف بہ خانہ می رتم۔ چون از نزد حجرہ گزشتیم آواز زنے بہ گوشم رسید چون دروازہ را داکردم دیدم کہ زنِ فاحشہ نشسته است۔ من حجر ہائے خانقاہ شریف را از فاسقان پاک کردم۔ بعد از تطہیر خانقاہ شریف بہ تعمیر مسجد شریف مصروف شدند۔ ابتدائے کار تعمیر از چہارم جمادی الاولی ۱۰۳۷ھ شدہ و بہ پنجم محرم ۱۰۳۸ھ از تعمیر مسجد شریف دیوار خانقاہ و حجر ہائے مسجد شریف فارغ شدند۔ تاریخ تعمیر مسجد شریف چنین فرمودہ اند۔

تعالی اللہ! عجب مسجد بنا شد کہ شد اسلام را زو رونق تام

رقم زرخیر تاریخ بناش عبادت تمانہ پاکیزہ اسلام (۱۳۱۰)

اسلام الدین معمار در تعمیر مسجد شریف کار کردہ بود۔ می گفت حضرت ایشان از خانہ برآمدہ در صحن می نشستند و بہ ذکر و فکر خود مصروف می گشتند مزدوران و معماران در کار خود مصروف می بودند۔ گرد و غبار بر حضرت ایشان می آمد۔ از مخلصین کہسے عرض می کرد۔ حضرت۔ این جا گرد می آید۔ حضرت ایشان می فرمودند کہ تعمیر خانہ خدای شود۔ از گرد آن دل من خوش می شود۔ معماران و سنگتراشان خشت و سنگ را می تراشند۔ آوازے کہ از تراشیدن خشت و سنگ پیدای شود پُر دردگار تعالی شنودہ می شود۔ عاجز گوید کہ در فصل دوم رشحات نوشتہ۔ منتسبانِ خواجہ عبدالخالق رُوْحِ اللہ تعالی رُوْحِہ کہ در بازار ہامی روند ہمہ آواز ہادر گوش ایشان ذکر می آید و غیر ذکر ہیچ چیز نہ می شنوند و در مبادی حال ذکر چنان غالب شدہ بود کہ از ہر باد و از ہر آوازے کہ بہ گوش می آمد ذکر شنودہ می شد۔ حضرت ایشان قدس سرہ بر طریق و روش حضرات خواجہ ہا قدس اللہ اسرار ہم بودند و اسرار۔ تَسْبِوْلُہُ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْہِنَّ وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا لِنَبِیِّہِ بِحَمْدِہِ وَاَلْحَمْدُ لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَہُمْ۔ بر ایشان مکشوف شدہ بود چنانچہ از تسبیح ہر آواز حظہا بر میداشتند۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

صحن مسجد شریف چہار صنف داشت و در باقی حصہ حوض بود حضرت ایشان حوض را پر کردہ

صحن مسجد را وسیع کردند و حجر شریف و مزارات مبارکہ را نو تعمیر کردند۔ تسبیح خانہ را نہایت عالی شان ساختند۔ چون کہ این مبارک مکان مسکن حضرت شاہ غلام علی و فیما بعد جائے حضرت شاہ ابو سعید و حضرت شاہ احمد سعید و مولوی رحیم بخش و شاہ ولی النبی بوده و این بزرگواران درین مکان حلقہ و توجہ می کردند لهذا حضرت کرام این مبارک مکان را تسبیح خانہ می گفتند۔ حضرت ایشان احترام تسبیح خانہ می کردند و گاہے کفش پوشیدہ دران مکان نہ رفته اند۔ داستان ہر ہنر پامی رفتند و در حیات مبارکہ ایشان کسے را بارانہ بود کہ کفش پوشیدہ دران مکان داخل شود۔ وَمَا أَحْسَنَ مَنْ قَالَ۔

برزینے کہ نشائے کف پائے تو بود سالہا سجدہ صاحب نظران خواهد بود

و حجر شریف را بہ طرز جمیل بسیار خوب ساختند و یوار و جالیہا از سنگ باسی است و فرش و تعویذات از سنگ مرمر۔ در ۱۳۳۳ھ از حجر مبارک و در ۱۳۳۱ھ از تعمیر تسبیح خانہ فارغ شدند۔ این تعمیرات عالی شان را دیدہ این شعر بہ یاد می آید۔

چو فخر اندر لباس شاہی آمد بہ تدبیر عبید اللہی آمد

حضرت ایشان قدس سرہ بہ تطہیر قلوب و تعمیر خانقاہ **جماعت معاندین و مفسدین** مصروف بودند و معاندین و مفسدین در ایذا رسانی،

چنانچہ جماعتی از اشرار در خانقاہ شریف داخل شدہ یار محمد ولد مرزا خروئی را زد و کوب کردند۔ یار محمد بہ عاجز می گفت۔ من تنہا بودم و ایشان بیشتر از پانزدہ نفر بودند۔ یار محمد زخمی شد و چند روز صحت فراموش بود، یکے از مفسدین کہ حبیب بخش نام داشت در محکمہ دعویٰ دائر کرد کہ یار محمد مرادہ است۔ این واقعہ از ۶ جنوری ۱۸۹۲ء است (۲۶ جمادی الآخرہ ۱۳۱۱ھ) و بہ ۱۳ فروری ۱۸۹۲ء (۶ شعبان ۱۳۱۱ھ) حاکم بہ برات یار محمد فیصلہ کرد۔ وَتَحْسِرُ هَذَا لِمَنْ الْمُنْبِطُونَ۔

چون معاندین در وسائل خود کامیاب نہ شدند ایشان اشاعت یک فتویٰ کفر **فتویٰ الکفر** کردند کہ حضرت ایشان قدس سرہ العیاذ باللہ کافر اند، روزے حضرت ایشان

فرمودند کہ نزد من حکیم عبد المجید خان (برادر کلان حکیم محمد اجمل خان) آمدند و افسوس گنان بہ من گفتند کہ ملا فتویٰ کفر برائے شما داده اند۔ من بہ ایشان گفتم۔ حکیم صاحب شما چرا نجید خاطر می شوید۔ آیا من بہ فتویٰ این دو پیسگی ملا ہا کافر می شوم۔ چون حکیم صاحب کلام حضرت ایشان را شنید و استقلال و استغناء ایشان را ملاحظہ نمود در محبت و عقیدت مزید استوار شد و فی ما بعد قولی والد بزرگوار خود حکیم محمود خان را نقل می کرد کہ صاحب کرام رضی اللہ عنہم را نہ دیدہ ایم۔ البتہ احوال آن مبارکان شنیدہ ایم۔ اگر در این زمان کسے خواہش دید

آن احوال دارد به خانقاہ شریف برود و احوال حضرت شاہ صاحب و احوال مریدان ایشان را بسنگرد۔
 رَحِمَهُ اللهُ وَسَارِحِي عَنْهُ مَا أَحْسَنَ قَوْلُهُ۔

فتنہ قبر | چون حضرت سیدی الوالد قدس سرہ قصد تعمیر محجر شریف کردند مریدان مولوی رحیم بخش اصراً کردند کہ قبر مولوی صاحب کہ بیرون محجر شریف است در محجر شریف داخل کرده شود۔ حضرت ایشان قدس سرہ فرمودند کہ مولوی صاحب خادم و محافظ خانقاہ شریف بودند۔ خادم را در صنفِ مخدوم آوردن مناسب نیست جو اب حضرت ایشان را شنیدہ بعضی از مریدان گنام خطوط فرستادند و واجد علی خان رئیس بڈھانسی و مدار المہام ریاست جے پور راطرف داخود ساختند۔ چون حضرت ایشان را اطلاع برد سائس ایشان شد فرمودند۔ اگر ایشان می خواہند کہ بزرگتر بت مرشد خود تعمیرے بنا کنند۔ خاک ایشان را از این جا ببرند و ہر جائے کہ خواہند دفن کنند۔ و بر سر آن عمارت بسازند۔ لیکن در خانقاہ شریف ایشان راجح تصرف نیست۔

غم مسجد شریف | چون واجد علی خان و رفقائے ایشان در سلسلہ قبر پیرو خود ناکام شدند استفتاء کردند کہ دروازہ مسجد بستن و مردمان را از مسجد منع کردن چہ حکم دارد و این استفتاء از مفتی محمد مظہر اللہ امام مسجد فتحپوری دہلی کردند۔ مفتی صاحب از آیت و مَن اَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللهِ اَنْ يُدَّ كَذٰلِكَ۔ استدلال کرده تسامعت این امر بیان کردند۔ واجد علی خان آن فتویٰ را در ڈاک خدمت حضرت ایشان ارسال کردند۔ جناب مفتی محمد مظہر اللہ رحمہ اللہ و رضی عنہ در ۱۳۸۳ھ بہ عاجز گفتند کہ من حسب معمول بہ خدمت بابرکت حضرت ایشان بعد العشاء حاضر شدم در آن وقت جناب مولانا سیف الرحمن صید مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری و دیگر افراد شستہ بودند۔ یک کاغذ در دست مبارک حضرت ایشان بود۔ نظر حضرت ایشان بر آن کاغذ بود و فرمودند۔ "مفتی مظہر این مسجد بیت است"۔ غیر ازین حضرت ایشان یک حرف نہ گفتند۔ و حضرت ایشان داہم امر مولوی مظہر می گفتند لیکن آن شب بہ مفتی مظہر یاد فرمودند۔ چون حضرت ایشان این سخن فرمودند۔ آن استفتاء بہ یاد آمد کہ چند روز قبل واجد علی خان گرفتہ بودند و یقینم شد کہ واجد علی خان جواب مرابہ حضرت ایشان ارسال کردہ اند۔ و بعد از ارشاد ایشان من در احوال خانقاہ شریف و مسجد شریف نظر کردم و دیدم کہ مسجد شریف را خصوصی راہ نیست بلکہ راہ برائے دائرہ خانقاہ است و از خانقاہ بہ مسجد راہ می رود۔ لهذا این مسجد فی الواقع مسجد بیت است۔ کما قال حضرتہ قدس سرہ۔

گزارشتن زوجہ اولی | چون حضرت ایشان از حرمین شریفین تشریف آورده در خانقاہ

ارشاد پناه مقیم شدند و ملا عثمان رحمۃ اللہ از موسی زئی آمده خانقاہ شریف حوالہ ایشان کردند۔ ایشان بہ پیر
 بہ حضرت ابن العم بن حضرت بنت العم خطوط نوشتند کہ اگر دختر شما بیاید ان شاء اللہ بہ آرام خواهد ماند۔ حضرت
 عمہ محترمہ بہ عاجز گفتند کہ خواہش دختر من بہ رفتن نہ بود۔ لہذا من بہ والد شما نوشتم کہ دختر من خواہش رفتن
 نہ دارد لہذا شما طلاق بدہید۔ چون این خط بہ والد شما رسید ایشان بہ وجہ خوب طلاق دادند۔

از حریم شریفین یک مخلص بخاری را آورده بودند۔ دوسہ سال آن بخاری در
سکونت خانقاہ خدمت حضرت ایشان بود۔ بعد از رفتن وی تقریباً سہ سال کسے نہ بود۔

حضرت ایشان بعد از حلقہ شب دروازہ خانقاہ شریف را از اندرون بند می کردند۔ صبح ساعت نہ،
 یک دو نفر از مخلصین دہلی می آمدند۔ و بر دروازہ دستک می زدند۔ ایشان را ہدایت کردہ شدہ بود کہ
 بعد از فتح باب دوسہ دقیقہ داخل خانقاہ شریف نہ شوند زیرا کہ حضرت والدہ صاحبہ دروازہ را می کشادند
 و اندرین ایام واقعہ جدائی کرامت النسا بہ وقوع آمدہ۔ گمان تقدیم البیان۔

حضرت ایشان بہ ششم جمادی الاولی ۱۳۰۷ھ مکتوبی بہ ملا محمد عثمان رحمہ اللہ نوشتہ اند۔
 در آن مکتوب است۔ حاضرین حلقہ شریفہ حاجی عیسیٰ و عبدالرسول و محمد عالم و منشی محمد رضا و مولوی سیف
 الرحمن و احسان علی و امداد حسین و عبدالرحمن و حافظ محمد و دیگر خادین جنیب بخش و عبدالحق و عبد الواحد و
 سید اکبر و شمس الدین و گل محمد تسلیما ت عرض دارند و طلب دعوات می نمایند۔ بخوردار محمد سراج الدین و
 جملہ خادین و مخلصین خانقاہ دعا خوانند۔

و اندرین ایام منشی حسین علی، نور الہی صندوق ساز، عبدالرحمن طین فروش، حاجی عبدالغنی
 منتظم عید گاہ، حاجی محمد اسحاق سوداگر صدر بازار، حاجی فضل عمر سوداگر حقیقت، مرزا فرخ شاہ گورگانی و
 منشی کرم اللہ خان معروف بہ منشی نئے خان از حضرت ایشان بیعت شدہ اند۔

بعد از تعمیر مسجد شریف چند سال حضرت ایشان از اہل دنیا بالکلیتہ
انقطاع از اہل دنیا انقطاع ورزیدند حضرت ایشان بہ اسماعیل بن عبدالرحمن کہ از مخلصین

بمبئی بودہ اند۔ بہ روز جمعہ ششم جمادی الآخرہ ۱۳۱۱ھ مکتوبی نوشتہ اند۔ در آن خط تحریر است۔ کتاب
 مستطاب رسید۔ سبحان اللہ عجب کتاب است، سالہا است کہ حقیر مشتاق زیارت آن بود، بہ سبب
 شما بہ سعادت مطالعہ اش سرفراز شد۔ نسبت غلامی کہ این حقیر را بہ قرآن شریف است ہر چند نہ می
 گزارد کہ بہ کلام کسے ذوقین شوم۔

آن را کہ در سرائے نگارے است فارغ است از باغ و بوستان و تماشاخانے لالہ زار

اما در تصوف قدیم در مدح این کتاب لَمْ یَجِدْنَا مِثْلَهُ گفتن رواست۔ و در آخر نوشته اند: زیادہ از یک سال است کہ از خانقاہ شریف قدیم بیرون نہ نہادہ ام۔ دروازہ ملاقات مردم بالکل مسدود شدہ است۔ دوسہ خادم ولایتی، یک نیم ہندی بہ مشقت تمام حاضر می شوند طالبِ خدا نیست الا ماشاء اللہ، از آمدن مردم بے مزگی می شود بہ دعایاد دارند۔ و نوشتہ اند: اے عزیز در عالم کسے نیست و چیزے نیست کہ مرادوق دہد بہ جز خلوت من، سلوک سالکان و جذبہ مجذوبان را درون حرم دل من یار نیست، خود در فہم عنایتی کہ بمن است فاصرم، بہ دیگران چہ رسد، وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن یَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔ تَحَدُّیْنَا بِنِعْمَةِ اللّٰهِ بِشَاوِثِ شَمِّ کَہ دوست باشید و فہم کنید۔

من اگر رندم و گریخ چہ کارم با کس حافظ را از خودم عارفِ وقت خویشم تقریباً چار سال حضرت ایشان دروازہ ملاقات بستہ بودند۔ در او اخیر این دور یار محمد ولد مرزا خروٹی از سر وزہ رسیدہ بود و چند سال در خدمت حضرت ایشان ماند۔ و بے عا جز بیان می کرد کہ چند بار این واقعہ پیش آمدہ کہ حضرت ایشان کتابے بمن می دادند و من آن را فروختہ قیمتش می آوردم و حضرت ایشان خرچہ خانہ ازان پول می کردند۔

احتیاط در قبول ہدایا حضرت ایشان در قبول ہدایا بسیار احتیاط می کردند۔ از سو خورد و راشی می شد، آن ہدیہ مع آن رقعہ کہ در آن نام مع ولدیت و بیان ہدیہ می بود در کنجے از خانہ خصوصی حضرت ایشان نہادہ می شد۔ اگر بر مزاج اشرف حضرت ایشان چیزے از آثار کدورت ظاہری شد، روز دیگر آن ہدیہ بہ آن شخص واپس کردہ می شد، مخلصے از افغانستان قدرے از روغن آورد۔ روز دوم آن روغن بہ آن شخص واپس کردہ شد، حضرت ایشان فرمودند درین روغن بویے حرمت می آید۔ آن شخص متحیر ماند کہ شائبہ حرمت از کجا آمد۔ گو سفند از مال حلال خریدہ شدہ و عیال من از دست خود روغن کشیدہ۔ چون آن شخص از دہلی بہ خانہ رسید۔ تحقیق کرد و معلوم شد کہ آن گو سفند اجیاناً در کشت دیگران رفتہ کشت می خورد، ہمید کہ بویے حرمت ازین جا پیدا است۔ مولوی برکت اللہ نسباً فاروقی بود و در ہالنسی ضلع حصار قیام داشت از اصحاب اولین و صاحب نسبت و برکت و اجازت بود۔ در ۱۲۱۵ھ حسب معمول بہ خدمت اقدس رسید و روپیہ ہدیہ پیش کرد و یک دور روز در خدمت ماندہ بہ وطن بازگشت حضرت ایشان درج ذیل خط بہ ایشان نوشتند (اصل خط بہ اردو است)

روزے کہ شمار خصلت شدید بہ عصر آن روز دل را از شہابے لطفی حاصل شد۔ ماشاء اللہ دریافت

کریم معلوم شد کہ شمارفتہ آید۔ ہدیہ شمار دکرده می شود۔ زیرا کہ حالت شما مشکوک شدہ است، اگر شما صاف
می بودید چرا دلم را آن روز از شما بے لطفی پیدا شدے۔ ما ہدیہ ہر شخص نہ می توانیم گرفت و نہ از ما ہر شخص
بہرہ مندی تواند شد۔ در حق شما بہترین است کہ از بے ایمانی قلب تو بہ کنید۔ ۲۴ رجب الحرام
شب معراج۔ در قبول ہدایا احتیاط نام اگر چہ تا دم و الپسین بودہ اما بعد از ماہ رجب
۳۲۹ھ از قبول کردن ہدیہ امثال مولوی برکت اللہ احترام نہ می فرمودند یعنی از کسانے کہ بہ کسبِ
حلال مصروف بودند و در کار طریقت از ایشان سستی واقع می شد ہدیہ می گرفتند، زیرا کہ روزے در
میرٹھ درس بخاری شریف می دادند۔ چون در کتاب الوصایا بہ حدیث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ
تعالیٰ عنہ رسیدند کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ حضرت سعد فرمودہ۔ قَالَ الثَّلَاثُ وَالثَّلَاثُ
كَثِيرٌ اِنَّكَ اَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَا حَیْرُ مَنْ اَنْ تَدَعَ عَهْمُ عَالَةٍ يَتَكْفُونَ النَّاسَ فِي اَيُّدِ يَلِهِمْ۔
یعنی بدہ سیوم کہ سیوم بسیار است۔ بہ تحقیق گزارا شدن تو و ارثان خود را اغنیا و بے نیاز۔ بہتر است
از گزارا شدن آنها فقرا و بے نوا کہ در از کنند دست ہارا پیش مردم و طلب کنند کفای زندگانی کہ در دست
مردم است۔ ۱۵۔ حضرت ایشان فرمودند کہ از روئے این حدیث صحیح برائے اولاد مال و متاع و نبویہ
چیزے گزارا شدن بہتر است۔ و بعد ازین واقعہ حضرت ایشان در کونٹہ و در دہلی بعض املاک خریدند
والاتا آن زمان غیر از خانہ سکونتی چیزے دیگر نہ خریدہ بودند۔

اگر قبل از ۳۲۹ھ احتیاط از انداختیا کرده بودند و ہدیہ از کسلمندان و سستان در امور
طریقت نہ می گرفتند نہ بہر از رضائے رب نہ می گرفتند و اگر فیما بعد قبول فرمودند از وجہ ارشاد سردار
دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبول فرمودند عمل حضرت ایشان مصداق این حدیث شریف بودہ۔
مَنْ اَحَبَّ لِلَّهِ وَاَبْغَضَ لِلَّهِ وَاَعْطَى لِلَّهِ وَاَمْتَعَ لِلَّهِ فَقَدْ اَسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ۔

نے از تو حیات جاودان می خواہم نے عیش و تنعم جہان می خواہم
نے کام دل و راحت جان می خواہم ہر چیز رضائے تست آن می خواہم

تفریح و تمشیہ حضرت ایشان چند سال از خانقاہ شریف بیرون قدم نہ نہادند از کثرت
مراقبہ و نشست در احوال صحت فتورے رونما شد۔ حکیم عبدالمجید خان بہ حضرت
ایشان برائے تفریح و تمشیہ عرض کردند چنانچہ از ان روز تا اول روز علالت حضرت ایشان تفریح و
تمشیہ را ترک نہ کردند و ابتدائے تفریح بہ این طور بود کہ از خانقاہ شریف برآمدہ بہ سمت جنوب تا دروازہ
ترکمان می رفتند و از آنجا بر بالائے فصیل بہ سمت شرق و باز بہ سمت شمال تا زینت المساجد شریفی می رفتند

فصیل یعنی دیوار شہر پناہ از سنگ خار بود و از بالا بہ اندازہ یک و نیم گز موز داشت۔ ڈاکٹر احمد اللہ خان شیرکوٹی از مخلصین صادقین بود۔ در فوج نوکری داشت۔ قیام گاہش نزد تربیت المساجد بود۔ وے بہ انتظار حضرت ایشان استاده می بود۔ و حضرت ایشان تقریباً یک ساعت آن جا توقف می فرمودند و از انجا از راہ مسجد جامع و ملیا محل و چپلی قبر بہ خانقاہ شریفی آمدند۔ ہمراہ ایشان یک مخلص افغانی می بود کہ یک قدم پس می رفت و اکثر اوقات از ہندی بہاد و نفر می بودند کہ پیش ایشان می رفتند۔ یکے حافظ منیر الدین منیر و دوم مولوی عبدالسبحان۔ بہ دوران تمشیہ حافظ منیر الدین بہ تلاوت کلام الہی مصروف می بود و حضرت ایشان استماع می فرمودند۔ مولوی عبدالسبحان علوم دینیہ را در دیوبند خزانہ بودند در ابتدا امر قدرے در بند ماہذ او لِمَاذَا اُفْتَارَ بُوَدُنْدَ لَیْکِن رَفْتَهُ رَفْتَهُ اَزِیْن بِنْدِ شہَا اَزَاد شَدَنْدُ و بہ دل و جان معتقد حضرت ایشان شدند و اگر غیر ازین دو نفر کسی می بود آن ہم بہ ادب تمام و حضور قلب پیش حضرت ایشان می رفت احیاناً حضرت ایشان تفسیر و بیان آیات شریفی می کردند و مولوی عبدالسبحان لذتہا می برداشت۔ حافظ منیر الدین قرآن مجید را از اول تا آخر تلاوت می کرد۔ بہ ہر جائے کہ امر وزمی رسید فردایش ازان بعد تلاوت می کرد۔ روزے حافظ منیر الدین آن آیات مبارکہ تلاوت کرد کہ در ان بیان قوم لوط بود۔ حضرت ایشان بہ نوعی بیان و تفسیر آن آیات مبارکہ فرمودند کہ مولوی عبدالسبحان در تحیر بماند از خَشِیْتِ پَر و رَد کَا رَجَلٌ مَجْدُہٗ سَبَلِ اشک از چشمان مبارک جاری بود، و رفقا از خود بے خبر و زدیگر احوال بودند۔ مولوی عبدالسبحان از دل و جان ازان روز معترف بزرگی و طہارت نفس و تبحر علمی حضرت ایشان شدند، تا وقتے کہ مولوی عبدالسبحان و حافظ منیر الدین بہ قید حیات بودند آن بیان را یاد می کردند۔ اگر مولوی عبدالسبحان طالب آن بیان را قلم بند می کردند برائے انتفاع دیگران سببے ہتیمی شد، حیفا صد حیفا، آن قدر بشکست و آن ساقی نہ ماند۔

قصہ نقاب چونکہ حضرت ایشان در ان ایام بہ وقت تمشیہ چادے بر سر مبارک و بر رویے نور بہ نوعی پیچیدند کہ حضرت ایشان راہ را ببینند و نظر مبارک ایشان بر کسے نیفتد۔ اہالیان شہر دہلی آن زمان را بہ ایام نقاب یاد می کردند می گفتند کہ حضرت شاہ صاحب بر رویے مبارک خود نقاب می انداختند حالانکہ آن نقاب نہ بود بلکہ آن را لیشام می توان گفت۔ اندران ایام بہ یکے از مخلصین فرمودند۔ صورت بعض اشخاص مسخ شدہ بہ نظر می آید۔ از دیدن آن کہ یہ اشکال خود را نگاہ می دارم۔

ہوش در دم نظر بر قدم حضرت ایشان دامنہ در احوال ہوش در دم می بودند۔ عاجز

ہر وقت ریادہ دار کہ ایشان از ہوش در دم غافل شدہ باشند و بہ وقت رفتار نظر بر قدم می داشتند۔
نواہ در خانہ می بودند یا بیرون خانہ، یاد رفتن و تمشیہ، در ہمہ جاناکسن التراس می بودند۔ اگر در راہ شایان
دید چیزے پیش می آمد۔ کسے عرض می کرد حضور، التفات فرمائید این چه عجیب چیز است، بہ استماع این
قول حضرت ایشان توقف می فرمودند و اگر در راہ عمومی می بودند مگر اگر آشتی بہ جہت چپ استاند
و باز سر مبارک را برداشته آن چیز را ملاحظہ می کردند و تا وقتے کہ ملاحظہ می فرمودند از جہانے خود حرکت نہ می
کردند و با کلمہ تحسین گفتہ سر مبارک را پست کردہ بر اہ روان می شدند۔

در راہ با کسے ملاقات نہ می کردند۔ البتہ بعض اوقات تکلم می فرمودند۔ اگر کسے در راہ ارادہ مصحح
کردن می کرد۔ خادمے کہ در پس حضرت ایشان بہ یک قدم می بود آن شخص را بازمی داشت۔ پروردگار
جل شانہ و عظم احسانہ ہمہ وقت را برائے حضرت ایشان صفا فرمودہ بود۔ در کتاب الرقاق مشکات
این حدیث قدسی موجود است۔ ابن آدم تفرغ لعیبادتی املأ صدرا لرحم غنی و اسد فقرک
و ان لا تفعل ملامت یدک شغلہ و لکم اسد فقرک حضرت ایشان بفضیل اللہ و
احسانہ ساحت سینہ مبارک خود را با کلید از فکر ماسوی اللہ پاک و صاف نمودہ بودند ہر وقت
ایشان صاف و ہر آن ایشان در ذکر۔

قَوْمٌ هُمُومُهُمْ بِاللَّهِ قَدْ عُلِقَتْ	فَمَا لَهُمْ هَمٌّ تَسْمُو إِلَىٰ أَحَدٍ
فَمَطْلِبُ الْقَوْمِ مَوْلَاهُمْ وَسَيِّدُهُمْ	يَا حَسَنَ مَطْلِبِهِمْ لِلْوَالِدِ الصَّمَدِ
مَا أَنْ تَنَازَعَهُمْ دُنْيَا وَلَا شَرَفٌ	مِنَ الْمَطَاعِمِ وَاللَّذَائِثِ وَالْوَالِدِ
وَلَا لِبَاسٍ لِتَوْبٍ فَإِنِّي أَنَقِي	وَلَا التَّزَايِدُ فِي الْأَمْوَالِ وَالْعَدَدِ

و فیما بعد حضرت ایشان برائے چہار ساعت بیرون شہر و غریبہ می رفتند و آنجا بہ اندازہ دو میل
می گشتند و بہ ذکر شریف مشغول می شدند یک خادم افغانی ہمراہ می بود کہ قدرے دور تر از حضرت
ایشان می نشست و خیال می داشت کہ کسے نزد حضرت ایشان نہ رود۔

مصیف کو سٹ حضرت ایشان قدس سرہ دو از دہ سال صیفاً و شتاء در خانقاہ شریف
قیام کردند۔ اگر باطن حضرت ایشان مثل بوئے گل معطر و لطیف بود ظاہر
ایشان نیز مثل برگ گل ملائم و پاکیزہ بود۔ در ایام تابستان از شدت حرارت تمام بدن مبارک از
دانہا کہ آن را " گرمی دانہ " گویند پرمی شد۔ و با حدت باطنی حدت ظاہری یک جا شدہ مزاج اشرف را
نازکتری ساخت، حکیم عبدالمجید خان عرض کردند کہ شمارا در تابستان بہ مقام خنک باید رفت۔

و چونکہ مزاج شہام طوب است لہذا مقام خشک مناسب تر است و حکیم صاحب تجویز کوٹہ بلوچستان
کردند۔ کوٹہ برائے حضرت ایشان جائے نو بود و نہ آنجا کسی از متعارفین بود۔ حضرت ایشان بہ حاجی
فضل عمر سوداگر حقیقت فرمودند کہ تا کوٹہ ہمراہ روند و آنجا مسکنے بہ ایجا گرفتہ برگردند۔ حضرت ایشان
یک ملازم و یک ملازمہ را با خود گرفتہ با اہل و عیال در اوائل ماہ محرم ۱۳۱۵ھ (مئی ۱۹۰۷ء) بہ کوٹہ
بلوچستان تشریف بردند۔ حاجی فضل عمر نزد جامع مسجد قندھار بیان یک بالاخانہ برائے چہار ماہ بہ کرایہ
گرفتند و آنجا را پاک و صاف کردہ حضرت ایشان را بہ آنجا بردند و خودشان بہ ہلی مراجعت نمودند۔

حضرت ایشان با یک خدمت گار ہندی بہ کوٹہ رسیدند۔ از افغانی و از
نور بہر ایت و مید بلوچی یک حرف نہ می دانستند۔ در بالاخانہ قیام فرمودند۔ پروردگار جل

شأنہ قلوب العباد را بہ ایشان مائل کرد۔ مشکات در باب الحب از صحیح مسلم روایت کردہ کہ رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ۔ **إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرَائِيلَ فَقَالَ إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا
فَأَحِبَّهُ قَالُ فَيُحِبُّهُ جِبْرَائِيلُ ثُمَّ يَنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ
السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقُبُورُ فِي الْأَرْضِ۔** الخ۔ یعنی بہ تحقیق چون اللہ تعالیٰ از بندہ خود راضی می گردد و
ویرا دوست خود می سازد می خواند جبریل را و بر وی می گوید، **تَحْقِيقُ مَنْ دُوَسْتُ مِنْ دَارِمْ فُلَانٌ بِنْدَهُ رَا
پس تو او را دوست دار پس جبریل آن بندہ را دوست می دارد و باز جبریل در آسمان ندا می کند و می گوید
کہ اللہ تعالیٰ فلان بندہ را دوست می دارد پس اے اہل سماء شما دوست دارید اورا پس آسمانیان
اورا دوست می دارند پس نہادہ می شود مرآن بندہ را قبولی در زمین و در دلہائے اہل زمین محبت
آں بندہ جائے می گیرد۔ الخ۔ ظہور این حدیث شریف بہ اتم وجہ در کوٹہ بلوچستان شد۔ روزے چند
نہ گذشتہ بود کہ صلحا و اہل علم و اصحاب بصیرت و ذوی العقول بہ خدمت اقدس حضرت ایشان
حاضر شدہ حلقہ غلامی بہ گوش خود انداختند و کسانے کہ در آن دیار جمال با کمال حضرت ایشان دیدہ گرفتار
محبت ایشان شدہ بودند نامہائے ایشان تذکار المحبتہم عاجز می نویسند۔**

ملا عبد الحلیم آخوندزادہ کا کڑی از قریہ چوہی از مضافات کوٹہ۔ ملا عبد الرشید آخوندزادہ
برادر کلان ملا عبد الحلیم، ملا ایاز آخوند از کچلاخ، مفتی محمد جمعہ امام جامع مسجد مفتی کوٹہ، قاضی لعل محمد
نورزی از قلات نصیر، مرزا نیاز محمد خان قندھاری تاجر۔ مرزا محمد اسلم خان حسن خان اندر، حاجی عبد الغنی
و جلال خان از پشین و غیر ازین بعض افراد بودہ اند کہ نامہائے ایشان بہ یاد عاجز نہ ماندہ۔ ہر یکے از
اینہا در فہم و فراست و عقل و جوانمردی از منتخبات روزگار بودہ۔ میر حسن صاحبزادہ پسر سید امان اللہ

مشہور بہ میان صاحب درپشتین قیام داشتند کہ بہ فاصلہ چہل میل از کونٹہ است معمر و صاحب علم و فضل بودند۔ از دست امیر عبد الرحمن از افغانستان جلا وطن شدہ بودند ایشان فرزند اصغر خود را کہ سید عبد الحلیم نام داشتند گفتند کہ آوازہ حضرت صاحب دہلوی مسموع شدہ۔ و معلوم شدہ کہ ایشان بہ کونٹہ تشریف آورده اند۔ شمایہ کونٹہ بروید و از احوال و کیفیات ایشان معلوم کردہ بہ ما خبر بدہید۔ سید عبد الحلیم صاحب جزادہ بہ این عاجز بیان کردند کہ من از پشتین بہ کونٹہ آمدم و سہ چار روز احوال حضرت صاحب را دیدم و از بعض افراد نیز پرسیدم و بہ پشتین رفتہ بہ والد بزرگوار خود گفتم کہ حضرت صاحب دہلوی عالم جمید و حافظ قرآن مجید هستند۔ باہر کس ملاقات نہ می کنند۔ از فاسقان خود را دور می دارند۔ ہدیہ ہر کس را قبول نہ می کنند نہ نزد کسے می روند نہ با کسے تعرض می کنند۔ چون بر راہ می روند نظر ایشان بر قدم می باشد۔ مجلس ایشان مجلس علمی است۔ از میدان ایشان ہر کہ خطائے می کند زجرش می فرمایند۔ والدین چون بیان مرا شنیدند فرمودند اے پسر بالیقین این شخص از اولیائے پروردگار است بہ خدمت ایشان رسیدن از سعادت است۔ طوبیٰ لمن لا ذم عتبتہ دائرہ۔ و باز میر حسن صاحب جزادہ از پشتین بہ کونٹہ آمدند و تا ۳۳ صہریام صیف در کونٹہ سکونت می داشتند و بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ استفادہ می کردند۔

بہ گلستان رفتن | جلال خان حضرت ایشان را در ۱۹ صہریہ بہ گلستان بردند۔ چہل روز آنجا قیام حضرت ایشان بود۔ جماعتی از پاک نهادان داخل سلسلہ مبارکہ شدند۔ چون سید کریم شاہ، سید بدل شاہ، سید عبد الحق، خدائے رحم کاگر، محمد یعقوب زرین وغیر ہم۔

واقعہ عبد الحمید آخوندزادہ | ملا عبد الحمید صاحب علم و فضل و شخص معرود را طرف پشتین استاد کل بودند مخلصان پاک نہاد کریم شاہ، بدل شاہ، محمد

یعقوب وغیر ہم از توار و انوار و برکات بے اختیار شدہ نعرۃ اللہ اکبر در نماز بلند می کردند۔ درین باب کسے از آخوندزادہ صاحب استفسار کرد کہ آیا نماز این افراد درست است یا نہ۔ آخوندزادہ صاحب فرمودند کہ نماز این افراد نہ می شود۔ این سخن بہ حضرت ایشان قدس سرہ رسید و آن وقت آخوندزادہ صاحب نیز حاضر بودند۔ حضرت ایشان بعد از استماع این کلام دو چار دقیقہ حسب معمول خاموش ماندند و باز سر مبارک را بالا کرده بہ آخوندزادہ صاحب این الفاظ فرمودند۔ اے عزیز جلاوت ایمان نہ چشیدہ تی! اثر این قول بر صاحب جزادہ بہ این اندازہ شد کہ در حیات خود عادہ حکم سابق نہ کردند۔
رَحْمَةُ اللَّهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

عاجز گوید کہ در احوال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن جوزی نوشته کہ ایشان در نماز سورہ کویس
می خوانند چوں بہ۔ اِنَّمَا اشْکُو بِنِي وَحَزَنِي اِلَى اللّٰهِ۔ رسیدند بہ گریہ در آمدند راوی می گوید سَمِعْتُ
لِنَيْجَمٍ وَاِنِّي لَفِي اٰخِرِ الصُّفُوْفِ۔ و ابن عباس می فرماید۔ رَأَيْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔ يَلْتَمِسُ حَتَّى
اِخْتَلَفَتْ اَصْلَاعُهُ، و ابن عمر می فرماید، غَلَبَ عَلَيَّ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْبُكَاءُ وَهُوَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ
صَلَاةَ الصُّبْحِ فَسَمِعْتُ حَيْنِيْنًا مِنْ وَّرَاءِ ثَلَاثَةِ صُّفُوْفٍ۔ کجا نعرہ نخوت و تمکنت و کجا آه خشیت و
عبودیت۔ شَتَّانَ مَا بَيْنَهُمَا۔

مفتی کفایت اللہ | در دہلی شخصی از مفتی کفایت اللہ استفسار کرد کہ یک شخص امامت می کرد
مقتدیانش مصروف بکابل بودند و بعضی از آنها نعرہ اللہ می زد۔ آیا نماز
این افراد شد یا نہ۔ مفتی صاحب از سائل دریافت نمودند کہ کدام شخص امامت می کرد و مقتدیانش
کدام نفر بودند سائل گفت۔ امامت حضرت شاہ ابوالخیر می کردند و مریدان ایشان مقتدیان بودند۔
حضرت شاہ صاحب سورۃ الشمس تلاوت می فرمودند۔ مفتی صاحب یہ سائل گفتند۔
کفایت اللہ چسبان بگوید کہ نماز نہ شد۔ این کیفیت عشق و محبت است۔ مفتی صاحب چہ جواب
درست داده اند۔ جزاہ اللہ خیر۔ عبدالحمید دہلوی در وقت این سوال و جواب موجود بود و بہ عاجز
حکایت این واقعہ کردہ۔

پیر مردے | روزے حضرت ایشان در خانقاہ شریف مصروف حلقہ و توجہ بودند کہ صاف
باطن پیر مردے آمد۔ حضرت ایشان باوے بہ محبت پیش آمدند۔ بہ دوران گفتگو آن
پیر مرد عرض کرد۔ حضرت بزرگوار، آن وقت ہم خواہد آمد کہ عوام الناس نیز حاضر شدہ استفادہ خواہند کرد۔
حضرت ایشان از استماع این سخن قدرے متبسم شدہ بہ حاضرین حلقہ فرمودند لیشنوید این پیر مرد چہ می گوید۔
نظام دکن | در دہلی بہ یکم شوال ۱۳۲۰ھ و یکم جنوری ۱۹۰۳ء جشن تاج پوشی بادشاہ انگلستان
بود۔ حکومت ہند تمام نوابہا و راجا ہا و امرا و زمینداران را از اطراف ہند مدعو کردہ
بود۔ نظام دکن میر محبوب علی خان نیز بہ دہلی آمدہ بودند۔ واقعہ آمدن نظام دکن را چند افراد بہ عاجز بیان کردہ
و حضرت سیدی الوالد قدس سرہ نیز بیان فرمودہ اند۔ عاجز اولاً بیان مخلصین می نویسد کہ تفصیل دارد
و باز بیان حضرت ایشان قدس سرہ می نویسد۔ لِيَكُوْنَ اِلْخْتَامُ مِسْكًَا۔

بیان مخلصین۔ در یک عربہ نظام دکن میر محبوب علی خان و فرزند ایشان میر عثمان علی خان سوار
بودند۔ ہمراہ ایشان یک انگریز افسر بود و عاجز از بعض افراد شنیدہ کہ آن انگریز کشتہ بودہ (بر دروازہ

خالقہ شریف یک افغانی نشستہ بود۔ اُردلی بہ افغانی گفت کہ نظام صاحب برائے ملاقات آمدہ اند۔ افغانی اطلاع کرد و باز نواب صاحب مع سپر و دوسہ نفر در خالقہ شریف داخل شدند و انگریز افسر نزد دروازہ استادہ ماند۔ بعدِ قلیل نظام دکن مع فرزند و رفقا برآمدند و باز لوکران نظام در طبقہ ہائے تقریبی دنا نیز رُسخ دگفتہ اند کہ مالیتی یک لک روپیہ بود۔ شاید از کسے شنیدہ باشند بہ خدمتِ حضرت ایشان بروند و عرض کردند کہ حضورِ نظام ہدیہ ارسال کردہ اند۔ حضرت ایشان فرمودند: ”من بالنواب صاحب ملاقات کردم۔ حاجت بہ این ہدیہ نہ دارم۔ برائے ایشان دعای کرم“ چنانچہ آن طبقہ ہا را ملازمانِ نظام واپس بردند۔

بیانِ حضرت ایشان۔ روزے حضرت ایشان در دہلی بہ وقت بازگشت از تفریح و تمشیہ فرمودند ”دردندانِ بغلی مادر بود و مادر و سبطِ دالان بیرون مسجد شریف نشستہ بودیم (ایں دالان از جہت جنوب ہم مدخل دارد) نواب صاحب مع فرزند میر عثمان علی خان آمدند۔ چوں بہ مدخلِ دالان رسیدند سہ مرتبہ بہ ہر دو دست فرشی سلام کردند (بہ ہیئت رکوع شدہ ہر دو دست تا بہ قریب زمین سہ بار برون و بلند کردن) و نزد مدخلِ دوزانو نشستند۔ فرزند ایشان بہ پہلوئے ایشان نشستند۔ نواب صاحب استفسار احوال نمود ما گفتیم حمد خدائے پاک راست کہ بہ عافیت ہستم۔ شما از احوال خود بفرمائید۔ ایشان گفتند۔ حمد اللہ بہ عافیت ہستم۔ و بعد از چار پنج دقیقہ سہ بار فرشی سلام کردہ مرخص شدند۔ حضرت ایشان بیان ہدیہ نہ کردند۔

امیر حبیب اللہ خان | حاکم عام تمام ہند کہ آن را انگلیسہا و ایسرائے می گفتند دعوتِ شاہ افغانستان امیر حبیب اللہ خان در ۱۹۰۶ء کرد۔ امیر صاحب بہ دعوتِ و ایسرائے آمدند بہ پنجم ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ (۲۰ جنوری ۱۹۰۶ء) سفیر محمد اسماعیل خان را امیر صاحب بہ خدمت حضرت ایشان فرستادند کہ آرزو مند زیارت تم حضرت ایشان بہ محمد اسماعیل خان فرمودند۔ امیر صاحب را سلام ما برسانید و از جانب ما بگوئید۔ غرض و غایت آمدن ما بہ دہلی ملاقاتِ فقیر نہ بود۔ لہذا برائے کارے کہ آمدہ اید۔ آن را بہ اتمام رسانید۔ فقیر برائے شما دعائے خیر می کند۔ البتہ اگر از کابل بہ نیت ملاقاتِ فقیر آمدید۔ فقیر ملاقات می کرد محمد اسماعیل خان بہ ہفتم ذی الحجہ باز حاضر شد و عرض کرد کہ امیر صاحب خواہش دارند کہ ہدیہ پیش کنند۔ حضرت ایشان فرمودند۔ مرا حاجت نیست۔ ایشان امیر مسلمانانند۔ خدمتِ اسلام بکنند۔ ہمین تحفہ من است۔

قیام در سکھر | در ایام صیف حضرت ایشان بہ کوٹہ می رفتند و در ابتدائے خریف بہ دہلی

تشریف می آوردند۔ در ۳۲۶ھ در دہلی موسم خوب نہ بود منشی نئے خان و حکیم محمد اجمل خان بہ حضرت ایشان نوشتند کہ ہنوز قصدِ دہلی نہ فرمائید۔ و در کوئٹہ موسم خنک شد۔ لہذا حضرت ایشان بہ سردار محمد علی خان پسر سردار شیر علی خان محمدزی فرمودند کہ بہ کراچہ جائے در سکر بگبیرند۔ چنانچہ محمد علی خان بر لپ دریا خانہ عمدہ بہ کراچہ گرفتند و حضرت ایشان بہ شنبہ ۱۲ شوال ۳۲۶ھ (۱۸ اکتوبر ۱۹۰۶ء) از کوئٹہ روانہ شدہ بہ روز دیگر بہ سکر رسیدند و آنجا تقریباً دو ماہ قیام فرمودند۔

بہ ۲۴ رجب ۳۲۸ھ (۱۳ اگست ۱۹۰۹ء) حضرت ایشان در کوئٹہ خانہ خریدند۔ خانہ در کوئٹہ طے دران روز ہا این خانہ در میان کشتہا بود۔ و حالاً در وسط شہر آمدہ و رہا ہے کہ متصل بہ خانہ است بہ نام "شارع پیر ابو الخیر" مشہور است۔

حضرت ایشان در ماہ رجب ۳۲۹ھ (اکتوبر ۱۹۱۱ء) از کوئٹہ بہ دہلی تشریف آوردند۔ در دہلی حکومت ہند مصروف بہ انتظامات جشن تاجپوشی بادشاہ انگلستان بود۔ حضرت ایشان بہ مخلصین فرمودند کہ از اطراف و اکناف ہندوستان اہل دنیا برائے جشن بہ دہلی می آیند و از ایشان بعض افراد برائے ملاقات نزد من می آیند۔ و ما این کیفیت را خوش نہ داریم لہذا برائے ما بہتر این است کہ چند ماہ قیام در جائے دیگر کنیم تا کہ از اہل دنیا کسے نزد ما نیاید۔

عاجز گوید کہ در ۱۹۰۳ء نظام دکن آمدہ بود و در ۱۹۰۶ء امیر حبیب اللہ خان سفیر محمد اسماعیل را فرستادہ بودند۔ و غیر ازینہا بعض امرآوز مینداران خواہش ملاقات کردہ بودند چونکہ حضرت ایشان این صورت حال را خوش نہ داشتند لہذا در ۱۹۱۱ء قصد فرمودند کہ از دہلی بہ جائے دیگر بروند۔ در میرٹھ جماعتے از مخلصین کامل المحبتہ بود و خواہش داشتند کہ برائے چند وقت حضرت ایشان بہ میرٹھ تشریف برند چون از قصد حضرت ایشان واقف شدند مجلس رائے خوب کہ بر شارع ویٹنڈ در صدر واقع بود بہ ایجاسی روپیہ ماہانہ برائے حضرت ایشان گرفتند۔ بہ جہت شرق و شمال شوارع بودند و متصل بہ محل زمین فراخ بود حضرت ایشان مع اہل و عیال از دہلی بہ آن جا تشریف بردند و بہ اندازہ پنج ماہ آن جا قیام نمودند۔ در علاقہ "لال گرتی" از صدر شیخ و حید الدین بشیر الدین قیام

داشتند ایشان فرزندان شیخ عبدالکریم بودند کہ از مخلصین کامل الارادہ محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی بود۔ این ہر دو برادر اگرچہ از حضرت سیدی الوالد بیعت نہ بودند لیکن در محبت و عقیدت از مریدان بیشتر بودند۔ چون حضرت ایشان بہ میرٹھ رسیدند ہر دو بہ خدمت اقدس رسیدہ عرض کردند کہ تا وقتے کہ قیام حضرت شہاد میرٹھ باشد برائے تفریح در عریبہ مایان تشریف بہرند۔ حضرت ایشان معروض ایشان را قبول

فرمودند و برائے تفریح در عریبہ ایشان بہ باغ معظم علی شاہ تشریف می بردند و در عودت در جائے ہر دو برادر قدرے توقف می فرمودند و نماز عشا آن جا خوانندہ بہ اقامت گاہ خود تشریف می آوردند۔ در صدر جماعتے از مخلصین بود کہ برائے اشتراک نماز بانیا از آن جامی رسیدند و لطفہا می برداشتند۔

شیعان علی در میرٹھ جماعت شیعان علی از ایران رسید و در جائے کہ نزد قیام گاہ حضرت ایشان بود فرود آمدند اتفاقاً کیسہ دنانیر را گم کردند ہر چند تلاش کردند سودے نہ داد ہا الا خرنیت کردند کہ اگر کیسہ بہ دست مایان رسد قدرے بہ حضرت ایشان نذر کنیم۔ روز دوم کیسہ یافتند و ایفاء لکندر قدرے از دنانیر بہ خدمت ایشان آوردند۔ حضرت ایشان را در قبول کردن ہدیہ تامل شد، چون آن جماعت بیان کرد کہ مایان از حضرت صحابہ کسے را دشنام نہ می دہیم البتہ بہ افضلیت حضرت علی قابل ہستیم۔ حضرت ایشان ہدیہ ایشان را قبول کردند، یکے از مجتہدین ایران در دہلی بہ خدمت ایشان رسیدہ بود۔ چند روز اقامت کرد و خواہش کرد کہ در سلسلہ عالیہ داخل شود۔ عرض کرد کہ من از صحابہ کرام کسے را بد نہ خواہم گفت برائے طہارت باطن در سلسلہ شریفہ داخل می شوم۔ چونکہ وے در قول خود استوار بود حضرت ایشان ویرا داخل سلسلہ شریفہ کردند۔

دستہ فوج پنجاب ہیا در میرٹھ دستہ اسپ سواران از پنجاب ہیا بود۔ اکثر افراد این دستہ از حضرت ایشان بیعت بودند نام چند نفر بہ یاد عاجز است می نویسند عدالت خان ہتھاب شاہ، بولے خان، شیر احمد، عبداللہ خان، محبوبے خان، فضل الہی، وغیر ہم۔ ایشان در محبت و اخلاص صادق بودند۔ روزے حضرت ایشان را بہ میدان اسپ دوانی بردند۔ نیزہ بازی کردند و اسپہارا دوانیدند یکے ہفت اسپہارا دوانید و در حالت تافتن اسپہارا پشت یکے بر پشت دیگرے خیز می زدند و دیگرے بدن زین اسپ رامی دوانید چون بہ پیش حضرت ایشان رسید بر پشت اسپ ایستادہ سلام عرض کرد۔ برائے تماشا افسران فوج نیز رسیدہ بودند۔ بعد از میلہ اسپ دوانی بہ حضرت ایشان چائے دادند و عانا گرفتند۔ رَحِمَهُمُ اللهُ جَمِيعًا وَرَضِيَ عَنْهُمْ۔

بہ سردھنہ سردھنہ از جاگیر نواب جانفشان خان بودہ۔ پروردگار ایشان را اولاد کثیر عنایت کردہ بود۔ بہ آیائے کہ قیام حضرت ایشان در میرٹھ بود جانفشان خان را یک پسر بہ قید حیات بود و اولاد فرزندان دیگر در میرٹھ و بلند شہر و در جاہائے دیگر سکونت اختیار کردہ بودند و صاحب املاک بودند۔ و بیشتر افراد از میدان حضرت ایشان بودند سر کردہ اینہا سید امجد علی شاہ بود۔ سید امجد علی شاہ و ابنار الامام ایشان در خدمت حضرت ایشان عرض کردند کہ برائے یک شب مع متعلقین بہ سردھنہ تشریف

برید۔ حضرت ایشان دعوتِ ایشان را قبول فرمودند۔ از میرٹھ در قطار آہن بہ سردھنہ تشریف بردند۔ بعد الغروب بہ سردھنہ رسیدند آن جا تجم غفیر بہ استقبال استادہ بود۔ از محطۃ القطار تاجائے قیام تہا راہ را بہ بیارق کاغذی و گلہا آراستہ کردہ بودند۔ در عربہ اسپہانہ بودند۔ بلکہ اولادِ جانفشان خان عربہ را حرکت دادہ تکبیر گویان تاقیام گاہ بردند۔ چون حضرت ایشان در محل فروکش شدند جو اتان و فاشعار تماشائے آتش بازی برپا کردند۔ در ان وقت حضرت ایشان بہ تمام حاضرین خطاب کردہ فرمودند: ”وقتیکہ حضرت جدِ امجدِ شاہ احمد سعید قدس سرہ بہ حجاز مقدس ہجرت فرمودند بزرگانِ اینہا پروانہ را ہداری از حکام حاصل کردند تاکہ حضرت ایشان مع متعلقین سفر بکنند و در راہ کسے مزاحم نہ شود“ درین موقع اصغر علی شاہ فرزند فتح علی شاہ فرزند جانفشان خان بہ سوز و گداز این نظم خواند۔

دید ہا محوِ رُخِ نیکوئے تو	منظرِ حقِ قامتِ دلجوئے تو
چشمِ امیدِ مریدانِ سوئے تو	اے ہلالِ عیدِ جودِ ابروئے تو
شیئاً اللہ از جمالِ روئے تو	مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو
خضر کو تارہ نماید سوئے تو	ہستم آوارہ بہ جستِ دجوئے تو
اے کلیدِ گنجِ فیضِ ابروئے تو	تشنہ ام نوشم زلالِ جوئے تو
شیئاً اللہ از جمالِ روئے تو	مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو
مُورِدِ الطافِ رحمانی توئی	واقفِ اسرارِ پنهانی توئی
خاصیہ در گاہِ سبحانی توئی	راز دارِ سترِ یزدانی توئی
شیئاً اللہ از جمالِ روئے تو	مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو
منبعِ جودی و بحرِ سخا	اے توئی ہر گم رہے را رہنما
ہاں نگاہِ لطفِ براین بے نوا	نیست جز تو دردِ دلہا را دوا
شیئاً اللہ از جمالِ روئے تو	مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو
نفسِ دینِ مصطفیٰ خوانم ترا	نائبِ خیرِ الوریٰ خوانم ترا
اے ستودہ رہنما خوانم ترا	وقتِ مایوسی ترا خوانم ترا
شیئاً اللہ از جمالِ روئے تو	مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو
مضطرب و خاطرِ پریشانِ آمدم	بردردت اے شاہِ شاہانِ آمدم
باہزارانِ شوقِ وارمانِ آمدم	ہمرہ صدیاس و جرمانِ آمدم

مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو
 مُفت کردم عمر خود را من تلف
 گوهر مقصود گم شد از صدق
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو
 دست من از کار رفت اے حبیب
 بردرت افتادہ مسکین و غریب
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو
 بادیا، در پیش می دارم سفر
 خوف رہن در دلم شام و سحر
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو
 بر سر کوه آفتابم آمدہ
 سر ز نشہا در حسابم آمدہ
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو
 عمر آخر گشتہ و من بے خبر
 خود نہ کردم امتیاز خیر و شر
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو
 زاد راہم جز گناہان ہیچ نیست
 در کفم جز یاس و حرمان ہیچ نیست
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو
 نیست اندر حبیب و دامان یک جوم
 در قطارِ خادمانت من ووم
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو
 نامہ این اصغر گم کردہ راہ
 اولیا را ہست قدرتِ ازالہ
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو
 شیدائے اللہ از جمالِ رُوئے تو
 گشتہ ام تیر ملامت را ہدف
 مفلسم ہیچک نہ دارم من بہ کف
 شیدائے اللہ از جمالِ رُوئے تو
 کار من از دست گشتہ بے نصیب
 نیست مجز تو بہر دردِ دلِ طبیب
 شیدائے اللہ از جمالِ رُوئے تو
 پائے من لنگ است و منزل پیرِ خطر
 خواجہ ماشاہ ما بر ما نگر
 شیدائے اللہ از جمالِ رُوئے تو
 وقتِ صبح و باز خوابم آمدہ
 وقتِ یاس و اضطرابم آمدہ
 شیدائے اللہ از جمالِ رُوئے تو
 ہمران در منزل و من در سفر
 داری اے خواجہ ز احوالِ خبر
 شیدائے اللہ از جمالِ رُوئے تو
 توشہ من غیر عصیان ہیچ نیست
 بے سرو برگیم و سامان ہیچ نیست
 شیدائے اللہ از جمالِ رُوئے تو
 توشہ تاجانب عقبی روم
 تا بگردم گرد و قربانت شوم
 شیدائے اللہ از جمالِ رُوئے تو
 از عملہائے زیون گشتہ سیاہ
 تیر جتہ باز گرداند ز راہ
 شیدائے اللہ از جمالِ رُوئے تو

بس درین عالم ہمین خیر من است خواجہ ام شاہ ابوالخیر من است
صد ہزاران خادش غیر من است خلد دیدارِ خوش سیر من است
مفلسانیم آمدہ در کوئے تو شیدائتہ از جمالِ رُوسے تو

در بلت شہر | در ۱۳۳۳ھ جناب ہمشیرہ کلان در کوئٹہ علیل شدند، چونکہ موسمِ دہلی خوب نہ بود

حضرت ایشان در او اخیر رمضان از کوئٹہ بہ میرٹھ و آن جا چند روز قیام فرمودہ بہ بلند شہر تشریف بردند و آن جا در محلِ سمرائے خان شیرین خان دو ماہ قیام فرمودند۔ این محل سراسر مشہور بہ کوٹھی پھونس بود کہ نزدیک کالام بودہ۔ اطباءے یونانی علاج ہمشیرہ صاحبہ کردند و حق تعالیٰ ایشان را شفا بخشید۔

روزے حضرت ایشان برائے تفریح و تمشیرہ برآمدند و بہ مزارِ مبارکِ ملا حسن شہید تشریف بردند کہ متصل مسجد شریف واقع است و در مسجد شریف مدرسہ احمدیہ بود و مولوی احمد اللہ درین مدرسہ مدرس بودند۔ این مسجد و مزار در محلہ فراشان است۔ حضرت ایشان چو از فاتحہ فارغ شدند بہ مولوی احمد اللہ فرمودند۔ ملا حسن مزار بر تخت شیشہ جائے دادند۔ مولوی صاحب عرض کرد چو تکہ قلب حضور آئینہ است لہذا جناب شہید حضور مبارک را بر تخت شیشہ جائے دار۔ مولوی عبدالرشید در این وقت موجود بود، چند سال قبل بیان این واقعہ بہ عاجز کردہ، گفت، من بیعت شدہ بودم و دران وقت در مدرسہ احمدیہ سبق می خواندم۔

گلاوٹھی | گلاوٹھی از توابع بلند شہر است، ابالیان آن جائے حضرت ایشان را برائے چند ساعت آن جا بردند۔ حضرت ایشان در آنجا بر مزار میر مہربان علی فاتحہ خواندند۔ و رُو بہ حاضرین کردہ پرسیدند آیا بار لیش میر صاحب موئے سیاہ و سفید داشت و آیا دودندانِ پیشینہ ایشان شکستہ بود۔ حاضرین متحیر شدہ عرض کردند آیا ملاقات میر با حضرت شما شدہ بود، فرمودند۔ در این وقت من ایشان را می بینم و ایشان پیش روئے من اند۔

مسجد شریف حضرت بلال رضی | در کوئٹہ مقابل خانہ خود بہ جہت شرف مسجد کشادہ و رفیع و بارونق در ۱۳۳۱ھ تعمیر کردند و بہ مناسبت حضرت بلال رضی

مؤذن جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ مسجد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ موسم ساختند۔ محمد وزیر حصاری از مجاہدین قدما مرد سادہ و نیک و صاحب نسبت بودہ، بہ خدمت حضرت ایشان مکتوبے ارسال کرد، حضرت ایشان را بہ القاب صوفی، حاجی، مولانا وغیرہ یاد کردہ بود و مسجد شریف را مسجد بلال نوشتہ بود۔ حضرت ایشان بہ وئے تحریر کردند ما معناہ۔ مقصد از خط نوشتن خوش کردن

مکتوبِ ائیمہ است۔ اگر القاب درست می باشند دل خوش می شود، و از الفاظ تمسخر آمیز مثلاً، مولانا، مولوی صوفی، صاحب، دل ناخوش می شود، و همچنان مسجد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ را مسجد بلال نوشتن دل را آزاری رساند، چه در این صورت تحقیر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ است۔ اگر چه عوام را وقتے نیست و تحریرات امثال شمارا بیچ منزلت نیست، مع ہذا مناسب دانستہ شد کہ از راه و رسم ارباب خرد شمارا آگاہ کردہ شود۔ آئندہ از نوشتن این گونه الفاظ اجتناب کنید بلکہ با امثال شما کم بود خط و کتابت بہتر است، والسلام۔ و اندران ایام حضرت ایشان این سہ شعر گفتہ اند۔

نہ جنابم نہ شہ نہ مولانا بندہ آستانہ عمرم
گر کنی نسبتم بہ آن در فیض ہرچہ گفتی ازان بلندترم
در کنی زین اضافہ فی الجملہ زشت کردار خیر محترم

سنت بابائے ہم | حضرت امام ربانی مجید و منور الف ثانی قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ را شاہِ ازان بندہ حاصل شدند۔ در مکاتیب شریفہ دفتر سوم بیانش فرمودہ اند۔ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ را نیز حصولِ این گونه معارف مقدر بود، پروردگار اسباب را فراہم کرد۔

اسباب تریبیت جلالی | در ایامِ حربِ عمومیِ اوّلِ حریتِ پستانِ ہند، امثالِ شوکتِ علی و محمد علی و مولانا محمود الحسن دیوبندی در افواجِ حکومتِ ہند یک فتویٰ تقسیم کردند کہ ہندوستان در تصرفِ انگلیسہا است و انگلیسہا با خلیفۃ المسلمین بر سرِ حرب و عبدالاند، لہذا برائے مسلمان جائز نیست کہ در فوجِ حکومتِ نوکری کنند۔ حکومتِ ارادہ کردہ در ردِ این فتویٰ تحریرے از علماء حاصل کند و برائے این کار نظرِ انتخابِ حکومتِ بر حضرتِ ایشان افتاد کہ حضرتِ ایشان فتویٰ دہند و دیگر علماء و مشائخِ تصویب و تایید کنند۔ چونکہ حکومتِ از طریقہ حضرتِ ایشان با خبر بود کہ باہر کس ملاقات نہ می کنند، لہذا انتخابِ جنابِ مصباحِ الدین کرد کہ امّ الامم وے خواہر ابّ الامم حضرتِ ایشان بود۔ و ازین نسبت حضرتِ ایشان مصباحِ الدین را بہ برادرِ یاد می کردند و ہر گاہ کہ مصباحِ الدین برائے ملاقات می آمد حضرتِ ایشان بہ وجہِ خوب ملاقات می کردند چون کہ جنابِ مصباحِ الدین در حکومتِ موظف بود۔ حکومتِ ہند گفت کہ افسرِ پولیسِ سمری را با خود گرفتہ نزد حضرتِ صاحبِ بروید و دریں موضوعِ معاونتِ افسرِ پولیسِ سمری بکنید۔ اگرچہ جنابِ مصباحِ الدین این کار را ناخوش نہ داشت لیکن مجبور بود بہ ساعتِ نہ از شب مع افسرِ نزد حضرتِ ایشان حاضر شد۔

افسر پولیس سمری بہ حضرت ایشان گفت مادر تنہائی بہ شما چیزے عرض می کنیم حضرت ایشان فرمودند این افراد کہ نشستہ اند بہ منزلہ اولاد من اند۔ ماضعیف شدہ ایم۔ در تنہائی با کسے ملاقات نہ می کنیم، افسر پولیس سمری ازین سخن بشورید و این گفتہ روان شدہ ما خواہیم دید کہ شما چہ گوئید در تنہائی با کسے ملاقات نہ می کنید۔ و از روز دیگر برہر دو دروازہ خانقاہ شریف دو دو نفر از پولیس سمری مقرر شد۔ در بست و چہار ساعت یک لحظہ از ایشان دروازہ خالی نہ می ماند نام ہر وارد و صادر را در سجلات می نوشتند۔ دوسہ روز برین کیفیت گذشتہ بود کہ بہ نام حضرت ایشان مکتوبے از حکومت رسید کہ بعد از ساعت دہ صبح در دفتر افسر کلان پولیس آمدہ یا افسر ملاقات بکنید۔ چنانچہ روز دیگر حضرت ایشان بہ ساعت دہ صبح عربہ طلب کردند و بہ دفتر افسر شریف برند۔ حافظ عبدالحکیم سوداگر حضرت ہمراہ ایشان رفت۔ آن روز در شہر دہلی بر زبان ہر شخص جاری بود کہ امروز حکومت حضرت ایشان را گرفتاری کند، حافظ عبدالحکیم این کلام را شنید بود۔ بہ این عاجزی گفت کہ من از حد کبیدہ خاطر بودم حضرت ایشان در عرق چین و پیرہن بودند۔ چون عربہ یہ دروازہ کشمیری بہ دفتر افسر پولیس رسید۔ بواب دفتر پیش آمد و حضرت ایشان را گفت افسر بہ انتظار شما است و پردہ از دروازہ برداشت و حضرت ایشان را گفت کہ در آیند۔ حافظ عبدالحکیم در پس حضرت ایشان دست بستہ روان بود۔ بواب بہ حافظ گفت کہ شما بیرون انتظار کنید۔ حافظ بیان کرد کہ آن وقت چہ احوال داشتہم۔ بیان نہ می توانم کرد۔ بہ سماع قول بواب بے ساختہ بہ آواز بلند از زبانم برآمد کہ جناب ایشان حضرت صاحب ماہستند۔ ما ایشان را تنہا نہ می توانیم گزارشت۔ این گفتہ من در پس حضرت ایشان روان شدم۔ افسر چون حضرت ایشان را دید استادہ شد و چشمان خود را پست کرد و بہ حضرت ایشان گفت کہ بر کرسی بنشینند۔ چنانچہ حضرت ایشان بر کرسی نشستند و افسر چشمان خود را پست کردہ کت نشست و من دست بستہ بہ پشت مبارک ایشان استادہ ماندم چار پنج دقیقہ گذشت و افسر حرفے نہ گفت۔ چنانچہ حضرت ایشان بہ اردو انگریز را خطاب کردہ فرمودند صاحب مرا از بہر حیب طلب کردہ آید۔ حضرت ایشان انگلیسہ ہارا صاحب می فرمودند۔ افسر گفت کہ بہ باشکایت رسیدہ کہ شما برائے فاتحہ خواندن بر مزارات شریفہ کسے رانہ می گزارید۔ افسر این کلام گفت و نظرش بر زمین بود حضرت ایشان فرمودند برائے فاتحہ ہر کس را اجازت است البتہ برائے ملاقات من ہر کہ می آید بہ اجازت من در خانقاہ شریف داخل می شود بعد از این کلام حضرت ایشان را افسر گفت۔ شما بہ خانہ می توانید رفت۔ چنانچہ حضرت ایشان بہ خیر بہ خانقاہ شریف آوردند۔ در راہ

اہالی دہلی حضرت ایشان را دیدہ شکر پروردگار بہ جا آوردند کہ حکومت حضرت ایشان را گرفتار نہ کرد۔
نظر بندی | از این واقعہ طبیعت حضرت ایشان مکر شد۔ حضرت والدہ محترمہ راضی نمودند۔
 برائے سر روز بہ زیارت ہمیشہ صاحبہ بہ رامپوری رویم۔ چنانچہ در اواخر محرم ۱۳۳۲ھ
 (نومبر ۱۹۱۵ء) مع اہل و عیال و دونفر از مخلصین افغانستان بہ رامپور تشریف بردند۔ در رامپور کسی را
 خبر نہ بود کہ حضرت ایشان بہ رامپور آمدہ اند۔

ملاقات حضرت ایشان با حضرت ہمیشہ صاحبہ محترمہ بعد از سی و دو سال صورت بست، یعنی
 بعد از یک قرن بہ قول کسانی کہ مدت سی و سہ سال را یک قرن می گویند۔ قطار آہن بہ ریاست رامپور
 پیش از صبح صادق رسید۔ افسر محطہ حضرت ایشان را بہ غرفہ الا انتظار برد و گفت تا آفتاب بر نہ آید۔
 شما درین جا آرام کنید۔ چنانچہ بعد طلوع الشمس بہ محلہ مدرسہ کہنہ درعر بہ روانہ شدند۔ و بہ خانہ حکیم
 مظہر حسین خان تشریف بردند۔ پروردگار حکیم مظہر حسین خان را جہائے بے شمار عنایت فرمایند۔ از
 مدت سی سال یک خانہ خود را کاملاً بہ تصرف حضرت عمہ محترمہ دادہ بودند۔ بدون معاوضہ بلکہ ہر سال
 درستی و مرمت مکان ہم حکیم صاحب می کردند۔ و اگر حضرت عمہ محترمہ بیماری شدند علاج و معالجہ ہم
 حکیم صاحب می کردند تا وقتیکہ حضرت عمہ محترمہ حیات بودند در ان خانہ قیام داشتند۔

موسم ہر باب بود۔ علی الصباح چون بہ خانہ حضرت عمہ محترمہ رسیدیم و مخلص افغانی بسم اللہ
 خواندہ صدا داد کہ از دہلی حضرت صاحب تشریف آورده۔ حضرت عمہ محترمہ از درون دروازہ کشادند،
 حضرت ایشان اندرون قدم نہادند و از حضرت عمہ محترمہ کہ نزد دروازہ استادہ بودند استفسار نمودند
 کہ ہمیشہ صاحبہ من کجا ہستند، چون ایشان لفظ برادر بر زبان آوردند حضرت ایشان بہ احترام
 زانند نزد ایشان رفتہ سر مبارک را انحنار دادہ احترامات عرض کردند و باز تعارف مایان کردند۔ آن
 ہر دو مبارکان در دالان نشستہ مصروف کلام شدند و حضرت والدہ صاحبہ ہمیشہ گان بہ بند و نسبتاً
 چائے و فطور شدند۔ ہنوز یک ساعت نہ گزشتہ بود کہ مخلص افغانی از آمد عبد الصم خان وزیر اعظم نواب
 صاحب، و ہادی حسن خان وزیر خصوصی نواب صاحب، و ابوالحسن خان میر توشہ خانہ نواب صاحب
 و صاحبزادہ محمد علی خان معروف بہ چھٹن خان صاحب نوبہ عمہ نواب صاحب اطلاع داد و وقتیکہ نہ
 گزشتہ بود کہ از آمد مولانا ابو ذکار سلامت اللہ اسلام پوری خلیفہ مولانا ارشد حسین و مولانا عبد الغفار
 خان و مولانا ظہور الحسن و صاحبزادگان مجددیہ مولوی اعجاز حسین و مولوی معوان حسین و مولوی رحمان
 حسین و مولوی سردار احمد و کیل وغیر ہم اطلاع داد۔

جائے حیرت بود کہ این افراد را از آمد حضرت ایشان به چه طور خبر شد لیکن یک روز نہ گذشتہ بود کہ جائے حیرت نہ ماند و حقیقت امر واضح شد۔ چہ روز دیگر از دہلی حافظ عبدالحکیم سوداگر حقیقت آمد و گفت مرا حکیم محمد اجمل خان فرستادہ۔ حکیم صاحب گفتہ اند وقتے کہ قطار آہن کہ در آن حضرت صاحب سوار بودند از دہلی حرکت کرد کمشنر دہلی در سیارہ (موتور کار) بہ رامپور روانہ شد، عالم اعلیٰ از ہند (و اسرلے) اور از نزد نواب حامد علی خان والی ریاست رامپور فرستادہ بود کہ حضرت صاحب بہ رامپور می رسند نواب صاحب ایشان را مہمان خود کردہ در رامپور نگاہ دارند و نہ گزارند کہ حضرت ایشان از رامپور بہ جائے دیگر روند و حکیم صاحب بہ حافظ عبدالحکیم گفتند کہ از جانب من بہ خدمت حضرت صاحب بعد از احترامات زائدہ عرض کنید کہ شما مہمانی نواب صاحب قبول فرمائید و از رامپور بہ جائے دیگر نہ روید۔

ہنوز این احوال بہ حضرت ایشان نہ رسیدہ بود کہ با وزیر ملاقات کردند و چون وزیر از مہمانی نواب حامد علی خان عرض کردند حضرت ایشان فرمودند کہ ما بعد از سی و دو سال نزد ہمیشہ محترمہ برائے سہ روزہ آمدہ ایم بعد از سہ روز از ہمیشہ صاحبہ استفساری کنیم و باز بہ شما بیان جواب می دہیم۔ بیوم روز حضرت ایشان بزرار فرمودند۔ نواب حامد علی خان والی رامپور با برادر صاحب ما (حضرت شاہ محمد معصوم) وضعیت ناشائستہ کردہ اند۔ این گونہ اطوار را ما تحمل نہ می توانیم شد۔ لہذا مہمانی نواب صاحب را بہ شرط قبول می توانیم کرد۔ اولاً نواب صاحب با ما خواہش ملاقات نہ کند۔ ثانیاً در جائے کہ قیام ما باشد بران جا کامل تصرف از ما خواہد بود۔ بلا اجازت کسی آن جا داخل نہ خواہد شد۔ ثالثاً با مریدان و مخلصین ما نواب صاحب را تعلقہ نہ خواہد بود و نہ بر ایشان از حکومت بندشے عائد خواہد شد۔ وزیر بیان ایشان را بہ نواب صاحب رسانیدند و نواب صاحب آن را قبول کرد۔ وَالْحَقُّ أَحَقُّ أَنْ يُقَالَ۔ نواب بہ نوعی پابندی این شرائط کرد و بہ نوعی مہانداری حضرت ایشان تا آخر وقت کرد کہ لا مَزِيدَ عَلَيَّ خَلْقِ خَدَامِي كَقَتِ كَمَا آيَا فِي نَظَرِ بِنْدِي اسْتِ يَا نَوَابِي اسْتِ۔ عاجز گوید نہ دانستند لَهِ فِي عِبَادَةِ شُكْرُونَ۔ این اظهار را بی اِحْتِ فُلَانًا الحمد يث۔ بودہ۔ دَرْكِ احوال محبوبان و مرادان، تہی دستان چہ توانند کرد۔ حضرت امام الطریقہ سید محمد بہار الدین نقشبند قدس اللہ سرہ و آفاض عَلَى الْعَالَمِينَ مِنْ بَرَكَاتِهِ وَاَسْرَارِهِ فَرُوْهُ اند۔ رحمت حق بہانہ می خواہد و رحمت حق بہانہ می خواہد۔ از نعمت اظفار تا زمان نظر بند می تربیت حضرت ایشان کاملآ جمالی بودہ، تربیت جلالی را ہیچ گاہ اثری نہ بودہ۔ بازوے دیگر را نظر بند می بہانہ گشت۔ و حضرت ایشان قدس سرہ ذی الجناحین گشتند۔ ذَلِكِ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ۔

مہمانی نواب حامد علی خان برائے حضرت ایشان محل قلعہ کہنہ رابع جمیع لوازم از قسم فرش و تختہ ہاد

سرریا ہمتیا کر دند۔ ہر دو وقت از نسلخ نوابی طعام پختہ می آمد۔ دہر روز پان، چھالیا، چائے سیاہ، و شکر و شیر و بسکٹ بہ مقدار وافر می آمد۔ و بہ وقت عصر یک عربہ برائے تفریح می آمد۔ اگر ہمانان می بودند، عربہ دیکھ می آمد و اگر حضرت ایشان خواہش می کردند فیلیہا می آمدند و بر فیلیہا سوار شدہ بہ تفریح تشریف می بردند۔ نواب صاحب از باغ خسرو تا باغ بے نظیر یک راہ خصوصی ساختہ بودند۔ بہ ہر دو جانب این راہ کہ بہ اندازہ سہ میل دراز بود درختان میوہ دار بودند کہ سے را اجازت نہ بود کہ برین راہ رود، و اگر کسی می رفت سزای یافت نواب صاحب برائے حضرت ایشان اجازہ این راہ دادند۔ چنانچہ حضرت ایشان بہ این راہ بہ باغ بے نظیر می رفتند۔ چون موسم گرم شد، یک سخنانہ برائے حضرت ایشان در دالان ساختہ شد کہ بر دیوارا و بامش آب افشانندہ می شد و بادکش آہنی ہوارا منتشر می کرد۔ بر دروازہ محل مخلص افغانی مقرر بود، بلا اجازت کسی داخل نہ می تواند شد، در واقعہ کتاب النشر فی قرآت العشر کہ تفصیلاً درج ذیل است عبد الصمد خان و چھٹن خان صاحب زائد از نصف ساعت بیرون دروازہ انتظار کردند۔

واقعہ النشر | النشر فی قرآت العشر تالیف امام حافظ ابوالخیر محمد بن محمد الشہیر باین الجزری المتوفی ۸۳۳ھ طبع شدہ بود، و حضرت ایشان بہ اشتیاق این کتاب بودند، کسے عرض کرد کہ ازین کتاب نسخہ قلمی در کتب خانہ نواب صاحب موجود است، حضرت ایشان شخصے را بہ کتب خانہ فرستادند تا کتاب را عاریتہ بیارد۔ مہتمم کتب خانہ بہ آن شخص گفت کہ از نواب صاحب اجازت گرفتہ کتاب ارسال خواہد شد۔ چون این جواب بہ حضرت ایشان رسید بہ دربان فرمودند۔ چون نان از مطبخ نواب آید گشتانندہ شود، و از تطفین نواب کسے در محل داخل نہ شود، این خبر چون بہ نواب صاحب رسید علی الفور عبد الصمد خان و چھٹن صاحب را فرستادند کہ بار دیگر چنین واقعہ پیش نہ خواہد آمد۔ حضرت شامہانی را حسب سابق قبول فرمائید، بہ انتظار جواب ہر دو صاحبان بیرون دروازہ تقریباً نصف ساعت استادہ ماندند، چون حضرت ایشان معذرت قبول فرمودند ہر دو صاحبان داخل محل شدند، و جدت الامور علی ما کانت علیہا سابقاً، حضرت ایشان فیاض الدین خطاط را مقرر فرمودند تا کتاب النشر را نقل کنند، این کتاب در دو جلد است۔ فیاض الدین جلد اول را کمالاً نقل کرد و از جلد دوم تا باب امالۃ ہاء التانیث و ما قبلہا فی الوقف، نقل کردہ بود کہ سفر حضرت ایشان از رامپور بہ کوئٹہ شد و کتاب تا تمام ماند، و آن تا تمام نسخہ نزد عاجز محفوظ است۔

پیشکش یک ہزار روپیہ در ہر ماہ | نواب حامد علی خان بہ توسط عبد الصمد خان عرض نمود کہ خواہش دارم کہ یک ہزار روپیہ ہر ماہ بہ خدمت مبارک علی الدوام پیش کنم حضرت ایشان قبول نہ کردند۔ باز نواب صاحب اظہار خواہش کرد کہ این ہدیہ را برائے فرزندان

گرامی قبول فرمائید حضرت ایشان فرمودند عزیزان ما از اولاد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ در
راپور قیام دارند از ایشان بیشتر افراد در زیون حالی اند۔ اگر نواب صاحبِ عانت ایشان بکنند بہتر است۔
جامع مسجد از قیام گاہ حضرت ایشان قریب بود شاید فاصلہ دو صد گز داشته باشد۔
نماز جمعہ حضرت ایشان نماز جمعہ در جامع می خوانند۔ امام جامع عرض می کرد کہ حضرت ایشان آما

فرمایند عاجز بارہ دیدہ کہ بعد از نماز جمعہ گاہے یک گاہے دو و گاہے سہ نفر بردست حق پرست داخل
دائرہ اسلام می شدند و وقتیکہ حضرت ایشان از جامع بہ قیام گاہ خود مراجعت می فرمودند مردمان خواہش
می نمودند کہ بہ سعادت دست بوسی سرفراز شوند چنانچہ گاہے می استادند و مردمان را شرف این سعادت
می بخشیدند و چون حضرت ایشان روان می شدند در رؤیہ مردمان استادہ می شدند و حضرت ایشان کمال
عاجزی ہوش در دم و نظر بر قدم داشته از بین ایشان می گزشتند۔

شوق دیدن نواب صاحب نواب حامد علی خان فرزند نواب مشتاق علی خان فرزند نواب
کلب علی خان بود۔ نواب کلب علی خان بردست حضرت شاہ

عبدالرشید و نواب مشتاق علی خان بردست حضرت شاہ محمد معصوم فرزند حضرت شاہ عبدالرشید سعیت
کرده بود۔ وقتیکہ مشتاق علی خان وفات کرد، حامد علی خان خورد سال بود، در صحبت اثناعشریہ پرورش
یافت و شیعہ شد، مع ہذا حیانا اثر پدید و پدر کلان بروئے ظاہری شد و اظہار آن ہم می کرد، چونکہ دلدادہ
ممتعہ بود و اثناعشریہ ابواب متعہ برایش کشادہ بودند شیعہ شد، روزے بہ وزرار و مصاحبین خود گفت
کہ می خواہم کہ حضرت صاحب را زیارت کنم۔ چونکہ حضرت ایشان قدس سرہ دروازہ ملاقات برائے نواب
از اول روز بند کرده بودند برائے مصاحبان و وزرار جائے تفکر پیدا شد، جناب مولوی عبید الرحمن معروف
بہ سردار احمد مجددی وکیل حلّ این اشکال پیدا کردند۔ ایشان در قضا یا محامات می کردند و محامی را در ہند وکیل
می گویند۔ ایشان مشورہ دادند کہ حضرت ایشان قدس سرہ را گفتہ شود کہ سیر حامد منزل کنند۔ چراکہ این
محل قابل سیر است۔ روزے کہ حضرت ایشان برائے سیر حامد منزل تشریف آرد، نواب صاحب در یک
حصہ آن محل باشند و از پس پردہ حضرت ایشان را ببینند۔ این راتے رانواب صاحب نیز پسند کردند و بہ
وکیل صاحب گفتہ شد کہ انتظام آوردن حضرت صاحب بکنند۔ چنانچہ وکیل صاحب حضرت ایشان
را بہ حامد منزل بردند۔ در قاعہ کبوتری تصویرے آویزان بود۔ حضرت ایشان استفسار کردند کہ این تصویرے
از کیست کہ عرض کرد این تصویر از حضرت علی کریم اللہ تعالیٰ وجہہ است۔ حضرت ایشان چون این
کلام شنیدند یہ وقت نظر سوئے آن تصویر دیدند و بعد از لحظہ فرمودند "نے نے این حضرت ایشان

صرف این قدر فرموده بودند کہ وکیل صاحب عرض کردند جناب ملاحظہ فرمائید این چه عجب چیز است۔ چنانچہ حضرت ایشان بہ آن طرف متوجہ شدند و سخن تصویر نہ تمام بہمانند فیما بعد وکیل صاحب گفت کہ آن وقت نواب صاحب پس پردہ بودند و احوال حضرت ایشان را ملاحظہ می کردند و کلام ایشان را می شنیدند حضرت ایشان شاید کلامی فرمودے کہ سببِ دل آزاری نواب صاحب شدے ازین جہت من حضرت ایشان را بہ جانب دیگر متوجہ کردم۔

ازین دید نواب صاحب را مسرتے روئے داد و ایشان ارادہ کردند کہ زیارت حضرت ایشان یکبارہ دیگر باز باید کرد چنانچہ نواب صاحب بہ مصاحبین خود گفتند ایشان بہ نواب صاحب گفتند کہ حضرت صاحب برائے تفریح و تمشیہ ہر روز بہ وقت عصر از راہ خسرو باغ بہ باغ بے نظیری روند، بلکہ حضرت ایشان بیشتر حصہ این راہ پاسبانہ قطع می کنند چنانچہ نواب صاحب یک روز بہ آن وقت کہ حضرت ایشان بر راہ خصوصی تمشیہ می کردند برائے زیارت حضرت ایشان در سیارہ روان شد مولوی سردار احمد وکیل مجددی و ماہر سہ برادر پیش حضرت ایشان بودیم بلکہ ماہر سہ برادر کرہ خورد در ایکے بہ دیگرے انداختہ و بازی کردہ می رفتیم و پس مایان حضرت ایشان مسجہ سنگ مقصودی در دست و نظر بر قدم داشتہ مشغول ذکر و فکر و خرام بودند و یک قدم پس از حضرت ایشان یک مخلص افغانی بود و پستہ عربہ چون کہ ما برادران مصروف کرہ بازی بودیم از سیارہ نواب صاحب آواز اعلامیہ برآمد۔ مایان دیدیم کہ یک سیارہ می آید۔ بر شیشہائے سیارہ پردہائے باریک بودہ۔ سردار احمد صاحب وکیل بہ مایان گفتند کہ در سیارہ نواب صاحب بودند۔ و بعد از دو سہ روز معلوم شد کہ نواب صاحب از دیدار حضرت ایشان بسیار مخطوط و مسرور شدہ بودند و بہ مصاحبان خود بیانش می کردند۔

روزے ابوالحسن میر توشہ خانہ نواب صاحب حضرت ایشان را
مولانا عبد الغفار خان بہ خانہ خود مہمانی کرد۔ بعض افراد خصوصی را ہم مدعو کردہ بود چون حضرت

ایشان رسیدند حاضرین با حضرت ایشان ملاقات کردند مولانا عبد الغفار خان خلیفہ حضرت مولانا ارشاد حسین مجددی بودند چون بہ خدمت حضرت ایشان رسیدند حضرت ایشان دست مولوی صاحب را در دست خود گرفتہ فرمودند۔ از کثرت آمد و رفت کہ نزد نواب صاحب دارید احوال باطن خود را شما خراب کردہ آید۔ امروز نزد من والدہ شوکت علی و محمد علی آمدہ بودوے از شاہ ولی النبی مجددی بیعت بود و شاہ ولی النبی و مولانا ارشاد حسین از خلفائے جد بزرگوار حضرت ایشان بودند قلب وے از قلب شما صاف تر روشن تر بود۔ عاجز گوید شاید مولوی صاحب گفتار حضرت ایشان را در دل خود وقعتے نہ دادہ بود، لہذا

حضرت ایشان قدرے بہ جلال آمدہ بہ مولوی صاحب فرمودند: ”شما از ما چہ می پوشانید۔ از فضل و مرحمت پروردگار این کیفیت و مقدرت مراحل است کہ اگر شما در دل خود خیالی خود را تبدیل کنید بہمانند ہمناظر ہر ملاحظہ می شود۔ من ہر مزار پر شہادت بودیم۔ ایشان از شما شاکی بودند۔ اگر باور نہ دارید ہر مزار پر خود رفتہ از ایشان دریافت کنید۔“ از این کلام حضرت ایشان بہ مولوی صاحب اثرے شد۔ حاضرین آن را محسوس کردند و فیما بعد معاینہ کردند کہ مولوی صاحب از ملاقات نواب صاحب خود را محفوظ کردند۔ نواب صاحب ہر چند خواہش کرد کہ ملاقات با مولوی صاحب بکند لیکن جناب ایشان چنین موقع نہ راہم نہ کردند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

یک منکر و محمد حسن خان

محمد حسن خان فرزند فاروق حسن خان رامپوری از مشائخ سلسلہ چشتیہ بودند۔ روزے یک شخص نزد ایشان رفت و نسبت بہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ آغاز گفتگو کرد و گفت ایشان از اصحاب کمال نیند و مہمان نواب صاحب شدہ اند۔ محمد حسن خان تا بہ این سخن نیاوردہ یک لک نہ شدیدہ ہر خسار دے زدند و فرمودند۔ اے خبیث اہانت ولی پروردگاری کنی۔ جَزَاءُ اللّٰهِ خَيْرٌ اَوْ رَحْمَةٍ وَّ رَضِيَ عَنْهُ۔ این واقعہ را خود محمد حسن خان بہ فرزند خود صابر حسن خان بیان کردہ بودند و چند سال قبل صابر حسن خان بہ عاجزہ نقل کردند۔ و بہ شنبہ سوم رجب ۱۳۹۰ھ (پنجم ستمبر ۱۹۷۰ء) رحلت نمودند و بہ موجب وصیت ایشان امامت نماز جنازہ این عاجزہ کرد۔ کَانَ رَجُلًا صَالِحًا مُسْتَقِيمًا عَلٰی سِيْرَةِ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَ رَضِيَ عَنْهُ۔

یک ملزم

روزے حضرت ایشان حسب معمول در عربہ برائے سیر و تفریح برآمدند۔ مولوی سراج احمد وکیل کو دوران قیام رامپور بالمواظبہ ہر روز ہمراہ ایشان بہ سیر و تفریح می رفتند۔ در راہ نزد دروازہ قلعہ یک ملزم بہ نظر مبارک ایشان درآمد کہ در ہر دو دست و در ہر دو پایہا نش قیودات آہی بودند و چارہا بنش رامحافظین کہ با تفنگ بودند احاطہ کردہ بودند۔ حضرت ایشان عربہ را ستادہ کردہ از محافظین دریافت نمودند چہ ماجرا است۔ جناب سردار احمد را واقعہ معلوم بود و عرض کردند این جوان بچہ یک سید را کشتہ و امروز نواب صاحب حکم صادر کردہ اند کہ این جوان را بردار بکشند۔ حضرت ایشان روئے بہ ملزم کردہ فرمودند: ”اے جوان، ارتکاب جرم عظیم کردہ ئی۔ وعن قریب سزائے دنیوی بہ توادہ خواہ شد کہ سزائے وقت قلیل است و می گزرد۔ فکر آخرت کن و بہ صدق دل در بارگاہ رب العزت توبہ کن و طلبگار عفو کرم پروردگار شو تا کہ از عذاب آخرت نجات یابی۔“ وقتیکہ حضرت ایشان این نصیحت می کردند آن جوان بہ ادب تمام استادہ بود، اشک ہا از چشمانش می ریخت و محافظان دے نیز متاثر بودند۔

چون حضرت ایشان بہ سائقِ عرب فرمودند کہ حرکت کنند آن جوان بہ عاجزی سلام عرض کرد و محافظین و نیز بہ طور فوجیان سلام کردند۔ رَحْمَةُ اللهِ بِمَنْدِهِ وَكَرَمِهِ۔

یک حالِ بے مثال در رامپور معمول حضرت ایشان بود کہ برائے سیر و تفریح بہ باغِ بے نظیر ازراہِ خصوصی نواب صاحب می رفتند و مراجعت ازراہِ عمومی می کردند

و معمول داشتند کہ اسماء اللہ الحسنی و مُسَبَّحَاتِ عَشْرِ قَدَرِے بہ آواز بلند در راہ می خواندند و میان ہر سہ برادر نیز ہمراہ حضرت ایشان قدرے بہ آواز بلند این وظائف مبارکہ را می خواندیم۔ چونکہ موسمِ خنک نہ بود نماز مغرب خواندہ از باغِ بے نظیر روانہ می شدند۔ مولوی سردار احمد وکیل ہمراہ می بودند۔ روزے در اثنائے اوراد مبارکہ کیفیتے حضرت ایشان را روئے داد۔ در راہ آمد و رفت کسے نہ بود، و شب تاریک بود، درین عالم خاموشی و تنہائی یک بارگی حضرت ایشان بہ آواز بلند فرمودند: آے درختان و آے بو تہا و آے سنگ ریزہا و آے زمین فردا بہ روزِ قیامت گواہی دہید کہ یک بندہ بر این راہ ذکر پروردگاری کرد می رفت۔ حضرت ایشان قدس سرہ در احوال خود این کلام فرمودند و محسوس می شد کہ مخاطبان بہ اثبات جواب می دہند۔ عجب پراسرار و پُر انوار وقت بود عجب مبارک حال و مبارک قال بود بعد از دو سہ سال در کوئٹہ بلوچستان حضرت ایشان فرمودند: فضل پروردگار است آن کیفیت حالاً ہم ظاہر است، افسوس کہ دانندگان این امور نہ مانند عابز گوید کہ برین واقعہ شصت سال می گزر داما ہر وقت کہ آن کیفیت بیاد می آید جان تازہ در بدن می دمد، و ہر زمان از غیب جانے دیگر است۔ را ظہور می شود۔ حیف صد حیف۔ آن قدر بَشکست و آن ساقی نہ ماند۔ قَدَّسَ اللهُ رُوحَهُ وَ تَوَسَّخَ رُوحَهُ وَ اَفَاضَ عَلٰی فِجْبَتِهِ مِنْ اَسْرَارِهِ وَ عَمَرَ قَانِدِهِ۔

بر مزار حضرت والد بزرگوار در رامپور معمول شریف حضرت ایشان بود کہ بہ روز پنجشنبہ بر مزار پُر انوار حضرت والد بزرگوار قدس سرہ تشریف می بردند

در سربالعدصلاة الظهر و در گر بالعدصلاة المغرب۔ مزار پُر انوار حضرت ایشان گما تَقَدَّمَ بَيَانُهُ فِي اَحْوَالِهِ الْمُبَارَكَةِ مِنْتَصِلِ كُنْبِدِ حضرت شاه جمال التقدس سرہ جہتِ غرب بر چپوترہ است۔ و از چپوترہ دیوار احاطہ تقریباً بست گز فاصلہ دارد۔ حضرت ایشان بیرون دروازہ احاطہ کفش کشیدہ۔ دست بستہ سر مبارک را اشخا داده۔ مجسم کیفیت۔ و اَخْفِضَ لَهُمَا جَنَاحَ الدَّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ۔ شدہ بہ کمال ہدوء بہ مزار شریف می رفتند، بر چپوترہ بالا رفتہ و بر کنارہ چپوترہ استادہ (از مزار شریف بہ اندازہ پنج گز فاصلہ بودہ باشد) بہ سوئے غرب پشت و بہ سوئے مزار مبارک رو کردہ بسلام مسنون

برائے اموات قدرے بہ آواز بلند عرض می کردند و بازمی نشستند و چادر مبارک خود را بر سر مبارک خود انداخته، سورۃ یسین بہ کمال خشوع بہ آواز بلندی خواندند۔ بہ دورانِ قرارتِ سورۃ مبارکہ عجیب احوال و کیفیات بر پاک باطنان و اصحابِ نسبت ظاہری شدند۔ از اہالیانِ رامپور افراد کثیری رسیدند بلکہ از دہلی و میرٹھ بعض افراد بہ این روز خود را بہ رامپور می رساندند و از تجلیاتِ الہیہ و فیوضاتِ نامتناہیہ سرشاری شدند۔ عاجز آن روز را یاد دارد کہ بہ دورانِ قرارتِ سورۃ مبارکہ احوالے بر حضرت ایشان ظاہر شدند کہ باوجود آن ضبط و تمکنت کہ ایشان را بود بر زانو ہائے خود بلند شدند و یک شعر خود را کہ بہ اردو فرمودہ اند خواندند۔ مفہوم آن شعر این است۔ این خانہ از چراغِ فیوضِ عمر روشن است، از خود در سینہ خیر این نور نیست۔ وقتے کہ حضرت ایشان نام مبارکِ عمر بر زبان مبارک آوردند بر زانو ہائے خود بلند شدہ بہ ہر دو دست اشارہ بہ مزارِ پرنوار کردند۔ در آن وقت بر حاضرین کہ چہل یا پنجاہ نفر بودہ باشند احوالِ عجیبہ طاری شد۔ کسے نعرۃ اللہ زدہ بے ہوش افتاد کسے بہ وجد آمدہ چون ماہی بے آب می غلطید، بعض افراد از بالا لے چو ترہ کہ از یک گز بلند تر بودہ باشند زیر افتادند تا زمانے کسے را از احوال خود خبر نہ بودہ۔

از حسنِ ملیح خود شورے بہ جہان کردی بے چارہ و بسمل رامصروف نغان کردی

بعد از سی سال عزیزے بہ عاجز گفت۔ "آن مبارک وقت در حافظہ تجیالم ثبت است۔ ہر یک از حاضرین در دریاے فیوضات غرق بود" خوش نصیب اند کسانے کہ چنین احوال دیدند و در طلبِ اعلیٰ درجہ احسان۔ "أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ" عمر ہا صرف کردند و حلاوتِ "أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ" را دریاقتند۔ رَحِمَهُمُ اللَّهُ وَرَضِيَ عَنْهُمْ۔

در رام پور مولوی وحید اللہ خان و مولوی نظام الدین مدرس مدرسہ عالیہ و مولوی سردار احمد مجددی وکیل از حضرت ایشان شاطبیہ شریف شروع کردند و نیزہ ازین کتاب خواندند۔ بہ ظاہر تدریس کتاب بہ باطن تسلیک مقامات بود و این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہان۔

مَقَسَّتِ الدُّهُورُ وَمَا أَتَيْنَ بِمِثْلِهَا وَلَقَدْ آتَىٰ فِ عَجْزٍ عَنْ نَظَرِ أَيْدِيهَا

جسد مبارک حضرت ایشان بسیار نازک بود۔ در موسم گرما بہ تمام جسد ایشان ریزہ ریزہ دانه ہا بر آمدند کہ آن را اہل ہند "گر می دانه" گویند۔ اگر چہ نواصبان برائے حضرت ایشان خن خن ساختند۔ در خن خانہ بہ وقت باد گرم راحت می باشد۔ یعنی از وقت چاشت تا اصراف آفتاب۔ و در غیر این اوقات راحتے نہ دارد بلکہ تکلیف دہ می باشد۔ اگر چہ از

شدتِ گریہ و انہماک حضرت ایشان را از حد زحمت بود۔ اما حرف شکایت گاہے بر زبان مبارک ایشان نیامد بلکہ کامل نمونہ "ہرچہ از دوست آید دوست باشد" بودند۔

زحمتی کہ بہ حضرت ایشان رسیدہ بود حضرت والدہ صاحبہ را بے آرام ساخت۔ ایشان عبد الرحمن خضر خیل را بہ کوسٹہ فرستادند تا ملا عبد الحلیم و ملا عبد الرشید و مرزا نیاز محمد خان و مرزا محمد اسلم و ملا ایاز حسن خان اندر ہی و غیر ہم را از احوال حضرت ایشان آگاہ کنند کہ حضرت ایشان را حکومت ہند در رامپور نظر بند کردہ و از وجہ گریہ ایشان را بسیار آزار رسیدہ مخلصین کوسٹہ ازین احوال بے خبر بودند۔ چون از حقیقت امر آگاہ شدند، چند خوانین و سرداران قبائل را ہمراہ خود گرفتہ نزد حاکم اعلیٰ رفتند گفتند کہ حضرت صاحب دہلوی یک مرد مذہبی است ایشان را بہ حکومت و سیاست کارے نیست۔ از آن حضرت ایشان تمام الہالی بلوچستان و افغانستان آزرده و پریشان اند۔ حاکم اعلیٰ از بلوچستان با حاکم ہندوستان مکالمہ کرد و بعد از دو سہ روز حاکم ملا عبد الحلیم و غیرہ را طلب کرد و گفت برائے حضرت صنا اجازت است کہ بہ کوسٹہ بیایند۔ و باز حاکم بلوچستان پروانہ نوشت در ان پروانہ مرقوم بود کہ حاکم بلوچستان بہ اجازت حاکم کلان ہندوستان (دائسرائے) می نویسند کہ حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی را اجازت است کہ بہ کوسٹہ تشریف بیارند و حاکم یک محافظ خصوصی نیز حوالہ ایشان کرد کہ بہ رامپور بروند و ہمراہ حضرت صاحب بیاید۔ ملا عبد الحلیم و غیرہ رحمتہ اللہ کا کٹر را کہ از پیشین بودہ با پروا و محافظ بہ رامپور فرستادند چون رحمتہ اللہ کا کٹر مع محافظ پروانہ بہ رامپور رسید حضرت ایشان علیٰ اسم اللہ و برکتیہ، برائے کوسٹہ از رامپور روانہ شدند چون کہ از روانگی حضرت ایشان کے مطلع نہ شد ازین جہت برائے تودیع بہ محطہ کے نیامد و بہ خاموشی از آن جا روانگی شد۔

وصول بہ کوسٹہ تقریباً ہفت ماہ حضرت ایشان در رامپور نظر بند بودند در اواخر شعبان ۱۳۳۲ھ کہ او آخر جوزا ۱۲۹۵ھ بودہ (ماہ جون ۱۹۱۶ء) از رامپور

روانہ شدہ بہ کوسٹہ تشریف بردند۔ اگرچہ در کوسٹہ برائے استقبال حضرت ایشان ہزار ہا افراد ہر سال می رسیدند لیکن درین سال اجتماع مردم فوق العادہ بسیار بود۔ بعض افسران انگلیزی نیز آمدہ بودند تا کیفیات و احوال را ملاحظہ کنند و قتی کہ قطار سکتہ الحدید بہ محطہ رسید بر تن مبارک حضرت ایشان یک قمیص و بر سر مبارک عرق چین بود۔ حضرت ایشان نزد شہناک نشستہ بودند۔ اول کسی کہ بہ دست بوسی حضرت ایشان مشرف شد آن ملا عبد الحلیم آخوندزادہ بود۔ چون نظر ملا صاحب بر بازو ہائے حضرت ایشان افتاد کہ از گریہ و انہماک پر بودند ضبط نہ توانستند کرد و بہ آواز بلند مصروف گریہ شدند۔

ہزار ہا مخلصین کہ در محطہ بودند بہ آہ و گریہ و نعرہ مصروف شدند و چون حضرت ایشان در عربہ سوار شدہ بہ خانہ روانہ شدند سر مستان بادہ وحدت اشک ریزان افتان و خیزان در چار اطراف عربہ روان و دو آن بودند عجب وقتے بود و عجب احوال قُبْحَانِ مَنْ يَغْتَابُ مَا يَتَغَابَرُ سُبْحَانَ مَنْ لَا يَقْبَلُ الزَّوَالَ۔

یک بار چون حضرت ایشان بہ کوسٹہ رسیدند حاجی تیار کہ از باران قلعه علاقہ شلگرہ بود لباس رنگین و عمدہ پوشیدہ بہ استقبال حضرت ایشان رسیدہ بود۔ حاجی تیار مرد پاک باطن، صاحب نسبت بود حضرت ایشان را نیز بر حال و سہ نظر مرحمت بودہ چون نظر حضرت ایشان بروے افتاد، فرمودند: "واہ واہ اے نیاز، امروز جامہ ہائے خوب پوشیدہ" عاشق صادق چون از زبان مبارک محبوب خود نام خود را شنید بہ وجد آمد و مستی کنان عرض کرد۔ این روز عید من است کہ جمال با کمال شمارا می بینم۔ احوال ہر یک از ان صاف کیشان مثل احوال حاجی تیار بودہ، افتان و خیزان مستی کنان مسافات صد ہا امیال پا پیادہ قطع کردہ بہ خدمت ایشان می رسیدند روز ہا شب ہا بر نان خشک آن ہم بہ قدر کفاف بہ سری بردند و بہ زبان حال می گفتند۔

اے برادر بے نہایت در گہمیت ؛ ہر چہ بڑے می روی بروے مہیست

آمد بی بی افسر انجلیزی | افسر تمام پولیس بلوچستان، چہ پولیس ظاہری و چہ پولیس سری، بی بی بود۔ بعد از وصول حضرت ایشان بہ کوسٹہ، بی بی بہ حضرت ایشان احوال فرسناد کہ برائے ملاقات نزد شامی آسیم۔ حضرت ایشان بہ بابو ولی محمد کہ از مجید صلح امر تسر بود۔ و از مخلصین حضرت ایشان بود فرمودند شما و حضرت بلال در ان وقت باشید حضرت برادر کلان و بابو صاحب کہ فیما بعد بہ صوفی صاحب اشتہار یافتند انتظام چائے کردند بہ نواختن وہ از صبح بی بی آمد و بہ حضرت ایشان گفت حکومت شمارا ہیج گونہ آزار نہ می رساند البتہ شما از اجتماعات دور باشید و در کار حکومت ہیج نہ گوئید بی بی تا چہ ہارسال در سفر دہلی و کوسٹہ یک پولیس باوردی ہمراہ حضرت ایشان می کرد۔

آمد مہدی حسن | مہدی حسن افسر پولیس سری از پنجاب بود و مذہباً قادیانی بود، بعد از چند روز از آمد بی بی و سہ بہ خدمت حضرت ایشان آمد، پسر جوان سال ہمراہ و سہ بود کہ بہمان سال از کلیمہ فارغ شدہ بود۔ آمد مہدی حسن از کار حکومت بود۔ اما آمد پسر غیر از دیدن حضرت ایشان چیز دیگر نہ بود مہدی حسن قدرے نشست و باز رفت پسرش نیز بہ رفاقت پدر رفت لیکن روز دیگر نہ در لباس اروپائی بلکہ در لباس وطنی حاضر شدہ بیعت شد۔

نگاہِ مسست تو آن را کہ مستفید کند ہزار پیر خرابات را مرید کند
عاجز آن جوان را می دید کہ ہر روز صبحا بہ ساعت نہ و نیم می آمد و نزد دروازہ خانہ حضرت
ایشان بر روی خاک می نشست۔ رویش بہ جہت حضرت ایشان می بود شملہ دستار خود را بر روی
خود می انداخت و بہ ذکر پاک پروردگار مصروف می شد۔ بہ اندازہ سہ ساعت مصروف ذکر شریف می بود۔
چون موسم خزان شروع شد، حضرت ایشان بہ دہلی تشریف آوردند و آن جوان بعد از دو ماہ رختِ سفراز
دنیا بستہ بہ رُوح و سَیِّحَان و بَجَنَّة نَعِيمِ شتافت۔ رَحِمَہُ اللہُ و سَاحِی عَنہُ۔

آخوندجی شاہ محمد عمر | در "محلہ فرشتخانہ دہلی" قیام آخوندجی بود کہ نسلک بہ سلسلہ عالیہ
قادر یہ بودند۔ مرد پیر صاحب نسبت و مبارک نفس بودند۔ حضرت
ایشان قدس سرہ بسیار بہ مودت و محبت با ایشان پیش می آمدند۔ بہ روز شنبہ دہم ماہ مبارک
میلاد ۱۳۳۶ھ (دسمبر ۱۹۱۶ء) حکیم محمد شفیع معالج چشم، حضرت ایشان را گفت کہ آخوندجی بسیار علیل
اند۔ حضرت ایشان برائے عیادت تشریف بردند۔ ماہ سہ برادران حکیم محمد شفیع و یک مخلص افغانی در
معیّت حضرت ایشان بودیم۔ آخوندجی متصل بہ مسجد شریف در حجرہ بر سریرے دراز بودند۔ چون از
آمد حضرت ایشان شنیدند بہ مخلصان فرمودند کہ مرا بنشانید۔ اگرچہ حضرت ایشان فرمودند۔ آخوندجی
شما بہ حال خود باشید، لیکن آخوندجی اصرار فرمودند و مخلصین ایشان را بنشانیدند۔ غیر از استخوان و
پوست ہیچ نہ ماندہ بود۔ آخوندجی برادر زادہ کلان خود را کہ مختار احمد نام داشت طلب فرمودہ بہ حضرت
ایشان گفتند۔ این برادر زادہ من است و من این را برائے جانشینی خود تجویز کردہ ام، حضرت شام دعا
فرمائید کہ صالح و قائم بر مسلک بزرگان باشد۔ چنانچہ حضرت ایشان دعا کردند و فرمودند کہ این س
فرزدان من اند۔ و نامہائے ماہ سہ برادر را گرفتہ فرمودند کہ شام دعا فرمائید کہ پروردگار ایشان را صالح کند
چنانچہ دران ضعف و نقاہت و علالت جناب ایشان دستہائے خود برائے دعا برداشتند و بہ
خلوص دل و عاجزی دعا کردند۔ حضرت ایشان و سایر حاضرین آمین می گفتند۔ حاکم در کتاب الدعاء از
مستدرک روایت از سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کردہ کہ سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ۔
إِنَّ اللہَ یَسْتَجِیْبُ مِنِّیْ عِبْدَہٗ أَنْ یَبْسُطَ الْیَدَیْہِ ثُمَّ یُرَدُّہَا خَائِبَیْنِ۔ عاجزین
دارو کہ آن دعائے پاک نفسان مقبول بارگاہ شدہ۔ ذَلِکَ مِنْ فَضْلِ اللہِ عَلَیْنَا۔ و بعد از دعا
جناب ایشان بہ حضرت ایشان فرمودند۔ امامت نماز جنازہ ما حضرت شما خواہید کرد۔ حضرت ایشان
بہ اثبات جواب دادہ فرمودند۔ فردا شب در خانقاہ شریف محفل مبارک میلاد منعقد خواہد شد،

شماره برزادہ خود را بگوئید کہ وہ در ان مبارک محفل شریک شود و عند القیام در بارگاہ رسالت عرض سلام کند و باز نعتی بخواند حضرت آخوندجی ہمان وقت بہ برادرزادہ خود بہ تاکید فرمودند کہ شہادران محفل مبارک شریک شوید و سلام و نعت بخوانید۔

یک سال قبل در قدم شریف حضرت ایشان از مختار احمد نعتی شنیدہ بودند۔ ازین جہت حضرت ایشان فرمائش سلام و نعت کردند۔

روز چار شنبہ تمام کردہ بہ شب پنجشنبہ بعد العشاء الآخرہ
بنگرید کہ روح پروازی کند

حسب معمول حضرت ایشان قدس سرہ مبارک احوال سرایہ
دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان می فرمودند چون کہ خانقاہ شریف از مردم پر بود و جمعے کثیر بیرون دروازہ استادہ بود حضرت ایشان استادند و ذکر کردہ جا بہ جا استادہ احوال مبارکہ بیان می کردند چون از جہت مہر مبارک بہ سمت منارہ جنوبی مسجد شریف تشریف می آوردند یک جائے استادند کہ از منارہ قاصدہ گزدارد حضرت ایشان از روئے کتاب سعید البیان کہ از تالیفات جد بزرگوار حضرت ایشان است احوال مبارکہ را بیان می کردند کہ مرد پیر محمد احسان کہ مرید جد بزرگوار ایشان بود و در خورد سالی حضرت ایشان را در آغوش خود گرفتہ گشت میگرد پاہائے مبارک ایشان را آہستہ آہستہ مالش شروع کرد۔ مِنْ عَیْرَانِ یَرَى الْاِحْسَانَ، حضرت ایشان بہ آواز بلند فرمودند۔ اے احسان بگزار این پاہا را کہ در ذکر پاک سول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مانده و خستہ شوتند۔ عاشق صادق احسان بہ این سخن در وجد آمد و خلق خدا متحیر ماند کہ حضرت ایشان نام احسان چہ گونه گرفتند۔ هنوز تحیر مردمان باقی بود کہ حضرت ایشان فرمودند روئے ایشان بہ سمت شمال بود بنگرید کہ روح پروازی کند۔ و بعد ازین گفتار یک دو دقیقہ خاموش ماندند ہزار ہا مردم این سخن را شنیدند دیدند کہ حضرت ایشان اشارہ بہ جانب پرواز روح کردند لیکن کسے را یارانہ بود کہ استفسار کند تقریباً پانزدہ دقیقہ گزشتہ باشد کہ از فراش خانہ شخصے آمد و بیان کرد کہ حضرت آخوندجی شاہ محمد عمر رحلت فرمود و بہ حسہ ساعت ہمان وقت و دقیقہ را بیان کرد کہ حضرت ایشان در ان وقت از پرواز روح خیرا دہہ بودند۔ کسانے کہ حاضر بودند اکثر ذکر این واقعہ می کردند۔ چند ماہ پیش یک مرد پیر ذکر این واقعہ می کرد و وقتیکہ عاجز را این واقعہ یاد می آید این شعر می خواند۔

وَ اِنِّي حَفِصٌ وَ كَرَّ اَمْتِي
فِي قِصَّةِ سَارِيَةِ الْخَلِجِ

حضرت ایشان قدس سرہ چند بار از ارواح خبر داده اند و بیانش در فصل ثالثہ انشا اللہ
خواہد آمد۔ صبح آن شب حضرت ایشان قدس سرہ امامت نماز جنازہ آخوندجی

نزد قبرستان حضرت خواجہ خواجگان قبلہ حق پرستان خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کردند۔ و در آن بقعہ مُبارکہ مدفون گشتند۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

بہ خورجہ | چودھری مولاداد خان از خورجہ بودند، اہلیہ ایشان بی بی حنیفہ صاحبہ الاملاک الاراضی بودہ۔ ہر دو از مخلصین صادقین حضرت ایشان بودند۔ ایشان در حقلہ زواج فرزند خود احمد سعید خان حضرت ایشان را در ۱۳۳۶ھ (۱۹۱۸ء) برائے یک ہفتہ بہ خورجہ بردند۔ و آن جا در محلہ نصر اللہ خان در خانہ چودھری صاحب قیام بود۔ برائے اہالی خورجہ اسباب سعادت فراہم شد، فرآدمی و جماعات بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ فوائد حاصل می کردند۔ در خورجہ مزار پرنوار حضرت مزار عبد الغفور است کہ از اجل خلفائے حضرت شاہ غلام علی و پیر صحبت حضرت شاہ عبد الغنی قدس اللہ اسرار ہم بودند۔ حضرت ایشان بر مزار ایشان رفتند و لطفہا برداشتند۔ روزے بر ملاقات مولانا عبد الملک خان خوشیگی فرزند مولانا نصر اللہ خان احمدی خوشیگی قادری تشریف بردند۔ ملاقات پر مودت و پر لطف بود۔ مولانا عبد الملک بسیار ضعیف و پیر بودند۔ طاقت رفت و آمد نہ داشتند۔ از تشریف بردن حضرت ایشان بسیار مسرور و محفوظ شدند۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

بہ نمائش گاہ بلند شہر | در ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۴ھ چودھری مولاداد خان عرض کردند کہ در بلند شہر ہر سال نمائش می شود۔ در نمائش گاہ زمینداران خیمہا ایستادہ می کنند چنانچہ یک خیمہ از من است۔ آن جائے تفریح است اگر حضور اقدس صاحبزادگان را اجازت دہند، ایشان سہ شب آن جا قیام بکنند۔ حضرت ایشان اجازت دادند، و چودھری صاحب مایان رامع سہ نفر افاغنہ بہ بلند شہر بردند این نمائش در ۱۳۲۴ھ در ماہ مارچ می باشد یعنی در ماہ حمل۔ و آن سال ۱۹۱۹ء بودہ۔ بعد از رفتن مایان بہ دور روز حضرت ایشان یک موٹر کار بہ کرایہ گرفتہ با سہ نفر از مخلصین افغانستان بہ نمائش گاہ تشریف آوردند و بہ چودھری صاحب فرمودند شما سچہ ہائے مرا آوردید و ما برائے دیدن ایشان آئییم۔

کارپاکان راقیاس از خود مگیر | وقتیکہ حضرت ایشان در دہلی بہ مخلصین دہلی فرمودند کہ انتظام یک موٹر کار بکنید، بعض افراد خیال کردند۔ کہ نمائش گاہ جائے سیر و تفریح است و رفتن حضرت ایشان در آنجا مناسب نیست لیکن نہ دانستند کہ کارپاکان راقیاس از خود مگیر زانکہ ماند در نوشتن شیر شیر۔ حضرت ایشان بہ اول وقت ظہر رسیدند۔ وقت عصر برائے نماز بہ مصلائے نمائش گاہ تشریف بردند۔ فرش مصلی بہ چین و نشان دیوار ہا بہ قطار گاہا بود۔ از دیدن این منظر حضرت ایشان بسیار مسرور گشتند،

چودھری مولاداد خان عرض کرد حضور این مصلی را بہ این نہج جمیل ہر سال عبدالعلی مختار تیار می کند و اسل بعض دشمنان بلاوجہ ایشان را در مقدمہ قتل گرفتار کردہ اند و شہادت ہائے کاذبہ فراہم کردہ ایشان را متہم ساختہ اند بہ ظاہر احوال امید حیات ایشان کم مانده است ایشان در محبس بودند چونکہ سخت بیمار شدند در خانہ نظربندانہ نمی توانند کہ از خانہ بیرون آیند حضرت ایشان فرمودند ما می خواہیم کہ ایشان را عیادت کنیم چودھری مولاداد خان فوراً عربہ طلب کردند و حضرت ایشان و ماہر سہ برادران و چودھری صاحب در عربہ و یک مخلص افغانی نزد سائق نشست۔ بر دروازہ نمائش گاہ چون خلالتی را علم بہ ورود مسعود حضرت ایشان شد برائے مصافحہ و اخذ برکت بہ نوعی هجوم آوردند کہ عربہ حرکت نہ می توانست کرد۔ بالآخر بہ زحمت بسیار روانگی شد چون بہ خانہ عبدالعلی مختار رسیدیم و عبدالعلی را خبر شد کہ حضرت صاحب دہلوی تشریف آورده اند از فرط مسرت آب از چشمان ایشان جاری شد چہلے آوردند حضرت ایشان بہ عبدالعلی مختار فرمودند مصلی را دیدیم دل ما خوش شد چودھری مولاداد خان از احوال شما خبر داده است۔ اگر شما این دو شعر را کہ ما نظم کردیم بہ حضور قلب بعد از نماز پنجگانہ سہ بار بخوانید، از لطف حق امیدوارم کہ مشکل آسان خواهد شد۔

حَسْبِيَ اللَّهُ فِي الْحَيَاتِ وَ فِي
وَهُوَ نِعْمَ الْوَكِيلُ يَكَلِّمُنِي
سَكَرَاتِ الْمَمَاتِ وَ الْوَالِدِ
فِي كَهَارِي وَ لَيْلَتِي وَ غَدِ

یعنی اعتمادم هست بر ذات احد
کار ساز و حافظم شد کردگار
در حیات و در ممات و در لحد
زان برستم از غم لیل و نہار

چون حضرت ایشان این دو مبارک شعر را نوشته بہ عبدالعلی دادند ایشان آن رقعہ را بر چشم خود نہادہ بوسہ دادند و سہ دینار سُرخ بہ صدعاجز می پیش کردند و گفتند حضرت والا شایان شما ہدیہ نہ دارم۔ برائے حضرات صہاب جزادگان این ہدیہ پیش می کنم۔ حضرت ایشان از آن جا آمدہ شب در نمائش گاہ بہ سر بردند و روز دیگر ماہر سہ برادران را با خود گرفتہ در سيارہ بہ دہلی تشریف آوردند۔

حضرت ایشان قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ در ۳۳۶ھ بہ نمائش گاہ
ملحدے مسلمان می شود | تشریف بردند و بعد از بست و ہفت سال بہ روز و شنبہ ۲۵

رمضان ۳۶۲ھ (۳ ستمبر ۱۹۴۵ء) چودھری خدا بخش بہ خانقاہ شریف آمد۔ اولاً بر مزارات مبارکہ رفت و عرض سلام کرد و فاتحہ خواند و باز نزد عاجز آمد و گفت خانہ من در دہلی نزد بلند شہر است۔ در دہ مایک برہمن بود من از خورد سالی نزد و سے می رفتم مرا باوے محبت شد و مذہب وے قبول طبعم شد۔ من علی الاعلان رسول خدا را اصلی اللہ تعالی علیہ وسلم پیش مسلمانان ہدیہ گفتم۔ عمر من بست و سہ یا بست چہار

سالہ بود کہ بردروازہ تماکش شخصے رادرعربہ دیدم۔ باایشان سہ فرزندان ویک شخص دیگر نشسته بود، و یک افغانی نزد سائق بود۔ مردمان برعربہ هجوم آورده بودند و ہر یک خواہش می کرد کہ دست خود را بہ ایشان برساند، بہ نظم چنین درآمد کہ از آسمان ملکہ نزول کرده درعربہ نشسته است۔ من بسیار سعی کردم کہ دست خود را بہ ایشان برسانم لیکن نہ توانستم و عربہ روان شد۔ من از مردمان پرسیدم کہ این مرد لوری کہ بود۔ گفتند۔ ایشان حضرت شاہ ابوالخیر اند کہ در دہلی سکونت دارند۔ من بہمان دم در دل خود گفتم اگر بہ دہلی رفتنم شد بہ زیارت ایشان خواہم رفت۔ آن روز در دل من نور اسلام روشن شد۔ و پروردگار فضل فرمود کہ من مسلمان شدم و من امروز بار اول بہ دہلی آمدم۔ ام نزد جامع مسجد در بارہ حضرت ایشان دریافت کردم۔ مردم گفتند کہ حضرت ایشان رحلت فرمودہ اند و در خانقاہ شریف مزار مبارک ایشان است۔ اگر چہ من در حیات مبارک ایشان نہ آمدم لیکن بر مزار مبارک ایشان رسیدم و فاتحہ خواندم۔ خدا بخش برائے حضرت ایشان دعا ہا می کرد۔ **رحمۃ اللہ**۔

حادثہ شریلی | معمول حضرت ایشان بود کہ یک سالون قطار آہن را کہ چہار عجلات می داشت برائے خود از دہلی تا کوٹہ و از کوٹہ تا دہلی مخصوص می کردند در راہ بہ بیچ جائے تبدیلی نہ می شد۔ چونکہ سالون خورد می بود در قطار سریع اتصالش نہ می شد بلکہ در قطار بطی کہ بہ راہ سہ ما سٹہ و بھٹنڈہ می رفت الحاق آن کردہ می شد۔ و این سالون چند ساعت در سہ ما سٹہ و چند ساعت در روہڑی بہ انتظار قطار دیگر استا می بود۔ در سال ۱۳۳۸ھ دوم صفر یوم پنجشنبہ (۲۷ اکتوبر ۱۹۱۹ء) حسب معمول حضرت ایشان از کوٹہ بہ دہلی در سالون خورد مخصوص روانہ شدند۔ عند الصبح الصادق قطار بہ روہڑی رسید و سالون حضرت ایشان را یک قاطرہ بہ جتے بردواستادہ کرد۔ عمال قاطرہ را از سالون منفصل کردند و قاطرہ روان شد۔ سالون بہ جت شمرق کہ قدرے انحدار داشت غلطیدن شروع کرد۔ عمال سنگ ریزہ ہا بر خط آہن می نہادند تا کہ سالون بر جائے خود قائم گردد۔ لیکن حرکت سالون دراز زیاد بود۔ قاطرہ کہ سالون را آورده بود بر خط آہن دیگر بود۔ عمال بہ سائق قاطرہ گفتند تا جہت شمرق رفتہ راہ را بگیرد۔ سالون بہ مقام اتصال خطوط قریب شدہ بود کہ قاطرہ در حرکت درآمد و سائق سعی کرد کہ قاطرہ را بہ سرعت از مقام اتصال بگزراند۔ چون قاطرہ بہ مقام اتصال رسید کج شمال شمرقی سالون نیز قریب رسیدہ بود لہذا اصطدام شدید واقع شد۔ قاطرہ از مقام اتصال در گذشت و سالون از خط آہن فرو آمدہ برد و عجلات جنوبی بنوعے قائم شد کہ پاندان زیرین حصہ جنوبی متصل بہ زمین شد و حصہ شمالی سالون بہ ہوا متعلق ماند۔ بنوعے کہ عجلات شمالی بہ اندازہ یک گز از زمین بالا بود۔ این آن وقت بود کہ **خبیطہ ابیض** از **خبیطہ اسود** بہ امتیاز رسیدہ بود و روے سالون شمرقا و غربا بود۔

ماہر سربراہ در مع حاجی ملا احمد خان مسخیل در غرفہ شرقی و حضرت ایشان مع حضرت والدہ ماجدہ و خوبروان در غرفہ غربی بودند نشست گاہ حضرت ایشان بہ جہت شمال بود کہ از زمین بالا رفتہ بود و روئے ایشان بہ جہت غرب۔ بر حضرت ایشان کیفیت طاری بود و در ان احوال "بڑی برکت خدا کے نام میں ہے" میخواندند۔ یعنی در نام پاک پروردگار بسے برکتہاست۔ حضرت ایشان تبسم گنان این مصرع می خواندند کہ محافظ کلان محظّطہ کہ انگیزی بود مع جمعے از ملازمین و پنج ششش افراد بولیس حاضر شد۔ چون کیفیت صائلون را ملاحظہ کرد گفت حیرانم کہ این صالون چه گونه بر دو عجلات قائم است۔ حضرت ایشان در جواب ہمان مصرع آورد خواندند و تبسم ہامی فرمودند۔ افسر انگیزی از احوال حضرت ایشان حیران ماند۔ ہمان وقت برائے حضرت ایشان و جمیع افراد انتظام فطور و چائے کرد و من بعد ہر وقت کہ حضرت ایشان بہ روہڑی می رسیدند بے برائے سلام می آمد و چائے بسکٹ می آورد۔

راہ لاہور | بعد از حادثہ ریل حضرت برادر کلان در خدمت حضرت ایشان عرض کردند اگر سفر در قطار سریع کردہ شود بہتر است۔ در لاہور تبدیلی ریل خواہد شد۔ چنانچہ از اواخر رجب ۱۳۳۸ھ (اپریل ۱۹۲۰ء) تا اوائل ماہ مبارک میلاد ۱۳۴۱ھ (اواخر اکتوبر ۱۹۲۲ء) شش بار سفر بہ راہ لاہور شدہ۔ بار اول یک شب در مال روڈ قیام کردند از اہالیان لاہور کسے را علم نہ شد۔ و بار دیگر ہشت روز در خانہ عبدالعزیز وکیل۔ یکی دروازہ و باز چار مرتبہ در اچھرہ در جائے میان قمر الدین و برکت علی۔ سہ ماہ اللہ۔

میان شیر محمد شرقپوری و مولانا روف احمد شاہ امام | بہ ماہ صفر ۱۳۳۹ھ (اکتوبر ۱۹۲۰ء) چون حضرت ایشان از کوئٹہ

بہ دہلی می آمدند ڈاکٹر اشفاق محمد ام تسری کہ مخلص صہادق حضرت ایشان بود۔ موقع را غنیمت شمرده برآ قیام حضرت ایشان خانہ عبدالعزیز وکیل را در لاہور مہتیا کردند کہ در یکی دروازہ بود۔ قیام حضرت ایشان ہشت روز در آن جا بود۔ از کوئٹہ چند مخلصین تا لاہور آمدند و از وہلی چند مخلصین بہ استقبال حضرت ایشان رسیدند۔ اہالی لاہور جوق در جوق برائے زیارت می رسیدند۔ روزے حضرت ایشان برگرسی ہندی کہ آن را "مونڈھا" گویند در صحن خانہ نشستہ بودند از زائرین خانہ پر بود کہ مرد پاک مشرب و پاک طبیعت جناب شیر محمد شرقپوری تشریف آورد۔ بر سر مبارک حضرت ایشان عرق چین و برتن قمیص خورد بود و چشمان مبارک ایشان بند بود کہ مولانا شیر محمد آمدند۔ چون نظر ایشان بر جمال مبارک۔ اذرا و اذکر اللہ۔ افتاد بے خود شدہ پاہائے مبارک حضرت ایشان را کہ بر زمین آویزان بود بہ ہر دو دست

خود گرفتہ چشم بند کردہ بنشستند۔ ہر دو پاک نفوس بہ سیرِ موطنِ مقدسہ مصروف بودند و خلقِ خدا بر چہرہ ہائے مبارکہ ایشان انوارِ الہیہ را دیدہ متحیر و بود، تقریباً نصف ساعت برین کیفیت گذشت۔ چون مولانا مخلص شدند حضرت ایشان بہ حاضرین گفتند: ”شیر محمد شیر پنجاب است“ ایشان خلیفہ امیر الدین، خلیفہ سید امام علی شاہ خلیفہ سید حسین علی شاہ خلیفہ حاجی احمد خلیفہ خواجہ زمان، خلیفہ شیخ محمد خلیفہ خواجہ زکی خلیفہ خواجہ حنیف خلیفہ حضرت عبدالاحد و حدت بودند، روزے سفر می کردند کہ یک سکہ را در محطہ دیدند بے اختیار دست خود را بر رویش فرد آورده گفتند۔ این ریش تو ریش مسلمانان است۔ آن سکہ از قول ایشان بر ہم شد و چیزے سخت و سست گفت، جناب ایشان در صالونے داخل شدند و آن سکہ بہ جائے دیگر نشست۔ قطار روان شد و در احوال سکہ تغیر و نمود۔ در محطہ دیگر جناب ایشان را تلاش کردہ بہ خدمت ایشان رسید، و مسلمان شدہ داخل سلسلہ گشت۔ رَحْمَهُمَا اللهُ تَعَالَى۔ مولانا شیر محمد بعد از دو روز ہمراہ جناب رؤف احمد شاہ امام جامع قلعہ گوجر سنگھ، برائے زیارت آمدند۔ حضرت ایشان دست مبارک خود را بر شانہ رؤف احمد شاہ نہادہ فرمودند۔ ”شاہ صاحب عجب دل است“ و باز بہ مولانا شیر محمد فرمودند: ”شیر محمد امروز چه شدہ“ ایشان عرض کردند۔ ”نعم یا سیدی سستی واقع شدہ۔ حضرت ایشان فرمودند: ”اگر چه مشائخ قدیمہ و اراحوال نیند تا ہم مقام شکر پروردگار است و احوال غنیمت اند“ این فرمودہ برائے ہر دو پاک مشربان و صاف کیشان دعا ہا کردند۔ قَدَسَ اللهُ اَسْمَاءَهُمُہُمَا۔ مولانا شیر محمد دوبار بہ اچھرہ نیز برائے ملاقات حضرت ایشان رسیدہ اند۔

حضرت طاہر ہندگی | روزے در خانہ عبدالعزیز وکیل نماز عصر خواندہ حضرت ایشان مصروف

حلقہ بودند کہ یک بارگی سر مبارک برداشتہ فرمودند کہ مزار پُر انوار حضرت مولانا طاہر ہندگی کجا است۔ ڈاکٹر اشفاق محمد برائے بردن حضرت ایشان بہ امر تسر بہان روز بہ امر تسر رفتہ بودند۔ برادر کلانش ڈاکٹر شوق محمد عرض کرد کہ در قبرستان مزنگ است۔ و آن جائے بسیار دور نیست۔ حضرت ایشان فرمودند کہ آن جا رفتن است۔ شخصے عرض کرد۔ وقت غروب آفتاب قریب است۔ فرمودند ما نماز شام بہان جامی خوانیم۔ و حضرت ایشان بہان دم بہ بہان عرق چین و تمیص خورد استادند و پاپیادہ روان گشتند۔ بہ اندازہ صد گز رفتہ باشند کہ یک ہندو مع دوستان خود پیش روئے حویلی خود بر کراسی ہندی نشستہ بود۔ چو حضرت ایشان را دید۔ دست بستہ استاد و عرض کرد۔ حضرت قدسے این جا توقف فرمایند۔ چنانچہ حضرت ایشان و ماہر سہ برادر بر کراسی نشستیم۔ حضرت ایشان خاموش بودند و چشمان مبارک حضرت ایشان بند بود۔ بعد از لحظات عربہ آمد۔ در عربہ حضرت ایشان و ماہر سہ برادر و

حافظ عبدالحکیم سوداگر حضرت دہلوی شہسختیم و نزد سائق یک مخلص افغانی۔ ڈاکٹر شوق محمد و دیگر افراد سائق عربہ مایان را از محل وصول آگاہ کردہ برائے خود بہ تلاش عربہ ہاشدند و عربہ مایان روان شد، بہ نزدیکی مزار پرنوار مقام اتصال چہار را ہا است۔ سائق بر راہ شمال رویہ روان شد حضرت ایشان یکبارگی چشمان مبارک خود را واکرودہ فرمودند، این (سائق) مایان را کجای برد۔ ببینید، ببینید حضرت این جا استادہ می فرمایند من بہ این سو ہستم، صاحبزادہ شہا کجای روید۔ و وقتیکہ حضرت ایشان این جا استادہ فرمودند شاہ بہ بہت غریب کردند۔ مرد پاک طینت حافظ عبدالحکیم دہلوی کلام حضرت ایشان را بہ سائق گفتند سائق گفت من بر راہ درست می روم، حضرت ایشان کلام سائق شنیدہ خاموش شدند اما آثار اضمحلال بشریہ مبارکہ ظاہر شد عربہ دو صد گز یا قدرے زائد رفتہ باشد کہ سائق عربہ استادہ کرد و گفت۔ فی الواقع من راہ غلط کرد ام۔ و عربہ را گشتانہ بہ ہمان جائے آورد کہ حضرت ایشان از غلط روی وے آگاہ کردہ بودند و بہ ہمان جہت روان شد کہ حضرت ایشان بہ آن جہت اشارہ فرمودہ بودند و درین اثنا بر بشریہ مبارکہ آثار مسرت ظاہر و باہر لوہند و چہرہ انور کا بدر التمام روشن و منور بود۔ اندرین اثنا ڈاکٹر شوق محمد مع چند رفقا رسیدند و حضرت ایشان از کیفیت ایشان را آگاہ کردند نزد مزار پرنوار یک مسجد خورد است حضرت ایشان اولاً بہ مسجد شریف رفتہ نماز شام خواندند و باز بر مزار شریف حاضر شدہ۔ سلام مسنون عرض کردند و باز بہ ادب تمام دوزانوشتہ سورہ ملک بہ کمال خشوع و نیاز مندی بہ آواز بلند خواندند و قد مراقب نشستند و باز بہ ہر دو دستہائے خود مزار پرنوار را مسح فرمودہ بر سر و روی خود مسح کردند و بہ ادب نیاز تمام از انجام عاودت فرمودند۔ آن وقت چشمان مبارک ایشان سُرخ بود و تا یک زمان حضرت ایشان در احوال خود ماندند۔

چوں بادہ شوق تو کند بر آتی گرد تن و روح جملہ مست ساقی

تن مست شہراک روح مست ساقی آن گرد فانی و این بگرد باقی

مقبرہ جہانگیر ایک بار میان قمر الدین، حضرت ایشان را بہ مقبرہ جہانگیر بردند حضرت ایشان بر آقا مقبرہ کہ مسطح و جائے فرحت بخش بود قدرے مشغول بہ ذکر شریف شدند اندرین اثنا از جہت جنوب مشرق آواز لالہ الہ اللہ بلند شد۔ کہے بہ ذوق و شوق تمام بہ ذکر شریف مشغول شدہ بود حضرت ایشان متوجہ بہ ذکر شریف شدند و فرمودند۔ کہے از نیک بندگان پروردگار بطریق حضراتِ قدس اللہ انہم مشغول ذکر شریف شدہ است، و حضرت ایشان برائے آن پاک نفس دعا ہا کردند۔ والدعاء للغائب مستجاب۔

(متعلق بہ سفر از سر صغیر ملاحظہ کنید)

بہ دھوراجی

میں ہائے بمبئی و کاٹھیاواڑ پر عرس شریف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ سے سرسید شریف می رفتند و در وقت ذہاب یا ایاب باستانہ خیر جهان نیز حاضر می شدند چنانچہ در ۱۳۳۹ھ حاجی ہاشم حاجی ولی پسران حسن دادا بہ خدمت شریف رسیدند و عرض کردند کہ در ماہ صفر ۱۳۳۹ھ زواج اولاد مایان است۔ از حضرت شہا التجامی کہیم کہ بہ آن وقت در حلقہ زواج شرکت فرمائید حضرت ایشان فرمودند کہ اندران ایام مادر کوٹہ بلوچستان می باشم۔ حاجی ہاشم عرض کرد کہ من انتظام آورد حضرت شہا از کوٹہ خواہم کرد و بعد از اختتام حلقہ زواج حضرت شمارا بہ دہلی می رسانم۔ ان شمار اللہ بہ حضرت شہا تکلیف نہ خواہد رسید۔ حضرت ایشان استدعائے حاجی ہاشم را قبول کردند و بہ چہارم صفر ۱۳۴۰ھ (۶ اکتوبر ۱۹۲۱ء) سفر از دھوراجی بہ کوٹہ رسیدند و بہ دوشنبہ ہشتم صفر حضرت ایشان رابع متعلقین با خود گرفتہ از کوٹہ روانہ شدند۔ یک شب در اچھرہ لاہور دو شب در دہلی قیام شد و بہ روز دوشنبہ ۱۵ صفر (۱ اکتوبر) وصول بہ دھوراجی بود۔ آن روز وصول را اگر یوم مشہور گفتہ شود درست باشد از دعای خلایق از دھوراجی چند محطات قبل شروع شد۔ دیوانہ وار مردم برائے دیدن انسان کابل، خلیفۃ اللہ فی الارضین بر قطار گرد می آمدند، ہیچ جائے در قطار نہ ماند کہ از پروانہ ہائے شمع انوار الہیہ پر نہ شدہ باشد۔ در حجرہ کہ ماہر سہ برادر بودیم چون از واردین پُرسید۔ در یک محطہ از ان جا پائین شدہ بہ حجرہ حضرت کعبۃ الآمال رفتیم۔ دیدیم کہ حضرت والدہ محترمہ و ہر سہ ہمیشہ گان در کتبچہ نشستہ اند و مشتاقین حضرت ایشان را محاط اند۔ کسے پائے مبارک ایشان را مالش می کند، کسے دست مبارک ایشان را گرفتہ کسے جاہ ہائے ایشان را بر وید ہائے خود می مالد کسے زار و قطاری گریہ کسے نعرہ اللہ اکبر بلند می کند۔ مایان بہ جہت زاویہ نساء نشستیم۔ چون کہ باہائے صالونات از خلایق پُرسید قطار سکتہ الحدی ہم بہ احتیاط ساغر بود۔ در محطہ دھوراجی از دعای خلایق بیش از بیش بود۔ از کثرت خلایق و جوش و نعر ہائے ایشان منتظمین حیران ماندند۔ بالآخر۔

درین دریائے بے پایان درین طوفانِ رافزا سرفگندیم بسم اللہ فخریہا و مرساها

جماعتی از منتظمین حضرت ایشان را در دائرہ گرفتہ بہ وقت تمام تاسیارہ رسانند۔

حضرت برادر کلان با حضرت ایشان بودند۔ این عاجز و برادر خورد را یک جماعت منتظمین بہ صد زحمت تقریباً در ریح ساعت بسیارہ کعبۃ الآمال رسانید۔ عاجز از منتظمین و دیگر افراد شنیدہ کہ این اجتماع مردم از صد ہزار بیش بودہ۔ از محطہ تا قیام گاہ از بام خانہا باران گلہا و در اہم بودہ۔ حاجی ہاشم و حاجی ولی یک عمارت عالی شان را کہ دو منزلہ بود برائے حضرت ایشان مہیا کردہ بودند در حصہ رضی

یک غرفہ وسیع دکشادہ برائے نشست حضرت ایشان بود و دوسہ غرفہا برائے مخلصین کہ از میرٹھ و دہلی ہم سفر شدہ بودند و یک مطبخ و طبابخ و پنج شش نفر منتظمین شب و روز حاضر می بودند و بالاخانہ برائے سکونت حضرت ایشان و مایان بود۔ ہشت روز قیام حضرت ایشان در انجا بود۔ و درین عرصہ مخلصین جیت پور برائے یک شب حضرت ایشان را بہ جیت پور در سیارہ بردند۔ آن جابر کنارہ رودی اقامت گاہ بود۔ بسیار جائے مفرح و دلکش۔ چون کہ مہر آب حصہ کو ہی بود و آب در سنگ ریزہا روان بود لہذا بسیار پاک صاف بود۔ علی الصبح چون ماہر سہ برادران از خواب بیدار شدیم دیدیم کہ حضرت ایشان وضو کردہ از جہت مجری المیاء می آیند و می فرمایند۔ بچہا بید چہ جائے خوب و آب روان است، بروید و وضو کردہ بیائید و چون مایان وضو کردہ آمدیم حضرت ایشان امامت کردند، دوسہ نفر دیگر ہم شریک عمت بودند۔ آن جائے پرسکون و دلکش و آن وقت مبارک و آن نماز بانیا حضرت ایشان سبحان اللہ چہ وقت بودہ قدس اللہ سیرۃ و نور صریحہ۔

دعوتِ راجہ بہ روز دوشنبہ ۲۲ صفر ۱۲۴۲ (اکتوبر ۱۹۲۵) حضرت ایشان از دھوراجی برائے دھلی روانہ شدند چند محطہ قطار گزشتہ بود کہ بڑیک محطہ دستہ فوج استادہ بود و یک جوان خوش قامت و خوش لباس پیش دستہ فوج استادہ بود و در پہلوئے جوان یک شخص دیگر در لباس رسمی بود۔ چون قطار استادہ دستہ فوج بہ حضرت ایشان سلامی داد۔ و باز ہر دو افراد نزد حضرت ایشان آمدند حضرت ایشان نزد شباک نشستہ بودند یکے از ایشان بہ جانب دیگر اشارہ کردہ گفت کہ ایشان جناب ولی عہد اند و پدر ایشان اجہ صاحب اند، ولی عہد پیش آمدہ مصافحہ کرد و گفت کہ پدر من مریض اند و خواہش دارند کہ جناب شما دعوت ایشان را قبول فرمائید و یک دو شب این جا قیام کنید حضرت ایشان بہ محبت و نرمی فرمودند۔ شامی بلبیدی کہ من با اہل و عیال و رفقا و سامان روان ہستم و صہالون قطار تادہلی مخصوص شدہ۔ اندرین احوال معذورم۔ اگر شما بہ دھوراجی احوال می فرستادید از آن جا برائے یک شب آمدن آسان بواز جانب من پدر خود را سلام برسانید مادعا می کنیم کہ پروردگار ایشان را شفا دہد۔ ولی عہد این کلام شیرین ایشان شنید و سر نیاز خم کرد۔ دستہ فوجی سلام پیش کرد و قطار روان شد۔

بہ پانی پت غلام اکبر معروف بہ اگر و فقیر ولد محمد ایاز قوم انجیل بلیزی ساکن کٹوازا از مخلصین پاک نہاد صاحب جذبہ صاحب نسبت، صاحب ولایت را حضرت ایشان بر مزار مبارک بزرگان دین می فرستادند۔ وہی گفتند سلام عرض کنید و ہر چہ ایشان فرمایند۔

آمده به ما بگوئید چنانچه در سنه ۱۳۴۲ هجری حضرت ایشان غلام اکبر را به خدمت حضرت ابوعلی قلندر به پانی پت فرستادند غلام اکبر از پانی پت آمده عرض کرد که حضرت قلندر فرمودند خودش نه می آید و مریدان را می فرستد حضرت ایشان بعد از استماع این پیام قصد پانی پت کردند و آن جا در خانه نواب زاده فاخر احمد خان انصاری در محله قاضیان سه شب قیام فرمودند این خانه از حضرت قاضی ثنار الله بوده حضرت ایشان چون درین خانه داخل شدند به وقت نظر در چار اطراف دیدند و فرمودند که مراد است که حضرت جدا مجد با به وقت رفتن به حرمین شریفین این جا قیام فرموده بودند و آن زاویه را نشان دادند عاجز گوید که این واقعه در سنه ۱۳۴۲ هجری در آن وقت سن مبارک ایشان دو سال بود فاخر احمد خان و تمام افراد متحیر بودند که حضرت ایشان واقعات آن سن یاد دارند ذلک الفضل من الله حضرت ایشان بر مزار پرنوار حضرت قلندر رفتند و به خدام حضرت قلندر دو صدر و پیمه دادند و بر مزار حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء و قاضی ثنار الله و شمس الدین ترک قدس الله اسرار هم حاضر شدند و با هزاران فتوح از آن جا به دہلی مراجعت فرمودند و کان ذلک فی او ایخیر شہر ربیع الآخر -

به سعد آباد | نواب لطافت علی خان رئیس سعد آباد مخلص صادق حضرت ایشان بود در سنه ۱۳۳۹ هجری رحلت کرد قبل از ارتحال به فرزند خود کرامت علی خان گفت که اگر حضرت پیروم را رایک بار بر سر تربت مایاری که یک مبارک نظر ایشان بر سر تم افتد از حق من آزاد هستی و پروردگار ترا اجر با خواهد داد کرامت علی خان در محفل مبارک میلاد شریف در سنه ۱۳۴۲ هجری حاضر شد و به چو دهری مولاداد خان خوجوی اظهار مافی الضمیر کرد و خواهش کرد که حضرت ایشان را به نوعی برای تشریف بردن به سعد آباد عرض کنند که حضرت ایشان رضامند شوند و کرامت علی خان به خانه خود رسیده به حضرت ایشان عریضه ارسال کرد حضرت ایشان حسب معمول بعد العشاء الآخرة از عریضه کرامت علی خان در حلقه بیان کردند چو دهری مولاداد خان که مرد فهیم و مزاج دان حضرت ایشان بود موقع را غنیمت شمرد و عرض کرد که سعد آباد جائے سیر و تفریح است اگر حضور انور تشریف به بند خوش خواهند شد چنانچه حضرت ایشان مع متعلقین و مولوی سردار احمد و کیل مجددی را امپوری و صاحبزاده سعید الزبیر مجددی که در مغلیپوره دہلی قیام داشتند و مولوی بخش الله دہلوی و چو دهری مولاداد خان خوجوی و سید امجد علی شاه سردھنوی، در تن لال دہلوی و سه نفر از مخلصین افغانستان به روز دوشنبه ۲۵ ماه ربیع الآخر سنه ۱۳۴۲ هجری (۲۶ دسمبر ۱۹۲۱ م) قبل از زوال از دہلی روان شده تا عصر به سعد آباد رسیدند و یک هفته آن جا قیام فرمودند روزے در صباح چون از چائے حضرت ایشان فارغ شدند بیرون تشریف آوردند و فرمودند

شاید این باغ است۔ چودھری مولاداد خان عرض کردند۔ نعم یا سیدی این باغ است و روشِ خوبِ ارد۔ اگر حضور چند قدم سیر بفرمایند خوب است۔ چنانچہ چودھری صاحب حضرت ایشان را بہ آن راہ بردند کہ از نزدِ قریبِ لطافتِ علی خان می گذشت حضرت ایشان حسب معمول در احوال و در کیفیات خود بہ آہستہ خرامی مصروف بودند۔ چون بہ قریب تربت رسیدند۔ کہ آن جناب را متوجہ کرد و چودھری صاحب عرض کرد۔ این تربت لطافت علی خان است حضرت ایشان استادند و اولاً بہ سوئے تربت دیدند و باز سلام مسنون و فاتحہ مختصر خواندند و دعائے مغفرت فرمودند۔ تمنائے لطافت علی خان صورت واقعی پیدا کرد۔ **ہنیئاً لہ۔**

بر سرِ خاک مایہ نغمہ عشق را سمرآ
کز جذباتِ شوق تو نعرہ ز خاک بر زرم

بعد ہزار سال اگر بر قبم گزر کنی
مشک شود غبار من روح شود ہمہ تنم

یک روز کرامت علی خان حضرت ایشان و جمیع افراد را بہ آگرہ بردند حضرت ایشان بہ اکبر آباد (آگرہ) تاج محل و دیگر آثار قدیمہ را دیدند و باز بر مزار مبارک حضرت ابو العالی حاضر شدند۔

آن جا ہمہ تنہائی بود و از مجاورین و زائرین کہ نہ بودہ حضرت ایشان بہ چودھری مولاداد خان و سردار احمد وغیرہا فرمودند۔ چہ سبب است کہ حضرت ابو العالی مدارات مانہ کردند۔ کہسے یہ مدعائے کلام حضرت ایشان نہ رسید۔ و وقتے زیاد نہ گذشت کہ آمد مردم شروع شد و بہ اندازہ شصت نفر جمع شدند۔ در آن وقت حضرت ایشان فرمودند۔ بنگرید کہ حال حضرت ایشان مدارات ما کردند۔ تمام رقت متعجب ماندند۔

کرامت علی خان از آگرہ دوسہ میلاد خوانان را طلب کرد و روز **محفل مبارک میلاد شریف** پنجشنبہ تمام کردہ بہ شب جمعہ بعد از عشاء آخرہ محفل مبارک

منعقد شد۔ مولوی سردار احمد مجددی، سعید الزبیر مجددی، چودھری مولاداد خان و امجد علی شاہ، ورتن لال و کرامت علی خان و یک یاد و نفر از خویشان ایشان و ہر سہ افاغنہ شریک محفل مبارک بودند۔ و در غرفہ متصلہ مستورات بودند حضرت ایشان بہ کمال ادب و زانو نشستن چشمان مبارک بند و الذقن ملصق بصدہ الشریف میلاد خوانان آغاز ذکر پاک محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کردند۔ چون بہ ذکر مبارک ولادت با سعادت رسیدند قیام کردند حضرت ایشان و جمیع حاضرین استادند میلاد خوانان بہ عرض سلام منظوم مشغول شدند و بر حضرت ایشان کیفیت طاری شد، دست بستہ پائے مبارک را آہستہ آہستہ می کو بیدند کرامت علی خان عرق پاشی کرد۔ و عطر خوب بر ہمہ حاضرین مالید و خوشبوئے عود و بخور کرد۔ حضرت ایشان جنوب رویہ استادہ بودند۔ و بعد از طاری شدن کیفیت آہستہ آہستہ قبلہ رو گشتند۔ حضرت برادر کلان و مولوی سردار احمد و چودھری مولاداد خان و کرامت علی خان چون واقفگی حضرت

ایشان را دیدند، دست یک دیگر مضبوط گرفتہ حضرت ایشان را در حلقہ گرفتند و چون این کیفیت طول کشید، مولوی سردار احمد بہ میلاد خوانان اشارہ کردند کہ خاموش شوند۔ از چشمان مبارک ایشان اشکها جاری بود کہ بر رخسار غلطیدہ ریش مبارک را تر کردہ بر زمین می ریخت و بعد از لحظہ حضرت نشستند و تا یک زمان در احوال خود مستغرق ماندند۔

میلاد خوانان بہ صبح آن شب بہ کرامت علی خان می گفتند کہ مابان در محافل عمومیہ و خصوصیتہ از مدۃ العمر میلاد شریف می خوانیم لیکن آن برکات و کیفیات کہ امشب محسوس کردیم، هیچ گاہ نہ دیدہ ایم۔

مراجعت و شکار | بہ دو شنبہ سوم جمادی الاولیٰ، دوم جنوری ۱۹۲۲ء بعد از زوال بہ ساعت یک بہ محطہ روانگی شد۔ در راہ چند آہوان بہ نظر آمدند۔ حضرت برادر کلان و سید امجد علی شاہ تفنگها گرفته از دو جانب بہ آہوان روان شدند و حضرت برادر کلان یک آہوز دند۔ حضرت ایشان این تماشا را می دیدند و بسیار خوش شدند و فرمودند این آہور را مسلم بہ دہلی بریدہ بہ ساعت سه در لج قطار از سعادت آباد روان شد و بہ ساعت ہشت و نیم بہ دہلی رسید۔

سفر آخرین کوئٹہ | بہ شب پنجشنبہ یکم شعبان ۱۳۴۰ھ (۲۹ مارچ ۱۹۲۲ء) از دہلی بہ لاہور و یک شب در اچھرہ قیام کردہ بہ روز شنبہ بہ کوئٹہ رسیدند۔ در ادخرا جمادی الآخرہ بقضار اللہ و قدرہ یک واقعہ بہ ظہور رسید کہ حضرت ایشان متاالم شدند و منظور پروردگار بود کہ آخر سال از حیات مبارک ایشان سال تاالم بود۔ و باز در کوئٹہ علالت حضرت والدہ ماجدہ شروع شد۔ و چون مرض شدت اختیار کرد طبیعیہ حاذقہ عرض کرد کہ مریضہ را در بیمارستان زنان داخل کنید، چنانچہ قیام حضرت والدہ صاحبہ در مستشفی شد۔ ہمیشہ محترمہ کلان برائے تیمارداری ہمراہ ایشان در مستشفی بودند۔ چند وقت نہ گزشتہ بود کہ ہمیشہ محترمہ بہ رنجوری چشمان مبتلا شدند۔ طبیعیہ ہر تدر علاج کرد۔ فائدہ نہ شد۔ چون خوف زوال بصارت پیدا شد۔ حضرت ایشان از دہلی حکیم محمد شفیع معالج چشم را طلب کردند۔ حکیم صاحب در علاج چشم بکتائے روزگار بود۔

حضرت ایشان در ہفتہ بہ روز یک شنبہ ساعت ۱۰ صبح برائے عیادت حضرت والدہ صاحبہ بہ مستشفی تشریف می بردند۔ و ماہر سہ برادر با حضرت ایشان می رقتیم۔ ہمیشہ گان انتظام چائے می کردند۔ بہ اندازہ یک ساعت آن جا توقف می کردند۔ این سلسلہ علاج و معالجہ تا آخر روز حیات ایشان باقی ماند۔ در ہر ماہ زائد از یک ہزار روپیہ درین سلسلہ صرف می شد۔

حضرت ایشان در دو سالہائے آخر برائے تفریح "باغ تولہ" را منتخب کردند۔ این باغ

بہ جهت سزیاب بہ فاصلہ چہار میل از کوشہ واقع بود۔ تولد از قندھار آمدہ در کوشہ آباد شدہ بود۔ اگرچہ ہندو بود اما از دل و جان معتقد حضرت ایشان بود۔ این باغش در یک زمان فی الواقع باغ بود لیکن فیما بعد کاریز خشک شد و باغ ویران گشت۔ چند درخت از زرد الوماندہ بود۔ این جائے بے گیاه و پربار چونکہ گوشہ سکون بود مرغوب حضرت ایشان شد۔ تولد مردہ بود پسش زندہ بود حضرت ایشان نزد وے احوال فرستادند کہ ما خواہش داریم کہ برائے تفریح بہ باغ شمار ویم۔ وے گفت۔ خوش نصیبی ما است کہ حضرت صاحب آن جانشریف بر نہ چنانچہ حضرت ایشان در دو سالہائے آخر بہ آن جانشریف می بروند می فرمودند۔

بہشت آن جا کہ آزارے نہ باشد کسے را با کسے کارے نہ باشد

ماہر سہ برادر و جناب ملا امان اللہ و ملا منظر شہوانی و ملا صاحب خان قمبرانی و حاجی نادر بڑیج بیرون باغ در جائے نشیستیم و حضرت ایشان بہ ذکر و فکر و مشغول می بودند برائے نماز شام میان می رسیدیم و بعد الصلاۃ بہ خدمت ایشان نشیستیم۔ روزے بعد الصلاۃ بر صلی ہم چنان بہ حال قعدہ چشم بند کردہ نشستہ بودند بہ آواز بلند خواندند۔

امام اہل دینی یا محمد
طوافت می کند اہل سماوات
سراج المرسلینی یا محمد
تو بر روئے زمین یا محمد
بہ درگاہت نیاز اہل عالم
تو بے شک نازنینی یا محمد

وقتے کہ حضرت ایشان اس سہ بیت خواندند و کلمہ یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) می فرمودند ہر دو دست مبارک را برداشتہ بہت آمادہ بہ ادب و نیاز تمام اشارہ می کردند محسوس می شد کہ حجابات بالکلیہ مرفوع شدہ اند و حضرت ایشان در بارگاہ رسالت عرض نیاز می کنند۔ باغ تولد اگرچہ برائے دیگران ویران خاک دان بود اما برائے حضرت ایشان دار النعیم و الراحة بود۔ مجلسے کہ بعد نماز شام می بود عجب شیرینی و حلاوت می داشت۔ حضرت ایشان احیاناً اشعار حضرت مولانا سید حبیب الرحمن ردو لوی و گاہے اشعار حضرت والد بزرگوار خود و گاہے از اشعار خود می خواندند۔ گاہے بہ اردو گاہے بہ فارسی گاہے بہ عربی۔ در اشعار عربی گاہے از جائے استفسار می کردند و استاد مایان جناب ملا امان اللہ چیزے می گفت۔ و لطفہا می برداشت۔ روزے حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند۔ اے زید بیاض خور و قلم ہمراہ خود داشتہ باش۔ اشعارے را کہ می شنوی نوشتہ باش۔ چنانچہ این عاجز آن اشعار را می نوشت۔ ہر گاہ عاجز آن بیاض را مطالعہ می کند آن وقت و آن جا و آن صحبت بہ یاد می آید۔ و خلاوتے فوق العادہ در باطن

خود محسوس می کند، روزی هفت شعر عربی از حضرت استاد خواندند و عاجزان اشعار را تبرکاً نقل می کنند.

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي كَيْفَ يَصْحُوقُوا
تَأْتِي بَرْقٌ مِنْ جَمِيٍّ مَنْ هُوَيْتُهُ
وَمَعْدِنَةٌ مَنِيٌّ إِلَى مَنْ يَلُومُنِي
أَتَحْسِبُ أَنَّ الصَّبَّ يَسْتَأْمِرُ الْجَحِيَّ
وَهَلْ يَسْتَخِيرُ الْمَرْءُ عِنْدَ رَجَالِهِ
كَفَى شَرَفًا أَيْ الْوُذُبِ حَضْرَةٌ
هِيَ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَى لِمَنْ ضَاقَ ذَرْعُهُ
وَشَدَّ رِحَالُ الزَّائِرِينَ لَوْ أَدَّ
فَلَمْ يُبْقِ لِي قَلْبًا فَكَيْفَ التَّسَادُ
إِذَا طَارَ بِي شَوْقِي لِأَرْضِ سَعَادٍ
وَقَدْ قَادَهُ دَاعٍ وَأَطْرَبَ حَادٍ
إِلَى خَيْرِ خَلْقِ اللَّهِ نَرَيْنِ الْعِبَادِ
مُقَدَّسَةِ الْأَعْتَابِ ذَاتِ عِمَادِ
هِيَ السَّنْدُ الْأَدْنَى عَلَيْهِمَا عِمَادُ

خان قبیلہ بختیار | به دوران قیام کوئمہ در سال آخر روزی خان قبیلہ بختیار برائے ملاقات آمد اگرچہ این خان از اتباع مملکت ایران بود۔ اما اندران ایام آن حصہ

زیر تصرف انگلیسها بود۔ لهذا همراه خان چارپنج باؤدی فوجیها بودند و خود خان ہم در لباس رسمی بود۔ وقت عصر بود کہ خان آمد۔ در آن وقت غریب استاده بود و وقت بر آمدن حضرت ایشان بود تا برائے تفسیر سخ تشریف بر بند مخلصان خان را از عربہ قدرے دور تر استاده کردند چون حضرت ایشان بر آمدند ملائیک نظر بسم الله خوانده عرض کرد حضور خان بختیار برائے زیارت آمده۔ حضرت ایشان برین اطلاع توقف فرموده نظر برداشته خان را دیدند و باز "خان و سردار رانہ می شناسم من خود خانم و سردارم" گفته در عربہ سوار شدند۔ این خان چارپنج بار برائے زیارت آمد و نوبت آخرتہ باؤدی فوجی بود و نہ بر تنش لباس رسمی و بیرون دروازه قیام گاہ حضرت ایشان بروئے خاک لب راه نشسته بود۔ لیکن حضرت ایشان و بر اشرف ملاقات نہ بخشیدند۔ بعد از دو سال کہ ۱۳۴۳ھ بود این عاجز در کوئمہ بود و حضرت برادر کلان و برادر خورد از وجہ ضرورتے بہ دہلی آمدہ بودند کہ آن خان برائے ملاقات آمد و باعاجز ملاقات کرد۔ عاجز یہ وے گفت۔ اے خان راست بگو چہ علت بود کہ حضرت ایشان قدس سرہ شمارا شرف ملاقات نہ بخشیدند۔ آیا خیال فاسدے در دل شما نہ گزشتہ بود۔ خان گفت۔ من این خیال کردہ حاضر شدہ بودم، کہ من خان یک قبیلہ ام و با من فوجیها اند۔ لهذا حضرت ایشان مدارات من خواہند کرد۔ و من یقین دارم کہ از وجہ این خیال فاسد، حضرت ایشان بہ سونیم التفاتے نہ کردند و سر موند خان و سردار رانہ می شناسم من خود خانم و سردارم۔ وقتے کہ خان این بیان می کرد از چشمانش اشکها می ریخت و باز گفت برایم این شرف بسیار است کہ حضرت ایشان را از دور زیارت کردم و امروز در

قیام گاه حضرت ایشان دست بوسی فرزند حضرت ایشان میسر شد رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى وَاجَازَهُ عَلَى
حُسْنِ عَقِيدَتِهِ خَيْرًا

سفير محمد اسماعیل خان

محمد اسماعیل خان محمدرزی در کونته املاک کثیر داشت، تقریباً
یک صد خانه برائے ایجار و یک قصر عالی شان دو منزله برائے
خود ساخته بود. این قصر دو حصه داشت، یک نشست گاه و دیگری حرم سرا. محل وقوع این قصر نزد
خانه حضرت ایشان بود. محمد اسماعیل خان بسیار کوشش کرد که حضرت ایشان این قصر را قبول فرمایند
لیکن کامیاب نشد. در کسب مال و زراعت محمد اسماعیل خان بے احتیاطی واقع شده بود. ازین
جهت حضرت ایشان هدیه ایشان را قبول نه فرمودند. نه هدیه قصر و نه هدیه عریه دو اسب نه زر و نقد.

خاک نشینی است سلیمانیم ننگ بود افسر سلطانیم
هست چهل سال کمی پوشش کهنه نه شد جامه عریانیم

میر اعظم خان

در کونته سالها سال معمول حضرت ایشان بود که بروز جمعه برائے تفریح بر مزار
عثمانی و حیدری تشریف می بردند. بیان عثمانی و حیدری در خاتمه در بیان
اولاد صلیبی خواهد آمد. حضرت والده صاحبہ و خواهران را نیز می بردند. ملا عبدالحلیم بر مزارات ایشان
چهار دیواری ساخته بودند و آن جا حضرت ایشان به ذکر و فکر مشغول می شدند. تا وفات ملا عبدالحلیم که
در ۱۳۳۶ هجری درین معمول فرق نیامد. چون ملا عبدالحلیم وفات یافتند و در احاطه خواهران دفن شدند
یک بار حضرت ایشان به آن جا رفته اند و باز نه رفتند. یک روز فرمودند که عبدالحلیم بسیار عاجزی و
انظار مسرت می کند و ما را به طرف خود مشغول می کند، ازین جهت ما به آن جا رفتن گزاشتیم مسکن میر
اعظم خان در راه مزارات واقع بود. اعظم خان فرزند خدا داد خان بود که امیر بلوچستان بود. پسر کلان
خدا داد خان محمود خان نام داشت، وے رفیق انگلیسها شده پدر و برادر خود را به دست انگلیس داد و
خودش زیر سایه حکومت انگلیس شده خان قلات گشت. اعظم خان آیام نظر بندی خود را در کونته به سر می برد.
خانه وے از کونته به فاصله چهار و نیم میل به جهت غرب بر راه چمن واقع بود و از مزارات عثمانی و حیدری
نیم میل پیشتر بود. چونکه به روز جمعه حضرت سیدی الوالد قدس سره بعد از نماز جمعه مع متعلقین به مزارات
شریفه تشریف می بردند و آن جا به ذکر و فکر مشغول می شدند و میر اعظم خان از دل و جان شیدائے آن جناب
بود به روز جمعه مع فرزندان خود اگر م خان و احمد یار خان پیش روے خانه خود بر کراسی می نشستند و
چون عریه حضرت ایشان قریب می رسید دست بسته به ادب تمام استاده می شدند و سر خود را

انخدا دادہ عرض تحیہ می نمودند۔ عظیم خان اسپ سواری را خوش می داشت۔ اگر حضرت ایشان را در جائے می دید ہمان وقت از اسپ پائین شدہ دست بستہ می استاد۔ بارے بروز جمعہ حضرت ایشان بہ مزار شریفہ در عربہ می رفتند۔ عظیم خان پیش روئے خانہ خود حضرت ایشان را دیدہ حسب عادت دست بستہ استادہ شد۔ از ما برادران یکے عرض کرد کہ عظیم خان استادہ است حضرت ایشان بہ سائق عربہ کہ مظفر نام داشت فرمودند کہ عربہ استادہ کند و باز بہ جانب عظیم خان التفات فرمودند۔ عظیم خان این موقع را غیبت دانست و مع فرزندان و خدم دویدہ بہ خدمت مبارک رسید و عرض کرد اگر قدسے توقف فرمائید مستوجب خدمت گردد۔ حضرت ایشان معروض ایشان را قبول فرمودند و قدسے در خانہ ایشان نشستند۔

حضرت ایشان در باغ روشن آراہ متصل سبزی منڈی،
سفر گل محمد و سردار امیر احمد
دہلی تشریف فرما بودند کہ سردار گل محمد خان سفیر کابل با سردار

امیر احمد خان حاضر شدند۔ و این اول ملاقات ایشان بود۔ امیر احمد خان از سردار عبدالرحمن در بغداد بیعت شدہ بود۔ خطاب سر حکومت انگلیسیہ بہ ایشان دادہ بود۔ چہ در حرب عمومی اول سید عبدالرحمن معاونت انگلیس کردہ عراق را از دست خلیفہ المسلمین کشیدہ بہ دست انگلیسہ داد۔ حضرت ایشان را این واقعہ معلوم بود۔ امیر احمد خان بیان بغداد و سید عبدالرحمن نقیب کرد، حضرت ایشان خاموش ماندند۔ چون امیر احمد نوبت دگر بہ آن ذکر مشغول گشت۔ حضرت ایشان سر مبارک خود را برداشتہ بہ قہر امیر احمد خان را فرمودند۔ "مے خبیث پیش من تعریف کدام شخص می کنی۔ آن شخص کہ از سلطان المسلمین بغاوت کردہ رفیق انگلیسہا شدہ ملک اسلام را بہ دست کفار سپردہ، ہوش کن بار دگر ذکر چنین خائن اسلام پیش مانہ کنی" وقتے کہ حضرت ایشان بہ قہر تمام این کلام می فرمودند گل محمد خان و امیر محمد خان از فرط خوف لرزان بودند و بہ عاجزی و زاری طلبکار عفو شدند۔ و بعد ازین ہر روز ایشان بہ خدمت اقدس در باغ روشن آرامی رسیدند۔ زیرا کہ جائے گل محمد خان قریب باغ بود۔ بعد از پانزدہ سال امیر احمد خان بہ عاجز گشت۔ قربان حضرت صاحب شوم، ہر گاہ کہ آن نگاہ خشمگین بہ یاد می آید تنم می لرزد۔ وقتے کہ امیر احمد خان این سخن می گفت از فرط محبت اشکہا می ریخت سردار گل محمد خان نیز موجود بودند و دعا ہا برائے حضرت ایشان می کردند۔ آن نگاہ قہر کہ امیر احمد خان بیانش می کرد۔ پردہ ہائے غفلت را زایل کردہ بود و بر آئیش رحمت شدہ بود۔ رَحِمَةُ اللهِ وَرَحِمَم رَحِيْقَةُ كَلِّ مُحَمَّدٍ وَرَضِي عَنْهُمَا۔

امیرامان اللہ خان شاہِ افغانستان

در ایام شاہزادگی وقتے کہ امان اللہ خان والی کابل بود در خواب حضرت ایشان را

دید و یک گونہ تعلق قلبی پیدا کرد۔ و خواست کہ از احوال مبارکہ حضرت ایشان آگاہ شود۔ لہذا چہار نفر را از مخلصین پاک روش حضرت ایشان طلب کرد، یار محمد ولد مرزا خروئی از سرورہ، حاجی ملا احمد خان ولد عبدالکریم مٹھ خیل از کٹواڑ، سید احمد جان لد سید اختر از خیر کوٹ کٹواڑ ملا خیر اللہ ولد ملا عبداللہ جلال زئی، اندر از پانچگی علاقہ شلگر سہ شب با این چہار افراد، بعد العشاء الآخرہ صحبتہا کردہ از احوال و کیفیات حضرت ایشان باخبر شد، بہ شب سیوم یک گونہ اثرے نیز بر ایشان ظاہر شد و گفت من مخلص و مرید حضرت ایشانم۔ اندرین ایام قیام حضرت ایشان در کوٹہ بود۔ لہذا بہ صبح شب سیوم عریضہ نیاز با یک توے اعلیٰ ساخت کابل و ہم دو پار چہائے کشمیرہ از ساخت کابل و سہ پوست قرہ قولی بہ دست قاصدے بہ کوٹہ فرستاد، چون شاہ شد۔ حاجی ملا احمد خان مٹھ خیل را بہ کابل طلب کرد و بہ دست حاجی صاحب عریضہ نیاز با یک ساعت جیبی مع سلسلہ طلائی و قطب نماے اعلیٰ بہ خدمت حضرت ایشان بہ ماہ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ فرستادہ، در عریضہ التجا کردہ بود کہ در اوائل موسم بہار، او اخیر اپریل و او اربل ثور بہ کابل تشریف بیارید و بلاد افغانستان را از قدم میمنت لزوم خود مشرف فرمائید۔ بہ حاجی صاحب نیز این سخن گفتہ بود چنانچہ حاجی صاحب بہ خدمت حضرت ایشان عرض نمود و ساعت و عریضہ پیش کرد و امیر صاحب بہ سفیر خود سردار غلام حیدر خان محمدزی ہدایت کرد کہ بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شدہ دعوت کابل را عرض کند چنانچہ درین سلسلہ چند بار سفیر آمد حضرت ایشان حسب عادت مبارکہ خود بیان این امر بہ مخلصین کردند، و قرار گرفت کہ شیخ غلام احمد ہانسوی، و چودھری مولاداد خان خورجوی و حافظ اشفاق الہی میرٹھی و حافظ عبدالحکیم و مولوی بخش اللہ دہلویاں و چند نفر دیگر در خدمت حضرت ایشان بہ کابل خواہند رفت، سردار غلام حیدر خان بہ شاہ بشارت نوشت۔ از شاہ تاگدا ہر یک مسرور و شادان بود و بہ خیال کس نہ گذشت کہ چون اطہار و رَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا۔ می شود وقت۔ قَسَمْتُ لَكُمْ دِيَارًا وَاسْتَغْفِرُ لَهُ اللَّهُ كَانَتْ أَيْمَانًا۔ می رسد، و عنقریب بہ حضرت ایشان نوید یَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّاتِي۔ رسیدنی است۔ الْبَقَاءُ لِلَّهِ وَحْدًا۔

چونکہ علالت حضرت والدہ محترمہ شدید بود حضرت برادر کلان بہ معیت ایشان ایام آخِرین بہ پنجشنبہ پنجم ماہ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ از کوٹہ بہ راہ لاہور بہ دہلی روانہ شدند

ہمراہ ایشان عیال ایشان و خواہر کلان و برادر خورد نیز بودند معالجہ کوٹہ بہ معالجہ مستشفی دہلی نو مکتوبے نوشتہ بود۔ چنانچہ بہ ہفتم ماہ مبارک در مستشفی داخل شدند حضرت ایشان بہ روز شنبہ ششم ماہ مبارک کہ ۲۸ ماہ اکتوبر ۱۹۲۲ء بود، از کوٹہ روان شدند، عاجز در خدمت حضرت ایشان بود۔ و روز یکشنبہ عند العشاء الآخرة بہ لاہور رسیدند، و بہ اچھرہ تشریف بردند۔ حکیم محمد شفیع معالج چشم باڈاکٹر اشفاق محمد امقرسی وغیرہ در عربہ دوپایہ سوار بودند کہ نزد قیام گاہ اچھرہ در حفرة پیراز گردو غبار بغلطید۔ حکیم محمد شفیع و ڈاکٹر اشفاق محمد وغیرہما خاک آلود شدند۔ درین حادثہ جعبہ پان کہ در دست حکیم بود بہ افتاد و یک علیہ از جعبہ در خاک بماند۔ بہ صبح دوشنبہ کہ هنوز وقت نماز بود حضرت ایشان از بیرون بہ خانہ داخل شدند۔ عاجز در صد نماز خواندن بود کہ حضرت ایشان فرمودند: "زید، بسین، ما علیہ خود را تلاش کردہ آوردیم بہ شب عربہ دوپایہ حکیم محمد شفیع و ڈاکٹر اشفاق محمد بغلطید و این علیہ در خاک مانده بود" عاجز بیرون رفت، حکیم و ڈاکٹر جاہانے خود را صاف می کردند و بہ میان قمرالدین وغیرہ می گفتند: عجب است کہ جناب حضرت صبا بہ جائے غلطیدن عربہ تشریف بردند و در جائے کہ علیہ تر خاک بود دست مبارک خود را در خاک داخل کرد۔ علیہ را کشیدند۔ عاجز گوید کہ این کرامتے بود کہ در آن وقت نہ ظہور رسید۔ **فَانَّ عِبَادَ اللّٰهِ الْمُکْرَمِيْنَ يَنْظُرُوْنَ بِتُوْرٍ اللّٰهِ جَلَّ شَانُهُ كَمَا وَرَدَ فِي الْخَبْرِ۔**

پیر عبد الخالق ہوشیار پوری | پیر عبد الخالق فرزند پیر قادر بخش اند جد کلان ایشان از گردیز بہ پنجاب آمدہ بودند۔ پدر ایشان خلیفہ حاجی محمود

جالندھری خلیفہ مولوی محمد شریف خلیفہ حضرت شاہ ابوسعید بود، تربیت ایشان ابتداءً سائین توکل شاہ کرد و بالآخر بہ خدمت حاجی محمود جالندھری رسیدند و خلافت یافتند، ایشان در مدینہ منورہ بہ خدمت حضرت شاہ عبدالغنی و در مکہ مکرمہ بہ خدمت حضرت جد امجد شاہ محمد عمر قدس اللہ اسرارہما رسیدہ اند، آنانصیبہ ایشان نزد حاجی صاحب بود۔ لہذا ہما نجا رسیدہ بیعت شدند و نصیبہ خود برداشتند، حاجی صاحب بسیار مُسن و کہن سال بود بہ ہفتم ربیع الاول ۱۳۰۶ھ وفات یافت۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

پیر عبد الخالق علیل بودند و برائے معالجہ بہ لاہور آمدہ بودند، بہ وقت عصر عاجز نزد حکیم محمد شفیع نشستہ بود کہ حضرت ایشان از عاجز دریافت فرمودند: خواہش سیر و تفریح داری۔ عاجز در اثبات جواب داد۔ میان قمرالدین و ڈاکٹر اشفاق محمد عرض کردند کہ پیر عبد الخالق برائے معالجہ آمدہ اند۔ اگر حضور انور عیادت ایشان بکنند بہتر باشد۔ حضرت ایشان فرمودند کہ پدر پیر عبد الخالق و سائین توکل شاہ بسیار باادب بودند و ارتباط ایشان با حضرات کرام بود۔ عربہ طلب کنید تا بہ

عبادتِ ایشان برویم، چنانچہ عربہ رسید و حضرت ایشان و این عاجز و حکیم محمد شفیع و ڈاکٹر اشفاق محمد اندرون عربہ و میان قمر الدین بالانزد سائق نشستند و بہ قیام گاہ پیر عبد الخالق روان شدیم۔ قیام پیر عبد الخالق در راعی بلڈنگ " بود کہ بیرون شہر در مرغزار واقع بود۔ چون عربہ بہ راعی بلڈنگ رسید، میان قمر الدین پائین شدہ نزد پیر صاحب رفتند تا ایشان را خبر دہند، ایشان بزم سرریے بدون پیر ہن و کلاہ در یک لنگی نشستہ بودند و نزد ایشان بر کرسی ہندی یک جوان در لباسِ اروپائی بود و جماعتی از مخلصین بہ شکل ہلالی نشستہ بود۔ چون قمر الدین بہ ایشان اذ آمد حضرت ایشان خیر داد، ایشان علی الفور بر مہنہ سر، بر مہنہ تن، بر مہنہ پادریک لنگی دست بستہ بہ جانب عربہ روان شدند و چون نظر ایشان بر حضرت ایشان افتاد از ہر دو چشمان ایشان سیل اشک روان شد۔ طاقت گفتار نہ ماند، در احوال جذب و بخودی نزد حضرت ایشان رسیدہ ہر دو پائے مبارک را بہ ہر دو دست خود گرفتند حضرت ایشان بہ محبت و شفقت ایشان را استادہ کردہ دست راست بر شانہ چپ ایشان نہادہ بہ جانب سرریہ روانہ شد۔ چون حضرت ایشان بر سر نیشستند پیر صاحب دوسہ قدم، دست بستہ، چشم بند کردہ، رجعت قہقری نمودہ استاندند و چشمان ایشان گوہر غلطان می ریخت۔

صحرائیں ز سیلِ حذر کن کہ آستین ترمی کنم بہ گریہ و افشردہ می روم

چند دقیقہ حضرت ایشان نیز چشم بند کردہ متوجہ بہ ایشان ماندند و باز بہ محبت تمام فرمودند کہ نزد ما بنشینید چنانچہ پیر صاحب قریب ایشان بر کرسی ہندی نشستند۔ ڈاکٹر اشفاق محمد احوال این ملاقات بہ اردو نوشتہ۔ ابتدا ربہ بسم اللہ و یک شعر فارسی کردہ آن تحریر پیش عاجز است تذکاراً المحبتہ آن رامی نویسد۔

تحریر ڈاکٹر اشفاق محمد | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شیخ اشفاق، ابو الخیر چہ اکل بود است کہ قدم بر قدم احمد مرسل بود است

وقت مراجعت از کوئٹہ بہ دوران عارضی قیام لاہور حضرت پیر و مرشد جناب مولانا و ہادیانا و مرشدنا، حافظ، قاری، حاجی، شاہ ابو الخیر مجددی، فاروقی، دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ فرود گاہ حضرت صاحبزادہ محمد عبد الخالق صاحب مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہ " راعی بلڈنگ " تشریف بردند حضرت مؤخر الذکر بہ نہایت محبت و ادب قدمبوسی حضرت صاحب قبلہ کرد و بہ احترام بجائے خود نشانند و باز بہ میدان خوش اعتقاد خود متوجہ شدہ فرمود۔ کجا بخت مایان کہ بجائے مایان قدم مینت لزوم اولاد حضرت مجدد قدس سرہ شود۔ سبحان اللہ کہ این چہ مبارک ساعت است۔

قبلہ حضرت صاحب دہلوی بہن خطاب کردہ ارشاد کردند بنگرے اشفاق بنگر کہ صاحبزادہ چہ اظہار
 اخلاص و محبت می کنند و پروردگار را شکر است کہ صاحبزادہ منازل سلوک را طی کرده اند و طالبان حقیقت
 از ایشان استفادہ می توانند کرد۔ بعد ازین صاحبزادہ صاحب قبلہ حضرت صاحب را بہ حرم سہروردند
 آن جا "مائی صاحبہ" (عیالی صاحبزادہ صاحب) از لیس پردہ ہدیہ سلام و نذر پیش کردند و باز حضرت
 صاحب بیرون تشریف آوردند و چائے آورده شد و حضرت ایشان از صاحبزادہ استفادہ صحت فرمودند
 و ایشان بہ جواب عرض کردند کہ عارضہ کثرت بول (ذیابیطس) پیدا شدہ است و امید واثق دارم کہ
 از برکت قدم مبارکہ حضور صحت یاب خواہم شد، حضور پر نور دہلوی علیہ الرحمہ بہن حکم دادند کہ تشخیص کردہ
 چیزے تجویز نمایم چنانچہ من بیان پرہیز و اغذیہ وغیرہ کردم، و از ان پس از آن جامراجعت شد، چون
 حضرت ایشان قصد مراجعت فرمودند صاحبزادہ صاحب اقدام مبارکہ را گرفتہ بسیار گریہ کردند۔
 قبلہ حضرت صاحب را نیز رقتے پیدا شدہ و دیدہ ہایم نیز پر از آب شدند و معلوم می شد کہ در آن وقت آنجا
 ہر در و دیوار و اوراق اشجار بہ گریہ و زاری مصروف اند۔ و عندالوداع جناب صاحبزادہ بار دیگر اقدام مبارکہ
 حضرت صاحب را محکم گرفتہ بوسہ دادند۔ آن وقت بہ حضرت صاحب کیفیتے طاری شد و فرمودند، اے
 مردمان طریقہ ادب را از ایشان حاصل کنید، ایشان را ہزار ہا مریدان و صد ہا خلفا اند و ہمان الفاظ
 مبارکہ فرمودند کہ بنگرید بنگرید صاحبزادہ بہ چہ اخلاص و محبت از ما مخلص می شوند۔ و حضرت ایشان در
 عربہ شوار شدند۔ آن گاہ کہ از حضرت ایشان اجازت جزب البحر طلب کرد۔ حضرت ایشان فرمودند۔
 اے عزیز صبر کن کہ این وقت مرا الہم جدائی صاحبزادہ در گرفتہ است۔

یکے از غلامان (ڈاکٹر) اشفاق محمد۔ امرتسر

عاجز گوید کہ حضرت ایشان قدس سرہ در اچھرہ پیش صد ہا نفر بہ اشفاق محمد و قمر الدین فرمودہ
 بودند کہ پدر میر عبد الخالق و سائین توکل شاہ بسیار با ادب بودند و از اظہار ادبے کہ پیر عبد الخالق کرد
 ارشاد حضرت ایشان بہ اتم وجہ بہ ظہور رسید۔

خوشتر آن باشد کہ سرد لبران گفته آید در حدیث دیگران

صبح آن روز بہ وقت چاشت عاجز از حضرت ایشان اجازت طلب کرد کہ
مرد پیر برائے سیر و تفریح ہمراہ حکیم محمد شفیع برود، فرمودند کہ کجای روی عرض کرد کہ بہ باغ
 شالامار، فرمودند، عربہ طلب کن ماہم می رویم چنانچہ با حکیم و ڈاکٹر و قمر الدین بہ باغ رفتیم آن جا
 حضرت ایشان بر کنار حوض بر کرسی نشستند۔ وقتے نہ گزشتہ بود، پیر مردے کہ بہ صد سال عمر رسیدہ

باشد آمد و یہ پہلوئے حضرت ایشان نشست۔ حضرت ایشان در عرق چہین و پیرمین بودند۔ آن پیر مرد بہ وقت نظر در ایشان نگریست و دست خود را بر سر مبارک حضرت ایشان نہاد و گفت۔ سائین شمارا خدا خوش دارد۔ دوسہ بار این کلام گفت و روان شد۔ قمر الدین وغیرہ حیران بودند کہ این پیر مرد کیست و حضرت ایشان بہ آن پیر مرد بیچ نہ فرمودند و خاموشی قدرے تلبستم کنان نشسته بودند۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ مَنْ هُوَ ذَاكَ الرَّجُلُ وَلَٰكِنْ كَانَ الْاَمْرُ عَجَبِيًّا۔

یہ روز سہ شنبہ صبحاً بہ ساعت ہفت و رنج بہ نہم ماہ ربیع الاول

وصول بمسقطِ راس

۱۳۴۱ھ موافق ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۲ء بمبئی رسیدند۔ حضرت برادر کلان و برادر خورد با جماعت کثیرہ از مخلصین دہلی، میرٹھ، سرسہ وغیرہ از بہر استقبال بہ محطہ رسیدہ بودند۔ بہ آرام و راحت بہ خانقاہ ارشاد پناہ رسیدند۔ و آن جا ملاحظہ فرمودند کہ مخلصین برائے احتفال میلاد شریف بہ ترتیبات لازمہ مشغول اند۔ بسیار خوش شدند و دعا ہا برائے ایشان کردند۔

وقتے کہ از کوسٹہ بہ دہلی روانہ می شدند سیزدہ ہزار روپیہ محفوظ کردند و

بنائے مسجد و ارادہ حج

فرمودند اگر حیات ماند اولاد را ہمراہ خود گرفتہ بہ حج می روم، چون دہلی رسیدند بعد از میلاد شریف بہ حافظ غلام محمد باغ و الا فرمودند کہ در رامپور مسجد شریف حضرت محمد مرشد جد مادری حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ اسرارہما بوسیدہ و منہدم شدہ شما آن مسجد شریف را از سر نو تعمیر کنید کہ سہ گنبد داشتہ باشد و بر سر ہر گنبد کوچک منارہ مخروطی از مس نصب کنید۔ کہ آن را بہ اردو کلاس گویند۔ حضرت ایشان برائے این کار دو ہزار روپیہ بہ حافظ غلام محمد دادند۔ در ایام علالت حافظ غلام محمد برائے معائنہ گلسہا آورد، بسیار خوش وقت شدند و مزید دو ہزار و پنچصد روپیہ بہ حافظ عنایت کردند۔ جزوی کار از این مسجد شریف ماندہ بود کہ حضرت ایشان ازین جہان رخت سفر بستند۔ و فیما بعد حافظ غلام محمد آن را بہ اتمام رسانید، حافظ غلام محمد از مخلصین صادق المحبتہ و الاخلاص بود۔ بر روز سہ شنبہ ۲۱ ماہ ربیع الآخر ۱۳۴۲ھ (۲۱ دسمبر ۱۹۵۴ء) ازین دار احزان بہ دار الجنان رحلت نمود۔ رحمہ اللہ۔

در این سال معمول حضرت ایشان بود کہ تا ساعت یازدہ روز بہ مستشفی تشریف

مستشفی فتن

می بردند۔ حضرت برادر کلان پیش شقہائے مرضی در زمین خالی خیمہ نصب کردہ بودند۔ حضرت ایشان در آن خیمہ تا ساعت ہشت شب قیام می فرمودند و باز عیادت کردہ بہ خانقاہ شریف تشریف می آوردند و بعد از صلاۃ عشاء بہ حلقہ و توجہ مشغول می شدند و معمول مایان برادران بود کہ یک بار در ہر روز برائے عرض تحیات و تسلیمات و اخذ دعوات و برکات بہ خدمت حضرت ایشان می

رسیدیم۔ و بیشتر رفتن مایان بہ خدمتِ حضرت ایشان بعد از خواندن سبق می بود۔ حضرت ایشان از کیفیت درس استفساری فرمودند۔ چونکہ استفسار حضرت ایشان سطحی نہ می بود لہذا مایان بعد از خواندن درس از اساتذہ با ملا صاحب کہ بہ رفاقتِ ہر یک از مایان می بود مذاکرہ می کردیم۔ و سبق را بہ وجہ خوب یاد می کردیم و حقیقت آن است کہ آن جدوجہد کہ اندران ایام از وجہ حضرت ایشان کردہ شد تعلقہ با علم پیدا کرد کہ تا این زمان بفضل اللہ و احسانہ ثابت است۔

مایان ہر سہ برادر بعد از نماز پیشین برائے زیارتِ حضرت ایشان مستشفی می رفتیم و نماز دیگر ہمراہ حضرت ایشان خواندہ بہ خانقاہ شریف مراجعت می کردیم۔

روزے چون مایان اجازتِ مراجعت طلب کردیم حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند **یک کشف** ”زید، اگر خواہش داری کہ رفاقت ماکنی پس توقف کن“۔ چنانچہ عاجز توقف نمود۔ اندران ایام شدتِ سرمایہ بود روزہائے اوائل مینا بروا واسطہ جدی بود۔ از نماز شام تا ساعت شش فراغت می شد۔ و حضرت ایشان بہ ساعتِ ہشت از آنجا حرکت می کردند۔ این وقفہ بر عاجز گران آمد۔ در صحن شفقہ عاجز قدم می زد و خیال می کرد کہ چرا توقف کردی و خود را پریشان ساختی۔ عاجز درین خیال غلطان و بیچان بود کہ ناگاہ حضرت ایشان بہ استعجال تمام برہنہ پا از خیمہ اندرون شفقہ داخل شدند و بہ ملاحظت تمام ہر دو دست مبارک را بر شانہ ہائے عاجز نہادہ فرمودند زید پریشان مشو، والدہ شما بسیار خدمت ما کردہ و ما میخواستیم کہ قدرے معاوضہ او کنیم بہ ساعت، شبت از شنب در مرض ایشان شدت می شود۔ و در آن وقت عیادت کردہ بہ خانہ می رویم“۔ عاجز عرض کرد، بہتر است۔ حضرت ایشان بہ خیر شریف بردند و عاجز را انفعال حاصل شد کہ چرا پریشانی پیدا کرد و چرا حضرت ایشان را زحمت داد۔

اجازت یک قبر | حضرت ایشان در سال آخر از کوئٹہ بہ مخلصین دہلی چند خطوط نوشتند کہ در خانقاہ شریف اجازت یک قبر ساختن از حکومت حاصل کنید۔ اگرچہ حضرت ایشان تاکیدات فرمودند۔ اما مخلصین تساہل و تغافل کردند روز جمعہ ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳۴۱ھ مطابق بہم فروری ۱۹۲۳ء حضرت ایشان بہ مستشفی نہ رفتند و بہ وقت دیگر برائے تفریح بیرون دروازہ کشمیری بہ شارع علی پور شریف بردند و بہ سائق عربیہ فرمودند بہ دفتر و اسرلے برو۔ آن جا امین الاسلام کلکتوی بہ انتظار حضرت ایشان استادہ بود۔ عاجز خیال دارد کہ یک دور از قبل امین الاسلام بہ خدمت حضرت ایشان بہ مستشفی رسیدہ بود و از قیام گاہ خود خبر دادہ بود۔

امین الاسلام وابستہ طریقہ نقشبندیہ بود پیرش خلیفہ صوفی فتح علی ویسی بود۔ وقتے کہ حضرت ایشان

باقبلہ گاہ خود در ۲۹ ص ۱۲۹۶ کلکتہ رسیدہ بودند۔ صوفی فتح علی بہ خدمت حضرت جد امجد رسیدہ بود۔ اندران ایام ملاقات با حضرت ایشان کردہ بود۔ امین الاسلام عضو مجلس شوری بود و برائے اشتراک در جلسات شوری برائے سہ یا چار ماہ بہ دہلی می آمد و بہ خدمت حضرت ایشان حاضر می شد، و دو سال قبل حضرت ایشان برائے سیر و تفریح بہ قیام گاہ وے کہ در دہلی جدید بودہ تشریف می بردند خوش نصیب بود امین الاسلام کہ ہر روز دو ساعت نزد حضرت ایشان بہ ذکر شریف مشغول می گشت و چون بر میخواست اثر نثار در چشمانش ظاہری بود بطائف امین الاسلام ذکر نمودند۔ بامتا صہب عالیہ و نیویہ مقاماتِ شائستہ باطنیہ را جمع کردہ بود۔ طُوْبٰی لَہُ ثُمَّ طُوْبٰی لَہُ۔

وقتے کہ حضرت ایشان بہ قیام گاہ امین الاسلام رسیدند وے بہ انتظار استادہ بود، و دیدہ نزد عربہ رسید و عرض کرد کہ تشریف آورید۔ حضرت ایشان دست مبارک خود را بر شانہ وے نہادہ فرمودند۔ مرا یک کار است، اگر وعدہ می کنی کہ آن کار را بہ انجام رسانی، می آیم۔ وے عرض کرد کہ بجان و دل سعی خواہم کرد حضرت ایشان فرمودند کہ برائے یک قبر ساختن در خانقاہ شریف از حکومت اجازت حاصل کنی و وے اقرار کرد و حضرت ایشان در مرغزار بہ ذکر شریف مصروف گشتند و نماز شام خواندہ از آن جا روانہ شدند۔ حضرت ایشان بہ سائق عربہ فرمودند کہ درین قرب و جوار کوٹھی نواب پہاسو "ہست، آن جا نواب منزل اللہ خان قیام دارد، پسرش داؤد احمد خان علی است، بہ عیادتش رفتن است سائق واقف بود و بہ کوٹھی رسانید۔ حضرت ایشان بہ حضرت برادر کلان فرمودند برو و معلوم کن کہ منزل اللہ خان موجود است یا نہ۔ حضرت برادر کلان نواب صاحب رانہ می شناختند، نواب صاحب بارفقائے خود در دالان نشستہ بود۔ حضرت برادر کلان استفسار فرمودند۔ این جا منزل اللہ خان موجود است یکے از حاضرین استفسار کرد۔ چہ اجرا است۔ ایشان فرمودند حضرت صاحب تشریف آورده اند و استفساری نمایند بہ مجر و استماع این سخن نواب صاحب مع رفقا علی العجل باشعل بہ خدمت حضرت ایشان رسید۔ حضرت ایشان دست مبارک خود را بر شانہ نواب صاحب نہادہ اعادہ ہمان کلمات کردند کہ بہ امین الاسلام فرمودہ بودند۔ وقتے کہ نواب صاحب اقرار کرد، حضرت ایشان از عربہ فرود آمدہ ہمراہ ایشان نزد داؤد احمد خان تشریف بردند و بہ نہایت شفقت بر سرش دست مبارک نہادہ ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند، نواب صاحب یک صدمہ رو پیہ ہدیہ پیش کرد و حضرت ایشان از آن جا بہ خانقاہ شریف روانہ شدند۔ نواب منزل اللہ خان از حضرت ایشان بیعت نہ بود لیکن معتقد و مخلص بود داؤد احمد خان پسرشان بود و بیعت شدہ بود۔ بعد از عرصہ قلیلہ از وصال حضرت ایشان

وے نیز۔ اَنْتُمْ سَلَفْنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ گویان نزد مرشد خود رسید۔ رَحِمَهُ اللهُ وَحَشْرَهُ مَعَ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ
 و زاہدہ خاتون زہمت و خیر نواب صاحب بود۔ در شعر گوئی استعداد کامل داشت۔ مجموعہ کلام وے کہ
 موسوم بہ فردوسِ تخیل است در پنجاب طبع شدہ است۔ زاہدہ خاتون نیز از حضرت ایشان بیعت بود
 ہر گاہ کہ بہ خدمت پیرو مرشد عریضہ ارسال می کرد، بہ صورت لالی منظومہ می بود۔ عاجز یک عریضہ را دیدہ بود۔
 شعر خوب و تخیل اعلیٰ و طرز جمیل داشت۔ در عالم شباب در حیات پیرو مرشد بہ ماہ مایوسہ ۱۹۲۲ ہجرت نمود۔
 رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهَا وَعَلَىٰ اٰيَاتِهَا وَآخِيهَا كُلِّمَا حَقَّ الْحَامُّ وَبَكَى الْغَمَامُ۔

این تفریح از آخرین تفریحات این روز از اول روز ہائے علالت حضرت ایشان بود و واقعاتی کہ بعد
 مراجعت بہ خانقاہ شریف بہ ظہور رسیدند در فصل ہشتم ان شمارا لہ مذکور خواہند شد۔

طلب کردن میلاد خوانان حضرت ایشان را گفتہ شد کہ مرض حضرت والدہ صاحبہ
 بِفَضْلِ اللهِ وَاحْسَانِهِ زائل شدہ، البتہ ضعف و نفا

باقی است و در یک ماہ یا چہل روز انشاء اللہ طاقت قدم زدن پیدا خواہد شد۔ از استماع این خبر
 حضرت ایشان رامسرت حاصل شد و بگنوز کر امت علی خاں رئیس سعد آباد احوال فرستادند کہ میلاد
 خوانان اکبر آباد را بیارید تا کہ این جا بہ شکرانہ شفایابی میلاد شریف بخوانند کہ امت علی خاں در چند روز میلاد
 خوانان را ہمراہ خود گرفتہ بہ روز یکشنبہ یاد و شنبہ کہ روز سوم یا چہارم از علالت حضرت ایشان بود حاضر
 شدند و یک شب بہ سر کردہ برگشتند۔ دو وقتے بر ایشان نگزشتہ بود کہ صدائے الرَّحِيل، الرَّحِيل
 شنیدند۔ الْبَقَاءُ لِلَّهِ وَحْدَهُ۔

كُلُّ ابْنِ اُنثَىٰ وَاِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهُ يَوْمًا عَلَىٰ آلِهِ حَنْ بَاءَ عَجْمُوْدٍ

کتاب حالات مشایخ نقشبندیہ محمد حسن خان ساکن کوئٹہ کرت پور۔ علاقہ بجنور این
 کتاب بہ اردو نوشتہ محمد حسن خان بہ زیارت حضرت

ایشان در حدود ہزار و سہ صد و پانزدہ یا بہ تفاوت یک سال تقدیم او تا خیر رسیدہ بود۔ وے بیان چہر
 ایشان بہ این معنی کردہ۔ اندرین ایام حضرت ایشان در خانقاہ شریف مقیم اند و نہایت انزو و انقطاع از
 خلق اختیار کردہ اند۔ دنیا و اہل دنیا را آن جا مدخل نیست در ورع و تقویٰ راسخ القدم و در آداب
 شریعت و طریقت از بس مستقیم اند، اللہ تعالیٰ در عمر ایشان برکت عنایت کند۔

کتاب مقدمتہ الکتاب محمد امان الرحمن دہلوی از برادر کلان خود جمیل الرحمن راشد قادری
 بیعت بود۔ در احوال برادر خود کتاب صال الجمیل بازر سالہ مقدمتہ

الکتاب تالیف کرده۔ در مقدمہ کہ در ۱۳۲۵ھ تالیف شدہ این معنی را بیان کرده۔ در مزاج اقدس حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ بے شک امارت و نفاست بودہ لیکن نہایت با وضوح و پابند اوقات و بزرگِ حق گو بودند تجرید عماراتِ خانقہا بہ مین التفاتِ ایشان شدہ و در احوال بیشتر بتدگانِ خدا یکسر انقلاب پیدا کردہ اند۔

کتاب آثارِ رحمت مولانا انداد صابری دہلوی در احوال حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہ از اساتذہ کرام حضرت ایشان بودند۔ این کتاب نوشتہ اند۔ و از وجہ رشتہ تلمذ ذکر حضرت ایشان نیز کردہ اند۔ نوشتہ اند ما معنای ہر سال بہ شب دوازدهم ماہ ربیع الاول محفل میلاد شریف منعقد می کردند و بیان ذکر شریف خود حضرت ایشان می کردند۔ و اوار و برکاتِ ہجوم می شد و از چشمہا مسلسل سیل اشک روان می بود و برائے قلوب ہر لفظ ایشان بہ منترالشتہ شدہ از ہر سو فغان و آہ و بکا بر می خاست۔ اندرین محفل مبارک خلقِ خدا بہ کثرتی آمد حتی کہ در خانقاہ شریف جائے قدم نہادن نمی ماند و از ہجوم خلایق آمد و رفتِ شارح نیز بتدی شد۔ حضرت ایشان بہ کمال حضور و خشوع نمازی خواندند در نماز از وجہ فہم معنی حلاوتی کہ روئے میداد رفتے بر حضرت ایشان طاری می شد و کسانے کہ شریک نمازی بودند از خود رفتہ مسلسل اشک ہا می ریختند۔

تحفۃ الاخیار برادرِ طریقت، صاحب علم و نسبت ملا غلام احرار صاحبزادہ اندری شلگری رحمہ اللہ در بیان پیروم شد خود کتاب تحفۃ الاخیار نوشتہ اند۔ عاجز بر خے از ان می نویسد۔

زود بہ ہمین دور سمک تاسماک	دمدمہ فقیر ابوالخیر پاک
خیز ز غفلت و طلب کار شو	در طلب خیر چو احسار پو
ترک ہمہ شر و ہمہ ضمیر کن	فاسْتَبِقُوا خوان طلب خیر کن
خیر چو خور نور زمین و سماست	آئینہ نورِ حقیقت نماست
آمدہ از قدس یکے طیر پاک	جائے گرفتست درین دیر خاک
باز پس از کلخن این خاک دان	گشتہ سوئے قدس، مبارک روان
از رہ جان رفتہ، بہ جانان شدہ	طوفِ حرم کردہ و لمعان شدہ
در سفرِ عشق سوئے گلستان	رفتہ قدم بر قدم دلستان
دائرہ بر دائرہ رفتہ چنین	تا بہ دیر دائرہ لا تعین
گشتہ طفیلش چہ حقائق شناس	تا بہ صلاہ است دقائق شناس

کارصلاتش به حقیقت مدام
 مشرب او مشرب احمد شده
 نسبت او محو کن هر خیال
 نفی کن عالم امکان شده
 گشته سیراب ز کاس کرم
 پاک دلش آئینه سان با صفاست
 قطب رشاد است بعین الیقین
 رطب لسان است به شیرین کلام
 دل برود در حرکت از سکون
 نسبت او قوت ایمان شده
 قول مبارک همگی پر اثر
 روئے مبارک چو تجلی کند
 دیده ناکس نه تواند چنین
 رخ بنماید ز یک سر هزار
 دور و نزدیک از نور یاب
 دست درازش که گشدمی گشد
 دیده دل از همگی دوخته
 قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاتِش قَدِمَ
 بِرَأْتِي اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ
 راه روش راه محمد شده
 احمدی است خواجه بنسبت دوبار
 زجرده زمره جدل است او
 روشنی و نور دل از ضرب او
 گفت یکے روز که این خوش بگوب
 تازہ ز ضربم دل و ایمان شوند

رفته برین، خواجه تحییر الانام
 بر قدم پاک محمد شده
 دور کن زمره قیل و قال
 نسبت او نور دل و جان شده
 نور گرفتست ز شمس حرم
 شرع شعراست و شبه باوقاست
 دیده کشادست به حق الیقین
 از دهنش یافته تمکین کلام
 راه تمامی شودت از درون
 قوت او مثبت ایمان شده
 لذت آن کے بود اندر شکر
 بندش آن کس که توئی کند
 تاز سر غور ببیند به این
 نکته اگر دانی ازین سر برار
 غمزدگان گشته از دسور یاب
 خنجر نازش که گشدمی گشد
 آیت لَا تُلْهِكُمْ اَنْدُوخْتِه
 مقبوس نورو زخور دمبدم
 حاصل او هست من راتِ عَلِيمٍ
 سر دلش نسبت احمد شده
 کار تخلص تو به حکمت برار
 وارث آل دره عدل است او
 هر شب شیاطین کند از حرب او
 تا که صفا خوش شود از ضرب چوب
 مردم ازین در به گلستان شوند

پاک روان بردر او صف به صف
تیر و عایش که رہاند ز کف
پیر شریعت و طریقت وے است
جملگی احرار از دل خوش اند
در ہمہ افطار زوے ہام و ہوم
بادشہ کشورِ انلاکِ دل
پیروفا گنجِ رہِ ناقصان
زے صفتش مویے بہ موگفتہ ام
ہر نفس از صدقِ تجلی کند
از سر جمعیتِ دل با حضور
ہر دیش از نفسِ خلاف است و جنگ
دود دروغ ہم نہ شدہ در درون
راست بود ہر سخنِ راستان
ہر سخنش راست بہ میزان شدہ
باطن او صاف شہ مستیز
ہیچ نہ باید کہ شوم مو شگاف
در نہ مقاماتِ زحبان بر ترش
خواجہ من اوست غلامش منم
تا مگرم خواجہ و فائے کند
کز ضررِ نفس و شیاطین رہم
ہم رہ او بودہ بہ جانان رسم
مقصد خود یا بم و شادان شوم
رسم و فامنزلِ خیر است و بس
پرز معالی لبِ خیر است این
بر قدمش ہر کہ بہ سیر است بہ

چاشنی گیرند از و کف بہ کف
حق بر تیرش برساند ہدف
مردق قانونِ حقیقت وے است
عاشق او بیند کہ کابل و شاند
خاکِ درش بادشہ شام و روم
قطب درین کرۂ املاکِ گل
زو بہر نور مسہ کاطلان
یک زہدش خوتے ہموگفتہ ام
و فوق شریعتِ رہِ مولیٰ کند
در سخن و کار رود با سرور
بر سر شیطان چہ کشاد است چنگ
مشعل صدق است درون و فرین
کامدہ از صدق بود داستان
زان کہ چنین کارِ عزیزان شدہ
بہ کہ نگہ دار مشن اندر ضمیر
تا کہ نہ ریزد ہمگی خون ز ناف
بر تر از ان چار قدم کشورش
کف بہ سر استادہ سلا مش منم
بہر من از رحم دعائے کند
خاتمہ با نخیر شود جان دہم
تا وسطِ خلد بہ احسان رسم
دلبر خود بنیم و خندان شوم
خیر چہ گویم آبِ خیر است و بس
ہان بہ جان دبدب خیر است این
کار کہ پیوستہ بہ خیر است بہ

دعا برائے مرشد زادہائے خود

تینغ فشرخ بر سہر این سرکشان دار خدا تا سر محشر کشان
 تَلّی عمر را تو اثر کم کن دیو ازین خوف بے غم کن
 از دلِ یواختیر بن ریو کن وز سرپاکش تو سر دیو کن
 دار تو مقطوع ہمہ کبید و فن از مددِ باطنِ خیرِ زمین
 تا بہ جهان دورِ صلائی بود غلغلہ رسمِ بِلّالی بود
 زید بہ آفاق گرامی شود بدرِ جهان ماہِ تمامی شود
 سآلکم از آفات سلامت بدار نسبتِ شان تا بہ قیامت بدار

متعلق بہ صفحہ ۱۹۰:-

بہ امرتسر | ڈاکٹر اشفاق محمد امرتسری از بس خواہشمند بود کہ یک بار حضرت ایشان را بہ امرتسر
 برد، چون در ماہ صفر ۱۳۳۹ ہجری (اواخر اکتوبر ۱۹۲۰ء) قیام حضرت ایشان برائے
 ہشت روز در لاہور شد۔ ڈاکٹر صاحب موقع را غنیمت دانست و بہ امرتسر رفت و آن جا با خواجہ
 غلام صادق کہ از مُریدانِ حضرت ایشان و از رؤسای امرتسر بود ملاقات کرد، خواجہ صاحب در فکر
 عقدِ نکاحِ دخترِ گلانِ خود کہ ممتاز سلطانہ نام داشت با برادرِ زادہ خود میر مقبول محمود مصروف بود۔
 چون از ڈاکٹر صاحب نوید تشریف آوری حضرت ایشان شنید تاریخ انعقادِ نکاح مقرر کرد و
 محلِ عالی شان خود را کہ بر مال روڈ واقع بود برائے حضرت ایشان ترتیب داد۔ نام این محل
 ”ڈولینڈیز“ بود لیکن مشہور است بہ ”ٹھنڈ کھوی“۔ ڈاکٹر صاحب بہ لاہور آمدند و حضرت
 ایشان را با متعلقین در سیارات بہ امرتسر بردند و آن جا حضرت ایشان یک شب قیام کردند۔
 در عقدِ نکاح ممتاز سلطانہ شریک شدند و دعائے خیر کردند، اہالی امرتسر بہ کثرت حاضر شدہ مُستفید
 مُستفیض شدند میر انور سعید محمود کہ برادرِ خوردِ میر مقبول محمود و برادرِ زادہ خواجہ غلام صادق اند نام
 کوچی و نامِ دختر و زوجِ دختر نوشتہ از لاہور بہ عاجز ارسال کردہ آند۔ **حِزَّاءُ اللّٰہِ خَیْرًا وَوَقَّعَ**
لِبَنِّ صَاتِہِ۔

سہ فشرخ شاہ کابلی۔

فصل دوم

در

معمولاتِ شریفِ حضرتِ ایشان

معمولاتِ حضرتِ ایشان بسیار منضبط بودند برائے ہر کار وقت مقرر بود کہ در ان وقت آن کار را بہ سر انجام می رسانیدند بیچ گاہ در معمول ایشان فرق واقع نمی شد و این انضباط مختصر در امور اختیاریتہ نہ بود بلکہ در امور طبیعیہ کقضاءِ الحَاجَةِ وَالْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالتَّوَمِّ، نیز می بود، ہر کار را وقتے مقرر بود کہ در حضور و سفر بہ یک منوال انجام می یافت۔

سر دفتر معمولات مبارکہ خواندن بسم اللہ الرحمن الرحیم بود۔

خواندن بسم اللہ

ہست کلیدِ درِ گنجِ نعیم ؛ بسم اللہ الرحمن الرحیم
ابتدائے ہر کار بہ بسم اللہ شریف می کردند و بچخلصین پاک طینت ہدایت بود کہ ابتدائے ہر کار بہ بسم اللہ کنند و ہر گاہ کہ برائے کارے بہ خدمتِ ایشان رسند بہ بلند آواز بسم اللہ خوانندہ حاضر شوند۔ لہذا در جائے کہ حضرت ایشان قیام می داشتند از این مبارک صدا امواجِ آشیرِ رقصان می بود۔ اگر کسے برائے ملاقات و زیارت می آمد، در بان بسم اللہ خوانندہ برائے اطلاع می رفت، چون کہ دے بسم اللہ را بہ حضور قلب کمال ارتباط می خوانند، تاثیرے بر سامعین می شد و اصحابِ غفلت را ارتبایطے بہ پروردگاری شد۔ و اثر بسم اللہ خواندن در وقت ملاقات ظاہری شد کہ اصحابِ غفلت بہ صحو آمدہ در لجنہ ندامت غرق می شدند و اشکها از چشمانِ ایشان مثلِ سیل روان می شد و اصحابِ نسبت و حضور جاہانے معرفت می نوشیدند، کسانیکہ تنگ ظرف می بودند بے ہوش می شدند۔

شبیے رحمتِ عالمیان بِأَنْفُسِنَا هُوَ بِآبَائِنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بآمدند و گزر بر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کردند و دیدند کہ بہ آوازِ پست نمازی خوانند و باز گزر بر حضرت ایشان بر حضرت عمر افتاد، دیدند کہ بہ آوازِ بلند نمازی خوانند۔ صبا حابہ حضرت صدیق فرمودند کہ در صلاة اللیل بہ آوازِ پست تلاوت می کردی۔ عرض نمودند: قَدْ أَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ۔ می شنو انیدم کسے را کہ با دے مناجات می کردم۔ و باز حضرت ایشان بہ حضرت فاروق فرمودند کہ تو بہ آواز بلند تلاوت می کردی۔ عرض کردند: أَوْ قِظْ

الْوَسَّانَ وَالْأَهْرُدُ الشَّيْطَانَ خَوَابِتَ كَانِ وَغَافِلَانَ رَابِعًا رَامِي رَانِدَمَ -
رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ حضرت صدیق فرمود قدرے آواز خود بلند کن و بہ حضرت
فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمود قدرے آواز خود پست کن۔

حضرت ایشان قدس سرہ برائے ازالہ غفلت و طرد شیاطین نسخہ جد امجد خود استعمال کردہ ہزار
قلوب را از تیرہ غفلت یہ وادی ایمین حضور و آگاہی رساندند۔ پروردگار فرمودہ - **دَاوُالْبَيُوتِ مِثَّ**
أَبْوَابِهَا حضرت پیر مرآت قدس سرہ فرمودہ - کمانی کشف الاسرار - و یہ خانہا کہ در آئینہ زدر - در آئینہ
آزم اللہ نگہ دارید و از خشم او بہ پرہیزید تا بہ نیکی دو جہان رسید - و فرمودہ - **أَطْلُبُوا الْمَعْرُوفَ مِنْ أَهْلِ**
ہر معروفی را جائے ہست و ہر کارے را روئے دہر برے را محلے و آہلے، چون نہ بہ جائے خویش و نہ از اہل خویش
طلب کنی بر نہ باشد۔ بر آن است کہ از اہل خویش طلب کنی - **جَعَلْنَا اللَّهُ مِنْ أَهْلِ الْخَيْرِ الْبَرَّ**

نقشبند چمن شرب و حضور غفلت از باغ مبارک بس دور

نقشبند گل و نسرين فلاح یکسر این سلسلہ آئین فلاح

طہارت بعد از وقت چاشت از خانہ خصوصی خود بہ حرم سر تشریف می آوردند و از حواج ضروریہ
فارغ می شدند۔ معمول شریف ایشان بود کہ بعد ابول استنجا بہ آب فرمودہ استعمال کیسہ
خوردی کردند۔ و بعد از قضائے حاجت و استنجا بہ جامہ اعضا اُختک می کردند۔ و بہ روز جمعہ بعد از
معمولات صبا حییہ و شرب چائے، غسل کردہ تبدیل لباس می کردند۔ و در ہلی احیاناً بہ حمام تشریف می بردند
یک روز پیشتر بہ صاحب حمام اطلاع دادہ می شد۔ و قتی کہ برائے حضرت ایشان مقرر کردہ می شد، در آن
وقت در عہد حضرت ایشان تشریف می بردند۔ در اکثر اوقات بعد از دو ہفتہ و احیاناً بعد از سہ ہفتہ موئے
تراش می آمد۔ و بعد از تراشیدن موئے سر، اصلاح بروت و لحيہ مبارک می کرد۔ و بعض اوقات ناخنہا
را ہم می گرفت و الا در اکثر اوقات خود حضرت ایشان بہ سکنیے (ناخن تراش) ناخنہا را می گرفتند۔ و بہ روز
جمعہ قبل الاغتسال مو بہائے بروت را بہ مقراض می تراشیدند۔ و در ہلی احیاناً صفا کنندہ گوشہا را
طلبیدہ گوشہا را صاف می کردند۔

لباس بر سر مبارک سفید پنچ گوشہ عرق چین می بود، اگر موسم خنک می بود، یا از خانہ می برآمدند
بالائے عرق چین کلاہ نرم بنیہ دار می پوشیدند، بالائے کلاہ دستار سفید و مختصر و مدور
می بود، دستار را نشستہ و در چین بستن بر سر گردانیدہ می بستند، یک ہفتہ بلکہ دو ہفتہ آن دستار
بستہ می بود، احیاناً بہ اندازہ یک و جب عذیب می نہادند و الا بیشتر بلا عذیب دستار می بستند و بر تن مبارک

یک پیرہنِ کوتاہ می پوشیدند، به نوسے کہ اگر برہر دو پائے خودی نشستند چنانچه مردم برائے وضو کردن می نشینند۔ دامن پیرہن مس بہ زمین نہ می کرد، چاک پیرہن بر سینہ بودہ کہ سہ تکمہ و عروہ قطنی می داشت، احیاناً خطِ موہبہا از سینہ مبارک ظاہر می شد۔ و از آرا کہ چهار انگشت ازشتانگ بالاتر می بود۔ در زمستان صدیری پنپہ دار استعمال می فرمودند۔ و بالائے آن استعمال جبہ ہندیہ پنپہ دار می کردند کہ آن را بہ آرد و انگڑکھا گویند در رازی جبہ تا نصف ساق می بود۔ و احیاناً استعمال پتوے کابلی یا شال کشمیری نیز می کردند۔ و یک چادر سفید کہ بہ درازی دوگز انگیزی، و بہ عرض یک گز بودہ ہمراہ خودی داشتند۔ اگر موسم بسیار سرد می بود یا تند باد می وزید بر سر و گلوے خود آن را می بچسپیدند، و اگر بر مزارات اولیائے کرام می رفتند بر سر مبارک دروے نور انداختہ بہ تلاوت قرآن مجید و مراقبہ مشغول می شدند۔ استعمال دستانہ یا جوربین نہ می کردند۔ بہ یاد عاجز حضرت ایشان دو پزار پوشیدہ اند۔ پزار اولینہ پشاور می زرین و آخرینہ باغبانی زرین بودہ۔ کہ تا این زمان نزد عاجز محفوظ است۔ بہ روز عید عبا استعمال می فرمودند۔ احیاناً استعمال عطری کردند از دیگر خوشبوہا و عطریات، شمامتہ العبر را دوست تر داشتند۔

حضرت ایشان چائے سبز اعلیٰ صبا و مساء استعمال می فرمودند۔ در صبح بعد از وقت اشراق و در سار بہ عصر یا بین العشاءین۔ و بہ صبح قدرے از نان ترم یا بسکٹ و شیر نیز استعمال می کردند۔ چون کہ بہ دوران شرب چائے استعمال بہ امور یقینیہ نیز می داشتند۔ وقت زیاد صرف می شد و بیشتر اوقات علی الخصوص بہ صبح ضرورت پیدا می شد کہ بار دیگر چائے گرم کردہ شود، اگرچہ مقدار چائے زائد از چهار پنجان نہ می بود۔ درین وقت حضرت ایشان بہ تغذیہ جسم و روح لطفہا می برداشتند و خوش نصیبان از کاس الکرام فوائدی برداشتند۔

غدا بعد نیم روز بہ ساعت یک و عشاء بعد العشاء الآخرہ بہ ساعت نہ تناول می فرمودند۔ حضرت ایشان در رہائش گاہ خود نان تناول می فرمودند و استعمال چائے نیز بہ ہمان جامی کردند شاید چند بار اتفاق افتادہ باشد کہ کسی از اولاد با ایشان طعام خوردہ باشد و آن ہم بہ یوم الوصول از دہلی بہ کوٹہ یا از کوٹہ بہ دہلی۔ و الاطعام حضرت ایشان بر خوانے چیدہ بالائے منضدہ صغیرہ کہ بہ اندازہ یک و جب ارتفاع می داشت نہادہ می شد و حضرت ایشان بہ خشوع و حضور تمام تناول می نمودہ اند۔ خواجہ ہاشم کشمی در فصل ششم از "زبدۃ المقامات" نوشتہ اند کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ طعام را بہ خشوع و حضور تمام تناول می نمودہ اند و یاران را نیز آن وقت بہ حضور و خشوع تاکید می کردند۔ در وقت شرب چائے و تناول طعام نشست ایشان چہارزانو بودہ۔ و حین الاکل التفات بہ چیزے یا کسے نہ می کردند، نوبتے این عاجز

لہ متعلق بہ لباس تحریر حضرت ایشان را بر صفحہ ۳۲۱ ملاحظہ کنید۔

و برادر عزیز حفظہ اللہ و سلمہ یوم الوصول بہ دہلی برخوان ایشان شریک طعام بودیم از مایان دانهائے برنج
برخوان اقدیر چون حضرت ایشان از تناول طعام فارغ شدند، دانهائے برنج را برخوان ملاحظہ فرمودند
بہ مایان فرمودند: "پچھا شمایان دانهائے برنج ریختہ اید" و باز آن دانه را جمع فرمودہ تناول نمودند اگر برخوان
اچار یا چٹنی یا مربی می بود، شوق می فرمودند و شیرینی را دوست می داشتند و بعد از طعام قدرے تناول می نمودند
اگر برخوان می بود و اگر از فواکہہ ائبہ کہ بسیار خوب طبع مبارک بودہ، یا خر بوزہ یا انگوری بود متصل بہ غذا تناول
می نمودند و اگر بہ جائے مہمان می شدند، با میزبان و یاران بر دستارخوان شریک طعام می شدند ما برادران
متصل بہ حضرت ایشان می نشستیم چون ابتداء بہ تناول طعام می کردند بہ آواز بلند می فرمودند ہر کسے مشغول
طعام خود باشد بہ سوتے ما کسے نہ نگرہ دیدہ شدہ کہ اگر کسے بہ جانب ایشان نظر می کرد حضرت ایشان را
آگاہی می شد و سر برداشتہ آن راز جریا طرد می کردند حضرت ایشان بیچ گاہ اظہار ناپسندیدگی یا بد مزگی طعام
نہ کردہ اند۔ البتہ اگر لذتے می یافتند کلمہ "واہ واہ" بر زبان مبارک می آمد۔

حضرت برادر کلان آدم اللہ آیا مہ عرق ائبہ کشیدہ با شیر و قدرے شکر آمیختہ در برادرہ بیخ کردہ پیش
می کردند و حضرت ایشان بہ رغبت زائد تناول می نمودند و کلمہ واہ واہ بار بار بر زبان مبارک می آمد و دعا
بہ برادر صاحب می دادند چند نوبت بعض افراد را طلب نمودند و ایشان را شریک این نعمت لذیذہ کردہ
فرمودند "ببینید کہ حضرت بلال ماچہ لذیذ شیرینی ساختہ اند" حضرت برادر کلان عادت داشتند کہ ہمراہ
رفقا چائے شیر یا چیزے دیگر می ساختند و احیاناً قدرے برائے حضرت ایشان می بردند کہ بہ سرت تمام قبول
می کردند و تناول کردہ واہ واہ می گفتند اگر چہ آن وقت گزشتہ و آن دور رفتہ اما آن کیفیت در حافظہ
خیال و آن صوت در پردہائے گوش محفوظ است۔ البقاء باللہ و حد ۵۔

در میان اکل طعام آب نہ می نوشیدند۔ بلکہ کم و بیش یک ساعت بعد رغبت بہ آب می شد اوقات
شرب میاہ مقرر بودہ چون بہ سیر و تفریح تشریف می بردند یک صراحی آب ہمراہ می بود تا بہ وقت مقرر آب نوش
فرمایند۔ استعمال تنبول کہ بہ ہندی آن را پان گویند با تمباکو می کردند و آن را ہم اوقات
مقرر بود، از ہشت قطعہ اند، بیچ گاہ استعمال نہ کردہ اند۔ و تنبول ورقے است کہ با آہک و کتھا و سپاری
استعمال کردہ می شود۔ آہک چون با کتھا مزوج می شود رنگ سُرخ پیدا می کند، ورق پان مثل دیگر اوراق
جانبے الملس و دیگرے ریشہ دار دارد و رواج آن است کہ آہک و کتھا را کہ تر کردہ می باشند بہ جانب
چپ کہ ریشہ دار می باشد می مالند لیکن برائے حضرت ایشان بر جانب راست کہ الملس است مالیدہ
می شد زیرا کہ حضرت ایشان را این عادت از ایام اقامت مکہ مکرمہ بودہ، مولانا نسیم احمد فریدی فاروقی

امروہوی بیان کردند کہ مولانا حافظ عبدالرحمن صدیقی مفسرِ قرآنِ عظیم و صدرِ مدرسِ مدرسہ جامع مسجدِ امویہ باعزیز خود در خورد سالی بہ مکہ مکرمہ رفتہ بودند و حفظِ کلامِ اللہ المجید بہ دیارِ مقدسہ کردہ اندہ اندر ان ایام ملاقاتِ ایشان با حضرت ایشان شدہ بود، چون حضرت ایشان در خانقاہ شریفی اقامت کردند جناب حافظ صاحب برائے ملاقات آمدند حضرت ایشان بہ وجہ خوب ملاقات کردند و بہ حافظ صاحب فرمودند: "پانڈان نہادہ است پان بسازید و بخورید و یک پان ساختہ بہ ما ہم بد میدہ" جناب حافظ صاحب برائے حضرت ایشان پان را بروجہ راست ساختہ تقدیم کردند حضرت ایشان چون پان را دیدند تبسم کردہ فرمودند: "این عادتِ ما را شما یاد دارید" رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِمَا فِي كُلِّ حَيِّنٍ وَانِ -

روزے در کوسٹہ بلوچستان از جیبِ ملا عبدالعزیز کا کہی قطنی نسوار افتیہ آن قطنی از شاخ حیوان بہ شکلِ و حجمِ بیضہ مرغ بودہ۔ حضرت ایشان استفسار نمودند کہ این چیست۔ ملا عبدالعزیز عرض نمود کہ قطنی نسوار است، فرمودند: "در جوانی وقتے کہ در حرمین شریفین بودیم استعمال نسوار کردہ ایم۔ در آن جا نسوار را شوق می گویند۔"

قبولہ بعد از غدا قبولہ می کردند۔ و بعد از قبولہ نماز پیشین می خواندند۔ **وضو** حضرت ایشان بہ کمال احتیاط وضو می کردند موسم سرما باشد یا گرمای عرق چین و پیرہن می کشیدند۔ روزے فرمودند: "قطراتِ آبِ مستعمل می افتد ازین جہت پیرہن می کشیم" و باز بسم اللہ خواندہ ہر عضو را سہ بار می شستند، در شستن اعضا خوب دلک می کردند۔ در اواخر ایام اگر چہ دندانہا نہ داشتند اما مسواک می کردند۔ مسواک ایشان از شاخ نیم می بود کہ از اشجار مشہورہ ہند است، چوب نیم تلخ می باشد۔ سہ بار مسواک بر لثہا می مالیدند۔ مسح بر تمام سر مبارک می کردند۔ در وضو کردن کمتر از دہ دقیقہ صرف نہ می شد و بعد از وضو بہ رومالے دستہا و روے نور را خشک می کردند و باز پیرہن و عرق چین می پوشیدند۔ بعد از وضو بر لثہ مبارکہ تجلیاتِ انوار ظاہر و باہری بود و معلوم می شد کہ مصداقِ این حدیث مبارک شدہ اند کہ شیخین آن را روایت کردہ اند۔

مَنْ تَوَضَّأَ أَحْسَنَ التَّوَضُّؤِ خَرَجَتْ خَطَايَاہُ مِنْ جَسَدِہٖ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِہٖ " کسے کہ وضو کند و بہ وجہ خوب بکند از بدن وے خطا ہا خارج می شوند حتی کہ از بین ناخنہا جدا می شوند" حضرت ایشان بہ یک وضو چند نماز را ادا می نمودند۔ دیدہ شد کہ بہ وضو نظر نماز عشا می خواندند و عاجز یاد نہ دار کہ بہ این دوران بارہ و گرو وضو کردہ باشند بہ دوران وضو ادغیہ مروجہ از حضرت ایشان مسموع نہ شد۔

نماز بانیا شیخ بدرالدین سرہندی در حضرتِ خامسہ از حضراتِ القدس در بیان نماز خواندن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نوشتہ اند: "آثارِ حضور و خشوع از استیلائے بطن"

بظاہر ایشان پیدا و ہویدامی شد و جمیع اصحاب ایشان در صورت بہ نماز ایشان تقلید می کردند، این حقیر پیش از انتظام در زمرہ خدام آن امام ہمام گاہ گاہ در نماز ہائے جمعہ بہ مسجد ایشان می رسید و نماز گزاروں ایشان را ہر کہ می دید بے اختیار از جامی رفت و بے یقین می دانست کہ ایشان ہموارہ با سرور کائنات صحبت می دارند و نماز کردن آن حضرت علیہ السلام والتحیۃ رامی بنیند، بروفق آن نمازی گزارند، و اگر نہ این حقیر علماء و مشائخ دیگر را ہم می دید این قسم نماز از ہیچ کس نہ می دید، ہمیشہ در اول نقطہ وقت نماز گزاروں و بیک نسق پیوستہ ادا کردن از غرائب روزگار است، گاہے نہ دیدم کہ از وقت خود لمحہ تجاوز کردہ باشد یا از طریق ادائے نماز گاہے در قومہ و یاد جلسہ یا در ادبے از آداب نماز گونہ تفاوت ظاہر شود، نماز ایشان عظیم خوارق بود کہ خرق عادت و عرف عالم می نمود، پرتا ہرست کہ ہموارہ بر یک طرز بے حصول ملائے و کلائے همچنان بے تعظیم و توقیر و تمکین و وقار و خشوع و انکسار نماز گزاروں کمال رسوخ بر اتباع نبوی و نہایت قوت باطن می خواهد۔

عاجز گوید، بیانی کہ شیخ بدرالدین سرہندی رحمہ اللہ و رضی عنہ از نماز بانیا حضرت مجدد کردہ اند گویا کہ بیان نماز حضرت ایشان ما است البتہ در اوقات نماز صورتے دیگر بودہ۔

حضور قلب اگرچہ حضرت ایشان ہر کار بہ فراغ دل و طمأنینہ می کردند اما نماز ایشان دیگر بودہ۔ حکیم حبیب اللہ مولوی عزیز اللہ از سکھان پٹیا لہ بودند، سعادت ازلی رفیق ایشان شد و مسلمان شدند و در اوائل ۱۳۰۸ھ بہ خدمت مبارکہ حضرت ایشان رسیدہ داخل سلسلہ مبارکہ شدند۔ حکیم حبیب اللہ مولوی محمد نویس پیش امام مسجد شاہ جہانی واقع در گاہ مبارکہ حضرت خواجہ اجیری قدس سرہ بیان کردہ و مولوی محمد نویس بہ عاجز نقل کردہ۔ بہ آیائے کہ حضرت ایشان مسجد مبارکہ خانقاہ شریف را تعمیر می کردند، شبے در خدمت مبارکہ حضرت ایشان حاضر بودم۔ حضرت ایشان قصہ ادائے نماز کردند شش یا ہفت بار برائے تکبیر تحریر ہر دو دستہا را می برداشتند و تکبیر نہ می گفتند باز رو بہ من کردہ فرمودند: ہائے ہائے حبیب اللہ، حضور قلب این وقت مفقود است، ہائے این چہ شدہ؟ دَبَعْدَ بُوْهَةِ چُون حضور قلب حاصل شد ما امت فرمودند۔ و جناب مفتی منظر اللہ پیش امام جامع فتحپوری دہلی بہ عاجز گفتند کہ من و مولوی سیف الرحمن صدر مدرس مدرسہ فتحپوری و مولوی شمس الدین و دوسہ نفر دیگر حاضر بودیم کہ اذان شام شد۔ چند دقیقہ گذشت و حضرت ایشان ہیچ حرکت نہ کردند باز فرمودند مولوی منظر شمایان رفتہ نماز بخوانید، نماز شمایان را تا خیر می شود، حضرت ایشان بہ اندازہ ریح ساعت خاموش نشستہ ماندند و باز نماز خواندند۔ عاجز گوید کہ احیاناً دیدہ شدہ کہ وقت نمازی شد۔ و حضرت ایشان در زنگ زیاد می کردند و باز در اواخر اوقات نمازی خواندند، و این احوال در حیات قبلہ گاہ خود حضرت ایشان را حاصل بود، در ۱۲۹۶ھ چون بہ طابہ طیبہ می رفتند از جدہ بہ حضرت

والد بزرگوار خود درین باب چیزے تحریر کرده بودند و حضرت ایشان نوشتہ اند کہما تقدّم فی احوالہ المبارکۃ
 ”وازلطمت اسواق معمول حضرات مانیست کہ نماز در خانہ ادا نمایند اگرچہ بہ جماعت باشد“ طبیعتے
 واحوالے وکیفیاتے کہ حضرت ایشان ما داشتند، مستبعد این گونه واقعات نیست۔

مشہور مقولہ است: **حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَدَّرِينَ** ”در فصل اول کتاب
حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ الایمان از مشکلات از حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت است کہ روزے مایان

نزد پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بودیم کہ ناگاہ شخصے سخت سیاہ موئے در جامہ ہائے بسیار سفید کہ بزوئے آثار
 سفر ظاہر نہ بودہ و از مایان کسے اور انہ می شناخت آمدہ بہ نوئے نزد رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نشست
 کہ ہر دو زانوئے او با ہر دو زانوئے آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چسپید و وے ہر دو کف دست خود را بر افخاف
 آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہاد و گفت اے محمد خردہ مرا از حقیقت اسلام۔ چون آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم بیان اسلام کرد و وے گفت راست گفتی و باز از ایمان پرسید و چون جواب شنید گفت کہ راست گفتی و
 باز گفت **فَاخْبِرْنِي عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنْكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ تَنْكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهُ يَرَاكَ** خردہ مرا
 از احسان کہ چسپیت؟ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودند عبادت کردن است اللہ تعالیٰ را بہ وجہ کہ گویا
 می بینی اورا۔ و اگر تو بہ این حال نیستی پس بہ این صفت کہ می بیند وے ترا۔ اللہ۔ حضرت عمری فرماید کہ چون سائل
 می گفت ”راست گفتی“ مایان متعجب بودیم بر آن شخص کہ وے می پرسد و چون جواب می شنود تصدیق می کند، چون
 آن شخص روان شد۔ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود۔ اے عمر آیا تو می دانی کہ سائل کیسیت۔ عرض نمودم۔
 خدا و رسول خدا را تا ترا ند۔ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود۔ این جبرلی بود کہ آمد تا تعلیم کند شما یان را دین
 شما یان ”کسانے کہ بہ درجہ فوقانیہ از احسان رسید اندکے جائز است کہ بہ رنگ درجہ تحتانیہ نماز گزارند و صحاب
 درجہ تحتانیہ را کے روا بود کہ بہ شکل اہل غفلت نماز گزارند۔ کسے کہ بر آب قادر است بہ تمیم چہ کار دار و علی قدیر
اَهْلِي الْعَزْمِ تَأْتِي الْعَزَائِمُ۔

حضرت ایشان در نماز بہ بسیار ذوق و شوق و اخلاص و عاجزی ادعیہ ماثورہ می خواندند۔
ادعیہ ماثورہ بعد از اختتام سورہ فاتحہ **سَبِّحْ اَعْفِرْ لِي اٰمِيْنَ** می گفتند و در رکوع **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ**

سَبِّحْنَا وَسُبِّحْ لَكَ اللّٰهُمَّ اَعْفِرْ لِي گفته **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ**۔ سہ بار و احیاناً بہ رکوع فرورفتہ می فرمودند۔
اللّٰهُمَّ لَكَ سَأَلْتُكَ وَبِكَ اَمَنْتُ وَذَلِكَ اَسَلْتُكَ تَخَشَعْتُ لَكَ سَمِعْتُ وَبَصَرِي وَبِحَبِي وَبِعَظْمِي وَبِعَصْبِي وَبِاَبْرَأْسِي
 تسبیحات رکوع، و احیاناً می گفتند۔ **سَأَلْتُكَ لَكَ سَأَلْتُكَ وَبِكَ اَمَنْتُ وَذَلِكَ اَسَلْتُكَ تَخَشَعْتُ لَكَ سَمِعْتُ وَبَصَرِي وَبِحَبِي وَبِعَظْمِي وَبِعَصْبِي وَبِاَبْرَأْسِي**
عَلِيَّ وَابْرَأْسِي يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ و باز تسبیحات رکوع می خواندند و در قمر

می گفتند: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ مِنْ مَلَأَ السَّمَاوَاتِ وَمِلَأَ الْأَرْضِ وَمِلَأَ مَا بَيْنَهُمَا مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ وَبَارِئٌ سَجْدَهُ رَفَعَهُ بِهَيْمَانَ أَدْعِيَةِ رُكُوعٍ وَتَسْبِيحَاتِ سَجْدِهِ مِثْلَ خِرَافَتِ الْبَيْتِ بِرُكُوعِ لَكَ تَرَكَعْتُ، لَكَ سَجْدَتٌ وَبِرُكُوعِ لَكَ، سَجْدَتٌ لَكَ مِثْلَ فَرْمُودِنْدُو، وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي ذُرِّيَّتِي وَدِرْقَعَهُ بِحُجْرَتِ السَّلَامِ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ مِثْلَ كَفْتَنِ صُورَتِ انْحِفْضِ جَنَاحِكَ ظَاهِرِ مِثْلِ شِدْوِ مَحْسُوسِ مِثْلِ شِدْوِ كَيْفِيَّاتِ وَأَحْضِرْ فِي قَلْبِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَهُ الْكَرِيمِ وَقُلْ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ لِيَصُدَّقَ أَمْلَاكَ فِي أَنَّهُ يَبْلُغُهُ وَيُرْدُ عَلَيْكَ مَا هُوَ أَوْ فِي مِثْلِهِ كَمَا قَالَ مُحَمَّدٌ الْبُحَيْرِيُّ الْإِسْلَامِيُّ الْإِمَامُ الْغَزَالِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ وَرَضِيَ عَنْهُ فِي الْأَحْيَاءِ - سرشار اندوگو یا عرض می نمایند -

يَا رَسُولَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ إِنَّمَا الْفَوْزُ وَالْفَلَاحُ لَدَيْكَ

وچون آشهدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ می گفتند انگشتِ خَنْصِرِ وَبِصِيرِ را بند کرده از وسطی و از بهام حَلَفَتِ ساخته به انگشتِ مُسَبِّحَتِهِ به وقت گفتنِ إِلَّا اللَّهُ اشاره می کردند و به وقت اشاره انگشت را به شکلِ اَبْرُو قدری خمدر می داشتند و بعد از اشاره انگشتان را حسب سابق قبله رو دراز می کردند و در قعدةِ اخیره بعد از درود شریفِ اللَّهُمَّ أَنْزِلْ الْمُقْعَدَ الْمُقْرَبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَبَارِكْ بِنَا آيَاتِ الْخَيْرِ - وَبَارِكْ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَارْحَمْنِي كَمَا رَأَيْتَنِي صَغِيرًا - اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي جَمِيعَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِينَ وَ الْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَ الْأَمْوَاتِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَ الْمُغْرَمِ مِثْلِ خِرَافَتِ الْبَيْتِ وَ دِرْقَعَهُ وَ رُكُوعِ ذُرِّيَّتِي حُنْفِي قَنُوتِ شَافِعِيِّ نِزَمِي خَوَانِدَرِ -

قنوتِ نازل | به زمانه که نصاری در طرابلس و بلقان و حَرَبِ عُمُومِيِ اُولِ بَاخْلِيْفَةِ الْمَسَالِمِينَ بِمَرْصُوفِ جَنْگِ وَجِدَالِ بُوْدِنْدُو حَضْرَتِ الْإِشَانِ دَرِ نَمَازِ فَرْصِ دَرِ رُكُوعِ اٰخِرِهٖ چُونِ اَزِ رُكُوعِ

استاده می شدند به آواز بلند برائے نصرتِ اسلام دعای کردند گاهی هر دو دست به صورت دعا برداشته و گاهی به صورت ارسال اگر دست به آرامی برداشتند عندالاحتتام بر روی مبارک فرود آورده تکبیر گفته به سجده می رفتند دعای که حضرت ایشان می خوانند درج ذیل است -

اللَّهُمَّ قَاتِلِ الْكُفْرَةَ أَهْلَ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ يَحْجِدُونَ آيَاتِكَ وَيَكْذِبُونَ رُسُلَكَ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ وَيَتَعَدَّوْنَ حُدُودَكَ وَيُقَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ، اللَّهُمَّ خَالِفْ

بَيْنَ كَلِمَتَيْهِمُ اللَّهُمَّ زَلْزَلِ أَقْدَامَهُمْ، اللَّهُمَّ أَنْزِلْ بِهِمْ بِأَسْوَاقِ الَّذِي لَا تَزُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ
اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَجُجْرِي السَّحَابِ وَهَازِمِ الْأَحْزَابِ اهْزِمِ الْكُفَّارَ وَأَنْصِرِ الْمُسْلِمِينَ عَلَيْهِمُ
اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَتَعْوِذُكَ مِنْ شُرُورِهِمْ عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا إِنَّا نَجْعَلُكَ فِتْنَةً
لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ دگاہے دعا را بہ این الفاظ شروع فرمای کرند
اللَّهُمَّ أَنْصِرِ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْصِرْ جَبِيشَ الْمُؤَحِّدِينَ اللَّهُمَّ أَهْلِكَ الْكُفْرَةَ وَ
الْمُشْرِكِينَ اللَّهُمَّ دَمِيرَ أَعْدَاءِ الدِّينِ وَبَارِدَ عَائِلِ الذِّكْرِ رَامِي خَوَانِدُو دَرِ أَخْبِيرِ دَعَا آمِينَ كَفْتَهُ
بِسُجْدِهِ مِي رَفْتَنَدُ۔

اذان در دہلی حضرت ایشان بہ کوہ "فتح گڑھ" کہ بہ جہت "سبزی منڈی" واقع است سالہا سال برائے
تفریح رفتہ اند۔ در آن ایام این کوہ تفریح گاہ عامۃ الناس نہ بودہ۔ برائے ذکر و فکر عجب جائے
پُر بہار و پُرسکون بودہ۔ ماہر سہ برادر و یک مخلص افغانی ہمراہ ایشان می بودیم۔ حضرت ایشان در جائے بہ
ذکر پاک پروردگار مشغول می شدند و مایان بہ قرب و نزدیکی ایشان بہ تفریح و بازی مشغول می شدیم۔ احیانا
حضرت ایشان آن جا اذان دادہ اند۔ صدائے حضرت ایشان نہ بسیار بلند و نہ بسیار پست بلکہ متوسط
می بود۔ و از مٹ و کشالی پاک و صاف، لحن و نرم را اثرے نہ می بود، بہ حضور و آگاہی اذان دادہ روئے
مبارک بہ سوئے مایان کردہ می فرمودند۔ "بیایید بچہا کہ نماز بخوانیم"۔ و باز حضرت ایشان نماز می خواندند
باحق تعالیٰ بہ مناجات مشغول می شدند۔

در سال ہزار و سہ صد و سی و شش یا سی و ہفت خدائے رحم کہ از بلاد افغانستان بودہ خدمت
می کرد آواز وے بسیار بلند و پُر در بودہ۔ و آن سال در مسجد شریف کوٹہ وے اذان می داد۔ روزے برائے
کارے بہ وقت پیشین این عاجز در خدمت حضرت ایشان رسید آن وقت خدائے رحم اذان می داد۔
عاجز دید کہ حضرت ایشان چشمان مبارک خود را بند کردہ متوجہ بہ آواز اذان ہستند، عاجز بہ خاموشی استادہ
ماند و بعد از اتمام اذان عاجز بلا حظہ کرد کہ حضرت ایشان لطفہا برداشتہ اند و بہ عاجز خطاب کردہ فرمودند
زید، خدائے رحم اذان خوب می دہد۔

حضرت ایشان چون اذان می شنیدند بہ این الفاظ دعای کرند۔ اللَّهُمَّ رَبِّ هَذَا
الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ ابْتِ مَحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا
مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ إِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْمِيْعَادَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ
لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، صَلَّى بِاللَّهِ رَبِّنَا وَبِطَحْمَدٍ رَسُولِنَا وَالْإِسْلَامِ دِينِنَا

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَارِضْ عَنِّي رِضَالًا تَسْخَطُ بَعْدَهُ وَارِضَهُ عَنِّي.

جماعت حضرت ایشان در خانہ وضو کردہ، سنن خواندہ بہ کمال ہدور و وقار و سکینہ برائے نماز
بہ مسجد شریف می رفتند، در صحیحین وارد است۔ اِذَا تَوَضَّأَ أَحْسَنَ الْوُضُوءِ ثُمَّ خَرَجَ
إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخِطْ خُطْوَةً إِلَّا رَفَعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ
یعنی کسے کہ بنیک وجہ وضو کرد و محض از برائے نماز بہ مسجد آمد، بر ہر گامے کہ دے می بردار دومی نہدی یک رجبہ
دے بلند و یک خطائے دے ساقط می شود۔ صَدَقَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اثر ابن
مبارک حدیث بر بشرہ حضرت ایشان ظاہر و باہر می بود۔ در ان وقت بہ نوعی ظہور انوار و تجلیات می شد کہ
ہر کس بہ سوئے حضرت ایشان تاب نظر کردن نہ می داشت، بر مبتدیان خوف و دہشت غلبہ می کرد و
کسانے کہ از حضور نسبت و صفائے باطن نصیبہ در یودہ اند بہ اندازہ صفائے خود مستفید و مستفیض
می شدند، بعض افراد انوار و تجلیات الہیہ را عیاناً می دیدند و بعضے مشاہدہ جمال حضرت محمدی علی
صاحبہ التَّحِيَّاتُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ می کردند۔ كُلُّ مَيْتَرٍ لَهَا خَلْقٌ۔

نظر بر احوال مقتدیان معمول حضرت ایشان بود کہ قبل از نماز بلکہ قبل از اقامت گفتن نظر

بر احوال مقتدیان می کردند و طریقہ اش آن بود کہ از جانب پشت
نمازی با از یک طرف تا بہ سردیگر گزری کردند۔ یک مخلص پاک باطن با کمال ادب بہ پہلوئے ایشان می بود
بر کسے کہ حضرت ایشان دست مبارک می نہادند، ویرا آن مخلص کہ ہمراہ ایشان می بود از صف بیرون می کرد،
و گاہے حضرت ایشان بہ محراب رفتہ روبرو بہ جانب نماز بہا کرده، چشم بند کرده استادہ می شدند و یک مخلص از
یک طرف ہر صلی دست خود می نہاد و تا وقتے کہ از حضرت ایشان اشارہ نہ می یافت دست نہادہ منتظر امر می بود
اگر حضرت ایشان آواز "ہون" می کردند و سے بہ دیگرے منتقل می شد، و اگر می فرمودند "این را دور کن" دے
امثال امری کرد، بعض اوقات خدمت اختیار مقتدیان متعلق بہ مخلصے صاحب نسبت می شد،
حسن مٹاخیل از گنوازا افغانستان چند سال این خدمت را بہ وجہ خوب سمر انجام دادہ۔

اعترض بے خردان اہل دنیا و اصحاب پندار را در ہیچ حال قرار نیست، مقصد ایشان جز

اعترض کردن چیزے نیست، ملا علی بن حسین کاشفی در ریشات عین الحیاة
قول عارف نامی مولانا عبدالرحمن جامی نقل کردہ کہ "مردم بد نفس چون خواہند کہ عیب کسے بر شمارند اول
بدیہانے کہ در ذات ایشان موجود است بزبان جاری می شود آن بہ فہم ایشان نزدیک تر است" و قطب
شام شیخ عبدالغنی نابلسی در رسالہ "ابضاح الدلالات" بیان خوب نوشتہ اند و این شعر آورده اند۔

إِذَا سَاءَ فِعْلُ الْمَرْءِ سَاءَتْ ظُنُونُهُ وَصَدَقَ مَا يَعْتَادُهُ مِنْ تَوَهُّمِهِ
 بعضی از حاسدان گفته اند که در نماز از فاسقان و آرباب غفلت متأثر شدن از بے کمالی و قلتِ نور است
 چه اصحاب کمال را به نوعی انواری باشند که بر هزاران ظلمات غالب آید، این بے خبران نام الوار و تجلیات شنیده
 اند و از کیفیات و حقائق بے خبر اند نه می دانند که مقتدی را با امام خود ارتباطی است، اگر ارتباط درست
 کامل است خلل در نماز پیدا نمی شود، و اگر نادرست و ناقص است خلل واقع است۔ عاجز چیزی احادیث
 می نویسد تا بے خردان عبرت گیرند۔

۱- مشکات در باب القارة از مالک و احمد و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن
احادیث مبارکه ماجه روایت کرده آن رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ
 جَهْرًا فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِيَ أَحَدٌ مِنْكُمْ اِنْفَاقًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ
 اِنِّي اَقُولُ مَا لِي اُنَا زَعُ الْقُرْآنِ - یعنی برگشت رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم از نماز که جهر کرد
 دروے گفت، آیا کسی از شما یان اکنون چیزی بامن خوانده، یکے گفت آری یا رسول الله من خوانده ام، پس
 آن حضرت فرمود من دروے خودی گفتم که مرا چه شده که کشاکش کرده می شوم باقرآن مجید۔

۲- مشکات در باب الوسوسة از مسلم نوشته یحییٰ بن عثمان بن ابی العاص قال قلت يا رسول
 اللَّهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ حَالَ بَيْنِي وَبَيْنَ صَلَاتِي وَبَيْنَ قِرَائَتِي يُلَبِّسُهَا عَلَيَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ خَنْزِبٌ فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ
 مِنْهُ وَاتَّقِ عَلَى نَيْسَارِكَ ثَلَاثًا فَفَعَلْتُ ذَلِكَ فَآذَى اللَّهُ عَنِّي - عثمان بن ابی العاص گوید که من
 گفتم یا رسول الله بدوستیکه شیطان حائل می شود میان من و میان نماز من و میان قرائت من، پس فرمود
 پیغمبر خدا صلی الله تعالی علیه وسلم آن شیطان است که وے را خنزب گفته می شود۔ پس چون ویرا دریابی پناه
 جوئے به خدا از وے و تفل کن یعنی تفل کن بر جانب چپ خود سه بار عثمان گوید که من آن را کردم و دور گردانید
 آن شیطان را الله تعالی از من۔

۳- مشکات در کتاب الرقاق از احمد نقل کرده که عائشه صدیقه رضی الله عنها گفت۔ كَانَ لَنَا
 سِتْرٌ فِيهِ تَمَائِيلٌ طَيْرٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ حَوَّلِيهِ فَإِنِّي إِذَا رَأَيْتُهُ ذَكَرْتُ
 الدُّنْيَا - ما را پرده بود که دروے تصاویر پرندگان بود پس رسول الله صلی الله علیه وسلم فرمود ای عائشه این
 پرده را دور کن زیرا که من چون می بینم این را یاد می آرم متاع دنیا را۔

شیخ عبدالحق در شرح نوشته "عزیز من چون یاد دنیا دیدن آن چه یاد دهد از آن موجب تشویش دل

و تکریر صفائی وقت مقربان است قیاس باید کرد نفس دنیا را که چه حال خواهد بود“
 ۴- مشکات در کتاب الستر از بخاری نوشته که انس رضی الله تعالی عنه گفت - یَا كَيْفَ قَسْرًا امَّ
 لِعَالِشَةِ سَنَرْتُ بِهٖ جَانِبَ يَدَيْهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمِيطِي عَنَّا قِرَامًا
 هَذَا فَإِنَّهُ لَا يَزَالُ تَصَاوِيرُهُ تَعْرِضُ لِي فِي صَلَاتِي - پرده باریک رنگین و منقش عائشه را بود
 که گوشه خانه خود را به آن پوشیده بود پس گفت پیغمبر صلی الله علیه وسلم مر عائشه را دور کن از پیش ما پرده خود را
 پس به درستی که این صُور او ظاهری گردد بر من در نماز من -

۵- مشکات در کتاب الستر از بخاری و مسلم نوشته که عائشه صدیقہ رضی الله عنہا گفته صلی رسول
 الله صلی الله علیه وسلم فی خمیصۃ لہا اعلیٰ فَنظَرُ اِلٰی اَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انصَرَفَ قَالَ اذْهَبُوا
 بِخَمِيصَتِي هَذِهِ اِلٰی اَبِي جَهْمٍ وَ اَسْتُوْنِي بِاَبْنِجَانِيَّةِ اَبِي جَهْمٍ فَاَتَتْهَا الْهَثْنِي اِنْفَاعًا صَلَاتِي - نماز
 گزار رسول الله صلی الله علیه وسلم در جامه که سیاه علم داشت پس نگاه کرد آن حضرت به جانب اعلام و
 یک نگاه کردن - و چون از نماز فارغ شد فرمود که این خمیصه مرا پیش ابو جهم برید و بیارید برائے من کلیم
 درشت وے - به درستی که این خمیصه مرا از ذوق و حضور نماز اکنون باز داشت - و در روایتی از بخاری
 آمدہ - قَالَ كُنْتُ اَنْظُرُ اِلٰی عَلَمِهَا وَاَنَا فِي الصَّلَاةِ - کہ آن حضرت صلی الله تعالی علیه وسلم گفت - من به جانب
 علم خمیصه نگاه می کردم و حال آنکہ من در نماز بودم فَاخَافُ اَنْ يَفْتِنَنِي پس رسیدم کہ در فتنه بنید از در ما -
 و باز دارد از حضور - شیخ عبدالحق در شرح نوشته معلوم می گردد صُور و نقوش ظاہرہ
 را در نفوس ظاہرہ و قلوب صافیہ تاثیر بآئے است ، با وجود علو مقام و کمال نزاہت ، و نظریہ تحقیق این تاثیر و
 تغیر ناشی از کمال صفا و غایت لطافت است چنان کہ در جامه سفید یک نقطه سیاه اگر افتد نمایان
 گردد و ہر چند سفید تر و صاف تر نمایان تر و آلودگان و تیرہ دلان را از ان معنی آگاہی نہ بود ، و نزد من این
 تعلیم است مرا مت را و تلبیہ است مرا ایشان را بر تثبیت احتیاط و احتیاس در معاشرت ملا بست ملا ایشان
 ۶- مشکات در آخر باب صفة الصلاة از احمد نوشته کہ ابو ہریرہ رضی الله عنہ گفت - ”صَلَّى اَبْنَا
 رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَ فِي مَوْخِرِ الصُّفُوفِ رَجُلٌ فَاَسَاءَ الصَّلَاةَ فَلَمَّا
 سَلَّمَ نَادَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ اَلَا تَتَّقِي اللهَ اَلَا تَرَى كَيْفَ تُصَلِّي اَنْكُمْ
 تَرَوْنَ اِنَّهُ يَخْفَى عَلَيَّ شَيْءٌ مِمَّا تَصْنَعُونَ وَاَللهُ اِنِّي لَا اُرَى مِنْ خَلْفِي كَمَا اُرَى مِنْ بَيْنِ يَدَيْ - کہ پیغمبر
 خدا با نماز ظهر را گزارد و در صف پایان از صف ہا مردے بود پس نماز را بد گزارد چون سلام داد آن مرد را
 پیغمبر خدا صلی الله تعالی علیه وسلم آواز داد و بخواند و فرمود اے فلان از خدا نہ می ترسی آیا نہ می بینی کہ چه گونه

نمازی گزاری۔ بہ درستی کہ شمایان گمان می برید کہ پوشیده است بر من چیزے از آن چه کہ شمای کنید سؤگند بہ خدا۔ ہر آئینہ می بینم از پس پشت خود چنان کہ می بینم از پیش روئے خود“

”قال ابن حجر ای فی حال الصلاة لانه عليه الصلاة والسلام
در مرقات نوشته کان یصل له فیها قوة العین بما یفاض علیه فیها من غایات القرب

و خوارق التجلیات فتکشف له حقائق الموجودات علی ما هی علیه فیدرک من خلفه کہا یدرک من امامه لانه لیا هر کماله لا یشغله جمعه عن فرقه فهو وان استغرق فی عالم الغیب لا یشغی علیه شئی من عالم الشهادة۔ الخ۔ ابن حجر گفته کہ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم را این کیفیت در حال نماز بوده زیرا کہ در حال نماز از وجه غایات قرب و خوارق تجلیات قوت بصارت چشم مبارک بہ حدی می رسید کہ بر آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم حقائق موجودات بہ وجه تمام ظاہری گشت، پس از جهت پشت ہم بہ همان طور ادراک می کرد کہ از پیش روی کرد، و از وجه انتهائے کمال بے مثال دید حقائق کائنات جمعیت مبارک را بہ خود مشغول نہ می ساخت، و با وجود استغراق در عالم غیب، هیچ شیے از عالم شہادہ بر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخفی نہ می ماند“

”این جا محل عبت و تذکار است مرعافل را در تاثیر صحبت کہ سید رسل
شیخ عبدالحق نوشته صَلَوةُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ بِأَنْ مَرْتَبَهُ وَجَلَالَتِ شَانِ فِي حَالِ قِرَاءَةِ

قرآن در نماز کہ از اعظم حالات و اقرب اوقات اوست در قرب حضرت رب العالمین از صحبتے یکے از احادیث بزرگ سنن و بعض آداب وضو کہ نہ عبادت مقصود لذاتہ است متاثر گرد و چه جائے دیگر آن کہ بہ مصاحبت و مخالفت اہل فسق و بدعت گرفتار باشند و شب و روز بہ ایشان باشند“

از خوان کریمان غلامان را نصیبی می باشد حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدس سرہ نوشته اند در مکتوب صدم از دفتر سوم۔ این بزرگوار ہر چند نبی نیست اما بہ تبعیت انبیا شریک دولت خاصہ انبیا است علیہم الصلوات والتسلیمات۔ و اگر چه طفیلی است اما سفرہ نشین خوان نعمت شان است، و ہر چند خادم است اما ہمنشین مخدومان است، و آن تالچ است کہ مصاحب ہمازہ بنوعان است۔ الخ۔ بے خوردان از بے خوردی خود چیز ہائے می گویند و بہ شناعت و قباحت آن نہ می رسند حافظ شیراز گفت و چه خوب گفته رحمہ اللہ۔

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بندہ چون نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

امامت از جنات مبارکہ والد بزرگوار قدس اللہ سرہ تا ماہ مبارک رمضان ۱۳۲۵ھ امامت خود

حضرت ایشان می کردند دست از ہر دو عالم افشانده تکبیر می گفتند بہ مجرد استماع اللہ اکبر از مقتدیان بر اصحاب نسبت اثر می شد کہ اکثر افراد راتن می لرزید و قرأت ایشان بہ منزله جوئے روان بود کہ بہ یک ہیج و تیرہ روان می باشد، پاک باطنان از برکات و فیوضات سلسلہ الحسن "محمور شدہ مدہوش می شدند و مشوژی نعرۃ اللہ زدہ بہ پیش شدہ می افتاد۔ در تن سید اکرم شاہ از آتش محبت بہ نوعی بے قراری روئے می داد کہ بہ ہر دو دست سینہ خود را اللہ گویان می زد۔ قاری عبد الغنی انطالی شامی را اشک سبیل از چشمانش روان می گشت۔ بعض افراد را بچودی روئے می داد۔ و از دنیا و ما فیہا بے خبر گشتہ بر یک حال می ماند۔ کسے در قیام و کسے در سجود چنان بہ نماز تمام می شد، و نمازیان سنن و نوافل خواندہ می رفتند و این مدہوشان بادۂ وحدت بر احوال خود می ماندند۔ بیچ گاہ دیدہ نہ شد کہ حضرت ایشان بہ این جماعت پاک نہادان چیزے گفتہ باشند۔ قرأت حضرت ایشان قدرے طویل می بود۔ استعاذہ فرمودہ و بسمہ خواندہ بہ تلاوت مصروف می شدند، عاجز یا دوار کہ نوبتے در دہلی بر جبل "فتح گڑھ" کہ ساہا سال تفریح گاہ حضرت ایشان بود در صلاۃ مغرب سورہ صافات و سورہ صاد تلاوت کردند۔ ماہر سہ برادر و یک مخلص افغانی در لیس ایشان بودیم۔ بہ دوران تلاوت از تن مبارک ایشان یک موئے را حرکت نہ می شد۔ توقف بہ مراعات اوقاف صحیحہ می کردند چون آیات و عبید رامی خواندند در خضوع و خشوع نمایان اضافہ می شد۔ و گاہے استعاذہ می فرمودند۔ تلاوت چہ بود کہ مکالمہ باری العزت می بود، و از کیفیات و لذات "ارحیٰ یابلا ل" روشناس می کرد۔ روزے بعد العصر برائے تفریح بیرون دروازہ ترکمان برآمدند و تا دروازہ اجیری تشریف بردند بہ قرب دروازہ اجیری "تالاب شاہ جی" بود۔ این تالاب بسیار کلان و عمیق بود۔ از سنگ خارا ساخته شدہ بود۔ نزد تالاب بہ جہت شرق یک مصطبہ بود کہ وندکان و آندکان در آن جا قدرے استراحت می کردند و بعض اوقات نماز ہم می خواندند۔ چون حضرت ایشان آن جا رسیدند وقت نماز شام شد چنان چہ فرمودند بیانید کہ برین مصطبہ نماز بخوانیم۔ و حضرت ایشان در آن زاویہ خموشی و یکسوئی بہ ذوق و شوق تمام نماز خواندند۔ در اول رکعت دو رکوع از سورہ و النجم و در رکعت سوم رکوع سوم از النجم و رکوع اول از سورہ قمر خواندند و از بحار حقائق حقیقت کعبہ حقیقت قرآن حقیقت صلاۃ حقیقت معبود بیت صرفہ۔ میراب گشتہ مراجعت فرمودند۔ اندران ایام این جہت پراز خاک و دیران بود۔ اگر حضرت ایشان بہ آن جہت گاہے می رفتند چون مراجعت می فرمودند در دروازہ خانقاہ شریف بر کرسی ہندی (موتڈھا) می نشستند و مخلصین پاک ضمائر کہ بہ انتظار چنین مواقع می بودند کہ بہ نوعی دست خود بہ جسم مبارک ایشان رسانند۔ بہ ادب تمام و حضور قلب بہ خدمت مبارک رسیدہ

اولاً گرد و غبارِ رامی افشانند و باز پانہارامی مالیدند، حضرت ایشان مصروف کار و مخلصین متوجہ بہ سوئے یارمی بودند، منشی احمد حسین دہلوی کہ صاحب نسبت و پاک ضمیر بودہ چند بار بہ عاجز گفت کہ من پائے مبارک ایشان را آہستہ آہستہ می مالیدم چون دست خود بر عضلات ساق نہادم عیاناً محسوس کردم کہ ہر گ حضرت ایشان گویا بہ اسم اللہ است از احساس این امر کیفیتے بر من طاری شد حضرت ایشان فرمودند احمد حسین من امروز نماز شام نزد تالاب شاہ جی خواندم۔ سورۃ وَالنَّجْمِ تلاوت نمودم، عجب لذت و کیفیت حاصل شد۔

عاجز گوید کہ چند سال می شود کہ پیر مردے کہ بہ جهت صدر بازار قیام داشت حاضر شد و در سلسلہ شریفہ داخل شد و بیان کرد کہ من جوان بودم و برائے شناوری بہ تالاب شاہ جی آمدہ بودم، وقت نماز شام رسید و اتفاقاً حضرت ایشان با جماعت مخلصین تشریف آورده نماز خواندند من نیز شریک جماعت شدم۔ عجب لذتے بر من حاصل شد و بہ خانہ رسیدہ بہ پدر خود واقعہ بیان کردم۔ ایشان گفتند۔ اے پسر نصیبہ خوب داری، مدتها است کہ آرزو دارم کہ یک نماز در پس ایشان بخوانم لیکن تا این زمان بہ مراد خود نہ رسیدہ ام و ترا صدقاً این دولت دست داد۔ این پیر مرد گفت ازان روز متمنی بودم کہ در سلک خادمان حضرت ایشان در آیم۔ امروز پروردگار خواہش مرا بہ اتمام رسانید۔

ختم قرآن مجید معمول حضرت ایشان بود کہ در نماز قرآن مجید را با ترتیب تلاوت می فرمودند و چون ختم می فرمودند تا ن سنجتہ مخلصین رامی دادند و آن روز آثار سرور و بر بشارت مبارکہ ظاہری بود۔ خواجہ ہاشم کشمی رحمہ اللہ در فصل ششم از زبدۃ المقامات نوشتہ اند۔
و در اواخر ختم قرآن مجید در نماز اشتغال می فرمودند۔ وَ مَنْ يُشَابِهْ أَبَاهُ فَمَا ظَلَمَ۔

بعد از سلام دادن چون حضرت ایشان از نماز سلام می دادند سہ بار استغفاری کردند۔
گاہے بہ این لفظ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ و گاہے بہ این لفظ استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا هو الحق القیوم و اتوب الیہ و بعد ازین دعای کردند مگر بہ فجر و مغرب بعد از خواندن استغفار وہ بار بہ ہمان جلسہ می خواندند۔ لا الہ الا اللہ و حدّ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد بید لا الخیر یحیی و یمیت و هو علی کل شیء قذیر و باز بہ این الفاظ دعای کردند۔ اللہم انصر الاسلام و المسلمین اللہم انصر حیوش الموحّدین اللہم اہلب الکفرۃ و المشرکین اللہم دمر اعداء الدین اللہم انصر من نصر دین محمد اللہم اخذنی من حدّ دین محمد اللہم اصلح امة محمد اللہم ارحم امة محمد

اللَّهُمَّ فَرِّجْ عَنَّا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ وَأَحْيَانَا أَضْمَامِ ابْنِ دَعَا
مِي كَرُونِدِ اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَنَعُوذُ بِكَ
مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْحَيَاةِ الْمَمَاتِ وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَ
الْمُعْزَمِ وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ
لَا يَخْشَعُ وَنَفْسٍ لَا تَتَّقِعُ وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَنَعُوذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا أَوْ أَنْ نُفْتَنَ عَن
دِينِنَا وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ بِكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوذُ بِكَ
مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْنَا
وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ نَعْمَلْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفَجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيعِ سَخَطِكَ
اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْ تُضِلَّنَا أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْبَاقِي
الْإِنْسِي يَمُوتُونَ - وَأَحْيَانَا بَعْدَ زَيْنِ دَعَايَ قُنُوتِ تَاوَلَهُ بِسْمِ مِي خَوَانِدِرِ

وعمول حضرت ایشان بود که بعد از صلاه فجر چون از دعا فارغ می شدند بر سر سجاده به همان کیفیت
قعه مراقب می شدند و چون آفتاب می برآمد مخلصه بسم الله خوانده عرض می کرد، آفتاب برآمد و حضرت
ایشان نماز چاشت خوانده به قیام گاه تشریف می بردند.

نماز جمعه می فرمودند نماز جمعه چند شرط دارد که بدون تحقق آن شرط به خواندن نماز جمعه
مکلف از عهده فرض بر نمی آید - کالمصدر و الاتحاد عند جماعة - مولوی
عبدالرحمن پسر مولوی امام الدین ساکن نکودر علاقه جالندهر پنجاب جوان صالح و سعادت مند بوده که در
درسه دیوبند به تحصیل علم دین مشغول بود - و مکتوبی به حضرت ایشان نوشت و سوال از جمعه کرد و حضرت
ایشان به جواب تحریر فرمودند - اما معناه - اگر از شرائط جمعه بالیقین شرطی مفقود باشد پس نماز جمعه مسقط
فرض ظهر نیست - و خواندن نماز ظهر ضروری و فرض است - از کتب معتبره مذہب، هدایه و شرح وقایع قدوسی
و کتوز این مسئله ظاهر است، کسانی که مذہب حنفی را و شرائط قومته کتب راجح و معتبری دانند مسلک
ایشان بر همین است، و کسانی که اصول مذہب خود را و شرائط قومته کتب راجح و معتبره می دانند
مسلک ایشان مایل به عدم تقلید است که از راه صواب برکنارند.

عاجز گوید علامه مقدسی در نور الشمعه فی ظہر الجمعه که به عربی است تحقیق خوب کرده و نوشته
برائے نماز جمعه چند شرائط اند - لا بد من تحقیقها بالتحقق المشروط - اگر در تحقق شرطی شک واقع شود
به خواندن نماز جمعه مکلف از عهده فرض بر نمی آید - و علامه شنوانی در انوار ساطعه مذہب اربعه را بیان

کرده است. می نویسند که در زمان رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم در مدینه منوره با مسجد نبوی صلی صاحبہ الصلوة والتحمیة مساجد بودند که الہی این مساجد اذان حضرت بلال رضی اللہ عنہ و صلوات خمسہ در مساجد خود می خواندند لیکن نماز جمعہ را ہمہ در مسجد نبوی ادا می کردند و حضرت عمرؓ بہ اعراسہ اسلام ابو موسی اشعری و عمرو بن العاص و سعید بن ابی وقاص نوشته کہ برائے قبائل مساجد با و برائے جمعہ مسجد جامع بنا کنند کہ بہ روز جمعہ ہمہ درین مسجد جمع شدہ نماز بخوانند علامہ سبکی شافعی نوشته لا اُحفظُ عن صحابی ولا تابعی تجویز تعددہا۔ شیخ احمد معروف بہ ملا جیون مؤلف نور الانوار در فی الاصول، المتوفی ۱۰۳۰ھ در کتاب التفسیرات الاحمدیہ بیان شرائط کرده و نوشته است: "لهذا اختلفوا فرقا مختلفا فقليل منهم من تركوا الجمعة اصلا وطائفة اختلفوا بها وبعضهم اذوا الظهر في منزلهم ثم سعوا الى الجمعة واكثرهم دأمو اعلی اداھا اذ لا علما منهم بانھا من اکبر شعائر الاسلام و التزموا بعدھا اداء الظهر لكثرة الشكوك في شانها وغلبة الاوهام وان كان لا يجوز الجمع بين الفرضين عند اهل الاسلام" علامہ ابن الہمام نوشته اند: "فالم يتحقق وجود الشرط لم يحكم بوجود الجمعة فلم يحكم بسقوط الفرض والله سبحانه اعلم" خواجہ ہاشم کشمی در فصل ششم از زبده المقامات نوشته اند کہ حضرت مجدد قدس سرہ برائے نماز جمعہ بہ مسجد جامع و بہ عیدین بمصلی حاضری شدند ظہر را نیز بعد از ادائے جمعہ احتیاطاً می گزارند عمل حضرت ایشان ما قدس سرہ بر مسلك حضرت مجدد قدس سرہ بود کہ ظہر را می خوانند و می فرمودند کہ خواندن نماز ظہر لازم و واجب است بعد از نماز جمعہ نماز ظہر کاملاً باسنن می خوانند۔

مساجد و ملی حضرت ایشان چند سال در جامع شاہجہانی و باز چند سال در مسجد درہ حسین بخش نماز جمعہ خواندند اتفاقاً یک روز گزیر ایشان بر کلان مسجد شد کہ بہ جهت دروازہ ترکمان واقع است، این جامع از عہد فیروز شاہ تغلق است کہ در قرن ہشتم بودہ۔ در آن جامع حضرت ایشان انوار و برکات زیاد یافتند، بلکہ بعضی اسطواناتہا را منس کردند و مخطوط شدند و ازان پس بہ آن جامع تشریف می بردند، بعد از چند سال اتفاق افتاد کہ در خطبہ امام خطائے کرد حضرت ایشان بہ آواز بلند اصلاً فرمودند: بعد از یک روز آن امام بہ حضرت ایشان مکتوبے ارسال داشت کہ اگر جناب شما بہ جامع دیگر تشریف ببرند بہتر باشد چنانچہ بعد از آن روز حضرت ایشان در عربہ بہ مدرسہ مولوی عبدالرب تشریف می بردند کہ بعقب مخطبہ خط آہن واقع است این مدرسہ بہ وجود مبارک استاد می مولانا عبدالعلی آباد شدہ بود حضرت مولانا اولاد مدرسہ حسین بخش صدر مدرس بودند عجب مرد پاکیزہ و پاک باطن و پاک

مشرک بودند و با حضرت سیدی لوالدار تباط تام داشتند و حضرت ایشان نیز جناب ایشان را دوست داشتند راست است است انما یعرف الفضل ذووہ بعد از نماز جمعہ حضرت ایشان با حضرت مولانا و دیگر اساتذہ ساعتی صحبت می کردند چون اہل دہلی را ازین حال آگاہی شد پروانہ نمط آن جامی رسیدند از فیوضات و برکات دامنہائے مراد پری می کردند۔ فہذینا الہم تہدینا الہم۔

در فصل اول گزشتہ چون حضرت ایشان از رامپور بہ کوئٹہ رسیدند افسر بولیس بی بی، بہ خدمت اقدس رسید و عرض کرد کہ از مجالس عمومیہ اجتناب نمایند۔ لہذا حضرت ایشان بعد از آن تا دو سال برائے نماز جمعہ بہ مہرولی تشریف بردند و آن جہاد مسجد خانقاہ حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کالی نماز خواندند بلکہ امامت نماز ہم حضرت ایشان می کردند۔ امام آن جامع مبارک حافظ عابد علی از مخلصین حضرت ایشان بودند۔ حافظ عابد علی و دیگر صاحبزادگان آن در گاہ خواہش نمودند کہ حضرت ایشان امامت کنند در دہلی چون اہل قلوب و پاکیزہ نفوس برین امر مطلع شدند بہ صد شوق بہ آن بارگاہ می رسیدند حتی کہ در مسجد و صحن مسجد گوشہ خالی نہ می ماند۔ ہذا ہی القبولیۃ الیٰ الخیر بہا الصادق المصدق و علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و قال "ثم یوضع لہ القبول فی الارض" در کوئٹہ نماز جمعہ دائما در جامع قندھاریان می خواندند چند وقت امام جامع مفتی محمد جمعہ بود چون وے بہ وطن خود (قندھار) مراجعت نمود مفتی عبید اللہ ساکن قریہ شالوکہ بہ فاصلہ دو سہ میل از شہر کوئٹہ واقع است، امام جامع مقرر شد، ہر دو پاک نهادان از مخلصین حضرت ایشان بودند۔ حضرت ایشان بعد از نماز جمعہ احمیانان نزد مفتی عبید اللہ در جامع توقف می کردند۔ اجتماع علماء و صلحامی شد۔ چہ پاکیزہ نفوس بودند و چہ پاکیزہ اجتماع۔

آسمان رشک برد بہر زمینے کہ درو دوسہ کس دوسہ دم از بہر خراب نشینند

در دہلی نماز عید بہ عید گاہ محمد شاہی می خواندند و در کوئٹہ بہ عید گاہ افغانان تشریف می بردند و امامت می فرمودند بہ عید شوال ۱۳۳۵ھ سورۃ ق تلاوت فرمودند۔

گاہ سورۃ قمر یا جید یاد دیگر سورۃ شریفی می خواندند و خطبہ مفتی عبید اللہ می خواند۔ البتہ یک گاہ عید الاضحیٰ از ۱۳۲۰ھ کہ آخرین نماز عید بودہ، در عید گاہ پنجابیان خواندہ اند، چون کہ اندران آیام امامت متعلق بہ حضرت برادر کلان حفظ اللہ و البقاہ بودہ لہذا امامت ایشان فرمودند۔

بہ روز عید استعمال یک عبا یا چغہ می کردند و در عوبہ بہ مصطفیٰ تشریف می بردند در عید الفطر بہ آواز لپست و در عید الاضحیٰ قدرے بہ آواز بلند تکبیرات می خواندند، بہ وقت مراجعت، چہ در دہلی و چہ

در کوئٹہ برائے مصافحہ و دست بوسی ہجومِ خلافت می شد چون کہ مخالفین پاک نہاد بر حضرت ایشان مخاطب می بودند ازین جهت بہ عافیت می ماندند چند افراد بہ عاجزگفتہ اند کہ این گونه ہجومِ خلافت بر کسے دیگر نہ دیدہ ایم، چون از عید گاہ بہ خانہ تشریف می آوردند بسایہ از مخالفین با عربی می دیدند۔
از حسن بلیغ خود شورے بہ جہان کردی بیچارہ و سبیل را مصروفِ فغان کردی
چوں بہ خانہ می رسیدند اجتماع زائرین می شد و حضرت ایشان تا وقت زوال ملاقات می فرمودند۔
درین روز اہل دنیا نیز حاضر می شدند و خطبہای برداشتند۔

از آغاز شب تا اول عقد سادس در تراویح امامت می فرمودند۔ و تا زمانے کہ حضرت سیدہ
تراویح | الوالد حیات بودند افتتالاً لا مبرکہ و اتباعاً لیسیرتہ در تراویح سہ ختم از قرآن مجید می کردند
حضرت والد بزرگوار بہ برادرزادہ خود نوشتہ اند۔ بہ سبب اوشان سہ ختم قرآن شنیدن می شود، و مردمان
اہل ذوق و شوق حاضر می شوند تا تذکر یعنی مدفع اول تراویح ایشان تمام می شود، و بعد از وفات قبلہ
گاہ خود اکتفا بہ ختمے کردند معمول حضرت ایشان بود کہ بعد از چہار رکعت بیان آن مضامین مبارکہ
می کردند کہ در چہار رکعات تلاوت فرمودہ بودند اہل ذوق و شوق مثل سید عسکرامام عید گاہ دہلی و
حافظ محمد آفاق شریک می شدند۔ سالہا سال این کیفیت بماند و خوش نصیبان ازین دولت لازوال
بہرہ ور شدند۔ کسانے کہ بیان حضرت ایشان شنیدہ بودند می گفتند کہ عجب حلالت و لطف سرور روی
می داد، از سامعین ہر یک ہمہ تن گوش می بود۔ حضرت ایشان در چہار ساعت بلکہ در چہار نیم ساعت
از تراویح فارغ می شدند۔

چون سن شریف بہ پنجاہ رسید قصد فرمودند کہ خدمت امامت در تراویح بہ شخصے تفویض نمایند
کہ صاحب نسبت بود و بہ فن تجرید واقف بود۔ چنان چہ مخلصے از مقاطعہ پنجاب دو سال امامت کرد۔
حضرت ایشان را لذتے روئے نہ داد۔ اندرین اشناحق تعالی حافظ نیاز احمد را بہ خدمت حضرت ایشان رسانید۔
فرزند شیخ عبدالرحمن ساکن سہارن پور بہ عمر چہدہ یا ہزودہ سال بہ آستانہ
حافظ نیاز احمد | خیر جہان رسید۔ درین عمر نوجوانی عجب صدق کامل و عزم راسخ نصیب شدہ
بود کہ یا اللہ العجبت۔ در او اہل احوال زجر ہا و توجہ ہا برداشت تا مستحق اکرامات و انعامات گردید ان اللہ
لا یضیع أجر المؤمنین۔ اندرین ایام قاری عبدالغنی انطالی شامی بہ اشارہ غیبی از وطن خود نزد
حضرت ایشان آمد و بہ کسب فیوضات و طی مدارج مشغول گشت۔ مسلسل چہار سال تا ۱۳۴۰ھ
در دہلی و کوئٹہ دامن مراد را پر کرد۔ درین ایام حضرت ایشان حافظ نیاز احمد را حوالہ قاری عبدالغنی

کردند مساعی ایشان بار آور شد و حافظانِ نیاز احمد در تجوید و ادائے حروف از کمالِ افراد گشت پروردگار ایشان را عجب شیرینی صوت و جلالتِ نغمہ دادہ بود کہ چون بہ تلاوتِ قرآنِ عظیم مشغول می شد یا دُعُوتِ مِزْمَارِ اَمِنْ مَزَامِيرِ اِلِ دَاوُدَ، را تازہ می کرد کہ سرورِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ بعد ازین از حضرت ایشان تعلیمِ اوقافِ حاصل کرد کہ بیانش فی ما بعد خواهد آمد۔ از معرفتِ اوقافِ برائے اہلِ علم در فہم معانی سہولتہا پیدا شد و لذتِ تلاوتِ دو بالا شد۔

حضرت ایشان از سال ہزار و سہ صد و سی و سہ (۱۳۳۳ھ) قاری نیاز احمد را تعلیمِ قرآنِ بُدُورِ سَبْعَہ شروع کردند۔ در سال سی و سہ روایتِ قالون از امام نافع مدنی، و در سال سی و چہار روایتِ ورنش از امام نافع، و در سال سی و پنج روایتِ بزی از ابنِ کثیر مکی، و در سال سی و شش روایتِ قنبل از امام ابن کثیر، و در سال سی و ہفت روایتِ دُورِی در روایتِ سُوسی از امام ابو عمر و بھری، و در سال سی و ہشت روایتِ ہشام در روایتِ ابنِ ذکوان از امام ابن عامر دمشقی، و در سال سی و نہ روایتِ شعیبہ در روایتِ حفص از امام عاصم کوفی و روایتِ خلف و روایتِ خلاد از امام حمزہ کوفی تعلیم دادند۔ و قاری نیاز احمد در ظرفِ ہفت سال بہ دوازده روایت از ائمہ ستہ تلاوت نمود۔ قاری نیاز احمد در ماہ شعبان بہ کوسٹہ می رسید و درس شاطبیہ و ابنِ قاصح از حضرت ایشان می گرفت و در ماہ رمضان از ساعتِ نہ صبحا تا ساعتِ دو بعد از زوال نزد حضرت ایشان مصروفِ قرأت و تلاوت می بود۔ درین درس مبارک حضرت برادرِ کلان متع اللہ المسلمین بطولِ حیاتہ نیز شریک می بودند و در سالہائے کہ جناب استاد مولانا محمد عمر گھوسوی در کوسٹہ می بودند شریک درس می شدند۔

افسوس صد افسوس کہ بہ روز یکشنبہ ہفتم محرم ۱۳۴۰ھ در کوسٹہ قاری نیاز احمد بہ مرضِ وبامبتلا شد و بہ چہار شنبہ دہم محرم کہ چہار دہم ستمبر ۱۹۲۱ء بود بہ وقتِ نیم روز رحلت نمود۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ غَفَرَ اللّٰهُ لَنَا وَاٰلِہٖ وَرَحْمَہٗ وَرِضِیْ عَنْہُ وَحَسْبَہٗ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْہُمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّہَدَاءِ وَ الصَّالِحِیْنَ وَ حَسْبُنَا اُولٰٓئِکَ سَافِقًا و در گورستانِ کاسیان، در سفحِ جَبَلِ مَدْفُونِ گشت۔ حضرت ایشان قدس سرہ مکتوبے بہ مولوی بخش اللہ دہلوی ارسال فرمودہ اند در ان نوشتہ اند:

خبرے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر زان پیشتر کہ بانگ بر آید فلان نہ ماند
 و از مرض و وفات ایشان نوشتہ در آخر تحریر فرمودہ اند: بہ دہم ماہ کہ یوم عاشورار است بہ وقتِ نیم روز
 انتقال فرمودند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

جہان میں تو کارِ نکوئی رہے گا نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا

در جهان کار نکوی خواهد ماند۔ نہ کسے پائیدہ است و نہ کسے پائیدہ خواہد ماند غفر اللہ لنا ولہ،
 پر وقت خوب روز خوب ایشان در یافتند۔ فی الحقیقہ ایشان لائق این سعادت بودند۔ صبح خدا، بخشے
 بہت سی خوبیان تھیں مرنے والے ہیں۔ یعنی خداوند بیا مرزد شخصے را کہ وفات یافتہ۔ فضائل کثیرہ می دانست۔
 در ظرف شانزدہ سال نسخہ عزیز الوجود قاری نیاز احمد ترتیب یافتہ بود کہ در عین ربیعان شباب
 سفر آخرت اختیار نمود۔ از قرأت بدو سبعمہ یک قرأت امام کسائی بہ ہر دو روایت و از تراویح حضرت پیرو
 مرشد یک تراویح سال چہلم ماندہ بود کہ وقوع این کار شد۔ و کان ذلک قد رآمقدوراً۔ سر ضیعتاً
 بقضاء اللہ وقد سراً۔ قاری نیاز احمد کشیدہ قامت، کشارہ جبین، سرگیں چشمان،
 آرز الحاجبین، بلند بینی بیضوی شکل، گندم گون رنگ، سائب الاطراف، خوش آواز، پاکیزہ کردار داشت،
 و پروردگار بہ کمالات باطنیہ ہم سرفرازش کردہ بود۔ گاہے شعر ہم می گفت۔ عاجز یک شعر ایشان یادوار کہ
 درج ذیل است۔

لیتے ہی نام مرشد ہاں اے نیاز دیکھو کوسون ہے بھاگی ظلمت وقت سحر سے پہلے
 یعنی بہ مجر دے کہ نام مرشد پر زبان آمد۔ اے نیاز بنگر کہ چسپان ظلمت قبل از وقت سحر بہ مراحل دور تر شدہ
 دای، نام خیر جہان خبیطہ ابیض است کہ بہ ظہور شش خبیطہ اسود روپوش شدہ۔ رحمہ اللہ۔

امامت قاری نیاز احمد | در او اہل ایام دوسہ سال قاری نیاز احمد در دہلی امامت کرد و ما بعد
 تا آخر ایام سلسلہ امامت در کوسٹہ جاری بودہ۔ برائے استماع قرآن
 مجید حمیم غفیر از کٹواڑ، وغرنی و شیلگڑ و مقس و قلات و قندھار و ارضخسان و ژوب و پشین می رسید۔
 چونکہ اندران ایام در بلاد افغانستان نہ وجود سیارات بود و نہ طرق معبذہ، لہذا مخلصین صادقین باقافلہ،
 امانا کباب و اماقا شیباء در روز ہا می رسیدند۔ بیشتر افراد از علماء و طالبان علم می بودند و از اطراف شہر
 کوسٹہ نیز جماعتے از اہل ذوق و شوق می رسید، کسے از سہ میل کسے از چہار میل و کسے از پنج میل ہر روز می آمد
 بعد از تراویح بازی گشت و از شہر کوسٹہ معدودے چند از مخلصین می بودند و سہ نفر از مقاطعہ پنجاب کہ از مریدان
 مولانا خلیل احمد انیسٹھوی بودند شریک می شدند۔ این مبارک جماعت از ہفتاد و ہشتاد نفر کم نہ می بود و در بعض
 سالہا تا بہ صدی رسید۔ در اخلاص و محبت و ذوق و شوق این طائفہ مبارکہ چون این عاجز فکر می کند عبارتاً
 حضرت جد امجد عائشہ امام ربانی مجید الف تانی قدس اللہ سرہ بہ یادش می آید کہ بہ برادر خورد شیخ نمود و در جمہ اللہ
 نوشتہ اند دفتر اول مکتوباً "اے برادر مردم از اطراف و جوانب ترک سباب نیوی نمودہ در رنگ مورو
 تلخ می ریزند و شما قدر دولت خانگی را نا شناختہ در طلب نیاتے دینیہ ذوق می دوید و بہ شوق خواہان حصول

آنید کیفیتے را کہ حضرت جد امجد اعلیٰ بیان فرمودہ اند نمونہ اش را عاجز در زمان حضرت ایشان دید کسانے ہم می رسیدند کہ از وجہ عُنسِ پیادہ پا بر نان خشک اکتفا کردہ قطع منازل می کردند و بہ خندہ پیشانی از احوال زجر تو بیخ می گزشتند تا در بحر محبت نفسہا را پاک کنند و خود را از انوارِ باطن مثابہ املاک کنند و از گلستانِ عالم امر گل چینی ہا نمایند۔

وجودش موجِ اللہی بیابد ز اصلِ موجِ آگاہی بیابد
 بیدند موجِ حُسن و عشقِ یک دست شود زین موجِ عالمگیر سمرست
 وقتے کہ امام و مقتدیان بہ یک رنگ باشند یقیناً آن نماز معراج مومنین باشد درین مجمع کثیر
 از آثار کسالی و اطوار اہل غفلت از قسم آروغ و تنخخ هیچ گاہ ظاہر نہ می شد ہر یک بہ قدرِ حوصلہ و ظرفِ خود در
 بحرِ مشاہدہ غرق می بود بر اصحابِ وجد و اہل درد آثارِ جذبِ ظاہری شد بعضے از ایشان تاب نیاوردہ
 بہ نعرہ اللہ و آہ و بکا مصروف می شدند و بعضے از خود بے خبر می ماندند قاری نیاز احمد رحمہ اللہ بہ ذوق و شوق
 مصروف تلاوت می بود بہ وقت ذکرِ حجیم و روضاتِ جناتِ مشاہدہ آن احوال می کرد و چون بہ ذکرِ حضرت
 انبیاءِ علی نبینا و علیہم الصلاۃ والسلام می رسید مشاہدہ می کرد کہ آن بزرگواران تشریف فرما شدہ
 استماع می فرمایند ایامِ تابستان بود قریب بساعتِ دہ ابتدائے نماز می شد و تا ساعتِ دو فراغت
 می شد و معمول شریف آن بود کہ بعد از چہار رکعت قدرے بہ آواز بلند سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
 وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ عَدَدِ خَلْقِهِ وَ سِرِّ صَاحِبِ
 نَفْسِهِ وَ زِينَةِ عَرْشِ شَيْبِہِ وَ مِدَادِ كَلِمَاتِهِ در ترویج سہ بار و باز یک بار ورود
 شریف می خواندند و ماہر سہ برادر نیز با حضرت ایشان بہ آواز بلند می خواندیم۔ بعد از دو از دہ رکعت تمام
 افراد را دو دو پیالہ چائے خوب می دادند و بہ شب دو از دہم و نوز دہم و بست و یکم و بست و سوم و بست و
 پنجم و بست و ہفتم و بست و نہم تمام افراد بعد از تراویح قورمہ ونان می دادند حضرت ایشان بہ مولوی بخش
 اللہ دہلوی در مکتوبے نوشتہ اند بہ دو از دہم فاتحہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بہ نوز دہم فاتحہ شیر
 خدا علی تھنی و حضرت فاطمہ و بہ بست و یکم فاتحہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بہ بست و سوم از شب ولادت
 محمدی (بنت البنت) و بہ بست و پنجم از حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بہ بست و ہفتم ایضا از حضور انور
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بہ بست و نہم ایضا از حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسانے کہ در تراویح شریک
 می شوند قورمہ ونان و چائے و روزہ کشائی دادہ می شود وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ در آواخر ایامِ دو
 سال حاجی محمد سلیم نوری ماکیٹی بہ پنج شبہائے جفت از عشرہ اخیرہ انتظام قورمہ ونان می کرد۔

حافظ پنجاب و یک کشف در ایام تابستان به کوئٹہ حجج کثیر از پنجاب و سندھ می رسید آوازہ قرات قاری نیاز احمد به گوش اینہامی رسید و کسانے کہ شائق استماع

قرات می بودند آمدہ بیرون دروازہ خانہ بر لب شارع عام استادہ شریک نماز بانیا می شدند شارع شمالاً و جنوباً واقع بود و خانہ بہ جہت غرب از شارع بود دروازہ فراخ کشادہ می بود و تمام صحن و بر خے از حصہ دالان از شارع بہ نظمی آمدہ صحن خانہ تادروازہ پراز نمازیہامی بود۔ بلکہ بعض افراد بر شارع نیز صفہا قائم می کردند۔ آواز قاری نیاز احمد بہ وجہ خوب ہمہ جامی رسید۔ قاری نیاز احمد بہ قرات سبغہ تلاوت می نمود۔ کسانے کہ تعلق بہ قرات دارند اختلافات ائمہ رومی دانند کہ در قرآن اگر کَعْلَمُونَ بہ یا خواندہ شد۔ در قرات اُخْرٰی تَعْلَمُونَ بہ تا وارد است۔ اتفاقاً حافظ از پنجاب بہ کوئٹہ رسید و شوق استماع قرآن مجید ویراہہ در خیر رسانید۔ در جائے حافظ نیاز احمد تَعْلَمُونَ بہ تا خواندند و در روایتِ حفص آن کلمہ مبارکہ بہ یا خواندہ می شود۔ حافظ خسیال کرد کہ قاری را اشتباہ شدہ، چنان چہ وے فتحہ داویدہ آواز بلند تَعْلَمُونَ گفت۔ چون برد و رکعت تازی نیاز احمد سلام گشتانہ حضرت ایشان باواز بلند فرمودند نماز میان رکلام شخص خراب کردہ وے را این جا حاضر کنید۔ حافظ پنجاب آواز حضرت ایشان شنید۔ و قبل ازین کہ خادم بہ وے برسد، وے بہ ہمت تمام دوید و خود را از دست گیری خلاص کرد۔ این واقعہ در شب جمعہ پیش آمدہ بود۔ و معمول حضرت ایشان بود کہ از ساعت نہ صبا تا ساعت دو قبل از نماز پیشین تعلیم قرات بہ قاری نیاز احمد می کردند و بہ روز جمعہ تا ساعت دو از دہد باز سلسلہ تعلیم و تدریس در جامع بعد از نماز جمعہ شروع می کردند۔ بمائے استماع قرات خلق خدا بہ جامع می رسید۔ چنان چہ بہ صبح آن شب حذب معمول بعد از نماز جمعہ سلسلہ تدریس در جامع شروع شد۔ چون قاری نیاز احمد پیش رُوے حضرت ایشان بہ فاصلہ چند گز نشست و شائقین استماع قرات بہ سکون جا ہا گرفتند حافظ پنجاب نیز در اوایل صغف بہ جہت شوق نزد قاری نیاز احمد جاے گرفت۔ بہ جز پروردگار جل شانہ کسے را علم نہ بود کہ بہ شب این حافظ فتحہ دادہ بود۔ حضرت ایشان قبل از تدریس نظر بہ سُوے حضار کردند کہ بیشتر از دو صد بلکہ سہ صد نفر بودند و جوانے را کہ بہ قدر سنون ریش و کاکلہا تا نیمہ دوش و بر سر گلآہ و دستار سفید داشت و پیرہن و رنگ بستہ بود۔ بہ دقت نظر دیدند و فرمودند۔ چہرا بہ شب نماز خراب کردی۔ تمام حاضرین متحیر شدند کہ حضرت ایشان چہ می فرمایند و آن جوان از خوف و دہشت بلرزید۔ و باز حضرت ایشان فرمودند۔ تو نہ می دانی کہ چند قرات متواتر اند و چند روایات ثابتہ۔ و باز این شعر خواندند۔

عشقت رسد بہ فریادگر تو بہ سان حافظ، قرآن زیر بخوانی با چارہ روایت

حافظ پنجاب با خوف و ندامت و عاجزی بسیار اعترافِ علمی و خطائے خود کرده یہ ہزار اخلاص
نزد حضرت ایشان رسیدہ باویدہ گریبان دست بوس شدہ از جان و دل گرویدہ حضرت ایشان شدہ
نگاہ مست تو آن را کہ مستفید کند ہزار پیر خرابات را امر پدید کند
این واقعہ غالباً در سال ہزار و سہ صد و سی ہفت بودہ۔

گلدستہ | اَلشَّيْءُ بِالشَّيْءِ يُدْكَرُ۔ واقعہ حافظ پنجاب ذکر کردہ شد کہ کرامتے است باہر از حضرت
ایشان قدس سرہ، و از واقعہ حافظ یک جمعہ پیشتر یا پستتر کرامتے دیگر در مسجد جامع طاہر
شد کہ خلق خدا را بہ حیرت انداخت لہذا عاجز آن واقعہ را نیز بیان می کنند۔

حضرت ایشان در مسجد جامع چون پشت گاہ خود رسیدند گلدستہ بسیار کلان و اعلیٰ و خوب را
در ظرفی نہادہ یافتند حضرت ایشان بہ وقت در گلدستہ نگریستند و مفتی عبید اللہ گفتند "عبید اللہ این
گلدستہ از کجا آوردی؟" عرض کردند "این را دلاور آوردہ است" فرمودند "دُرُکُنْ دُرُکُنْ" چنان چہ
مفتی صاحب آن را برداشتند۔

دلاور از بلاد افغانستان و از مخلصین صادقین قدما و از اصحاب نسبت بودہ حضرت
ایشان بہ دوم رمضان ۱۳۱۵ مکتوبے بہ حاجی عبداللہ عمر میمن بہ بمبئی نوشتہ اند: دران تحریر یافتہ است
"ام روز روزہ دوم است از ما خشکی شدت دارد۔ نماز فجر در مسجد شریف ادا کردم، سکندر خان و دلاور
این دو افراد با من نماز خواندند" الخ، دلاور خان کہ بیانش در مکتوب شریف آمدہ بہمان دلاور است کہ
گلدستہ آوردہ بود۔ چند سال در خدمت بودہ۔ و خدمتہائے حضرت برادر کلان در خورد سالی کردہ۔
با وجود اخلاص و صدق عزیمت این مسکین خود را بہ نوشیدن چرس متعود ساخت۔ چون حضرت ایشان را
برین امر آگاہی شد وے را بدر کردند۔ این ہمہ واقعات قبل از ولادت این عاجز بودہ۔ دلاور از دل و
جان عاشق حضرت ایشان بودہ۔ بہ ایامے کہ حضرت ایشان در دہلی قیام می داشتند وے بہ دہلی آمد و
چون حضرت ایشان برائے تفریح تشریف می بردند وے در راہ بہ گوشہ می استادا و از دور جمال باکمال
حضرت ایشان را می دید و چون حضرت ایشان بہ گوشہ می رفتند وے نیز بہ گوشہ می رسید و بہ نوعی مشاہدہ
روئے انوری کرد۔ عَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَرَحِمَهُ۔

مسجد جامع از نمازیان پُر بود۔ جمیع افراد متحیر بودند کہ از گلدستہ خوش رنگ و خوش بو، بوئے
کراہت و کثافت چہ گونه در یافتند مفتی عبید اللہ رحمہ اللہ نیز اظہار رحمت می کردند۔

صلوات تسلیح | بہ آواخر رجب ۱۳۳۳ھ از مدینہ منورہ سید یوسف زاوی مع فرزند کلان خود بہ گوشہ

به اشاره رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برائے بیعت رسید در فصل سوم بیانش خواهد آمد شب بست و مفتوح بود که ایشان عرض کردند مبارک شب است اگر شما صلاۃ التسبیح را به جماعت بخوانید بهتر باشد حضرت ایشان فرمودند که نزد احناف خواندن نوافل به جماعت کراهت دارد عرض کردند که چندین مسائل اند که پیروان یک امام اتباع امام دیگر کرده اند متلاً مسئله اجرت بر طاعت که احناف قول امام شافعی را گرفته اند اگر حضرت شادین مسئله بر قول شافعی عمل کنید کراهت را مدخلی نه خواهد بود سید یوسف با خود رفیق نیز آورده بودند عرض کردند که رفیق من شافعی المذہب است وے امام شود و ما همه ویرا اقتدا کنیم به اندازه شخصت یا هفتاد نفر از مخلصین آن وقت حاضر بودند و از ایشان جماعتی از اہل علم بود حضرت ایشان به اصحاب علم متوجہ شدہ کلام سید یوسف بیان فرمود استفسار نمودند اصحاب علم عرض نمودند که درین صورت کراهت باقی نمی ماند چنانچه رفیق سید یوسف امام شد و حضرت ایشان و تمام مخلصین و سید یوسف مع فرزند و ما برادران ویرا اقتدا کردیم و از ان پس این مبارک نماز را حضرت ایشان در لیالی مبارکہ به جماعت می خوانند و حضرات برادران و این عاجز تا این زمان می خوانند و ہزاران افراد بہ این نماز مبارک روشناس شدہ برائے خود اسباب سعادت فراہم آوردند امام مسلم در صحیح خود این حدیث شریف را روایت کردہ کہ رحمت عالمیان فرمودہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعَمِلَ بِهَا بَعْدَ لَا كُتِبَ لَهُ مِنْ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ اُجُورِهِمْ شَيْءٌ" کہ در اسلام طریقہ خوب را راجع کند پس از وے بران طریقہ عمل کردہ شود ویرا مثل جبرہ عامل دادہ خواهد شد بہ غیر آن کہ از اجزای ملین چیزے کم کردہ شود از روتے این حدیث صحیح سید یوسف زواوی مستحق اجزایے بے حساب شدہ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

از مقاطعہ پنجاب غلام محی الدین بہ خدمت مبارکہ مکتوبے ارسال کرد و طریقہ خواندن این نماز استفسار کرد حضرت ایشان بہ جواب تحریر فرمودند "سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ" را در چہار رکعات سہ صد بار باید خواند در ہر رکعت ہفتاد و پنج بار بعد از سُبْحَانَكَ اللهُمَّ و قبل از سورہ فاتحہ پانزدہ بار و بعد از فاتحہ و سورہ دہ بار و در رکوع بعد از سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ دہ بار و در قومه بعد از رَبَّنَا الَّذِي اَنْتَ الْحَمْدُ دہ بار و در سجده اولی بعد از سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ دہ بار و در جلسہ بعد از اللهُمَّ اغْفِرْ لِي دہ بار و در سجده ثانیہ بعد از سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ دہ بار و بہ ہمین نہج در رکعت دوم و سوم و چہارم کہ قبل از قرأت پانزدہ بار و بعد از قرأت دہ بار و در رکوع دہ بار و در قومه دہ بار و در

سجده اولیٰ ده بار و در جلسہ دہ بار و در سجده ثانیہ دہ بار بخواند۔ در التحیات نہ خواند۔ کسی از حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرسید کہ در این نماز کدام سُورہ باید خواند فرمودند در رکعت اولیٰ سُورہ تکوین و در ثانیہ سُورہ عَصْر و در ثالثہ سُورہ کَافِرُون و در رابعہ سُورہ اخلاص۔ شامی جلد اول صفحہ ۱۸، ۱۹۔ ام این مبارک نماز رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ عزم خود حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعلیم فرمودہ بودند۔ روزی بہ عزم خود فرمودند۔ اے عزم، آیا با تو وصلہ نہ کنم، آیا بہ تو نعمت عطا نہ کنم، آیا بہ تو نفع نہ رسانم عرض کردی یا رسول اللہ کردہ باش فرمودند۔ اے عزم چہار رکعت نماز بخوان، و در ہر رکعت سُورہ فاتحہ یا سورتے بخوان و باز اللہ اکبر الحمد للہ و سبحان اللہ پانزدہ بار و باز بہ رکوع برو و در رکوع دہ بار و باز چون از رکوع استادہ شوی دہ بار و باز در سجده دہ بار و باز چون از سجده بنشیننی دہ بار و باز در سجده دوم دہ بار و باز بعد از سجده و قبل از قیام دہ بار مجموعہ این ہمہ ہفتاد و پنج در یک رکعت و سہ صد و چہار رکعت شد۔ اگر خطا ہائے توبہ اندازہ ذرات ریگ باشند، پروردگار آن را معاف خواہد کرد و حضرت عباس عرض کرد۔ کراہت است کہ ہر روز این نماز را بخواند فرمودند۔ اگر ہر روز نہ توانی در ہفتہ یک بار بخوان و اگر در ہفتہ نہ توانی در ماہ و اگر در ماہ نہ توانی در سال بخوان۔ ترمذی و ابن ماجہ این حدیث شریف را روایت کردہ اند۔ و ترمذی از امام عبداللہ بن مبارک آن کیفیت را روایت کردہ کہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ از شامی نقل کردہ۔۔۔۔۔ باید دانست کہ چہار رکعات را بہ یک سلام خواندن و بہ دو سلام خواندن جائز است و اگر در نماز سہوے واقع شود، پس در سجعات سہو و بین السجدتین تسبیحات نہ خواند زیرا کہ تعدد تسبیحات سہ صدانست کہ آن بہ اتمام رسیدہ۔ حضرت ابن عباسؓ بہ ہر روز جمعہ بعد از زوال این مبارک نماز را می خواند۔ امام غزالی فرمودہ اگر بالتسبیحات الحاق لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کردہ شود بہتر است حضرت سیدی الوالد خو قلہ را ضم کردہ اضمافہ عد دخلقہ و رضنا نفسہ و زینۃ عرشہ و مداد کلماتہ می کردند۔ و چہار رکعت را بہ یک سلام می خواندند چون نوبت امامت بہ حضرت برادر کلان ادا شد ارشادہ رسید ایشان سورہ مبارکہ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا درین مبارک نماز تلاوت می کردند و حضرت ایشان قدس سرہ لذتہا بر می داشتند۔

معمول حضرت ایشان بود چون نماز تسبیح را بہ جماعت می خواندند اول بیان فصیلت از روئے روایت ترمذی و ابن ماجہ می کردند۔ نوبتہ در دہلی حاجی ظفر الدین بعد از نماز از حضرت ایشان استفسار کرد۔ جمیع گناہان مایان آمرزیدہ شد حضرت ایشان فرمودند۔ من از پروردگار خود امیدوارم کہ دے بہ فضل و کرم خود تمام گناہان ماہمہ می آمرزد۔ عاجز گوید۔ در حدیث شریفہ ارواست۔ اِنَّا عِندَ ظَنِّ عَبْدِی بِنِی

إِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ وَإِنْ شَرًّا فَشَرٌّ بَكَرِيْمَانِ كَارِهًا وَشَوَارِئِيسِيَّتِ - امام الطریقہ حضرت سید محمد بہار الدین
مشکل کشادہ سلسلہ و افاض علینا من فیوضاتہ و بركاتہ فرمودہ اند "رحمت حق بہانہ می جویدہ
رحمت حق بہانہ می جویدہ"

وے کریم است و رحیم است و سلام بندگان را چشم بر لطفش مدام
حضرت ایشان سنن و نوافل را ایستادہ می خواندند۔ بسیار کم دیدہ شد کہ نوافل را
سنن و نوافل نشسته خواندہ باشند حتی کہ بعد الوتر دو رکعت را نیز بیشتر استادہ می خواندند
و احیاناً نشسته ہم خواندہ اند۔

معمول شریف حضرت ایشان بود کہ جمیع مخلصین را عند الافطار روزہ کشائی
تقسیم می کردند، تازمانے کہ در دہلی بہ ایام ماہ صیام قیام داشتند نخود و پکوری و خرما
و غیرہ می دادند و در کوئٹہ قطعہ نان و دو پیالہ چائے۔ برائے نماز شام استعجال نہ می فرمودند۔ بہ اندازہ
نیم ساعت یا قدرے کم وقفہ می شد و باز بہ سکون و طمانینت نماز می خواندند۔

معمول شریف حضرت ایشان بود چون مہضائی تشریف می بردند اولاً فطرہ را تقسیم می کردند، از
فطرہ خود و از حضرت والدہ محترمہ و از ہر سہ خواہران و ماہر سہ برادران و از ہر دو خواہر سہ۔

معمول حضرت ایشان بود کہ یک اصحبیہ از حضرت رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و یک از
حضرت والد ماجد خود و یک از حضرت والدہ ماجدہ خودی گرفتند البتہ در بعض سالہا از ابوبین کریمین
ناغہ شدہ اما از حضرت رحمت عالمیان هیچ گاہ ناغہ نہ شدہ، و یک از حضرت والدہ شریفہ و یک از
ہر اولاد و کذا از اولاد اولاد۔ در او اخر سالہا حضرت برادر کلان و بازا این عاجز و برادر خورد چند ماہ قبل
گو سفندان را گرفتہ نخود و جو می دادیم۔ چون حضرت ایشان را بریں امر آگاہی شد۔ این ہر سہ گو سفندان
را بہ روز دوازدهم عند العصر ذبح می کردند و بہ روز سیزدہم تو رسمہ و نان سختہ مخلصین را می دادند و بعض افراد
از شہر نیز دعوت می کردند عجب مبارک اجتماع و مبارک صحبت می بود۔ کسانے کہ از ان خوان نعمت ہائے
لازوال حفظے یافتہ بودند تا حیات بودند از چشمہ ہائے خود گوہر غلطان ریختہ بیانش می کردند۔

در حساب زکات فوق العادہ احتیاط می کردند مخلصے کہ تولیدار در اہم و دنیا نیر می بود،
زکات حساب نقد و پیش می کرد و زیورات کہ برائے ہمیشہ گان ساختہ بودند طلب می فرمودند بہر شیخ
عبدالباری جوہری نو مسلم و حافظ عبدالحکیم سوداگر حقیقت و حاجی شہاب الدین کلاہ فروش و مولوی بخش اللہ
کہ در مدرسہ علوم جدیدہ مدرس بود، حوالہ می کردند اینہا زیورات را بہ وقت تمام وزن کردہ قیمتش معلوم

می کردند و مقدار زکات را بیان می کردند و حضرت ایشان به تحویل داری فرمودند که در اہم زکات را از مال
ملکی کشیده در خریطہ زکات محفوظ کند۔ و در کتابچہ اندران آن بکنند۔ در اہم و دنایر زکات را با در اہم و دنایر
مال ملکی خلط نہ می کردند۔ یک سال یک تحویل چند در اہم زکات را با در اہم مال ملکی خلط کرد و مورد عتاب گشت۔
حضرت ایشان برائے سادات کرام زکات را تجویزی کردند می فرمودند۔ برائے سادات عوض زکات
برنے از خمس بود۔ چون خمس و نصیبہ خمس نہ ماند اخذ زکات جائز شد۔ عاجز در صفحہ ہفتاد و دو از جلد
دوم ردالمحتار تا یہ قول حضرت ایشان یافتہ۔ نوشتہ است۔ رَوَى عَصْمَةُ عَنِ الْإِمَامِ أَنَّهُ يُجَوِّزُ
الدَّفْعَ إِلَى بَنِي هَاشِمٍ فِي زَمَانِهِ لِأَنَّ عَوَضَهَا وَهُوَ خُمُسُ الْخُمُسِ لَمْ يَصِلْ إِلَيْهِمْ لِإِهْمَالِ النَّاسِ أَمَدَ
الْغَنَائِمِ وَإِيصَالِهَا إِلَى الْمُسْتَحْقِقِينَ وَإِذَا لَمْ يَصِلْ إِلَيْهِمْ الْعَوَضُ عَادُوا إِلَى الْمُعَوَّضِ، كَذَا فِي الْمَجْدِ۔
یعنی در مسئلہ غنائم اہمال واقع شدہ نہ خمس ماندہ و نہ خمس الخمس چون بہ بنی ہاشم عوض نہ می رسد کہ خمس
الخمس است معوض برسد الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ لِكُلِّ صَيِّقٍ فَخْرَجًا وَ لِكُلِّ شِدَّةٍ سَهْلًا۔

بیعت و ارشاد پروردگار جل شانہ حضرت ایشان را عجب بصارت و بصیرت عنایت فرمودہ
بود کہ بہ یک نظر صدق و اخلاص و استعداد طالب حق را معلوم می کردند،
چون بہ نظر غائر سوائے کسی دیدند محسوس می شد کہ نظر مبارک تا بہ سوی قلب رسیده و در بدن آن شخص
اقشعرا و ارتعاد پیدا می شد بلکہ بعض افراد را رزہ بر اندام می افتاد۔ اگرچہ این یک نظر برائے قبول کردن و
نا قبول کردن کفایت می کرد تا ہم حضرت ایشان بعض اوقات آزمائش و امتحان می کردند و بعد از آن سعیت
می کردند۔ درین سلسلہ مولوی عبدالشکور فرزند شیخ احمد بن فدا حسین ساکن قریہ "تنگدروا" تابع میبورگل
علاقہ "اگیاب" ملک "برما" در بیاض خود احوال مرید شدن خود را بہ قلم خود بہ اردو نوشتہ۔ عاجزان را
ذکر می کند تا طریقہ حضرت ایشان ظاہر گردد۔

بیان مولوی عبدالشکور در میرٹھ بہ طلب علم دین مصروف بودم و خواہش داشتم کہ بہ ہادی
طریقیت خود را برسانم میلان طبعیتم بہ طریقہ نقشبندیہ بود۔

از اتفاقات آمدنم بہ دہلی شد، و صدقہ در جلسہ دستار بندی بہ مدرسہ مولوی عبدالرب رسیدم، آن جا
بر تخت یک بزرگ رانستہ یافتم کہ از دست ایشان بہ طالبان انعامات می رسیدند۔ بہ اختتام جلسہ
ہر یک از حاضرین ساعی شد کہ با حضرت آن بزرگ مصافحہ بکنند۔ ہم منتظر فرصت بودم چون بار یافتم
بسم اللہ خواندہ مصافحہ کردم، کف دست ایشان را لمس از ریشم و خنک چون سنج یافتم۔ بہ وقت مصافحہ
اثر خنکی در تمام جسم من بہ نوع سرائیت کرد گو یا اثر برقی بہ من رسیدہ است، من از کسانے کہ در آن محفل بودند

پرسیدم این بزرگ کیست۔ گفتند کہ ایشان حضرت شاہ ابوالخیر اند کہ در خانقاہ خود قیام دارند و خانقاہ ایشان در شارع چتلی قبر است، و طریقہ ایشان نقش بندہ مجربہ است۔

در دہلی مرا یک دوست چاٹگامی بود کہ نزد خانقاہ شریف قیام داشت بہ وے گفتم کہ مرا بیعت حضرت ایشان برسان۔ وے گفت کہ من نہ می توانم کہ شمارا بہ خدمت حضرت ایشان برسانم۔ ہر کہ برائے ملاقات می رود، در بان اطلاعش می کند و دیدہ شدہ کہ بہ نوبت اول کم کسے رامی خواہند۔ بلکہ بعد از دو سہ روز طلب می فرمایند۔ حضرت ایشان امتحان عزم وے می کنند۔ و من بہ شما این رائے می دہم کہ شما اولاً از تحصیل علوم خود در افارغ کنید و باز برائے بیعت کردن بیائید زیرا کہ طالبان علم را کہ برائے بیعت می آیند حضرت ایشان می گویند اولاً از تحصیل علم خود در افارغ کنید و باز آمدہ داخل طریقہ شریفہ شوید۔ و وقتے کہ شما قصد آمد بہ خدمت حضرت ایشان کنید عزم محکم قصد کنید و سنجیدہ باشید کہ اگر تا یک ماہ مرا طلب نہ کنند من بر دروازہ حضرت ایشان ہر روز خواہم رسید و ساعتہا انتظار خواہم کرد۔

دوست چاٹگامی بہ من درست مشورہ داد۔ پروردگار ویرا اجر دہدین بہ میرٹھ رفتیم و بعد از یک سال از تحصیل علم فارغ شدہ بر در اقدس حاضر شدم۔ در بان حضرت ایشان را اطلاع داد طلبم فرمودند من نزد بواب نشستہ انتظار کردم۔ سہ روزہ بر این منوال گزشت، روز چہارم حضرت ایشان (ملاً) عبداللہ علینری، را امر کردند کہ مراد اہل سلسلہ عالیہ کند چنان چہ وے در عمارت دروازہ مرا بیعت کرد و تعلیم و تطیفہ قلبی کرد و گفت کہ این جانتستہ بہ و تطیفہ شریفہ مشغول باش۔ بہ روز ششم بعد ازان کہ بہ اندازہ یک ساعت مشغول ذکر شریف گشتم طلبم فرمودند کسے کہ تعلیم دادہ بود بہ خدمت ایشان رسانید۔ وقتے کہ وے مراد حضور ایشان می برد، من ہمینبت ایشان مستولی گشت و من مَرْتَعَد الْفَرَائِصُ بہ حضور ایشان رسیدہ عرض سلام کردہ دوزانو نشستم، حضرت ایشان بہ ہر مودت معاملہ نمودند و مصافحہ کردند و از احوال استفسار نمودند و باز مرا بہ بہانہ بیعت کردند کہ خلیفہ ایشان کردہ بود و حضرت ایشان نیز تعلیم لطیفہ قلبی کردند۔ بعد ازین مرا اجازت شد کہ ہر روز بروے ایشان نشستہ بہ ذکر شریف مشغول مانم۔

اندر ان ایام حضرت ایشان از نماز شام فارغ شدہ بہ حلقہ و توجہ مشغول می شدند و تا ساعت وہ بلکہ یازدہ مصروف می ماندند و باز مؤذن اذان می داد و حضرت ایشان نماز خواندہ بہ حرم سرانشریف می بردند و مخلصین رخصت می شدند۔

طبیعت حضرت ایشان جلالی بود و اثر عشق و سوز و گداز بر ایشان غالب بود۔ احیاناً

حضرت ایشان از مثنوی یا از کتاب دیگر شعرے یا از احادیث مبارکہ حدیث شریف می خواندند و بمن می گفتند "مولوی عبدالشکور مطلب این چہیت" من احياناً خاموش می ماندم و احياناً عرض می کردم کہ حضور مبارک بیان فرمایند۔ در آن وقت حضرت ایشان یہ نوعی بیان آن شعر یا حدیث شریف می کردند کہ مَا لِأَذُنٍ سَمِعَتْ بِرُؤْيَىٰ صَادِقٍ آمَدَے۔ ومن در آن وقت اشک ہائے حضرت ایشان می دیدم کہ از چشمان مبارک مسلسل می ریخت۔

لذتِ بادۂ عشق است زمین مست پیرس ؛ ذوقِ این می نہ شناسی بہ خداتانہ چششی
 احياناً از ماندگی بر متکا تکلیہ می فرمودند در آن وقت من جسد مبارک رافی مالیدم و حضرت ایشان در آن وقت با این ناچیز کلام می کردند، از شیرین کلامی حضرت ایشان من چہ گویم، البتہ یقین دارم کہ شیرین کلامی ایشان را ہر کہ بشنود از دل و جان شیدا و عاشق ایشان گردد۔ اگر چہ حضرت ایشان میانہ قد بودند لیکن در ہزار ہا افراد سر مبارک ایشان نمایان می بود، ومن طاقت نہ دارم کہ قوت بدنی و کیفیاً روئے انور را بیان کنم، و از رعب و ہیبت ایشان چہ گویم، بدانید کہ در مقابل شیرین بیان شہستہ ام یا راعے کسے نہ بود کہ چشم خود را بر چشم مبارک ایشان دوختہ ہم کلام شود، ہر کہ با حضرت ایشان ہم کلام می شد از خود نظرش بہ سونے زمین می رفت، در آلبنہ ثلاثہ، اُردو و فارسی و عربی مہارت داشتند و در ہر زبان اشعار گفته اند۔ الخ۔

مہابتہ سیدنا عمرؓ | مولوی عبدالشکور از ہیبت حضرت ایشان درست نوشتہ، عاجز
 ہزاران افراد را دیدہ کہ تاب دیدنہ داشتہ لرزہ بر اندام می شدند و این ہیبت از امام الاعلیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایشان را وراثتہ رسیدہ بود۔ علامہ ابوالفخر عبدالرحمن بن الجوزی رحمہ اللہ در سیرۃ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوشتہ "عَنْ أَسْلَمَ بْنِ تَفَرُّأٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَلَّمُوا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ فَقَالُوا أَكَلَّمَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَإِنَّهُ قَدْ أَحْسَنَانَا حَتَّىٰ وَاللَّهِ مَا لَسْتَ طَبِيعٌ أَنْ نُبَيِّنَ إِلَيْهِ أَبْصَارَنَا، قَالَ فَذَكَرَ ذَلِكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لِعُمَرَ، قَالَ أَوْ قَدْ قَالَ ذَلِكَ، وَاللَّهِ لَقَدْ لَبِثْتُ لَهُمْ حَتَّىٰ تَخَوَّفْتُ اللَّهَ فِي ذَلِكَ وَلَقَدْ اسْتَدَدْتُ عَلَيْهِمْ حَتَّىٰ خَفَّتْ اللَّهُ فِي ذَلِكَ وَأَيْمُ اللَّهِ لَا نَأْتِيكَ مِنْهُمْ قَامَتِي۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ مُرَّةٍ قَالَ لَقِيَ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ عُمَرَ فَقَالَ لِي لَنَا فَقَدْ مَلَأَتْ قُلُوبَنَا مَهَابَةً فَقَالَ أَلَيْ ذَلِكُمْ ظَلَمْتُمْ قَالَ لَا قَالَ فَرَأَيْتَ اللَّهَ فِي صُدُورِكُمْ مَهَابَةً، يَعْنِي جَمَاعَتَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ كَقَوْلِكَ تَوَدَّرِينَ بَابِ بَاعْمَرَ مِنَ الْخَطِّابِ چہیے مکالمہ کن کہ وے با بیان را بہ حدے خائف کردہ کہ گویند

از من سر مست پیرس

بہ خدا، ماما و مست نظریہ سولیش نہ می توانیم کرد۔ عبد الرحمن گوید کہ من این سخن بہ ایشان رساندم۔ وے گفت
 آیا مردم این سخن می گویند سوگند بہ خدا کہ برائے آن ہا تا بہ حدے نرم شدم کہ از اللہ تعالیٰ در نرمی خود ترسیدم
 و تا بہ حدے شدت بر آن ہا کردم کہ از اللہ تعالیٰ در آن ترسیدم۔ سوگند بہ خدا کہ از آن ہا خائف ترم از خود من۔
 و عمر بن مڑہ گوید کہ شخصے از قریش بہ عمر گفت، نرم شو برائے مایان کہ دلہائے مایان را از ہیدیت پرختی
 وے گفت۔ آیا درین امر چیزے ظلم است۔ مرد قریشی گفت نے۔ عمر گفت۔ پس اللہ تعالیٰ در ہدور
 شمایان زیادہ کند این ہیدیت را۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

إلى ما كنا فيه | حضرت ایشان بہ دست مبارک خود بعض افراد را بیعت کردہ اند۔
 والا مخلصے صاحب نسبت و صاحب استعداد را می فرمودند کہ
 از طرف ما بیعت کن و تعلیم و طیفہ شریفہ بدہ۔ و ہر کہ برائے بیعت شدن می آمد اولاً از وے اقرار
 می گرفتند کہ نزد ما از امور دنیویہ و امراض جسمانیہ چیزے نہ خواہید گفت محض از برائے کسب باہ
 باطنی و رضائے پروردگار آمد شما خواہد شد۔ این اقرار از مردوزن می گرفتند و ہر یک را پابند این اقراری ساختند
 و نیز اقراری گرفتند کہ از محرمات شرعیہ اجتناب خواہد کرد و فرائض و واجبات را ترک نہ خواہد کرد۔ باز ہر دو
 دست طالب حق را بہ ہر دو دست مبارک خود گرفت۔ استغفار و کلمہ توحید و کلمہ شہادت می
 خواندند و آن طالب نیز بہ آواز بلند می خواند و می فرمودند کہ ترا داخل سلسلہ مبارکہ نقشبندیہ کردیم
 و باز تعلیم لطیفہ قلبی می کردند و ہدایت رابطہ نیز می فرمودند۔ و تا وقتیکہ کہ لطیفہ قلبی ذکر نہ می شد۔
 تعلیم لطیفہ دیگر نہ می فرمودند و نہ بہ آورد و وظائف و نوافل مشغول می کردند۔ ذکر آن است کہ یہ
 مذکور و اصل کند و از غم دنیا و آخرت و آہا نند و از دل و زبان بہ مولائے خود گوید۔ اللہی أنت مقصود
 و سواک مطلوبی۔

مقصود من خستہ ز کونین توئی از بہر تو میسر م و برائے تو زکیم
 البتہ چون طالب حق از ورطہ سر ب تالی یتلوا القرآن و القرآن یلعنہ ۱۱ می برآمد اگر طالب
 از اہل نوشت و خواند می بود اجازت دلائل الخیرات و حصن حصین یا حزب اعظم می دادند و ہدایت
 می فرمودند کہ احیاء العلوم و منہاج العابدین و کیمیائے سعادت را مطالعہ کند و نفحات الانس و
 رشحات عین الحیات و مکتوبات قدسی آیات را بخواند۔ حضرت ایشان از گرداب پندار و نام و نمود و
 از مروجہ صوفیت مریدان خود را دوری داشتند۔ می فرمودند۔ "دل بہ یار و دست بہ کار" و این شعر
 می خواندند۔

در بہاران کے شود سرسبز سنگ خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ
چون طالب حق در دائرہ ولایت کبریٰ داخل شدہ از تجلیات اسما و صفات الہیہ بہرہ مند
می شد و استعداد ارشاد می داشت اجازت ارشادش می دادند۔ می فرمودند کہ حضرات انبیاء علی
تٰیبتنا و علیہم الصلوٰت و التسلیمات برین مقام فائز می شدند نبوت آن حضرات علیہم السلام ظاہر
می شد۔ و حضرت ایشان سعبہا می کردند کہ کسی از مخلصان ایشان در دام عجب پندار گرفتار نہ گردد،
احیاناً این شعر را می خوانند کہ حضرت والد بزرگوار ایشان قدس اللہ اسرارہما ہمما فرمودہ اند۔
روغم در خدمت پر سعید تا نگوگرد در ذیلہ خوئے تو
اگر در کسے شہ از انا نبیت می یافتند در شکنجہ تادیب در آورده مستقیم الاحوالش می ساختند۔
خواہ مرید ارجمند می بود یا فرزند دل بند۔ در مکتوبے بہ بولوی برکت اللہ ہا نسوی کہ صاحب نسبت و از
اہل اجازت بود تحریر فرمودہ اند۔

خواہ پندار کہ مرد و اہل است حاصل خواہ بہ جز پندار نیست
و صفائی خود بہ رغم حاسد تا کے ترویج چنین متاع کاسد تا کے
تو معدوم خیال ہستی از تو فاسد باشد خیال فاسد تا کے
کسانے را کہ از اصحاب استعدادات و اہل نسبت می بودند بر ادنیٰ لغزش
مکتوب مبارک ز جرد تو بیخ می کردند و سعبہا می فرمودند کہ ایشان را از اخلاق حیوانیہ رہانیدہ
بہ اوصاف ملکیتہ منتصف سازند حضرت ایشان بہ روز پنجشنبہ ہفتم شعبان ۱۳۲۱ھ از دہلی پختہ پور
صادقین کا ملین از کوشہ نوشتہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خادمان سعادت آثار مرزا نیاز محمد حسن
و عبدالرشید و عبدالجلیم و ملا عبید اللہ و آیاز و لعل احمد مؤذن و منو و ملا داد و مارکیٹی و محبت و ہارون سپر
بوستان و احمد جان قندھاری و آقاخان و غیر ہم ہمہ بہ وظائف طاعات و عبادات بہ جد و جہد
سعی می کردہ باشند و عمر گران مایہ زامفت ضائع نہ کنند۔

سرمایہ دولت اے برادر پر کف آرزوین عمر گرامی بہ خسارت مگزار
دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال میدار نہ ہفتہ چشم دل جانب یار
و از عصہ و خشم خود را دور درازند و از غیبت و تحقیر مسلمانان دور و غزنی بسیار پرہیز کنند،
این اخلاق رذیلہ در شمایان بسیار است و مستحکم است و چون کہ این رذائل در شمایان بسیار است
ازین جہت تاثیر ذکر شریف و حضور دل در شمایان کم است، ہر قدر ما توجہ بہ حال شما کردیم و نصیحت

کردیم تا شیر دشمنان نہ شد، این ہمہ بہ سبب عادات شماست بہ اخلاقِ رفیله، پس باید کہ در دور کردن این اخلاق سیدہ سعی بلیغ کنند، وقتِ روانگی (از کوسٹ) در مرز انبیا سستی و پریشانی معلوم می شود و بہ آن بنویسد کہ چہ بود، اگر در ہفتہ یک بار بزیرارت شریف حاضر شدہ وظیفہ بست و پنج ہزار با حضور دل کنند، امید است کہ حضور دل زیادہ شود والسلام علیکم

پنجشنبہ ہفتم شعبان ۱۳۲۱ھ
عبد اللہ ابو الخیر فاروقی

بہ کسانی کہ این مکتوب شریف ارسال شدہ بود اگر چہ در او اہل نوعی از جزو تنبیہ برداشت کردند و از احوال "أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى" قدرے در یافتند لہذا استحقاق گرفت "إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ" شدند و ہر یک از ایشان بدر فلک الکمال گشت۔

بعض افراد بر حضرت ایشان اعتراضات می کردند کہ ایشان مریدان خود را از جزو **صرفہ گویان** تنبیہ می کردند این صرفہ گویان نہ دانستند کہ وظیفہ مرشد و ہادی این است کہ

مریدان را از اخلاقِ رفیله پاک کردہ بہ اوصافِ ملکیتہ متصف گردانند۔ پروردگار جل شانہ می فرماید۔

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ، همچنان کہ فرستادیم در میان شما رسولی را کہ از نزد شماست

می خواند بر شما یان آیات ما و شما یان را پاک می کند و می آموزد شما یان را کتاب و حکمت و تعلیم می دہد شما یان

را آن چیز کہ نہ می دانستید شما یان آن را۔ پروردگار جل شانہ تزکیہ را اول ذکر کردہ و باز بیان تعلیم فرمودہ

تا وقتہ کہ از آلائشات تجلیہ حاصل نہ شود حصول کمالات کہ تجلیہ است چہ گونه حاصل شود مقصد حضرت ایشان

طہارت و تزکیہ مریدان بود۔ بنویس بود یا بہ درستی، بہ قول شدید باشد یا بہ ضرب موعج بہ اصلاح آنها

می کوشیدند۔ **مشکات در باب الدعوات از بخاری و مسلم آورده کہ سرور عالمیان صلی**

الله تعالی علیہ وسلم فرموده **اللَّهُمَّ إِنِّي أَخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا أَنْ تُخَلِّقَنِيهِ فَإِنَّمَا أَنَا نَسْرُ آيَاتِ**

الْمُؤْمِنِينَ أَذِيَّتَهُ شَتْمَتُهُ، لَعْنَتُهُ، جَلْدَتُهُ فَاجْعَلْهَا لِي صَلَاةً وَرِكَاعًا وَهَرَبَةً تَقْرِبُنِي بِهَا

إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ ای، خداوند یا بہ درستی کہ من گرفتہ نزد تو پیچمانے را کہ ہرگز خلافت نہ کنی مرا آن پیمان

را، پس نیستم من مگر یک آدمی، پس از مسلمانان ہر کدام را کہ بر سجایم او را، دشنامش دہم لعنتش کنم،

ویرا بزنم، پس این ذکر شدہ اشیا را بر آیش بگردان رحمت و پاکیزگی و سبب قربت بہ خود کہ نزدیک

گردانی تو او را بہ این مذکورات بہ سوسے خود روز قیامت کہ حضرت ایشان قدس سرہ کہ از دل و

جان شیفتہ و گردیدہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودند ہمین دُعَا از پروردگار خود داشتند۔

مقامِ مرشد

مشکات در باب حفظ اللسان از شعب الایمان بیہقی نقل کرده کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گفتہ کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گزشتہ بر ابو بکر رضی اللہ عنہ در حالے کہ ابو بکر بعضے از مملوکانِ خود را دست نام می داد۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ جانب ابو بکر التفات فرمود و ارشاد کرد۔ لعنت کنندگان و صدیقان (یعنی این دو صفت) با ہم نہ می شود، لَا یَتَّبِعُنِی بِصِدِّیقٍ اَنْ یَّکُونَ لَعَانًا، تمی شاید صدیق را کہ لعنت کنندہ باشد) پس ابو بکر در آن روز از مملوکانِ خود بعضے را آزاد کرد و باز نزد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمد و گفت، لَا اَعُوذُ۔ گرد این کار باز نہ کردم۔

و مشکات در فصل ثالث در مناقب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از زین نقل کرده۔ کہ نزد عمر ذکر ابو بکر رضی اللہ عنہما کرده شد۔ پس عمر گریست و گفت۔ دوست می دارم کہ عمل تمام عمر من مانند عمل یک روز از روز ہا و یک شب از شبہائے ابو بکر می بود۔ شب آن شب است کہ بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ غار رفت۔ و وقتے کہ بہ غار رسیدند۔ بہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفت بہ خدا کہ تو در غار نہ در آئی تا نہ در آیم پیش از تو۔ اگر دروے چیزے باشد بہ من برسد نہ ترا۔ پس ابو بکر در آمد بہ غار و جا رو بہ داد غار را و در یک جانب غار سوراخے یافت پس پارہ کرد از آن خود را و بستہ کرد آن سوراخ را بہ آن پارہ ازار، و دو سوراخ ہا مانند پس بہ ہر دو پا ہائے خود آن دو سوراخ را بستہ کرد و باز بہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفت۔ اَدْخُلْ، داخل شو۔ پس در آمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سر مبارک خود را در کنار ابو بکر بنہاد و خواب کرد و از جہت سوراخ ابو بکر گزیدہ شد، و وے حرکت نہ کرد جہت ترس آن کہ بیدار گردد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اشک ہائے ابو بکر بر روئے مبارک پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افتاد، پس آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود ترا چہ شد اے ابو بکر گفت لَدِیْ غَتٌّ فِذَ الْاَیِّ وَ اَیُّیْ گزیدہ شد من فدائے تو باد پدر من و مادر من، پس افگند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعاب دہن خود را و رفت از الم آن چہ می یافت ابو بکر۔ و باز عود کرد آن زہر بر ابو بکر و سبب موت ابو بکر گشت۔ و روز آن روز است کہ چون وفات یافت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و مرتد شد عرب و گفتند کہ ما زکات نہ می دہیم و ابو بکر گفت کہ اگر عقالے را دپائے بند شتر را منع کنند من ایشان را جہاد کنم بر آن من گفتم اے خلیفہ پیغمبر خدا تَالِیْفِ النَّاسِ۔ تالیف کن مردم را، و نرمی کن با ایشان، پس ابو بکر بہ من گفت اَجْبَاؤُ فِی الْجَاهِلِیَّةِ وَ خَوَّارُ فِی الْاِسْلَامِ آیاد جاہلیت جباری و در اسلام نامردی۔ اِنَّہٗ قَدْ اِنْقَطَعَ الْوَحْیُ وَ نَمَّ الدِّیْنُ اَیْنُقْصُ وَاَنَا سَیِّئٌ۔

بہ درستی کہ وحی گسسته شد و دین کامل گشت آیا من زنده مانم و دین نقصان پذیرد؟
 حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ از سردارِ کلِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مستفید شدہ
 بود و بہ صحبت آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسیدہ بود اما خلافت از حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ رسیدنی بود و کیفیتہ کہ برائے تحملِ بارِ امانت ضروری بود از حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 رسید۔ حافظ ابو عمر بن عبدالبر در کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب در احوال حضرت صدیق رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نوشتہ کہ کان ابو بکر یقول انا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و کذ لیک
 یمان یدعی یا خلیفۃ رسول اللہ و کان عمر یدعی خلیفۃ ابی بکر صدیق را من ینخلایتہ حتی
 لسمی یا میر المؤمنین لقصۃ سنن کرها فی بابہ ان شاء اللہ تعالیٰ کہ حضرت ابوبکر خود را
 خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می گفت و مردمان نیز بہ این نام حضرت ایشان را یاد می کردند و
 عمر را بہ نام خلیفۃ ابی بکر و راو اہل خلافت ایشان می گفتند تا آنکہ بہ نام امیر المؤمنین موسوم شد۔ و در
 احوال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوشتہ کہ حضرت عمر خود را خلیفۃ ابی بکر می نوشت و در گفتن خلیفۃ
 خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طوالت بود۔ چون لبید بن ربیعۃ عامری و عدی بن حاتم طائی
 حضرت ایشان را بہ امیر المؤمنین نام بردند حضرت عمر آن را خوش کردند۔ و سیوطی در تاریخ الخلفاء نوشتہ
 کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ می گفت: لَوِ دِدْتُ اَنْی شَعْدَةٌ فِی صَدْرِ ابِی بَکْرٍ الْبَتَّةَ خَوَّاهِشَ وَ اَشْتَمَ کَہ
 من بر سینہ ابوبکر یک موسے بودے۔

ابن سعد در جزر پنجم صفحہ دو صد و ہشتاد و ہفت از طبقات کبریٰ نوشتہ عن عکرمۃ قال کان
 ابن عباس یجعل فی رجلی الکبیل یعلمنی القرآن و یعلمنی السنۃ۔ یعنی حضرت ابن عباس در
 پائے عکرمہ قیدی نہاد تا کہ دے قرآن و حدیث را یاد گیرد۔ بخاری نیز در صحیح خود در باب التوثق من تخشی
 معترتہ نوشتہ۔ فیند ابن عباس عکرمۃ علی تعلیم القرآن و السنن و الفرائض۔ و آن چہ حضرت عمر بہ درہ خود
 غافلان را تنبیہ می فرمود محتاج ہیچ تعارف نیست۔

مشریح حق از حنیض پستی بہ اوج بلندی می رساند و از لذائذ و کیفیات و والدی
 نفسی پیدا لئو تد و موان علی ما تگنون عندی و فی الذکر لکما لکما علی
 قریشکم و فی طر قکم۔ و لکن یا حنظلۃ ساعۃ و ساعۃ۔ رواہ مسلم کما فی باب ذکر اللہ
 عزوجل من المشکات۔ حنظلہ بن ربیع اسیدی رضی اللہ عنہ می گوید کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بہ
 من گفت، اے حنظلہ چہ حال داری، من گفتم کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مایان را بہ نار و جنت

تذکیر می کند و احوالِ ما آن می باشد که گویا دوزخ و جنت را به چشم خود می بینم و چون از نزد آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم می برآیم و باز نہا و اولاد و زمینات مخالطت می کنیم از آن چیزها بسیاری را فراموش می کنیم. حضرت صدیق اکبر فرمود که به خدا این گونه احوال ما را ہم پیش می آید و با من و ابو بکر یہ خدمت آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم رسیدیم و من گفتم کہ یا رسول اللہ حنظلہ منافق شدہ و عرض احوال کردم۔ پس آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم فرمود سوگند بہ آن پاک ذات کہ نفس من در دست قدرت اوست کہ اگر بر آن حال کہ نزد من بہ شمایان حاصل می شود، شمایان داکم بمانید بر آئینہ مصافحہ کنند شمارا فرشتگان بر فراشہائے شما و در راه ہائے شما لیکن لے حنظلہ گاہے و گاہے۔

اگر در ویش بر حالے بماندے
گہے بر طارم اعلیٰ نشینم
سر دست از دو عالم بر فشاندے
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

بیعت زنان | بیعت زنان متعلق بہ حضرت والدہ ماجدہ بود۔ بلکہ حلقہ و توجہ نسا نیز بہ ایشان تعلق داشت۔ روزے در کوسٹہ حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند و والدہ شہما احوال بلند و کیفیات ارجمند دارند و ما ایشان را اجازہ تعلیم و ارشاد دادہ ایم۔ مع ہذا یک نوبت در کوسٹہ عاجز دیدہ کہ از پنجاب جماعتی از نسا برائے بیعت بہ خدمت حضرت ایشان رسید۔ حضرت ایشان روایے طویل را بر زمین انداختند و جانبے را از آن ردا در دست خود گرفتند و جانب دیگر را جماعت زنان گرفت و آن جناب اولاً عہد گرفت کہ از لواہی اجتناب و رزند و ردا اے او امر کوتاہی نہ کنند و ایشان را داخل سلسلہ عالیہ نمود۔

حلقہ و توجہ | حضرت ایشان بہ مواظبت بعد از وقت چاشت از ساعت نہ تا ساعت دو از دہ بلکہ تا ساعت یک از صبح و از نماز شام تا نصف اللیل حلقہ می فرمودند۔ البتہ در چند سال آخر حلقہ صبح نہ می کردند و حلقہ شام تا ساعت دو از لیل طول می کشید۔ در حلقہ صبح بیشتر بہ تدریس مشغول می بودند کہ بیانش عن قریب خواهد آمد۔

ابتدای حلقہ منظر کیفیات جلالیہ می بود۔ حضرت ایشان بہ نظر باطن احوال مخلصین را ملاحظہ می فرمودند۔ اگر در کسے خللے می یافتند بہ حسب احوال تنبیہ می فرمودند۔ بہ اندازہ یک ساعت یا یک نیم ساعت دور جلالی طول می کشید و بعد ازین آغاز دور جہالی می شد۔ روزے در حلقہ مبارکہ بہ مخلصین گفتند ما چه کنیم، برائے اصلاح احوال باطن شمایان توجہات وسیعہا می کنیم و نوع از آثار حسن و جمال در قلوب شمایان ملاحظہ می کنیم و خوش می شویم، و دیگر روز چون آثار خیر و برکت را محو می یا بیم و جایش پر دہائے ظلمات بہ نظر در می آید

کبیرہ خاطر شدہ زجر و توبیخ می کنیم۔ عاجز چندین افراد را دیدہ کہ سالہا سال بہ خدمتِ اقدسِ ایشان رسیدہ اند و در اسما الطغفہا و عنایتہا یافتہ اند۔ یک بار ہم کلمہ درشت را از ایشان نہ شنیدہ اند۔ چون میر حسن صاحبزادہ و ملا محمد حسن بابی قندھاری، و رحیم داد مستنگی، و فتح اللہ اندری، و حاجی نور احمد مقری، و ملا گل محمد انجیل، و ملا حاجی گل، و عبدالحکیم دقتانی، و مولوی عبد العزیز بن گالی وغیر ہم۔ بلکہ این عاجز دیدہ کہ بعض افراد را یاد می فرمودند و خواہش داشتند کہ ایشان برائے چند وقت حاضر شوند۔ از اینہا ملا محمد حسن بابی است کہ چند سال در کونٹہ بہ خدمت حضرت ایشان بودہ و در ۱۳۳۸ھ بہ قندھار رفت و دو سال آخر از خدمت مبارک کہ جدا ماند۔ قیام ملا محمد حسن در کونٹہ بہ جائے محمد اسلم خاں نورزی بودہ حضرت ایشان درین عرصہ چند بار بہ محمد اسلم فرمودند کہ ملا محمد حسن را از قندھار طلب کنید۔ اگر در جائے شما ایشان را تکلیفی می شود ما ایشان را جائے می دہیم۔ ایشان بیایند و بہ راحت قیام کنند۔

کسی کہ ہمہ وقت و ہمہ حال متوجہ الی اللہ باشد باصحابِ غفلت چہ صحبت دارد۔ عالمی کہ مصروف تحقیقاتِ علمیہ بود برایش صحبت جاہل بہ جز تضحیح وقت چیزے دیگر نیست۔ مثل مشہور است
الْجِنْسُ إِلَى الْجِنْسِ يَمِيلُ۔ پروردگار جَلَّتْ حِكْمَتُهُ بہ سر و ارکلِ جہان و رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قصہ ہائے انبیاء علیہم السلام بیان کردہ تاکہ قلب مبارک ایشان قرار گیرد۔ پروردگار گفتہ وَكَلَّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الشُّرَاسِلِ مَا تُلِيْتُمْ بِهِ فَوَادَّكَ۔ حضرت ایشان قدس سرہ چیزے را دلدادہ بودند بوی آن چیز را خواہان بودند، روزے در خانقاہ شریف دہلی مصروف حلقہ و توجہ بودند۔ ناگاہ شخصی از دروازہ شرقی درآمد و بر منارات مبارک رفتہ سلام و فاتحہ خواند و قدرے مراقبہ کردہ باز گشت۔ وقتے کہ آن مرد خدا باز می گشت حضرت ایشان سر مبارک برداشتہ جانبِ آن مرد نگریستند و بہ حاضرین گفتند "این مرد پاک نفس را بنگرید کہ چہ دل پاک مثل انا دارد۔ اگر این گونه افراد نزد من آیند من ایشان را کس چیزے خواہم گفت۔"

بعد از دو روز جلالی دور جمالی شروع می شد۔ سبحان اللہ چہ مبارک ساعت و چہ پاک محفل می بود ہر یک از شرابِ محبت سرشار شدہ از دنیا و مافیہا بہ خبری شدنشست حضرت ایشان چہار زانوی بود۔ یک بالشت خورد بر رانہاے خود نہادہ ہر دو مرفق را بر آن می نہادند۔ بہ دوران توجہ سر مبارک ایشان مائل بہ زمین می شد۔ تا ساعت دو بلکہ بعد تر از آن این کیفیت می ماند۔ شبے بہ عبید الرحمن خان شروانی فرزند مولانا حبیب الرحمن خان صدر یار جنگ، علی گڑھی بہ ساعت دو فرمودند "بر ما چہ فضل پروردگار است، این وقت کہ مخلوق در خواب است۔ در این جا بندگانِ خدا مصروف ذکر الہی اند۔" عبید الرحمن خان می گوید کہ

بعد ازین قول حضرت ایشان صدائے هُو برآوردند و محسوس کردم نہ صرف خانقاہ شریف و مسجد شریف خانقاہ بلکہ از در و دیوار عمارتِ ملحقہ خانقاہ شریف صدائے اللہ بر خاستہ از اہالیان ہند چندین برادرانِ طریقت بہ این عاجز گفتہ اند کہ مادر خانہ خود سعیہا می کنیم کہ حضور قلب حاصل کنیم و بہ ذکر پروردگار مشغول شویم۔ اما وقتے کہ قصد حضرت ایشان می کنیم و از خانہ خود پائے پیروں می نہیم ذکر شریف جاری می شود و در حضور حضرت ایشان کیفیتے روی می دہد کہ از بیانش زبان قاصر است عاجز در نظم "نغمہ ہجران" گفتہ۔

تبدلہ عالم ابو الخیر کبیر
داشت از گردون محی الدین نقب
با کمال و بدعریق اندر کمال
ہر چہ گویم در کمالش کمتر است
یک نگاہش زندہ کردے صد تلو ب
چوں نہ دارد تاب و صفش را ز بان
طالبان را ہر چہ باشد از کمال
خادمانِ شان بہ سوز و درد دل
آہ و زاری بود ایشان را شعار
از شرابِ معرفت بے ہوش بندند
گریکے از سوز آہے می کشید
گریکے را چشم بودے اشک بار
گریکے از شوق و جذبہ می تپید
چون بہ حلقہ می نشستے پیش پیر
ہر یکے مہبوت گشتے از جمال
بے خبر گشتے ز اخبارِ عیان
گر تو می دیدی جمالِ انجمن
می گزشت اندر دولت چندین سوال
این گروہ انس بیخیم یا ملک
جذبہ اصحاب چون بینم نہان

ذخردین عبداللہ آن قطب شہسیر
مولدش دہلی و فاروقی نسب
چون مجرود داشت جذبے مثال
وز گمان من مقامش برتر است
یک دمش از مذنبان شستے ذنوب
زان نو لیسیم خادمانش را بیان
بر علو کعب استاذ است وال
ہمچو پروانہ بہ شمع مشتعل
عشق حق می داشت شان را بے قرار
دب آشعث را مثال خوش بندند
دیگرے را مرغ جانش می پرید
دیگرے را سینہ بودے ہمچو نار
دیگرے از وجد جامہ می درید
ہمچو ہالہ گرد آن ماہ منیر
مخواند ذات پاک ذوالجلال
با خبر گشتے ز اسرارِ نہان
کلب حیرت می گزیدی در دہن
بزربانِ حال رفتے این مقال
یا قمر را بانجوم اندر فلک
برکت خیر القرون چون شد عیان

بیچ گاہے من نہ دیدم مردمان
گفت پیغمبر کہ مردانِ خدا
بس ہمیں تعریفِ نیکانِ آمدہ
ختم سازم وصفِ شانِ براین کلام
حیف بیند چشمِ گیتی بعد ازین
یا کہ بیند مردمان را در قیام
آن صلاۃ با حضور و با خشوع
رحمتِ حق روز و شب برشان بود

زین تمطُّباً این صفتِ اندر جهان
دیدنِ شان یادِ حق بخشد ترا
بس ہمیں توصیفِ مردانِ آمدہ
تا کہ قولِ مصطفیٰ یا بدختام
نیک مردان، همچو ایشان بر زمین
در لیا لہائے برکت از ہیام
ختمِ قرآن با قرأتِ با حضور
روحِ شان در خلدِ بس فرحان بود

دیدہ شدہ کہ بعض افراد از وجہ اقوالِ معاذین سورِ ظن بہ حضرتِ ایشان می داشتند
این سورِ ظن تازمانے می بود کہ بہ خدمتِ اقدس نہ رسیدہ بودند روزے کہ بہ خدمتِ ایشان می رسیدند
گرویدہ حضرتِ ایشان می شدند۔ و ازین جملہ سیادت پناہ سید احمد شمس العلماء، امام جامع دہلی
فرزند جناب سید حافظ محمد الامام رحمہما اللہ بودہ۔ تا سالہا از حضرتِ ایشان دُوری دُرزیدند۔ و چون نوبتی
بہ خدمتِ ایشان رسیدند معتقد بلکہ گرویدہ حضرتِ ایشان شدند۔ وفاتِ ایشان بہ روزِ چہار شنبہ
۲۴ شوال ۱۳۶۶ھ (۱۰ ستمبر ۱۹۴۶ء) بودہ۔ تا روزِ وفاتِ محبت و ارتباطی کہ با ما برادران داشتند بر فرطِ
عقیدتِ ایشان دال بود کہ با حضرتِ ایشان داشتند۔ وقتے کہ ذکرِ حضرتِ ایشان می کردند بہ ادب
احترامِ تام می کردند۔ رحمہ اللہ۔

و کسانے کہ از وجہ ہیبتِ حضرتِ ایشان برکنارہ بودند چون بہ خدمتِ مبارک می رسیدند
از جانِ دل گرویدہ حضرتِ ایشان می شدند و منہم صاحبِ النسبۃ و المودۃ و الاخلاص حکیم فرید احمد عتباتی
امرؤ ہوی، روزے بہ قُربِ چتلی قبر بہ دستِ بوسی حضرتِ ایشان رسیدند و عرض کردند اگر حضرتِ اقدس
اجازت دہند فقیر بعد العشاء بہ خدمتِ اقدس برسد۔ حضرتِ ایشان بہ انبساطِ کامل فرمودند۔
ہاں، ہاں، بہ شبِ بیائید چنانچہ از ان روز تا شبِ وفاتِ سہ سال ہر شب در دہلی بہ خدمتِ حضرتِ
ایشان می رسیدند۔ و ایشان شخصے اند کہ احوالِ کسبِ سلوک از حضرتِ ایشان استفادہ کردند و جوایز
کہ حضرتِ ایشان دادند تحتِ عنوانِ تخریرِ مبارک و در فصلِ اولِ گزشتہ جناب حکیم صاحب از اہل
باطن و اصحابِ سلوک بودہ و سلسلہٴ ارادت و بیعتِ ایشان بہ قطبِ عالم حضرتِ شاہِ عِسلام
علی قدس اللہ سرہ و آفاضِ علی العالمین برآ می رسید، ایشان از شاہ بہار الدین امرؤ ہوی بیعت

می دادند و در صلاحت دلایلِ الخیرات را دوست می داشتند. اگر کسی نصیحت این کتابها را ایشان می خواست منظور می فرمودند. چنانچه آن شخص به دورانِ حلقه هر روز یک جزب پیش حضرت ایشان می خواند، پاک نسبِ پاک باطن سید احمد حسن ساکن اَنوپ شهر از توابع بلند شهر از حضرت ایشان دلایلِ الخیرات خوانده. و چند افراد حصین خواندند۔۔۔۔۔ بعد از نماز عشاء برای نیم ساعت به حرم سراسر شریف می بردند آنجا مخلصات از پس پرده از حضرت ایشان تو جهات و هدایات حاصل می کردند۔

تربیتِ مخلصین

حضرت ایشان به درستی اخلاقِ مریدان سعی هائی کردند از گردابِ آنانیت و پنداری کشیدند می فرمودند تا وقتی که اخلاقِ زایل نشوند، حصول کمالِ باطنی متعذر است ملاحظیب اللہ ولد زنگ از جهات پشاور و غیره بود۔ سالها سال خدمت حضرت ایشان کرده قصیده مبارکه بر زده را عاقل بود۔ بعد از بیعت شدن در خدمت حضرت ایشان عرض کرد که من این قصیده را عالم و خلق خدا را تعویذ می دهم، اگر حضرت شما اجازت عنایت کنید، من این عمل را جاری دارم، حضرت ایشان به ملاحظیب اللہ اجازت داده بودند ملاحظیب اللہ از اصحاب نسبت و حضور آگاهی بود۔ روزی خطای کرد حضرت ایشان صبحها به ساعت ده یا بعد از آن به عاجز فرمودند زید برو به حبیب اللہ بگو، تو این خطا کرده ای۔ لهذا دور و پیجرمانه بدہ۔ ملاحظیب اللہ در خانقاه شریفی نزد مظهر مبارک استناده بوده۔ عاجز پیام حضرت ایشان رسانید۔ وے گفت، من جرمانه نمی دهم۔ عاجز جوابش رسانید حضرت ایشان جواب شنیده برای دو سه دقیقه سر مبارک را مائل به جهت صد مبارک کردند و باز سر مبارک را برداشته فرمودند برو به حبیب اللہ بگو، مادر طلبی تو نه رفتم بودیم تو برای بیعت آمدی و ما از تو اقرار گرفتیم که مخالفت نه خواهی کرد۔ حالا مخالفت کرده ای و جرمانه نمی دهم لهذا به خانه خود برو و با ما تعلق مدار۔ عاجز این قول را به ملاحظیب اللہ رسانید۔ وے این قول را شنیده چشمان خود را بند کرده و بی خود را به جهت قیام گاه حضرت ایشان تحویل داده به کیفیت جذب در آمده با چشم گریان به عا جز گفت۔ من جرمانه نمی دهم من جرمانه می دهم۔ و دور و پیجرمانه به عاجز داد و خودش مصروف وجد و گریه شد۔ عاجز آن دور و پیجرمانه به خدمت مبارک رسانید و عرض کرد که ملاحظیب اللہ جرمانه آد اگر حضرت ایشان سر مبارک خود را به جانب عاجز برداشته فرمودند زید تو دیدی۔ در آن وقت بروی مبارک کیفیت انبساط ظاهر باهر بود۔ و عاجز خیال دارد که حضرت ایشان وقتی که سر مبارک خود را برای لحظات فرورده بودند نوعی از تصرف باطنی به کار آوردند که ملاحظیب اللہ از دایره طغیان در حلقه فرمان درآمد و این گونه تصرفات در اکثر اوقات از حضرت ایشان ظاهری شد، خصوصاً با کسانی که نوعی ارتباط قلبی پیدا کرده بودند۔

حضرت ایشان احوال ہند را دیدہ مخلصین می گفتند کہ از اجتناب از صحبت واعظان

واعظان دور باشند و بہ وعظ ایشان نہ رویدہ عاجز گوید در ہندوستان بہ کثرت فرق و اَخراب را ظہور شدہ است۔ کسے دیوبندی است، کسے بریلوی، کسے چترالوی، کسے غیر مقلد، کسے وہابی، کسے اہل حدیث، کسے اسلامی و کسے تبلیغی و کسے چیزے دیگر۔ این ہمہ فرق را داعیان اند، وعظہا می کنند و عوام را بر راہِ غلطی اندازند دیدہ شدہ کہ از استماع وعظ اینہا شکوک شہات در دل جائے میگیرند برائے فرید پیر و مرشد کرم و ہر وہابی است۔ کسے را کہ پیر و درگاہ پیر و مرشد کامل عنایت کردہ کہ عالم بہ احکام شریعت و عارف بہ اسرار طریقت باشند از بہر چہ پیش دیگرے رود۔

آن را کہ در سرانے نگارے است فارغ است از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار

و اگر پیر کسے بہ احکام شریعت چندان علم نہ داشتہ باشد و براباید از عالم استفسار مسأئل کند کہ از جمیع این احزاب بر طرف باشند چہ اصحاب احزاب مسلک حزب خود را بیان می کنند و چغرت سوے ویرانہ کشد طوطی سوے قند، و کس نہ گوید کہ دوغ مادرش است۔ سید احمد حسین انوپ شہری بسلسلہ ملازمت بہ شہر لونا رفت و آن جائزہ امام مسجد شریف کہ عالم بودہ نشست و برخواست شروع کرد۔ و حسب معمول بہ خدمت حضرت ایشان بہ کوٹہ عریضہ ارسال کرد۔ حضرت ایشان بہ جواب تحریر فرمودند۔ در وظیفہ شکایت بہ نظر درمی آید، آیا نزد بد عقیدہ افراد نشست و برخواست می دارید؟ احمد حسین بہ عاجز گفت، من متحیر اندم کہ کدام کس بد عقیدہ است کہ ازوے دور مانم، و اندرین فکر غلطان و بیجان بہ مسجد شریف رفتم و در صحبت مولوی صاحب نشستم و مدتے نگزشت کہ شخصے نزد مولوی صاحب چیزے از خلأوہ آورد و گفت، برائے فاکہ حضرت پیران پیر قدس اللہ سرہ این شیرینی آورده ام شما فاتحہ خواندہ ایصال ثواب کنید مولوی ضا بہ آن شخص گفت۔ این ہمہ کارہائے لایعنی اند و من این گونه کار نمی کنم۔ از مولوی صاحب چون این سخن شنیدم و انستم کہ این امام بد عقیدہ است و خود را از صحبت و سے برکنار کردم۔

اجتناب از صحبت صوفی ناتمام | دی فرمودند کہ از صحبت جاہل و ناتمام صوفیہ خود را محفوظ

دارید۔ مولانا سید عبدالجلیل در ۱۳۲۲ھ بیعت شدند۔ دوسہ ماہ در حلقہ مبارکہ حاضر شدند۔ چون حضرت ایشان بہ کوٹہ رفتند، ایشان بہ ڈاسٹہ برگشتند کہ در مضائق دہلی دسے بزرگ است۔ مولوی صاحب بہ این عاجز گفتند۔ آنجا یک صوفی بود۔ من ہر روز بہ خدمت و سے رسیدہ بہ ذکر شریف مشغول می شدم۔ چون حضرت ایشان از کوٹہ مراجعت فرمودند بہ خدمت مبارکہ رسیدم، حضرت ایشان مرا برائے تعلیم حضرت بلال مقرر فرمودند۔ من محسوس کردم کہ حضرت ایشان را

بر احوال من آن نظر انتفات نیست کہ در سالِ ماسبق بود۔ در آن آیام حضرت ایشان پاپیادہ برائے تفریح و تمشیہ از خانقاہ شریفی برآمدند و عند المعادۃ برگرسی ہندی در دروازہ خانقاہ شریف قدرے آرام می گرفتند و مخلصین پاک منش این فرصت را غنیمت شمرده پاہائے ایشان را بہ شوق تمام می مالیدند۔ روزے حضرت ایشان چون بازگشتند برگرسی ہندی نشستند مراد رجا نبی استادہ دید و بین خطاب کردہ فرمودند: "عبدالجلیل چہ ماجری است کہ علالتِ سالِ گزشتہ در تو نہ می یابم" عرض کردم: خطائے از من سر نہ زدہ البتہ من در صحبتِ یک صوفی نشستہ بہ ذکر شریف مصروف می شدم، فرمودند: "این کثافت کہ در تو ظاہر است اثر بہان صحبت است" عرض کردم حضور انور آن نسبت را سلب بفرمایند، فرمودند: "سلب نسبت بکنم؟" و باز چشمان مبارک را بند کردہ متوجہ بہ سونے من شدند و من محسوس کردم کہ در سینہ من چیزی جمع کردہ می شود و باز چیزیے از ام الدماغ من خارج شد و آن وقت یک آواز کہ آشبہ بطنطن باشد شنیدم۔ حضرت ایشان چشمان مبارک را کشادہ بہ من گفتند: "عبدالجلیل چند روز ذکر شریف نہ کنی" مولوی صاحب می گفتند: بعد ازین احوال باطنی من درست شد و از الطاف و عنایات حضرت ایشان بہرہ مند گشتم۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ ذَٰلِكَ۔

اعمال حضرت ایشان بر عزیمت بود۔ اَمَّا اَحْيَانًا بِاِلا ضرورت برائے اختیار از عزیمت بہ رخصت

احوال مخلصین بر رخصت عمل می کردند کسانے کہ دانائے رازی بودند می دانستند کہ این اختیار است و پروردگار از من لای محفوظ دارد۔ و بعض افراد را خناس در ورطہ شکوک و اوهام می انداخت و این گونه افراد را حضرت ایشان فی مابعد سیاست می فرمودند۔ ازین جملہ حافظ عبدالحکیم سوداگر حجت دہلوی بود۔ در اوایل ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۶۶ واقعہ خود را بیان کردند۔ بعد از تقسیم ہند حافظ عبدالحکیم بہ کراچی رفت و بعد از یک و نیم سال واقعہ حافظ عبدالحکیم

بہ دہلی باز آمد روزے نزد محرم مبارک با عاجز نشستہ بود و بیان کرد کہ یک بار در دم اعتراض پیدا شد و رفتہ رفتہ جائے گرفت، شبے برائے شرکت در حلقہ شریفیہ حاضر شدم، در بان اطلاع کرد کہ حضرت ایشان طلب نہ فرمودند، و من قدرے انتظار کردہ بہ خانہ رفقہ شیب دوم و باز شب سوم نیز ہمین صورت پیش آمد۔ آن کہ بہ دلم خیال آمد کہ امشب نیز حاضر می شوم، و تا آن وقت بہ خانہ مراجعت نہ کنتم کہ حضرت ایشان رانہ بنیم چنان چہ بعد از عشاء بر در اقدس حاضر شدم، در بان اطلاع کرد و جوابے نہ یافت من در دروازہ نشستم، بعد از نصف شب بہ ساعت دو ملا حاجی احمد خان مٹہ خیل آمد و مرا گفت کہ حضور انور بہ قیام گاہ خود شریف بروند لہذا شما بہ خانہ خود

برگردید من بہ ایشان گفتم۔ تا وقتے کہ بہ سعادت قدمبوسی نہ رسم ازین جانہ خواہم رفت شما یک بار بہ خدمت ایشان باز اطلاع من بدہید۔ چنانچہ ملا احمد خان از راہ بام رفتہ حضور انور را اطلاع داد۔ حضرت ایشان فرمودند عبدالحکیم را بسیار چنانچہ من از راہ بام با ملا احمد خان بسم اللہ الرحمن الرحیم خواندہ حاضر شدیم چون حضرت ایشان آواز من شنیدند بیرون صحن برآمدہ دروازہ زینہ را کشتادند۔ چون من بہ حضور ایشان رسیدم پائے مبارک ایشان گرفتہ اشک ریزان عرض کردم کہ تقصیر مرا عفو فرمائید، حضرت ایشان نزد دروازہ زینہ استادہ بودند، مرا از اکثاف گرفتہ استادہ کردند و فرمودند عبدالحکیم از چند روز در دل تو کجی بود لہذا ما ترانہ خواستیم حکیم اجل خان را تومی شناسی۔ بنوعی کہ وی تشخیص امراض جسمانی می کند و باز علاج می کنی، بہ فضل پروردگار ما تشخیص امراض قلب بہ همان طوری کنیم و باز علاج آن می کنیم تو بین کہ چہ طور از کجی دل تو آگاہ شدیم و علاج آن کردہ زائل کردیم ہوش کن کہ بار دیگر این گونه فعل از تو سر نہ زند، این کلام فرمودہ مراد عدادہ رخصت کردند۔ این تنبیہ برائے عبدالحکیم باعث خیر و برکت گردید و محبت پیرو مشد و رسیدار قلبش متکمن گشت و از حلاوت۔ لایومین احد کم سحتی اکون احب الیہ من والدیہ و ولدیہ و الناس اجمعین۔ متلذذ گشت۔ تا وقتے کہ مرید در محبت پر خود فانی نہ گردد فنا فی الرسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے می تواند شد و تا وقتے کہ فانی در محبت رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نہ گردد، فنا فی اللہ کے می شود۔

حضرت ایشان مخلصین را بر زلات تنبیہ می فرمودند چنانچہ مولانا **واقعہ مولانا سیف الرحمن** سیف الرحمن را بر و بستگی ایشان با اہل دنیا تنبیہ فرمودہ اند مولوی صاحب از مخلصین اولین حضرت ایشان اند و در مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی صدر مدرس بودند۔ در اوایل عقد راج از مایہ چہار دہم در تحریک ترک موالات ہجرت کردہ بہ کابل رفتند، در سال ہزار و سہ صد و پنجاہ ملاقات ایشان در حرم محترم عند المقام با این عاجز شد، محبت و اخلاص و ارتباطی کہ با سیدی الوالد قدس سرہ داشتند آثار آن ظاہر و باہر بود، بیان حضرت ایشان می کردند و بہیم اشکہا از چشمان خود می ریختند در آن لقمہ مبارک دعا ہا می کردند۔ رَحِمَہُ اللہُ دَرَضِی عَنہ۔

مولوی صاحب از اہل دنیا شخصے را بہ خدمت حضرت ایشان آوردند۔ آن شخص دو از دہ ہزار روپیہ کلدرا از زکات بہ خدمت حضرت ایشان پیش کرد تا کہ ہر کرا خواہند بدہند و ہر جا کہ خواہند صرف نمایند۔ مولوی صاحب سفارش آن شخص کردند، حضرت ایشان را اوضاع و اطوار آن شخص پسند نیامد و روپیہ بہ دے گشتانند و مولوی صاحب را گفتند کہ چرا سفارش چنین شخص کردی و باز مولوی صاحب را از خانقاہ شریف بدر کردند چنانچہ چند روز مولوی صاحب از حلقہ و توجہ محروم ماندند۔

واقعہ ملا عبدالحلیم آخوندزادہ

در کوشہ بلوچستان نزد خانہ حضرت ایشان در احاطہ سفیر
محمد اسماعیل محمد عمر نوزوی قیام داشت۔ وقتے کہ حضرت ایشان
برائے تفریح و تمشیہ تشریف می بردند در اراہ بہ کمال ادب عرض احترام می کرد و بیکان وقت بہ خدمت شریف
رسیدہ چندے می نشست۔ اگرچہ وے از حضرت ایشان بیعت نہ بود و ریش وے ہم کمتر از دانه برنج
بودہ لیکن دیدہ شدہ کہ حضرت ایشان بروے شفقت می کردند۔ روزے وے پریشان حال حاضر شد
در دست وے یک جام بود و دران جام قدرے از آب آورده بود۔ حضرت ایشان پرسیدند "محمد عمر
چیست" عرض کرد۔ دخترم از دیروز بہ دژ دژہ مبتلا است، ولادت نہ می شود و حال امید حیات گستہ۔
حضرت ایشان جام را در دست خود گرفتہ چیزے خواندند و دم بر آب کرده بہ محمد عمر دادند و فرمودند۔ پریشان
مشو۔ این آب را بہ دختر خود بدہ۔ پروردگار فضل خواهد فرمود۔ چنانچہ محمد عمر آب را برد و بعد از نصف
ساعت باز گشت و دست و پائے حضرت ایشان را بوسہ دادہ عرض کرد۔ بہ مجرد نوشیدن آب ولادت
شد و دختر راحت یافت و از خطرہ برآمد۔ حضرت ایشان الحمد للہ گفتند و شادان گشتند۔

ملا عبدالحلیم آخوندزادہ از اجل خلفائے حضرت ایشان بودند۔ بیانش ان شاعر اللہ در خاتمہ خواهد
آمد۔ ملا صاحب روزے بلا وجہ محمد عمر نوزوی را کہ ذکرش بالا گذشت سخت و سست گفت۔ چون حضرت
ایشان را علم واقع شد در بان را امر کردند کہ دو چار کفش ملا صاحب را بر سرش بزنند۔ چنانچہ در بان امتثال
امر کرد۔ ملا صاحب چند دقیقه خاموش ماندند و باز بر در مبارک حاضر شدہ مصروف آہ و بکا شدند۔ حضرت
ایشان آواز ملا صاحب می شنیدند و درین دوران متوجہ بہ سوئے ایشان ماندند و باز سراپا رحمت و
شفقت شدہ نزد ملا صاحب آمدہ بر ہر دو پاہائے خود شستہ دست مبارک بر سر ملا صاحب فرو آوردند
و اظہار رضامندی خود کردند۔ ملا صاحب رادل بستہ شد و دست مبارک ایشان را بوسہ داد۔ آہ و بکائے
ملا صاحب نہ از در ضرب بود بلکه در دل ایشان این خیال آمد کہ حضرت ایشان از من ملول خاطر شدہ
اند۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

واقعہ ملا عبد اللہ عینری

ملا عبد اللہ از مخلصین قدام صاحب نسبت و اخلاص و بودت و صفا
اجازت بود۔ می گفت کہ لغزشے از من واقع شد و حلالت باطنی را
در با ختم حضرت ایشان طبیب دلہا بود۔ برایم پنج ضرب چوب تجویز کردند۔ چنانچہ خادمے امتثال امر کرد
ملا عبد اللہ گفت چون ضرب اول بر جسم واقع شد دیدم کہ پردہائے غفلت چاک شدند از فرط مسرت بہ جناب
گفتم کہ رعایتے بمن نہ کند و ضرب را بہ شدت جاری کند۔ چون ضرب پنجم بر جسم رسید کار خانہ باطن کاملاً

پاک شدہ بود و اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

حافظ میرالدین دہلوی در آن وقت حاضر بود بہ عاجز می گفت کہ من حیران ماندم کہ ملا عبد اللہ بر سرِ ہر چوب الحمد للہ می گفت و در اتمام ضرب حالت وجد روئے طاری گشت من از ملا عبد اللہ استفسار کردم۔ ایشان حقیقت امر بیان کردہ گفتند۔ ”این ضرب چوب نہ بود بلکہ داروئے دن بود“ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَسَاحِي عَنَّهُ۔ بیان ملا عبد اللہ در خاتمہ ان شمار اللہ خواہد آمد۔

ملا جمعہ خان از یارانِ قدیم و مریدِ مستقیم بود۔ احوالش در خاتمہ ان شمار اللہ **واقعه ملا جمعہ خان** خواہد آمد۔ در سال ہزار و سہ صد و سی و ہفت بہ کوسٹ آمدند۔ روزی در

خدمت حضرت ایشان عرض کردند ”حضور انورِ فضل پروردگار شد کہ از بارگاہِ نبوتِ علی صاحبِہما الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِالْوَاسِطَةِ فیض یاب می شوم حضرت ایشان خوش وقت شدہ فرمودند ”لے عزیز ہر چہ می یابی ازین سوراخ می یابی“ و اشارہ بہ سینہ مبارک خود کردند ملا صاحب عرض کرد کہ حال او اسطہ در میان نہ مانده و بلا واسطہ فیض یاب می شوم حضرت ایشان فرمودند ”پس شمارا حاجت آمد بہ نزد چہیت شماروید“ و در بان را گفتند کہ ملا صاحب را رخصت کند و فرمودند کہ در حد و خانہ ہائے مانہ آیند۔ ملا صاحب بعد ازین واقعہ پانزدہ یا بست روز در کوسٹ ماندند لیکن شرف دست بوسی نہ یافتند و کئیب الخاطر بہ وطن خود مراجعت کردند۔

عاجز گوید بابائے سوم حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ کتابِ ہدایۃ الطَّالِبِیْنَ در حیاتِ پیروم شدہ خود قیومِ جہان حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ سرہ کا قدس نوشتہ اند و باز حضرت پیروم شدہ آن تالیفِ قیم رامطالعہ کردہ نوشتہ اند۔ ”آن چہ درین رسالہ مذکور است بسیار مسرور و محفوظ گردانید“ این کتاب در بیان سلوک نقشبندیہ مجددیہ از اہمّات کتب است۔ درین کتاب حضرت جدِ امجد قدس سرہ تحریر کردہ اند۔ ”قلوبِ مشائخِ کرام را کہ تا بہ حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سائطِ فیض اندماند عینک باید داشت“ قلوبِ حضراتِ مشائخِ امثالِ زجا جہائے ”دور بین“ اند کہ ہر قدر زجا جہا را بہ پہلوئے یک دگر نہادہ بہ سوئے کواکب می بینند نظر تیز تر و صاف تر می شود۔ بہ وقتِ نظر کردن زجا جہ از صفائے خود بہ نظر نہ می آید۔ انسان خیال می کند کہ و سے اشیائے بعیدہ را بہ چشم خود می بیند۔ حالانکہ این دید در بینِ منّتِ آن زجا جہا است کہ بہ پہلوئے یک دگر نہادہ شدہ اند۔ حضراتِ مشائخِ قدس اللہ سرہ ہم فرمودہ اند۔ برائے تحقیق امور ظاہری قلبت و سائط بہتر است تا مطلقان سہو و نسیان کمتر باشد۔ ازین جا است کہ ثلاثیاتِ امام بخاری را منترتے دیگر است، اما برائے حدّات

بصیرت کثرت و سائط بہتر و خوب تر است، ہر قدر کہ زمان از ایام سرورِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دورتر می افتد زیادتِ واسطہ نافع تر آید کہ قلوب اولیاء با یک دگر پیہم شدہ کیفیت دیگر پیدا می کنند۔ ملا جمعہ خان رحمہ اللہ صفائے وقت و حال را دید و صفائے زجاہہ کا آنجا کو کتب دُرّی را فکر نہ کر د کہ موصل بہ آن مصدر فیوضات است۔

رَقَّ الرَّجَاجُ وَ رَاقَتْ النُّخْمُ فَلْتَشَابَهًا وَ تَشَاكُلَ الْأَمْرُ

دران روز ہا حسین اللہ صاحبزادہ اندر می شلگری حاضر بود۔ چون ملا جمعہ را حضرت ایشان از جائے خود کشیدند، حسین اللہ بیوے گفت۔ آن چہ حضور انور فرمودہ عین صواب است، لہذا اعترافِ تقصیر خود بکنید۔ ملا صاحب گفت من حقیقت امر را بیان کردہ ام و رجوع ازان نہ می تو اتم کرد۔ این بیان حسین اللہ صاحبزادہ بہ عاجز کرد۔

ملا صاحب بعد از چند ماہ بہ دہلی حاضر شد۔ و در آن جا قیام کرد کہ برائے قیام کردنِ مخلصین مخصوص بود۔ اما اجازت دخول خانقاہ شریف بہ ایشان دادہ نہ شد۔ روزی ملا صاحب بالائے بام دروازہ ترکمان رفت۔ واللہ اعلم چہ صورت حال پیش آمد کہ از بالائے دروازہ بر روی خاک افتاد۔ بلندی بام دروازہ از ہشت یا نہ گزافرنجی کم نیست، اگرچہ ہیچ عضو از ملا صاحب شکستہ نہ شدہ بود اما خستگی و درد بہ حدّی بود کہ از حرکت معذور بودند۔ مخلصین ایشان را برداشتہ بہ قیام گاہ رسانیدند۔ بہ وقت عصر چون حضرت ایشان برائے سیر و تفریح در عرب سوار شدند از مایان برادران یکے عرض کرد کہ امروز ملا جمعہ از بالائے بام دروازہ ترکمان غلطیدہ بر روی زمین افتاد۔ حضرت ایشان بہ خوب و چہ تفصیل واقعہ شنیدہ و لحظہ توقف کردہ فرمودند۔ "اچھا ہوا" یعنی خوب شد۔

عاجز در احوال حضرت عالی قدر قدس اللہ اسمہ از ہم در جائے خواندہ کہ بر مخالفت اولیائے کاملین از جانب حق جل و علا تنبیہ واقع می شود و بعض اوقات آن تنبیہ فہلک می باشد، یکے را از حضرت کرام شخصے آزار رسانید، ایشان بہ خادمے گفتند کہ آن شخص را بزند۔ خادم تغافل کرد، و وقتے نہ گزشت کہ آن آزار دہندہ بر زمین افتاد و ہمان دم مرد۔ آن حضرت بہ خادم گفت من ملاحظہ کردہ بودم کہ غیرت خداوندی بہ جوش آمدہ، خواستم کہ بہ لکم ہائے یا نہ لکمے خلاصی یا بدلیکن تو تغافل کردی و وے از جان رفت۔ و الْأَمْرُ كَمَا قَالُوا قَدَسَ اللَّهُ أَسْرَارَهُمْ فَقَدْ أَخْرَجَ الْبُخَارِيَّ عَنِ النَّسِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّه صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَنِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَنْ أَهَانَ لِي وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِي بِالْمُحَارَبَةِ۔ پروردگار از غضب خود ہمہ را محفوظ دارد۔ نزد عاجز "خوب شد" گفتن حضرت ایشان بعد از

استماعِ واقعہ و بعد از تفکر از این وجه بوده باشد که ملا صاحب راجحت زیادتر رسید تمام اعضا سالم مانند
واقعہ ملا عبد الحنان ترکی ملا عبد الحنان ترکی طالب علم ذی استعداد بود۔ در دہلی بہ طلبِ علم مصروف بود۔ چون در اوایل ماہ مبارک میلاد از شش سالگی
حضرت ایشان از کونٹہ بہ دہلی رسیدند حسبِ معمول تا نیم روز بیرون نشستند و باز آخرین مصروفِ کلام
ماندند چون وقت برخواست رسید نظر ایشان بر ملا عبد الحنان افتاد۔ دریافت نمودند در کدام مدرسہ
خواندی و چه خواندی عبد الحنان بیان کتاب ہا و مدرسہ کردہ عرض کرد کہ از استاد تجوید کلام اللہ شریف
نیز کردہ ام۔ ازین خبر حضرت ایشان بسیار خوش شدند و فرمودند چیزے بخوان، آن وقت عاجز بہ قرب حضرت
ایشان استادہ بود۔ عبد الحنان سورہ فاتحہ را تلاوت کرد، چون بہ المغضوب و الضالین رسید
ضاد را بہ صوت ظا ادا کرد۔ از استماعِ صوتِ ظا آثارِ کرامت بر روی مبارک ظاہر شدند و حضرت
ایشان بہ حرم سرالتشریف بردہ بہ عاجز گفتند کہ برو و بہ دربان بگو کہ عبد الحنان را از خانقاہ شریف
یکشد و داخلہ دے در خانقاہ شریف ممنوع است۔ عاجز پیام را بہ دربان رسانید و آمد عبد الحنان در
خانقاہ شریف بند شد، بعد از شش ماہ حضرت ایشان بہ کونٹہ تشریف بردند۔ ملا عبد الحنان نیز
آن جا رسید۔ ماہ شعبان و ماہ رمضان گزشت و دے در حد و خانہ و مسجد شریف حضرت ایشان
داخل نہ شدہ در ماہ شوال روزے یک رقعہ خورد بہ عاجز داد کہ بہ خدمت حضرت ایشان برساند۔ بر یک
جانب رقعہ نوشتہ بود۔ غلام شہا عبد الحنان، ساکن ناوہ، مقرر افغانستان، و بر جانب دیگر نوشتہ بود
"ترحم یا حضور ی ترحم" حضرت ایشان رقعہ را ملاحظہ فرمودند و بعد از چند دقیقہ بہ عاجز گفتند۔
بہ عبد الحنان بگو کہ تو چرامسلبک جمہور گزارشتہ، مسلکِ روافض و غیر مقلدین اختیار کردی۔ عاجز ایس
کلام بہ عبد الحنان رسانید۔ دے گفت۔ من بخطائے خود نادم و منفعلم و تو بہ می کنم حضور تو بہ مرا
قبول فرمایند و از من راضی شوند۔ حضرت ایشان فرمودند۔ از تخریفِ کلامِ الہی دل من آزرده است
و ناوقتے کہ بہ ایمان موثقہ اقرار نہ کنی کہ باز این فعل از تو صادر نہ خواہد شد، دل من از تو خوش نہ می شود۔
ملا عبد الحنان بر دروازہ حضرت ایشان بہ انحنائے تام نشستہ مصروف آہ و فغان و اشک ریزی بود
و بہ سوگند ہائے شدیدہ اقرار کرد کہ بازار تکاپ این عمل نہ خواہد کرد۔ حضرت ایشان فرمودند کہ اقرار خود را
با ایمان موثقہ تخریر کند۔ چنانچہ دے آن ہمہ را تخریر کرد۔ و عاجز آن رقعہ را بہ خدمت حضرت ایشان
رسانید۔ حضرت ایشان بہ آواز بلند این الفاظ فرمودند۔ "اگر بر وعدہ خود
قائم ماندی من از تو راضیم و الا لا" بعد ازین عبد الحنان اجازت طلب کرد تا بہ وطن برود۔ حضرت

ایشان اجازت دادند۔ دوے از دروازہ فرخص شد حضرت ایشان از عبدالحمنان بہ نوعی کہ سوگند ہا با اقرار لسانی و تحریری گرفتند برائے بعض افراد جائے حیرت بود۔ لیکن احوال عبدالمنان ثابت کرد کہ آن ہمہ عین صواب بود و اندیشہ حضرت ایشان ناشی از احوال "إِنَّهُ يَنْظُرُ بُيُوتِ اللَّهِ" بود عبدالحمنان مسلک روافض و غیر مقلدین را تا آخر ایام نہ گذاشت، در عقد سابع از مایہ چہار دہم عاجز بہ توسط یک مُلا بہوے احوال فرستاد کہ حضرت ایشان قدس سرہ از استماع قرأت شما آزرده خاطر شدند و عندالوداع چہ اقرار و چہ تحریر از شما گرفتند و شما چہ سوگند ہا خوردید۔ افسوس کہ آن ہمہ را فراموش کردید۔ رضائے حضرت ایشان مشروط بود۔ و شما خوب می دانید کہ اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوطُ۔ چون کہ این تمام واقعات بہ پیش عاجز بہ ظہور رسیدہ ازین جہت این احوال بہ شما می فرستد۔ آن مُلا پیام عاجز رسانید و عبدالحمنان ساکت و واجم ماند۔ اَقَالَ اللَّهُ عَثْرَتَهُ وَرَجَعَهُ۔

واقعه ملا نیک نظر ترکی ملا نیک نظر از قاری ولی محمد میرٹھی شش ماہ فہم تجوید خواند و بہ سال آخر در کونستہ ملازم خدمت حضرت ایشان بود و در عربی بہ نزد سائق

نشستہ ہمراہ ایشان بہ باغ تُولہ می رفت۔ روزے حضرت ایشان بہ وقت مراجعت از باغ تُولہ بہوے گفتند نیک نظر تو از قاری مامشوق کردہ ئی۔ چیزے تلاوت کن۔ نیک نظر دو سہ آیات مبارکہ را بہ بد مزگی تلاوت کرد حضرت ایشان فرمودند۔ چہ طور می خوانی۔ وے گفت از دو سہ روزہ رسیدنہ من گرانی است۔ آن وقت حضرت ایشان خاموش ماندند و روز دیگر چوں حضرت ایشان در عربی نشستند و نیک نظر قصہ کرد کہ بالا نزد سائق بنشینند حضرت ایشان فرمودند در سینه تو گرانی است۔ لہذا دیدہ پیش عربی برو۔ چنانچہ نیک نظر تا "جنگل باغ" کہ از باغ تُولہ یک میل پیشتر و از کونستہ بہ فاصلہ دو نیم میل واقع است پیش عربی بناخت و آن جا رسیدہ بہ سوئے جنگل باغ رفت۔ و چون حضرت ایشان از نماز شام فارغ شدند ملا نیک نظر بہ خدمت حضرت ایشان رسید حضرت ایشان فرمودند "نیک نظر چہ ماجرا است" عرض کرد۔ در جنگل باغ بسیار استفراغ کردم و مواد سیاہ از سینه من خارج شد حضرت ایشان الحمد للہ گفتہ فرمودند۔ تو بہ خانہ برو۔ نیک نظر فی مابعد می گریست و می گفت، آن گرانی کہ در سینه خود محسوس می کردم قطعاً از اہل شد و ہیج گاہ اثرے ازان نہ یافتم۔

عاجز گوید کہ علمائے سیر از احمد و آرمی و طبرانی و بیہقی و ابو نعیم و ابن ابی شیبہ نقل کردہ اند کہ ابن عباس گفتہ کہ زنی بچہ خود را نزد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم آورد و گفت کہ بہ وقت نان خوردن آثار جنون بر این طفل ظاہر می شود، حضرت رحمت عالمیان مبارک دست خود را بر سینه بچہ فرو آورد

وآن بچہ تے کر دو بلائے بہ شکل جڑوے از شکم بچہ بر آمد و مرض زایل شد۔

وَكَلَّمَهُم مِّن سُرْسُورِ اللَّهِ مُلَقِّمِسْ عَرَفَاتِمْنَ الْبَحْرِ أَوْ شَفَافَاتِمْنَ الدِّيَامِ

واقعہ مولوی محمد اسحاق و سید زاہد حسین | مولوی محمد اسحاق در مدرسہ امداد الاسلام واقع صدر بازار، میرٹھ مدرس بود،

قبل از ولادت این عاجز بیعت شدہ بود۔ عیالش چند وقت مرضعہ عاجز بودہ و مولوی صاحب چند مدت حضرت برادر کلان را در خورد سالی سبق می داد۔

سید زاہد حسین از امر و ہر بود او ہم اندران ایام داخل سلسلہ شدہ بود۔

این ہر دو افراد سالہا سال بہ خدمت حضرت ایشان حاضر می شدند و استفادہ می کردند سید زاہد حسین بعض مکاتیب حضرت ایشان را جمع کردہ بود۔ وقتے کہ آن مجموعہ را می خواند بہ آہ و فغان مصروف می گشت۔ در حلقہ شریفہ بہر دو افراد احوال را جمند طاری می شد کہ از ضبط ایشان خارج می بود لہذا در وجد آمدہ احیاناً می غلطیدند و احیاناً نعرہ زدہ بے خودی شدند۔

و معمول حضرت ایشان بود کہ بہ دوران قیام دہلی بہ شب دوازدهم ہر ماہ کتاب مبارک سَعِيدُ الْبَيَانِ فِي مَوْلِدِ سَيِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَنِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ را می خوانند۔ در حصہ شمالی از دالان مسجد شریف پردہ آویختہ می شد تا حضرت والدہ ماجدہ و نسایہا لحاظ استماع کنند و بہر جهت جنوب مخلصین پاک نہاد صف بہ صف مراقب می نشستند و از انوار نبوت و اسرار ولایت بقدری تحصیل نمود ہر یک دامن مراد پر می کرد۔ درین مبارک و پاکیزہ محفل غیر از مخلصین کسے شرکت نمی توانست کرد۔ قاری فضل الرحمن پانی پتی از مخلصین پاک نہاد بود۔ تلاوت شریفہ بہ وجہ خوب می کرد۔ درین مبارک محفل قدرے از کلام الہی تلاوت می کرد و کسے از مخلصین نعت مبارک ہم می خوانند۔ درین مبارک محفل بعض افراد از میرٹھ، پانی پت، سرسہ، ہانسی، ریوڑی می آمدند۔ روزے بعض پاک نہاد افراد عرض کردند کہ اگر برائے عوام اجازت شود و ایشان نیز احوال مبارک بشنوند، بہتر باشد۔ حضرت ایشان فرمودند کہ بہ شب دوازدهم ماہ مبارک میلاد برائے عوام اجازت است کہ بیابند و احوال مبارک بشنوند۔ و از اہل پس محفل مبارک میلاد بہ صورت عمومی انعقاد یافت۔ و بعد از قیام میرٹھ کہ در ۱۳۲۹ھ بودہ حضرت ایشان در تریپن این مبارک محفل سعیتہا فرمودند۔ مولوی محمد اسحاق و سید زاہد حسین برائے اشتراک حاضر شدند، چون ترتیبات زیب و زینت و آرایش را ملاحظہ کردند در دل ایشان شکوک و شبہات پیدا شدند و ہمان دم ملاقات نا کردہ باز گشتند، حضرت ایشان را بر احوال ایشان آگاہی شد و در بیان را فرمودند۔

برائے ایشان اجازت نیست کہ در خانقاہ شریف داخل شوند۔ مولوی صاحب و سید زاہد حسین در عرصہ دو سال چند بار حاضر شدند لیکن اجازت دخول نہ یافتند۔ حضرت ایشان نہ این دو افراد را از خانقاہ شریف بدر کردند بلکہ نسبت شریفہ را نیز از ایشان سلب کردند۔ آخر الامر ایشان بہ جائے دیگر رفتند و بیعت شدید۔ چند سال بعد ملاقات ہر دو افراد با قاری ولی محمد میرٹھی شد۔ قاری صاحب بہ ایشان گفتند و چون خوب گفتند من این قدر می دانم کہ سالہا سال شما ہر دو بہ خدمت حضرت صاحب حاضر می شدید و بر شما یان ظہور کیفیت می شد۔ در حلقہ شریفہ گاہے نعرہ می زدید، گاہے در وجد می آمدید۔ پروردگار شما یان را نعمت عطا کردہ بود۔ شما یان ازان نعمت روگشتانہ بہ جائے دیگر رفتید۔ حالاً در شما یان از کیفیت سابقہ نامے و نشانے نہ ماندہ۔ اگر کیفیت سابقہ از راستی بودہ شما یان کفران نعمت کردہ اید، و اگر از تصنع بودہ شما یان مستحق نعمت الہی نہ بودہ اید بہ ہر حال ہر چہ بہ شما یان رسیدہ بہ سزائے اعمال شما یان است۔“

در اوایل ۱۳۶۶ھ جناب مولوی محمد اسحاق بہ خانقاہ شریف دوسہ بار آمدند۔ این آمد ایشان بعد از سی و پنج سال بود۔ با حضرت برادر کلان و با این عاجز ملاقات کردند۔ بر جرمان نصیبی خود متأسف و شک ریز بودند۔ از کلام ایشان پُر ظاہر بود کہ در جائے دیگر ایشان را بیچ نصیب نہ شد۔ نو بہت آخر چون برائے ملاقات آمدند عند المرآجعہ دست عاجز گرفتہ تا بہ محشر شریف آمدند و آن جا بے اختیار شدہ بہ جانب ترار پُر انوار اشارہ کردہ گفتند: ”من بہ ہمان رنگ یک ادنی غلام حضور مبارک کہ اول بودم۔“ و یک نعرہ زدہ مصروف گریہ و بکاشند۔ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ وَ رَحِمَهُ وَ رَضِيَ عَنْهُ۔

واقعہ ملا احمد خان روزے حضرت ایشان در کوٹہ بیرون خانہ برکسی ہندی جلوہ افروز بودند۔ جماعت کثیرہ از مخلصین افغانستان حضرت ایشان را مخاطب بود۔ و بیشتر از آنہا علماء بودند کہ کم از چہل تن نہ بودہ باشند۔ طبیعت حضرت ایشان بسیار شاد و چہرہ مبارک مثل گل شکفتہ بود۔ از بونے اتفاق ذکر افغانستان و اہالی آن دیار در میان آمد۔ حاجی ملا احمد خان مٹہ خیل عرض کرد، در افغانستان از میراث چیزے نہ می دہند و اگر نلے را شوہرش بمیرد از اقربائے زوج جبراً بایکے نکاح می کنند۔ از استماع این سخن حضرت ایشان متاثر شدند و بعد از چند دقیقہ بقیام گاہ خود تشریف بردند۔ جماعت علماء بہ ملا احمد خان گفت۔ چہ مبارک محفل بود کہ آن را در ہم زدی۔ چہ این ذکر را در میان آوردی۔ ہنوز مکالمہ علماء جاری بود کہ حضرت ایشان برہنہ سبز بہ منہ پا بہ صورت استعجال از خانہ برآمدند و فرمودند: ”کنسے را کہ کلام احمد ناگوار خاطر گزشتہ و دے می خواہد کہ خود را از وبال پاک کند پنچ ضرب چوب برداشت کند۔“ این قول فرمودہ بہ خانہ تشریف بردند۔ ہر کیے از حاضرین جلسہ خود را برائے ضرب پیش کرد و خود را پاک کرد، غیر از یک ملا کہ دے بیاض ظریف الطبع و خستہ رو بود۔

غالباً نامش ملا باز بود۔ وے برائے ضرب خود را پیش نہ کر۔ رفقائیش گفتند۔ جائے ظرافت نیست۔ باید کہ خود را برائے تطہیر پیش کنی، ملا صاحب حسب عادت خود بہ ظرافت مشغول شد و خود را برائے ضرب پیش نہ کر۔ بعض علماء کہ دوران وقت موجود بود و خود را برائے ضرب پیش کردہ بودند بہ عاجز گفتند کہ بعد از چند روز مایان اجازت گرفتہ بہ وطن مراجعت کردیم۔ آن ملائے ظریف رفیق مایان بود۔ در راہ محسوس کردیم کہ در داغ ملا صاحب فتویٰ نے راہ یافتہ چون وے بہ خانہ خود رسید بہ مرض جنون مبتلا شد۔ چند وقت زندہ ماند و بالاخر در جنون وفات یافت۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَحِمَ جَمِيعَ اِخْوَانِهِ وَرَضِيَ عَنْهُمْ۔

واقعہ محمد رفیع شیخ محمد رفیع برادر خورد حاجی محمد اسماعیل از قدمائے مخلصین بود۔ بار اول ہجرت رفت و با مولانا سید حبیب الرحمن ردو لوی ملاقات کرد۔ حضرت مولانا استاد مشفق حضرت ایشان بودند محمد رفیع بہ عاجز بیان می کرد۔ چون برائے ملاقات بہ جائے حضرت مولانا رسیدم بہ خادم گفتم کہ برائے ملاقات آمدہ ام۔ خادم خبر رساند ما اجازت حضور می نہ یافتم۔ روز دوم باز رفتم و بہ خادم گفتم کہ عرض کند از دہلی آمدہ ام از غلامان حضرت شاہ ابوالخیرم و سلام ایشان آوردہ ام۔ چون این پیام بہ ایشان رسید طلبم نمودند و از احوال حضرت مرشدم استفسار کردند برائے حضرت ایشان سلام دادہ فرمودند "خود ایشان نہ می آیند و بہ دست مریدان سلام ارسال می کنند۔" شیخ محمد رفیع گفت من طبیعت و احوال حضرت مولانا را مشابہ طبیعت و احوال حضرت مرشدم یافتم۔ بہمان کیفیت جلالی و بہمان استغنا رو بے پروائی۔

مولانا حبیب الرحمن ردو لوی حضرت مولانا از عشاق حضرت سردار کل کائنات بودند علیہ الصلوٰت والتحیات در ان ایام بہ ہجرت بدویان حجاز

آمد و رفت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و ذکر نیامامون و مصون نہ بود۔ مردم بہ صورت و تافلہ می رفتند و جماعتی از محافظین با قافلہ می بود۔ لیکن حضرت مولانا ازین قیودات آزاد بود۔ ہر گاہ داعیہ شوق حضرت ایشان را بے قراری کرد۔ پاپیادہ و تنہا بہ طاہرہ طیبہ روان می شدند۔ چون نظر اہل باد یہ بر حضرت ایشان می افتاد می گفتند۔ "ہذا ادلی اللہ" حضرت مولانا می فرمایند۔

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي كَيْفَ يَصْحَوْ فَوَادٍ
وَشَدَّ رِحَالُ الزَّائِرِينَ لِيَوْمِ
تَأْتِي بَرْقٌ مِنْ حَمِيٍّ مَنْ هَوَيْتَ مَا
فَلَمْ يُبْقِ لِي قَلْبًا فَكَيْفَ التَّعَامُ
وَمَعْدِنَةُ مَنِّي إِلَى مَنْ يَلُومُنِي
إِذَا طَارَ لِي شَوْقِي لِأَرْضِ سَعَادٍ
أَتَحْسِبُ أَنَّ الصَّبَّ لَيْسَ مِنْ رَجُلِي

وَهَلْ يَسْتَجِيرُ الْمَرْءُ عِنْدَ اِرْتِحَالِهِ إِلَى خَيْرِ خَلْقِ اللَّهِ زَيْنَ الْعِبَادِ
كُنْفَى شَرْفًا إِلَى الْوَدُودِ بِحَضْرَتِهِ
مُقَدَّسَةِ الْأَعْتَابِ ذَاتِ عِمَادِ
هِيَ الْعَزَّةُ الْوَالِقَى لَيْسَ ضَاقَ ذَرْعُهُ
هِيَ السَّنْدُ الْأَوْفَى عَلَيْهَا اِعْتِمَادُ

بقیہ از احوال محمد رفیع | شیخ محمد رفیع بار دیگر بہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و تکریمًا و
مہابتہ رفتہ و از ان جا قدرے با غرور طاعت بازگشت، چون بہ ستان

خیر جهان رسید و در بان اطلاع کرد حضرت ایشان فرمودند: "چہ غرور داری کہ یک حج کردی و باز دیگر و بر ما چہ
احسان می نہی؟" وقتے کہ حضرت ایشان بہ توسط دربان این پیام بہ محمد رفیع فرستادند مولوی سراج الدین ساکن
پھانک مفتی و الان علاقہ تراہا بہرام خان۔ دہلی حاضر بود مولوی صاحب مرد پیر و ضعیف و نیک بودند عرض
کردند حضور انور برایش دعا فرمایند مولوی صاحب بہ نوعی از عاجزی این التماس کردند کہ قہر حضرت ایشان
مبدل بہ لطف و مہربانی شد و بہ مولوی صاحب فرمودند: "آن چہ مای کنیم برائے مخلصین غیر از دعا چیزے
نیست؟" وقتے کہ حضرت ایشان این کلام فرمودند اثرے بر مخلصین شد و صدائے "اللہ" و "ہائے ہو"
برخواست در ذکر "صرفہ گویان" عاجز حدیث صحیحین را نقل کردہ۔ آن را ملاحظہ باید کرد تا معلوم گردد ہر چہ
مرشد کابل می کند برائے بہبودی می کند۔ شیخ سعدی چہ خوش گفتہ رحمہ اللہ۔

پادشاہے پسر بہ مکتبہ اد لوح سیمینش در کنار نہاد

بر سر لوح بد بنشستہ بہ زر جور استاد بہ زہر پدیر

خلاصۃ القول | معاملہ حضرت ایشان با مخلصین خالصا اللہ بود۔ طالب حق را بہ ذکر شریف مشغول
می کردند، وسیعہا می فرمودند کہ ساحت سیتہ وے از اخلاق سیتہ پاک و صاف

گرد و از دولت حضور و آگاہی حظے برداشتہ از زمرہ "رَبِّ تَالِیْ یَتْلُو الْقُرْآنَ وَالْقُرْآنُ یَلْعَنُهُ"
برآمدہ داخل جماعت "أَنْ تَشْخَعْ قُلُوبُهُمْ لِيْ كَرِهُوا اللّٰهَ" گرد ازین جا است کہ حضرت ایشان طالب حق را
در او اہل احوال بہ آورد و وظائف و نوافل مشغول نمی کردند و می فرمودند کہ بیست و پنج ہزار بار ذکر شریف
کردن برایش از اشتغال بہ آورد و وظائف بہ درجہا بہتر است۔ چہ این ذکر شریف وے را بہ درجہ
احسان "أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنْتَ تَرَاهُ" (المحدیث) می رساند و وقتے کہ طالب بہ درجہ حضور و آگاہی
و بہ فناے قلب نہ می رسید بہ لطائف دیگر و بہ مراقبات مشغولش نہ می کردند و نئے این دو شعر خواندند۔

دل گفت مرا علم لدنی ہوس است

تعلیم کن اگر ترا دست رس است

گفتم کہ ایف گفت دگر، گفتم بیخ

درخانہ اگر کس است یک حرف بس است

بعض پاک روش و سادہ منش افراد را یہ ظاہر و لطیفہ قلب مصروف می داشتند و بہ باطن از دولتِ سلطان الاذکار و امنِ مُراد ایشان را پُر می کردند و از ریشہ ریشہ آن ہا و از بُن ہر یک موئے ایشان صدائے اللہ بر می خاست۔ حضرت ایشان بر شجرہ مبارکہ احیاناً احوال سیر سلوک می نوشتند این عاجز بر شجرہ غلام اکبر ولد محمد ایاز اخیل بلیزی دیدہ بود کہ ایشان بہ ولایت کبریٰ رسیدہ حَظہا برداشتہ اند۔ مولوی سید جعفر علی چند سال در دہلی از حضرت ایشان اخذ فیوض و برکات کرد و بعد از وصال حضرت ایشان بہ خدمت شیخ دیگر رسید بعد از چند سال با فقیر ملاقات کرد۔ بَعْدَ اَنْ نَالَ الْخِلَافَةَ وَ لَيْسَ الْخِزْقَةَ۔ می گفت "فیوضائے کہ از حضرت ایشان قدس سرہ دریافتہ بودم، در منازلے کہ بہ تو جہات حضرت ایشان رسیدہ بودم، از ان بیشتر میج نہ یافتہ ام، البتہ نامہائے مقامات از شیخ جدید معلوم شدہ" عاجز گوید نسبتے کہ در خدمت حضرت ایشان حاصل کردہ بود در خدمت مرشد ثانی صفائے آن را از دست در داده بود۔ حکیم فرید احمد عباسی مرید از شیخ بہار الدین امر و ہوی بود و دو سال بہ دوران قیام دہلی بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ عجب جلا و صفا پیدا کرد و فی مابعد بہ حفاظت آن پرداخت۔

كُلُّ مَيْسَرٍ لِيَا خَلْقٍ رَحِمَهُمُ اللَّهُ وَ رَضِيَ عَنْهُمْ۔

اجازت و خلافت چون طالب حق بہ دائرہ ولایت کبریٰ می رسید بہ مراقبہ اقربت و مراقبہ محبت مشغول می گشت حضرت ایشان ویرا اجازت طریقت می دادند۔ روزے حضرت ایشان فرمودند ولایت کبریٰ ولایت حضرت انبیاء علیہم السلام است۔ وقتے کہ حضرت انبیاء علیہم السلام بہ این مقام می رسیدند نبوت ایشان ظاہر می شد و بہ مقام ارشاد فائز می شدند البتہ کسانے را کہ از دولت علم بالکلیہ بہ بہرہ می بُودند اجازت نہ می دادند عبد اللہ کا کثر از ثوب، صاحب نسبت و از اہل فنار و بقا بود۔ در کوٹہ بہ خدمت حضرت ایشان می رسید عجب درد و سوز و عشق و محبت داشت۔ اگر در حضور حضرت ایشان می رسید تاب دیدنی آورده مصروف آہ و بیکامی شد۔ و اگر در پس دیواری بود از درد و فراق زار و قطاری گریست نے تاب دیدش بود و نے تاب وصال۔ روزے عاجز در خدمت حضرت ایشان حاضر شد۔ و عبد اللہ در ان وقت بیرون قیام گاہ حضرت ایشان بر شارع مصروف آہ و بکا بود حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند "زید عبد اللہ قابل این امر است کہ بہ وے اجازت داده شود، چون کہ از علم بالکلیہ عاقل است ازین جہت یرا اجازت نہ داده ایم" شخصے پاک دل از پنجاب بہ خدمت اقدس حاضر شدہ داخل سلسلہ مبارکہ گشت۔ وے عرض کرد من بہ دیہات می بروم و بندگانِ خدای را وعظ و پند می کنم۔ اگر اجازت حضور مبارک باشد ایشان را داخل سلسلہ کنم حضرت ایشان فرمودند شما در سلسلہ شریف داخل شدہ دیدہ منور از کمالات سلسلہ چیزے نہ دریافتہ اید۔

البتہ ما شنیدہ ایم کہ در پنجاب از دست جاہل پیران خلق خدا از راہ صواب دور افتادہ و فسق و فجور مبتلا می شوند
لہذا ما شمارا اجازت تبلیغ اسلام می دہیم کہ شما بندگان خدا را بر اتباع احکام شرعیہ و اجتناب از محرمات
بیعت کنید و از طرف ما وظیفہ لطیفہ قلبی تعلیم کنید تا کہ از شر پیران جاہل محفوظ مانند
منشی حسین علی از مخلصین اولین و از خادمان خصوصی بود۔ در تعمیر قانقہ شریف و محجر مبارک تسبیح خانہ
و حرم سرائے جدید و در ترتیب کتب خانہ خدمات شائستہ بہ جا آورده بہ عاجز می گفت کہ در او اہل ایام و نوس
در حلقہ شریفہ حاضر بودم کہ در بان عرض کرد۔ شخصے کو ہی برائے بیعت حاضر شدہ (نام مسکن آن شخص از یاد منشی
حسین علی رفتہ بود لہذا تعبیر بہ مرد کو ہی کرد) حضرت ایشان ویرا طلب فرمودند۔ و ما دیدیم کہ فی جوانے بود۔ و رو بہ
روئے حضرت ایشان نشست۔ حضرت ایشان ویرا بیعت کردہ تلقین ذکر شریف کردند و ساعتی متوجہ ہوئے
شدند باز در بان را فرمودند از خانہ یک کلاہ و دستار بیار، چون کلاہ و دستار رسید بہ دست مبارک خود کلاہ
بر سر وے نہادہ دستار بستند و فرمودند ما شمارا اجازت می دہیم ہر کہرا خواہید داخل سلسلہ کنید منشی حسین علی بعد
از بیان کردن این واقعہ گفت۔ مایان کہ در حلقہ شریفہ حاضر بودیم۔ بہ دل خود گفتیم۔ سالہا است کہ حاضر می
شویم و بہ سعادت اجازت نہ رسیدیم و این جوان آمد و بیعت شد و خلافت یافت و بہ خانہ خود برگشت۔
حضرت ایشان خیال مایان را در یافتہ فرمودند، شما مایان این گونه خیال نہ کنید۔ این شخص چراغ را درست کردہ،
بازت و فقیہ آورد۔ کار ما صرف این قدر بود کہ گوگرد زودہ چراغش را روشن کنیم۔ منشی حسین علی گفت بعد از
چند روز این خبر رسید کہ آن جوان رحلت کرد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ رَحِمَہُ اللّٰہُ۔

خلقے از حضرت ایشان تا بہ نہایات الوصال رسیدہ جہانے را مستفیض و مستفیض کردہ اند۔ از این
جماعت صاف کیشان بیان آن افراد کہ بہ علم عاجز رسیدہ است در خاتمہ خواهد آمد۔ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ جَمِیْعَہُمُ
وَرَضِیَ عَنْہُمْ وِعَنَّا مَعَہُمْ۔

در رگ و پے حضرت ایشان عشق نبوی سرایت کردہ بود
محل مبارک میلاد شریف
غالباً واقعہ سال سی و ہشت بعد از مایہ سیزدہم است کہ
کہ در عشرہ اولی از ماہ میلاد سید امجد علی شاہ از میرٹھہ پارقیقے برائے زیارت حاضر شد۔ آن وقت حضرت
ایشان در قیام گاہ خود تشریف فرما بودند۔ عاجز آن ہر دو افراد را بہ خدمت شریف رسانید۔ بہ دوران گفتگو
حضرت ایشان فرمودند۔ از اوّل روز این ماہ مبارک بہ نوسے نزول انوار و برکات می شود کہ ما را از خود
ما بے خبر می گرداند۔ در سال ہزار و سہ صد و بیست و نہ قیام حضرت ایشان چند ماہ در
میرٹھہ بود۔ آن جا حضرت ایشان را معلوم شد کہ بعض افراد از علمائے ہند مسدک و ہابیہ نجدیہ را اختیار کردہ

انعقادِ محفلِ میلادِ شریفِ اودران مبارک محفلِ عِنْدَ ذِکْرِ الْوِلَايَةِ الشَّرِيفَةِ قیامِ تعظیمی را با نام مشرکین
ہند تشبیہ دادہ مکروہ تحریمی می گویند از استماع این کلام حضرت ایشان بسیار افسردہ خاطر و متالم شدند و
قصد فرمودند کہ در زیب و زینت این پاک محفلِ سعیا خواہند نمود چنانچہ حضرت ایشان بہ نوع انعقاد
این مبارک محفلِ کردند کہ خلق بہ حیرت بماند در صحن مسجد شریف و در صحنی کہ متصل بہ مسجد شریف است بہ قاصد
یک ونیم گز انگیزی عمود ہائے چوبی استادہ می کردند و بر سر این عمود ہا شبکہ محکم از عمود ہا ساختہ می شد و بالائے
شبکہ شامیانہ ہائے منقش و مزین می بود و ما بین ہر دو عمود مجموعہ مشعلہائے بلوری کہ آن را بے در و جھار
گویند می آویختند و عمود ہا را بہ جامہ می پوشانیدند۔ یک عمود را بہ جامہ سُرخ و دیگرے را بہ جامہ سبز و بر جامہ
"فتیہ" زری می پیچیدند۔ بر جامہ سُرخ قبتہ تقرنی و بر جامہ سبز قبتہ ذہبی و در و دیوار خانقاہ شریف و
مسجد شریف بہ گلہا و اوراق اشجار مزین می کردند و بر دروازہ خانقاہ شریف یک دروازہ بسیار خوش رنگ
خوشنما از گلہا و برگہا استادہ می کردند و دروازہ دیگر بر چوک حلی قبری بود۔ و از ان دروازہ تا دروازہ خانقاہ
شریف بر تمام راہ کہ بہ اندازہ دو صد گز باشد شبکہ گلہا و برگہا می بود۔

منشی حسین علی، حافظ غلام محمد باغ والا، شیخ شہاب الدین تاجر گلاہ و سپرائش عبدالغفور و
شمس الدین، شیخ محمد رفیع تاجر طرف چینی، شیخ عبدالحق اپن، حافظ عبدالحکیم سوداگر حفت، حکیم محمد رفیع
معالج چشم، شیخ نور الہی صندوق والا، مولوی بخش اللہ، مولوی بدرالاسلام، حافظ منیر الدین، حافظ
محمد سلطان، شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم، حافظ محمد اسحاق مشہور بہ رانی کھیت والا و باز پسرش
شیخ محمد الیاس رانی کھیت والا۔ مستری عبدالرحیم، این ہمہ از شہر دہلی۔ حافظ حفیظ الدین، حافظ اشفاق
الہی از میرٹھ، چودھری مولاداد خان از خورجہ، شیخ غلام احمد از ہانسی، انتظام این مبارک محفل می کردند این ہا
کیشان و پاک نشان از جان و دل مصروف این کاری بودند۔ در مشکلات از صحیحین نقل است کہ سردار
عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتَّىٰ أَکُونَ أَحَبَّ إِلَیْهِ مِنْ وَالِدِہِ وَوَلَدِہِ وَ
وَالنَّاسِ أَجْمَعِیْنَ عابری یقین دارد کہ این پاک نہاد افراد از کامل الایمان بودہ اند و از ایشان ہر یک
عاشق سردار و جہاں بودہ۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہُمْ أَجْمَعِیْنَ۔

معمول حضرت ایشان بود کہ در منتصفِ ذکر شریف وقف می کردند۔ و آن گاہ تمام حاضرین حاضرًا
را کہ بہ اندازہ چہار ہزار نفوس می بودند۔ دُو دُو جام شیر چائے دادہ می شد۔ برائے انات جماعتے از صالحات مقرر
بود تا ہمہ را تقسیم نمایند۔ و چون ذکر شریف تمام می شد ہر فرد را از شیرینی دُو لڈ دادہ می شد۔ این شیرینی
بمقدار دوازده من انجلیزی دوز پیشتر در خانقاہ شریف بہ اہتمام حاجی شہاب الدین و فرزندانش

تیار کرده می شد و معمول بود چون برائے عرضِ صلاوة و سلام عند ذکر الولادة المبارکة قیام کرده می شد عطرِ نفیس بر تمام حاضرین و حاضران مالیده می شد و در تمام خانقاه شریف از عرق پاشها عرق پاشی کرده می شد و از بخورِ عود و لوبان تمام فضا معطر می شد و معمول حضرت ایشان بود که به صباح آن مبارک شب به چهار صد یا پنج صد نفر طعامِ نفیس و عالی می دادند. گاهی قورمه و نانِ سُرخ روغنی که آن را شیرمال گویند و شیر برنج و احمیانای بریانی و زرده (یعنی پلا و هندی و برنج شیرین با چیزه از میوه خشک).

عاجز بیان آن ذکر مبارک می کند که روز پنجشنبه تمام کرده به شب

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ جمعه دوازدهم ماه مبارک ربیع النور ۱۳۲۱ هجری بوده و بعد از آن پانزده اسابیح حضرت ایشان ازین جهان رحلت فرموده اند. به اعتبار ماه شمسی دوم ماه نوامبر و یازدهم ماه عقرب بود. در آن شب چون بین العشائین از مستشفی تشریف آوردند به کار پردازان خطاب کرده گفتند: "موسم هنوز به اعتدال نرسیده است. اگر حیات باقی ماند سال آینده تحویل ماه کرده خواهد شد. بیان ماه نکردند که این احتفال در کدام ماه خواهد بود. مخلصین برائے حضرت ایشان به جهت جنوب صحیح مسجد شریف به قرب محرابک نشستگاه مرتفع ترتیب داده بودند. ارتفاعش بیشتر از یک گز انجلیزی بوده. نماز عشاء خوانده بعد از ساعت نه حضرت ایشان برائے بیان ذکر مبارک بر نشستگاه تشریف فرما شدند. خانقاه شریف از شائقین پر بود. اولاً حضرت ایشان به سونے چراغان و زریب و زینت نظر کردند و خوش وقت شدند و باز بر ازدهم مخلوق نظر کرده فرمودند: خاموش شوید و ذکر مبارک محبوب رب العالمین صلی الله تعالی علیه وسلم را بشنوید. مخلصان با وفا و مریدان با صفا و بالنسبت تخت شریف را محاط بودند. ماه سه برادر به جهت غرب بودیم. وقتیکه حضرت ایشان برائے خاموش شدن امر کردند به عجب نوع خاموشی سرایت کرد که آوازے از کس شنیده نمی شد. روع حضرت ایشان به جهت شمال بودند و نشست دوازده به هیئت قعدہ نماز چند دقیقه به کمال عاجزی سر مبارک را فرو آورده و چشم بسته خاموش نشستند. و باز به آواز بلند بسم الله الرحمن الرحیم خوانده به قرأت درود مبارک کبریت احمد شروع کردند که از لسان عرب بهره دارد و از لذت صلوات طیبات حظ برداشته است، بعد از صلوات ماثوره بیح صلوات را بر صلوات کبریت احمد ترجیح نه خواهد داد. از اول تا آخر این درود شریف را به کمال خضوع و خشوع خواندند به اندازه نصف ساعت در قرأت درود شریف مشغول بودند. حضرت ایشان جسم اور و حوا و قلباً و خیالاً متوجه به بارگاه نبوی علی صاحبہ اکمل الصلوات و اطیب التحيات بودند. سوز درون از راه چشمان به شکل اشک ظاهر در اصحاب قلوب، کیفیات. کانی انظر الی رسول الله صلی الله تعالی علیه و سلم. طاری بود

بر ایشان بار بار انکشاف می شد که حضرت ایشان این هدیه صلاة و سلام در خدمت سرور دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیش می کنند و آن رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از راه بنده نوازی و غلام پروری قبول می فرمایند و بر حضرت ایشان الطاف و عنایات می کنند مولوی عبدالعزیز کھلنوی بنگالی که از خلص یاران و اہل نسبت و ارباب کشف و اصحاب ارشاد بوده بر جہت مواجہہ نشسته بود بار بار جذب آمدہ و بختیاریا شدہ جنت می آزد و دست خود را جانب حضرت ایشان بلند کردہ از روی درد و سوز و جذبہ بہ آواز بلند می گفت "بنگرید بنگرید کہ رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما شدہ اند و بر حضرت ما برقیہ شفقت می فرمایند" و این گفته ہر دو دست خود را بر سینہ خود بہ شدت می پیچیدند و زار زار می گریستند و بعض دیگر اہل نسبت در وجد آمدہ همچون ماہی بے آب می غلطیدند از باب ضبط اگرچہ حرکت نہ می کردند اما بے اختیار از زبان ایشان لفظ مبارک "اللہ" می برآمد بعض افراد بے ہوش شدہ می افتیدند و کسانی کہ از امور باطن و اسرار نہانی و سوز بہانی آگاہ نہ بودند برونے مبارک حضرت ایشان را می نگرستند و بار بار سبحان اللہ بر زبان ایشان جاری می شدہ ایشان بر روی انور حضرت ایشان عیاناً انوار و تجلیات می دیدند بعد از خواندن درود شریف، بیان ولادت مبارک از روی کتاب سعید البیان کردند چون بیان ولادت شریف شد برخاستند و تمام حاضرین و حضرات ہم استادہ شدند و دست بستم عرض صلاة و سلام کردند حضرت ایشان در قیام این اشعار خواندند۔

وَلِدَ الْحَبِيبِ وَحَدُّهُ يَتَوَرَّدُ	وَلِدَ الْحَبِيبِ وَمِثْلُهُ لَا يُوَلَدُ
وَالنُّورِ مِنَ وَجَنَاتِهِ يَتَوَقَّدُ	وَلِدَ الْحَبِيبِ مُطَهَّرًا وَمُكَلَّلًا
كَلَّا وَلَا ذِكْرَ الْحَمِيِّ وَالْمَعْبُدُ	وَلِدَ الَّذِي لَوْلَا مَا ذَكَرَ التَّقَى
كَلَّا وَلَا كَانَ الْمُحَصَّبُ يُقْصَدُ	هَذَا الَّذِي لَوْلَا مَا ذَكَرَ الْقُبَا
وَالْحَدُّ عَ حَقًّا قَالَ أَنْتَ مُحَمَّدُ	هَذَا الَّذِي سَجَّاتِ إِلَيْهِ عَزَّالُ
هَذَا الْخِتَامُ الْإِلَهِيُّ نُبِيَّاءِ وَسَيِّدُ	هَذَا إِمَامُ الْمُرْسَلِينَ حَقِيقَةُ
وَنَفَائِسُ فَتَظِيرُهُ لَا يُوجَدُ	هَذَا الَّذِي خُلِعَتْ عَلَيْهِ فَلَابِسُ
هَذَا أَمْدِيحُ الْكُرُونِ هَذَا الْحَمْدُ	جَبْرِيْلُ نَادَى فِي مَنْصَبِهِ حُسَيْنِهِ
هَذَا هُوَ الْحُسْنُ الْجَمِيلُ الْمَفْرَدُ	يَا عَاشِقِينَ تَوَلَّوْا فِي حُبِّهِ
فِي مَضَى هَذَا أَحَدِيَّتُ مُسْتَدُ	لَمْ يَأْتِ فِي أَوْلَادِ آدَمَ مِثْلُهُ
وَلِدَ الْحَبِيبِ وَمِثْلُهُ لَا يُوَلَدُ	قَالَتْ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ بِأَسْرِهِمْ

صَلُّوا عَلَيْهِ بِكُورَةٍ وَعَشِيَّةٍ أَلْفَ الصَّلَاةِ مَعَ السَّلَامِ وَأَزِيدُ
 چون حضرت ایشان قیام کردند بعضی از مخلصین بر عرق پاشی و بعضی به مالیدنِ عطر مصروف
 شدند، حافظ عبدالحکیم دہلوی بہ شوق و محبت و ادب بر جسم مبارک ایشان عطر مالیدہ بزرگانش صلوات و
 سلام جاری بود۔ باز نزدیک برادران آمد و عطر مالید و باز نزدیک دیگران رفت، حضرت ایشان بعد از خواندن
 اشعار بر جائے خود نشستند و بہ اندازہ یک ساعت بیان ذکر شریف کردند و باز وقفہ نمودند و مخلصین
 تقسیم چائے مصروف شدند و بعض افراد نعت مبارک خواندند حضرت ایشان نیز درین وقت چائے نوش
 فرمودند تقریباً یک ساعت این وقفہ بود۔ قاری فضل الرحمن و بابوشیر محمد تلاوت قرآن مجید کردند با پوشیر محمد
 فن تجوید رامی دانست و بسیار خوب تلاوت می کرد۔ حضرت ایشان خوش می شدند۔ از میرٹھ قاری ولی محمد درین
 مبارک شب می آمدند۔ حضرت ایشان فرمودند: "قاری ما کجا است؟" چنانچہ قاری صاحب یک رکوع
 بہ قرأت یکے از ائمہ سیدہ خواندند۔ سبحان اللہ چہ قرأت بود و چہ اثر داشت۔ اگرچہ بعد از ارتحال حضرت
 ایشان چند بار قاری صاحب آمدند و تلاوت کردند، اما نہ آن اثر یافتہ شد و نہ آن کیفیت۔ حضرات مشائخ
 قَدَسَ اللهُ أَسْرَارَهُمُ الْعَلِيَّةَ فرمودہ اند: "آب در جو بہ مددیاری رود"

منشی احمد حسین ساکن چھتہ لال میان دہلی در مسجد شریف محلہ خود مدتی
 قرأت ساختند۔ بعد از چند وقت در خدمت حضرت ایشان عرض کردند

الشَّيْءُ بِالشَّيْءِ يُذَكَّرُ

کہ بعض طالبان مدرسہ و استاد ایشان شوق زیارت دارند۔ حضرت ایشان اجازت دادند و یک شب
 بعد العشاء الآخرہ منشی احمد حسین با طالبان و استاد ایشان حاضر شد۔ اول طالبان و بہ آخر استاد چیزے
 تلاوت کرد و از حضرت ایشان کلمات تحسین شنیدند و دعوات مبارکہ گرفتہ رخصت شدند۔ منشی احمد حسین
 بہ عاجز گفت کہ طالبان بہ استاد خود گفتند۔ مایان را بہ وجہ خوب درس نہ می دہید، بہ نوعی کہ پیش حضرت صاحب
 تلاوت فرمودید گاہے بہ پیش مایان نہ خواندید۔ استاد سوگند خورده گفت۔ بہ حضور حضرت ایشان چون برائے
 تلاوت مبارکہ بسم اللہ خواندم بر من حالتے طاری شد کہ مرا از خود ر بود، خودم نہ می دانم کہ بہ چه طور خواندم چون
 از تلاوت فارغ شدم بہ احوال خود باز گشتم۔ مولائے روم قدس اللہ سرہ حقیقت را چہ خوب بیان کردہ۔
 کین فغان این سرے ہم زمان سراست۔

بعد از دور چائے تا ساعت دو از شب این مبارک محفل برپا بود، ساعتے
 رجوع بہ حدیث میلاد

حضرت ایشان بیان فرمودند و باز حضرت برادر کلان را فرمودند تا کہ از
 رُوئے کتاب مبارک بیان ذکر شریف کنند چنان چہ حضرت برادر کلان بیان ذکر شریف کردند و حضرت ایشان

بسیار خوش شدند۔ در احوال بابائے ہفتم گزشتہ کہ حضرت ایشان را معمول بود کہ بین
الظہرین درس حدیث شریف می دادند بہ روزے کہ مقدمتہ الموت بود چون کتاب را غلاف کردند یکے از حضرات
طالبہ پیشی شد فرمودند بیشتر از فرزندم محمد عظیم خواهند شنید حضرت ایشان ماقدم سرہ نیز اشارت بہ این
معنی کردند کہ این کار را انقولیض بہ فرزند گرامی می کنم۔ **لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ۔**

حضرت ایشان بہ دوران ذکر محمد بعض اشعار من المدائح النبویة علی صاحبیہما الصلوة
والتحیة المتحرکة لقلوب الی محبہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ از اردو فارسی و عربی می خوانند
و اصحاب بصیرت مشاہدہ می کردند و ارباب محبت محسوس می کردند کہ حضرت ایشان را شرف حضور می شد
است و در بارگاہ مقدس و مطہر و منور عرض نیازی کنند عاجز چند شعری نویسد۔

فَإِنَّ فَضْلَ رَسُولِ اللَّهِ لَيْسَ لَهُ	حَدٌّ فَيُعْرِبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ
مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ	وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمِ
هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ	لِكُلِّ هَوَلٍ مِنَ الْأَهْوَالِ مُقْتَحَمِ
دَعَا إِلَى اللَّهِ فَالْمُسْتَسْكُونَ بِهِ	مُسْتَمْسِكُونَ بِحَبْلِ غَيْرِ مُنْقَصِمِ
فَإِنَّ النَّبِيِّينَ فِي خَلْقٍ وَفِي خُلُقٍ	وَلَمْ يَدَانُوهُ فِي عِلْمٍ وَلَا كَرَمِ
وَكُلُّهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ مُلْتَمَسٌ	عَرَفَا مِنَ الْبَحْرِ أَوْ رَشَفَا مِنَ الدَّيَمِ
ذَوِ اقْفُونٍ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّهِمْ	مِنْ نَقْطَةِ الْعِلْمِ أَوْ مِنْ سُكْلَةِ الْحِكْمِ
مَنْزُوعٌ عَنْ شَرِيحِهِ فِي فَحَاسِينِهِ	فِيهِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ
دَعَا مَا دَعَتْهُ النَّصَارَى فِي نَبِيِّتِهِمْ	وَأَحْكَمُ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيهِ وَاحْتِكَمِ
فَالنَّسَبُ إِلَى ذَاتِهِ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ	وَالنَّسَبُ إِلَى قَدْرِهِ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمِ
فَتَبْلُغُ الْعِلْمُ فِيهِ أَنَّهُ بَشَرٌ	وَأَنَّهُ خَيْرُ خَلْقِ اللَّهِ كُلِّهِمْ
محمد عربی کا بروے ہر دوسراست	کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او
اگر چه طاقت یک گردش زگاہ ہم نیست	خدا کند ہمہ نازش بہ جان من باشد
از ان طرف نہ پذیرد کمال تو نقصان	وزین طرف شرف روزگار من باشد
خواہم از شوق دست بوس تو مرد	دست بیرون کن از یمانی برد
مہر روئے تو ہوشش برد ز من	بہاروئے خود ز برد یمن
چون توئی دیدہ وز یہ باغ بلاغ	ہمچو زرگس ز سرمہ نازاغ

سویم افکن ز مرحمت نظرے باز کن بر رخ ز لطف درے
 یارسول اللہ السلام علیک انما الفوز والفلاح کذیک
 بہ سلام آدم جو اہم دہ مرچے بر دل خراہم نہ
 بس بود جاہ و احترام مرا یک جواب از تو صد سلام مرا
 گرنہ رفتم طریق طاعت تو ہستم از عاصیان اُمت تو
 رحم کن بر من و فقیر می من دست بکشا بہ دستگیری من
 آدم زیر بارِ عَصیان پست افتم از پائے گرنہ گیری دست
 عفو فرما شہا گناہ مرا دم بہ دم دُور کن سیاہ مرا
 جلوہ می نما برائے خدا رحم فرما بہ مستمند گدا
 جلتے دہ در حریم خویش مرا مرچے بخش سینہ ریش مرا
 خدا در انتظارِ حمدِ مانیت محمد چشم بر راہِ شنا نیست
 خدا مدح آفرینِ مصطفیٰ بس محمد حامدِ محمدِ خدا بس
 مناجاتے اگر باید بیاں کرد بہ بیتے ہم قناعت می توان کرد
 محمد از تو می خواہم خدا را الہی از تو عشقِ مصطفیٰ را

بعد از اختتام ذکر شریف سراپا تیا ز شدہ مبارک دست ہائے خود را برائے دعای برداشتند
 حاکم در جزء اول از مستدرک صفحہ ۵۳۵ روایت کردہ کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ۔
 ”إِنَّ اللَّهَ لَيَسْتَعِينِي مِنَ الْعَبْدِ أَنْ يَرْفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ قَائِدَهُمَا خَائِبَتَيْنِ۔“ دعای حضرت ایشان
 بہ دعواتِ ماثورہ می بود۔ در تمام ہدیت ذکر شریف بہ کمال ادب و وزانومی نشستند چوں از دعا فارغ
 می شدند پشت مبارک را بر مٹکا نہادہ پائے خود را دراز می کردند مخلصین پاک نہاد بہ انتظار این
 وقت مسعود می بودند و چند کس جسد مبارک ایشان را می مالیدند و فیض ہائے تازہ می برداشتند۔
 تقسیم کنندگان شیرینی بر ہر دو دروازہ ہا با شیرینی می رسیدند۔ دروازہ غربی برائے ذکر و دروازہ شرقی
 برائے انات می بود۔

بعض لطائف ذکر مبارک | این یک امر واقع است کہ سچ مبارک محفل بہ این طور نہ بودہ
 است کہ دروے امرے ملتفت انظار نہ بودہ باشد۔ این جا عاجز
 آن واقعات را می نویسند کہ در این مبارک محفل بہ ظہور آمدہ۔ و قبل ازین کہ بیان واقعات کردہ شود، بیان

رسیدنِ صوتِ مبارک به جمیع حاضرین، می‌کند، که نزد عاجزین از لطائفِ عظیمه کراماتِ باهره است۔

رسیدنِ صوتِ مبارک به ہر یک | خانقاہ شریف کابل از ذکر و انات پُر می‌شد بلکہ پیش رفتی

در واژه بر شائع عام اجتماع شائقین می‌شد ہر یک ہمہ تن گوش می‌بود و بیان مبارک را بہ شوق و ذوق می‌شنید و برائے چند ساعت از امورِ ناکارہ و فانیہ و مہیویہ گستہ بر امورِ طیّیہ و باقیہ اُخرویہ می‌پیوست۔ تا چار پنج سال قبل چند افراد در دہلی بہ حیات بودند کہ در آن محفل مبارک شریک شدہ بودند و از علالت و برکت آن محفل بیان کردہ می‌گفتند عجب است کہ آواز مبارک ایشان بہ ہر یک می‌رسید حالانکہ حضرت ایشان را میانہ آواز بود و آہ نگاہِ الصوت را در آن ایام رواج نہ بود۔ عاجز گوید فی الواقع این از کراماتِ حضرت ایشان بود۔ نسبتِ غلامی و عشق کہ بہ سردارِ کل کائنات داشتند صلی اللہ علیہ وسلم ایشان را بہ این کرامت سرفراز کردہ بود، در جلد دوم از طبقات ابن سعد بر صفحہ ۱۸۵ روایت کردہ۔ عن عبد الرحمن بن معاذ التیمی و کان من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ونحن فی منازلنا قال فطفق یعلمہم مناسکہم حتی یلغ الجہار۔ یعنی عبد الرحمن بن معاذ تیمی کہ از حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم بودہ می‌گوید کہ مابیان در منی بودیم کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ خواند و مابیان را تعلیم احکام حج فرمود۔ برائے استماع خطبہ مبارک کہ پروردگار گوشہائے مابیان را بکشاد، و مابیان کہ در خیام و منازل خود بودیم خطبہ مبارک را می‌شنودیم۔ حضرت امام ربانی مجتہد الف ثانی قیس اللہ سرہ جابہ جاد و مکاتب مبارک خود می‌نویسند کہ در خوان دولت ضیافت کریان زیاد تیمہا لازم است کہ اولش گویان نصیب خادمان بود و اولش گویان را بہ تبعیت و وراثت شریک دولت خاصہ فرمایند۔ با کریان کار ہادشوار نیست۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

خطاب بہ عبید الرحمن خان | عبید الرحمن خان فرزند صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمن خان

شروانی در ۱۳۳۵ھ از حضرت ایشان بیعت شدند ہر سال در محفل مبارک شریک می‌شدند حضرت ایشان را بروے نظر عنایت بودہ۔ عبید الرحمن خان بہ قرب تخت نشستہ ذکر شریف را استماع می‌کردہ حضرت ایشان بہ دوران ذکر شریف وے را خطاب کردہ فرمودند۔ "عبید الرحمن بنگر کہ چہ نزول انوار است خوب بنگر کہ فی ما بعد این گونہ انوار نہ خواہی دید۔ عبید الرحمن خان بفضل اللہ و احسانہ بہ حیات اندو بہ چشم پر تم و دل بر بیان این واقعہ را بیان می‌کنند سلمتہ اللہ تعالیٰ و حفظہ و وقفی و آیاتہ لما یحبہ و یرضاہ۔"

سید بشیر علی از گوالیار است۔ چند سال می شود که به خالقہ شریف آمدہ با فقیر ملاقات کرد و گفت... کہ من درین محفل مبارک شریک شدم سبحان اللہ چه بابرکت محفل بود۔ بیچ محسوس نہ می شد کہ ساعات گزشتہ بلکہ در اختتام خواہش دن بود کاش این ذکر مبارک قدرے طول کشیدے۔ چون حضرت ایشان از دعا فارغ شدند و سامعین برائے دست بوسی ایشان بہ ادب پیش آمدند، مرا نیز خواہش این سعادت پیدا شد چون راہ یافتم دست بوس شدم۔ و قتیکہ دست مبارک ایشان را بہ دست خود گرفتم حضرت ایشان یک بارگی بہ سویم نظر کردند و فرمودند تو سیدستی، و باز امر فرمودند کہ در قرب ایشان بنشینم۔ چون حضرت ایشان برخاستند امر فرمودند تا مرا از شیرینی دو سہم دادہ شود۔ سید بشیر علی این واقعہ بیان کردہ گفت کہ بسیار جا ہارفتہ ام و با افراد کثیرہ ملاقات کردہ ام، کسے را بہ جز حضرت ایشان نہ یافتم کہ بہ مجرودیک نظر سیادت مراد ریافتہ باشد۔ حضرت ایشان از نسبت سیادت تکریم من کردند۔ سید بشیر علی بعد از چہل سال این واقعہ بیان کرد و باز عقد گوہر غلطان با دعوات صادقہ نذر روح پر فتوح حضرت ایشان کردہ از عاجز مرخص شدند۔ **أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْهِ وَالْحَقُّ بِآبَائِهِ الْكَامِلِينَ الطَّاهِرِينَ۔**

بیانِ مردِ پیر در محلہ فراش خانہ دہلی یک مرد پیر قیام داشت و با عاجز راہ محبت و الفت می پے بود۔ دوسہ بار بہ این عاجز بیان کرد کہ چون حضرت ایشان قدس سرہ بیان و لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى۔ کردند و فرمودند کہ چون این آیت شریفہ بر رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نازل شد، حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در بارگاہ بے نیاز جَلَّ جَلَالُهُ وَعَظَمَ نَوَالُهُ عرض کردند۔ اگر از امت من فردے در دوزخ بماند من راضی نہ خواہم شد۔ از سماع این بیان مبارک عجب کیفیت بر من طاری شد و عجب احوال روئے داد کہ از بیانش زبانم قاصر است۔ ہر گاہ مرد پیر این بیان می کرد بے ساختہ می گریست و دعا ہا برائے حضرت ایشان می کرد۔ و بعد از ذکر این واقعہ گفت کہ من بہ مواظبت در حلقہ ترجمہ قرآن مجید از واعظ شیرین بیان مولانا احمد سعید دہلوی حاضر می شدم۔ روزے بہ جناب واعظ گفتم، جناب من این چه ماجرا است کہ من یک بار از حضرت شاہ صاحب بیان و لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى۔ شنیدہ ام و بہ چہل سال گزشت کہ از حلاوت آن سرشام و از جناب شہاہ روز ترجمہ قرآن مجید می شنوم لیکن از آن کیفیت محروم مولانا احمد سعید کلام مرا شنیدہ گفتند کہ اے عزیز۔ تو کہراذکر می کنی و از کہ می گویی، کجا حضرت ایشان و کجا من بیان مولانا احمد سعید رحمہ اللہ در فصل سوم ان شار اللہ خواہد آمد۔

مولوی اشفاق الرحمن نزد خانقاہ شریف دہلی صوفی اسماعیل قیام داشت۔ مولوی اشفاق الرحمن ہمراہ صوفی در حلقہ مبارکہ شریک شد۔ دس خلیفہ یک مولوی دیوبندی مسلک مخالف انتقال میلاد شریف و عرس شریف بود۔ و اشفاق الرحمن صاحب ہم مخالف این اعمال حسنہ بود۔ دس می گفت کہ من از اول تا آخر ذکر شریف شریک بودم۔ بیان حضرت ایشان بیچ ندرت نہ داشت ہمان بیان بود کہ اکثر بیشتر از علمائے کرام آن را بیان می کنند۔ آمانہ می دانم کہ چہ بود کہ از اول ذکر شریف تا آخر بر من رقت طاری بود و درین مدت پیہم اشک از چشمان من جاری بود۔ وقتے کہ ایشان قیام کردند من ہم استادم۔ و بعد ازین وقتے کہ من نزد پیر خود رفتم این واقعہ و کیفیت را بیان کردم۔ گفتند کہ ایشان مغلوب الاحوال اند۔

یک اہل حدیث جوانے از قوم پنجاب بیان دہلی کہ در صدر بازار قیام داشت و از جماعت غیر مقلدین بودہ برائے دریافت حقیقت آمد۔ این جماعت خود را اہل حدیث می نامد۔ آن جوان گفت: "ارادہ کردہ بودم کہ قدرے می نشینم و بازمی روم۔ اما وقتے کہ حضرت ایشان بخواندن درود کبریت احمر ابتدا کردند دم قرار گرفت و این قرار تا وقت اختتام ذکر شریف ماند۔ قیام ہم بہ سکون خاطر کردم"۔ این جوان سی سالہ در اختتام محفل مبارک بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد۔ شوق و اخلاص یک صدر روپیہ برائے مصارف این پاک محفل پیش کرد۔ حضرت ایشان آن روپیہ را قبول کردہ بہ دس گفتند۔ در شکرانہ این نعمت عظمیٰ فردا کہ دعوت طعام است تو ہم بیجا چنانچہ آن جوان سعادت بہ روز دیگر آمد۔ از صحبت حضرت ایشان مستفید شد و بعد از طعام رخصت گرفتہ بہ خانہ رفت۔ نام این جوان از یاد عاجز رفتہ۔ رَحِمَةُ اللهِ اَيَّاكَانَ۔

مسئلہ میلاد و قیام حافظ محمد وزیر خان حافظ در محلہ دربیہ دہلی قیام داشت و دس شاگرد حافظ غلام رسول دیر آن بود۔ با استاد خود در سال سیزدہ صد یا یک سال قبل یا بعد از حضرت ایشان بیعت شدہ بود چون در دہلی و ہا بیت را فروغ شد۔ حافظ مکتوبے بہ خدمت حضرت ایشان بہ کوٹہ ارسال کرد۔ حضرت ایشان بہ رد و جوابش نوشتند۔ عاجز مفہوم آن مکتوب گرامی می نویسید۔

مکتوب مبارک بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ محمد وزیر خان را بعد از سلام علیک معلوم باد مکتوب در دیوان خود بر انعقاد محفل میلاد شریف ایراد گرفتہ۔ رئیس منکرین مولوی رشید احمد صاحب بہ دست خود تحریرے نوشتہ و مہر خود بر روی زدہ بہ من ارسال کردہ اند۔ می نویسند۔ مردم بر من الزام نہادہ اند کہ من

مولود شریف را مستحب نہ می دانم، این گونه اختلافات در شهر شہاد در ہر کوچہ و گزرموجود است و میلاد شریف کردن ما ہم مشہور است۔ در ہمین سال بہ شبِ دوازدهم ماہ ربیع الاول مادر دہلی میلاد شریف خواندیم۔ مرزا عبدالحکیم بیگ مدرس و نشی نئے خان و نواب اجسان الرحمن خان و صدر ہانفر حاضر بودند مولوی عبد السبحان کہ با من ہم اخلاص دارد و با منکرین مولد ہم، نیز حاضر بود و خواندن مولود ما را می دانند و آن چہ شہادریافت کردہ اید از حاضر و نستق پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم در محفل مولود از خواندن درود تاج، پس از مولوی مشتاق احمد صاحب و دیگر علمائے شہر دریافت کنید۔

غیر مقلدین را کلان پیر حافظ ابن حجر عسقلانی و محدثین را کلان دست گیر حافظ جلال الدین سیوطی مولود شریف را مستحسن بہتر و منکرش را بد قسمت و بے نصیب و بے ادب می نویسند حافظ جلال الدین سیوطی را یک رسالہ است کہ نام آن *حسن المقصد فی عمل المولد* است درین رسالہ از حافظ ابن حجر عسقلانی نقل کردہ اند کہ انعقاد محفل مولود شریف بدعت حسنة است بمثل مدرسہ ساختن و کتاب تصنیف کردن عبارت کتاب را کہ بہ عربی است کاملًا نوشته بہ مولوی مشتاق احمد فرستادہ ایم۔ و علامہ یوسف بن اسماعیل نہہانی در رسالہ *النظم البدیع فی مولد النبی الشفیج* گفته اند۔

وَاعْلَمُوا بِأَنَّ مَنْ أَحَبَّ أَحْمَدًا
لَا يَدَّ أَنْ يَهْوَى اسْمَهُ مُرَدِّدًا
لِذَلِكَ أَهْلُ الْعِلْمِ سَنُوا الْمَوْلِدَا
مِنْ بَعْدِهِ فَكَانَ أَمْرًا رَشِيدًا

أَرْضَى الْوَرَى إِلَّا غَوَاةَ نَجْدِ

ترجمہ۔ این اشعار از عالمے دریافت کنید در ترجمہ از عاجزہ۔ بدان، ہر آن کس کہ با احمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم محبت دارد یقیناً وے نام آن حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم را بار بار بر زبان خود خواهد آورد۔ از ہمین جا است کہ بعد از زمان آن حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اہل علم طریقہ مولد را رواج دادہ اند و از این عمل تمام عالم مسرور و شادان است بجز سرکشان نجد۔

یقیۃ المکتوب :- خلاصہ کلام این است کہ این عمل مبارک کہ خواندن مولود شریف می باشد نزد مایان مفتاح سعادت و دو جہان و مصباح ہدایت انس و جان است۔ غیر ازین آن چہ از امور اختلافیہ اند از مولویان شہر خود دریافت کنید۔ این رقعہ را بہ احتیاط نگاه دارید۔ ان شہار اللہ تا یازدہم، دوازدهم شوال قصد سفر بہ دہلی داریم تحریر ہشتم رمضان المبارک، سہ شنبہ ۱۲۲۸ھ۔ حضرت ایشان ذکر تحریر مولوی رشید احمد کردہ اند۔ عاجز آن تحریر را بلفظہ در رسالہ خیر المورود فی احتفال المولد و در کتاب مقامات خیر بر صفحہ ۵۹، نقل کردہ است۔ تحریر ایشان بہ اُردو است بجز ترجمہ آن را فارسی می نویسند۔

ترجمہ تحریر مولوی رشید احمد | ذکر میلاد فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام مندوب و مستحب است
اگر یہ روایات صحیحہ کردہ شود و امرے مکروہ و غیر مشروع منضم

بر آن نہ شود۔ این بیان را عاجز بارها به صراحت نوشته است و در کتاب بر این قاطعہ نیز به صراحت
بیان جواز و ندب کردہ شد۔ درین امر کسے را اعتراض نیست و ہر چه از بحث و کلام است آن ہمہ در
قیود و انداست لا غیر حساد را یا نظر نیست یا فہم عمل اسانڈہ و مشائخ خود را ہم برین یافتہ ایم۔
آن چه اہل عناد بر بندہ و احباب بندہ اتہام انکار نفس ذکر مولد شریف کردہ اند آن محض افترا است
فقط و اللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

مہر

عبارت ابن حجر | حضرت ایشان ذکر عبارت حسن المقصد فی احتفال المولد کردہ اند این عبارت
را بہ مولانا عین القضاة حیدر آبادی و طنائو لکھنوی مسکناً مؤلف کتاب

نہایۃ الارشاد الی احتفال المیلاد (عربی) نیز تحریر کردہ ارسال فرمودہ بودند اتماً للفائدہ عاجز آن
عبارت را نقل می کند تا معلوم گردد کہ حضرات ائمہ اعلام چه می فرمایند و مدعیان علم الذین یصدق
علیہم حفظت شیئاً و غابت عنک اشیاء چه حال دارند۔ اللہم انی اعوذ بک من علم لا ینفع
و قلب لا یخشع و نفس لا تشبع و دعاء لا یسمع۔ عبارت کتاب این است: "و قد سئل شیخ الاسکا
حافظ العصر ابو الفضل احمد بن حجر عن عمل المولد فاجاب بما نصہ: اصل عمل المولد عند
لم تنقل عن احد من السلف الصالحين من القرون الثلاثة ولكنها مع ذلك قد اشتملت على
فحاسن و ضدھا فمن تحرى في عملها المحاسن و تجنب ضدھا كان يدعة حسنة و الا فلا۔
قال۔ وقد ظهر لي تحريها على اصل ثابت و هو ما ثبت في الصحيحين من ان النبي صلى الله عليه
وسلم قدم المدينة فوجد اليهود يصومون يوم عاشوراء فسألهم فقالوا هو يوم اغرق الله
فيه فرعون و نجى موسى فحزن نهمه شكر الله تعالى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
فحزن احق و اولى به موسى منكم فصامه رسول الله صلى الله عليه وسلم و امر بصيامه۔ فيستفاد
منه فعل الشكر لله على ما من به في يوم معين من اسداء نعمة او دفع نقمة و يعاد ذلك في نظير
ذلك اليوم من كل سنة و الشكر لله يحصل بالانواع العبادة كالسجود و الصيام و الصدقة
و التلاوة و اى نعمة اعظم من النعمة ببروز هذا النبي نبي الرحمة و ذلك اليوم و على هذا
يتبعني ان يتحرى اليوم بعينه حتى يطابق قصة موسى في يوم عاشوراء و من لم يلاحظ ذلك
لا يبالي بعمل المولد في اى يوم من الشهر بل توسع قوم فنقلوه الى يوم من السنة و فيه نافية

فَهَذَا مَا يَتَعَلَّقُ بِأَصْلِ عَمَلِهِ وَأَمَّا يَعْمَلُ فِيهِ فَيَتَّبِعِي أَنْ يُقْتَصِرَ فِيهِ عَلَى مَا يُفْهَمُ الشُّكْرُ لِلَّهِ تَعَالَى
 مِنْ مَخْرُومَاتٍ تَقَدَّمَ ذِكْرُهَا مِنَ التَّلَادَةِ وَالْإِطْعَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالنَّشَادِ شَيْءٍ مِنَ الْمَدَائِحِ النَّبَوِيَّةِ وَ
 الزُّهْدِيَّةِ الْمُحَرَّكَةِ لِلْقُلُوبِ إِلَى فِعْلِ الْخَيْرِ وَالْعَمَلِ لِلْآخِرَةِ وَأَمَّا مَا يَتَّبِعُ ذَلِكَ مِنَ السَّمَاعِ وَاللَّهُوِ
 وَغَيْرِ ذَلِكَ فَيَتَّبِعِي أَنْ يُقَالَ مَا كَانَ مِنْ ذَلِكَ مُبَاحًا بِحَيْثُ يَقْتَضِي السُّرُورُ بِذَلِكَ الْيَوْمِ لِأَبَسَ
 بِالْمَعَارِفِ بِهِ وَمَا كَانَ حَرَامًا أَوْ مُكْرَهُهَا فَيَمْنَعُ وَكَذَا مَا كَانَ خِلَافَ الْأَوَّلِيِّ - یعنی در مسئلہ احتفال مولد
 مبارک از شیخ اسلام، حافظ عصر ابو الفضل احمد بن حجر عسقلانی استفسار کرده شد۔ ایشان به جواب نوشتند۔
 اصل از عمل مولد بدعت است در قرون ثلاثہ از سلف صالح یکے ہم این عمل نہ کرده مع ہذا این عمل بر محاسن
 و غیر محاسن مشتمل است، کسے کہ درین عمل محاسن را تحری کند و از غیر محاسن اجتناب و رزد پس این عمل
 بدعت حسنة است، ورنہ نے۔ و بر اصل صحیح کہ در صحیحین است تخریج این عمل نزد من ثابت است
 و اصل صحیح این است کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بہ مدینہ منورہ تشریف آورد و یہود را دید کہ
 بہ روز عاشورا روزه می داشتند۔ از ایشان استفسار فرمود۔ گفتند این آن روز است کہ پروردگار در آن
 روز فرعون را غرق کرد و موسی را نجات دادہ، لہذا شکر اللہ بایان روزہ می داریم۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالی
 علیہ وسلم فرمود، نسبت بہ شما بایان برائے موسی بایان احتی و اولی ہستیم و رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم در آن
 روز روزه گرفت و امر فرمود تا صحابہ روزه گیرند۔ ازین حدیث صحیح استفادہ می شود کہ اگر پروردگار در روزے
 مُعَيَّن نعتے ارزانی دارد یا نعتے را دور کند پس شکر آن بہ جا باید آورد و اعادہ آن شکر در نظیر آن روز بہر سال
 باید کرد۔ و شکر پروردگار بہ انواع عبادات حاصل می شود مثلاً سجدہ کردن (نماز خواندن)، و روزه داشتن
 و صدقہ کردن و تلاوت قرآن مجید و کدرا میں نعمت عظیم تر است از نعمت پروردگاری رحمت صلی اللہ
 تعالی علیہ وسلم و از آن روز کہ یوم میلاد سردار عالم است صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لہذا باید کہ بعینہ تحری آن
 روز کردہ شود تا کہ با قصہ موسی بہ روز عاشورا مطابقت آید، و کسے کہ ملاحظہ این امر نہ می کند و در یک
 روز از روز ہائے آن ماہ عمل مولد می کند، و بعض افراد درین عمل توسع اختیار کردہ در یک روز از تمام سال
 عمل مولد می کنند و آن چہ درین صورت است ہست۔ این بیان متعلق بہ اصل عمل مولد است۔
 و آن چہ در مولد از اعمال کردہ شونہ بیان شد این است کہ اقتضای آن امور کردہ شود کہ شکر پروردگار از آن
 ہمیدہ شود بہ مثلی کہ اولاً گفته ایم از تلاوت و اطعام و صدقہ و خواندن بعض مدائح نبویہ و زہدیہ کہ استماع
 آن محرک قلب باشد بہ فعل خیر و اعمال آخرت۔ و آن چہ در اتباع این امور از تقسیم سماع و لہو و غیر ذلک کردہ
 می شود پس درین باب مناسب قول این است کہ آن امور کہ مباح اند و سرور آن روز اقتضائے آن

مورکند نقصانے نہ دارو کہ آن را بحق بہ امور سابقہ گردانیم۔ و آن امور کہ حرام باشند یا مکروہ پس ازان منع کردہ
نمودہ، همچنان از امور خلاف اولیٰ“

عاجز گوید در او آخر قرن ششم در موصل (عراق) یک ولی پروردگار شیخ عمر بن محمد گزشتہ است وے
در شب میلاد احوال مبارکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را بیان می کرد و اظهار اللہ در
و شکر اللہ خیرات و مبررات می کرد۔ این خبر بہ سلطان اربل ابو سعید مظفر الدین کو گری رسید۔ در کتب تاریخ آمدہ
کہ سلطان از صلحائے امت بودہ، وے این عمل افضل المندوبات و احسن المثوبات را بہ ترک احتشام
شروع کرد و علامہ روزگار حافظ احادیث مبارکہ ابو الخطاب بن وحیہ را گفت کہ درین اجتماع عظیم احوال
مبارکہ را بیان کند، چنان چہ ایشان رسالہ ”التنویر فی مولد السراج المنیر“ تالیف کردند و در محفل
مبارک ۶۴۳ھ خواندند۔ ازان روز این عمل مبارک را پروردگار قبولیت در روئے زمین عنایت کرد و
در اقطار عالم اسلام این سنت حسنہ رواج یافت و علماء اعلام و حفاظ احادیث مبارکہ رسائل نوشتند۔
عاجز چند حفاظ احادیث را نام می نویسد کہ رسالہ ہا نوشتہ اند: (۱) حافظ ابو الخطاب بن وحیہ (۲) حافظ
ابوشامہ (۳) حافظ ابن کثیر (۴) حافظ سخاوی (۵) حافظ شمس الدین دمشقی (۶) حافظ جلال الدین سیوطی۔
(۷) و تحریرے کہ ابن حجر نوشتہ نقل کردہ شد۔ علمائے اعلام از مذاہب اربعہ در اثبات و افضلیت این
عمل مبارک رسالہا نوشتہ اند و فتاویٰ دادہ اند۔ اگر کسے نامہائے ایشان را جمع کند رسالہ کبیرہ ترتیب یابد۔
علمائے اعلام از احادیث صحیحہ و ثابتہ اثبات این عمل کردہ اند۔ البتہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کہ مصداق
”هَذَا الزَّلَازِلُ وَالْفِتْنُ وَبِهَا يُطْلَعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ۔ کما رواہ البخاری فی صحیحہ“ بودہ و
اذناب وے مخالفت کردند، این گروہ باطن سقیم در مخالفت کو شید و از روزے کہ اشتقیار اتصرف بر حجاز
مقدس شدہ بہ جبر و قہر و ضرب، اہالی آن دیار را ازان عمل بازداشتہ اند۔ افسوس کہ در ہندوستان بعض
افراد اتباع غواہ نجد کردہ اند۔ پروردگار از شکر ایشان مسلمانان را محفوظ دارد۔

محبت حضرت رحمت عالمیان و محبوب رب العالمین سیدنا و سید الانبیاء والمرسلین شرعاً مطلوب
است۔ حدیث صحیحین است۔ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أكونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ
أَجْمَعِينَ۔ از محافل میلاد شریف در محبت آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اضافہ می شود کہ سراسر خیر است۔
افسوس ضد افسوس این گروہ باطن سقیم مصداق۔ مَنَاعِ الْبُخَيْرِ كَشْتِ حَضْرَتِ سَيِّدِي الْوَالِدِ الْقُدُّسِ سَمْرَهٍ وَنُورِ ضَرْحِيهِ چو خوب
نوشتہ اند: نزد مایان خواندن مولود شریف مفتاح سعادت و جہان مصباح ہدایت انس و جان است۔ در حدیث
شریف وارد است۔ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِ بِي - إِنْ خَيْرَ الْخَيْرِ وَإِنْ شَرَّ الشَّرِّ بِرَأْيِ عَاشِقَانِ مَحْفَلِ مِيلَادِ شَرِيفِ بَشَارَتِ

است عظیم فطوبیٰ لہم ثم طوبیٰ لہم۔ جَعَلَنَا اللَّهُ مِنْهُمْ۔

بعض معاندین و مخالفین

غالباً واقعہ سال سی و نہاں است کہ بعض مفسدین مکتوبے بہ حضرت ایشان ارسال کردند کہ در تحریک "ترک موالات" شریک شوید و الا مایان فتنہ بر پا کردہ در محفل میلاد تمام چہراخان بلوری رامی شکنیم و دیگر نقضان می رسانیم۔ این جماعت اشقیان نامہائے خود را در خطانہ نوشتہ بودند۔ حضرت ایشان این خطر را نزد حکیم محمد اجمل خان شریفی و ڈاکٹر مختار احمد انصاری با این پیام فرستادند۔ "ما اظہار اللہ و شکر اللہ علی ما اَنعَمَ عَلَیْنَا بِهَذِهِ النِّعْمَۃِ الْعَظْمَیِ۔ جلسہ میلاد شریف منعقد می کنیم اگر مفسدین آمادہ فساد اند، جلسہ عام نہ می کنیم۔" پروردگار حکیم صاحب و ڈاکٹر صاحب را اجراء عنایت کنند کہ بہ خدمت حضرت ایشان رسیدند و عرض کردند، شما حسب معمول جلسہ منعقد کنید۔ ما از اول وقت عشا تا اختتام جلسہ حاضر می باشیم و با خود چند فقار امی آریم۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کسے فتنہ و فساد نہ خواهد کرد و چنانچہ ہر دو افراد بار فقار حسب وعدہ حاضر شدند و محفل مبارک با صد خیر و برکت بہ اتمام رسید۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلٰی ذٰلِکَ، وَخَسِرَ هٰذَا الْکَافِرُ الْمُبْطِلُونَ۔

مالِ بیک معترض

در ہزار و سہ صد و چہل و دو مولوی بخش اللہ بیک جوان را در خانقاہ شریف دہلی بہ خدمت حضرت برادر کلان اَدَامُ اللّٰهُ اَرِشَادًا آورد آن جوان از حضرت برادر بیعت شد و قبل از بیعت شدن این واقعہ را بیان کرد۔ سال گزشتہ ۱۳۳۱ھ من نزد دروازہ خانقاہ شریف استاد م کہ مردم در آرائش محفل میلاد شریف مشغول اند من در دل خود گفتم۔ این چہ بدعت و اسراف بے جا است۔ اندرین اثنا حضور اقدس از حرم سرا برآمدند و برائے تنبیہ من بہ آواز بلند بہ کار پردازان خطاب کردہ فرمودہ اند۔ اندرین ایام غفلت و بے دینی غلبہ پیدا کردہ است۔ این ہمہ مصارف و زیبائش برائے از دیاد شوق است و نیز اظہار سرور مقصود است۔ در مجالس دنیویہ مردمان بہ چہ قسم اظہار مسرت می کنند۔ ما اگر بہ روز ولادت رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برائے اظہار سرور این ہمہ آرائش و زیبائش کنیم چہ قباحت دارد۔ چون حضور اقدس این فرمودند در دل من اعتراض دیگر پیدا شد، و حضور اقدس معاف فرمودند کہ سائے کہ در دل خود درشتی دارند پروردگار ایشان را توفیق نیکی عنایت کند۔ و باز بہ حرم سرا شریف بردند حضور اقدس اگر چہ با من مکالمہ نہ فرمودند لیکن من بہ وجہ خوب فہمیدم کہ این ارشاد برائے من است۔ مع ذلک بہ دل خود ایراد ہا را جائے دادہ ازان جا روانہ شدم۔ ازان وقت خللہ در عقل و دماغم پیدا شد و چند وقت نہ گزشت کہ من

مجبوط الحواس گشتم۔ والدین من نزد علماء و صلحا رفتند و کیفیت بیان کردند به ایشان گفته شد کہ فرزند شما در شان بزرگے بے ادبی کرده است و این ہمہ وبال از آن است۔ چنانچہ والدین من مرا بہ اجمیر شریف بردند و آن جا پیش روی مزار پُر انوار حضرت خواجہ قدس سرہ انداختند من چہل روز در اجمیر قیام کردم۔ چیزے از احوالم درست نشد من حقیقت واقعہ را بہ والدین خود بیان کردم۔ ایشان واقعہ را بہ علماء و صلحا بیان کردند۔ بہ ایشان گفته شد کہ فرزند خود را نزد حضور اقدس ببرد تا کہ دے را بیعت کنند۔ چون از وفات حضرت ایشان علم شد۔ بہ ایشان گفته شد کہ در خدمت جانشین حضرت ایشان قدس سرہ ببرد من بہ خدمت مفتی کفایت اللہ مکتوبے نوشتم و دریافت نمودم کہ جانشین حضرت ایشان کیست و قیام ایشان کجا است، مفتی صاحب تحریر فرمودند۔ جانشین حضرت ایشان فرزند کلان ایشان اند کہ حضرت بلال نام دارند و اندرین ایام قیام ایشان در خانقاہ شریف است۔ این واقعہ بیان کرده آن جوان مکتوب مفتی صاحب را از جیب خود بردارد و نشان داد۔

عَفَى اللَّهُ عَنْهُ دَسْرَجَةٌ۔

از ذکر وہابیہ و اذنا ب و ہابیہ در دل کہ دور تے پیدامی شود و آثار جلیس بدرد
وہابیہ و اذنا ب و ہابیہ می نماید کہ آن۔ اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رَجِيحًا خَبِيثَةً۔ کما فی الصحیحین۔ است و اگر
 از آلہ آن اثر بد نہ کردہ شود، صورت ران ظاہری شود۔ ابن جریر و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ روایت کردہ اند
 کما فی تفسیر ابن کثیر عن ابي هريرة عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال، ان العبد اذا اذنب
 ذنبا كانت نكته سوداء في قلبه فان تاب منها صقل قلبه وان زاد زادت فذل قول الله
 تعالى۔ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ وقال الترمذی حسن صحیح و لفظ النسائی ان العبد
 اذا اخطأ خطيئة نكت في قلبه سوداء فان هورنزع واستغفر و تاب صقل قلبه فان عاد
 زيد فيها حتى تعلق قلبه فهو الران الذي قال الله تعالى۔ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا
 يَكْسِبُونَ۔ برائے از آلہ آن اثر بد کہ از ذکر اذنا ب و ہابیہ پیداشدہ است چند شعر عارف کبیر و ولی شہیر
 شیخ شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن سعید دلاصی مصری معروف بہ ابو صبری قدس سرہ کہ در اسکندریہ مرقون
 انداز قصیدہ ہمزیہ ایشان نقل می کند کہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ احیانا می خواندند و باز درود
 کبیریت احمری نو بسید کہ حضرات عالی قدر قدس اللہ سرار ہم آن را بہ مواظبت می خواندند۔

ابیات قصیدہ ہمزیہ | يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ

أَنْتَ مُصْبِحُ كُلِّ فَضْلٍ فَمَا تَصَدَّقُ... دُرِّ الْأَعْيُنِ ضَوْؤُكَ الْأَضْوَاءُ

لَكَ ذَاتُ الْعُلُومِ مِنْ عَالَمِ الْغَيْبِ بِ وَمِنْهَا لِأَدَمَ الْأَسْمَاءُ
لَمْ تَزَلْ فِي ضَمَائِرِ الْكُونَ تَخْتَا ذَلِكَ الْأُمّهَاتُ وَالْأَبَاءُ
فَامضَتْ فِتْرَةٌ مِنَ الرَّسُلِ إِلَّا بَشَّرَتْ قَوْمَهَا بِكَ الْأَنْبِيَاءُ
تَبَاهَى بِكَ الْعُصُورُ وَتَسْمُو بِكَ عَلِيَاءُ بَعْدَهَا عَلِيَاءُ
لَيْلَةُ الْمَوْلِدِ الَّذِي كَانَ لِلدِّي مِنْ سُورُورٍ بِيَوْمِهِ وَازْدِهَاءُ
وَتَوَالَتْ بُشْرَى الْهَوَاتِفِ أَنْ قَدْ وُلِدَ الْمُصْطَفَى وَحَقَّ الْهِنَاءُ
مَوْلِدُكَ كَانَ مِنْهُ فِي طَالِعِ الْكُف رِيبَالٍ عَلَيْهِمْ وَوَبَاءُ
أَطْرَبِ السَّامِعِينَ ذِكْرُ عِلَاة بِالرَّاحِ مَالَتْ بِهِ النَّدَاءُ
وَبِحُبِّ النَّبِيِّ فَابْعِ رَضِيَ اللَّهُ فِي حُبِّهِ الرِّضَى وَالْحَبَاءُ
فَسَلَامٌ عَلَيْكَ تَشْرَى مِنَ اللَّهِ وَتَبْقَى بِهِ لَكَ الْبَاءُ وَاءُ
وَسَلَامٌ عَلَيْكَ مِنْكَ فَمَا غَد ذِكْرُكَ مِنْهُ لَكَ السَّلَامُ كِفَاءُ
وَسَلَامٌ مِنْ كُلِّ مَا خَلَقَ اللَّهُ لِتَحْيَا بِذِكْرِكَ الْأُمْلَاءُ
وَصَلَاةٌ كَالْمِسْكِ تَحْمِلُهُ مِنْ نِي شَمَالٍ إِلَيْكَ أَوْ نَكْبَاءُ
وَسَلَامٌ عَلَى ضَرْبِ حِلِّكَ تَخْضَل لُ بِهِ مِنْهُ تُرْبَةٌ وَعَسَاءُ
وَتَنَاءٌ قَدْ مَتَّ بَيْنَ يَدَيْ تَج وَآيَ إِذْ لَمْ يَكُنْ لَدَى تَرَاءُ
مَا أَقَامَ الصَّلَاةَ مَنْ عَبَدَ اللَّهَ وَ قَامَتْ بِرَبِّهَا الْأَشْيَاءُ

الحبَاءُ الْعَطَاءُ - الْبَأْءُ الشَّرْفُ وَالْفَخْرُ الْأُمْلَاءُ جَمْعُ مَلَاءٍ وَهُوَ الْجَمَاعَةُ مِنَ النَّاسِ الشَّمَالُ
هِيَ رِيحٌ تهبُ مِنْ جِهَةِ الْقُطْبِ إِلَى الْمَغْرِبِ - النُّكْبَاءُ هِيَ رِيحُ الصَّبَا - وَعَسَاءُ أَي لَيْسَتْ
ذَاتُ رَمَلٍ - تَرَاءُ أَي مَالٌ كُنِيَ اتَّصَدَقُ بِهِ -

اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ أَبَدًا وَأَسْمَى بَرَكَاتِكَ سَرْمَدًا وَارْزُقْ
الْكَبْرِيَّةَ الْأَحْمَرَ | تَحْيَاتِكَ فَضْلًا وَعَدَدَ أَمْوِيدٍ أَوْ أَسْمَى سَلَامِيكَ أَبَدًا مُجَدِّدًا
عَلَى أَشْرَفِ الْحَقَائِقِ الْإِنْسَانِيَّةِ وَالْمَجَانِبَةِ وَجَمْعِ الدَّقَائِقِ الْإِيهَانِيَّةِ وَطُورِ التَّجَلِّيَاتِ الْإِحْسَانِيَّةِ
وَمَهَبِطِ الْأَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ وَعَرُوسِ الْمَمْلَكَةِ الْقُدْسِيَّةِ وَإِقَامِ الْحَضْرَةِ الرَّيَانِيَّةِ وَاسْطَةِ عَقْدِ
النَّبِيِّينَ وَمُقَدِّمَةِ جَيْشِ الْمُرْسَلِينَ وَقَائِدِ رُكْبِ الْأَنْبِيَاءِ الْمَكْرَمِينَ وَأَفْضَلِ الْخَلَائِقِ أَجْمَعِينَ
حَامِلِ لُؤَاءِ الْعِزِّ الْأَعْلَى وَمَالِكِ أَرْصَةِ الْمَجْدِ الْأَسْمَى شَاهِدِ اسْرَارِ الْأَزَلِ وَمُشَاهِدِ

انوار السوايق الاول ترجبان لسان القدم ومنبع العلم والحلم والحكيم مظهر سير الجود
 الجذري والكلي وانسان عين الوجود العلوي والسفلي روح جسد الكونين وعين حياة
 الدارين المتخلق باعلى رتب العبودية والمتحقق باسرار المقامات الاصطفائية سيد
 الاشراف وجامع الاوصاف الخليل الاعظم والحبيب الاكرم نبيك العظيم ورسولك
 القديم الكريم الهادي الى الصراط المستقيم المخصوص باعلى المراتب والمقامات
 المؤيد باوضح البراهين والدلالات المنصوب بالرعب والمعجزات الجوهري الشريف
 الابدتي والنور القديم المحمدي سيدي تامولا نا محمد المحمود في الابدان والوجود الفاعل لكل
 شاهد ومشهود وحضرة المشاهدة والشهود نور كل شئ وهداة وسر كل سر وسناه الذي
 شققت منه الاسرار وانفلقت منه الانوار السري الباطن والنور الظاهر السيد الكامل
 الفاعل الخاتم الاول الاخير الظاهر الباطن العاقب الحاشي الناهي الامر الناهي الناصر الصابر
 الشاكر القانت الذكر الماسي الماجد العزيز الحامد المؤمن العابد المتوكل الزاهد القائم
 الساجد التابع الشهيد الولي الحميد البرهان الحجة المطاع المختار الخاضع الخاشع المستنصر
 الحق المبين طه وليس المرقل المدثر سيد المرسلين واما الممتقين وخاتم النبيين و
 حبيب رب العالمين النبي المصطفى والرسول المجتبي الحكيم العدل الحكيم العليم العزيز الحكيم
 الرؤف الرحيم المبارك الملكين الصادق الصديق الامين الداعي اليك يا ذك السراج
 المنير الذي اذرك الحقائق بمجملتها وفاق الخلائق برمتها وجعلته حبيبا وناديته قريبا و
 ادنيته رقيبا وحثمت به الرسالة والدلالة والبشارة والنداسة والنبوة ونصرتة
 بالرعب وظلمته بالسحب ورددت له الشمس وشققت له القمر وانطقت له الضب و
 الطيب والذئب والجذع والذراع والجمل والجبل والمدار والشجر واتبعته من صابره
 الماء الزلال وانزلت من المزن بدعوتيه في عام المحل والجذب وابل الغيث والمطر
 فاعشوشب منه القفر والصخر والوعر والسهل والرمل والحجر واسرنت به ليدا من
 المسجد الحرام الى المسجد الأقصى الى السموات العلى الى سدرة المنتهى الى قاب قوسين
 او ادنى واريتة الاية الكبرى وانلته الغاية القصوى واكرمته بالمخاطبة والمداراة و
 المشافهة والمشاهدة والمعانية بالبصر وخصصته بالوسيلة العظمى والشفاعة الكبرى
 يوم الفرع الاكبر في المحشر وجمعت له جوامع الكلم وجواهر الحكيم وجعلت امة خير

اللَّهُمَّ وَغَفَرْتَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ الَّذِي بَلَغَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّى الْأَمَانَةَ وَتَصَحَّ الْأُمَّةَ
 وَكَشَفَ الْغَمَّةَ وَجَلَّى الظُّلْمَةَ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَبَدَ رَبَّهُ حَتَّى آتَاهُ الْيَقِينَ اللَّهُمَّ ابعثه
 مقاماً محموداً الَّذِي يُعْطِيهِ فِيهِ الْأَوْلُونَ وَالْآخِرُونَ اللَّهُمَّ عَظِّمُهُ فِي الدُّنْيَا بِإِعْلَانِ ذِكْرِهِ وَ
 إِظْهَارِ دِينِهِ وَإِبْقَاءِ شَرِيعَتِهِ وَفِي الْآخِرَةِ بِقَبُولِ شَفَاعَتِهِ فِي أُمَّتِهِ وَإِجْرَالِ أَجْرِهِ وَمُتُوبَتِهِ
 وَإِبْدَاءِ فَضْلِهِ عَلَى الْأَوْلِيِّينَ وَالْآخِرِينَ بِالمَقَامِ المَحْمُودِ وَتَقْدِيمِهِ عَلَى كَافَّةِ الْمُقَرَّبِينَ بِالشُّهُودِ
 اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ شَفَاعَتَهُ الْكُبْرَى وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ الْعُلْيَا وَأَعْطِهِ سُؤْلَهُ فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولَى
 كَمَا آتَيْتَ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْ أَكْرَمِ عِبَادِكَ عَلَيْكَ شَرَفًا وَمِنْ أَرْفَعِهِمْ
 عِنْدَكَ دَرَجَةً وَأَعْظِمِهِمْ خَطراً وَأَمْكِنِهِمْ عِنْدَكَ شَفَاعَةً اللَّهُمَّ عَظِّمْ بُرْهَانَهُ وَأَبْلِجْ
 حُجَّتَهُ وَأَبْلِغْ مَأْمُولَهُ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ وَذُرِّيَّتِهِ اللَّهُمَّ اتَّبِعْهُ مِنْ أُمَّتِهِ مَا تَقْرِبُهُ عَيْنُهُ وَأَجْرِه
 عَنَّا خَيْرَ مَا جَازَيْتَ بِهِ نَبِيًّا عَن أُمَّتِهِ وَأَجْزِ الْأَنْبِيَاءِ كُلَّهُمْ خَيْرَ الْجِزَاءِ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
 عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا شَهِدَتْهُ الْأَبْصَارُ وَسَمِعَتْهُ الْأَذَانُ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ عَدَدَ مَنْ صَلَّى
 عَلَيْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ عَدَدَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَمَا حَبِبْتَ وَتَرْضَى
 أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَمَا يَنْبَغِي أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلَى
 آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَوْلَادِهِ وَأَحْفَادِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَعِثْرَتِهِ وَعَشِيرَتِهِ وَ
 أَصْهَارِهِ وَأَحْبَابِهِ وَأَخْتَانِهِ وَاتَّبَاعِهِ وَأَشْيَاعِهِ وَأَنْصَارِهِ وَغُرَبَاءِ أَسْرَارِهِ وَمَعْلَدِينَ أَنْوَارِهِ
 وَكُنُوزِ الحَقَائِقِ وَهُدَاةِ الْخَلَائِقِ وَنُجُومِ الْإِهْتِدَاءِ لِمَنْ اقْتَدَى بِهِمْ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا كَثِيرًا
 دَائِمًا أَبَدًا وَأَرْضَ عَنْ كُلِّ الصِّعَابَةِ رِضَى سَرْمَدًا أَعَدَّ دَخْلِكَ وَزِينَةَ عَرْشِكَ وَرِضَى
 نَفْسِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ وَمُنْتَهَى عِلْمِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ ذَكَرَكَ وَكَلَّمَا سَمِعَهُ عَن ذِكْرِكَ غَافِلٌ
 صَلَاةً تُكُونُ لَكَ رِضَى وَالحَقِّقِ أَدَاءً وَلِنَاصِلِ حَاوِيَةِ الوَسِيلَةِ وَالْفَضِيلَةِ وَالذَّرَجَةِ
 الْعَالِيَةِ الرَّفِيعَةِ وَابْعَثْهُ المَقَامِ المَحْمُودِ وَاللِّوَاءِ المَعْقُودِ وَالْحَوْضِ السُّورُودِ وَصَلِّ يَا رَبِّ
 عَلَى جَمِيعِ إِخْوَانِهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَمَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِينَ
 وَصَلِّ عَلَى اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ السَّابِقِ
 لِلخَلْقِ نُورُهُ وَالرَّحْمَةِ لِلْعَالَمِينَ ظُهُورُهُ عَدَدَ مَا مَضَى مِنْ خَلْقِكَ وَمَا بَقِيَ وَمَنْ سَعِدَ
 مِنْهُمْ وَمَنْ شَقِيَ صَلَاةً تَسْتَعْرِقُ العَدَّ وَتُحِيطُ بِالحَدِّ صَلَاةً لِأَغَايَةِ لَهَا وَلَا انْتِهَاءَ
 وَلَا أَمَدَ لَهَا وَلَا انْقِضَاءَ صَلَاةً مَعْرُوضَةً عَلَيْهِ مَقْبُولَةً لَدَيْهِ صَلَاةً دَائِمَةً بِدَوَامِ

وَبِأَقْيَّةٍ بِبِقَارِكَ لَا مُنْتَهَى لَهَا دُونَ عِلْمِكَ صَلَاةٌ تُرَضِّيكَ وَتُرَضِّيهِ وَتَرْضَى بِهَا عَنَا صَلَاةً
تَمَلَأُ الْأَرْضَ وَالسَّمَاءَ صَلَاةً تُحَلُّ بِهَا الْعُقَدُ وَتُفَرِّجُ بِهَا الْكُرْبُ وَيَجْرِي بِهَا لَطْفُكَ فِي أَمْرِي
وَأُمُورِ الْمُسْلِمِينَ وَيَارِكُ لَنَا عَلَى الدَّوَامِ وَعَافِنَا وَاهْدِنَا وَأَمُدُّدْنَا وَاجْعَلْنَا أَمِينِينَ وَكَبِيرِينَ
أُمُورَنَا مَعَ الرَّاحَةِ لِقُلُوبِنَا وَأَبْدَانِنَا وَالسَّلَامَةِ وَالْعَاقِبَةِ فِي دِينِنَا وَدُنْيَانَا وَالْآخِرَتَيْنَا وَ
تَوْفِقْنَا عَلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَاجْمَعْنَا مَعَهُ فِي الْجَنَّةِ مِنْ غَيْرِ عَذَابٍ بَلِيْسٍ مَعَ كُلِّ شَفِيقٍ وَ
أَنْبِيَسٍ وَأَنْتَ رَاضٍ عَنَّا وَلَا تَمَلِكُنَا وَلَا تَمَلِكُنَا وَلَا تَمَلِكُنَا وَلَا تَمَلِكُنَا وَلَا تَمَلِكُنَا وَلَا تَمَلِكُنَا
اللَّهُ لَنَا بِالْحُسْنَى هُوَ مَوْلَانَا نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

حرفِ آخر از مولد شریف حضرت ایشان از نعمت اظفار تا آخر ایام عاشق و دلداره این
مبارک و مجید محفل بودند و از آن افراد که محفل میلاد مبارک منعقد می کردند
خوش می شدند و برای ایشان دعای می کردند و با آن کسان نیز ملاقات می دادند و دعای می کردند که انعقاد محفل
مبارک میلاد را بدین می گفتند و کسی که انعقاد این مبارک محفل را بدین گفت از او نفرت می کردند و می گفتند
که این گونه افراد بد عقیده و بے ادب اند.

از خدا خواهم تو رفیقِ آدب بے ادب محسوسم مانند از لطفِ رب
زیارت قبور حضرت مشایخ قدس الله اسرارهم را معمول بوده است که بر مزارات اولیاء و صلحامی بودند
و فیوضات و برکات را استفاده می کنند مسلم در صحیح خود از بریده روایت کرده که
رسول الله صلی الله تعالی علیه و سلم فرموده: "كُنْتُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا" من شمارا نمی کرده بودم
از زیارت کردن قبور پس زیارت بکنید قبور را. و ابن ماجه از ابن مسعود روایت کرده که آن حضرت صلی الله
تعالی علیه و سلم فرموده: "كُنْتُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُزْهِدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ
الْآخِرَةَ" من شمارا پیش ازین نمی کرده بودم از زیارت کردن قبور پس به درستی که زیارت کردن قبور بے رغبت
می گرداند از دنیا و یاد می دهد آخرت را.

بعض کوتاه نظر بر حضرت مشایخ اعتراض می کنند که مقصد از زیارت قبر عبرت و پند گرفتن است که
مصیبت را نیز به خاک رفتن و خاک شدن است نه استفاده احوال و استفاده فیوضات. امام فخرالدین رازی
در کتاب خود المطالب العالیه کلام لطیف و نفیس نوشته اند و استناد محمد زاهد الکوثری و کمال الشیخ الاسلامیه بدر
السلطنة العثمانیه سابقا در تکملة السیف الصقیل فی الرد علی ابن زویل بر صفحه ۱۶ نقل کرده اند و عاجزان را نقل می کنند.

امام رازی گفت

وَإِذَا عَرَفْتَ هَذِهِ الْمُقَدِّمَاتِ فَتَقُولُ إِنَّ الْإِنْسَانَ إِذَا أَذْهَبَ إِلَى قَبْرِ
 إِنْسَانٍ قَوِيَّ النَّفْسِ كَامِلٍ الْجَوْهَرِ شَدِيدِ التَّأْتِيرِ وَوَقَفَ هُنَاكَ سَاعَةً
 وَتَأَثَّرَتْ نَفْسُهُ مِنْ تِلْكَ التُّرْبَةِ حَصَلَ لِنَفْسِ الزَّائِرِ تَعَلُّقٌ بِتِلْكَ التُّرْبَةِ وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّ لِنَفْسِ
 ذَلِكَ الْإِنْسَانِ الْمَيِّتِ مَلَاقَاةً بِسَبَبِ اجْتِمَاعِهِمَا عَلَى تِلْكَ التُّرْبَةِ فَصَارَتْ هَاتَانِ النَّفْسَانِ
 شَبِيهَتَيْنِ بِبِرَائَتَيْنِ صَقِيلَتَيْنِ وَضِعَتَا بِمَجْتِئِ بِنَعَكْسِ الشَّعَاعِ مِنْ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا إِلَى
 الْأُخْرَى فَكُلٌّ مَا حَصَلَ فِي نَفْسِ الزَّائِرِ الْحَيِّ مِنَ الْمَعَارِفِ الْبُرْهَانِيَّةِ وَالْعُلُومِ الْكُسْبِيَّةِ وَالْأَخْلَاقِ
 الْفَاضِلَةِ مِنَ الْخُضُوعِ لِلَّهِ تَعَالَى وَالرِّضَى بِقَضَاءِ اللَّهِ يَنْعَكِسُ مِنْهُ نُورٌ إِلَى رُوحِ ذَلِكَ الْإِنْسَانِ
 الْمَيِّتِ وَكُلٌّ مَا حَصَلَ فِي نَفْسِ ذَلِكَ الْإِنْسَانِ الْمَيِّتِ مِنَ الْعُلُومِ الْمَشْرُفَةِ وَالْآثَارِ الْعُلُويَّةِ
 الْكَامِلَةِ قَانَهُ يَنْعَكِسُ مِنْهُ نُورٌ إِلَى رُوحِ هَذَا الزَّائِرِ الْحَيِّ وَهَذَا الطَّرِيقُ تَصِيرُ تِلْكَ الزِّيَارَةُ
 سَبَبًا لِحُصُولِ الْمَنْفَعَةِ الْكُبْرَى وَالْبَهْجَةِ الْعُظْمَى لِرُوحِ الزَّائِرِ وَرُوحِ الْمَزُورِ فَهَذَا هُوَ
 السَّبَبُ الْأَصْلِيُّ فِي مَشْرُوعِيَّةِ الزِّيَارَةِ وَلَا يَبْعَدُ أَنْ يَحْصَلَ فِيهَا أَسْرَارٌ أُخْرَى أَدَقُّ
 وَأَحَقُّ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ وَتَمَامُ الْعِلْمِ بِالْحَقَائِقِ لَيْسَ إِلَّا عِنْدَ اللَّهِ - اهـ - وَأَمَّا بَقَاءُ النَّفْسِ
 مُدْرِكَةً لِبَعْضِ الْجُزْئِيَّاتِ فَقَدْ بَيَّنَّهَا الرَّازِي فِي الْفَصْلِ الْخَامِسِ عَشَرَ مِنَ الْكِتَابِ
 الْمَذْكُورِ وَقَالَ الرَّازِي أَيْضًا فِي تَفْسِيرِهِ - أَنَّ الْأَرْوَاحَ الْبَشَرِيَّةَ الْخَالِيَةَ عَنِ الْعَلَائِقِ
 الْجِسْمَانِيَّةِ الْمُشْتَاقَّةِ إِلَى الْإِتِّصَالِ بِالْعَالَمِ الْعُلُويِّ بَعْدَ خُرُوجِهَا مِنْ ظِلْمَةِ الْجَسَادِ
 تَذْهَبُ إِلَى عَالَمِ الْمَلَائِكَةِ وَمَنَازِلِ الْقُدْسِ وَيُظْهِرُ مِنْهَا آثَارًا فِي أَحْوَالِ هَذَا الْعَالَمِ
 فَهِيَ الْمُدْبِرَاتُ أَمْرَاءُ، أَلَيْسَ الْإِنْسَانُ قَدِيرٌ أَسْتَاذَةٌ فِي الْمَنَاطِمِ وَكَيْسَالُهُ عَنِ مُشْكَلَةِ
 قَبْرِ شَيْدَةِ الْيَهُودِ - يَعْنِي جُونِ ابْنِ مَقْدِمَاتِ رَابِدِ النَّسْتِيسِ مِي كُوَيْمِ كَهْ جُونِ شَخْصَةً بِزِيَارَتِ قَبْرِ كَسِي مِي رُوْدَكِ
 نَفْسِ قَوِيٍّ وَجَوْهَرِ كَامِلٍ وَتَأْتِيرِ شَدِيدٍ دَاشْتَهُ بِشَدِّ وَقَدْ كَسِي نَزْدِ تَرْتِيبِ تَوْقِفِ مِي كَنْدُورِ بَابِ تَرْتِيبِ تَعَلُّقِ بِيْدَامِي شُورِ
 تُوْدَانَسْتِي كَهْ نَفْسِ أَنَّ الْإِنْسَانَ مَيِّتًا رَابِعًا بِالنَّفْسِ الْإِنْسَانِ زَائِرًا وَجِهًا جَمَاعًا أَنَّ هَرُودَ نَفُوسِ بَرَّانِ تَرْتِيبِ
 مَلَاقَاتِ رُوْدَادِهِ اسْتِ وَمَثَالِ ابْنِ هَرُودِ نَفُوسِ بِرَنْگِ دَوَائِمِيَّةِ مَجْلِي وَصَفِي اسْتِ كَهْ بِرُوعِ وَاقِعِ شَهَادَتِ
 كَهْ شَعَاعِ يَكِي دَرِ دِيگَرِ مَنَعَكْسِ مِي شُورِ، بِرَحِيْبِ دَرِ زَائِرِ زَنْدِهْ اَزْ مَعَارِفِ بِرُزْمِيَّةِ وَعُلُومِ كَسْبِيَّةِ وَاخْلَاقِ قَانِ
 اَزْ قِسْمِ خُضُوعِ لِسُورِ اَضْيِ بُوْدِنِ بِرُوعِ قَضَائِهِ بِرُورِ دِگَرِ مِي بَاشْدِ اَلْوَارِ اَنَّ بَرُوعِ أَنَّ الْإِنْسَانَ مَيِّتًا مَنَعَكْسِ مِي شُورِ
 وَبِرَحِيْبِ اَزْ عُلُومِ مَشْرُفَةِ وَآثَارِ عُلُويَّةِ كَامِلِهِ دَرِ مَزُورِ مَيِّتِ اَنَامِ بِرُوعِ ابْنِ الْإِنْسَانِ زَنْدِهْ مَنَعَكْسِ مِي شُورِ، وَابْنِ
 وَجِهِ ابْنِ زِيَارَتِ قَبْرِ بِيْدِ بِحُصُولِ مَنَفَعَتِ كِبْرِيٍّ وَبِهَيْبَتِ عَظْمَى اسْتِ، بِهَمِ بَرَّانِي زَائِرِ زَنْدِهْ وَبِهَمِ بَرَّانِي

مزور مردہ۔ و برائے مشر و عیبت زیارت قبور این یک سبب اصلی است و ممکن کہ در مشر و عیبت زیارت
قبور اسرار دیگر نیز باشند کہ احق بالذکر و ادق بوند از آن چہ کہ ما ذکر کردہ ایم، چہ علم تمام حقائق بہ جنس پروردگار
کے رانیست۔ و امام رازی این بیان را کہ نفس ادراک کنندہ بعض جزئیات می ماند، در فصل پانزدہم
از این کتاب کردہ اند و ایشان در تفسیر خود نوشتہ اند: آن ارواح بشریہ کہ از علائق جسمانیہ عالی و
مشتاق بہ اتصال عالم علوی می باشند چون از ظلمت اجسامی برآیند بہ عالم ملائکہ و منازلِ قدس
می رسند از آن ارواح در احوال این عالم آثار ظاہری می شوند و آن را مدبریات امر گویند۔ آیاتہ می بینی
کہ احیاناً شخصے استاد خود را در خواب می بیند و از وی استفسا را از اشکالے می کند و وی بہ بینندہ خواب
می نماید۔ انتہی۔ پروردگار امام رازی رحمہ اللہ و رضی عنہ را اجر ہائے بے شمار دہد چہ حقائق را بیان کردہ
اند کسانے کہ از این گونه اسرار حکم تا واقف اند می خواهند کہ از زیارت قبور منع کنند در حدیث لا تشد
الرجال الی ثلاثہ مساجد۔ خلاف قاعدہ نحویہ مستثنیٰ منہ را اعم قرار می دہند و خطا بر خطا
می کنند۔ کُلُّ یَعْمَلُ عَلٰی سَاطِئِہِ۔

حضرت ایشان قدس سرہ بہ زیارت قبور می رفتند و مستفید می شدند برائے زیارت قبور سفر
کردن را جائز می گفتند چنانچہ در ابتدا سائے احوال دو بار از رامپور بہ سرہند شریف و در آخر احوال برائے
زیارت حضرت قلندر بہ پانی پت سفر کردہ اند و حافظ اشفاق الہی را ہدایت فرمودند تا بہ اجمیر شریف سفر
کنند چنان چہ در فصل چہارم بیانش خواهد آمد و بیان رفتن حضرت ایشان بہ مزار والد بزرگوار خود در رامپور
و بہ مزار مولانا طاہر بندگی در لاہور گذشتہ۔ حضرت ایشان بہ کمال ادب بر مزارات بزرگان دین حاضر می شدند
کفشہا را بیرون دروازہ احاطہ از پائے می کشیدند و از آن جا دست بستہ سر بہ جیب انداختہ بہ مزار مبارک
می رفتند و اولاً سلام مسنون برائے اموات رو بہ سوئے قبر و پشت بہ سوئے قبلہ کردہ استادہ می خواندند
و باز دو زانو نشستہ چادر خود را بر سر روئے خود انداختہ بہ آواز بلند مصروف تلاوت می شدند، اکثر سورہ
یس و گاہ سورہ مملک می خواندند و باز قدرے مراقب می شدند و باز دست برداشتہ دعای کردند
و بعد ازین با حضور و آگاہی و با ادب و احترام بہ رجعت تہقیری رخصت می شدند۔ عاجز بیان حاضر شدن
حضرت ایشان را بر مزارات اولیائے پروردگاری کند حضرت نقشبندیہ را اول ذکر می کند۔ وَاللّٰهُ الْمَوْفِقُ
دو سہ بار رفتن حضرت ایشان بہ موقع عرس شریف
خواجہ نقشبندیان حضرت باقی باللہ | ویک دو بار بدون عرس شریف بہ یاد عاجز است
یک بار بہ شب عرس شریف حضرت ایشان در صحن مسجد شریف نشستند مزار پرانوار بہ جہت جنوب بود۔

بعد از عرض سلام و تلاوت سوره مبارکہ حضرت برادر کلان بہ آواز بلند شجرہ شریفہ منظومہ حضرت مولانا خالد کردی خواندند سبحان اللہ چه مبارک وقت و مبارک حال بود۔

سید السادات نور محمد بدایونی حضرت ایشان پیر و مرشد حضرت مرزا جان جانان مظہر خلیفہ حضرت شیخ سیف الدین بودہ اند قدس اللہ اسرارہم و ساہبا از حافظ محمد محسن خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم کسب معارف نمودہ اند۔ در رقمہ نیک احتیاطی کردند۔ بہ دست خود چیزے می پختند و چند روز بران اکتفا می نمودند۔ استغراق کامل و جذب قوی داشتند۔ از کثرت مراقبہ لپشت مبارک خم شدہ بود۔ می فرمودند از سی سال تعلق طبیعت بہ لذت طعام نہ ماندہ است ہر چه میسر آید می خوریم۔ بہ یازدہم ذی القعدہ ۱۳۵۰ھ رحلت فرمودہ اند و بہ فاصلہ یک تیر تیر تاب بہ جہت جنوب از مزار حضرت سلطان المشائخ نظام الدین قدس سرہ در باغ نواب مکرّم خان مدفون شدند۔ نواب مکرّم خان از اولاد حضرت سید محمد نقشبند بہار الدین قدس سرہ و از خلفائے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ بودند روزے سلطان اورنگ زیب عالمگیر از نواب صاحب استفسار از عمر ایشان فرمود عرض کرد، سہ سال کہ آن مدتے است کہ در خدمت پیر و مرشد خود بودہ ام۔

اوقات ہمان بود کہ با یار بہ سرفت باقی ہمہ بے حاصلی و بے خبری است

چون ایشان وقت آخر شد بر سر ایشان کلاہ حضرت عبید اللہ احرار نہاد نامہ گفتند اگر چه از انوار این کلاہ فائز شدہ ام اما می خواہم کہ در انوار پیر خود غرق شوم لهذا کلاہ پیر من بر سرم نہید۔ چنان چہ آن مبارک کلاہ بر سر ایشان نہادند و اندران حال رحلت فرمودہ اند۔ حضرت مرزا مظہر جان جانان می فرمودند کہ زائد از ہزار کس از آن جناب ذاکر و شاغل شدہ بہ درجہ حضور و آگاہی رسیدہ اند مثل سید حشمت خان و مولوی محمد باقی۔
قدس اللہ اسرار جمیعہم۔

بہ مرور ایام باغ نہ ماند و چون انگلیسہا ارادہ تعمیر شہر دہلی نو کردند تمام اراضی آن جہت را حکومت گرفت خواست کہ مزار حضرت ایشان را در سیل آب بارانی آورده بے نشان سازد۔ حضرت ایشان را چون علم این امر شد بسیار متفکر شدند و درین سلسلہ از کونہ حاجی ملا احمد خان مٹاخیل را بہ شملہ نزد سفیر افغانستان فرستادند۔ سفیر سچیہا کرد و مزار پر انوار محفوظ ماند۔ و باز حضرت ایشان ارادہ فرمودند کہ آن قطعہ زمین را محفوظ کنند۔ چنان چہ بہ دیوار پختہ آن جارا احاطہ کردند و بہ سنگ سرخ فرش ساختند۔

در ایامی کہ عاجز چار پنچ سالہ بود حضرت ایشان را دو سہ سال معمول بود کہ ہر روز در عربہ آن جامی رفتند بہ ساعت دہ صبا عا متوجہ آن جہت می شدند۔ یک مخلص افغانی را ہمراہ می گرفتند برائے فرش کرد

یک گلیم و برائے استعمال یک آفتابہ کلان و یک صراحی و در مطبقِ غذا ہر سہ برادر ہر سہ می بود ہر سہ برادر ہر سہ می بودیم حضرت ایٹان نزد مزار شریف زیر سایہ درخت "نیم" بہ ذکر شریف مشغول می شدند و ما برادران در قرب جوار بہ بازی و سیر و تفریح مشغول می شدیم چون وقت تناولِ غذا می رسید حضرت ایٹان استادہ شدہ قدرے بہ آواز بلند می فرمودند "بچہا بیاید و نان بخورید" بعد از تناولِ غذا قدرے قبیلوہ می فرمودند و باز وضو کردہ نماز می خواندند عاجز یاد دارد کہ احیانا حضرت ایٹان اذان می گفتند و تکبیر گفتہ نماز می خواندند تا آن زمان دیوار احاطہ و فرش نہ ساخته شدہ بود حضرت ایٹان می فرمودند کہ این مبارک زمین قطعہ جنت است بہ پہلوے حضرت سید السادات جہت شرق مزار حضرت امۃ الفاطمہ زوجہ حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ اسرارہما واقع است کہ جدہ حضرت ایٹان اند۔

ہر روز جمعہ ۲۴ رمضان ۱۳۶۶ھ (۱۵ اگست ۱۹۴۷ء) انگلیسہا اسباب بربادی مسلمانان پیدا کردہ رخت سفر از ہند بر لپست اندران وقت ہر چہ از ظلم و عدوان پیش آمدہ بر صفحات تاریخ ثبت است دران ایام زرد و خورد بعض اشقیاسنگ سُرخ فرشی را از ان جا بردند و دو جادووار را نیز نقصان رساندند بہ دو شنبہ دوازدهم محرم ۱۳۶۳ھ (۲۱ ستمبر ۱۹۵۳ء) عاجز آن جا با یک نفر رفت تا اندازہ مصارف کند دران وقت یک ہندو با چیزے گلہا رسید گلہا را بر مزارات نہاد و گفت "سنگہاے فرشی این جا را دو نفر بردہ اند۔ یکے در این قریہ سکونت دارد و اشارہ بہ جہت وہ کرد و دیگرے در بھوگل می باشد کہ در قرب یک آبادی جدید است، صاحب قریہ ازین سنگہا خانہ خود ساخت۔ چون سقف خانہ می خست و تیرہا را بردیوار نہادہ سنگ ہارا بالائے تیرہا فرش کرد و بر سرش گل و خشت نہاد۔ و بنائیان بعد از زوال برائے نان خوردن رفتند و سہ اہل و عیال خود را آواز داد تا کہ تعمیر و تسقیف را بہ بینند یا افراد خانہ زیر بام بود کہ یک بارگی بام بر سر آن ہافتاد۔ چنان چہ آن ہندو و زانش و یک دختر کلان و سہ و دو بچہ دختر ہمان دم بمردند و آن کس کہ در بھوگل سکونت داشت دو روز بیماری کشید و مرد و باز پیش و باز زین پیش در چند یوم مردند و زانش را ہر دو چشم کور شد و مردم می گوید کہ این ہمہ عقاب آن بے ادبی است کہ ایٹان در این جا کردہ بودند من بہ ہر روز پنجشنبہ حاضر می شوم و قدرے از گلہا بر مزارات می ہم امروز شمایان را دیدم لہذا آمدم۔"

ہر روز سیلوم عاجز بوزیر ہائے سیمنٹ و اہاک و غیرہ آن جا فرستاد مع یک بتار و چہار مزدور و بعد از ظہر عاجز آن جا رسید۔ برائے حفاظت سیمنٹ و غیرہ لازم بود کہ دو نفر آن جا قیام کنند چون کہ آن جائے تنہائی بود و در قرب جوارش کسے سکونت نہ داشت مزدوران خائف بودند۔ یکے قدرے ہمت داشت،

وے راضی شد و دیگرے رفاقت وے کر۔ روز دوم چون این عاجز عند الظہر آن جا رسید دید کہ بر مزار شریف گلباوقدرے شیرینی نہادہ اند و مزدوران بہ شوق تمام مصروف عمل اند۔ دو نفر مزدور کہ آن جا بہ شب قیام کردہ بودند گفتند مایان نزد سامان خود خواب کر دیم۔ در نیم شب یکے از ما بیدار شد و باز پہلوئے خود تبدیل کردہ ارادہ خواب کر دید کہ بر صریح مبارک یک پیر مرد کہ پشتش دو تا بود مشغول بچکر شریف رو بہ قبلہ نشست است وے بہ غائر نظر دیر پیر مرد نظر کرد و باز رفیق خود را بیدار کر کہ آن ہم بہ بین چنان چہ وے نیز بہ زیارت مشرف شد و آن ہر دو تا دیر این احوال را می نگریستند و بیان کردند کہ بعد از ان یک بار گئی آن پیر مرد از نظر مایان غائب شد۔ و بعد از دید این کرامت این دو نفر تا اختتام کار آنجا بہ رغبت و شوق تمام مقیم بودند۔

حضرت حافظ سعد اللہ | خلیفہ حضرت محمد صدیق فرزند ششم حضرت خواجہ محمد معصوم اند حضرت مرزا مظہر بعد از وفات سید السادات و حضرت محمد افضل خلیفہ حضرت

حجتہ اللہ نقشبند تا دوازده سال از حضرت حافظ سعد اللہ استفادہ کردند۔ مزار مبارک ایشان بیرون دروازہ اجیری در اعظم مدرسہ غازی الدین خان در زیر زمین (سرداب) موجود است، روزے حضرت ایشان بر مزار مبارک حاضر شدند و دیدند کہ از صدقات قطار خط آہن کہ در قرب آن جا واقع شدہ در بام شدگانہا افتادہ، حضرت ایشان آن جا پایہ ہائے عمدہ استادہ کردند۔ بعد از تعمیر پایہ ہا و ساختن دروازہ خوب چون بر مزار مبارک حاضر شدند در واقعہ دیدند کہ حضرت حافظ می فرمایند: صابرا، تو خانہ مرا محفوظ کردی پروردگار خانہ ترا محفوظ دارد۔“ آن وقت جمعہ از مخلصین و صدر مدرس مدرسہ غازی الدین خان، ماسٹر فضل الدین و مولوی سید عطار الحق موجود بودند۔ حضرت ایشان بہ انبساط تام این مکاشفہ را بیان فرمودند کہ کار اصلاح بہ توسط فضل الدین و عطار الحق شدہ بود۔ رحمہما اللہ و قدس اللہ سیر الحافظ۔

حضرت شاہ گلشن | خلیفہ حضرت عبدالاحد وحدت۔ مزار مبارک ایشان در دروازہ کناٹ پلین (دہلی نو) آمدہ حکومت ارادہ کرد کہ مزار را بردارد۔ حضرت ایشان مساعی

فرمودند و بہ امام صاحب جامع مسجد دہلی (شمس العلماء) سید احمد گفتند کہ اجازت تعمیر مزار شریف حاصل کنند۔ امام صاحب سعید ہا کردند و چند روز قبل از وفات حضرت ایشان اجازت نامہ تعمیر مزار شریف آوردند۔ حضرت ایشان برائے تعمیر مزار شریف بہ اندازہ دو ہزار روپیہ فراہم کردہ بودند۔ بعد از ارتحال حضرت ایشان حضرت برادر کلان یہ شخصے تفویض این کار کردند و تعمیر بہ وجہ خوب شد۔

بہ ایام آخرین روزے حافظ عبدالحکیم سوداگر حضرت دہلوی در خدمت حضرت ایشان بہ وقت ظہر بہ اسپتال رسید۔ عاجز نزد خیمہ استادہ بود۔ ناگاہ حضرت ایشان از خیمہ برآمدند و حافظ عبدالحکیم را فرمودند بیا

د دست راست خود بر شانہ عاجز نہادہ روان شدند۔ وہ مزار حضرت گلشن رسید فاتحہ مختصرہ خواندہ زو بہ حافظ عبد الحکیم کردہ فرمودند حضرت ایشان عمر شریف خود را در مجاہدات صرف کردہ اند۔ سبزی فروش دوکانداران ناکارہ برگہائے سبزی را می انداختند و ایشان آن برگہار او پوست خرپزہ و تر بوز وغیرہ را از بازار جمع کردہ بہ آب حوض مسجد جامع می شستند و بعد از دو سہ روز قدرے ازان تناول می کردند و از آب حوض سہ کف آب می نوشیدند و سی سال در یک گلیم گز را نیدند۔ روزے در دالان مسجد کہ بہ جہت بازار واقع است نشستہ بودند نظر ایشان بر موکبے افتاد۔ مابین موکب یک "فینس" را معمور از الوار یافتند۔ بہ خادم خود فرمودند آتش بسیار تا این گلیم خود را بسوزانم۔ خادم عرض کرد قبلہ گاہم چرا گلیم را می سوزند۔ فرمودند۔ از سی سال این گلیم را می پوشم۔ دروے آن قدر الوار می بینم کہ در این فینس کہ از امیرے است می بنیم۔ خادم عرض کرد۔ حضور این موکب و این فینس از قبلہ عالم خواجہ محمد زبیر است۔ حضرت ایشان این کلام شنیدہ فرمودند پروردگارا شکر است کہ این موکب پیرزادہ من است و گلیم من رسوائہ شدہ قدس اللہ سرہ۔

حضرت عبدالعدل | مزار مبارک ایشان در قبرستان حضرت خواجہ باقی باللہ مابین مزار پر الوار ایشان مزار حضرت خواجہ خورد واقع است۔ حضرت ایشان بہ روز

یکشنبہ ۲۸ صفر ۱۳۳۵ھ (۲۲ دسمبر ۱۹۱۶ء) صبا حاضر مزار پر الوار ایشان حاضر شدند۔ فاتحہ مختصرہ خواندند۔ باز خس و خاشاک وغیرہ را بہ دست مبارک خود پاک کردند و عرض کردند۔ "من از اولاد برادر مرشد شما ہستم شمارے من و اولاد من دعا کنید" و باز دست مبارک خود را بہ خاک پاک تربت رسانیدہ بر سر روے الوار خود مالیدند۔ از مخلصین پاک نہاد چند افراد موجود بودند۔ یکے از انہار روز و تاریخ و سال را نوشتہ بود۔ از روے آن تحریر عاجز تاریخ نوشتہ است۔ حضرت عبدالعدل از خلیفہ حضرت خواجہ محمد زبیر کسب سلوک کردہ خلافت یافتہ اند و حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی از ایشان استفادہ کردہ اند۔ این واقعہ بہ یاد عاجز بود۔ بہ اول ماہ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ عاجز بر مزار حضرت ایشان رفت و دید کہ بر مزار مبارک انبارے از خاک و سنگ افتیدہ۔ چنان چہ عاجز آن انبار را دو کرد و مصطبہ را ارتفاع دادہ سنگ مزار را بروے نہاد۔ و کان الفراغ من انعام ہذا العمل یوم السبت ۳۱ من شہربیع الاول ۱۳۶۶ھ والحمد للہ علی ذلک۔

حضرت شاہ محمد آفاق | ایشان فرزند احسان اللہ فرزند محمد اظہر کہ از دربار سلطان عالمگیر خطاب

نواب اظہر الدین خان داشت فرزند محمد نقی فرزند حضرت عبدالاحد وعدت قدس اللہ اسرار ہم بودہ اند۔ کسب سلوک مجددیہ از خواجہ ضیاء اللہ کشمیری کردند و خلافت یافتند۔ ایشان از اہل خلفائے حضرت خواجہ محمد زبیر اند۔ قدس اللہ اسرار الجمیع حضرت ایشان قوی النسبہ ،

قوی تاثیر و مقتدرائی وقت و بمحض حضرت شاه غلام علی و حضرت شاه ابو سعید بودند، و در محله مغلی پورہ دہلی قیام داشتند خانقاہ حضرت خواجہ محمد زبیر و مسجد شریف ایشان بہ برکت الفاس قدسیہ حضرت ایشان آباد ہو و فوات حضرت ایشان بہ چہار شنبہ ہفتم محرم ۱۲۵۱ھ واقع شد و متصل بہ دیوار مسجد شریف جہت غرب مدفون شدند حضرت سیدی الوالد تاریخ وفات ایشان گفتہ اند۔

چون جناب شاہ آفاق از جہان کرد رحلت سوئے جنات نعیم
گفت سال رحلتش خیر حزمین خلد را ماوائے او کن اے کریم
و گفتہ اند

نور ملت نور اسلام آفتاب اوج علم نور افزائے جنان گردید با صد احترام
گفت رضوان از پے ضبط سنین رحلتش جنت الماوائے شدہ ماوائے آن عالی مقام

در مغلی پورہ دہلی قیام سعید الزبیر بود (فرزند محمد زبیر فرزند سراج الزبیر فرزند احمد بخش فرزند عبد القدوس فرزند عبد القادر فرزند قبلہ عالم محمد زبیر فرزند ابو العلی فرزند حجۃ اللہ نقشبند فرزند خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) و افاض علینا من برکاتہم، وفات ایشان بعد از طلوع آفتاب بہ ساعت نہ روز شنبہ ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ (۱۵ اپریل ۱۹۲۶ء) واقع شد و متصل صحن مسجد شریف پیش روئے حجرہ کہ نشستگاہ ایشان بود مدفون شدند ایشان را سہ سپہر بود۔ رشید الزبیر، حمید الزبیر، حفید الزبیر، نام آخرین را حضرت سیدی الوالد نہادہ بودند۔ سعید الزبیر مرد صالح و سادہ و پاک روش بود۔ اکثر بہ خدمت حضرت ایشان می رسید۔ و حضرت ایشان نیز چند بار در سال بہ جائے ایشان می رفتند و احياناً حضرت والدہ و خواہران را نیز می بردند بر مزار پرنوار حضرت شاہ آفاق فاتحہ می خواندند و بہ مراقبہ و ذکر شریف مصروف می شدند روزے چون اذان جادعہ بہ سوار شدہ بہ خانقاہ شریف روانہ شدند از حضرت جد امجد شاہ احمد سعید گفتند کہ ایشان بہ خدمت حضرت شاہ آفاق می رسیدند شاہ آفاق را نور بصارت نہ بود۔ نور بصیرت بسیار قوی بود۔ استعمال حلیم می کردند حضرت جد امجد حلیم را درست کردہ پیش می کردند و بہ ادب می نشستند۔ وقتے کہ حضرت شاہ آفاق ہو کر دود را می کشیدند آن وقت نسبت شریفہ را آن گونه تاثیر می بود کہ در تو جہات حضرت شاہ غلام علی رومی داد۔

قَدَّسَ اللهُ أَسْرَارَهُمُ الْعَلِيَّةَ۔

نزد مزار حضرت شاہ آفاق متصل بہ دیوار مسجد شریف آن تختہ از سنگ "باسی" نہادہ بود کہ بر آن قبلہ عالم حضرت خواجہ محمد زبیر را غسل دادہ بودند۔ این قطعہ سنگ را حضرات کرام و آبائے عظام تخت شریف می گفتند۔ در ہندوستان از خلفائے شاہ آفاق ملحق الاحفاد بالاجداد مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی

اثنہا ز زیاد دارند فضل رحمن نام تاریخی است کہ ۲۰۸ھ است و وفات ایشان در ۳۱۲ھ بودہ صدر یار جنگ نواب مولانا حبیب الرحمن خان شروانی علی گڑھی از ایشان بیعت بودند در حوالی ۳۲۹ھ حبیب الرحمن خان بر مزار حضرت شاہ آفاق حجرہ ساختند تخت شریف حسب سابق متصل بہ دیوار بیرون حجرہ بود۔ بدو آخر رمضان ۳۶۶ھ (اواسط اگست ۱۹۴۷ء) آزادی دست داد۔ زمین ہند بہ خونِ مظلومان رنگین شد و ہزار ہا مساجد و مقابر ایشان نہ ماند۔ اندرین آیام زد و خورد و رشید الزبیر شہید شد و اولاد و دے و برادرانش بہ پنجاب پاکستان رفتند۔ ہندوان بر مسجد شریف و مزار مبارک تصرف کردند۔ تخت شریف ضائع شد۔ مسجد شریف مسکن و حجرہ مزار شریف و اراضی دوکانہا گشت، تا ہفدہ سال مزار شریف نشانی نہ بود۔ یہ پختنبہ یکم محرم ۳۸۲ھ (۱۴ مئی ۱۹۶۴ء) عبدالغفار سکریٹر مجلس اوقاف دہلی نزد عاجز مولوی اخلاق حسین و برادرش حکیم سید حسین رافرتا کہ دی روز حجرہ مزار شریف را ہندوان خالی کردہ اند۔ شاہجائے مزار مبارک را در حجرہ معین کنید۔ عاجز ہمراہ ایشان بیہ غلیظہ رفت۔ شخصے کہ بر این حجرہ تصرف کردہ بود تعویذ مزار را شکستہ بود۔ و فرش آنجا را با فرش حجرہ برابر کردہ مخزن ز کمال ساختہ بود۔ عاجز جائے قبر ایشان داد۔ چون فرش آن جا شکستہ قبر ظاہر شد۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ ذَٰلِكَ۔

عاجز بہ روز چہار شنبہ ہفتہ محرم آن جا رسید۔ آن روز، روز عرس بود، دکانداران آن جا کہ ہندوان و کھان بودند عرس شریک شدند، چون ایشان را علم شد کہ عاجز از آقارب حضرت ایشان است بہ بسیار تعظیم پیش آند و گفتند "شخصے کہ قبر مبارک را شکستہ بود بعد از چند وقت در ہر دو دست وے درد شروع شد و باز دانه پدید آمدند ہر چند علاج کرد فائدہ نہ شد آخر الامر ہر دو دستہائے وے پر از زخم ہا شد و باز از بند دست ہر دو دست جدا شد و در ہمین زحمت و تکلیف شدید بود، چون می مردمی گفت کہ رنجوری من از بے ادبی این مزار است لہذا این حجرہ را حوالہ مسلمانان کنید کہ شمایان بہ عذاب مبتلانہ شوید ازین جہت این حجرہ حوالہ بہ شمایان می کنیم و مایان برائے ہر خدمت کہ باشد حاضر ہستیم" این بیان ہندوان بود کہ پیش روئے جمع کثیر بہ عاجز گفتند۔ اِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ۔

حضرات محدثین دہلویہ نوبتے حضرت ایشان بہ گورستان مہندیان، بر مزارات شاہ عبدالرحیم و شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز و شاہ رفیع الدین و شاہ عبدالقادر

تشریف بردند ہمراہ ایشان بدانازہ بست و پنج نفر از مخلصین بودند مثلاً حاجی ملا احمد مولوی عبدالعزیز کھلنوی، مولوی بدرالاسلام و مولوی بخش اللہ وغیر ہم۔ نماز مغرب در مسجد خواندند و باز متوجہ بہ مزارات شریفہ شدند و بعد از عرض سلام بہ تلاوت سورۃ یس من مصروف شدند۔ اگرچہ حضرت ایشان حسب معمول

بہ آواز بلند تلاوت می کردند تا آواز حضرت ایشان پست مانده بود حضرت ایشان بچخلصین گفتند از این جائے بروید چنان چہ ہمہ پس دیوار مسجد شریف نشستند حضرت ایشان باز تلاوت شروع کردند چون آواز بلندی پیدائے کرد سوائے آسمان سر برداشته نظر کردند باز بہ تلاوت مصروف شدند چون از تلاوت و مراقبہ و دعای فارغ شدند صدابہ مخلصین دادند و فرمودند ما خیال کردیم شاید اثر کدورت شمایان است کہ آواز بلند نہ می دہند شمایان را گفتیم کہ بروید بعد از رفتن شمایان چون در کیفیت فرق نہ یافتیم بسوائے آسمان نظر کردیم دیدیم کہ از بالای سر بوائے میان تا آسمان ملائکہ سکنین فضا را پر ساخته اند و از ضغطہ ملائکہ آواز بلند نہ می شود۔

واقعہ حضرت اُسید | این واقعہ کہ حضرت ایشان را پیش آمدہ عاجز را واقعہ حضرت اُسید بہ یاد می آرد کہ در مشکلات در کتاب فضائل القرآن از صحیحین نقل شدہ است، حضرت

ابو سعید خدری می گوید در اثنائے آن کہ اُسید سورہ بقرہ را در شب می خواند و نزدیک بستر بود۔ ناگاہ اسپی وے بچہید وے خواندن را ترک کرد و اسپی ہم آرام گرفت۔ و چون اُسید باز خواند اسپی باز جولان کرد۔ اُسید باز خاموش شد و اسپی ہم ساکن گشت۔ اُسید بار سوم باز خواند و اسپی نیز بار سوم جولان کرد۔ اُسید قرارت را گذاشت۔ پس اُسید کہ یحیی نام داشت نزدیک بہ اسپی بود وے رسید کہ پسرش را از اسپی آزانے رسد چون پسر خود را از آن جا پس کرد سر خود را بہ جانب آسمان برداشت۔ ناگاہ مانند سائبان چیز با بدید و در سائبان امثال چراغها چرینے بود۔ اُسید بن حفیر این واقعہ را صبا حان نزد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بیان کرد۔ آن حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم دو بار بفرمود۔ اے پسر حفیر بخوان اے پسر حفیر بخوان۔ اُسید عرض کرد یا رسول اللہ من ترسیدم کہ پسر یحیی را اسپی پائے مال کند کہ وے نزد اسپی بود و من بسوائے یحیی منصرف شدم و سر خود را بسوائے آسمان برداشتم ناگاہ دیدم مانند سائبان کہ در وے مانند چراغها است۔ آن حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرمود خبر داری کہ آن چہ چیز است۔ اُسید گفت من خبر نہ دارم۔ آن حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرمود آن فرشتگان اندازہ جہت آواز تو کہ قرآن می خواندی قریب شدند۔ و اگر تمام شب می خواندی صبا حان می دیدی کہ مردم بسوائے آن ہا می بینند۔

واقعہ فتح اللہ | بیان فتح اللہ ان شاد اللہ و فصل سوم خواهد آمد مزار فتح اللہ از مدخل بہ جہت شرق واقع بود۔ چون حضرت ایشان از مدخل برآمدند عاجز عرض کرد جناب حضرت

آن قبر فتح اللہ است حضرت ایشان سر مبارک خود را بلند کردہ بہ دقت سوائے قبر نظر کردند۔ اصحاب نسبت عیاناً ملاحظہ کردند کہ از چشمان مبارک حضرت ایشان تا قبر فتح اللہ دو خطوط نوری ممتد شدہ۔ بعض افراد این واقعہ را دیدہ نعرہ اللہ زدند و تازمانے در احوال ماندند۔

حضراتِ عندلیب و درد

نماز عصر خوانده یک روز بیرون دروازه ترکمان برآمدند و فرمودند
 به مزارِ عندلیب و دردی رویم۔ جماعتی از مخلصین همراه بود چون
 به مزارات رسیدند فاتحہ مختصره خوانده مراجعت فرمودند۔ آن جایبج ز نشستند۔ خواجہ محمد ناصر عندلیب از
 خلفائے قبلہ عالم خواجہ محمد زبیر بود و بعد از احوال پیرو مرشد خود بنائے طریقہ محمدیہ نہادہ اند و ایشان را کتبے
 است موسوم بہ نالہ عندلیب“ و خواجہ درد فرزند ایشان است، ایشان را اول المحدثین می گویند۔ علم الکتاب
 نالہ درد، آہ سرد، درد، شمع محفل، اسرار صلاہ از تالیفات ایشان است۔ اشتہار این بزرگواران نسبت
 بہ طریقت در شاعری بیش از پیش است قدّس اللہ اسرارہما۔

حضرت ایشان چون ازان جا برگشتند اتفاقاً قطارے از شتران می گزشت۔ یک بچہ شتر آوازها
 کرده نزد حضرت ایشان رسید، و ایشان استاده شدہ واہ وا“ فرمودہ دست خود را جانب وے دراز
 کردند۔ بچہ شتر مترو و وے خود را بردست مبارک ایشان می مالید و آوازها می کرد۔ ان وقت عجب کیفیت ظاہر
 شد۔ حاجی ملا احمد خان سبحان اللہ گفتہ در وجد آمدند۔ آواز بچہ شتر برائے دیگر مخلصین پاک نہادیم سبب جد شد۔
 کسانی کہ یزدان پرستی کنند بہ آواز دولاب مستی کنند

حضرت قطب الاقطاب

بعد از مائتہ سیزده در سال سی و پنج و سی و شش حضرت ایشان بہ ہر روز
 جمعہ از دہلی بہ مہرولی می رفتند۔ حکیم محمد شفیع معالج چشم و یک مخلص افغانی
 درعہ بہ ہمراہ می بودند۔ حکیم محمد شفیع معالج چشم متصل باڑی در پہاڑ گنج، کہ در ان ایام در راہ مہرولی واقع بود۔
 قیام داشت چون عربہ حضرت ایشان آن جامی رسید محمد شفیع بالائے عربہ نزد سائق می نشست مہرولی از
 دہلی فصلیازدہ میل انگیزی دارد۔ در نیمہ راہ مقبرہ صفدر جنگ واقع است کہ حوضها و باغچہ جمیل دارد۔
 حضرت ایشان آن جا قدرے توقف می کردند۔ و سیر و تفریح کرده بہ مہرولی می رفتند۔ روزے برکنارہ حوض یک جا
 استادند و فرمودند کہ در او اہل صفر ۱۲۴۲ھ چون حضرت جد امجد بہ سفر حجاز مقدس روان شدہ بودند و چند
 روز این جا قیام کرده بودند، در ان ایام ما این جا بازی می کردیم۔ و یک روز این جا برکنارہ حوض استاده بودیم
 کہ یک انجلیزی آمد و استفسار کرد کہ آیا در این جا عبد اللہ نام کسی مقیم است۔ کسی بہ وے گفت کہ این بچہ
 عبد اللہ نام دارد۔ انجلیزی تبسم کرد و بید خود را بہ نرمی بہ پشت من رساند و روانہ شد۔ عاجزان وقت و آن جا
 را یاد دارد و البقاء للہ و حدّہ جلالہ۔

از صفدر جنگ بہ درگاہ حضرت قطب الاقطاب می رفتند۔ درگاہ مبارک دو دروازه دارد، یکے غرب
 رویہ و دیگرے شمال رویہ۔ حضرت ایشان از دروازه غرب رویہ داخل می شدند۔ وقتے کہ از عربہ پائین می شدند۔

بہ سائق می فرمودند کہ یہ مینارِ قطب برود۔

حضرت ایشان کما کانت عادتہ المبارکۃ۔ تمامی ادب شدہ بہ مسجد شریف می رفتند۔ امام مسجد شریف حافظ عابد علی از مخلصین حضرت ایشان بود۔ وے و جمیع صاحبزادگان آن درگاہ بہ خدمت حضرت ایشان عرض کردند کہ امامت آن جناب فرمایند۔ چنانچہ حضرت ایشان و باز حضرت برادر کلان آن جا امامت جمعہ کردند۔ و بعد از نماز جمعہ بر مزار پرانوار حاضر شدہ بسورہ یسین می خواندند۔ عجب لطفہاروی نمود۔ چون اہل دہلی را از این امر آگاہی شد اصحاب ذوق و شوق بہ کثرت آن جامی رسیدند۔ چنانچہ دالان ہائے مسجد شریف و ہم سخنش از مردم پرمی شد۔ و بہ وقت فاتحہ دائرہ مزار شریف از اندرون و آن عمر کہ ما بین مسجد شریف و دائرہ واقع است از شاہ تفتین پرمی بود۔ حضرت ایشان سعیہا می فرمودند کہ از خلایق خود را دور دارند۔ لیکن خلق خدا پروانہ نمط برایشان هجوم می آورد۔ در فصل دوم از کتاب الرقاق مشکات از ترمذی و ابن ماجہ نقل کردہ کہ یک شخص نزد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر شدہ عرض کرد۔ دَلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا أَنَا عَمَلْتُهُ أَحَبَّنِي اللَّهُ وَأَحَبَّنِي النَّاسُ، قَالَ أَزْهَدُ فِي الدُّنْيَا الْحُبُّ لِلَّهِ وَأَزْهَدُ فِيمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبُّكَ النَّاسُ۔ راہ نمائید مابرا کارے کہ چون آن کار را بکنم دوست دارد مرا حق تعالی و دوست دارند مرا آدمیان آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود رغبت در دنیا مکن تا دوست دارد ترا پروردگار و در آن چہ نزد مردم است رغبت مکن تا دوست دارند ترا مردم۔ چون کہ حضرت ایشان از دنیا و از اہل دنیا تمنا نہ ہد و زیدند و جانب آنها التفات نہ کردند و رضائے مولی حاصل نمودند۔ قُلُوبُ الْعِبَادِ قَالَتْ لِلَّهِ۔

غالباً در سال سی و پنج از ماتہ چہار دہم ملا صاحب خان قبرانی از کوسٹہ و گل خان شخیل از افغانستا براے خوش کردن حضرت ایشان از دہلی تا مہرولی و باز از مہرولی تا دہلی پیش روے عربہ حضرت ایشان می یافتند و در راہ با یک دیگر بلا عبت نیز می کردند تا نظر التفات بہ سوئے ایشان شرمایند۔ رَحِمَهُمَا اللَّهُ وَ حَشَرَهُمَا مَعَ مَنْ أَحَبَّاهُ۔

گرمیل کند سوئے ہلالی عجب نیست شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا

در دہلی نواب خضر در علاقہ بلیماران قیام داشت۔ وے از حضرت شاہ ولی النبی مجددی خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید طریقہ شریفہ گرفتہ بود۔ مرد ذاکر و شاعر و متراض بود۔ از وجہ پیری از تحصیلداری متقاعد شدہ بود۔ لہذا فرصت یافت کہ در کنجہ نشستہ عبادت پروردگار کند۔ بیشتر بہ درگاہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین و کمتر بہ درگاہ حضرت قطب الاقطاب سکونت می کرد۔ در آیات کہ حضرت ایشان بہ مہرولی می رفتند قیامش آن جا بود۔ در نماز و در حلقہ زیارت بہ مواظبت شریک می شد۔ روزے در حلقہ زیارت ظہور

برکات و فیوضات از حد فزون بود۔ از حاضرین کسی نہ ماند کہ بہ آہ و بکا مصروف نہ شدہ باشد۔ چون حضرت ایشان ازان جا روانہ شدند بہ دستِ یسار بازوئے نواب خضر اگر فتنہ بودند آن وقت بروئے فرمودند۔ خضر دیدی کہ امروز جناب حضرت چہ مہربانی ہا فرمودہ اند۔ نواب خضر بہ گریہ مصروف شدہ گفت، بلے من دیدم و خوب دیدم حضرت ایشان بروئے فرمودند۔ یک درگیر محکم گیر۔ یعنی این چہ می کنی کہ گاہے در نظام الدین قیام می کنی و گاہے در قطب۔ بعد ازین ارشاد گرامی نواب خضر سکونت نظام الدین اختیار کرد و تا آخر حیات آنجا قیام کرد۔ در یک ماہ برائے یک روز و یک شب بہ دہلی می آمد۔ وجہ معاش رومی گرفت و اہل و عیال رومی دید و روز دیگر می رفت۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

از حلقہ زیات فارغ شدہ پا پیادہ بہ مینار قطب کہ بہ اندازہ نصف میل فصل دار و تشریف می بردند و آن جا در مرغزار زیر سایہ درختے با ماہر سہ برادر عذار تناول می کردند و قدرے قیلو لہ کردہ مراجعت بہ خانہ می کردند۔

دو بار حضرت ایشان در عرس شریف حضرت نظام الدین قدس
حضرت سلطان المشائخ

سُورَةُ بِشَبِّ تَشْرِيفِ بَرْدِهْ اَنْدَ بِظَاهِرِ اَحْوَالِ سَبَبِ رَفْتَنِ اَنْ
شد کہ حسب معمول چون بعد العشاء بر تخت تشریف فرما شدند کہ در دروازہ خانقاہ تشریف بودہ۔ از شارع آوا
مردم بہ مسامح تشریف رسید۔ استفسار نمودند این آواز ہا از چہ وجہ است۔ مولوی بخش اللہ و مولوی بدرالاسلام
عرض کردند کہ شب عرس حضرت سلطان المشائخ است و مردم آن جامی روند فرمودند عریہ بیارید کہ
ماہم می رویم۔ چنان چہ عریہ رسید و حضرت ایشان و ماہر سہ برادر و حاجی ملا احمد خان و یک مخلص دیگر از
افغانستان روانہ شدیم۔ حضرت ایشان از جانب دروازہ شمالی بہ ادب تمام داخل شدند۔ از مخلصین
پاک نہاد جمع کثیر آن جا رسیدہ بود آن پاک نہادان حضرت ایشان را مخاطب شدند و از ہجوم خلایق محفوظ کردہ
بہ مزار پرنوار رسانیدند حضرت ایشان در گنبد شریف داخل شدہ جہت غرب مزار اولاسلام عرض کردند
باز نشسته سُورَةُ مُلَکِ تلاوت کردند۔ پس پشت حضرت ایشان پنجرہ ہائے سنگی بود متصل بہ آن مخلصین
پاک نہاد نشستند نزد چینی قبر مولوی دُ کھن قیام داشت کہ ہم داعظ شیرین بیان و ہم در طریقہ
چشتیہ شیخ طریقت بود۔ دست متصل پنجرہ از اول تا آخر استنادہ بود۔ بر حضرت ایشان حالتے طاری شد کہ غیر از
آن وقت دیدہ نہ شد۔ با حضرت سلطان المشائخ بہ آواز بلند ہم کلام بودند بار بار لفظ ”جی“ می گفتند کہ
بہ جائے بلے در آرد و استعمال می شود۔ آن وقت حضرت ایشان بہ آواز بلند فرمودند کہ من بہ خدمت شمار رسیدہ
عرض کردہ بودم کہ اولادِ زینہ نہ دارم۔ دعا فرمائید کہ اللہ تعالیٰ مرا اولادِ زینہ عنایت کند۔ حضرت شہاد عا کروید و

پروردگار مراسم سپر عنایت کرو۔ یکے بلال است دوم زید سوم سالم۔ حالاً از حضرت شہا التجامی کنم کہ در حق ایشان دعا فرمایید کہ حق تعالی ایشان را نیک صلح کند۔ و باز حضرت ایشان خاموش شدند و بعد لحظه لفظ "جی" بر زبان مبارک راندند۔ بہ دوران مکالمہ احیاناً سر مبارک خود را خم می کردند و گاہے دستہا را برداشته اشارہ می کردند حضرت ایشان درین مکالمہ محور بودند کہ ناگاہ از دروازہ گنبد مبارک آوازے کرخت بلند شد کہ شمایان بر آسید تا دیگران بہ زیارت مشرف شوند۔ این آواز کرخت سلسلہ مکالمہ را بند کرد و حضرت ایشان ما برداران را فرمودند "این افراد ناراض می شوند بسیار سید چہا کہ ما برویم"

عاجز سابقاً بیان کردہ کہ کسانے کہ با اولیائے پروردگاری ستیزند۔ از جانب پروردگار بہ ایشان تنبیہ می شود، درین وقت اظہار آن تنبیہ شد۔ ہنوز حضرت ایشان از جائے خود قدم نہ برداشته بودند کہ آن شخص کرخت آواز بلند کردہ گفت "وائے کسے مرا کشت" و معلوم شد کہ کسے بر شکم کلان دے مشتے بہ شدت زدہ بود۔ و آواز درومی نالیدومی پیچید۔

چون حضرت ایشان از قبۃ برآمدند خلق خدا برائے مصافحہ هجوم آوردند مخلصان پاک نہاد را پروردگار اجر داد کہ ایشان احاطہ کردہ حضرت ایشان را بہ عربہ رسانیدند مولوی دلہن فیما بعد بہ مولوی بخش اللہ مولوی بدالاسلام وغیرہما گفت کہ سالہا است کہ من بہ عربہ شریف می روم۔ کیفیائے کہ آن شب بہ ظہور آمدند بیچ گاہ نہ دیدہ بودم تا وقتے کہ حضرت ایشان در قبۃ بودند من از خود بے خبر بودم۔

نوٹ دیگر الطاف و عنایاتے کہ در سال اول یافتہ بودند محرک شد کہ سال دوم باز قصد کنند چنان چہ نماز عشاء خواندہ حضرت ایشان ماہر سہ برادر مولوی سردار احمد و کمال مجددی رامپوری مع یک مخلص افغانی بہ مزار فائض الانوار حضرت سلطان المشائخ رسیدیم حضرت ایشان حسب معمول سلام عرض کردند و روزانہ نوشتند تا سورتے تلاوت فرمایند۔ لیکن درنگے نہ شد کہ حضرت ایشان برخاستند و آثار پریشانی بر لبشہ مبارک ظاہر بود۔ در عربہ چند دقیقہ خاموش ماندند و باز بہ سردار احمد و کمال خطاب کردہ فرمودند "سردار احمد امروز چہ بود کہ مزار مبارک را از انوار و برکات یک سرخالی یافتم۔ امروز از من گناہے ہم سرن زدہ" چون عربہ ایشان بہ محاذات دروازہ غری قلعہ کہنہ نزد مزار "مشکے شاہ" کہ بہت شرقی شارع عام است، رسید حضرت ایشان یک بارگی بہ آواز بلند فرمودند "بگرید بگرید" کہ این جا حضرت استادہ اندومی فرمایند۔ شمارتربت مارفتید و ما از بے اعتدالی زارین این جا آمدیم" حضرت ایشان اشارہ بہ چہت غرب شارع کردہ بودند و وقتے کہ کلام حضرت سلطان المشائخ را نقل می کردند از مسرت روئے مبارک چون گل شگفتہ بود۔ واثر نسبت مبارک ہر یک محسوس کرو۔ حیف صہ حیف۔ آن قدرح بشکست و آن ساقی نہ ماند۔

حضرت چراغ دہلی

بہ مزار پر انوار حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی دو بار حضرت ایشان تشریف
 بڑھانڈے نوبت اول بہ قطار آہن تا محطہ اُوکھلا آفتند از آن جا مزار شریف
 بہ اندازہ دو دو نیم میل افرنگی بعد دارد برائے حضرت ایشان بند و بست فینس کردہ شدہ بود و برائے ماہر سہ براد
 انتظام عربہ گاؤ۔ و نوبت دیگر در عربہ بہ راہ مہرولی تا مقبرہ ”بیوی بانڈی“ (السَّيِّدَةُ وَالْاَلَمَةُ) و از انجا
 در فینس۔ از بیوی بانڈی تا مزار مبارک فاصلہ دو میل افرنگی باشد بہ ہر دو نوبت جمع کثیر از مخلصین رفاقت کردند
 مرد پیر محمد احسان از حضرت جد امجد شاہ احمد سعید بیعت بود۔ و در آن ایام حضرت ایشان را در آغوش خود گرفتہ
 می گشتند و بے از جان و دل عاشق و شیدائے حضرت ایشان بود، درین سفر مبارک رفاقت کردہ بود و متصل
 بہ فینس با حضرت ایشان حرف زدہ می رفت۔۔۔۔۔۔ شیخ عبدالباری نو مسلم کہ بصارت نہ داشت
 و مولوی بخش اللہ و مولوی بدر الاسلام و مولوی عبدالعزیز کھلنوی با چند مخلصین خود و جمعی از مخلصین افغانسان
 و سید احمد حسین اٹوٹ شہری وغیرہ نیز ہمراہ بودند، آن جا بر مولوی عبدالعزیز احوال جذب طاری شد و آن چہ
 بہ باطن مشاہدہ می کرد بر زبانش می آمد و بہ آواز بلند می گفت۔ حضرت ایشان مجلہ صہین فرمودند۔ بشنوید
 عبدالعزیز چہ می گوید۔ و بیان کرامت آن خاک کہ زیر پائے مبارک آمدہ بود در فصل سوم ان اشارتہ خواہد آمد۔

بعض افراد بہ حضرت ایشان گفتند کہ بعد از ”بارہ پلہ“ از شاہراہ بہ جہت شرق
 مزار سید محمود سجارا است کہ بہ ۳۸ صفر ۸۸۰ھ وفات یافتہ و از اولاد سید ناصر الدین
 است۔ ایشان از اکابر اولیائے وقت بودند و چون کہ در علم ظاہر پایہ بلند داشتند ازین جہت ایشان را بجار
 گفتند حضرت ایشان یک بار آن جا تشریف بردند از شہر دہلی غالباً فاصلہ پنج میل انگلیزی دارد۔ قدس اللہ سرہ۔

مزار ایشان در شہر دہلی ما بین قلعہ و مسجد جامع واقع است۔ روزے صبا حاضرند
 شاہ کلیم اللہ حضرت ایشان متولی مزار شریف ایشان حاضر شد و کاغذے پیش کرد کہ بران کاغذ
 امضا کردہ مہر کنند حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند۔ صند و قچہ ما بسیار عاجز آن را آورد۔ مہر و قطعہ مڈا از
 صند و قچہ بر آوردند و قطعہ مڈا را بردے مالیند چون سیاہی خوب گرفت کاغذ را قدرے نم دادند و مہر کردند
 بسیار روشن و صاف مہر آمدہ بود۔ چون حضرت ایشان از مہر و امضا فارغ شدند۔ متولی عرض کرد کہ شب
 عرس حضرت است۔ اگر تشریف بیارید سبب از دیاد خیر و برکت باشد حضرت ایشان دعوتش را قبول
 فرمودہ بعد العشاء الآخرہ تشریف بردند۔ بعد از عرض سلام فاتحہ مختصرہ خواندند و چند کلمات نصیحت و پند
 بہ حاضرین گفتہ مراجعت فرمودند۔ متولی مزار شریف بعد از تشریف آوردن حضرت ایشان مجلس توالی و ساز
 را شروع کرد۔ تا وقتہ کہ حضرت ایشان آن جا بودند ساز و توالی چیزے نہ بود۔

شاہ عبدالسلام | روزے پیر جی عبدالصمد کالے صاحب والے، بہ خدمت ایشان در اسپتال حاضر شدند و عرض کردند کہ مزار مبارک حضرت والدہ شاہ عبدالسلام در حدود این مستشفی واقع است۔ شاہ عبدالسلام (فرزند دختر شاہ فخر معروف بہ کالے صاحب) در طریقہ چشتیہ صاحب ارشاد بودند در اول قرن چہارم ہم حضرت ایشان در دہلی قیام داشتہ اند۔ کما تقدم فی الفصل الاول۔ دوران ایام با شاہ عبدالسلام ملاقات کردہ بودند۔ لہذا بہ پیر جی عبدالصمد فرمودند۔ مابہ مزار ایشان می رویم چنان چہ بہمان وقت با پیر جی عبدالصمد روان شدند۔ دست مبارک بر شانہ عاجز نہادند و از پس یک مخلص افغانی بود۔ در جائے کہ مزار شاہ عبدالسلام واقع است مشہور بہ ”بانس کولی“ است۔ حضرت ایشان بعد از عرض سلام فاتحہ مختصرہ خواندہ رو بہ پیر جی عبدالصمد آوردہ فرمودند، نقشہ مولوی عبدالسلام پیش رویم آمد و محبت و مہربانی ہا کہ با من می کردند بہ یادم آمد۔ و باز بہ پیر جی عبدالصمد گفتند ”مراد از الباقیات الصالحات تحیر ہمین است۔“ و باز با پیر جی بہ اسپتال تشریف آوردند بہ او اہل رمضان ۱۳۶۶ھ (او آخر جولائی ۱۹۴۶ء) پیر جی عبدالصمد رحلت نمود، و بہ پہلوئے پدر بزرگوار خود مدفون گشت۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَسَرَ حَيِّ عَنْهُمَا۔

بنده عالم الغیب | بر کوہ گڑھ متصل بہ مستشفی عمارت پختہ سنگی دو منزلہ است۔ اہل دہلی می گویند کہ در این عمارت مزار پیر غیب است۔ بہ منزل زیرین آثار قبر نہ بود۔ البتہ در منزل دوم نشان قبرے بود و آن قبر شرقاً و غرباً ساختمہ شدہ بود۔ در ایام طفولیت نسبت بہ این مزار از افراد کہن سال شنیدہ شد کہ مشہور این است کہ چون ایشان را شمالاً و جنوباً دفن کردند روز دوم دیدہ شد کہ قبر ایشان از خود محول بہ شرق و غرب شدہ است لہذا چون عمارت ساختند بہ بالا خانہ نیز شرقاً و غرباً قبر ساختند نشان زیرین از مروریام محوشدہ بود و نشان منزل دوم در سال ۱۳۶۶ھ اعداد اسلام محو کردند عاجز در نظم ”تذکرہ لحد“ گفتہ

رفته رفته جسم گردد خاک گو ر رفته رفته گور گردد بے اثر
رفته رفته محو گردد این جہان کس نہ ماند جز خدائے بحر و بر

حضرت ایشان چون از نزد این عمارت بر شارع می گذشتند احیاناً بر کنارہ شارع رو بہ عمارت کردہ پا ہارا از کفش کشیدہ و بر کفش نہادہ سلام و فاتحہ مختصرہ می خواندند روزے ارشاد کردند ”کے از نیک بندگان پروردگار است“ حضرت ایشان گاہے در ان عمارت داخل نہ شدند، و صاحب مزار را بہ نام ”پیر غیب“ ہیج گاہ یاد نہ کردند بلکہ ”بنده عالم الغیب“ می گفتند۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ اَيَّاكَ وَرَحْمَةُ

چتلی قبر

روزے برائے تفریح در عربیہ می رفتند چون نزد چتلی قبر رسیدند فرمودند: "این جای حج نسبت نیست" از ارشاد حضرت ایشان تا سید آن روایت مشہورہ می شود کہ مردم کہن سال بیان می کردند و اعظ شہیرین بیان درہی مولوی احمد سعید نیز بیان کردہ اند کہ امیرے را بڑا بلیق بود۔ این بزرگے بسیار دوست می داشت چون آن بزرگہ بود۔ دے آن را دفن کرد چون کہ بڑا بلیق بود یعنی سیاہ و سفید و در اردو آن را "چتلی" گویند ازین جہت این قبر بہ چتلی قبر اشتہار یافت۔ بر تعویذ این قبر تا این روز ہا نشانات ابلق بودہ چون کہ در ہندوستان برائے تولیت سعیہا می کنند و می خواہند کہ آن قبر را کہ متولی آن گشتہ اند مکانے و ہند۔ لہذا برایش انتساب پیدا می کنند چنان چہ برائے این قبر نیز این واقعہ پیش آمد کہ بعد سہ چار سال از ارتحال حضرت ایشان شخصے نزد عا جز آمد و گفت این قبر لیسر حضرت شہاب الدین سہروردی است قدس سرہ کہ نامش مجد الدین بود۔ و چند روز نہ گزشت کہ آن شخص و برادرانش یک جوان صالح را علی رؤس الأشرہ آذ نزد قبر در چوک قتل کردند۔ این اشقیار نہ با مجد الدین تعلق بود و نہ با شہاب الدین مقصد۔ ایشان تولیت مزار و چیزے از در اہم بود۔ برائے فائدہ دنیویہ فانیہ از کتاب کبیرہ کردند۔ حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔

مَا يَتَعَلَقُ بِزِيَارَةِ الْقُبُورِ

دیدہ شدہ کہ حضرت ایشان نزد آن قبر راحت و سکون می یافتند کہ در حوالی آن قبور عامۃ المسلمین نہ می بود۔ مثلاً در دہلی قبر سید السادات نور محمد بدایونی یا شاہ محمد آفاق مجددی قدس اللہ أسرارہما یاد رکوسٹہ قبر عثمانی و حیدری، نزد این چنین قبور حضرت ایشان ساعتہا می نشستند و بہ ذکر پروردگار مصروف می ماندند و چون می برخاستند مسرور و شادان و چشمان مبارک خمار آگین بود در کوسٹہ پنجشنبہ، از رمضان المبارک ۳۳ھ وفات بلا عبدالحلیم آخوندزادہ شدہ ایشان را در دائرہ عثمانی و حیدری بہ جہت شرف مدفون کردند حضرت ایشان حسب معمول بعد از رمضان چون برائے زیارت رفتند قبر بلا عبدالحلیم را دیدند بعد از آن وز گاہے بہ آن جانہ رفتند روزے در کوسٹہ بہ عاجز گفتند۔ عبدالحلیم عاجزی می کند و ذہن مرا بہ سوئے خود متوجہ می کند ازین جہت ما آن جانہ می رویم۔ شبے در دہلی اہل حلقہ را خطاب کردہ فرمودند: "ازرونے کہ تدفین شمایان در حوالی قبور صلحا شدہ مادر خدمت پیران عظام خود رفتن گزاشتیم، ما قبور شمایان را از انگر ہا پرمی یا بیم، و شمایان وقتے کہ در زندگانی خود پیش ما می آسید بہ نوعے تکدر پیدا می شود کہ از وظائف خود بازمی مانیم۔ لہذا بہ صحرامی رویم و در گوشہ تنہائی تکمیل وظائف می کنیم" از ہمیں جا است کہ حضرت ایشان خوش نہ داشتند کہ جماعت مخلصین در تفریح گاہ بہ خدمت ایشان برسند۔ و خدمت گارے را کہ می بردند ہدایت بود کہ از حضرت ایشان دور تر بنشینند۔

نورِ خدا مشغولِ خیر است و بس رسمِ صفاً منزلِ خیر است و بس

بعض اوراد و وظائف بیان ذکر و مراقبات و تلاوتِ مبارکہ در فصل اول تحت عنوان

ایشان شمس پاره قرآن مجید تلاوت می کردند و فی الجمله پنج پاره می خواندند حضرت والدہ مبارکہ یا کسی از خواهران از روی مصحف مبارک استماع می کرد و حضرت ایشان از حفظ تلاوت می کردند و به جائے دلائل الخیرات یصلوات ما ثوره اشتغال می نمودند و در مطالعہ احادیث مبارکہ مشغول می بودند مسند امام احمد و منتخب کنز العمال را بسیار دوست می داشتند و در مطبوعہ میمنہ مصر مسند شریف و برہامش منتخب کنز العمال در پنج جلد طبع شده است۔ این کتاب مبارک دامن نزد ایشان می بود۔ ازین کتاب سہ نسخہ داشتند۔ آن نسخہ در مطالعہ حضرت ایشان بوده، بہ جبرائیل علامت و خطوط دارد چون برائے تفریح تشریف می بردند در گوشہ تنہائی دو ساعت بلکہ قدرے زائد بہ ذکر پروردگار مصروف می بودند مسبحہ صد دانہ در دست راست می بود کس می داند کہ حضرت ایشان آن وقت بہ کدام ذکر شریف مشغول می بودند۔ وقتے کہ می خیسند حشیمان مبارک خمار آورد و طبیعت حضرت ایشان مسرور و شادان بودے۔

ختم خواجگان حضرت ایشان مخلصین را ہدایت می فرمودند کہ ختم خواجگان را بخوانید خواندن این ختم بس نافع است۔ پروردگار آفات را دور می کند و نزول برکات و خیرات می نماید و طریقہ خواندنش این است۔

اولاً سورہ فاتحہ مع بسم اللہ ہفت بار۔ باز درود شریف یک صد بار۔ و منقول از حضرت مشائخ این درود مبارک است۔ اللہم صل علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ و سلم۔ و باز سورہ الم نشرح مع بسم اللہ ہفتاد و نہ بار۔ و باز سورہ قل هو اللہ مع بسم اللہ یک ہزار بار۔ و باز سورہ فاتحہ مع بسم اللہ ہفت بار و باز فوق الذکر درود شریف یک صد بار۔ اصل ختم خواجگان این است کہ ذکر کردہ شد۔ البتہ معمول حضرت مشائخ کرام است کہ بعد از ختم مبارک چند اسمائے مبارکہ نیز می خوانند حضرت کرام قدس اللہ اسماء ہم این ہفت مبارک اسم را یک یک صد بار می خوانند۔
 ۱۔ یا قاضی الحاجات۔ ۲۔ واکنندہ حاجتہا۔ حاجات دنیویہ باشند یا آخرویہ۔ (۳) یا کافی المہمات۔ ۴۔ کار ساز امور عظام۔ (۵) یا ذی البلیات۔ ۶۔ دور کننده بلا (۷) یا رافع الدرجات۔ ۸۔ بلند کننده مراتب۔ (۹) یا شافی الامراض۔ ۱۰۔ شفا دہندہ از مرضہا۔ باید دانست کہ بعد از شافی کلمہ عن مقدر است، و اہل عرب این کلمہ مبارکہ را یا شافی المرضی

می خوانند یعنی اے شفا دهنده بیماران - (۶) یا مُجِيبَ الدَّعَوَاتِ - اے قبول کننده دعاها -
(۷) یا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ - اے دُرِّحَمِ كُنْدِکَانِ بیش از بیش رحم کننده -

ده چیز با که هفت هفت بار خوانده می شود حضرت ایشان چون
مُسَبَّحَاتِ عَشْرَ در عرب روانه می شدند مُسَبَّحَاتِ عَشْرَ و اسمائے حسنی را به آواز

می خوانند و ما هر سه برادر نیز به آوازی خواندیم و اگر تفریح یا پیاده می بود، هر که همراه می بود می خواند و حضرت
ایشان بر اے خوانندش هدایت می فرمودند - آن ده چیز با این است - (۱) سوره فاتحه مع بسم الله (۲) سوره
ناس مع بسم الله (۳) سوره فلق مع بسم الله (۴) سوره اخلاص مع بسم الله (۵) سوره کافرون مع بسم الله،
(۶) آیته الکرسی (۷) سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا
بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ (۸) درود شریف

و حضرت ایشان درج ذیل درود شریف می خوانند و می فرمودند که درین درود شریف ذکر امهات المؤمنین
و ذکر ذُرِّیَّتِ آمده، و در معنی ذریت عموم آمده، لهذا این درود شریف را خوش می دارم - اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ
رَسِيدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلَ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَيَّ
رَسِيدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ رَسِيدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَيَّ رَسِيدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَأَزْوَاجِهِ
أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلَ بَيْتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَيَّ رَسِيدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ رَسِيدِنَا
إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ حَمِيدٌ (۹) اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَأَرْحَمْهُمَا
كَمَا رَبَّيْتَنِي صَغِيرًا اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ
الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ إِنَّكَ سَمِيعٌ قَرِيبٌ مُجِيبُ الدَّعَوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ -
(۱۰) اللَّهُمَّ يَا رَبِّ افْعَلْ بِي وَبِهِمْ عَاجِلًا وَآجِلًا فِي الدِّينِ وَالْدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مَا أَنْتَ لِمَا
أَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهُ أَهْلٌ إِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ جَوَادٌ كَرِيمٌ بَلِّغْ بَرْدُوفَ رَحِيمٍ -

حضرت ایشان با مُسَبَّحَاتِ عَشْرَ سید الاستغفار را ضم می کردند و
هفت بار می خوانند و می فرمودند ما دست داریم که این هفت

سَيِّدِ الْاِسْتِغْفَارِ بار خوانده شود - اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَ
وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَالْبُوءُ
بِذُنُوبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ -

حضرت ایشان قدس سره مبارک نامهای پروردگار جل شانّه

اَسْمَاءِ حُسْنَى

وَعَمَّ إِحْسَانُهُ رَابِعًا مِنْ نَجْمِ خِرَافَتِهِ وَطَفْقِهَا بِرِوَاشَتِهِ - أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ
شَرِّ مَا خَلَقَ سِوَا رَبِّهِ بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ
الْعَلِيمُ - سِوَا رَبِّهِ - أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - سِوَا رَبِّهِ - هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا
هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ - هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ
السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيَّمُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ
الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ هُوَ اللَّهُ الَّذِي
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيَّمُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ
الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْعَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ الْقَابِضُ
الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُدِلُّ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ الْحَلِيمُ
الْعَظِيمُ الْعَفُورُ الشَّكُورُ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ الْحَفِيفُ الْمُقِيتُ الْحَسِيدُ الْجَلِيلُ الْكَرِيمُ الرَّقِيبُ
الْمُجِيبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيمُ الْوَدُودُ الْحَمِيدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيدُ الْحَقُّ الْوَكِيلُ الْقَوِيُّ الْمَتِينُ الْوَلِيُّ
الْحَمِيدُ الْمُحْضَى الْمُبْدِي الْمُعِيدُ الْحَيُّ الْمَيِّتُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الْوَاحِدُ الْوَاحِدُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ
الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْأَوَّلُ الْآخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِي الْمَتَعَالَى الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُتَّقِمُ
الْعَفُورُ الرَّؤُوفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُنْتَقِمُ الْمُنْتَقِمُ
النَّافِعُ النُّورُ الْهَادِي الْبَدِيعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيدُ الصَّبُورُ - لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ
مِنَ الظَّالِمِينَ - وَهُوَ بَارِقُ سُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَلَهُ الْحُكْمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ
بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَلِكَ تُخْرَجُونَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي
السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا
خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا
يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ الْكَرَاهَةُ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرَّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَلْفُرْ
بِالطَّاعُونَ وَيُؤْمِنُ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ
اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ
الطَّاغُوتُ يُخْرِجُهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ
أَمَّا الرَّسُولُ فَمَا نَزَلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ

وَرُسُلِهِ لَا تَفْرُقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ لَا
يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِلْنَا مَا لَاطِقَاتُ كَتَابِهِ
وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ
إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ اللَّهِ لِرُسُلِهِ
وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أَدْتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَكْفُرْ بِآيَاتِ
اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ
مَنْ تَشَاءُ وَتُعْزِمُنَّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تُؤْتِيهِ اللَّيْلَ فِي نَهَائِهِ
وَتُؤْتِيهِ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَنْزِعُ مَنْ تَشَاءُ يَغِيْرُ
حِسَابٍ - سُورَةُ اخْلَاصٍ سَبْعٌ بِأَرْبَعِ سُوْرَةٍ فَلَقِ سَبْعًا بِأَرْبَعِ سُوْرَةٍ نَاسٌ سَبْعًا بِأَرْبَعِ

عَلَامَةُ يُوْسُفَ بْنَ
اسْمَاعِيلَ نُبِيَّهَا نِي

الْمَزْدَوِجَةُ الْغَرَّافِي لِاسْتِغَاثَةِ بِاسْمَاءِ اللَّهِ الْحُسَيْنِي

وَبَفَتْحِ النَّوْنِ وَسُكُونِ الْبَارِ كَمَا فِي بَعْضِ الْبُلْدَانِ) يَكُ صِدْقًا وَشَهِيدًا وَنَا سَمَاءُ حُسَيْنِي رَا اَز رُوَيْ رَوَايَاتٍ مُخْتَلَفَةً حَجَّ كَرْدِه
بِاَلْكَامَاتِ مَا ثُوْرَه نَظْمٌ فَرْمُوْدَه اسْت. حَضْرَتِ اِيْشَانَ قَدِسِ سِرِه اِيْنِ مِنْظُوْمَه مَبَارَكَه رَا بَسِيَارِ خُوْشِ دَاشْتَنْدِه بِرَا سَئِ
رَفْعِ شَدِيدًا دَاوُلًا اِيْنِ مِنْظُوْمَه مَبَارَكَه رَا وِبَعْدِ اِيْشَانِ شَجْرَه طَيِّبَه رَقَشْبَنْدِيَه رَا كَه نَظْمٌ كَرْدَه حَضْرَتِ مَوْلَانَا خَالِدِ كَرْدِي اسْت. قَدَسِ
اللَّهُ اسْرَارَهُمَا مِي خُوَانَدَنْدِ حَقِّ تَعَالَى جَلِّ شَانَه لَطْفِ مِي فَرْمُوْدِ اَنْ صَحُوْبِتِ رَفْعِ مِي شَدِيدِ رُوْزِ حَضْرَتِ
اِيْشَانَ قَدِسِ سِرِه مِي فَرْمُوْدَنْدِ كَرْدِ دَر اَوَّلِ قَرْنِ رَابِعِ عَشْرِ رُوْزِ اَز حَرَمِ نَبَوِي عَلِي صَاحِبِه اَز كِي الصَّلَاوَتِ وَ
اطِيْبِ الْحَيَاتِ وَافْضَلِ التَّسْلِيْمَاتِ بِرُوْنِ اَدَمِ شَخْصِ اِيْنِ مَزْدَوِجَه غَرَّابِه مِنْ دَاوِدِ چُوْنِ اَنْ رَا خُوَانَدَمِ لَطْفِهَا
بِرُوَا شَتَمٌ وَالْيَكْمُ الْاَنَ بِالْمَزْدَوِجَةِ الْمُبَارَكَةِ -

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِاسْمِ الْاَلِهِ وَبِاسْمِ بَدِيْنَا
يَا حَبْدًا رَبَّنَا وَحَبِّ دِيْنَا
لَوْلَا مَا كُنَّا وَلَا بَقِيْنَا
اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَأَنْزَلْنَا سَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبَّتِ الْأَقْدَامَ إِن لَّاقَيْنَا

نَحْنُ الْأُولَىٰ جَاؤُلَهُ مُسْلِمِينَ

وَالْمُشْرِكُونَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا

وَقَدْ تَدَاعَىٰ جَمْعُهُمْ عَلَيْنَا طَبَقَ الْحَادِيثِ الَّتِي رَوَيْنَا

فَارْدُدْهُمْ اللَّهُمَّ خَاسِرِينَ

اللَّهُ يَا رَحْمَانَ يَا رَحِيمُ اللَّهُ يَا حَيُّ وَيَا قَيُّوْمُ

اللَّهُ يَا قَوِيُّ يَا قَدِيمُ اللَّهُ يَا عَلِيُّ يَا عَظِيمُ

لَا يَنْبَغِي لِقَوْمِهِمْ أَنْ يَعْلُونَا

اللَّهُ يَا لَطِيفُ يَا عَلِيمُ اللَّهُ يَا رَوْفُ يَا حَكِيمُ

اللَّهُ يَا تَوَّابُ يَا حَلِيمُ اللَّهُ يَا وَهَّابُ يَا كَرِيمُ

هَبْنَا الْعُلَا وَاجْعَلْ عِدَانَا الدُّوْنَا

اللَّهُ يَا مَالِكُ يَا مُنِيرُ اللَّهُ يَا مَلِيكُ يَا قَدِيرُ

اللَّهُ يَا مَوْلَىٰ وَيَا نَصِيرُ اللَّهُ أَنْتَ الْمَلِكُ الْكَبِيرُ

لَيْسَ عِدَانَا لَكَ مُعْجِزِينَ

اللَّهُ يَا شَاكِرُ يَا شَكُورُ اللَّهُ يَا عَفُوُّ يَا غَفُورُ

اللَّهُ يَا عَالِمُ يَا خَبِيرُ اللَّهُ يَا فَتَّاحُ يَا بَصِيرُ

وَتَقَرَّمْنَا فَتَحَكَ الْمُبِينَا

اللَّهُ يَا ظَاهِرُ يَا جَلِيلُ اللَّهُ يَا بَاطِنُ يَا وَكِيلُ

اللَّهُ يَا صَاحِقُ يَا جَبِيلُ اللَّهُ يَا حَافِظُ يَا كَفِيلُ

كُنْ حَافِظًا لَنَا وَكُنْ مُعِينَا

اللَّهُ يَا غَنِيُّ يَا حَمِيدُ اللَّهُ يَا مُغْنِي وَيَا رَشِيدُ

اللَّهُ يَا مُبْدِي وَيَا مُعِيدُ اللَّهُ يَا عَزِيزُ يَا مَجِيدُ

لِعِزِّكَ التَّوَجُّيدُ يَشْكُو الْهُونَا

اللَّهُ يَا قَادِرُ يَا مُقْتَدِرُ اللَّهُ يَا قَاهِرُ يَا مُوَحِّدُ

اللَّهُ يَا فَاطِرُ يَا مُصَوِّرُ اللَّهُ يَا مُخْصِي وَيَا مُدَبِّرُ

دَبَّرْنَا وَدَمِّرْنَا وَدَمِّرْنَا

اللَّهُ يَا ذَا نِعْمٍ لَا يَمُوتُ اللَّهُ يَا قَائِمٌ لَا يَفُوتُ
اللَّهُ يَا مُجِيبٌ وَيَا مُجِيبٌ اللَّهُ يَا مُعِيتٌ يَا مُقِيتٌ

كُنْ غَوْثَنَا وَحِصْنَنَا الْحَصِينَا

اللَّهُ يَا بَاسِطُ أَنْتَ الْوَاسِعُ اللَّهُ يَا قَابِضُ أَنْتَ الْمَانِعُ
اللَّهُ يَا خَالِقُ أَنْتَ الْجَامِعُ اللَّهُ يَا خَافِضُ أَنْتَ الرَّافِعُ

ارْفَعْ مَعَالِينَا الْعَلِيِّنَا

اللَّهُ ذُو الْمَعَارِجِ الرَّفِيعِ اللَّهُ يَا وَافِي وَيَا سَرِيعِ
اللَّهُ يَا كَافِي وَيَا سَمِيعِ يَا نُورُ يَا هَادِي وَيَا بَدِيعِ

أَدِّبْنَا بِمَا جَرَى يَكْفِينَا

اللَّهُ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ اللَّهُ ذُو الطُّولِ عَلَى الدَّوَامِ
اللَّهُ يَا ذَا الْفَضْلِ وَالْإِنْعَامِ وَالسَّيِّدُ الْمُطْلَقُ لِلدَّانِيَامِ

ارْحَمْ عَبْدَكَ عَبْدِيْنَا

اللَّهُ يَا أَوَّلُ أَنْتَ الْوَاحِدُ اللَّهُ يَا آخِرُ أَنْتَ الرَّاشِدُ
يَا وَتَرُ يَا مُتَكَبِّرُ يَا وَاحِدُ يَا بُرُّ يَا مُتَفَضِّلُ يَا مَاجِدُ

بِفَضْلِكَ أَقْبَلْنَا عَلَى مَا فِينَا

اللَّهُ يَا مُبِينُ يَا وَدُودُ اللَّهُ يَا مُحِيطُ يَا شَهِيدُ
اللَّهُ يَا مَتِينُ يَا شَدِيدُ يَا مَنْ هُوَ الْفَعَالُ مَا يُرِيدُ

إِنَّا ضَعَفُ لَكَ قَدْ لَجِينَا

اللَّهُ يَا مُعِزُّ يَا مُقَدِّمُ اللَّهُ يَا مُذِلُّ يَا مُنْتَقِمُ
الْبَادِيُّ الْبَاقِيُّ فَلَا يَنْعَدِمُ الْحَسِنُ الْوَالِيُّ الْحَفِيطُ الْأَكْدَمُ

لَيْسَ لَنَا سِوَاكَ مَنْ يَجِيئُنَا

اللَّهُ يَا وَاسِعَاتُ أَنْتَ الْأَبَدُ اللَّهُ يَا بَاعِثُ أَنْتَ الرَّحْمَدُ
يَا مَالِكُ الْمُلْكِ إِلَهَ الصَّمَدِ لَوْ كَفُو لَوْ الْوَالِدُ لَوْ وَلَدُ

كُفَّ الْعِدَّ اعْتَفَقْدُ أَوْ ذِينَا

اللَّهُ يَا غَالِبُ يَا قَهَّاسُ اللَّهُ يَا نَافِعُ أَنْتَ الضَّاسُّ
اللَّهُ يَا بَارِيُّ يَا غَفَّاسُ يَا رَبِّ يَا ذَا الْقُوَّةِ الْجَبَّاسُ

قَوْمٌ لَنَا الدُّنْيَا وَقَوْمٌ الدِّينَا

اللَّهُ رَبُّ الْعِزَّةِ السَّلَامُ الْمُؤْمِنِ الْمُهَيَّمِ الْعَلَامُ
ذُو الرَّحْمَةِ الْأَعْلَى الْأَعَزُّ التَّامُ مَنْ دِينُهُ الْحَقُّ هُوَ الْإِسْلَامُ

قَبِيضٌ لَهُ اللَّهُمَّ نَاصِرِنَا

اللَّهُ أَنْتَ الْمُتَعَالَى الْحَكَمُ الْفَرْدُ ذُو الْعَرْشِ الْوَلِيُّ الْأَحْكَمُ
الْغَافِرُ الْمُعْطَى الْجَوَادُ الْمُنْعِمُ الْعَادِلُ الْعَدْلُ الصَّبُورُ الْأَرْحَمُ

مَكِّنْ لَنَا فِي أَرْضِنَا تَبَكِّيْنَا

اللَّهُ يَا قُدُّوسُ يَا بَرُّهُانُ يَا بَارِيَّ يَا حَتَّانُ يَا مَنَّانُ
يَا حَقُّ يَا مُقْسِطُ يَا دِيَّانُ تَبَارَكْتَ أَسْأَلُكَ الْحِسَانَ

بِهَا قَرَعْنَا يَا بَكَ الْمَصُونَا

اللَّهُ يَا خَلَّاقُ يَا مُنِيبُ اللَّهُ يَا رَزَّاقُ يَا حَسِيبُ
اللَّهُ يَا قَرِيبُ يَا رَقِيبُ الْمُسْتَعَانُ السَّمِيعُ الْمُجِيبُ

إِنَّا دَعَوْنَاكَ اسْتَجِبْ آمِينَا

شجره نقشبندی مجددیہ | ابن شجره شریفه راقطب الافاق شیخ
المشاخ علی الاطلاق علامه ضیاء الدین

خالد العثماني العراقي الشهير بوري النقشبندی قدس سره نظم کرده جناب ایشان از اجل خلفا حضرت
شاه عبداللہ معروف بہ شاہ غلام علی قدس سره بودند و در مرض طاعون بہ شب جمعہ چہار دہم ذی القعدہ
سنہ ۱۲۲۲ ہجری رحلت فرمودند۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خداوندنا بہ حق اسمِ اعظم	بہ نور سید اولادِ آدم
بہ سوزِ سینہ صدیقِ اکبر	بہ سلمان و بہ قاسم با روئے کبر
بہ شاہِ صفدر کرا رحیدر	کہ از نیروش و اشد بابِ خمیر
نشد فصلی بہ روزِ کارزارش	ز عزرائیل و ضرب ذوالفقارش

بہ آن سرورِ گلستانِ نبوت
 حسنِ کرمحضِ لطف و خیرخواہی
 بہ آن نو باوہِ باغِ رسالت
 حسینِ آن سرورِ جمعِ سعیدان
 بہ آن چشم و چراغِ اہلِ بنیشت
 علی بنِ الحسینِ آن زینِ عباد
 بہ آن کانِ صفا و منبعِ نور
 محمد باقرِ آن کوہِ مفاخر
 بہ حقِ مجمعِ البحرینِ انوار
 امامِ صادق و مصدوقِ جعفر
 بہ حقِ جملہ اہلِ بیتِ اطہار
 کہ ہر یک کشتیِ بحرِ یقین است
 بہ آن سر مستِ صہبائے محبت
 رئیسِ عشقِ بازانِ قطبِ بسطام
 بہ شربِ بوالحسنِ از جامِ عشقت
 بہ حقِ بوعلیِ آن قطبِ فائق
 بہ عبد الخالقِ آن السبرِ تمکین
 کہ پانہادِ آن فرخندہ اختر
 بہ حقِ خواجہ عارفِ کانِ معنی
 بہ تمکینِ عزیزانِ پیرِ نساج
 بہ حقِ خواجہ بابائے سماسی
 امیرِ شہِ کلالِ آن پیرِ کابل
 بہارِ الدینِ والدِ نبیہا محمد
 بہ بے نقشیِ چو کردی سر بلندش
 ز بس کز دے گرہ از کار و اشد

بہ آن شمعِ شبستانِ فتوت
 فرود آمد ز تختِ بادشاہی
 بہ آن یکتائے میدانِ بسالت
 سپہ سالارِ افواجِ شہیدان
 کہ بروئے بدمدارِ آفرینش
 کہ بود از غیر ذاتِ بختِ آزاد
 کہ بود اندر قبابِ عزِ مستور
 کہ از نحرِ ریش گفتند با قر
 کہ شد اورا ز صدیقِ و علی بار
 کہ این دو منصب اورا شد میسر
 کلانِ و خورد و مرد و زن بہ یک بار
 چہ کشتی لنگرِ روئے زمین است
 کہ بدخواہِ دریاے محبت
 کہ در این رہ نہ زد چون او کسے کام
 کہ بدشائستہ اقدامِ عشقت
 بہ خواجہ یوسفِ آن غوثِ خلایق
 امامِ پیشوایانِ رہ دین
 بہ جز اندر قدم گاہِ پیمبر
 بہ حقِ خواجہ انجمیہِ فغنی
 کہ بر چرخِ برین سودا ز ترفِ تاج
 بہ آن خورشیدِ برجِ حق شناسی
 کہ فکرِ غیر نگزشتے است در دل
 کہ این راہِ ہدیٰ زوشد مہر ہد
 نہادوی نام شاہِ نقش بندش
 خطایش خواجہ مشکلی کشا شد

بہ قطبِ حق عسلا رالدین عطار
 بہ آن پیرے کہ چرخ آمد مقاش
 بہ حق آبروئے پیرِ احرار
 چہ گویم من بہ وصفِ آن گرامی
 مقامِ خواجہ برتر از گمان است
 دلش بحرے است ز اسرارِ الہی
 بہ خواجہ زاہد آن پیرِ صفا کیش
 بہ حقِ خواجگی کاندہ بدایت
 بہ آن مہر سپہر ارجمندی
 کہ صہبائے محبت راست ساقی
 بہ آن سیارِ سیربے نہایت
 بہ آن ینبوعِ اسرارِ نہانی
 بہ نورِ دیدہ فاروق احمد
 ز نورش شد سوادِ ہند روشن
 چراغِ محفلِ باریک بدینان
 نہ سجد ہر کہ داندار تقایش
 بہ ہر دو دیدہ آن غوثِ قیوم
 بہ شیخ عبدالاحد آن نجمِ ثاقب
 بہ سیف الدین و آن نورِ محمد
 بہ پیرماکہ ہست اندر زمانش
 نہ شد جز بندگی آرام گاہش
 نہ گویم از کمالاتش کہ چون است
 بہ حق بو سعید سعد و روان
 بہ حق ہادی ابدال اوتاد
 بہ پیرو مرشدِ عالم محمد

کہ از عالم گشادے قفلِ اسرار
 ازان یعقوب چرخ گشت نامش
 کہ زویب دگر گرفت این کار
 کہ در وصفش چنین گفت آجامی
 برون از حدِ تقریر و بیان است
 کہ ویک قطرہ از مہتابہ ماہی
 بہ جان بازی مولاناے درویش
 نمودے درجِ اسرارِ نہایت
 ختامِ خواجگانِ نقشبندی
 در دریائے عرفان خواجہ باقی
 بہ آن سرہنگِ اربابِ درایت
 بہ آن شہبازِ برجِ لامکانی
 کہ و شرعِ محمد شد مجدد
 از سر ہند شد وادیِ ائمن
 سپہ سالارِ فوجِ پاک دینان
 نگاہِ ہیچ کس با نقشِ پایش
 سعید و عروہ و ثقائے معصوم
 محمد عابد آن والا مناقب
 بہ شمس الدین حبیب اللہ ارشد
 ہدایتِ حصرا ندر آستانش
 ازان شد نام عبداللہ شاہش
 زہر و صفی کہ اندیشم فزون است
 بحارِ فضلِ ایزد لطفِ یزدان
 شہ احمد سعید آن قطبِ ارشاد
 عمر کز وے طریقت شد مجدد

ز عرفان عین و از مقصود مہم است
 بہ آن غوثِ زمان قطبِ ہدایت
 رئیسِ پاک بازان قبلہ دین
 محی الدین عبداللہ ابوالخیر
 بہ درگاہ تو این عبدِ محقر
 غریب و بے کسم بر من بخشائے
 در بکشتائے از خوشنودی خویش
 بہ ہر کس کز کرم کردی نگاہے
 ز بحرے کز فیوضت گشت ریزان
 بہ رحمت رشحہ ہم بر دل من
 ز من ہرگز نہ شد کارے کہ باید
 ز اعمال بد خود شر مسارم
 چو بر خود بنیم از بس شرمساری
 بیامزد و میرس از کار خامم
 اگر چہ من ستم بر خویش کردم
 چومی اندیشتم از دریائے جودت
 بہ محض فضل تو امیدوارم

مخفی نہ ماند کہ ما بین خطین ہشتت اشعار از حضرت ناظم قدس سرہ نیند بلکہ فیما بعد
 حضرات کرام قدس اللہ اَسْرَارُہُمْ اَضَافَہ فرمودہ اند۔

اشعارِ مالتی سہیلی | روزے در کوسٹہ اشعار عبدالرحمن مالتی سہیلی خواندند و فرمودند، اگر چہ حضور
 قلب این اشعار را خواندہ دعا کردہ شود۔ انشاء اللہ مقبول خواہد شد۔

يَا مَنْ يَرَى مَا فِي الضَّمِيرِ وَيَسْمَعُ
 يَا مَنْ يَرَى مَا فِي الضَّمِيرِ وَيَسْمَعُ
 يَا مَنْ يَرَى مَا فِي الضَّمِيرِ وَيَسْمَعُ
 يَا مَنْ يَرَى مَا فِي الضَّمِيرِ وَيَسْمَعُ
 يَا مَنْ يَرَى مَا فِي الضَّمِيرِ وَيَسْمَعُ
 يَا مَنْ يَرَى مَا فِي الضَّمِيرِ وَيَسْمَعُ
 يَا مَنْ يَرَى مَا فِي الضَّمِيرِ وَيَسْمَعُ
 يَا مَنْ يَرَى مَا فِي الضَّمِيرِ وَيَسْمَعُ

فَالْفَضْلُ أَجْزَلُ وَالْمَوَاهِبُ أَوْسَعُ
فَلَا تَرَدُّتَ فَأَيُّ بَابٍ أَقْرَعُ
مَنْ الَّذِي أَدْعُو وَأَهْتَفُ بِاسْمِهِ
فَالْفَضْلُ أَجْزَلُ وَالْمَوَاهِبُ أَوْسَعُ
فَالْفَضْلُ أَجْزَلُ وَالْمَوَاهِبُ أَوْسَعُ

صلوة حاجت علامہ ابن جزری در حصن حصین بہ دو وجہ صلوات حاجت را ذکر کرده، یکے از ابن حبان و ابن سنی وغیرہا و دیگرے از ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و حاکم۔ در ہر دو وجہ آمدہ کہ اولاً یہ نیک وجہ وضو کند و دو رکعت نماز گزارد۔ و باز دعا کند۔ در وجہ اول الفاظ دعا یہ این لفظ وارد است۔ کہ اولاً پروردگار را ثنا کند و باز بر رسول و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درود فرستد باز گوید۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْعِصْمَةَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَالْغَنِيَّةَ مِنْ كُلِّ بَدْوٍ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ آثِمٍ لَا تَدْعُ عَلَيَّ ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَآهَةً إِلَّا فَرَجْتَهُ وَلَا حَاجَةَ هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔ و حاجت اتم است کہ بہ اللہ تعالیٰ باشد یا بہ یکے از بنی آدم۔ و در وجہ دوم آمدہ کہ بعد از دو رکعت این دعا کند۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ وَالتَّوَجُّهَ اِلَیْكَ بِبَدِيَّتِكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتُوْجُّهُ بِكَ اِلَى رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هَذِهِ لِتُقْضَى لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ لِیْ۔

مولوی بخش اللہ دہلوی مرد پاک دل و صادق الارادہ کامل المحبہ بود۔ از روزے کہ بیعت شد تا آخر یوم در حلقہ شریفہ ہر روز شریک می شد۔ سیزدہ یا چہار دہ سال بہ خوب وجہ خدمت کرد۔ حضرت ایشان را نیز نگاہ لطف بر حالش بود۔ روزے بہرے فرمودند ما ترا صلوة حاجت تعلیم می کنیم در حاجت شدید این نماز بخوان۔

بہ وقت تہجد بہ وجہ احسن، با حضور دل و وضو بکن و باز بہ عاجزی و صدق نیت پنج بار یا ہفت بار استغفار و توبہ بکن۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الْاَرْحَمَ
مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ ضَارِعًا مُسْتَسْلِمًا
و باز دوازده رکعت بہ یک سلام بخوان۔ از اول نماز تا آخرش کاملًا متوجہ بہ پروردگار باش و نیک دانستہ باش کہ پیش مولی و مالک خود استادہ فی۔ وے ترا می بیند و تو از کثافت گناہان خود از دید الوار و تجلیات دے تعالیٰ شانہ قاصر ہستی۔ بعد از ہر دو رکعت قعدہ کنی و در قعدہ اخیرہ التَّحِيَّاتُ خواندہ بخوان۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّعْيِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ و باز به حضور قلب درود شریف خوانده
 رَبَّنَا آتِنَا الْخَيْرَ الْبَارِئَ خَوَانِدَةَ سَلَامٍ بَدْرٍ وَبَارِئَ تَكْبِيرٍ كَوِيَانٍ بِسَجْدَةٍ بَرَّةٍ وَدَرَسَجْدَةٍ سَوْرَةٍ فَاتِحَةٍ مَعَ بَسْمَلَةٍ هَفْتِ بَارِئِ
 وَآيَةِ الْكُرْسِيِّ هَفْتِ بَارِئِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يَدِيهِ
 الْخَيْرُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَهَبْ بَارِئِ وَ- اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِمَعَاقِدِ
 الْعِزِّ مِنْ عَرَشِكَ وَمُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَأَسْمِكَ الْأَعْظَمِ وَجَدِّكَ الْأَعْلَى
 وَكَلِمَاتِكَ الثَّمَنِيَّةِ - هَفْتِ بَارِئِ - نَجْوَانِ وَدَرَجَاتِ مَالِكِ وَمَوْلَانِي خُودِيهِ عَاجِزِي دَعَا بَكْنِ وَتَكْبِيرِ كَفْتِ
 سَرَّازِ سَجْدَةٍ بَرَّادِ -

تعویذات | عاجز یاد نہ دارد کہ حضرت ایشان تعویذ نوشتہ باشند و نہ از کسے شنیدہ کہ بہ کسے تعویذ دادہ
 باشند، البتہ بہ حضرت والدہ ماجدہ قدس سرہا فرمودہ اند کہ حصن حصین و القوال الجمیل
 کتاب ہائے معتبر اند و برائے حضرت والدہ ماجدہ ظفر الجمیل ترجمہ و شرح حصن حصین و شفا العلیل
 ترجمہ القوال الجمیل پسند فرمودہ بودند چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ احياناً تعویذ می دادند و حضرت
 ایشان بعض مخلصین را نیز اجازت دادہ بودند مثلاً ملا عبد الرشید آخوند زادہ از کونٹہ - ملا حبیب اللہ
 از جہات سرحد و غیر ہمارا -

تعویذ سال نو | سالے در کونٹہ چون اول ماہ محرم دیدیم حضرت ایشان بہ ما ہر سہ برادر فرمودند
 بروید و یک صد سیزدہ بار بسم اللہ الرحمن الرحیم بنویسید و نزد والدہ خود ببرید
 کہ تعویذ کند شما یان در گلوئے خود برسینہ آن تعویذ را آویزان کنید و بہ عاجز و برادر عزیز فرمودند کہ بسم اللہ
 نوشتہ بہ ما نشان دہید چنانچہ ما ہر دو و تھویرات خود را پیش کردیم و حضرت ایشان ملاحظہ فرمودہ چند جا را
 اصلاح فرمودند و گفتند ہر سال بہ اول شب سال نو ہچمان کردہ باشید - چنانچہ تا یک مدت عاجز
 بر آن عمل کرد -

برائے مرض صراع | حضرت ایشان در اول دلائل الخیرات موروثی تحریر فرمودہ اند - بسم اللہ
 الرحمن الرحیم - برائے دفع مرض صراع اول یک کرتہ (قمیص) فراخ دوختہ
 ہشت تعویذ بہ این نہج بزدند کہ دو تعویذ جانب پیش برسینہ و دو بہ جانب پشت بہ زیر شانہ ہر دو بہ
 ہر دو باز و دو زیر ہر دو بغل، و تعویذ این است - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هُ وَ لَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ
 بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كَلِمَةٌ بِهِ الْمَوْتَى بَلْ لِلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا -

القول الجلیل تالیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ الاقدس در تعویذات کتاب مفید است۔ حضرت شاہ غلام علی و حضرت شاہ ابوسعید و حضرت شاہ احمد سعید و اولادہ الکرام قدس اللہ سرار ہم از روئے این کتاب تعویذات می نوشتند۔

دعا و دم کرن البتہ حضرت ایشان دعائی کردند و بر مریض دم ہم می کردند۔ در بیان واقعہ ملا عبدالحلیم آخوندزادہ گزشتہ کہ محمد عمر نوری آب آورد و حضرت ایشان بران دم کردند۔

اگرچہ این گونه واقعات بسیار کم بوده اند۔ روزے حضرت ایشان در حرم سراب بودند کہ یوسف علی خان مدار الہام ریاست جے پور حاضر شد و بہ دست خادمش یک صراحی پر از آب بود۔ در خانہ او مریض بود و ارادہ داشت کہ آب را دم کنانیدہ برد۔ اطلاع آمد یوسف علی خان کردہ شد۔ وقتے نہ گزشت کہ حضرت ایشان از حرم سراب آمدند، ہنوز بہ شستگاہ نہ رسیدہ بودند کہ حاجی ملا احمد ٹخیل را بہ آواز بلند فرمودند۔ احمد بہ فلان بزرگ بنویس کہ بر آب دم کردہ ارسال دارد۔ یوسف علی خان چون این کلام را شنید و متبوسی کرد و رخصت شد۔ اگر حضرت ایشان درین باب مراعات کردے۔ صفائے وقت از حضرت ایشان رفتے۔ وہ جائے طالبان حق۔ اصحاب حاجات را ہجوم بودے۔ چند واقعات کہ پیش آمدہ نوشتہ می شود۔

والدہ شوکت علی محمد علی آبادی بانو والدہ شوکت علی محمد علی از شاہ ولی اللہ مجدوی رامپوری خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید بیعت بودہ۔ در فصل اول در بیان واقعہ مولانا عبدالغفار خان نیز بیان والدہ محمد علی گزشتہ۔ اگرچہ آبادی بانو باہر دو فرزند خود با انگلیسہا

در جہاد مصروف بودہ اما از صفائے باطن غافل نہ بودہ۔ اکثر نزد حضرت والدہ محترمہ می آمد و بہ ذکر شریف مشغول می گشت۔ شبے دے با دختر محمد علی آمد۔ این دختر نہ سالہ یادہ سالہ بود۔ حضرت ایشان آن وقت بہ حلقہ شریفہ مصروف بودند۔ والدہ محمد علی دختر را بہ خدمت حضرت ایشان فرستاد۔ دختر عرض کرد کہ والدہ من بسیار علیل است برائے صحتش دعا فرمائید محمد علی و شوکت علی۔ ران روز ہا اسیر فرنگ بودند۔ خذ اہم اللہ تعالیٰ۔ در عرض داشت دختر عجب اثرے بود کہ چہمان مبارک حضرت ایشان پر نم شد و دست تضرع بہ بارگاہ کبریا دراز کردند۔ کسانے کہ در حلقہ شریفہ شریک بودند نیز دستہا برداشتند۔ حضرت ایشان دعا کردند و جماعت آئین گفت۔ چند روز نہ گزشت کہ خبر صحت یابی بہ حضرت ایشان رسید و معنی این حدیث شریف ظاہر شد کہ حاکم در مستدرک روایت کردہ۔ **إِنَّ اللَّهَ لَيَسْتَجِيبُ مِنَ الْعَبْدِ أَنْ يَرْفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ فَيَرُدَّهُمَا خَائِبَتَيْنِ۔ ذَلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ۔**

مُعْظَمُ عَلِيِّ شَاهِ اسپر علی خان اسپر جانفشان خان از مخلصین صادق المحبہ الارادہ بود۔

اما اشتغال در امور دنیویہ بیشتر داشت اوقات عزیز خود را در قضا یا دعاوی صرف می کرد۔ حضرت ایشان چند بار نصیحت کردند لیکن او بہ حال خود گرفتار ماند۔ نوبتے در بعض دعاوی چنان ملوث شد کہ اندیشہ سزائے جہنم و بند پیدا شد چون راہ خلاصی مسدود یافت بہ خدمت حضرت خیر جہان رسید تا ہمت برگمارد و دعائے فرمانید کہ مشکل آسان گردد۔ حضرت ایشان اولاً زجرش کردند و از خانقاہ شریف بدر کردند و فرمودند "ما چند بار نصیحت کردیم لیکن تو گوش نہ نہادی" معظّم علی شاہ دو روز در کوچہ بہ سر کرد بہ عاجزی و زاری مصروف ماند۔ تا آن کہ فغانش را اثرے پیدا شد۔

تازہ گریہ طفل کے جو شد کہین تازہ گریہ ابر کے خند و چین

حضرت ایشان معظّم علی شاہ را طلب فرمودند و بہ محبت نصیحت کردند و دستش را در دست ہائے خود گرفتہ اقرار کردند کہ بار دیگر نافرمانی نہ خواہد کرد، بعد ازین حضرت ایشان ہر دو دست ہائے خود را برائے دعا برداشتند و بسم اللہ الرحمن الرحیم خواندہ سورہ فاتحہ را تا بہ ایاک نستعین خواندند فرمودند "یا اللہ العالین مقرر استش می کنیم و از تو طلب کار عون و امداد، مستقیم بہ لطف خود گناہان مایان و معظّم علی شاہ و جمیع مسلمانان را معاف فرما و معظّم علی شاہ را ازین آفت محفوظ دار" حضرت ایشان این دعا می کردند و اہل حلقہ و معظّم علی شاہ بہ تائین مصروف بودند و آثار "اجابت از در حق بہر استقبال می آید" ظاہر و لائح بود۔ معظّم علی شاہ مطمئن البال و قریر العین مخلص شد۔ روز دوم بحکمہ رسید۔ و حاکم بہ برارت و سہ حکم کرد۔ معظّم علی شاہ ہماں دم برقیہ ارسال کرد چون حضرت ایشان را اطلاع واقع شد پروردگار را حمد و ثنا کردند و شکرانہ الہی بہ جا آوردند۔

دم بر بیماران معمول شریف حضرت ایشان بود کہ بر بیماران دم می کردند۔ اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ جُحَاهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ اَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ می خواندند و دعا می کردند۔

علالت اولاد اگر از اولاد کسی علیل می شد حضرت ایشان بسیار کبیدہ خاطر می شدند و در معالجہ مصارف زیاد می کردند۔ حضرت والدہ صاحبہ ہر شب زیر بالش مریض پنج پیسہ می نہادند و در قیام دہلی بزرگ او در کوسٹہ گو سفند را صدقہ می کردند در روز و شب دوسہ بار لا محالہ نزد مریض می آمدند و ادعیہ فوق الذکر را خواندہ دم می کردند۔ اگر مریض بہ خواب می بود بیدارش نہ می کردند و اگر بیدار می بود از احوالش استفسار می فرمودند و دست مبارک بر پیشانی و سہ نہادہ کیفیت تپ معلوم می کردند۔ بر بستر مریض گاہے نہ می نشستند کہ بے آرام نہ شود بلکہ بر گرسی یا بہ جائے دیگر می نشستند و دیدہ شدہ کہ

بعد از دم کردن قدرے خاموش می نشستند۔ عاجز خیال دارد که بطریقہ حضراتِ نقشبندیہ بہ سلب کردن مرض متوجہ می بودند، بیچ گاہ از حضرت ایشان احوال جزع و فزع ظاہرہ شدہ و نہ بیچ فرق در معمولاتِ مبارکہ واقع شدہ۔ ہر کار و ہر عمل بروقت خود حسبِ معمول سرانجام می یافت۔ گاہے بہ کسے از بیماری اولاد چہیزے نہ گفتند۔ اگر کسے از افسردگی و آثار الم چیزے بفرہم آمد دیگر است۔ نزد عاجز عمل حضرت ایشان برین حدیث شریف بودہ کہ روا یتش بخاری و مسلم کردہ اند۔ **إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا تَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَىٰ رَبُّنَا**۔ نوبتِ آخر برائے دیدن مریض بعد از نیم شب **بَلَيْنَ السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ وَالثَّلَاثَةِ** تشریف می آوردند چون از حلقہ مبارکہ فارغ می شدند در دست مبارک خود چراغ گرفته بہ آہستگی می آمدند تمام خانہ در خواب می بود کسے را از آمدن ایشان خبر نہ می شد حسبِ معمول دم می کردند و قدرے توقف کردہ می رفتند۔ و چون مریض شفای یافت **احيانا شُكِرَ اللهُ بِرَأْيِ مَسْكِينَتَانِ** انتظامِ طعام می کردند و **احيانا به رامپور، عزیزانِ تنگ دست را در اہم ارسال می کردند۔**

برائے ایصالِ ثواب در بمبئی وفاتِ حاجی ایوب شد حضرت ایشان بہ حاجی عبدالشہر تحریر فرمودند کہ دوستان را باید ہفتاد ہزار بار کلمہ طیبہ از سر صدق و اخلاص

خوانندہ ثوابش بہ روحِ حاجی ایوب رسانند و بہ عجز و نیاز در بارگاہ کبریا برائے مغفرت وے دعا کنند۔
برائے دفع اثر چشم بد سید احمد حسین آلِ پُ شہری بہ خدمتِ مبارکہ عریضہ ارسال کرد کہ سپرِ علیل است **والمظنون انہ مصاب بالعين** حضرت ایشان تحریر فرمودند **وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا الْيَدُ لَيَقُولُنَّ يَا بَصَارِهِمْ لِمَا سَمِعُوا الذِّكْرَ يَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ**۔ راجحان و دم کن کہ برائے دفع اثر چشم بد مفید است۔ احمد حسین عمل کرد و پیش بفضلِ اللہ و احسانہ شفا یافت۔

برائے حاجت برآری فرمودند کہ بہ صبح و بہ شب قبل از خفتن وضو کردہ بہ عاجزی و حضورِ قلب اولاً و آخراً یازدہ بار درود شریف و در مابین یک صد بار این دعا را بخواند **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ بُحْبَحَاتِكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ** مشکلات را پروردگار آسان خواهد کرد۔

برائے اوجاع و خصوصاً وجع چشم در اول مجلد از نصف آخر من الجواهر الحسنات تفسیر امام عبدالرحمن ثعالبی متوفی ۸۸۰ھ نسخہ

مخطوطہ حضرت ایشان تحریر فرمودہ اند۔ میں قوائدِ سُورۃ الفاتحۃ وَاَسْرَارِهَا وَمَنَافِعِهَا إِنَّمَا تَقْرَأُ أَحَدِي دَارَ لَعِينٍ مَرَّةً مَا بَيْنَ صَلَاةِ رُكْعَتِي الْفَجْرِ وَصَلَاةِ قَرِيبَةِ الصُّبْرِ لِكُلِّ وَجَعٍ عَامَّةً وَوَجَعِ الْعَيْنِ خَاصَةً فَيَبْرَأُ الْوَجْعُ بِإِذْنِ اللَّهِ تَعَالَى۔ حَدَّثَنِي بِذَلِكَ بَعْضُ أَوْلِيَاءِ الْهِنْدِ وَهُوَ يَعْقُوبُ بْنُ خُضَيْرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ۔ یعنی چہل ویک بار خواندنِ سورہ فاتحہ ما بین سنت و فریضہ صبح برائے ہر وجع عموماً و برائے وجع چشم خصوصاً مفید است و بہ من این فائدہ را از اولیائے ہند یعقوب بن خضر بیان کردہ رحمہ اللہ۔

دعائے ماہِ نورا | چوں ماہ نور امی دیدند ہر دو دست ہا را برداشته این دعای خوانند اللہمَّ اَهِلَّةُ عَلَيْنَا بِالْيَمَنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ وَالتَّوْفِيقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى، رَبِّي وَرَبِّكَ اللَّهُ۔ ہلالِ خَيْرٍ وَرُشْدٍ۔ چون کلمہ رَبِّكَ اللَّهُ می فرمودند بہ انگشت شہادت اشارہ بہ ہلال می کردند تا معلوم شود کہ این جا خطاب بہ ہلال است۔

دعائے سالِ نورا | در کونہ چون ماہ محرم از ۳۲ ہمدیدند بحکیم مسیح الزمان ہندی کہ مخلص صادق بود این دعا تعلیم فرمودند۔ اللہمَّ أَنْتَ اللَّهُ الْأَبَدُ الْقَدِيمُ وَهَذِهِ سَنَةٌ جَدِيدَةٌ، إِنِّي أَسْأَلُكَ فِيهَا الْعِصْمَةَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَأَوْلِيَاءِ الشَّيْطَانِ وَالْأَمَانَ مِنَ السُّلْطَانِ الْجَائِرِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي سُلْطَانٍ مِنَ الْبَلَايَا وَالْآفَاتِ وَأَسْأَلُكَ الْعَوْنَ وَالْعَدْلَ عَلَى هَذِهِ النَّفْسِ الْأَمَّارَةِ بِالسُّوءِ وَالْإِسْتِغَالَ بِمَا يَقْرَبُنِي إِلَيْكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَبِرَبِّكَ كَفْتَنُكَ بِرُشْرَانِهِ حَقٌّ بِجَا آر، دُورِ كَعْتِ نَجْوَانِ كِه دے تَعَالَى شَانِه تَرَا اِيْنَ نَعْمَتِ عَطَا كِرْد۔

بے توجہان و ترار نہ تو انم کرد

گربتن من زبان شود ہر مومے

احسان ترا شمار نہ تو انم کرد

یک شکر تو از ہزار نہ تو انم کرد

رویت سبیل نجات از بلیات | بروقتی تحریر فرمودہ اند۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ مَنْ أَبْتَلِيَ بِبَلِيَّةٍ وَشَاءَ أَنْ يُرَى فِي مَنَامِهِ سَبِيلُ النَّجَاةِ مِنْهَا فَلْيَقْرَأِ الشَّمْسِ وَاللَّيْلِ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ۔ كُلُّ وَاحِدٍ سَبْعَ مَرَّاتٍ مُضْطَجِعًا عَلَى الشَّقِ الْأَيْسَرِ مُتَوَضِّئًا مَتَلَبِّسًا بِلِبَاسٍ طَاهِرٍ، وَلْيَقُلْ بَعْدَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔ اللَّهُمَّ ارِنِي فِي مَنَامِي كَذَا وَكَذَا أَوْ اجْعَلْ مِنْ أَمْرِي فُرْجًا وَخُرْجًا وَارِنِي فِي مَنَامِي مَا اسْتَدَلَّ بِهِ عَلَى إِجَابَةِ دَعْوَتِي۔ انتهى۔ اِنْ رَأَى فِي اللَّيْلَةِ الْأُولَى فِيهَا۔ وَالْأَقْلِعْ عَمَلُ فِي الثَّانِيَةِ وَالْآفِي الثَّلَاثَةِ وَهَكَذَا إِلَى سَبْعِ لَيَالٍ فَإِنَّهُ يَرَاهُ فِي تِلْكَ الْمُدَّةِ بِالضَّرُورَةِ إِشَاءَ اللَّهِ

تَعَالَى - وَقَدْ جُذِبَ مَزَارًا - اگر کسی بر آفتی مبتلا شود و نخواهد که در خواب راه نجات را دریابد پس وضو کرده و لباس طاہر پوشیده یہ پہلوے چپ درازگشته ہفت ہفت بار سورہ شمس، و سورہ لیل و سورہ اخلاص را بخواند۔ و باز ہفت بار این دعا کند، بار خدایا۔ مراد خواب ازین آفت راه نجات بنا و برائے من ازین آفت مخلص پیدا کن و در خواب بر من چیزے ظاہر کن کہ بر اجابت دعائے من دال باشد، ۱۵۔ اگر شب اول ظاہر شود قبھا و نعم، ورنہ بہ شب دوم ہم این عمل کند و اگر باز ظاہر نہ شود بہ شب سوم این عمل کند و ہم چنان تا ہفت شب۔ ان شاء اللہ درین مدت مقصد خود را دریابد، باز بہ تبحر بہ آمدہ۔

ختم مقدس در بیاضے نوشتہ اند ختم مقدس و عظم در جلسہ واحدہ بر تعیین وقت بحضور قلب خوانندہ ایصال ثواب آن بر روح پرفروش امام الطریقۃ قطب الحقیقۃ مجدد الف ثانی حضرت امام ربانی قدسنا اللہ بسره الاقدس کند برائے حل مشکلات و انجاس ہماں حصول نسبت بہ حضرت امام ربانی قدس سرہ بر غایت مجرب است (۱) درود شریف یک صد بار (۲) لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ پنج صد بار، (۳) سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم، صد بار (۴) یا حی یا قیوم بر خمتک استغیث، صد بار (۵) استغفر اللہ العظیم، صد بار (۶) یا ذا الجلال و الاکرام، صد بار (۷) یا ارحم الراحمین، صد بار (۸) لا حول ولا قوۃ الا باللہ، صد بار (۹) ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ارحمنا لنكونن من الخاسرین، صد بار (۱۰) لا حول ولا قوۃ الا باللہ، پنج صد بار (۱۱) درود شریف یک صد بار

بہترین اوقات ولیالی و ایام تحریر فرمودہ اند کہ بہترین اوقات سحر است یعنی رُبع ازان بین العصر و المغرب، بعد ازان بین المغرب و العشاء، بعد ازان بعد العشاء، بعد ازان ما بقی من الاوقات علی السوار۔ و بہترین شب ہاشب آدینہ و شب دوشنبہ و بہترین روز ہا جمعہ و دوشنبہ و پنجشنبہ است۔

لطفِ خفی در اول مجلد دلائل الخیرات نوشتہ اند

وَكَمْ لِلَّهِ مِنْ لُطْفٍ خَفِيٍّ يَدُقُّ خَفَاهُ عَنِّ فَهَمِ الزَّكِيِّ
وَكَمْ لِيَسْرًا لِي مِنْ بَعْدِ عُسْرٍ وَفَرَجَ كُرْبَةَ الْقَلْبِ الشَّجِيِّ

وَتَأْتِيكَ الْمُسْرَةُ بِالْعَشِيِّ
فَتَقُّ بِالْوَاحِدِ الْفَرْدِ الْعَلِيِّ
يَهُونُ لِيَنْ تَمَسَّكَ بِالنَّبِيِّ
فَلَكُمْ لِلَّهِ مِنْ لُطْفٍ خَفِيِّ

وَكَمَّ امْرُؤٌ سَاءٌ بِهِ صَبَاحًا
إِذَا ضَاقَتْ بِكَ الْأَحْوَالُ يَوْمًا
تَمَسَّكَ بِالنَّبِيِّ فَكُلُّ خَطْبٍ
وَلَا يَجْزَعُ إِذَا مَاضَاقَ صَدْرًا

داروئے دل عاشق در اول مجلد نوادر الاصول نوشته اند الصلوة والسلام
عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ حَدِيثُكَ غَوْثٌ

وَأَعْتَصَمْتُ بِبَابِكَ وَالتَّجَانِي إِلَى جَنَابِكَ -

سَرَى الْبَرْقُ مِنْ فَجْدٍ فَجَدَّ تَذَكَّرِي
وَهَيَّ مِنْ أَشْوَاقِنَا كُلِّ كَامِنٍ
عَهْدُ الْبَجْزِيِّ وَالْعَذِيبِ وَذِي قَارِ
وَأَخَّ فِي أَحْشَائِنَا لِأَعَجِ نَارِ

یعنی، اے رسولِ خدا، درود سلام بر شما باد، اے رسولِ خدا حدیثِ شما معونت من است و التجانی من
به دلبرِ شما است و ملازمِ رحمتِ شما است۔ برق بہ جہاتِ شجر درخت سید و مرا آن آیام یاود ہا نید کہ
بہ جزوی و عذیب و ذی قار بہ سر بردہ بودم و از اشواق من بر انگشت آن چہ پوشید بود و در زہاد من آتش را

يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ قَالِي مَنْ أَلُوذُ بِهِ
وَلَنْ يَضِيقَ رَسُولَ اللَّهِ جَاهُكَ بِي
چو غم گرداغِ عصیان می برم وے سیاه آنجا
دران وادی کہ نتواند زحیرت مور پاماندن
چمن معلوم بونے زلف عنبرینز او دام
مرا مریست در کاشانہ دل خلوتے دارم
رُخِ خُودِ بَرْنَةِ تَابِي يَا شَفِيعَ الْمَذْنِبِينَ اِزْ مِنْ
سِوَالِكَ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعِجْمِ
إِذَا الْكُرَيْمُ تَجَلَّى بِاسْمِهِ مُنْتَقِمِ
کہ گرد آن مہ ملک ملاحت عذر خواه آنجا
نمود آن قافلہ سالار عالم شاہراہ آنجا
صبارا اکل بہ دامان می کند صبح گاہ آنجا
توان لے سرور دین سر کشیدن گاہ گاہ آنجا
پیادہ در رکابت چون و در روش شاہ آنجا

اجازت اور ادو صلوات حضرت ایشان را اجازت عن سَيِّدَةِ الْوَالِدِ عَنِ أَبِيهِ
عَنْ شَاهِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ وَالِدِهِ شَاهِ وَلِيِّ اللَّهِ قَدَّسَ

اللَّهُ اسْرَارَهُمْ بُوْدَه و از حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ نیز مجاز بودند اگر کہے اجازت دلائل الخیرات
یا حصن حصین یا حزب اعظم یا اورادِ فتحیہ می دادند در اکثر اوقات بر سر ورقِ کتاب سند را ہم می نوشتند۔
صحیح بعض جا ہا نیز می کردند عاجز و رافغانستان نسخہ دلائل الخیرات را زیارت کرد۔ حضرت ایشان بہ
حَبْرٍ أَحْمَدٍ كَمَا كَانَتْ عَادَتُهُ الشَّرِيفَةَ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَحْيَانِ بِرَأْسِهِمْ مَبَارِكِ أَحْمَدِ رَأْسِ اللَّهِ هَمَّ

صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى مَنْ اسْمُهُ أَحْمَدٌ - دو پیش نوشتہ بودند یعنی اسم مبارک را منصرف کرده بودند، عاجز روزے این امر را پیش مولانا قاضی سجاد حسین صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری بیان کرد۔ ایشان گفتند امام قسطلانی در ارشاد الساری شرح بخاری بیان این مسئلہ کردہ اند قسطلانی نوشتہ اند - اسمہ احمد، قال فی الدرر یحتمل النقل من الفعل المضارع او من افعل التفضیل والظاهر الثاني وعلى كلا الوجهين فمنعه من الصرف للعلمية والوزن الغالب الا انه على الاول يمتنع معرفة وينصرف نكرة وعلى الثاني يمتنع تعريفاً وتنكيراً لانه مختلف العلمية الصفة واذا انكر بعد كونه علماً جرى فيه خلاف سيبويه والاختلاف وهي مسئلة مشهورة عند النحاة وانشد حسان يمدحه (في الرثاء) عليه الصلاة والسلام وصرفه -

صَلَّى الْإِلَٰهَ وَمَنْ يَحْفُ بِعَدُوِّهِ وَالطَّيِّبُونَ عَلَى الْمُبَارَكِ أَحْمَدِ

فاحمد بدل او بيان للمبارك -

تحریر بر شجرہ شریفہ حضرت ایشان بر شجرہ شریفہ نام خود را و باز نام طالب حق مع ولدیت و می نوشتند و دعای کردند و بعد از ولادت ماہر سہ برادر - بعد از نام خود

نام ماہر سہ رامی نوشتند و باز نام طالب حق را عبارت یک شجرہ شریفہ بہ این نہج است -

جُدِّ لِعَاصٍ وَمَا سِوَايَ هُوَ الْعَا هِيَ وَالْكَرِيُّ اسْتِحْيَاءُ

الہی برین بندہ شرمندہ عبد اللہ ابو الخیر فاروقی و بر اولادش بلال بن عبد اللہ وزید بن عبد اللہ و سالم بن عبد اللہ عفی اللہ عنہم و غفر لہم و رحمہم و بارک فی ایمانہم و صلاحہم علیہم و عملہم و محمدہم و برودین محمد ولد شجاع شاہ توری مہربانی و رحم کن و از خشم و غضب خود ہمہ مایان را نگاہ دار و بہ رضا مندی خود ہمہ مایان را مشرف کن آمین بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ
دوشنبہ ۲۱ جمادی الآخرہ ۱۳۲۶ھ

شعر عربی از قصیدہ ہمزیہ امام البصری است قدس سرہ - در ماسوی، مانافیہ است یعنی

کم کن برگناہگار و نیست جز من گناہگارے - و تنکیر لفظ عاصی از وجہ شرمندگی است نہ از وجہ جہل حضرت ایشان بر بعض شجرات احوال سالک را نوشتہ اند کہ از درجات ولایت بہ کدام درجہ رسید است -
اشتراک در مجلس نکاح حضرت ایشان بعض اوقات در محفل عقد نکاح شریک شدہ اند بلکہ خطبہ نکاح نیز خواندہ اند خطبہ کہ حضرت ایشان می خواندند

در کتاب حصن حصین موجود است تبرکاً عاجزاًن را می نویسد: **الخطبة** - ان الحمد لله تحمداً
 وَتَسْتَعِينُهُ وَتَسْتَغْفِرُهُ وَتَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِ
 اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ
 لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ
 وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالرِّجَالَ
 أَنْ اللَّهُ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ
 يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا وَرَسُولُهُ أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا بَيْنَ يَدَيْ
 السَّاعَةِ مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشِدَ وَمَنْ يَعْصِمْهَا فَانَّهُ لَا يَضُرُّهُ نَفْسُهُ وَلَا
 يَضُرُّهُ شَيْئًا وَنَسَأَلُ اللَّهَ أَنْ يُجْعَلَ نَأْمَنٌ يُطِيعُهُ وَيُطِيعُ رَسُولَهُ وَيَتَّبِعُ رِضْوَانَهُ
 وَيَجْتَنِبُ سَخَطَهُ فَإِنَّمَا نَحْنُ بِهِ وَوَلَّهُ -

عقیقه بیان عقیقه انشاء الله تعالی در خاتمه این کتاب در ذکر اولاد خواهد شد.

مسأله فقهیه در لباس حضرت ایشان تحریر کرده اند: **تفصیر الثیاب سنة** واسباب
 الأزار والقميص بدعة، ینبغی أن یکون الأزار فوق

الکعبین إلى نصف الساقی وهدای فی حق الرجال واما النساء فیرخین ازارهن
 أسفل من ازار الرجال لیستر ظهرهن من اسبال الرجل ازاره أسفل من الکعبین
 ان لم یکن للخیاء ففیه کراهة تنزیه، کذا فی الغرائب - عالمگیری باب اللبس -

کوتاه کردن جامه با سنت است و فروگذاشتن تنگی یا شلوار و پیرهن بدعت است - باید که ازار بالاتر از
 بند پا بود تا نیم شتالنگ، و این حکم بر مردان است - و زنان را باید که فروگزارند ازار خود را که پشت پاکی
 ایشان پوشیده ماند، فروگذاشتن ازار زیر بند پا از مرد اگر از وجه تکبر نیست که است تمیزی دارد از فتاوی

منقبت غوث دہلی ملا فیض اللہ ولد ملا در محمد قوم وردگ ساکن شنکی به یکشنبه نوزدهم جمادی
 الأولى ۱۳۳۶م واردات قلب خود را قلم بند کرده موسوم به منقبت غوث

دہلوی ساخت تخریش پیش عاجز است بر رخ ازان نوشته می شود و قد لحق هو بہن أحبہ، خدا
 رحمت کند این عاشقان پاک طینت را -

بیایے کامل و مرد خود مند کہ گویم پیش تو پیرانه یک پسند

ازین دنیا تو حبتِ خویش بردار
 به زاری رُوبه در گاہِ خدا آر
 شرارِ عشق او در جان افکن
 و لے اول یکے رہبیر گیری
 کہ در شہِ راه عشقش پردہا هست
 اگر یک جُرعہ از جامتِ چشیدی
 یگانہ پیر دارم من بہ دہلی
 کہ او صفاتش برون از حدِ کلکم
 کمالتش چو بیش از بیش باشد
 کہ شاہِ دہلوی غوثِ جهان است
 بہ صدقِ دل غلامِ خاکِ او شو
 کہ خادمِ را بہ راہِ راست آر
 موافقِ دال با مدلول یک جا
 بہ علمِ ظاہر و باطنِ محلی
 کلامِ پاک را از بہرِ توشہ
 بہ مثلِ کوه ثابت بر شریعت
 ز اشغالِ جہالی بس نفور است
 مجددِ اَلفِ ثانی حبتِ او بود
 ز رویش آن چمنانِ انوار تا بد
 اگر در روزِ خورشید است تابان
 گزرتا دارد ایام و لیالی
 فیوضِ عام او ہر جا رسیدہ
 گزشتہ پایہ اش زمین طاقِ اخضر
 مبارک ذات او از فضلِ بے چون
 طفیلیش عاجزان و بے نوایان

ز اموال و مناسنش دل مُجدادار
 کہ گردی بردرش از اہلِ ابرار
 تعلق ہائے غیرش را بہ ہم زن
 کہ بے رہبر نہ پے بُرون توانی
 بہ جز مرشد ترا وصلش کجا هست
 حجاباتِ جہان را بس در یدی
 عجب بحرے است از فیضِ الہی
 صفاتش بیشتر از حدِ عقلم
 یکے از نعتِ فیضِ اللہ نگارد
 ز فیضش پر زمین و آسمان است
 پس او بستہ فتراکِ او شو
 در او صافِ نکو ثانی نہ دارد
 ابو الخیر آمدہ و تَلَّاعِ شَرِّہا
 ز نورِ پاکِ سبحانی محبتی
 ز اول تا بہ آخر یاد کردہ
 رسیدہ تا بہ پایانِ طریقت
 مگر در آن چہ کز بہرش ضرور است
 کہ در عرفان کسے بروے نیفزود
 کہ در شمس و قمر ہرگز نہ باشد
 جمالش روزِ شب بنگر فروزان
 نہ باشد از فیوضش جائے خالی
 بہ جانِ ارجمندان آر میدہ
 ز رویش نور بیچون است انظر
 یکے گنجے است از انوارِ مکنون
 چشیدہ جا ہا از بحرِ عرفان

بہ راہِ راست آوردہ ہزاران
 یہ وقت کشف بر آن خواجہ عالی
 چو در اسرار حق مجذوب گردد
 نگاہے گر بہ مردم افگناند
 مراقب می شود چون خواجہ ما
 رود تالا مکان در طرفتہ العین
 چو واصل می شود در کتبہ پاکش
 بہ جائے می رسد آن جانِ جانان
 چو بر حالش کرم کردہ الہی
 وجودش مورد الوارِ سبحان
 مقامِ غوثیت دارد جنابش
 خدا بخشیدہ برتر پایہ اورا
 فدا کردہ اگر کس برورش سر
 ز بحر فیض خود آن مرشد ما
 اگر یک جرعه اندازد بہ کامت
 بہ رحمت کن نظر اے خواجہ دین
 منم کمتر غلام از خادمانت
 اگر در آستانت جائے بام
 رادِ گلخن تو تاج من باد
 برائے بے کسان روز قیامت
 قبولم کن زہرت بر غلامی

بود از صدق فیض اللہ غلامت

نگاہ لطف کن بر خاکسارت

فصل سوم

در

اکراماتِ الہیہ بر حضرت ایشان

در فصل اول، تحت عنوان "نورِ ہدایتِ دمید" حدیث مبارک از صحیحین نقل کرده شدہ کہ چون پروردگارِ جلّ شانہ و عَمَّ احسانہ از بندہ خود را ضعیفی می گردود جبریل را خواندہ می گوید من فلان بندہ را دوست می دارم تو او را دوست دار پس جبریل آن بندہ را دوست می دارد و در آسمان ندا می کند کہ پروردگارِ فلانی را دوست می دار پس اے اہل آسمان شما ہم ویرا دوست دارید پس آسمانیان ویرا دوست می دارند و قبولیت آن بندہ در زمین نہادہ می شود و در دلہائے اہل زمین محبت وے جائے می گیرد و مشکاکہ در باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ حدیث صحیح بخاری از ابوہریرہ نقل کردہ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ خدائے تعالیٰ گفت کسے کہ دوستی را از دوستان من دشمن دارد پس بہ تحقیق من خبر می کنم اورا بہ جنگ۔ و بندہ من نزدیک من نہ جست بہ بیچ چیزے کہ محبوب تر است بہ من۔ تقرب وے از چیزے کہ فرض گردانیدہ ام بروے و بندہ من دانمانزدیکی من می جوید بہ نوافل تا آن کہ دوست می دارم من آن بندہ را چون دوست می دارم اورا می باشم شمع وے یعنی شنوائی وے کہ می شنود بہ آن و می باشم بصروے یعنی بینائی وے کہ می بیند بہ آن۔ و می باشم دست وے کہ می گیرد بہ آن۔ و می باشم پائے وے کہ راہ می رود بہ آن۔ اگر آن بندہ از من طلب کند می دہم اورا و اگر پناہ جوید پناہ می دہم اورا، الخ۔ چون بندہ بہ محض فضل پروردگار بہ مقام محبوبیت و مداریت می رسد ہمہ افعال وے افعالِ الہیہ می گردند۔ عاجز در منقبت حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ نوشتہ۔

بہ اسرار طریقت فردِ کامل
دشمن معمر از انوارِ باری
ہمہ تن گوش بر قولِ خدا بود
ہمہ تن دیدہ بہر دیدِ جانان
نہ دیدے گر رضائے حق نہ دیدے

بہ احکام شریعت مردِ کامل
زبان در ذکر حق ہر آن جاری
ہمہ تن پائے در راہ رضا بود
ہمہ تن لب برائے ذکر سبحان
نہ گفتے نے برفتے نے شنیدے

بہ ظاہر پیکر شس از خاک۔ بودہ بہ باطن کُل ز نور پاک۔ بودہ
 آن بندہ برگزیدہ کہ این مقام را می یابد وے خلیفۃ اللہ فی الارضین می شود، قیام تمام عالم
 بہ ذات وے وابستہ می باشد۔ امام المحققین، برہان المتقدّمین، حجۃ المتأخّرین حضرت ابو بکر محمد می الدین
 الحاتمی الطائی المعروف بہ ابن عربی قدس اللہ سرہ الاقدس این گونه فردا کمل را قطب الاقطاب می
 گویند و امام ربانی مجدد و منور الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس اللہ سرہ الاقدس ویرا قیوم
 می نامند۔ درین امر کسے را کلامے نیست کہ مخلوقات منظر صفات حضرت خالق عزّ و جہانہ و تعالیٰ شانہ می باشند۔
 انسان کامل کہ ممتاز بہ احسن تقویم شدہ منظر صفت قیومیت ہم شدہ لہذا نزد عاجز نامے را کہ حضرت مجدد
 قدس سرہ تجویز کردہ اند انسب اولی است بلکہ مطابق واقعہ۔ و کسانے کہ از علم و دانش دور و از حقائق و
 دقائق بے خبر اند این تسمیہ را سو را ادب قرار می دہند۔ و فکر نہ می کنند کہ صاحب سمع و بصر را سمع و
 بصیر و صاحب علم و خبرت را علیم و خبیر و صاحب حلم و دانش را علیم و حکیم و صاحب جبر و قہر را جبار و
 قہار می گویند و ہیچ خیال سو را ادب بہ کسے نہ آمد۔ در قیومیت این خیال چرا آمد۔ و الحقیقۃ کما قبلت۔
 النَّاسُ اَعْدَاءُ لِمَا جَهِلُوا۔

راہ اجتناب | بہ این مراتب عالیہ رسیدن وابستہ بہ محض فضل و لطف پروردگار است۔ لا غیر۔ حضرت
 موسیٰ علی نبینا و علیہ و علی جمیع الانبیاء الصلوٰت و التسلیمات برائے آتش گرفتن برآمدند و بہ نبوت و رسالت
 فائز شدند۔ اَللّٰهُ يُجْتَبٰی الْبَیْہِ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدٰی الْبَیْہِ مَنْ يَّيْتِيْبُ۔

عاجز احوال حضرت سیدی الوالد قدس اللہ سرہ الاقدس را از یوم ولادت تا اول روز علالت
 بہ تفصیل در فصل اول نوشتہ۔ از روز اول کہ اسباب سعادت برائے حضرت ایشان مہیا شدہ کسب
 دران ہیچ مدخلے نیست وَ اَلَيْكُمْ بِبَعْضِ هٰذِیْہِ الْاَسْبَابِ۔

دراشت علم و فضل و حفظ قرآن و ولایت و مقبولیت از آبا کسے کرام یعنی از حضرت مجدد و از
 حضرت مخدوم بلکہ از بابائے پانزدہم حضرت امام رفیع الدین قدس اللہ سرہ الاقدس علیہ السّلام رسیدہ۔ ذلِکَ
 الْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ۔

ولادت با سعادت حضرت ایشان ثمرہ قیوم وقت بودہ۔
 در گوشہ ہائے حضرت ایشان اذان و اقامت قیوم جہان کردہ و تحنیک از دست مبارک
 ایشان شدہ۔ ابتدا نے تعلیم کہ آن را رسم بسم اللہ گویند در حرم محترم نبوی علی صاحبہ
 الصلاۃ و التحیّۃ قیوم جہاں کردہ۔

در حرمِ محترمِ نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والتحیۃ عند المواجهۃ الشریفہ بردستِ حق پرستِ قیومِ جهان بیعت شدند۔۔۔۔۔ در حرمِ محترمِ نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والتحیۃ بشارتِ خلافتِ خاصہ یافتند۔
و علومِ دین از اولیائے کبار و عشاقِ سرورِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کردند۔ این گونه سعادت و خصوصاً بہ این تسلسل بہ کہ نصیب می شود۔

بالائے سرش ز ہوش مندی می تافت ستارہ بلسدی
پروردگار حضرت ایشان را بہ این سعادت سرفراز کرد و از محبوبان و مرادان خاص گردانیدہ
در قلوب اہل زمین محبت ایشان را محکم کرد۔ حضرت ایشان از حجاز مقدس با اہلیہ خود یک خور و مال
و خرد و یک مخلص بخاری بہ دہلی تشریف آوردند و دروازہ خانقاہ شریف بر روی مردم بستند مع ذلک
بندگانِ خدا بہ اشارتِ غیبیہ از اطراف و اکناف عالم بردار اقدس حاضر می شدند و سلاطین و امراء
ساعی می بودند کہ نوبتے سعادت دست بوسی حاصل نمایند۔ کسے گفتہ و راست گفتہ۔

بہ مقبولی کسے را دست رس نیست قبول خاطر اندر دست کس نیست
در ایامے کہ عاجز ہنوز در عقد اول از عمر خود آزادی گشت در کونٹہ بلوچستان جماعتے از مخلصین
با اختصاص قاضی لعل محمد نورزی از قلات نصیر، ملا عبدالحلیم آخوند زاوہ کا کڑی، سید عبدالحق ازیشین،
خداے رحم کا کڑا ازیشین، ملا ایاز کا کڑا از کچلاغ، ملا محمد شاہ افغانی، ملا پیر احمد ترکی، احسان اللہ صاحبزادہ
ابوبکر خیل، عبدالحق صاحبزادہ ابوبکر خیل، ملا محمد علی افغانی، مرزا نیاز محمد خاں قندھاری و غیر ہم نزد حضرت
ایشان حاضر بودند۔ محمد شاہ در احوال جذب دستے خود اشعار خود را می خواند و آہ و نعرہ می زد و چند شعری
را عاجزی نویسد۔

طاعتے کن روز و شب کابل مباحش	اے محمد شاہ ز حق غافل مباحش
منصرف شوا ز گنہ چوں عمر و وزید	لاف کم زن از دروغ و مکر و کید
خاک شود در زیر پائے این فقیر	گر تو خواہی تا شومی بدر منسیر
بحر معنی بادشاہ دہلوی	عزوة و ثقی زکان معنوی
ہر چہ در امر است در حکم تو باد	مے کہ تنہا جن و آدم با جماد
اے ستون دہلوی ذات العباد	زادہ خود را بہ رحمت و ارشاد
نام نیکت باد باقی پائدار	تا زمین و آسمان دارد قرار

آن وقت ہر یک از مخلصین از باد ہائے عرفان سرشار بود و از تن ایشان — دل

ہر ذرہ در جوش انا الشرق گویان“ و جبین مبارک ایشان کا لہرہ تمام روشن و تابان بود۔ در ان وقت حضرت ایشان تحدیثاً بنعمۃ اللہ فرمودند: اے عزیزان تعلقِ فتحِ باب بہ محض فضل پروردگار است، کسے افواج کثیرہ می برود و سعیمہا می کند و ناکام می گردد و دیگرے بانصرے چند می رود و قیاب می شود، نہ ہر کہ سر بترشد قلندری داند، این واقعہ را حاجی ملا ایاز کاکڑی بہ عاجز بیان کرده اند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

روزے حضرت ایشان در خانقاہ شریف بہ حلقہ و توجہ مصروف بودند و در ان ایام سید محمد شاہ قشوری کہ بیانش درین فصل خواهد آمد مصروف کسب سلوک بودند۔ عرض کردند: فردا چہ مقام می باشد؟ آن وقت مولانا سید الرحمن، مولوی عبد سبحان، منشی حسین علی، منشی احمد حسین و دیگران حاضر بودند۔ حضرت ایشان چند دقیقہ خاموش ماندند کہ از میرٹھ مولوی شمس الدین و حافظ اشفاق الہی رسیدند۔ مولوی شمس الدین سلام و احترام یک مرد کامل رسانید۔ آن مرد نہ گاہے بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ بود و نہ حضرت ایشان را باوے تعارف ظاہری بود البتہ: ”الذواخ جُنُودٌ مُجْتَدِدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ابْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ ابْتَلَفَ“ را حکمے دیگر است، حضرت ایشان بہ سید محمد شاہ فرمودند: فردا این مقام است، پروردگار حضرت ایشان را مرتب عالیہ عنایت کردہ بود، ارباب بصیرت با حضرت ایشان بہ اخلاص پیش می آمدند۔ کسانے را کہ عاجز دیدہ یا احوال ایشان را شنیدہ ذکر می کند۔ وَاللّٰهُ دَلِيٌّ التَّوْفِيقِ۔

خلیفہ محدث دارالہجرۃ حضرت شاہ عبد الغنی و شیخ الدلائل حرم کی
مولانا عبد الحق الہ آبادی و مؤلف الاکلیل علی مدارک التنزیل، والذرا المنظم فی حکم مولد النبی

الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم، والکنز الاکبر شرح الفقہ الاصفی و غیر ہا اند۔ با حضرت ایشان اخلاص کامل و محبت زائد داشتند۔ ایشان را در بہرائچ یک خلیفہ بود کہ نامش نور محمد بود۔ وے بیان می کرد کہ پیرو مرشدین می فرمود کہ در ہندوستان حضرت شاہ ابوالخیر اند۔ در فضائل و کمالات ایشان را نظیرے نیست۔ مولوی صاحب سالہا سال خدمت کتابہائے حضرت ایشان کردہ اند جزاۃ اللہ خیراً و رحمۃً و رضی عنہ۔

خلیفہ ملا محمود جالندھری بود و ملا محمود خلیفہ ملا محمد شریف و
سائین توکل شاہ اتبالی ایشان خلیفہ حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ اسرارہم۔ در

سرہند شریف و در انبالہ ملاقات حضرت ایشان با جناب سائین شدہ بود۔ سائین از اصحاب نسبت و جذب و اہل کمال بود۔ اگرچہ از علم ظاہر نصیب نہ داشت اما از علم باطن سینہ اش معمور و مملو بود۔ بہر ان افراد از ایشان استفادہ ہا کردند و صد ہا افراد اجازت و خلافت یافتند۔ حضرت ایشان چون سینہ سائین را معمور یافتند۔ خوش شدہ فرمودند: ”سائین این دولت از کجا یافتید؟“ سائین دست بستہ با گریہ و نالہ

عرض کرد حضور، ابن ہمدان از خانہ شما است۔ قدرے ازا حال جناب سائین در فصل اول صفحہ یک صد و چہل و ہشت گزشتہ رَحِمَةُ اللّٰهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

خلیفہ بابا فقیر محمد چورہی خلیفہ خواجہ نور محمد تیراہی خلیفہ بابا فیض اللہ تیراہی
خلیفہ خواجہ محمد عیسیٰ گندہ پوری خلیفہ حافظ سید جمال اللہ رامپوری خلیفہ

سید قطب الدین محمد شرف حیدر حسین خلیفہ حضرت خواجہ محمد زبیر خلیفہ جد امجد خود حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند خلیفہ پدربزرگوار خود حضرت خواجہ محمد معصوم اندقدس اللہ اسرار ہم قیام ایشان در علی پور سیدان، علاقہ سیالکوٹ بود۔ یک صد و دو سال عمر یافته بہ شب جمعہ بست و مفتتم ذی القعدہ ۱۳۴۰ھ رحلت نمودہ اند۔ ملاقات ایشان در خانقاہ شریف دہلی و باز در کوٹہ بلوچستان با حضرت ایشان شدہ، در کوٹہ فرزند کلان خود را کہ سید محمد حسن نام داشت تبرکاً از حضرت ایشان بیعت کنانید۔ سید محمد حسن در مدرسہ دیوبند تحصیل علم کردہ بود۔ پیر صاحب دے را از مدرسہ بہ اجیر شریف فرستادہ بودند۔ چرا کہ ایشان در بعض مسائل مخالف دیوبندیہا بودند و فرات از این گروہ را بہ شدت تمام رومی کردند۔ چوں کہ در مشاجرات و مناظرات از وجہ تعصب انسان در اکثر اوقات در لغزش می افتد ازین جهت در دہلی حضرت ایشان بہ پیر صاحب فرمودند: جماعت علی شاہ بشنوید۔ اللہ تعالیٰ را در مرتبہ دے و نبی صلی اللہ علیہ وسلم را در مرتبہ دے بدارید۔ این امر واقع نہ شود کہ نبی را از مرتبہ دے بلند کردہ بہ مرتبہ الوہیت برسانید و این تمام مختہا کہ شما کردہ اید بر باد نہ شود یعنی

خدا را در الوہیت احد خوان
نبی را در عبودیت یکے دان

سلسلہ ایشان بفضل اللہ و احسانہ جاری است۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُ

احوال میان شیر محمد بر صفحہ ۱۸۸ گزشتہ است

احوال رؤف احمد شاہ نیز بر صفحہ ۱۸۸ گزشتہ است

احوال پیر عبد الخالق بر صفحہ ۲۰۱ و یا یلیہا گزشتہ است

مفتی محمود مدراسی | فرزند علامہ قاضی بدرالدولہ مدراسی۔ بہ مدینہ منورہ رفت و از حضرت شاہ محمد منظر مجددی سلسلہ شریفہ گرفت و کسب سلوک کرد و خلافت یافت۔

حضرت شاہ محمد منظر بہ عربی رسالہ "الدر المنظم" فی القیام تجاہ القبر المکرم نوشتہ اند مولانا محمود شمس بہ عربی نوشتہ اند کہ نامش۔ السلک المنظم۔ است و در احسن المطابع مدراس در ۱۳۲۲ھ طبع شدہ مفتی محمود چند بار بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شدہ اند۔ لوبتے استادی مولانا محمد عمر نیز حاضر بود۔ چون حضرت

ایشان از حلقہ و توجہ فارغ شدند و رو بہ مفتی محمود کردہ فرمودند۔ مفتی محمود راست گو کہ در توجہات حضرت عم گرامی و توجہات مافرق محسوس کردید۔ مفتی محمود بہ وجد در آمدہ عرض کردند: "بہ خدا من ہیج امتیاز در توجہات شما و توجہات حضرت عم شما نہ می کنم" حضرت ایشان مسرور شدند و شکر حق بہ جا آوردند۔
رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

وطنش مراد آباد است و قیام در حصار کردہ۔ عاجز در مقامات خیر و برادر
پیر جی منظر علی خان

خلیفہ سائین توکل شاہ انبالوی نوشتہ حالانکہ وے خلیفہ پیر سائین توکل شاہ، جناب حاجی محمود جالندھری است۔ وے از پیر خود و نیز از سائین توکل شاہ مجاہد حضرت سیدی الوالد شنیدہ بود لہذا اشتیاق ملاقات داشت، وے بہ حاجی فیض اللہ سرسوی گفت کہ از مخلصین با کمال بودہ و کار تعمیر خانقاہ شریف بہ وے تعلق داشت حاجی فیض اللہ برایش اجازت طلب کرد و وے بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد و بروے این حقیقت ظاہر شد: "شنیدہ کے بودا مند ویدہ" ہرچہ شنیدہ بود از ان بیش از بیش یافت۔ و از حضرت ایشان طلبگار اجازت سلسلہ مبارکہ شد چونکہ احوال وے بسیار خوب بود حضرت ایشان بہ خوشی و بر اجازت ارشاد دادند۔ روز منظر علی خان بہ نشی احمد حسین دہلوی گفتند: "گدائی در جناب حضرت صاحب از شاہی جائے دیگر نہ رہا بہتر است۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔"

وے نسبتاً صدیقی است و از خلفاے حاجی محمود جالندھری است۔
حافظ انوری زہکی

وفات حاجی صاحب بہ ہشتم ربیع الاول ۱۳۰۶ شہ۔ بعد از وفات پیر و مرشد بہ خدمت حضرت ایشان اکثر می آمدند۔ مرد نیک و پاک دل بودند۔ در ساختن ساعات شمسی جہارت کاملہ داشتند در مسجد جامع و در فتحپوری و دیگر مساجد بر سنگ مرمر ساعات شمسی ساختہ نصب کردہ بودند کہ از دست بُر و زمانہ محفوظ نہ ماندند۔ در خانقاہ شریف ہم دو ساعت در ۱۳۲۰ شہ (۱۹۰۳ ع) نصب کردہ بودند یکے در صحن مسجد شریف و دیگرے بر بام مسجد شریف کہ بفضل اللہ و احسانہ تا زبان تحریر این کتاب ہر دو محفوظ اند۔ برائے معرفت سایہ اصلی و وقت زوال و وقت عصر سہولت زپا و پیدا کردہ اند۔ جناہ اللہ بخیرا۔ چون عمر ایشان بہ ہفتاد و نہ رسید بہ روز پنجشنبہ ہشتم شوال ۱۳۲۸ شہ (۲۴ جون ۱۹۱۰ ع) در وطن خود رحلت نمود و ہم در آن جا مدفون گشت۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

از افراد خصوصی سائین توکل شاہ بودند و با حضرت ایشان نیاز نام داشتند
مولوی جعفر شاہ

و از روزے کہ درج ذیل خواب دیدہ بودند در اعتقاد و محبت ایشان مزید

اضافہ شدہ بود۔ می گفتند "من در چراغِ دہلی" بہ درگاہِ حضرت نصیر الدین محمود قدس سرہ شے مانندم و در خواب دیدم کہ سردارِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم بر تختِ رونقِ افروز ہستند و حوالیِ تختِ کرسیہا نہادہ اند کہ بر آن ہا علما و مشائخِ نشستہ اند۔ می بینم کہ بر یک کرسی حضرت شاہ ابوالخیر نشستہ اند "رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

شاہ سلیمان کنگن پوری | خلیفہ سائین توکل شاہ اند۔ حکیم مکرم الدین معالج چشم مرید ایشان بود کہ نزد "حوضِ قاضی" دہلی جائے داشت۔ و حکیم صاحب با حضرت ایشان نہایت محبت و اخلاص داشت۔ از اولادِ حکیم صاحب کسے را عقد نکاح بود حکیم صاحب حضرت ایشان را بہ نیازمندی و عاجزی دعوتِ اشتراک داد۔ حضرت ایشان فرمودند "اگر برائے نشستن مایک جائے خالی مہتیا کنید کہ آن جا کسے نہ باشد مایک آئیم" حکیم صاحب بر بالاخانہ اختتام جائے کردند و حضرت ایشان تشریف بردند۔ ماہر سہ برادر و یک مخلص افغانی ہمراہ حضرت ایشان بودیم۔ آن جا حکیم صاحب در خدمت حضرت ایشان رسیدہ عرض کرد کہ شاہ سلیمان خواہش دستبوسی دارد۔ حضرت ایشان برایش اجازت دادند۔ شاہ سلیمان دستبوسی کردہ بہ ادب تمام دوزانو نشست و بعد از لحظہ عرض کرد "حضور انور مرا در طریقہ سہروردیہ بیعت کنید" حضرت ایشان استدعاے ایشان را قبول کردہ فرمودند۔ بیابید۔ چنانچہ ایشان قریب تر رسیدند۔ حضرت ایشان دستہاے ایشان را در دستہائے خود گرفتہ کلمہ توحید و کلمہ شہادت خواندند۔ ایشان نیز خواندند باز فرمودند۔ ما شمارا در سلسلہ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ بیعت کردیم و اجازت می دہیم کہ شما درین سلسلہ عالیہ کسے را بیعت کنید و اجازت دہید۔ باز ہر دو حضرات در مراقبہ نشستند و شاہ سلیمان فی ما بعد غالباً پنج روپیہ ہدیہ پیش کرد و دست بوسیدہ مرخص شد۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

مولانا مشتاق احمد انبٹھوی | ایشان خلیفہ حافظ صابر علی رامپوری خلیفہ سرست بادۂ وحدت حافظ لطافت علی دیوبندی و طنائو شیخ پورہ مسکناً و دفنًا اند و مشرب ایشان قادری و چشتی بود۔ از پیر پیر خود نیز فوائد حاصل کردہ اند۔ اگرچہ وطن ایشان انبٹھہ بود لیکن در آواخر در کنجپورہ علاقہ کرنال اقامت اختیار کردند و ہشتاد و ہشت سال عمر یافتہ بہ دو شنبہ بیست و ہفت محرم ۱۳۶۲ھ رحلت نمودند۔ عجب مرد پاک دل پاک روش بودند۔ ساہ سال در عریک اسکول "نزد دروازہ اجمیری مدرس بودند۔ دوران ایام بہ مواظبت

بہ خدمت حضرت ایشان می رسیدند و فائدا حاصل می کردند۔ در سال ۱۳۵۶ھ ملاقات با ایشان در سمرقند شد۔ ایشان با خلیفہ خود حافظ عبدالغنی پیش امام مسجد کشمیر پان شملہ برائے ملاقات آمدہ بودند۔ بیشتر از یک ساعت نشستند جنرال قونصل افغانستان صلاح الدین خاں سلجوقی نیز آن وقت موجود بودند جناب مولانا بہ ذوق و شوق و اشک ریزان ذکر حضرت ایشان می کردند خلیفہ ایشان حافظ عبدالغنی دریافت کرد کہ جناب شما ذکر کدام بزرگ می کنید۔ ایشان گفتند من ذکر حضرت مولانا شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ می کنم کہ سالہا سال از ایشان استفادہ کردہ ام۔ صلاح الدین خاں سلجوقی کلام مولانا مشتاق احمد را بسیار بہ فکر می شنود۔ سلجوقی از زبدهٔ علماء و اہل فضل و کمال بود۔ سالہا بہ وظائف دینی مشغول بودہ باز بہ میدان سیاست درآمد۔ زبان انجلیزی بیاموخت۔ حافظہ قوی داشت از قصائد عربی و فارسی شی کثیر از برداشت۔ با عاجز اکثر بہ عربی کلام می کرد۔ اگرچہ وے حضرت سیدی الوالدانہ دیدہ بود اما احوال ایشان شنودہ بود و از دل و جان معتقد حضرت ایشان بود۔ چون مولانا مشتاق احمد بیان حضرت ایشان کرد۔ سلجوقی را مزید محبت و عقیدت پیدا شد۔ جناب مولانا اختتام کلام خود بر این قول کردند۔ "من سالہا بہ خدمت حضرت ایشان رفتم۔ کمالے و کشفے کہ حق تعالی بہ حضرت ایشان عنایت کردہ بود نظیر آن در جائے یافت نہ می شود۔ و از وجہ اخلاص پروردگار ایشان را این دولت عطا کردہ بود" رحمہ اللہ و رحمہ صلاح الدین و رضی عنہما۔

مولوی رکن الدین الوری | خلیفہ مولانا مفتی مسعود احمد صدیقی پیش امام مسجد فتحپوری مفتی صاحب خلیفہ سید امام علی شاہ اندکہ در رتھر چھتر پنجاب قامت داشتند در بیان میان شیر محمد شرچپوری بیان سلسلہ شریفہ گزشتہ۔ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ وقتے کہ عارضی قیام در خانقاہ شریف داشتند و ہنوز بہ حجاز مقدس مراجعت نہ فرمودہ بودند با مفتی صاحب ملاقات ہا کردہ بودند و چون از حجاز مراجعت فرمودند برائے ملاقات مفتی صاحب در سہ بار رفتند حضرت ایشان از احوال باطن ایشان خوش بودند۔ در ان ایام مولوی رکن الدین را ہم دیدہ بودند وفات مفتی صاحب در سال ہزار و سہ صد و نہ شدہ۔ بعد از وفات پیرو مرشد خود مولوی رکن الدین سالہا بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ اند و فوائدا حاصل کردہ اند فرزند ایشان مفتی محمود کہ درین ایام در حیدرآباد سندھ مقیم اند بہ عاجز بیان می کردند کہ والد بزرگوارم بہ من گفت۔ "روزے بہ خدمت حضرت شاہ ابوالخیر می رفتم۔ نزد مسجد جامع سید احمد (شمس العلماء) پیش امام مسجد جامع ملاقی شد (اندرا) ایام جناب سید احمد از حضرت ایشان انحراف داشت) و نسبت بہ حضرت ایشان اعتراضات کرد۔

من از آنجا بہ خانقاہ شریف رفقہ و بعد الاستیذان چون نزد حضرت ایشان رسیدم و جاے گرفتہ دیدم کہ کتابے در دست مبارک ایشان است و ایشان ازان کتاب چیزے می خوانند و شخصے آن را می نویسند۔ و بہ ہمین حال دیدم کہ حضرت ایشان ہمچنان کتاب را پیش روے خود داشته بہ زبان اردو فرمودند: این امام جامع مسجد اعراض می کند و بلا وجہ غیبت می کند؛ و باز مصروف بہ خواندن کتاب شدند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مفتی محمد منظر اللہ فرزند مولوی محمد سعید، فرزند مفتی مسعود احمد نقشبندی ہستند روزے بہ عجز گفتند کہ قبلہ گاہ من بہ حیاتِ جدم رحلت نمودند۔ من خورد سال بودم کہ جد من مرا برائے اہانت تجویز کردند و فرمودند کہ تا من بہ سن بلوغ و رشد نہ رسم اعمام من نیابتہ امامت کنند چنانچہ بعد بلوغ و رشد امامت بہ ایشان متعلق شد۔ ایشان از پیر زادہ جد خود سید صادق علی بیعت شدند و خلافت از مولانا کرن الدین آلوری یافتند۔ اما کسب سلوک از حضرت ایشان کردہ اند۔ سالہا بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ اند۔ روزے بہ عجز گفتند کہ بعد از سالہا روزے تبسم فرمودہ حضرت ایشان بہ من خطاب کردند۔ مولوی منظر ہر چہ کہی من پیر تو گشتہ ام۔ مفتی صاحب می گفتند در آن روز ہا اگر چہ من تصور پیر خود می کردم لیکن آن تصور از خود زائل گشتہ تصور حضرت ایشان قائم می شد۔ مفتی صاحب این بیان کردہ از فرط محبت اشک ریز شدند۔ و روزے بہ عجز گفتند کہ جناب حضرت ایشان را در گرفت و ساوس بے حد کمال بود۔ روزے من حاضر شدم در بان اطلاع کرد حضرت ایشان نسبت بہ شخص دیگری فرمودند کہ ”در خانہ خود چنین می کند چنان می کند و حالاً نزد من آمدہ است“ من چون این کلام شنیدم بہ دل خود گفتم کہ حضرت ایشان عیوب و ایراظاہر فرمودند و اندیشہ کردم کہ این وقت بہ خانہ بازگردم۔ بہ مجرد این کہ خیال بازگشت بہ دلم رسید حضرت ایشان مرا طلبیدند۔ چون جائے خود گرفتہ۔ ازالہ خیال اول بہ این الفاظ کردند ”مولوی منظر، تمام مردم بہ یک رنگ نیستند۔ با کسے نرمی کردہ می شود و با کسے درشتی۔ ما چہ کنیم کہ این نا اہل سزاوار ہمین بودہ“ از ارشاد ایشان و سوسہ از دل من رفت و مفتی صاحب روزے این واقعہ ہم بہ عجز بیان کردند کہ یک شخص بسیار متمنی بود کہ از حضرت ایشان بیعت شود۔ اما ہیبت ایشان غالب بود و نہ می توانست کہ در خدمت حضرت ایشان برسد۔ چند بار بہ من گفت کہ مرا ہمراہ خود بہرید کہ بیعت شوم۔ چنانچہ روزے ویرا ہمراہ خود گرفتہ حاضر شدم۔ و عرض کردم کہ این شخص خواہش دارد کہ بیعت شود، حضرت ایشان فرمودند ”مولوی منظر، برائے خدا بسیار کم افرادی آیند۔ اکثر افراد ہر رائے امور دنیاویہ می آیند کہ تعویذ بگیرند یا برایشان دم کردہ شود یا برائے

مشکلاتِ دنیویہ دعا کردہ شود۔ مولوی منظر این شخص را شما ہمراہ خود بہرید و ویرا بیعت کنید، مفتی صاحب گفتند۔ چون با آن شخص روان شدم بہ وے گفتم، یقین دارم کہ تو این گونہ خیالات را در دل خود جائے وادہ باشی، وے بگریست وگفت، راست گفتید، من در دل خود آن گونہ خیالات آورده بودم۔ مفتی صاحب بار بار بہ این عاجز گفتم کہ پروردگار حضرت ایشان را بہ نوعی از کمالات عالیہ سرفراز فرمودہ بود کہ در مشائخ سابقین کمتر افراد بہ آن کمالات متصف باشند۔ مفتی صاحب این قول گفتمہ آبدیدہ می شدند و دعا ہا در حق حضرت ایشان می کردند۔ افسوس صد افسوس کہ جناب مفتی صاحب بہ روز دوشنبہ چہارم شعبان ۱۳۸۶ھ (۲۸ نومبر ۱۹۶۶ء) رحلت سرفرازین جہان بر بستند۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

سید ظہور الحسن از نگینہ ضلع بجنورہ و محترم و پاک دل بود و در طریقہ شریفہ صاحب الاجازہ والاشارہ بود۔ در سر ہند شریف حضرت ایشان را دیدہ بود و از دل و جان معترف کمال ایشان بود۔ پیارے لعل و پسرانش ہزاری لعل و را چندر کہ بردست مبارک حضرت ایشان مشرف بہ اسلام شدہ بودند۔ از دوستان ظہور الحسن و پسرش نور الحسن بودند۔ ظہور الحسن بار بار بہ ایشان می گفت کہ مثل حضرت ایشان در مشائخ موجود نیست بعد از وفات حضرت ایشان وفات یافتہ، پسرش را قیام در علی گڑھ بود۔ رحمہما اللہ ورضی عنہما۔

حافظ سید محمد شاہ قصوری دے پسر دختر مولانا عبدالرسول قصوری است کہ فرزند و خلیفہ و جانشین جناب غلام محی الدین قصوری بودند و ایشان از اجل خلفائے حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ اسرار ہم بودہ اند۔ چون عبدالرسول وفات یافت محمد شاہ ۱۰ سالہ یا ۱۲ سالہ بود۔ از معارف یکسر تہی دامن بود۔ چون کہ از اولیائے حق یک ولی کامل ویرا ستجادہ نشین خود ساختہ بود۔ حق تعالی اسباب سعادت برایش مہیا ساخت سید محمد شاہ چون جوان شد داعیہ خدا طلبی در باطنش پیدا شد و بہ خدمت خیر جہان رسید و بہ کسب سلوک مشغول گشت۔ دے ہر سال ہر رائے چہل روز می آمد و فیوضات و برکات حاصل می کرد۔ برادر خورد و دے سید احمد شاہ از حضرت ایشان بیعت بود۔ وے ہر رائے پسر کلان خود سید رؤف احمد شاہ خواہر کلان را طلب کردہ بود۔ کہ ماسیاتی البیان فی الخاتمۃ۔ رحمہم اللہ ورضی عنہم۔

پیر جمی سید ممتاز علی ساکن فیروز آباد و خلیفہ مولوی سرفراز علی ساکن سکندر پور علاقہ مین پوری را داعیہ خدا طلبی از سر صدق و اخلاص بود۔ سالہا سال مجاہدات شاقہ و ریاضات کثیرہ کردہ بود۔ پیر و دے خلیفہ سائین توکل شاہ انبالوی بود۔ ملاقات ممتاز علی شاہ با حاجی

فیض اللہ سرسوی شد کہ از مخلصانِ پاک نہاد حضرت ایشان بود و در آن ایام کار تعمیر خانقاہ شریف متعلق ہوئے۔ بہ سال بست و ششم یا ہفتم از قرن چہار دہم ممتاز علی شاہ در مقامے از مقاماتِ ملوک بندماند۔ بہ مشورہ حاجی فیض اللہ وے مکتوبے بہ خدمت حضرت ایشان بہ کونٹہ ارسال کرد و حضرت ایشان بہ جواب نوشتند کہ عبور از این مقام تعلق بہ صحبت دارد۔ اگر مصارف آمد و رفت داری حاضر شو۔ چنان چہ وے بہ کونٹہ رفت و آن جا مولانا سید عبد الجلیل را یافت یک ہفتہ قیام کرد و بفضل اللہ و احسانہ از ان مقام عبور حاصل کرد و از کونٹہ مسرور القلب مراجعت کرد و در دل خود محبت مولانا سید عبد الجلیل را با خود آورد۔ سید ممتاز علی شاہ با عاجز ارتباط زیاد داشت یک بار عاجز را بہ فیروز آباد ہم برود۔ عجب پاک دل و صادق الحجۃ بود۔ اگر وے مدتے در خدمت حضرت ایشان ماندے از عجائب و زکار گشتے۔ چون کہ از حضرت ایشان بیماری ترسید از حضوری قاصر ماند۔ حاجی فیض اللہ و مولانا عبد الجلیل راتاً آخر وقت یاد می کرد۔ بہ روز شنبہ ۱۳ شعبان ۱۳۷۵ھ ۲۴ مارچ ۱۹۵۹ھ رحلت نمود و در فیروز آباد در خانہ خود جائے را کہ برائے خود تجویز کرده بود بہ بار امید۔ رحمہ اللہ در ضی عنہ۔

سید ابوالخیرات | فرزند سید عبد الحلیم است کہ خلیفہ محمد رضا بنارسی بود و وے خلیفہ جد امجد حضرت شاہ احمد سعید بود۔ در حدود ہزار و سہ صد و بست و پنج یا شش بہ خانقاہ شریف دہلی آمد۔ حضرت ایشان نماز عصر خواندہ از والان مسجد شریف برآمدند و نظر کیمیاء اثر برے فتاد بہ مخلص افغانی فرمودند۔ برو آن جوان را بیمار کہ بوے انس از وے می آید۔ وے ابوالخیرات را پیش کرد و حضرت ایشان از احوالش دریافت نمودند، چنانچہ کیفیت خود بیان کرد و باز عرض کرد مرا بیعت کنید۔ حضرت ایشان فرمودند نصیبہ تو نزد پدر بزرگوارت است۔ برو از ایشان بیعت شو و سلوک مجدد بہ راطے کن و فیما بعد برائے چند وقت این جا بیا، چنان چہ سید ابوالخیرات بہ خانہ رفت و از حضرت والد خود بیعت شدہ کسب سلوک کرد و خلافت یافت۔ بہ بست و ہفتم صفر سال سیزدہ صد و سی والد بزرگوارش رحلت نمود و بعد از چند ماہ وے بہ خدمت خیر جهان رسید، چند وقت در حلقہ نشست و آن چہ مقسوس بود حاصل کرد و با اجازت ارشاد بہ وطن خود مراجعت کرد۔ **فہینثالہ تہ** **ہینثالہ** وفات ابوالخیرات بہ نوزدہم ذی الحجہ سال سیزدہ صد و بیجاہ و سہ در مقام سیوان ضلع سارن شد۔ وے بہ مخلصین خود این واقعہ را بیان می کرد و خلیفہ وے غلام محمد ساکن کمال پور ڈاک خانہ نرائن پور ضلع مرزا پور سہ سال قبل نزل و عاجز آمد و این تفصیل بیان کرد۔ رحمہ اللہ در ضی عنہ۔

شاہ محمد شعیب | فرزند حکیم راحت علی ساکن قلندر پور۔ علاقا عظیم گڑھ بیان کرد کہ آغاز شباب

من بود۔ دورانِ ایام من ریش خود را می تراشیدم۔ من برای تحصیل علم به دہلی رتم۔ دور آبادی حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ ملاقات من با شاہ عبدالصمد شد، چون کہ من تمنائے داشتتم کہ یک بار زیارت حضرت ایشان بکنم لہذا بہ شاہ عبدالصمد گفتم کہ مرا بہ خدمت حضرت ایشان برسانید، ایشان گفتند طاقت این کار نہ داریم۔ حضرت ایشان یک بزرگ شمشیر برہنہ ہستند چون این جواب شنیدم بہ دل خود گفتم کہ من لامحالہ بہ درگاہ حضرت ایشان خود را می رسانم و ہر چہ پیشم آید نقصمانے نہ دارم۔ اگر بہ حضوری مشرف شدم بہ مقصود رسیدم و اگر مراراً ندرند سزاوارتم، بعد ازین بہ کمالِ محبت و اخلاص حاضر شدم و بہ دربان گفتم کہ حضرت ایشان را اطلاع بدہد۔ آن وقت چند طالبانِ علم نیز حاضر شدند۔ دربان از آمد طالبان و از آمد من اطلاع رسانید حضرت ایشان بہ طالبان جواب ارسال کردند: ”فقیر کے فرصت دعا ہا دارو کہ نمایان در امتحانات کامیاب شوید۔ دیگر مشائخ موجود اند نزد ایشان بروید“ و مرا طلب فرمودند۔ من بہ ادب تمام حاضر شدم و سلام عرض کردم۔ دیدم کہ حضرت ایشان یک گونہ در احوال استغراق اند۔ بر چہرہ انوار پر تو انوار و تجلیات ظاہر و باہر بود، آن گونہ انوار و تجلیات من بر چہرہ کسے نہ دیدہ ام، محسوس می کردم کہ عکس آفتاب در آئینہ رخسار ظاہر است۔ حضرت ایشان سلام را جواب دادند و من نشستم، بآب بہ من اشارہ کرد تا بخیزم، لیکن من حرکت نہ کردم۔ بعد از چند دقیقہ حضرت ایشان فرمودند: ”جان بجانا نہ بدہ ورنہ بتاندا جل“ اے عزیز زحمت ہستی۔ ”و من از انجا برخاستم۔ ارشاد حضرت ایشان را اثر ظاہر شد کہ من وابستہ بہ سلسلہ قادریہ شدم۔ انتہی“ شاہ محمد شعیب ابن بیان را در سال ۱۳۸۹ھ در گھوسی نویسانیدہ و بعد از یک سال در ۱۳۸۹ھ رحلت کردہ و بہ پہلوے پیر و مرشد خود شاہ فتح قلندر در موضع قلندر پور مدفون شد۔ ایشان خلیفہ پیر خود بودند و با استادی جناب مولانا محمد عمر گھوسی از نباط زیاد داشتند۔ حضرت استاد می فرمودند کہ شاہ محمد شعیب مرد پاک باطن و مبارک احوال بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

وطن ایشان امرؤہہ است از توابع مراد آباد۔ از شاہ بہار الدین

حکیم فرید احمد عباسی | امردہوی خلیفہ شاہ عبدالرحمن شاہ جہانپوری خلیفہ قطب ارشاد زمانہ

حضرت شاہ غلام علی عبداللہ دہلوی قدس اللہ اسرارہم بیعت بودند۔ مرد پاک باطن و صاحب نسبت بودند۔ در طب یونانی استعداد خوب داشتند۔ حکیم محمد اجل خان ایشان را در جامعہ طبیبہ استاد مقرر کردہ بودند۔ در سال ۱۳۳۸ یا ۱۳۳۸ ملاقات ایشان با حضرت سیدی الوالد نزد چلی قبر شد۔ حضرت ایشان در عرب سوار بودند و برائے تفریح تشریف می بردند۔ حکیم صاحب حضرت ایشان را دیدہ بہ سرعت نزد عرب رسید و سلام عرض کردہ دست مبارک را بوسہ داد۔ آن بوسہ چہ بوسہ بود کہ مہر غلامی بر قلب حکیم صاحب ثبت کرد۔ بہ اخلاص

تمام عرض کردند اگر اجازت باشد بعد العشاء حاضر خدمت اقدس شوم۔ حضرت ایشان اجازت دادند، و حکیم صاحب ازان روز تار و زوفات حضرت ایشان بالالتزام بہ خدمت اقدس می رسید۔ چون کہ صاحب استعداد بود ترقیات بے اندازہ حاصل کرد عاجز خبر نہ دارد کہ حضرت ایشان حکیم صاحب را اجازت ارشاد دادند یانے البتہ اس قدر می دانند کہ از بسیاری پیران و خلفا بہ مراتب بلند تر بود۔ وے احوال سیر سلوک را از حضرت ایشان دریافت کرده بود، شاگردانش بہ عاجز بیان کرده اند کہ بہ دوران درس اگر ذکر حضرت ایشان می آمد بہ حکیم صاحب کیفیتے طاری می شد و بیان حضرت ایشان را بہ اخلاص تمام می کردند و اشکہائے محبت می ریختند۔ بعد از تقسیم ہند بہ لاہور رفتند۔ پس از بہشت سال عاجز بہ لاہور رفت۔ آنجا بہ روز دو شنبہ دہم شعبان ۱۳۴۳ھ (۳۱ اپریل ۱۹۵۵ء) با فرزند کلان ایشان برادر طریقت علی احمد ملاقات شد و از وے معلوم شد کہ حکیم صاحب در "موڈل ٹاؤن" خانہ نشین اند۔ عاجز با وے بہ ملاقات حکیم صاحب بہ موڈل ٹاؤن رسید۔ از وجہ کلان سالی و تقلبات روزگار ضعف و نقاہت بر جسم ایشان ظاہر بود مع ذلک در محبت و اخلاص حضرت سیدی الوالد عاجز ایشان را مصداق این شعر یافت۔

ہر چند پیر و خستہ دل و ناتواں شدم
 ہر گز کہ یاد روے تو کردم جوان شدم
 بعد ازان روز عاجز ایشان را نہ دیدہ۔ پروردگار بادوستان پاک طینت زیر سایہ پیر و مرشد برحق عاجز
 راجع کند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مولوی امداد اللہ خان | فرزند کلان حافظ عنایت اللہ خان رامپوری کہ خلیفہ حضرت مولوی ارشاد حسین مجددی رامپوری اند۔ مولوی امداد اللہ از دیاست رامپور بہ ہند شریف رفت و ازان جا برائے ملاقات حضرت ایشان بہ دہلی آمد۔ ہمراہ وے باقر رضا خاں بود کہ فی ما بعد سکونت کراچی اختیار کرد۔ چہار سال قبل بہ حیات بود وے این واقعہ بیان کرد کہ مولوی امداد اللہ خان بہ خانقاہ شریف دہلی رسیدہ در عمارت دروازہ نشست در بان را برائے اطلاع کردن نہ گفت۔ مدتے نہ گزشت کہ حضرت ایشان از حرم سرادریافت فرمودند کہ از رامپور کدام شخص آمدہ۔ آن وقت مولوی امداد اللہ نام خود را بہ بواب نشان دادند و وے اطلاع رسانید۔ حضرت ایشان مولوی صاحب را نزد خود طلب فرمودند و فیما بعد مرانہ خواستند۔ این کرامت حضرت ایشان بود کہ از خود بہ آمد مولوی امداد اللہ آگاہ شدند۔ رحمہما اللہ و رضی عنہما۔

ذکر محمد حسن خان رامپوری چشتی بر صفحہ ۷۸ اگزشتہ است۔

دیوان محمد حسن خاں کرتپوری نقشبندی از کتاب وے "حالات مشائخ نقشبندیہ" بر
صفحہ ۲۰۷ گزشتہ۔

در سلسلہ نقشبندیہ پیر طریقت بود۔ در سال آخر مع فرزند خود ابواللیث
پیر ابوالخیر غازی پوری بعد العشاء الآخرہ برائے زیارت حاضر شد۔ روز دوم برائے عبادت
حضرت والدہ ماجدہ بہ مستشفی رسید و آن جا در خدمت حضرت ایشان بہ اندازہ دو ساعت نشست چون
قصدمراجعت کرد حضرت ایشان فرمودند۔ بعد العشاء بہ خانقاہ شریف برسید و ہمراہ ماغذاتناول کنید۔
چنانچہ وے باپسر خود بروقت رسید۔ چون وقت شستن دست رسید وے آفتابہ دلگن در دست
خود گرفت و دست مبارک حضرت ایشان شست و گفت: پروردگار بر من چه کرم فرمودہ کہ
این خدمت از من گرفت؟ پیر ابوالخیر بہ دوران اکل طعام گفت۔ می شب ہجوم فیوض برکات
بود و امشب احساس کمی می شود۔ حضرت ایشان فرمودند۔ فضل پروردگار است کہ در فیوضات
و برکات کمی نیست البتہ از وجہ نان خوردن در ادراک فیوضات کمی واقع شدہ است۔ بر سر مبارک
حضرت ایشان و مثال نعل المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آویزان بود۔ پیر ابوالخیر غازی پوری استفسار آن
کرد۔ حضرت ایشان فرمودند۔ سن این مثال مبارک را بر سر خود آویزان کردہ ام تا کہ در حضور مبارک
سردار کائنات علیہ افضل الصلوات و ازکی التحیات اظہار غلامی من بودہ باشد و باز حضرت ایشان
از حضرت جامی قدس سرہ این شعر خواندند۔

ادیم طائفی نعلین پاکن شرک از رشتہ جانہاے ماکن

پیر ابوالخیر در خدمت حضرت ایشان عرض کرد کہ حضور اقدس لطائف مرا معائنہ فرمائید چنانچہ
ہر دو حضرات چشمہا بند کردہ بنشستند۔ و بعد از مدتے حضرت ایشان فرمودند فضل پروردگار است
کہ چیزے از انوار یا نتم۔ پیر ابوالخیر این شعر خواند۔

من نوشدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدمی تا کس نہ گوید بعد ازین من دیگرم تو دیگرمی

پیر ابوالخیر غازی پوری بہ خواندن ثنوی شریف مشہور بود چنانچہ وے چیزے از ثنوی شریف
بہ ذوق و شوق خواند۔ و باز عرض کرد۔ حضرت شما بزرگ و بزرگ زادہ ماہستید۔ اگر بہ من اجازت ارشاد
عنایت کنید عین بندہ پروری باشد۔ حضرت ایشان طلبش را قبول فرمودہ گفتند۔ از ما بہ شما اجازت است۔
وے در شکرانہ دست مبارک حضرت ایشان بوسید و بہ یاد عاجزی آید کہ چیزے بہ طور نذر نیز پیش کرد۔
غالباً بعد از یک ماہ حضرت ایشان رحلت فرمودند و پیر ابوالخیر در فاتحہ کلاں کہ بہ ۲۹ رجب ۱۲۳۱ ہجری بودہ

حاضر شدہ دوسرے روز ماہر ثنوی شریف ہم خواند وقت اول راباومی کرد می گرسیت۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

جناب مولانا از خلفاے حاجی ادا اللہ مہاجرکی بودند و بر

مولانا کرامت اللہ خان دہلوی

مسک پرورش خود بہ وجہ خوب قائم بودند۔ بہ بسیار

محبت میلاد شریف می خواندند و قیام می کردند۔ و با حضرت ایشان محبت فوق العادہ داشتند۔ شبے در

کوچہ قابل عطار دہلی میلاد شریف بود۔ اہل کوچہ حضرت ایشان را دعوت شرکت دادند چنانچہ حضرت

ایشان آن جا رفتند۔ برائے بیان ذکر شریف مولانا را طلب کرده بودند چون حضرت ایشان نشستند اہالی

آن جا بہ مولانا گفتند کہ بیان بفرمائید۔ و برائے ایشان کرسی نہادند۔ جناب مولانا گفت۔ حضرت ایشان

بر زمین باشند و من بر کرسی۔ کلام مولانا بہ سمع مبارک حضرت ایشان رسید۔ فرمودند۔ جناب مولانا این

احترام شمانیت این احترام آن ذکر مبارک است کہ پروردگار آن را بلندی عطا کرده و فرمودہ۔ وَرَفَعْنَا

لَكَ ذِكْرَكَ۔ عَلٰی صَاحِبِ الذِّكْرِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔ وَرَحِمَ اللّٰهُ کَرَامَتِ اللّٰهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

ایشان از ارشد تلامیذ مولانا محمد قاسم نانوتوی اند و از اساتد ایشان

استادی مولانا عبد العلی

مولانا احمد علی سہارنپوری نیز حدیث شریف خواندہ اند۔ در ابتداء

کار بہ دہلی در مدرسہ حسین بخش واقع محلہ ٹیپا محل صدر مدرس بودند۔ با منتظین آن مدرسہ در امرے

اختلاف واقع شد لہذا قصد کردند کہ بارفقائے خود از دہلی بروند۔ این خبر چون بہ نواب فیض احمد خان

نواب ابوالحسن خان، مولوی عبدالاحد مالک مطبع مجتہائی، منشی نئے خان و عبدالستار مشہور بہ نواب

صاحب کازہ پنجاب پہلے دہلی و از مخلصین حضرت سیدی الوالد بود رسید۔ با ہم گفتند کہ جنین مرد پاک

طینت را نہ باید گذاشت کہ از دہلی رود۔ لہذا این جماعت نزو ایشان حاضر شد و گفت بہ مسجد مولوی عبدالرزاق

اشرف برید و آن جا درس دہید۔ چنان چہ آن جناب مع رفقا آن جا رفتہ سلسلہ تدریس شروع کردند۔

شمار مولوی صاحب اگر چہ در علمائے کرام و محدثین عظام می شود اما ایشان از جماعت

سخیار کہ الذین اذا رآوا ذکر اللہ " بودند۔ یہمائے ولایت از جمین ایشان ظاہر بود۔ عاجز صمیمین و این

را از اول تا آخر حرفا حرفا از ایشان خواندہ۔ و مدارک عشق ایشان را کہ بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بود

در یافتہ است در روایں تمیہ و اتباع وے از وہابیہ نجدیہ تقریرات شائقہ می کردند چون بہ حدیث

لَوْلَا قَوْمُكَ حَدِيثُوا عَهْدًا رَسِيدًا فَرَمَوْدُنْدُ آن چہ این گروہ در حجاز مقدس گنبدہا و مقابر را شکستہ

و مسلمانان عالم را رنج رسانیدہ است از روی این حدیث صحیح فعل ایشان ناجائز است۔ و تقریرے

کہ در بیان حدیث لا تشد الرجال کردہ اند طلاوش تا این زمان عاجز را خوش وقت می سازد چون عاجز

از دورہ حدیث فارغ شد فرمودند چیزے دیگر بخوان و باز انتخاب قصیدہ بردہ کردند چنانچہ تا اہل ماہ رمضان عاجز از ایشان قصیدہ مبارکہ می خواند چون عاجز از قصیدہ مبارکہ شعرے رامی خواند جناب ایشان در گریہ مصروف می گشتند و تا حدے می گریستند کہ ایشان را طاقت گفتار نہ می ماند بہر وقت تمام در یک روز دو یا سه شعر خواندہ می شد حضرت سیدی الوالد قدس سرہ پاک باطنی جناب ایشان را دریافتہ بودند لہذا اولاً در مدرسہ حسین بخش نماز جمعہ می خواندند و چون جناب مولانا بہ مدرسہ عبدالرب تشریف آوردند حضرت ایشان نیز آن جامی رفتند بعد از نماز بہ اندازہ یک ساعت ہر دو حضرات با ہم تکلم می فرمودند و اہل دل لطفہا می برداشتند جناب مولوی صاحب تقریباً از پانزدہ سال در مرض فالج مبتلا بودند طاقت حرکت و نشست و برخاست نہ داشتند یک دست را قدرے حرکت می دادند لہذا حضرت ایشان نزد ایشان می رفتند آن وقت جناب ایشان دامن حضرت سیدی الوالد را بر چشمہاے خود می نہادند و می فرمودند مرا بونے محمد صلی اللہ علیہ وسلم می آید۔

دلم گرویدہ بونے حبیب است زہے بونے کہ از کونے حبیب است

روزے جناب ایشان بہ حضرت سیدی الوالد رقعہ ارسال کردند و دوران نوشتہ بودند کہ من در خواب دیدم کہ شما در مدرسہ گشت می کنید و ناگاہ شما بہ صورت مبارکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر می شود جناب مولوی صاحب در جلسہ افتتاح صحیح بخاری یا در جلسہ اختتامش حضرت ایشان را مدعوئی کردند حضرت ایشان بہ شوق می رفتند جناب مولوی صاحب را با استاد خود مولانا محمد قاسم و با حضرت سیدی الوالد تعلق خاطر و ارتباط وافر بود چون ذکر ایشان می کردند بے ساختہ از چشمان ایشان اشک جاری می شد وفات ایشان بہ روز یکشنبہ سیزدہم جمادی الاولی ۱۳۴۷ در مدرسہ عبدالرب واقع شد و بعد الغروب در جوار حضرات محدثین دہلویہ در گورستان مہندیان مدفون شدند قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ۔

از جہات سرحد افغانستان یک دلی کامل برائے سر روز نزد حضرت

آمد یک دلی کامل

ایشان می آمد بیچ سمان ہمراہ ایشان نمی بود۔ یک مجلد از حدیث شریف در نقل ایشان می بود۔ در اتباع سنت نظیر خود نہ داشتند۔ لباس ایشان لگی و ردآ و دستار بود و در پائے نعال شرک دار۔ دائماً بر سر خاک نمازی خواندند۔ گاہے دیدہ نہ شدہ کہ بر جامہ نماز خواندہ باشند۔ عاجز آن وقت و آن جاے را یاد دارد کہ در تفریح گاہ بر سر کوه مخلص افغانی کبیل فرش کرد و حضرت ایشان امام و ماہر سر برادر و مخلص افغانی و آن مرد دلی مقتدی بودیم۔ چون حضرت ایشان برائے نماز استادند۔ مرد ولی از جانب خود کبیل را در قتاہ کرد و بہ حضرت ایشان خطاب کردہ گفت "شما این چہ بدعت اختیار

کرده اید، حضرت سیدی الوالد به سوائے ایشان ملتفت شده تبسم فرمودند. و باز شروع به نماز کردند. هر دو حضرات پاک مشرب و پاک مسلک و پاک دل بودند و از دل و جان عاشقانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بودند مقصد هر یک رضای پروردگار بود. هر یک می گفت:

مقصود من خسته ز کونین تویی از بهر تو میرم و برای تو زیم
 لهذا قصه ناراضگی را گنجائشی نه بود. بلکه کلّیّ عمل علی شاکلتیه قریبکم اعلمه من هو اهدی
 سبباً. را کیفیت بود. عاجز تقریرات و تحریرات مدعیان علم شنیده و دیده که بیان بدعات می کنند ترغیب
 می دهند که از بدعت اجتناب کرده شود. تمام زور گفتار و قوت قلم برین صرف می کنند که محفل مبارک میلاد
 شریف منعقد نه کنید و قیام نه کنید عرس بزرگان دین نه کنید غیر ازین سه امر هر چه کرده شود حرجی نه دارد.
 اتباع سنت آن بود که آن ولی پروردگاری کرد. چه در اکل و شرب چه در لباس و مسکن. برای نماز سجاد و افش
 کردن یقیناً بدعت است. امتیاز علماء به دستار کلان و سیر بن طویل و جبّه فرسخ یقیناً بدعت است.
 روزی حضرت عمر حضرت جابر رضی اللہ عنہما را دیدند. استفسار نمودند ما هذا یا جابروے عرض کرد: شتیت
 لجمافا شتریتہ. حضرت گفت: — کما اشتہیت اشتريت. اما تخاف هذه الآیة. اذہبتم
 طیباتکم فی حیاتکم الدنیا. کما ذکرہ ابن العزیزی فی سیرتہ. افسوس صد افسوس کسانے که امامت
 نماز را اجرت گیرند و بعد از نماز صبح ترجمه قرآن مجید به من و کنند. و اگر بر لے و عطر روند مقررہ خود را وصول
 کنند آنها انعقاد محفل مبارک را بدعت گویند. علی اللہ تو کلنا. ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین.
 این واعظان ارشاد حضرت عمر را بفہمند تا اذہبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا برایشان صادق نیاید.
 البتہ امثال این ولی پروردگار را می شاید که از نماز بر بساط خواندن یا از انعقاد محفل میلاد استفسار کند
 چه وے در تمام امور اتباع سنت را ملحوظ می دارد و چنان چه آن ولی روزے نسبت به محفل مبارک
 میلاد شریف به حضرت ایشان گفت که در عهد نبوی و عهد صحابہ انعقاد این گونه محافل شده. حضرت ایشان
 فرمودند این درست است. در آن زمان مبارک به فریضہ جہاد هر یک مشغول بود. درجہ مستحسانات و
 مستحبات بعد از فرائض و واجبات است. و در این زمان عوام در لہو و لعب و فسق و فجور اوقات خود را
 صرف می کنند. مای خواہیم که در قلوب ایشان محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا شود که محبت آن سرور
 صلی اللہ علیہ وسلم اصل ایمان است. برای حصول این مقصد انعقاد این مبارک محفل می کنیم کہ امّ
 دین آن را بدعت حسنہ گفته اند. و نیز فرمودند کہ یوم المیلاد و یوم الارتحال و یوم البعث را منزیتہ است.
 پروردگار نسبت به حضرتیحیی علیہ السلام گفته. و سلام علیہ یوم و لدا و یوم یموت و یوم یموت حیاً

پروردگار قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام را نقل کرده و گفته: وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَ يَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا۔ ولادت سرورِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم برائے عالمیان سراسر رحمت است واللہ تعالیٰ می فرماید قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا۔ لہذا انعقاد محفل مبارک میلاد شریف والہبار سرورِ درآن یوم مسعود مطابق منشاء خداوندی است جل شانہ۔ چون آن ولی پاک نہاد کلام حضرت ایشان شنید خاموش نشست و چیرے نہ گفت۔

شبے آن پاک نہاد در کوچہ چہل امیران "معروف بہ کوچہ چیلان نزد خانہ مولوی بدرالاسلام در مسجد شریف بعد از نماز خفتن در احوال جذب و وجد از شمال بہ جنوب از جنوب بہ شمال می گشت، اتفاقاً مفتی کفایت اللہ آن وقت داخل مسجد شریف شد و سر مست بادۃ الفت را در چنین احوال بے قراری یافت مفتی صاحب تادیر احوالش را دید، و فیما بعد از مولوی بدرالاسلام استفسار کرد کہ آن شخص از کجا بود و حال کجا است مولوی بدرالاسلام گفت کہ این شخص ہر سال بر اے سہ روز بہ خدمت اقدس حضرت صاحب می آید۔ یک کتاب حدیث متاع وے می باشد۔ مایان نہ از نام وے واقف، مستقیم و نہ از وطنش خبر داریم اگر چہ آن ولی پروردگار مراجعت کردہ اما در خانقاہ شریف امثال وے موجود اند۔

سر بر آراز کاشف تحقیق تادیر کوئے خیر کشتگان زندہ بینی انجمن در انجمن

حضرت ایشان بسیار مراعات این ولی پروردگاری کردند کہ اعلیٰ نمونہ۔ دُبْ اَشْعَثْ اَنْبَر۔ بود یک سال چون وے آمد از موہائے مژہ، چشم وے زخمی شدہ بود، حضرت ایشان بہ حکیم محمد شفیع معالج چشم فرمودند کہ علاج چشم بکنند۔ چنانچہ وے معالجہ کرد و حضرت ایشان یک کبل بر اے پوشش و لنگ در دا و چیزے از در اہم بہ آن پاک مرد الذی لَا یُشَاسُ اِلَيْهِ بِالْبَنَانِ " دادند، روزے بہ وقت بازگشت از سیر و تفریح در یک حدیث شریف ما بین ہر دو حضرات اختلاف شد و اختلاف در لفظ حدیث شریف بود۔ چون بہ خانقاہ شریف رسیدند حضرت ایشان از کتب خانہ کتاب را خواستند۔ و آن چہ حضرت ایشان می فرمودند در کتاب بود۔ آن پاک نفس آن جا را دید و بسیار خوش شد۔

بلبل خود را بگل می رساند و پروانہ بر شمع می ریزد و بندگان خدا نزد او لیاری روند تا وقتے کہ وجود حضرت ایشان موجود بود و قیام گاہ حضرت ایشان از رجال الغیب محاط بود، حیف صد حیف۔ آن قبح بشکست و آن ساقی نہ ماند۔

صاحبزادہ ملا پیر محمد | خلیفہ دال خود صاحبزادہ امیر محمد بود و بے خلیفہ پدر خود صاحبزادہ مرزا محمد مشکبیل کٹوازی کہ خلیفہ دوست محمد شرنی بود و بے خلیفہ صہونی زبردست

لوگری کہ خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق مجددی نسباً و دہلوی مولداً و مدفننا بود۔ در حوالی سال ہجرت ۱۰۴۰م از ماہ چہارم ہمراہ مریدان خود برائے حج رفت۔ در مراجعت بہ دہلی در خدمت حضرت ایشان رسید۔ حاجی ملا احمد شاہ خلیل اطلاع کرد، حضرت ایشان صاحبزادہ را طلب کردند۔ ایشان عرض کردند۔ پروردگار شما را در این زمان قطب ارشاد کرده است۔ احوال باطنم ملاحظہ کنید۔ اگر در من صلاحیت ارشاد باشد فریاد اجازت عنایت فرماید چہ شہادین وقت امام طریقہ مستید و اگر در من صلاحیت ارشاد نہ باشد مرا آگاہ سازید تا ترک مشیخت کردہ غلامی در گاہ شما اختیار کنم۔ حضرت ایشان متوجہ بہ باطن ایشان شدند و فرمودند "فصل پروردگار است در شما صلاحیت ارشاد است۔ و از طرف ما نیز بہ شما اجازت ارشاد است۔ شما بہ ہدایت خلق مشغول باشید" صاحبزادہ بہ اجازت و خلافت حضرت ایشان مشرف گشتہ بہ وطن مراجعت نمود۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

خلیفہ طریقہ بنوریہ | در علاقہ ارغمان و بلوچستان از سلسلہ میاں عبدالحکیم کہ در طریقہ بنوریہ مجددی فرد کمال گزشتہ اندیک شیخ بن رسیدہ و صاحب ارشاد بود۔ چون حضرت ایشان بہ کونہ تشریف بردند، آوازہ حضرت ایشان بہ آن مرد کمال رسید۔ وے بہ نور باطن در پستان کہ حضرت ایشان قطب ارشاد و قیوم جہان اند۔ لہذا وے نزد ملا عبدالحکیم آخوندزادہ خلیفہ خورافرستاد کہ من خواہش دارم کہ زیارت حضرت صاحب بکنم۔ ملا صاحب بہ خدمت حضرت ایشان عرض کرد و حضرت ایشان اجازت دادند کہ وے بیاید۔ ملا صاحب این خبر بہ خلیفہ وے گفت و خودش مشغول بہ انتظام خانہ شد۔ چہ ہمراہ آن شیخ جمع از مریدان و خلفائیزی آمد۔ چون خلیفہ نزد آن شیخ رسید و خبر فرحت اثر رسانید وے در صد و سفر شد۔ لیکن، بَجْرِ الرِّیَاحِ بِمَا لَا تَشْتَمِي السُّفُنُ۔ ہنوز وے حرکت نہ کردہ بود کہ پیام۔ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً۔ گوش حق نیوشش شنید و وحش پرواز کردہ "نَادِخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّاتِي" را سزاوار گشت۔ چون این خبر بہ حضرت ایشان رسید دعا با در حق وے کردند رحمہ اللہ و رضی عنہ، این واقعہ یک سال یا دو سال قبل از ولادت این عاجز بہ وقوع پیوستہ، ملا ایاز کا کروی بیان این واقعہ می کرد و نام آن خلیفہ طریقہ بنوریہ را ہم بیان می کرد لیکن از یاد عاجز رفتہ وَكَانَ ذَلِكَ قَدْرًا مَقْدُورًا۔

مقبولیت این را گویند | در فصل اول بیان عوام و اہل دنیا گزشتہ کہ بہ چہ طور گرد حضرت مقبولیت ایشان جمع می شدند و حالا عاجز بیان اولیای حق کردہ کہ چہ ادب و احترام حضرت ایشان می کردند و ہر یک سعی می کرد کہ از حضرت ایشان استفادہ بکنند۔ ہمین را مقبولیت گویند و ہمین منصب قطب و الاقطاب قیومیت است۔ راست است۔

بہ مقبولی کسے را دسترس نیست قبول خاطر اندر دست کس نیست

اشاراتِ غیبیہ | ملا فیض اللہ وردگ گفتہ رحمہ اللہ۔

چو احوال ترا در خواب دیدم زارشادِ دیگر کس دست شستم

عاجز احوال چند نفر می نویسند کہ ایشان را اشارات شدہ تا بہ خیرِ جہان خود را رسانند

اختر مشکی | از افغانستان بودہ۔ برائے ایفائے نذر بہ سرہند شریف یک دُنبہ بُرد تا آن را ذبح کردہ بہ خدام حضرت امام ربانی مجدد و منور الفِ ثانی قدس سرہ تقسیم کند۔

بہ شب در خواب حضرت امام ربانی مجدد و الفِ ثانی را دید کہ می فرماید: اختر این دُنبہ را بہ دہلی بر آن جا در خانقاہ یک کچہ من است۔ خادمان و سے در حقیقت خادمان من اند۔ دُنبہ را ذبح کردہ بہ ایشان بدہ۔ اختر آن دُنبہ را بہ دہلی آورد و خواب خود را پیش حضرت ایشان ذکر کرد۔ آن وقت ظہورِ برکات و فیوضات عجیبہ شد و خانقاہ شریف از نعرہ ہائے آہ و ہوا پر شد و حضرت ایشان بہ عاجزی و نیاز مندی این شعر خواندند:

گر میل کند سوائے ہلالی عجبے نیست شاہان چہ عجب گر بنوازند گدرا

غلامِ احرار صاحبزادہ آن وقت موجود بود و این واقعہ را بیان می کرد۔

مردولی فتح اللہ اندری | از بلادِ افغانستان بود از روئے مصحفِ قرآن مجید را می خواند۔ دیگر از نوشت و خواند بے پہرہ بود۔ مرد سادہ و صاف دل و کم گو

بود آن چہ از اشارات و بشارات دریافتہ بود۔ نویسانیدہ بہ خدمت حضرت ایشان پیش کرد۔ آن تحریر را عاجز نقل می کند، لَعَلَّہُمْ مَدَارِکُ فَضْلِہِ وَ فَضْلِ مَرْثِدِہِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ وَ نَسَلِّمُ

بہ خدمت خادمانِ قدسی مکانِ ولایت و کرامت نشان قطب الطریق غوث الخلائق پیر روشن ضمیر حضرت صاحبِ دامِ برکاتہ۔ از کترین مریدانِ حلقہ بہ گوش فدوی ترابِ القدم خاکسار فتح اللہ اندری بعد از قدرِ موسیہائے فراوان (عرض می دارم) آن کہ شبانروز پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام را در خواب دیدہ ام و پیر صاحب (حضرت صاحب) ہم در خواب بہ من حکم کردہ کہ شما آمدہ خدمت مرا بکنید۔ چون از خواب بیدار شدم نہ دانستم کہ تعبیر خواب من چیست۔ قبلہ گا ہا۔ آیا اجازت می دهید کہ خدمت شمارا بکنم و یا بہ اجازت شما بہ زیارت بیت اللہ بروم۔ آن چہ امر بدیدید۔ زیرا کہ بہ دنیا دارم، ہیچ خاطر متوجہ نمی گردد۔ و غیر از درسِ کلام اللہ و خدمتِ پیر صاحبِ دامِ برکاتہ دیگر مطلب بہ دنیا نہ دارم۔ زیادہ برین خورشیدِ افادت و افاضت گرم باد بالنون و الصاد، فقط حدیث است ۲۴ شعبان المعظم

۱۳۲۲ھ۔ المکرآن کہ یک راس گو سفند ہم بہ ذمہ من فی سبیل اللہ خیرات ہست آن چہ حکم شود و عریضہ فدوی تراب القدرم فتح اللہ اندر

بعد از تقدیم این عریضہ فتح اللہ یازدہ سال خادمِ خصوصی حضرت ایشان بودہ چون حضرت ایشان از حرم سرا بیرون تشریف می آوردند فتح اللہ بہ فاصلہ سہ یا چہار گز می نشست و در احوال خود مستغرق می گشت حضرت ایشان بہیچ وقت از فتح اللہ ناراض نہ شدہ اند و نہ گاہے ویراز جبر و تویخ کردہ اند اگر حضرت ایشان کسے راز جبر و تویخ می کردند فتح اللہ بہ بسیار مسرت می گفت "نن می بیاغوا جوڈ گڑی دمی" امروز باز تماشائے برپا کردہ معلوم می شود کہ بہ مقامِ ضمنیت فتح اللہ فائز شدہ بود و بہ طور انعکاس بر بہر آن امر سرور و شادان می بود کہ رضائے حضرت ایشان را در آن می یافت تا وقتے کہ فتح اللہ زندہ ماند در سیر و تفریح وے رفیق می بود۔ استغنائے حضرت مرشد در وے کامل اثر کردہ بود و بہ کسے التفات نہ می کرد خواه کسے امیر باشد یا خان بود۔ صاحبزادہ باشد یا آخوندزادہ۔ چون از تلاوت قرآن مجید فارغ می شد۔ جامہ ہائے کہنہ خود را بہ دست خود پیوند می نہاد و می دوخت، ہر خانہ بخیمہ وے بہ اندازہ درازی برنج می بود۔ در دہلی گنبد ہائے مسجد شریف صنایق وے بودند۔ سامان خود را اندرون گنبد ہا می نہاد۔ در عیدین حضرت ایشان بہ وے جامہ ہائے نومی دادند۔ دوسہ روز آن جامہ ہا را می پوشید۔ و باز بہمان جامہ ہا تارتار بر تنش می بود۔ آن چہ وے در عریضہ خود نوشتہ بود بر بہمان کیفیت تا آخر وقت بہاند۔ و سفر کوئٹہ و دہلی ہمراہ می بود۔ غالباً واقعہ عشرہ اولی ارحم ۱۳۳۶ھ است (اکتوبر ۱۹۱۶ء) کہ در سفر مراجعت از کوئٹہ حسب معمول سالون حضرت ایشان در ساسٹا ستادہ شد۔ فتح اللہ در جامہ نان خود را بچپیدہ بر رصیف نشست و بہ اکل طعام مصروف گشت۔ از بے خودی و وارفتگی فتح اللہ را چارہ نہ بود، وے اندران احوال بودہ کہ سگے جامہ نان را از پیشش ربود۔ فتح اللہ در پس سگ دوید۔ سگ بہ خط آہن رسید۔ وے نیز از رصیف بر خط آہن درآمد و جامہ را حاصل کردہ می خواست کہ بر رصیف بر آید کہ یک قاطرہ رسید و شکم و حصہ زیرین فتح اللہ را از کار انداخت۔ مخلصان کہ رفیق سفر بودند فتح اللہ را در حالت بیہوشی ازان جابر داشتند۔ تقریباً تا دو روز نفس فتح اللہ جاری بود۔ و باز رحلت کرد و در دہلی در جوار حضرت محدثین کرام مدفون گشت۔ در فصل دوم "واقعہ قبر فتح اللہ" کہ نوشتہ شدہ آن واقعہ از قبر وے بود۔ کَانَ رَحْمَةُ اللَّهِ وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَادِقًا فِي قَوْلِهِ صَادِقًا فِي وَعْدِهِ وَكَانَ يَصْدُقُ عَلَيْهِ مَا قَالَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "رَبِّ اشْعَثَ أَعْبَرُذَى طَمَرَيْنِ تَنْبُوَعُهُ أَعْيُنُ النَّاسِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لِأَمْرَةٍ"

اکبر توخی | مثل مشہور است۔ اَلشَّيْءُ بِالشَّيْءِ يُدَاكِرُ۔ ذکر فتح اللہ اندری عاجز را اکبر توخی بہ یاد آورد۔ اکبر توخی چارہنچ سال کاملًا صیغًا و شتاءً در کونٹہ خدمت کردہ۔ در زمستان حفاظت خانہ و در تابستان بوآبی حرم سرا۔ عاجز یاد نہ دارو کہ درین عرصہ حضرت ایشان گاہے بروے ناراض شدہ باشند۔ یاد درین عرصہ گاہے اکبر توخی را غفلت طاری شدہ باشد۔ ہمہ وقت و ہمہ حال در ذکر پروردگار مصروف می بود۔ اگر ناگاہ کسے نزد وے می رفت یا آوازے رامی شنید از جاعے خود جست می زد و ذکر قلبی ذکر سانی شدہ اللہ اللہ گویان یک نفس می دوید و درین عرصہ چیزے کہ پیش وے می آمد آن را سوے آسمان می انداخت۔ اکثر دیدہ شد کہ جماعتے از مخلصین بیرون دروازہ نشستہ می بود۔ اکبر دستار ہائے ایشان را اللہ اللہ گویان می پرانید۔ و اگر کفشہا یا چیز دیگر می یافت آن را بہ بالای انداخت و چون نفس وے تمام می شد بہ ہوش می آمد و آثار ماندگی بروے ظاہر می شد۔ اکبر توخی در ہر چہ مشغول می بود اظہار بہمان حال از وے می شد۔ چون کہ لطائف مبارکہ را عروج می بود و بہر لطیفہ مبارکہ بہ جانب فوق کشان کشان می رود اظہار آن بہ انداختن اشیا بہ سوے فوق می شد۔ بعد از وفات وے چند معتبر افراد بہ عاجز گفتند اند کہ تا یک زمان بر قبر وے ایما نا شعلہ نور دیدہ شدہ۔ کَانَ رَحِمَهُ اللّٰهُ جَدِيْرًا بِهَذِهِ الْكَمْرَةِ وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ۔

قاری عبد الغنی شامی | وطن ایشان انطاکیہ از ملک شام است اشارہ غیبی یافتند۔ ع بہ دہلی رو اگر در جستجوے آب حیوانی۔ چنان چہ بہ خدمت بابرکت خیر جہاں رسیدند از ۱۳۲۳ھ تا ۱۳۲۷ھ چہار سال کاملًا در دہلی و کونٹہ در خدمت حضرت ایشان ماندند۔ در ۱۳۲۷ھ وقتے کہ از کونٹہ رخصت می شدند حضرت ایشان بروے عنایات کردند و بہ اجازت خلافت ممتاز فرمودند۔ مولانا سید عبد الجلیل در آن وقت موجود بودند و بہ عاجز این بیان کردند۔ قاری نیاز احمد و حضرت برادر کلان فن تجوید از قاری صاحب خواندہ اند۔ سلیمان فرزند عبد الرحمن دہلوی کہ ہم عمر حضرت برادر کلان بود و چند مدت با حضرت ایشان می بود نیز مخارج حروف را از قاری صاحب درست کردہ بود۔ چارہنچ سال پیشتر عاجز ویرا ملاقات کردہ۔ وصحت مخارج حروفش یاد قاری صاحب تازہ کرد۔ قاری صاحب از کونٹہ بہ افغانستان رفتند و در سال چہل و سہ یا چہل و چار از ماہ چہار دہم بہ ارادہ حج از افغانستان برآمدند۔ اندران ایام عاجز جناب ایشان را دیدہ۔ از رفقائے پاک منش عاجز شنیدہ کہ چون قاری صاحب در نماز اقتدا بہ حضرت ایشان می کردند از خود بے خبر می شدند و سیل اشک از چشمان جاری می شد۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَرَضِيَ عَنْهُ۔

سید یوسف زاوی | سید یوسف مع فرزند جوان سال و یک رفیق از مدینہ منورہ در ۱۳۲۳ھ - ۱۹۱۵ء
 بہ کوٹہ رسیدند۔ نزد محطہ قطار برے وار دین عمارت و منزلہ حکومت ساخته
 بود کہ بسیار جمیل و آرام دہ بود۔ سید یوسف آنجا قیام کرد۔ و برے زیارت نزد حضرت ایشان رسید۔
 از اولاد سید صالح زاوی بود کہ از اجلہ خلفاء حضرت شاہ محمد منظر مجددی بود قدس سرہ بلکہ بعد از وفات پیر
 مرشد جانشین ایشان و مرئی اولاد و محافظ خانقاہ شریف ہم بود۔ فرزند کلان حضرت شاہ محمد منظر قدس سرہ
 کہ احمد (ثانی) بہار الدین بود در آن وقت شش سالہ بود۔ پروردگار سید صالح زاوی را اجراء دہد کہ غدا
 شائستہ در آن وقت سر انجام داد جزاہ اللہ خیراً و رحمہ و رضی عنہ۔ سید یوسف را اشارہ غیبی رسید کہ
 از حضرت ایشان بیعت شوند و استفادہ کنند۔ در فصل دوم در بیان صلوات تسبیح ذکر ایشان گزشتہ چند روز
 در کوٹہ قیام کردند و فیوضات گرفتہ بازگشتند۔ افسوس صد افسوس کہ در ۱۳۲۳ھ از دست اشیائے نامہ
 و ہابیہ نجدیہ در طائف جام شہادت نوشیدند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

سید علی زاوی | بن اعم سید یوسف زاوی نیز بہ اشارہ غیبی بہ مہتمم جمادی الآخرہ ۱۳۲۴ھ
 (۵ فروری ۱۹۱۲ء) بہ دہلی آمدند و از حضرت ایشان بیعت شدند رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

سید عبداللہ دحلان | از اولاد شیخ الاسلام سید احمد دحلان کی اندو سید احمد استاد حضرت ایشان بودند
 بیان می کردند کہ از مکہ مکرمہ بہ مدینہ منورہ برے زیارت مبارکہ رفتیم۔ آن جا
 بخواب سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم را دیدم کہ می فرمایند خادم من ابوالخیر عبداللہ در دہلی قیام دارد۔ برو و ازوے
 بیعت شو۔ چون از خواب بیدار شدم قصد کعبتہ الآمال کردم و الحمد للہ کہ بہ خدمت حضرت ایشان رسیدم۔
 کَمَلْتُ مَسَافَةَ كَعْبَةِ الْأَمَالِ حَمْدًا لِمَنْ قَدَّمَ مِنِّي بِالْإِكْمَالِ
 مسافت آماجگاہ و کعبہ آمید ہا کامل شد، حمد است مر آن ذات پاک بہ لطف خود این مسافت
 را بہ پایان و مرا بہ مقصودم رسانید۔ حضرت ایشان سید عبداللہ را بیعت کردند و براحوالش عنایات خصوصیتہ
 مبذول داشتند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

زیرا کہ جناب و بی فرستادہ رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم بود و یا لہا من سعادۃ دنیاز
 سلالہ طاہرہ نبویہ از اولاد استاد شفق و مہربان بود۔ لہذا حضرت ایشان از عمائدین شہر دہلی و از مخلصین پاک
 طینت جماعتی را دعوت طبعام دادند۔ بہ اندازہ پنجاہ نفر بودہ باشند۔ تعارف سید عبداللہ با ہمہ کردند۔ باز
 حافظ عبدالحکیم درخانہ خود کہ بہ محلہ چوڑی والان بود، و حاجی محمد رفیع درخانہ خود کہ در محلہ بیری باغ بود۔ و ڈاکٹر
 مختار احمد انصاری در قیام گاہ خود کہ متصل شہر پٹاہ بابین دروازہ کشمیری و دروازہ موری واقع بود جناب

عبداللہ و حضرت ایشان را مدعو کردند۔ حکیم محمد اجمل خان ہمہ را بہ مقبرہ بادشاہ تعلق بردند و آن جا طعام مکلف پیش کردند۔ غالباً این واقعہ ۱۳۲۷ھ بم ۱۹۱۹ء ہوئے۔ چند روز بہ این کیفیات گزشت۔ از مخلصین باصفا بعض افراد قدرے از دراہم بہ خدمت حضرت ایشان پیش کردند تا کہ بہ سید عبداللہ بہ طور زائر راہ پیش کردہ شود۔ این روپیہ کہ ما بین چارویچ صد بود بہ ایشان دادہ شد۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مقبولیتِ تامہ | محمد شاہ افغانی گفتہ و خوب گفتہ

لے کہ تنہا جن و آدم باجماد ہرچہ در امر است در حکم تو باد
عاجز ملاحظہ کردہ کہ حیوانات با حضرت ایشان محبت می کردند۔ در فصل دوم در بیان حضرات
عندلیب و در واقعہ شتر بچہ گزشتہ۔ حالاً دوسہ واقعات دیگر نوشتہ می شود۔

آہوئے سیاہ شاخدار | حافظ محمد یوسف دہلوی کہ از پنجابیان دہلی بود یک بچہ آہو بر آ حضرت
برادر کلان آورد۔ بعد از دو سال شاخہاے آہو بہ اندازہ یک نیم ذراع
دراز شد و پشت وے کامل سیاہ گشت۔ اگرچہ آن آہو بسیار مانوس شدہ بود تا ہم خطرہ بود کہ از شاخہاے
وے کسے افکار شود۔ بلکہ بالفعل سید محمد افضل کہ از جہات لورالائی بود قدرے مجروح شد۔ لہذا بر سر
شاخہاے وے چوگانہاے مسی نہادہ شد۔ دران روز ہا حضرت ایشان بہ باغ "روشن آرا" برائے تفریح
می رفتند۔ گل محمد محمود خیل آہو را بہ باغ می برد و آن جا دیر از بند زنجیر آزادی کرد۔ آہو بر مرغزار حبستہا می نہ
واجباً نازد حضرت ایشان می آمد و قرار می گرفت۔ حضرت ایشان دست مبارک خود را گاہے بر سرش
می نہادند و "واہ واہ" می گفتند۔ روزے حضرت ایشان قصد کردند کہ اولاً نزد باغ روشن آرا بر مزار
پیرانوار حضرت شاہ محمد آفاق حاضر شوند و آن جا سعید الزبیر مجددی را ہم بینند و نماز عصر را در او اخر
اوقات در باغ بخوانند چنان چہ بہ عاجز فرمودند۔ "برو بہ ملا حبیب اللہ وغیرہ بگو کہ امروز ما قدرے
بہ تاخیر می رسم اما نماز در باغ می خوانیم" ملا حبیب اللہ ملا خیر اللہ ملا یاسین وغیرہم ہر روز بہ باغ
می رسیدند و آن جا ہمراہ ما برادران بہ سیر و بازی مصروف می شدند در عموم روز ہا عربہ از دروازہ شمالی
در باغ داخل می شد۔ آبا آن رود کہ حضرت ایشان بر مزار شریف رفتند از دروازہ جنوب شرقی داخل
باغ شد و وے حضرت ایشان بہ جانب نشستگاہ بود۔ حضرت ایشان فرمودند۔ بچہا ببینید کہ مٹلا
حبیب اللہ انتظار نہ کرد و بہ نماز استاد۔ چون عربہ آن جا رسید و ہنوز حضرت ایشان از عربہ پائین
نہ شدہ بودند۔ آہو جستہا زدہ آن جا رسید۔ ملا حبیب اللہ بہ رکوع رفت۔ آہو از جانب پس سر خود را
ما بین ہر دو پایے حبیب اللہ داخل کردہ بہ نوعی جہت بالا حرکت داد کہ حبیب اللہ بر زمین افتاد

حضرت ایشان بتسم فرمودند و گفتند: "بین حبیب اللہ پیغام مرا زید رسانیدہ بود، تو انتظار ماندہ کردی و آہوئے ما بہ تو سزا داد" بر حبیب اللہ آن وقت کیفیت طاری شد و از غلبہ نسبت شریفہ در وجد درآمد۔
رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

یک غزال در سال ۱۳۳۹ یک مخلص افغانی غزالے آورد۔ نظر اندزی آن آہو بچہ را در صحن خانہ حضرت ایشان بستہ کرد۔ چند روز بعد از افغانستان بہ اندازہ ہفتاد نفر از علماء و طالبان علوم و غیر ہم رسیدند۔ حضرت ایشان بہ دروازہ خانہ خود تشریف آوردند چون جماعت مخلصین را دیدند، فرمودند: "شمایان دو جانب استادہ شوید و از ہر دو جانب مدخل را بستہ کنید تا این غزال برین راہ جست و خیز کند۔ مخلصین پاک نہاد ہر دو جانب راہ را سد شدند و حضرت ایشان بہ نظر اندزی گفتند کہ آہو بچہ را آزاد کند۔ آن غزال آزاد شدہ یک دو بار شمالاً جنوباً جستہ باز دو حضرت ایشان واہ بر زبان می راندند کہ ناگاہ آن غزال از جانب جنوب سدا عبور کرد و مخلصین حیران ماندند و حضرت ایشان فرمودند: "افسوس شمایان آہو بچہ ما را رہا ندید" حضرت ایشان بر جائے خود استادہ ماندند چند دقیقہ گذشتہ باشد کہ آن غزال از بہت شمال نمودار شد و دیدہ نزد حضرت ایشان رسید و بہ نوعی متصل بہ حضرت ایشان ایستاد کہ سرش بہ جامہ ایشان مساس می کرد۔ حضرت ایشان واہ واہ گفتہ بر سرش دست مبارک نہادند۔ جماعت مخلصین بہ تعجب این واقعہ را می دیدند و سبحان اللہ سبحان اللہ بر زبان ایشان جاری بود۔

کبوتر حضرت برادر کلان از عمدہ اقسام کبوتران دوسہ جفت را در خورد سالی پرورش کرده بودند و متصل بہ کتب خانہ یک حجرہ مخصوص برائے کبوتر ہا بود۔ در چند سال تعداد کبوتر ہا قریب بہ صد شد۔ بہ ۱۳۳۳ حضرت ایشان بہ عبدالحق ساکن چوڑی والاں گفتند کہ کبوتر ہا را برید و حجرہ را صاف کنید۔ در ایامے کہ کبوتر ہا را وجود بود حضرت ایشان بہ وقت عشاء بہ کوٹہ می رفتند۔ منشی احمد حسین و دیگر مخلصین استادہ بودند۔ چون حضرت ایشان نزد دروازہ کبوتر ہا رسیدند یک دم صدائے کبوتر ہا یاہو یاہو بلند شد۔ منشی احمد حسین رحمہ اللہ بیان می کرد کہ حضرت ایشان سہ چار دقیقہ آن جا استادہ و باز بہ مخلصین فرمودند: "ببینید کہ بہ رفتن ما کبوتر ہا اظہار افسوس می کند"

طوطی و گنجشک در قفس یک گنجشک ہمیل بود کہ حضرت ایشان آن را مرغ زرین می گفتند و نیز دو طوطی بود۔ صبا حا حضرت ایشان بہ حرم سرامی آمدند و نزد قفس ہائے این طیور می استادند۔ آن وقت طیور بہ عجب نوع اظہار مسترت می کرد و حضرت ایشان کلمہ مسترت

واہ واہ بر زبان می آوردند۔ ہر روز این معاملہ را میان می دیدیم۔ راست است۔
 بہ مقبولی کسے را دسترس نیست قبول خاطر اندر دست کس نیست
 إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

از اولاد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ
حضرات ذوی المجد والاحترام بعض اہل کمال را حضرت ایشان زیارت کردہ اند و بعض

حضرات برائے ملاقات حضرت ایشان آمدہ اند، عاجز بیان آن حضرات می کند۔

فرزند عم اکبر حضرت شاہ عبدالرشید قدس اللہ سرہ ہما از حضرت
حضرت شاہ محمد معصوم ایشان نہ سال بہ عمر کلان بودند (بیان ولادت و وفات را بر صفحہ

ہشتاد و ہفت باید دید) چون کہ ہر دو حضرات برادر حقیقی نہ داشتند و در خورد سالی بہ یک جات تحت
 رعایتہ الجَدِّ الْأَجْبَدِ قیام داشتند لہذا یک دیگر را بہ برادر یادی کردند۔ و با ہم محبت و مودت زیاد
 داشتند۔ قیام جناب ایشان در رامپور بود۔ اچیانابا اہل و عیال بہ دہلی تشریف می آوردند و بہ خانہ حکیم
 محمد واصل خان قیام می کردند۔ حکیم صاحب برادر خورد حکیم عبدالحمید خاں و برادر کلان حکیم محمد اہل خان
 بودند۔ این خاندان حکیمان از اولاد حضرت عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ العزیز بودہ۔ چون جناب
 ایشان بہ دہلی می آمدند۔ برائے زیارت حضرات قدس اللہ سرہ ہم دبرائے ملاقات حضرت ایشان اکثر
 بہ خانقاہ شریف می آمدند۔ حضرت ایشان بہ دربان ہدایت کردہ بودند کہ چون جناب برادر صاحب آیند مرا
 خبر بدہ۔ بہ عاجز حضرت حافظ محمد یوسف مجددی خسر زادہ جناب ایشان بیان کرد کہ قیام جناب ایشان
 در خانہ واصل خان بود آن جا شخصے نزد جناب ایشان می آمد کہ از وارث علی شاہ چشتی بیعت بود و می
 گفت کہ اشتیاق زیارت حضرت ایشان دارم۔ جناب شما برابر سائید۔ جناب ایشان فرمودند کہ از
 احوال و کیفیات ایشان شمارا علم ہست و من در معاملات ایشان مداخلت نہ می کنم و کسے را نزد ایشان
 نہ می فرستم۔ البتہ این صورت امکان دارد کہ شما در رفاقت ما بہ خانقاہ شریف بروید و ہوش کنید کہ از ما
 جدا نہ شوید۔ درین صورت ملاقات شما ان شاء اللہ خواہد شد۔ چنانچہ آن مشتاق ملاقات بہ بیعت جناب
 ایشان بہ خانقاہ شریف آمد۔ و من ہم ہمراہ ایشان بودم، جناب ایشان برائے فاتحہ بہ مجر شریف گفتند
 و من نیز رفاقت ایشان کردم۔ آن شخص بہ سیر کردن عمارت مسجد شریف مصرف گشت کہ در آن ایام نو
 ساخته شدہ بود۔ درین اثنا حضرت والد بزرگوار شما از خانہ برآمدند۔ چون نظر ایشان بر آن شخص افتاد کہ در
 مسجد شریف می گشت استفسار فرمودند کہ بیستی و از بہر چہ آمدہ ئی۔ بروئے خوف و در ہشت غالب آمد

عرض کرد۔ من مرید وارث علی شاہ ہستم ویرائے زیارت حضرت شما حاضر شدہ ام۔ حضرت ایشان بہ درستی وقہر فرمودند کہ این را از خانقاہ شریف بدرکن۔ چنانچہ دربان وے را از خانقاہ شریف بیرون کر وقتے کہ این معاملہ با این شخص می شد حضرت عم شہاد در محجر شریف تبسم کردہ بہ من گفتند۔ این شخص نصیحتم را در گوش نہ نہاد و پریشان شد و چون ایشان بعد الملاقات بہ قیام گاہ خود رسیدند آن شخص را پریشان حال یافتند۔ بہ وے فرمودند۔ اگر رفتہ راند می گزاشتی چنین پریشان و سرگردان نہ می شدی۔ حالاً من ترا ہمراہ خود ہم نہ می توانم کہ بہرم۔

پیر وارث علی شاہ مرد مجذوب الاحوال بود و در ادائے نماز از وے کوتاہی ہا بہ ظہور می رسید این فعل را حضرت ایشان بہ می گفتند۔ و ملاقات با این چنین افراد خوش نہ داشتند۔

داماد حضرت العم شیخ خلیل النبی فرزند کلان حضرت شاہ ولی النبی بہ عاجز بیان کردند کہ در ایامے کہ حضرت عم شہاد بہ دہلی تشریف می آوردند حضرت والد شہاد ہر روز برائے ملاقات ایشان بہ "بلیماران" بہ خانہ واصل خان می رفتند۔ روزے بہ حضرت عم شہاد فرمودند۔ برادر صاحب۔ شما این جا قیام کردہ اید و طعام اہل دنیا را تناول می کنید از خوردن طعام اہل دنیا بر دل غفلت طاری می شود، لہذا برائے جناب شما طعام ما می آریم چنان چہ طعام یک وقت ہمراہ خود می آوردند و طعام وقت دیگر بہ دست مخلص افغانی ارسال می کردند۔ قَدَّسَ اللهُ سِرَّةَهُ وَتَوَسَّضَ حَرِيحَةً۔

فرزند شاہ خطیب احمد فرزند شاہ رؤف احمد رافت فرزند شیخ
حضرت شاہ ابو احمد عبداللہ

زین العابدین معروف بہ فقیر اللہ فرزند حضرت محمد یحییٰ معروف بہ شاہ جیو فرزند حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرار ہم العلیہ دریاہ رمضان ۲۶ھ تولد ایشان شدہ۔ کسب سلوک از محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی کردہ بہ بھوپال مراجعت کردند و در خانقاہ جتیا مجد خود مصروف ارشاد شدند۔ نہایت پاکیزہ مشرب و پاک مسلک بودند۔ ہزاران افراد از ایشان مستفید شدند چون بہ دہلی تشریف می آوردند با حضرت ایشان ملاقات ہا می کردند و بہر دو حضرات خوش وقت می شدند و وفات ایشان در ۳۳ھ واقع شدہ قدس اللہ سرہ الاقدس۔

فرزند حضرت غلام صدیق فرزند حضرت عبدالباقی فرزند حضرت صفی اللہ
حضرت غلام قیوم

فرزند حضرت غلام محمد معصوم فرزند حضرت محمد اسماعیل معروف بہ معصوم
ثانی فرزند حضرت صبغتہ اللہ فرزند اکبر حضرت محمد معصوم فرزند حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ

اسرارِ ہمِ علیہ مشہور ہے حضرت صاحب کابل "اند، حضرت ایشان در عقدِ ثالث از ما بیہ چہار و ہم برائے حج بیت اللہ با فرزندِ کلان خود حضرت فضل محمد و پسر فرزندِ اوسط فضل عثمان کہ ہفت یا ہشت سالہ بود و حجت از مخلصین از کابل برآمدند چون بہ دہلی رسیدند در جامع فتحپوری قیام کردند، برائے ملاقات حضرت سیدی الولد چند بار بہ خانقاہ شریف آمدند و حضرت ایشان نیز برائے ملاقات بہ قیام گاہ ایشان می رفتند و نوبتے جناب ایشان را با جمیع زفقار و دعوتِ طعام دادند، حضرت فضل محمد بیان می کرد کہ بہ اثنائے اکلِ طعام حضرت ایشان بعض اشعار خود خواندند و چون بہ این شعر رسیدند۔

مردیم و نہ مرد آتش عشق دودِ دل از کفن بر آید

بر حضرت ایشان کیفیتے طاری گشت۔ دستِ مبارک ایشان در قاب و خود ایشان غرق در کیفیات بودند چند دقیقہ برین کیفیت گذشت حضرت قبلہ گاہ ہم نیز ازین احوال متاثر شدند، حضرت ایشان فرمودند کہ تہ خانہ ما را ملاحظہ کنید و کتابے کہ پسند آید بگیرید، چنانچہ جناب ایشان کتاب۔ ازالۃ الغین عن بصائر العین فی اثبات شہادۃ الحسین۔ تالیف مولوی حیدر علی را پسند فرمودند و حضرت ایشان آن کتابے بہ جناب ایشان دادند۔ این کتاب در مطبع شہر ہند واقع لکھنؤ طبع شدہ و فات حضرت صاحب کابل در شعبان ۱۳۳۳ھ واقع شدہ، قدس اللہ سرہ الاقدس۔

حضرت محمد حسن | فرزند حضرت عبدالرحمن فرزند حضرت عبدالقیوم فرزند حضرت محمد فضل اللہ فرزند حضرت غلام نبی فرزند حضرت غلام حسن فرزند حضرت غلام محمد معصوم فرزند حضرت محمد اسماعیل معروف بہ معصوم ثانی فرزند حضرت صبغتہ اللہ فرزند حضرت محمد معصوم فرزند حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ اسرارہم علیہ۔ صاحب علم و فضل و کمال و ارشاد بودند ولادت ایشان بہ ششم شوال ۱۲۴۵ھ در قندھار بودہ۔ و در سندھ در ٹنڈہ سائیندا نزد ٹنڈہ محمد خان سکونت اختیار کردند، بہ دو شنبہ دوم رجب ۱۳۶۵ھ وفات یافتند و بہ پہلوئے حضرت والد خود نزد ٹنگر در وامن کوہ بہ فاصلہ ہفت کرہ از حیدرآباد مدفون شدند تالیفات مفیدہ نامدار بہست دارند۔ نوبتے بہ دہلی آمدند و ملاقات با حضرت ایشان کردند۔ ہر دو حضرات بسیار خوش شدند۔ با ایشان بعض خلفائے ایشان نیز بودند۔ قدس اللہ سرہ الاقدس۔

مولانا اعجاز حسین | فرزند احمد حسین فرزند غلام محی الدین فرزند فیض احمد فرزند کمال الدین فرزند درویش احمد فرزند حضرت زین العابدین شاہ فقیر اللہ بجمبوی جناب ایشان برادرِ خورد حضرت ارشاد حسین اند، در ریاست رامپور قیام داشتند۔ از برادرِ خود و نیز از دیگر علماء تحصیل علم

نمودند و کسبِ سلوک از برادرِ خود کردند۔ بہ زبانِ اُردو و تالیفاتِ نفیسیہ دارند مثل کتابِ اعجازِ کرامت و بہارِ خلافت و رسالہ اعجازِ سلوک و رسالہ اعجازِ الاسناد و رسالہ اعجازِ الصرف و رسالہ در بیانِ بشنوا زنی و رسالہ التاویلات النجمیہ و رسالہ الآیات البینات فی نعت سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم و رسالہ غایۃ التہذیب فی اثبات علم الغیب للحمیب و رسالہ الآجوبۃ الظافرہ علی سوالات القاہرۃ الفاجرہ در رد آن کہ در جمعہ اذان ثانی بیرون مسجد دادہ شود و غیر آن۔ اچنانا ایشان شعر ہم می گفتند۔ بہ اُردو و بہ فارسی۔ تترکا و تذکارا ایک شعر نوشتہ می شود۔

نگہت و حدت سبحان چو شامش پُر کرد گشت اعجاز درین فکر کہ وحدت گیرم

ایشان در احوال برادرِ کلانِ خود سہ اوراقِ نوشتہ اند۔ نامہائے بست و سہ خلفائے ایشان را نوشتہ می نویسند کہ صد ہا افراد در علوم عقلیہ و نقلیہ شاگردانِ ایشانند و نصرفیض اثر حضور اقدس ہموارہ شامل حال این ہچمندان بودہ اما وئے لیاقتی پیدانہ کرد و این از کم نصیبی وے است۔ ایشان دوسہ بار در حقلہ میلاد مبارک از رامپور بہ دہلی آمدہ اند و با حضرت ایشان صحبت ہا داشتہ اند حضرت ایشان نیز مراعات ایشان می کردند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

حافظ محمد یعقوب فرزند حافظ غلام مجدد فرزند محمد عباس فرزند عزت اللہ فرزند غلام محمد معصوم فرزند حضرت محمد اسماعیل مشہور بہ معصوم ثانی فرزند حضرت صبغتہ اللہ قدس اللہ اسرار ہم العلیہ بہ او خیر محرم ۱۲۷۴ھ فرنگیہا بروہلی قابض شدند۔ والد بزرگوار ایشان در باب خانہ خود نشستہ بودند کہ یک فرنگی خذ ہم اللہ ایشان را نشانہ تفنگ ساخت ہمان جا شہید شدند۔ بو و باش حافظ محمد یعقوب در پانی پت بود۔ بیعت از حضرت شاہ محمد معصوم بودند۔ عجب پاک دل و پاک مشرب بودند۔ بہ خدمت حضرت ایشان اکثر می آمدند۔ عاجز ایشان را عاشق حضرات یافتہ بہ نوعی کہ ذکر حضرت سیدی الوالد و حضرت جد امجد و حضرت شاہ محمد معصوم می کردند کہ کسی بہ چنین شوق و محبت ذکر کسی خواہد کرد۔ بہ دوران بیان اکثر کلمہ سبحان اللہ بزبان ایشان جاری می شد۔ رحمہ اللہ قدس سرہ۔

ابو ذکار مولا سلامت اللہ از اسلام پور بودند۔ در مدرسہ عالیہ رامپور اتہام تحصیل علم کردند و در خدمت حضرت مولوی ارشاد حسین راہ سلوک را طے کردہ بفضل اللہ

داحسانہ مجمع البحرین گشتہ در مدرسہ دائرہ تدریس و در خانہ دائرہ ارشاد قائم کردہ خلقے را از علوم ظاہرہ و باطنہ مستفید کردند چون در او اسطی ۱۲۹۷ھ حضرت جد امجد با حضرت ایشان ماہ رامپور رسیدند مولوی صاحب فریفتہ این حضرات شدند قبل از ارتحال حضرت جد امجد بہ اُردو غزلے گفتہ اند و عاجز ترجمہ بعض اشعار و احوال

مبارک ایشان بر صفحہ یک صد و پنچ و بایلہا نوشتہ است۔ و چون حضرت سیدی الوالد بہ عجاز مقدس شریف بروند جناب مولوی صاحب این غزل را مخمس ساختہ کہ سی و یک بند دارد۔ درین تخمیس اظہارِ محبت و عقیدتِ خود را بہ وجہ اتم کرده۔ و چون حضرت ایشان بہ رامپور تشریف بردند مولوی صاحب سراپا محبت و اخلاص گشتہ بہ خدمت حضرت ایشان می رسیدند سبحان اللہ چہ مبارک وقت بود چہ مبارک نفوس عاجز بعض مخلصین ایشان را چند سال قبل دیدہ با وجود مضمی نصف قرن چہ ایمان محکم و صدقِ کامل داشتند کہ اثرے بود از آثار مرشد کامل۔ رحمہ اللہ و قدس سرہ۔

مولانا ظہور حسین | ایشان نسبتاً فاروقی، مذہباً حنفی، مشرباً مجددی و خلیفہ حضرت مولانا ارشد حسین بودند، در علوم عقلیہ و نقلیہ، خصوصاً در منطق از اکابر اساتذہ صدر المدرسین مدرسہ عالیہ رامپور بودند، با وجود تجرّد در علوم ظاہرہ در علم باطن ہم مرتبہ عالی داشتند۔ مثل مشہور است۔ الجنتی الی الجنس بمیل۔ چوں حضرت ایشان بہ رامپور رسیدند، در ایشان روح تازه دید۔ بعد از سالہا لذت کیفیات و توجہاتِ پیرو مرشد خود را دریافتند۔ لہذا بہ محبت و اخلاص تمام نزد حضرت ایشان حاضر می شدند و لطفہا می برداشتند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مولانا ریاست علی خاں شاہجہانپوری | شاگرد و خلیفہ حضرت مولوی ارشد حسین بودند۔ از شاہجہان پور چند بار بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ اند۔ حضرت مولوی ارشد حسین عشق و محبت و احترام نبوی را از پیرو مرشد خود حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ اسرارہا بہ وجہ کامل حاصل کردہ بودند و این مایہ ایمان را بہ شاگردان و خلفائے خود بہ وجہ اتم دادہ بودند۔ لہذا این بزرگواران در دین و ایمان خود صلابت داشتند۔ و از اقوال و عبارات و ہا بیتہ و از ناب ایشان متنفر نبودند۔ اگر از بے ادبے چیزے می شنیدند بیزاری شدند و بر این حدیث شریف عمل می کردند۔ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُتَّكِرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بَدِيحًا فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ۔ چنانچہ یک بار مولوی صاحب از از ناب و ہا بیتہ چیزے بے ادبی یافت و پریشان شدہ باریدہ پر خم و آہ پُرسوز بہ خدمت حضرت ایشان رسید و کیفیت را بیان کرد و جوابے کہ حضرت ایشان دادند برائے قلب حزینش مرہمے بود۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

محمد امیر خان | نزد خانقاہ شریف دہلی قیام داشتند۔ بیعت از حضرت شاہ احمد سعید بودند و خط ایشان بسیار عمدہ و پاکیزہ بود۔ برائے حضرت ایشان حزب البحر نوشتہ بودند۔ آن نسخہ نزد برادر عزیز حفظہ اللہ تعالیٰ وسلمہ محفوظ است۔ درین نسخہ مبارک نام خود را محمد امیر الدین خان

نوشتہ اند۔ عجب پاک دل و صاف منش بودند۔ چون کہ وجہ معاش چیزے نہ داشتند حضرت ایشان بہ بیان خانقاہ شریف امر کرده بودند کہ روزینہ ایشان را با صد ادب و احترام بہ قیام گاہ ایشان ہر روز طویل السنۃ بل الی اخیر یومہ رسانیدہ باشد۔ آن روزینہ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ قُوَّتِ آلِ مُحَمَّدٍ كِفَافًا۔ را مثال بود۔ استغناء بہ حدے داشتند کہ غیر از روزینہ مقررہ حضرت ایشان از کسے حبتہ نہ گرفتند۔ شخصے برائے لباس ایشان چیزے از جامہ آورد۔ فرمودند فضل پروردگار راست۔ محتاج چیزے نیستیم۔ و قبول نہ کردند۔ روز خان صاحب عرض کردند۔ حضور، اندرین ایام مسلمانان بسیار پریشان اند۔ حضرت ایشان فرمودند۔ خان صاحب، شما بزرگان ما را از زمانہ قدیم را کہ ہنوز انگلیسہا بر دہلی قابض نہ شدہ بودند، ویدہ اید۔ شما موازنہ آن وقت را با این وقت بنمید۔ درین ایام کہ شما در مسلمانان بے شرمی و بے حیائی می یابید در آن وقت گجا بود۔ و مصیبتے کہ درین ایام ظاہر شدہ این است کہ ایمان پختہ و یقین کامل بر آخرت نہ ماندہ۔ اگر درین دور پر فتن شش صد افراد را ذکر و شافل و فانی فی اللہ جمع شوند و در ذکر شریف مشغول گردند ما امید داریم کہ مالک دو جہان جَلَّ وَعَلَا از برکت ذکر این جماعت گناہان مایان را بیا مژدہ شامی بینید کہ ماتام دن در دروازہ خانقاہ شریف می نشینیم کہ شاید کسے از بندگان خدا برائے اصلاح احوال قلب خود بیاید۔ لیکن بیشتر افراد کہ می آیند بر حاصل کردن اغراض دنیویہ می آیند برائے حصول رضائے پروردگار بسیار کم افرادی آیند۔ روزے خاں صاحب در حلقہ مبارکہ شریک بودند۔ از فیوضات و برکات تکلیف شدہ مستانہ وار بہ آواز بلند این بیت خواندند۔

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق ہر ہوسنا کے چہ دانجام و ہندان بافتن

روزے حضرت ایشان در حلقہ شریف فرمودند۔ یک ناخن خان صاحب نزد از تمامی شمایان بہتر است، ایشان بہ حدے نیک و راسخ الایمان و صاحب الایقان اند کہ اگر یک ناخن ایشان در کفن شمایان نہادہ شود ما از پروردگار خود امید داریم کہ از برکت آن پروردگار گناہان شمایان بخشند۔ از گریمان کار ہا دشوار نیست۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

ایشان فرزند اکبر جناب مولانا اسماعیل کاندھلوی بودند کہ عنقریب

مولانا محمد میان کاندھلوی

در بیان کرامات ذکر وفات ایشان خواہد شد۔ مولانا محمد میان

در آبادی حضرت نظام الدین در "مسجد بنگلہ" قیام داشتند و بہ تدریس قرآن مجید و کتب ابتدائیہ از علوم دینی مصروف بودند۔ در اہل میوات جہالت بود۔ ایشان سبب ہا فرمودند کہ این قوم را بہ مسائل دین روشناس کنند۔ کارے کہ ایشان کردہ اندازہ عظیم امور است۔ از حضرت سیدی الوالد بیعت بودند و معمول ایشان

بود که به روز پنجشنبه عندالعصر به دہلی می آمدند۔ نزد "دروازہ ترکمان" در مسجدی قیام می کردند و بہ شب جمعہ بعد العشاء آخرہ در حلقہ شریفہ حضرت ایشان شریک می شدند و تا ساعت دو از شب مصروف ذکر شریف می مانند۔ حضرت ایشان از احوال مولانا صاحب بسیار خوش بودند در سال سی و شش از ماہ چہارم ہجرت حضرت ایشان از او کھلہ بہ وقت عصر می آمدند، روزی چون بہ محاذات مسجد بنگلہ رسیدند فرمودند۔ اینجا دوست ما مولانا محمد میان قیام دارند و ایشان علیہ اند۔ بچہا بیایید کہ ایشان را عیادت کنیم۔ چنانچہ حضرت ایشان و ماہر سہ برادر و یک افتائی نزد ایشان رسیدیم قیام ایشان در حجرہ مسجد شریف بود۔ ایشان شمالاً جنوباً بر سر برے دراز بودند و نفر نزد ایشان بودند۔ غالباً از طالبان علم بودہ باشند ضعف نقاہت بر ایشان بسیار غالب بود۔ طاقت نشست و برخاست نہ داشتند۔ چون حضرت ایشان نزد سریر جناب مولانا رسیدند و نظر ایشان بر سریر و بر شد خود افتاد بہ رفقائے خود گفتند مرا بنشانید۔ اگرچہ حضرت ایشان فرمودند مولوی صاحب شمانہ نشینید۔ لیکن شوق و محبت ایشان بر ایشان غالب بود و تکیہ گرفتہ نشستند و حضرت ایشان نزد مولانا صاحب نشستند و اولاً استفسار احوال کردند و باز ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند و ہر دو حضرات چشم بند کردہ بہ اندازہ پانزودہ دقیقہ نشستند و باز حضرت ایشان دعا کردہ مراجعت فرمودند۔ چون در عہد بنشستند فضائل و کمالات مولانا صاحب را بیان کردند۔ یک ہفتہ یا عشرہ گزشتہ باشد کہ شب جمعہ در نماز وتر چون بہ سجده رفتند روح پاک ایشان را ضیئہ مرضیئہ پرواز کرد کہ ۲۵ ماہ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ فروری ۱۹۱۵ء بود۔ رحمہ اللہ و قدس سرہ۔ در خاندان خود صرف جناب مولوی صاحب را با حضرت ایشان تعلق بود۔ برادران ایشان و علی الخصوص برادر وسط را مسلک دیگر بود۔ لہذا کس بہ خواہش و وصیت جناب مولانا التفاتی نہ کرد و نماز جنازہ را نزد جوانیدہ سپرد خاک کردند۔ عاجز علم نہ دارم کہ حضرت ایشان جناب مولانا را اجازت و خلافت دادہ بودند یا نہ۔ بیایم کہ از حضرت ایشان عنابر شنیدہ دال بر جلالت قدر ایشان است۔ رحمہ اللہ و رحمۃ ربہ۔

نام ایشان مولوی عبدالحق المشہور بہ ملا کمال بود۔ شش سال می شود کہ فرزند ملا کمال دہلوی ^{ایشان مولوی عبدالحق المشہور بہ ملا کمال بود۔ شش سال می شود کہ فرزند} خود شنیدہ اند۔ والد ایشان خواگروہ مولانا محمد علی ^{کمال دہلوی} مستند۔ عاجزان دو واقعات را می نویسد۔
۱۔ پدر من ہمراہ مولانا محمد میان نزد حضرت ایشان حاضر می شد و اچنانا تنہا می آمد و بیرون دروازه در کوچہ می نشست۔ از وجہ خوف و سبب حضرت ایشان در خانقاہ شریف داخل نہ می شد۔ یک بار والد من در کوچہ نشسته بود و حضرت ایشان را اطلاع آمد ایشان شد حضرت ایشان بہ والد من

گفتند: "لے عزیز۔ ما برے اہل دنیا بندش نہادہ ایم۔ برائے تونست، تو شاگرد مولوی صاحب من ہستی"
 ۲۔ روزے والدہ در خدمت حضرت ایشان نشستہ بود کہ ناگاہ حضرت ایشان فرمودند "ببینید چہ بسے
 خوش می آید و چہ روح پاک است۔ بروید زیارتش بکنید" چنان چہ ملا کمال و جمیع اہل حلقہ از خانقاہ شریف
 از دروازہ غربی برآمدند و دیدند کہ جماعتی یک جنازہ را بردوش برداشتہ روان است۔ چنانچہ ملا کمال و جمیع اہل
 حلقہ شاہداداوند و قدرے مشایعت کردہ باز گشتند۔

عجب مرد مبارک بود۔ بہ وجہ خوب علم دین خواند و باز علوم دنیویہ
مولانا حبیب الرحمن شروانی | را حاصل کردند۔ و از حضرت مولانا افضل رحمن گنج مراد آبادی در

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ بیعت شدند جناب مولانا خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق مجددی بودند کہ بہ بست دوم
 ربیع الاول ۱۳۱۳ھ بہ عمر یک صد و پنج سال رحلت فرمودند۔ جناب حبیب الرحمن رسماً داخل سلسلہ
 نشدہ بود، بلکہ در کسب سلوک سعیہا نمودہ و حق تعالی ایشان را از اصحاب نسبت کردہ بود۔ امارت و
 وجاہت دنیوی بہ ایشان دراشتہ رسیدہ بود۔ میر عثمان علی خان نظام حیدرآباد رحمہ اللہ مرد وجہ شناس بود
 فضائل ایشان را شنیدہ بہ منصب "صدر الصدور اموریندہ ہی" فائز کرد و خطاب "صدر یار جنگ" داد
 چنان چہ ایشان سالہا سال بران منصب عالی فائز بودند و علوم دینیہ ایشان را دستگاہ کامل بود،
 کتب نامورہ و گران قدر از جمیع فنون جمع کردہ بودند چندین تالیفات قیمیہ دارند، بعد از طلوع شمس بہ روز
 جمعہ ۲۶ شوال ۱۳۶۹ھ (۱۱ اگست ۱۹۵۰ء) بہ سن ہشتاد و شش رسیدہ رحلت نمودند رحمہ اللہ و
 رضی عنہ۔ ایشان را با حضرت ایشان ارتباط زیاد بود و اجیاناً بہ خدمت مبارکہ می رسیدند۔ وقتیکہ
 حضرت ایشان در خانقاہ شریف بہ تعمیر محجر شریف مصروف بودند۔ ایشان درین کار خیر اشتراک مالی
 نمودہ اند و چون حضرت ایشان از دنیا رحلت فرمودند ایشان قطعہ تاریخ وفات نظم کردہ اند کہ در فصل نہم
 خواهد آمد۔ در ان ایام ایشان در حیدرآباد بودند۔ بہ فرزند کلان خود برادر طریقت عبید الرحمن خان شروانی نوشتہ
 اند "از مکتوب حکیم فرید احمد خیر رحلت حضرت مولانا ابوالخیر قدس سرہ العزیز معلوم شد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ
 رَاجِعُونَ۔ برین حادثہ ملال قلبی است۔ درین ایام از ذات گرامی ایشان طریقہ نقشبندیہ مجددیہ را رونق زیاد
 بود۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ العزیز ارشاد کردہ اند کہ "یک گریہ زندہ بہ از صد شیر مرده" و حضرت
 ایشان شیر زندہ بودند "ایشان را دو پسر بود۔ عبید الرحمن و مسعود الرحمن۔ و ہر دو از حضرت ایشان بیعت
 بودند۔ پروردگار جناب مولانا را بہ فضائل ظاہر و باطن و کمالات دنیویہ و دینیہ و بہ وجاہت و عزانت متصف
 کردہ بود۔ جَعَلَهُ اللّٰہُ بِفَضْلِہِ وَجِیْہًا فِی الْآخِرَةِ کَمَا جَعَلَهُ وَجِیْہًا فِی الدُّنْیَا۔"

مولانا عبید الرحمن شروانی | ایشان از حضرت سیدی الوالد در ۳۳۵ھ بمطابق ۱۹۱۶ء بیعت شده اند سعادت یاد ایشان بود ہر سال در محفل مبارک میلاد سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰت و ازکی التسلیمات حاضری شدند و لطفہا می برداشتند۔ و در ایام دیگر نیز می آمدند و روز ہا بدہلی قیام کرده در حلقہ مبارکہ شریک می شدند چونکہ با ادب و با اخلاص بودند حضرت ایشان براحوالشان نوازشات می کردند۔ چنانچہ در میان حلقہ و توجہ و در بیان محفل میلاد از فصل دوم بسیار بعض نوازشات گزشتہ۔ با عاجز و الط سادقہ و صافیہ دارند۔ اچنانا می آیند و یاد ایام عہد زریں را تازہ می کنند۔
حَفِظَهُ اللهُ وَجَعَلَهُ مِنْ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ الْمُخْلِصِينَ۔

حکیم محمد مسعود احمد | فرزند مولانا رشید احمد گنگوہی، مرد پاک دل و صاف روش بود۔ بعد از وفات پدر بزرگوار خود برائے زیارت حضرت ایشان بہ دہلی آمد۔ چند کس ہمراہ ایشان بود۔ حضرت ایشان بہ محبت و مودت پیش آمدند۔ چائے با شیر طلب کردہ ہمراہ دادند و تا ساعتی ہمراہ ایشان بہ سخنان محبت آمیز مصروف ماندند، و در آخر فرمودند: "مولوی صاحب دوست من بودند و من دوست ایشان" حضرت ایشان بہ این کلام مختصر حقیقت امر را بیان فرمودند۔
رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

مولانا رشید احمد گنگوہی | ایشان در سال ۱۲۹۲ھ برائے حج مع رفقا رفتند۔ در مکہ مکرمہ قیام ایشان در قیام گاہ پیر و مرشد خود حضرت حاجی امداد اللہ و در مدینہ منورہ در جائے استاد خود محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی بودہ۔ ملاقات ایشان با حضرت سیدی الوالد و حضرت جد امجد در مکہ مکرمہ شدہ۔ مولانا رشید احمد در مسائل میلاد شریف و فاتحہ بزرگان دین با پیر و مرشد خود و با استاد خود اختلاف داشتند و اختلاف ایشان ناشی از بیان لفظ بدعت بود۔ بہ نہی کہ ایشان بیان بدعت می کردند این امور داخل بدعت می شدند۔ حضرت سیدی الوالد را بر این امر اطلاع تام حاصل بود، اما در حقیقت راسخ القدم بودند و در محبت پیر و مرشد خود بے نظیر۔ مفتی محمد منظر اللہ پیش امام جامع فتویٰ دہلی در بعضی مسائل با مولانا رشید احمد اختلاف داشتند۔ مع ہزار روزے بہ عاجز گفتند کہ یک پیر مرد دوست من بود، و سے برائے ملاقات مولوی رشید احمد رفت۔ و نزد ایشان نشستہ بود کہ یک مرسلہ حاجی صاحب نام مولوی صاحب آمد۔ مولوی صاحب آن خط را اولاً بوسہ داد و باز بر حشمان خود نہادہ بر سر نہاد و بہ احترام تمام در صندوق محفوظ کرد۔ و مولانا افضل الرحمن فریدی صدر مدرس مدرسہ حسین بخش واقع بازار ٹیٹا محل دہلی بہ عاجز بیان کردند کہ مولوی زین الدین قادری مشہور بہ کنج نشین سجادہ بیدر (حیدر آباد دکن) می گفت کہ

عجم من مرادیت کرد کہ برائے چند وقت نزد مولوی ندیر حسین دہلوی و نزد مولوی رشید احمد گنگوہی بروم۔ چنانچہ من اولاً نزد مولوی ندیر حسین و باز نزد مولوی رشید احمد رفتم، وقتے کہ من نزد مولوی رشید احمد رسیدم ایشان از بینائی چشم معذور شدہ بودند۔ بہ خدمت ایشان یک دو روز گزارشتہ بود کہ مولوی صاحب سر خود را برداشتہ گفتند "افسوس ندیر حسین مرد" و بعد از لفظہ گفتند "افسوس کہ روے وے از قبلہ برگشتہ است" و چنانہ برگرد کہ در شان اہل حق گستاخی کردن، ہمین نتیجہ دارو" عاجز گوید کہ مولوی ندیر حسین در دہلی بیرق و ہابیت را برافراشتہ بود۔ چون درس حدیث شریف می داد ہر امام عالی مقام سراج الامم حضرت ابو حنیفہ زبان طعن دراز می کرد و کلمات سوقیانہ بر زبان می آورد۔ غالباً مولانا رشید احمد ازین گستاخیہا بہ دوران قیام دہلی شنیدہ باشند یا کہے پیش ایشان بیان کردہ باشد۔ علی کل حال مکاشفہ ایشان آن بود کہ بیان کردہ شد جناب مولانا حضرت اممہ و مشائخ را احترام می کردند۔ چون کہ نسبت بہ ایشان بعض اقوال نامرضیہ اشتہار یافتہ و خصوصاً از وجہ آل قتادی کہ بہ نام ایشان نسبت دارو میور و قیل و قال اعتراضہا شدہ اند۔ ممکن است بعضی از آن قتادی تخریر کردہ ایشان باشد۔ اما بیشترش الحاقی است این حقیقت را اگرچہ چہل سال قبل از بعض افراد اہل علم شنیدہ بودم اما درین روز ہا کیے از اجل علماء دیوبند این حقیقت را برو بخوبی بیان کرد۔ و نزد عاجز در این امر کلامے و شکے نیست۔ آن فتویٰ کہ جناب مولوی صاحب بہ دست خود نوشتہ و امضار و تہر کردہ بہ حضرت سیدی الوالد ارسال کردہ اند و عاجز آن را در رسالہ خیر المور دیر صفحہ ۲۷ و در کتاب مقامات خیر بر صفحہ ۵۷۹ نقل کردہ و در فصل دوم این کتاب ترجمہ اش را نوشتہ است در قتادی ایشان موجود نیست۔ افراد متعصب و تنگ نظر کہ مولوی صاحب را محاط بودند سبب قیل و قال گشتہ اند۔ حضرت سیدی الوالد را جناب مولوی صاحب تعلقے و ارتباطے بود کہما تقدم فی بیان ابنہ و بیاتی فی الفصل الخامس المكتوب الذی کتبہ الی ظہور الحسن کرپوری۔ وفات جناب مولوی صاحب بہ روز جمعہ ہشتم جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ واقع شدہ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

ایشان با مولانا رشید احمد بہ حج رفتہ بودند و در حرم مکہ مکرمہ ملاقات مولانا محمد قاسم نالوتوی | ایشان با حضرت سیدی الوالد شدہ بود، می فرمودند کہ حضرت والد ماجد علیہ و صاحب فراش بودند، خدمت حلقہ و توجہ متعلق بہ من بود، روزے چون از حلقہ فارغ شدہ قصد مراجعت بہ خانہ کردم مولوی صاحب آمدند و استفسار از حضرت والد ماجد کردند، گفتم کہ حضرت ایشان صاحب فراش اند۔ ایشان گفتند خواهش دارم کہ عیادت و زیارت ایشان کنم۔ گفتم ہمراہ من بیاید۔ چون بر خاستم یکے از مخاصمین سجاوہ را برداشت۔ مولوی صاحب گفتند ایس خدمت امروز برائے

من بگزارید۔ وایشان اصرار کرده سجاده را برداشتند و با من بیامدند و نزد حضرت ایشان نشسته به محبت آهستگی حضرت ایشان را مالیدند و گفتند: در هندوستان دو دو حال پیدا شده اند، حضرت شما دعا فرمایید که پروردگار از شر ایشان مسلمانان را محفوظ دارد، مولوی صاحب نام هر دو دو حال ظاہر نہ کردند، وفات ایشان بعد از نماز ظہر بہ روز پنجشنبہ چہارم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۶ھ شدہ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

از قصبہ منگور، توابع سہارنپور، و خلیفہ شیخ محمد تھانوی خلیفہ میاں نجی نور محمد

قاضی سید محمد اسماعیل

چشتی، مرد ذاکر و شاعر و صاحب ارشاد بودند۔ در اوائل دور حضرت ایشان بہ دہلی آمدہ ملاقات کردند، اثر صلاح و کمال ایشان در مریدان ایشان لایح بود، بہ روز و شبہ دو از دہم ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۱۰ھ بہ عمر شصت و سہ سال وفات یافتند، مطابقت با سر و اردو عالم صلی اللہ علیہ وسلم در روز و تاریخ و ماہ و عمر یافتند۔ سبحان اللہ چہ سعادت عظمیٰ است۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

ایشان از محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی مجددی بیعت بودند،

سید محمد امام جامع دہلی

عجب مرد مبارک خصال و مبارک احوال بودند، قرآن مجید را حافظ بودند و ہمہ وقت بہ تلاوت شریفہ رطب اللسان میمانند، چون حضرت ایشان بہ دہلی تشریف آوردند در رمضان برائے استماع قرآن مجید بہ خانقاہ شریف میآمدند و از حقائق صلاۃ و قرآن و کعبہ لطفہا می برداشتند و در حلقہ شریک شدہ از کیفیات توجہات پیر و مرشد خود بردمندی شدند، بہ عمر ہفتاد و سہ سال رسیدہ بہ روز جمعہ سوم ربیع الآخر ۱۳۱۶ھ رحلت نمودند و بہ جوار حضرت محدثین دہلی بہ قدس اللہ امرار ہم در گورستان مہندیان مدفون شدند رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

بعد از پدر خود (سید محمد) امام مسجد جامع بودند۔ در اوائل احوال از استماع

سید احمد شمس العلماء

اقوال مخالفان بر حضرت ایشان چیزے ایرادت می گرفتند۔ اما در اوائل احوال از جان و دل مخلص حضرت ایشان شدہ بودند بیعت از مولانا فضل رحمان گنج مراد آبادی بودند چون نزد حضرت ایشان میآمدند نزد خود ایشان را جائے می دادند، نظرًا لسیادتہ۔ بعد از وفات حضرت ایشان نگہانی تعمیر مزار حضرت شاہ گلشن کردند و بہایان برادران بانہایت محبت پیش میآمدند۔ وفات ایشان بہ روز چہار شنبہ ۲۴ شوال ۱۳۶۶ھ (۱۹ ستمبر ۱۹۴۷ھ) واقع شد و متصل بہ مسجد جامع در گوشہ شمال غربی مدفون شدند۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

بعض افراد ایشان را سید محمد حسن نیز گویند۔ ایشان حافظ قرآن و امام عید گاہ

سید محمد امام عید گاہ

دہلی بودند۔ عجب مرد پاکیزہ صورت و پاکیزہ سیرت بودند۔ وقتے کہ حضرت

ایشان در تراویح امامت می کردند، ایشان به خانقاه شریف می آمدند و لطفهای برداشتند، وفات ایشان بیستم ربیع الاول ۱۳۳۴ هجری شده و در جوار سید حسن رسول نما مدفون شدند، به روز سوم در مدرسه حسین بخش جلسه فاتحه و دستار بندی و جانشینی فرزند ایشان سید طاہر حسن بود، حضرت ایشان تشریف بردند و بر سر طاہر حسن دستار بستند و بر لے پدرش دعائے مغفرت کردند، وے از حضرت ایشان بیعت شد۔ رحمہما اللہ ورضی عنہما۔

مولانا محمود الحسن | ایشان صدر مدرس مدرسہ دیوبند بودند۔ در ۱۳۲۹ هجری قیام حضرت ایشان بر لے چند ماہ در میرٹھ بود۔ در ان ایام روزے صبا حاجت مولانا برائے ملاقات آمدند حضرت ایشان به وجہ احسن با ایشان ملاقات کردند و از انداز یک ساعت مدت ملاقات طول کشید۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

مولانا مفتی عزیز الرحمن | ایشان خلیفہ شاہ رفیع الدین دیوبندی بودند و شاہ رفیع الدین از خلفائے حضرت شاہ عبدالغنی محدث دارالہجرہ بودند۔ مولوی حافظ کفایت اللہ در ان روزہا تفسیر منظر ہی پیش حضرت ایشان می خواند تا حضرت ایشان آن را تصحیح فرمایند و وے از مفتی صاحب بیعت بود۔ حافظ کفایت اللہ بیان می کرد کہ روزے جناب مفتی صبا برائے ملاقات نزد حضرت ایشان رفتند و من در رفاقت ایشان بودم حضرت ایشان بر لے مفتی صاحب بر جاعے خود ایستادند و بسیار به محبت ملاقات کردند چہمان ہر دو حضرات اشکبار بود۔ عاجز گوید جناب مفتی صاحب نسبت مبارکہ را با خود آوردند و حضرت ایشان را به خود کشیدند۔ و حافظ کفایت اللہ بیان کرد کہ بعد از چند وقت جناب مولانا محمود الحسن و جناب مفتی عزیز الرحمن باز برائے ملاقات حضرت ایشان رفتند و من در خدمت آنها بودم۔ ہر سہ حضرات بسیار پُر از محبت ملاقات کردند جناب مفتی عتیق الرحمن فرزند جناب مفتی عزیز الرحمن به عاجز گفتہ اند کہ در سال سی یا سی و یک حضرت والدہم بہ دہلی تشریف آوردند و با حضرت ایشان ملاقات کردند۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

مولانا احمد حسین خان امر وہوی | مؤلف جواہر مجددیہ و جواہر معصومیہ و جامع گران مایہ ثنویات مترجم حضرات القدس اند شاگرد مولانا سید احمد حسن امر وہوی

و خلیفہ والد خود عباس علی خان بودند۔ عجب مرد کامل و فاضل بودند۔ در سال سی و سہ از آیت چہارم در محفل نکاح خواہر کلاں این عاجز شریک شدند۔ از ملاقات ایشان حضرت ایشان بسیار خوشی شدند بعد از نماز جمعہ در خانقاه شریف وعظ کردند حضرت ایشان دوزانوشتہ از اول تا آخر استماع فرمودند و بسیار خوش شدند۔ عاجز در ان ایام خورشال بود ہر چہ نوشتہ از مخلصین پاک نہاد شنیدہ و نوشتہ ایشان می گفتند

کہ در وعظ مولوی صاحب اثرے بود۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

مولانا عبدالکافی الہ آبادی | در نکاح ہمیشہ محترمہ شریک شدند و بہ صباحش چون قوالان بادف غزل خوانند و بر حاضرین کیفیات مبارکہ ظہور کرد، ایشان نیز شریک بودند۔ عجب مرد مبارک و صالح بود۔ سہ ماے رشد و صلاح بر ایشان ظاہر و باہر بود۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

قاری عبدالرحمن الہ آبادی | ایشان برادر خورد قاری عبداللہ شیخ القرامکہ مکرّمہ بودند۔ در حفلہ نکاح خواہر کلان آمدند۔ حضرت ایشان از آمد ایشان خوش شدند۔ حضرت ایشان می فرمودند کہ قاری عبداللہ شاگرد من است۔ در مکہ مکرمہ از کتاب ہا خواندہ۔ رحمہما اللہ ورضی عنہما۔

مولانا نور احمد سپہری | از امر تسر عجب مرد صالح بود۔ از اعمال صالحہ ایشان کہ ہمیشہ یاد خواہد ماند طبع کردن مکتوبات قدسی آیات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ

احمد فاروقی است۔ در ۱۳۳۴ھ از طباعت مکتوبات شریفہ فارغ شدہ اند۔ از حضرت سیدی الوالد بیعت بودند۔ از مکتوبات مبارکہ چند نسخہائے قلمی نزد حضرت ایشان بود و مولوی نور احمد در تصحیح مکتوبات آن نسخہ را پیش روئے خود داشتہ بود و در بعض جا ہا از حضرت ایشان استفسار نیز می کرد۔ در نکاح ہمیشہ کلان مولوی صاحب آمدہ بودند۔ بہ صباح آن شب از علما و مشائخ و عمائدین و مخلصین خانقاہ شریف پُربود و حضرت ایشان با واردین مصروف کلام بودند کہ دوسہ قوال (خوانندگان نعتہا) آمدند و خواہش کردند کہ چیزے بادف بخوانند۔ حضرت ایشان متصل بہ صحن مسجد شریف نشستند و قوالان نعتے خواندند۔ مولوی نور احمد متحیر ماند و قدرے دور تر نشست آن وقت عجب کیفی بر حاضرین طاری گشت و صدائے آہ و بکا و اللہ و یا ہوا ز چہا راطراف بلند شد۔ ملا عبدالجلیم آخوندزادہ کہ از اخصّ خواص بود بہ وجد درآمد و بہ آواز بلند گفت۔ سبحان اللہ، حضرت ایشان را چہ پایہ بلند در طریقہ چشتیہ است۔ مولوی نور احمد کہ منقبض الصدر دور تر نشسته بود مورد نظر فیض اثر حضرت ایشان گشت۔ حضرت ایشان بہ وے فرمودند: "نور احمد بیا۔ امروز دریائے رحمت در جوش است اگر کافر صد سالہ باشد مسلمان گردد" بہ استماع این کلام انقباض وے دور شد و در محفل شریک شد۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔ عاجز یاد نہ دار و نہ از کسے شنید کہ غیب ازین روز گاہے حضرت ایشان سماع بادف شنیدہ باشند۔

حکیمان خاندان شریفی | حکیم شریف خان از اولاد حضرت عبید اللہ احقر قدس سرہ از اطبائے مشہور بودہ۔ از اولاد ایشان حکیم محمود خان و سپران ایشان

عبدالمجید خان و واصل خان و حافظ محمد اجل خان را شهرت زیاد حاصل است۔ در ایامیکه حضرت ایشان از عربین شریفین بدہلی تشریف آوردند محمود خان کلان سال مؤمن بودہ۔ وے از دل و جان معتقد حضرت ایشان شدہ۔ اکثر بہ مردمان می گفت: "ما حضرت صحابہ رضی اللہ عنہم را نہ دیدہ ایم البتہ احوال مبارک ایشان را شنیدہ ایم و خواندہ ایم۔ اگر کسے خواہش دارد کہ اثرے از ان احوال مبارکہ دریا بد پس بہ خانقاہ شریف برود و بہ چشم سر ببیند" فرزند کلانش عبدالمجید خان را با حضرت ایشان ارتباط و تعلقے بود و تا وقتے کہ بہ قید حیات ماند خدمت معالجه وے می کرد۔ بہ دوران این خدمت یک لطیفہ نیز پیش آمدہ و بیانش چنین است کہ حکیم صاحب نسخہ تجویز کردند حضرت ایشان بر رقعہ اظہار اختلاف کرده بہ ایشان ارسال کردند ایشان تحت تحریر حضرت ایشان این معنی نوشتہ اند: حضرت والا، پروردگار درین فن مرابصیرت عنایت کردہ بہ مثلنے کہ حضرت شمارا در علم باطن عطا کردہ" عاجز این رقعہ را خواندہ است۔ راست است کہ اصحاب کمال را شانے می باشد بر صفحہ ۱۵۵ نیز بیان حکیم صاحب در ذکر فتویٰ کفر شدہ است۔ حضرت ایشان را نیز با افراد این خاندان ارتباط و مودت بود۔ نام بہ یاد عاجز نہ ماندہ کہ واصل خان بود با غلام رضا خان یا دیگرے۔ چون وے حج کردہ بدہلی رسید حضرت ایشان برائے تقدیم ہدیہ تبریک بہ محطہ قطار آہن (استاسیون) تشریف بردند، و این گونہ شرف بہ کسے دیگر حاصل نہ شدہ۔ چونکہ واصل خان بہ امور باطنیہ نیز قدسے مائل بود لہذا حضرت ایشان بیشتر واصل خان را بہ پیرزادہ یاد می کردند۔ بہ روز جمعہ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲ ہجری (۲۰ جنوری ۱۹۲۲ء) حکیم محمد اجل خان با ڈاکٹر مختار احمد انصاری و حاجی عبدالغفار علی جان نزد حضرت ایشان آمدند و حضرت ایشان برائے معاونت مملکت ترکیہ یک ہزار و پنچ صد روپیہ بہ آنها دادند۔ وقتے کہ حکیم محمد اجل خان نکاح اولاد خود کردند حضرت ایشان بہ شریف منزل رفتند و شریک محفل از دوران شدند۔

رحمہم اللہ و رضی عنہم اجمعین۔

خاندان خانان | عبدالرحیم خان فرزند محمد تقی خان و کرم اللہ خان فرزند آغا جان حقیقی ابنار العم بودند۔ بود و باش ایشان در یک کلان حویلی در علاقہ ٹیما محل بود۔ ماہین ایشان بہ نوعے محبت بود کہ در برادران حقیقی کم دیدہ شدہ کرم اللہ خان مشہور بہ نشی نئے خان از خصوصی مخلصان حضرت ایشان بود، در تعمیر خانقاہ شریف مددگار و معاون حاجی فیض اللہ بود۔ در ۱۳۳۵ھ از وجہ علالت نقاہت طاقت حرکت نہ داشت، چون حضرت ایشان قصد کوٹہ کردند خان صاحب در فینس برائے تودیع خود را بہ محطہ قطار آہن رساند چون کہ طاقت نشستن نہ داشت۔ در فینس دراز کشیدہ بود۔ در محطہ حضرت ایشان نزد خان صاحب رفتند۔ ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند خان صاحب دست مبارک را گرفتہ

برچشان خود نہاد۔ و بوسہ داد۔ وَكَانَ ذَاكَ آخِرَ عَهْدِهِ بِالْمُرْشِدِ۔ از کوثر حضرت ایشان در مکتوبے بہ مولوی بخش اللہ نوشتند: "از احوال ضعف و نقاہت خان صاحب کہ طاقتِ گفتار ہم نہ ماندہ و نجیدہ شدم نسبت بہ مزار قبلہ عالم حضرت سید نور محمد بدایونی آن چہ لرے خان صاحب است لرے من نیز ہمان است۔ حاجی عبدالغنی و حافظ عبدالحکیم را خبر کنید۔"

وَكَانَ عَلَى الدَّهْرِ وَمَعْوَانًا لِّذِي آمَلٍ
يَرْجُو نَدَاكَ فَإِنَّ الْمُحْرَمَ مَعْوَانٌ

اگر کسے مصداق این شعر است، آن خان صاحب است، چون وفات خان صاحب شد بہ مولوی بدرالاسلام دہلوی نوشتند۔ از خبر انتقال خان صاحب ہمہ مایان را رنجے رسید کہ بیانش چہ کنم۔ ایشان را فرزند نیست۔ اہلیہ و خواہر و برادر زادہ دارند۔ شہا و عبدالحکیم رفتہ از جانب ما ہمہ تعزیت کنید۔ امروز گزارفتہ عزیزان خبرے نیست۔ فرماست درین بزم زما ہم اثرے نیست اللہ تعالیٰ ایشان را غریقِ رحمت سازد و تمام گناہان ایشان را معاف کند و جاے ایشان در جنت کند والسلام پچشنبہ ۳ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ (۱۷ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

برادرش عبدالرحیم خان اگر چہ بیعت نہ بود لیکن بہ عقیدت و محبت از میدان گویے سبقت برودہ بود چون وقتِ آخرش رسید بہ ہوشی برے غالب شد و چون قدرے بہ ہوش می آمد می گفت "قلم دوات بیار و حساب بدہ" خان صاحب ازین احوال پریشان شدہ بہ درگاہ خیر عالم رجوع کرد و حضرت ایشان با خان صاحب بہ خانہ اش رفتند۔ نزد عبدالرحیم خان قدرے مراقب شدند۔ و بازا ایشان را بہ مبارک دستہائے خود حرکت دادند و سہ بار "خان صاحب" گفتند۔ بہ نوبت سوم خان صاحب بہ ہوش آمدند۔ و دست مبارک حضرت ایشان را گرفتہ اظہارِ نیاز مندی و عاجزی کردند۔ حضرت ایشان دست عبدالرحیم خان را در دست مبارک خود گرفتہ توبہ اش دادند و استغفار و کلمہ توحید و کلمہ شہادت تلقین فرمودند و ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند۔ و چون قصد مراجعت فرمودند، خان صاحب دست مبارک بہ دست خود گرفتہ بر شیم خود نہاد و بوسہ داد و عرض کرد حضرت والا، شہا عاقبت مراد دست کردید چون حضرت ایشان بہ خانقاہ شریف رسیدند یک شعر آرد و از غلام امام شہید خواندند، مفہوش بہ این طور است "غلامانِ سچھائے مدینہ صلوات اللہ و سلامہ علیہ تا این ایام صدم و ہائے صد سالہ را در آنے حیاتِ طیبہ می بخشند" و بازا اشعار خود سہ شعر آرد و خواندند و مفہوم آن بہ این طور است: "اگر از دل پر وہ غفلت برداشتہ شود، دل را از خود دوام حضور نصیب گردد۔ حبیب حضرت موسیٰ علیہ السلام محبت حضرت احمد دست۔ برق طور از خود در تلاش جبل احد است۔ این خانہ از فیوض عمر روشن است،"

از خود در سیدہ خیر نور نیست“ اثرے کہ بر عبد الرحیم خان شد اہل خاندانش را بہ صدقِ دل مخلص و غلام حضرت ایشان ساخت۔ دو پاسہ روز خان صاحب زندہ ماند۔ درین دوران چون بہ ہوش می آمد می گفت “ نماز اوقت شدہ۔ جائے نماز و آفتابہ و لکن بیارید “ سُبْحَانَ اللَّهِ الَّذِي يُقَلِّبُ قُلُوبَ الْعِبَادِ كَيْفَ شَاءَ بِسْرَسِ عَبْدِ الْمَجِيدِ خَانَ خَوَاجَةَ زِدْ دَجَانَ مُنْتَقِدِ حَضْرَتِ اِيْشَانِ بُوْدُ الشَّرِيْ كُفْتُ “ از یاد ایشان یاد سلف صحابہ تازہ می شود و دور حضرت صحابہ یادی آید “ وے جنازہ پدر خود را بہ خانقاہ شریف آورد تا حضرت ایشان امامت فرمایند حضرت ایشان در نماز جنارہ قدرے وقفہ دادند و فرمودند درین تاخیر فائدہ خان صاحب بود و باز امامت فرمودند۔ رحم الله جميع افراد هذه العائلة ورضى عنهم۔

برائے ملاقات و زیارت حضرت ایشان خلق خدا از اطراف و جوانب می آمد عاجز
زائرین آخرین نام چند افرادی نو سید مولانا عبد الباری فرنگی محلی، خواجہ حسن نظامی (مستور فطرت) مولانا ظفر علی خان مدیر روزنامہ زمیندار۔ ڈپٹی محبوب عالم۔ مصباح الدین حقی۔ پیرزادہ مظفر احمد۔ مولوی عبدالاحد مالک مطیع مجتہائی و شرف الدین سورتی کتبی در سال بست و دو یا بست و سہ از ماہ چہار و ہم بہ خدمت مبارکہ رسید و بیعت شد و از طریقہ اتباع سنت متاثر شد و فیما بعد بہ نجد و حجاز رفت و در عقائد متبع محمد بن عبد الوہاب شد و علی رنسانیل کہ فی ما بعد از اکابر تجار شد۔ وے بیان می کرد کہ در سال بست یا یک دو سال بعد بہ خدمت حضرت ایشان بہ وہلی حاضر شدم۔ در ان ایام اموال و دولت نہ داشتیم در خانقاہ شریف احتفالے بود من در او اخیر صفوف نشستم کہ قریب تر بہ جائے جفت کشیدن بود چون محفل اختتام یافت حضرت ایشان بہ مخلص فرمودند۔ در او اخر صفوف شخصے نشسته است ویرا بیار چنان چہ وے مرا بہ خدمت مبارکہ رساند و من بیعت شدم و حاجی محمد صدیق بلوچ مستنگی خلیفہ ملائی محمد قندھاری کہ سلسلہ طریقتش بہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ می رسد۔ وغیر ہم۔

در فصل دوم از کتاب الرقاق مشکات از احمد و ابن ماجہ نقل است
نبذة من الکرامات کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ خدائے تعالی می گوید، اے فرزند آدم از مہمات و مشاغل دنیویہ فارغ شو برائے عبادت من، پیر کنم سیدہ ترا بہ عنائے بہ بے نیازی از خلق، و اگر برائے عبادت من خود را فارغ نہ سازی، پیر کنم دست ترا بہ اشغال گوناگون و در نہ بندم فقر و احتیاج ترا، حاجت سیدہ مبارکہ و خانہ قلب مطہر حضرت ایشان قدس سرہ یکسر از برائے عبادت پروردگار فارغ شدہ بود لہذا کارہائے دنیویہ را کار ساز حقیقی از خود جرمی داد و دو سال قبل از واقعہ وفات کارے از قوانین حکومتی در پیش آمد۔ عاجز دید کہ مہنتے از الہ آباد برائے زیارت آمد۔ وے از

انگلستان قانون خواندہ آمدہ بود۔ برائے کار حضرت ایشان دو شب حاضر شد و باز دیدہ نہ شد و شبے دونفر از علماء حاضر شد و بیان کردند کہ ما از مولانا عبدالحق خیر آبادی معقولات خواندہ ایم و ایشان در اظہار علمیت خود مشغول شدہ ہمدردان وقت از رامپور مولوی سردار احمد وکیل مجددی رسیدند حضرت ایشان فرمودند: "بیا سردار احمد و بشنو کہ این دونفر چہ می گویند۔ مولوی سردار احمد رحمہ اللہ از روئے لباس و ہیئت و صورت از زمرہ علماء معلوم نہ می شد۔ صورت ظاہر ایشان را دیدہ آن دونفر مصروف اطراف تعریفیات خود شدند۔ سردار احمد متبتم بود و حضرت ایشان خاموش۔ چون آن دونفر از ادعا ہا فارغ گشتند مولوی سردار احمد بر کلام ایشان بہ نوعی مواخذہا کردند کہ طاقت دم زدن برائے ایشان نہ ماند و واجہ مساکت ماندند۔ مولوی سردار احمد در آخر بہ ایشان گفت شمایان را نسبت بہ مولانا عبدالحق نیست۔ من بہ خدمت ایشان سالہا ماندہ ام۔ اگر چیزے دارید بیان کنید۔ این شنیدہ آن دونفر کبیدہ و شرمندہ رخصت شدند و اظہار کفی اللہ المؤمنین القتال شد۔ و عجب تر واقعہ آن بود کہ در میرٹھ حضرت ایشان بیان یک واقعہ کردند۔ یکے از علماء گفت این واقعہ درست نیست۔ بہ ہمان وقت مولوی شمس الدین و حافظ اشفاق الہی بہ خدمت مبارکہ رسیدند۔ ہر دو افراد از شاہدان آن واقعہ بودند و مولوی شمس الدین بیان واقعہ در خدمت شریف کردہ بود و حضرت ایشان رو بہ سوئے ایشان کردہ فرمودند: اے عزیز جواب بدہ۔ مولوی شمس الدین حقیقت را بیان کرد: "وَ كَانَ عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ" را اظہار شد۔ و عجب تر واقعہ آن بود کہ معمول حضرت ایشان بود کہ در عمارت دروازہ غربی خانقاہ شریف بر تخت می نشستند و بہ مطالعہ کتاب یا ذکر شریف مصروف می شدند چون کہ دروازہ مفتوح می بود در بان بہ جہت شارع نشستہ می بود تا سہ در نیاید روزے یک پشادری کہ افسر پولیس برتری بود، چیزے استخفاف کردہ در گزشت، حضرت ایشان روئے خود را برگشتانندہ لاجل خواندند بہ روز دوم نیز این صورت پیش آمد۔ بہ روز سوم واقعہ عجیبہ روئے داد کہ حضرت ایشان بر تخت نشستہ بودند و آن شقی بید خود را چرخ دادہ بہ شان فرعونیت تمسخر کنان از پیش دروازہ می گزشت کہ از جانب دیگر یک دیوانہ فرزانہ نمودار شد و دست در گریبان پشادری انداخت و در طرفتہ العین ویرا برداشتہ بر روئے زمین زد و بر سینہ وے نشستہ چند لکلمات شدیدہ زد و بہ آخر بر رویش بُصاق انداخت و متانہ وار بر خاست و برفت۔ بعد ازین آن شقی دیدہ نہ شد۔ فَقَطِّعْ دَايِرَ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

بادشہ کشور افلاک دل
پیر و فاسخ ده ناقصان
قطب درین کرۂ اطلاق گل
زوبرو نورسہ کامان

راست بود ہر سخن راستان کا مدہ از صدق بود داستان

تبعاً لسنن سادۃ المشائخ عاجز چند کراماتِ حضرت ایشان می نویسد۔

یک پادری وزن فے حضرت ایشان در باغ روشن آرا بر مصطبه قبلہ روز چہار زانو نشسته مصروف ذکر شریف بودند۔ و ماہر سہ برادر در مرعزار بہ کرہ بازی مشغول بودیم۔ عاجز ملاحظہ کرد کہ یک زن و مرد از انگلیسہا قریب مصطبه رسیدہ کلاہ خود را در دست گرفتہ بہ ادب تمام جانب حضرت ایشان سر ہائے خود را انحنادادند حضرت ایشان را چشم مبارک بند بود۔ انگلیسہا بہ ادب دست بستہ استادہ ماندند۔ این کیفیت را چون عاجز ملاحظہ کرد و دیدہ نزد حضرت ایشان رسید۔ حضرت ایشان بہ آواز قدم این عاجز چشمہا کشادہ فرمودند: "زید چہ شدہ" عاجز عرض کرد: "جنابا یک انگلیسی و یک میم بہ انتظار حضرت شما استادہ اند۔ حضرت ایشان بہ جہت ایشان ملتفت شدند۔ و ایشان سر ہائے خود را انحنادادہ احترام بجا آوردند۔ حضرت ایشان پرسیدند: چہ می گوئید، مرد انگلیزی عرض کرد، آیا مایان نزد شما بیائیم؟ فرمودند: بیائید۔ چنان چہ ہر دو نزد حضرت ایشان رسیدہ اذلا زانو ہائے خود را بر زمین نہادہ و سر ہائے خود را انحنادادہ احترام بجا آوردند و باز مرد انگلیزی استفسار کرد۔ شما چہ کاری کنید۔ حضرت ایشان فرمودند: "بندگان خدا را نام خدا نشان می دہم" انگلیزی کلام حضرت ایشان را نہ فہمید و بہ سوئے عاجز نظر کرد۔ اگر چہ عاجز انگلیزی نہ می داند لیکن تعبیر بعض مطالب بہ نوعی می کند۔ چنانچہ عاجز بہ وے گفت کہ حضرت ایشان پیشوائے مذہبی مسلمانان اند۔ چون از عاجز این سخن شنیدند ہر دو احتراماً سر ہائے خود را پست کردہ احترام بجا آوردند۔ باز مرد انگلیزی گفت من از فرقہ "بروتانت" یک پادری ام و این زن عیال من است۔ و بعد از چند دقیقہ ہر دو رخصت شدند۔ چون می رفتند تا سر مصطبه بہ رجعت تہقیری رفتند و باز استادہ سر ہارا انحنادادہ تہجہ بہ جا آوردہ بہ ادب باز گشتند۔

یک انگلیزی حضرت ایشان سالہا برائے تفریح بہ کوہے می رفتند کہ بہ جہت شمال غربی شہر تدمیم دہلی واقع است۔ این کوہ شمالاً جنوباً واقع است و بر سر کوہ شارع است جہت شمالی را "ہاوتما" و جہت جنوبی را "فتح گڑھ" می گویند۔ روزے در باوٹہ بر مصطبه حضرت ایشان قبلہ رو مصروف عبادت و ذکر بودند و مایان بہ سیر و تفریح مشغول بودیم ہمراہ مایان ملا صاحب خان قمبرانی بود۔ مایان تدمیم کہ یک افرنگی در پس درختان خود بہ نوعی استادہ شد کہ اگر حضرت ایشان چشم واکند وے بہ نظر نیاید و باز وے کلاہ خود در دست گرفت و سر خود را بہ جانب حضرت ایشان انحناداد و بہ ادب استادہ شد و از زمین

برگہائے درخت حضرت ایشان رامی دید بہ اندازہ وہ یا پانزدہ دقیقہ برین کیفیت ماند و باز دوسر بار بہ جناب حضرت ایشان سر خود را پست کرد و چند قدم رجعت قہقری کردہ را خود گرفت، این کیفیت را از اول تا آخر عاجز و ملا صاحب خان دید۔ **وَلِلّٰہِ فِی عِبَادَہٖ شُکْرٌ**۔

بہ او آخر محرم ۱۳۹۰ھ در گھوڑی از توابع اعظم گڑھ در خانہ استادی مولانا محمد عمر، جناب مولانا سید عبدالجلیل درج ذیل واقعہ بیان کردند:

منتخبے راتویخ کردن
در ایامی کہ من بہ کونٹھی رقم یک افغانی در کونٹہ بہ خدمت حضرت ایشان رسید، وے بسیار تنگ دست و پریشان حال بود۔ روزے بہ قصد خودکشی بالائے "کوہِ مُردار" رفت۔ این کوہ بسیار بلند است و متصل بہ "کاسیان" جہت شرق واقع است۔ وے ارادہ کرد کہ از بالائے کوہ خود را بیفکند، ہمینکہ ارادہ جست و نون کرد کہ از عقب ویرا محکم گرفت۔ چون بہ جانب گیرندہ نظر کرد جناب حضرت صاحب راقائم یافت جہت ایشان ویرا بہ قہر فرمودند۔ اے جبیت تو شرم بہ داری و از زن ہم دُون ہمت شدی کہ خود را می کشی، باز چند درہم بہ وے دادند و فرمودند برو یک تیشہ در لیمان بگیر قوتِ حلال بہ فروختن ہمیزم حاصل کن۔ مولوی صاحب گفتند این واقعہ را خود آن شخص بہ من بیان کرد کہ قصہ را نتخار کردہ بود۔

حضرت ایشان یک سال ملا صاحب خان را برائے خدمت خواہر کبریٰ بہ قصور فرستادند، بیرون شہر قصور قبرے بود۔ اہالی

ملا صاحب خان تمبرانی
آن جا ہر سال عرس صاحب قبری کردند ملا صاحب خان برادر رضاعی این عاجز بود۔ وے بیان کرد کہ من نیز برائے سیر بہ آن جا رفتم و دیدم کہ ہزاران مرد و زن آن جا مجتمع شدہ اند، و جا بہ جا مجالس شرب و رقص برپا است و فسق و فجور را رواج تام حاصل است۔ بہ روز سیوم از دہلی مکتوب حضرت ایشان بہ نام من رسید نوشتہ بودند: "آیا تر برائے فسق و فجور و خباثت فرستادہ ایم؟" بہ رسیدن این خط تو بہا کردم و پس ازان روز بیچ گاہ بہ چنین مجالس نہ رفتم۔

ساکن النوب شہر از توابع بلند شہر بہ عاجز بیان کرد کہ در خدمت حضرت ایشان **سید احمد حسین** بہ چراغ دہلی "رفتم، چون حضرت ایشان از مزار پرنوار حضرت نصیر الدین قدس سرہ

بازی گشتند، من در پس حضرت ایشان روان بودم بر من احوالے طاری شد و دوران احوال من قدرے ازان خاک پاک برداشتم کہ پائے مبارک حضرت ایشان بران نہادہ شدہ بود۔ چون بہ خانہ رسیدم آن مبارک خاک را خوب سائیدہ در یک کلمہ انداختم و با کحل خلط کردم و آمیزش را دم و آن را استعمال می کردم۔ چون بہ سلسلہ خدمتی حکومت بہ شہر لوپا رسیدم آن جا یک شخص بہ من گفت کہ بنیانی چشم من

رو بہ زوال است، ہر چند علاج کروم فائدہ نہ شد۔ من آن شخص را قدرے ازان کھل واوم۔ عجب لطف پروردگار را ظہور شد کہ بینائی وے کاملاً عود کرد۔ عاجز گوید کہ امام نووی در باب الرخصة فی التخلف عن الجماعة از شرح صحیح مسلم در حدیث عثمان بیان فوائد کرده و نوشتہ۔ ومنها التبرک بالصالحین اثارہم الخ حق تعالی سید احمد حسین را بصیرت عنایت کرد و قبض قبضۃ من آخر المرشد الکامل وانتفع بہا، و سید احمد حسین این ہم بیان کرد کہ در پونا نزدیک مولوی صاحب می نشستم و بہ ذکر شریف مشغول می شدم۔ از کونہ حضرت ایشان تحریر فرمودند۔ در وظیفہ تو کہ ورت بہ نظر درمی آید۔ آیا نزد بد عقیدہ افسردمی نشینی من متحیر ماندم کہ کدام شخص بد عقیدہ است و حسب معمول نزد مولوی صاحب رتم، وقتے نہ گزشت کہ شخصے با چیزے از شیرینی نزد مولوی صاحب آمد و گفت، این شیرینی برائے فاتحہ حضرت پیران پیر سیدنا عبدالقادر قدس سرہ آورده ام۔ شما فاتحہ خواندہ ایصال ثواب بکنید۔ مولوی صاحب گفت۔ این ہمہ بیکار است و ما این رائہ می کنیم، وقتیکہ من از مولوی صاحب این سخن شنیدم و انستم کہ شخص بد عقیدہ ہے است و از صحبت وے کنارہ کشیدم و در باطن خود حلاوت و تازگی محسوس کردم۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔ از قریہ منغل، یاخیل، کٹواڑ مخلص پاک باطن بود۔ وسیعہا کرد کہ برہج حضرت ایشان **ملاطیب** تلاوت قرآن مجید کند۔ روزے حضرت ایشان در حلقہ فرمودند۔ آیا طیب وفات کردہ حاضرین اظہار را علمی خود کردند و آن روز و تاریخ را محفوظ کردند و بعد از چند روز خبر وفات طیب رسید و بہ ہمان روز و تاریخ وفات وے شدہ بود کہ حضرت ایشان بہ آن روز فرمودہ بودند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

بہ روز نہم ذی الحجہ مولوی عبدالسبحان طالب را فرمودند۔ معلوم می شود کہ امروز در **ذکر اضحیہ و منی** منی نحر کردہ می شود۔ مولوی عبدالسبحان آن روز را یاد گرفت چون حجاج آمدند معلوم شد کہ آن روز یوم النحر بود۔

بہ قرب خانقاہ شریف، جہت دروازہ ترکمان عبداللہ خراکار سکونت داشت **عبداللہ خراکار** وے از مخلصین صادقین بود۔ روزے حضرت ایشان در حلقہ فرمودند۔ بینید کہ عبداللہ استادہ است وی گوید کہ جناب شما امامت نماز جنازہ من کنید۔ و حضرت ایشان بہ جہت غرب اشارہ کردند۔ آن وقت مولوی عبدالسبحان و سلیمان پسر عبدالرحمن وغیرہما نشستہ بودند سلیمان بیان کرد کہ مایان بہ جہت غرب دیدیم لیکن چیزے بہ نظر مایان نیامد۔ البتہ مولوی عبدالسبحان طالب گفت کہ من عبداللہ را استادہ یا فتم کہ کفن پوشیدہ بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

روح فتح اللہ | در اوائل این فصل واقعہ فتح اللہ اندر می ندکور شده است۔ وقتیکہ روح فتح اللہ از نفس جسدِ خاکی آزاد شد بہ خدمت حضرت ایشان بہ صورتِ مثالی رسید۔ حضرت ایشان در قیام گاہ خود شریف داشتند۔ از زبانِ مبارک ایشان یکبارگی برآمد: "فتح اللہ بہ خانہ در آمد ویرا بیرون کنید" و بعد از وقفہ ظاہر گشت کہ آن وقت روح فتح اللہ پرواز نموده بود۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

مولانا محمد اسماعیل کاندھلوی | ایشان والد بزرگوار مولانا محمد میمان اند کہ درین فصل بیان ایشان گزشتہ مرد پاک طینت و پاک مشرب بودند۔ در آبادی حضرت نظام الدین قیام داشتند۔ از انجا بہ شہر دہلی۔ علاقہ "تراہا بہرام خان" در "مسجد شریف خرا" آمدند و بہ چہارم شوال ۱۳۱۵ھ (۲۶ فروری ۱۸۹۸ء) رحلت فرمودند۔ آن وقت حضرت ایشان بہ حلقہ مصروف بودند۔ ناگاہ دستِ راست را بالا کرده بہ حاضرین فرمودند۔ بینید کہ روح مرد نیک پروازی کند۔ اشارہ دست مبارک بہ جہت ہمان مسجد شریف بود۔ مخلصین چون معلومات فراہم آوردند معلوم شد کہ جناب مولانا رحلت کرده۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

یک پہلوان شناور | روزے حضرت ایشان در خانقاہ شریف نشستہ بودند و عبدالرحیم متری دیگر افراد موجود بودند۔ نظر مبارک حضرت ایشان بہ سوے آسمان بلند شد۔ فرمودند۔ روح صالحی را ملائکہ می برند۔ چون مخلصین برخاستند۔ دریافت نمودند کہ یک پہلوان شناور فوت کردہ اگرچہ این شخص چندان از اہل صلاح و اصحابِ قلوب نہ بود اما بہ ایام طغیانِ رُود و جہانزد و قلعه شاہجہانی می استاد و غرقی را از آب می کشید و صدہا افراد را سببِ حیات گشتہ بود و افسوس کہ نام این پاک مرد از یاد عاجز رفتہ، رحمہ اللہ ایتاگان ورضی عنہ۔

حکیم نور الدین قادیانی | در آیامیکہ نور الدین در دائرہ اسلام داخل بود بہ حرمین شریفین آمد و وہاں شرفا رفتہ بود و آن جا با حضرت ایشان ملاقات کردہ بود چون نوبت شقاوتش در رسید اتباعِ غلام قادیان اختیار کردہ گمراہ شد۔ در آن ایام وے مکتوبے بہ حضرت ایشان نوشتہ است روزے حضرت ایشان فرمودند: "حکیم نور الدین بہ من مکتوبے ارسال کردہ بود۔ در آن خط آن ایام را ملاقات ہارا کہ در مکہ گذرانیدہ بود، یاد کردہ بود و نوشتہ بود حضور، مرا خواہند شناخت ان شالہ فراموش نہ کردہ باشند۔ چون کہ وے قادیانی شدہ بود ازین وجہ بہ وے جواب نہ نوشتم" و باز حضرت ایشان فرمودند: "پروردگارا از شہ علم محفوظ دارد۔ نور الدین کہ مرد عالم و دانا بود چہ طور گمراہ گشت" در آن ایام حضرت ایشان در مدرسہ مولوی عبدالرب واقع "گندہ نالا" نماز جمعہ می خواندند و بعد از نماز با استادی

حضرت مولانا عبدالعلی صحبت می داشتند از اصحاب قلوب مسجد شریف پُرمی شدنوبتے بعد از نماز جموعہ بہ ساعت دو نیم از زبان مبارک حضرت ایشان بہ آواز بلند برآمد "حالا ہم اگر تائب شوں برایش بہتر است" تمام افراد کہ در مسجد شریف بودند این کلام حضرت ایشان را شنیدند لیکن کہے نہ توانست کہ وہاحت طلب کند در سامعین مولوی عبدالسبحان طالب، مولوی عبدالعزیز کھٹنوی، شیخ عبدالباری جوہری تو مسلم ہم بودند بہ جمعہ دیگر چون حضرت ایشان از نماز فارغ شدند و محفل اہل قلوب بیاراست مولوی عبدالسبحان حرکت کردہ قدرے قریب تر شد، حضرت ایشان فرمودند "بگو عبدالسبحان چہ می گوئی" وہ عرض کرد بہ جمعہ گزشتہ حضرت شہا فرمودہ بودید۔ حالاً ہم اگر تائب شوں برایش بہتر است۔ در آن لحظات حکیم نورالدین بہ احوال سکرات بود۔ تمام اہل محفل و حضرات علماء، مولوی عبدالعلی، مولوی محمد شفیع، مولوی حکیم جی منظر اللہ، مولوی عبدالملک کہ در آن ایام امام مسجد شریف بود۔ کلام مولوی عبدالسبحان را شنیدہ متحیر ماندند، حضرت ایشان چند دقائق سکوت کردہ فرمودند "خداوند کریم را این تار برقی است" تا زمانے کہ مولوی عبدالعزیز و شیخ عبدالباری بہ حیات ماندند بیان این واقعہ رامی کردند۔ مولوی عبدالسبحان نیز بیان این واقعہ می کرد و از آن روز در اخلاص و اعتقاد و پختگی تمام پیدا شدہ بود۔ ہم اللہ و رضی عنہم از پانی پت بودند و تلاوت قرآن مجید بہ وجہ خوب می کردند حضرت ایشان اگر بہ محفلے می رفتند بہ ایشان می گفتند کہ تلاوت قرآن مجید کنند۔ وقتیکہ سید محمد امام عید گاہ دہلی رحلت کردند و حضرت ایشان بہ مدرسہ حسین بخش در حلقہ تائبین ایشان شریک شدند۔ آن شخصے تلاوت قرآن مجید شروع کرد و از وجہ ناواقفیت تجوید نا درست می خواند، حضرت ایشان وے را منع کردہ بہ قاری فضل الرحمن صدا دادند۔ در آن وقت ساعت یازوہ و پانزودہ دقیقہ گزشتہ بود۔ قاری فضل الرحمن آن وقت بہ پانی پت بود می گفت برائے کارے رفتہ بودم و از آن کار فارغ شدہ قدرے بہ پہلوئے خود دراز گشتم و بہ خواب رفتم و در حالت خواب صدائے حضرت ایشان شنیدم و فی الفور قصد دہلی کردم۔ بعد بہ برادران طریقت این واقعہ را بیان کرد و از برادران طریقت بہ وے معلوم شد کہ آن وقت حضرت ایشان از مدرسہ حسین بخش اورا صدا دادہ بودند این واقعہ صحیحہ ثابتہ امام الاعلیین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ را یاد داد۔

قاری فضل الرحمن

وَإِنِّي خَفِصٌ وَكَرَامَتِهِ فِي قِصَّةِ سَارِيَةِ النَّحْبِ، وَمَنْ يُشَابِهَ أَبَهُ فَمَا ظَلَمَ.
رَحِمَهُ اللَّهُ فَضْلَ الرَّحْمَنِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

مولوی محمد یونس | در ۱۶-۱۴۱۶ھ بیعت شدہ بود و در جامع شاہجہانی اجمیر شریف تا آخر ایام

امام بود۔ دو سال قبل از وفات خود نزد عاجز آمد و بیان کرد، ایک ہندو مسلمان شد و نامش رحیم اللہ بود۔
وے از حضرت ایشان بیعت شد۔ شبے چون از حلقہ فارغ شدند بہ رحیم اللہ گفتند: "تو کیا آموختی؟" وے
یک پیسہ را بہ چیزے سفید کردہ بہ عوض ہشت آنہ صرف کردہ بود۔ و باز حضرت ایشان دیرا چند تپانچہ زدند
و فرمودند برو اولاً چیزے از مسائل بیاموز و باز نزد من بیا۔ چنان چہ رحیم اللہ سفت یا ہشت سال بہ
محنت تمام علم دین خواند و پروردگار ویرا مولوی کرد۔^۲ حکیم حبیب اللہ و مولوی عزیز اللہ از سکھان پٹالہ
بودند کہ اسلام آوردند و بعد از ان نزد سید محمد (حسن) امام عید گاہ دہلی رسیدند تا بہ خدمت حضرت ایشان
بروہ داخل سلسلہ مبارکہ کنند چنان چہ امام صاحب ایشان را آوردند و ہر دو داخل سلسلہ شدند۔ حبیب اللہ
و عزیز اللہ می گفتند کہ ما یان در ہمان ایام نکاح کردہ بودیم و تا ساعت دواز شب در حلقہ شریفہ ذکر شریف
می کردیم و بیچ خیال خانہ بہ دل ما یان نہ می گزشت، و مولوی محمد یونس این واقعہ را ہم بیان کرد کہ من
در حلقہ شریفہ نشستہ بودم در بان از آمد عطا محمد اطلاع داد۔ فرمودند برو و از وے پرسان کن کہ تو بد فعلی
کے کردہ ئی۔ وے چند روز قبل را بیان کرد۔ فرمودند برو و بروے وے چند تپانچہ بہ شدت بزن و
باز بہ حلقہ شریفہ مشغول شدند۔ بہ ساعت دو چون از حلقہ فارغ شدند ویرا طلبیدند و از عصائے خود پنج
یا ہفت بار ویرا بدست خود زدند و فرمودند۔ آن بیعت کہ تو کردہ بودی شکست۔ حالا برو۔ وے بسیار
گریہ وزاری کرد۔ حضرت ایشان پرسیدند کہ بار دیگر از تکاب فعل شنیع نہ خواہی کرد چون وے اقرار کرد۔
بیعتش کردند۔ تَجَاوَزَ اللَّهُ مَعَن سَيِّئَاتِهِ وَرَحِمَهُ۔

در بلوچستان رواج است کہ بزکاح کنندہ عملے می کنند کہ وے ناکارہ می شود و در اصطلاح
ملا سبزل | آن جا این عمل را "عل بند کردن" می گویند۔ ہر ملا سبزل کسے این عمل کردہ بود و وے
از چند سال ناکارہ بود۔ روزے بہ آن وقت بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد کہ قاضی لعل محمد حاضر
بود۔ قاضی صاحب کیفیت سبزل را بیان کرد۔ حضرت ایشان سبزل را رو بہ روے خود نشانندند فرمودند
بہ خانہ برو۔ سبزل می گفت۔ چون بہ خانہ خود کہ از کوئٹہ بہ فاصلہ پنج میل جہت جنوب در سر پایب واقع
است روان شدم در خود حرارتے محسوس کردم و تا وقتے کہ بہ خانہ خود رسیدم اثر بندش بالکل تزلزل شد
بود۔ وَ كَفَرَ اللَّهُ مِنْ لَطْفِ نَحْفِي۔

از نواب زادگان پانی پت و برادر خورد فاخر احمد خان از مخلصین
شاکر احمد خان انصاری | صادق الارادۃ و المحبۃ بود۔ روزے ہمراہ حبیب اللہ پانی پتی
در خدمت حضرت ایشان حاضر شد، حضرت ایشان آن وقت بر تخت خود "دوشالہ" زر و عمدہ پوشیدہ

نشستہ بودند و در دل حبیب اللہ گزشت کہ پیران کے دو شالہ پوشیدہ بر تخت می نشینند، این طریقہ امر است بعد قلیل حضرت ایشان سر مبارک برداشته فرمودند: اگر پیر کے دلق پوشیدہ بر سر خاکستر بنشینند و خیال کنند کہ وے چیزے ہست۔ بدان کہ وے ہیج نیست، و اگر پیر کے دو شالہ پوشیدہ بر تخت بنشینند و خود را ہیج دانند بدان کہ وے چیزے ہست۔ این واقعہ را حبیب اللہ پانی پتی بہ روز جمعہ نہم محرم ۱۳۸۱ھ (۲۳ جون ۱۹۶۱ء) در خانہ محترمہ بمشیرہ وسطی بہ لاہور بیان کرد و گفت کہ مدت پنجاہ سال برین واقعہ گزشتہ من و اما متحیر می مانم کہ حضرت ایشان چه گویند و سوسہ دل را گرفتند۔ و وقتیکہ مایان از حضرت ایشان رخصت گرفتیم۔ در راہ بہ شاکر احمد خان اندیشہ خود را بیان کردم۔ ایشان گفتند لے عزیز این کیفیت از حضرت ایشان گفتی الصبیحہ طاہر و باہر است و مایان کہ حاضر می شویم تمام و ساوس را در کردہ می آئیم۔ رحمہما اللہ و رضی عنہما۔

فرخ علی شاہ

از عالم نواب جانفشان خان است پدرش خان شیرین بود۔ در بلند شہر سکونت داشت در سن ۱۳۳۰ھ (۱۹۱۲ء) خانہ وے را حضرت ایشان بہ ایجا گرفتہ در بلند شہر قیام کردہ بودند۔ در آن آیام فرخ شاہ چہارودہ پانزدہ سالہ بود۔ مادرش و خواہرش بیشتر اوقات نزد حضرت والدہ صاحبہ بہ تیمارداری خواہر کلان مصروف می بودند و وے در خدمت حضرت ایشان می رسید۔ اگر چه صغیر السن بود اما در اعتقاد و محبت راسخ و ثابت بود۔ از دل و جان قائل بزرگی و جلالت شان حضرت ایشان بود۔ از حضرت ایشان بسیار خائف می بود۔ بعد از تقسیم ہند در ۱۳۶۸ھ (۱۹۴۹ء) وے مع فرزند کلان خود بہ خانقاہ شریف آمد و این واقعہ بہ عاجز بیان کرد۔ سالے من در محفل مبارک میلاد شریف شریک شدم و بہ صبح آن مبارک شب برائے ملاقات و دعوت طعام حاضر شدم۔ ہمراہ من یک رفیق نیز بود قبل الحضور بہ وے گفتم۔ ہوش کن کہ در دل خود اعتراضے بر حضرت ایشان نہ کنی ورنہ خود را و مراد خواہی کرد۔ بہ صبح چون شرف دستیابی حاصل کردم حضرت ایشان از والدہ من و از خواہرانم، کوکوجان و بوبوجان استفسار فرمودند و خیریت آنہا پرسیدند۔ بہ ہمین وقت در دل رفیقم گزشت۔ عجب پیرانند کہ استفسار از احوال مادر و خواہران می کنند۔ حضرت ایشان ہمان دم روے خود را جانب رفیقم کردہ بہ قہر گفتند: اے حبیب۔ دیگر شناہا ہم بدہ۔ چون از حضرت ایشان اجازت گرفتہ بیرون برآمدم بہ رفیق طریق گفتم۔ توجہ کردی کہ مور و عتاب گشتی۔ وے بیان خیال فاسد خود کرد و گفت یقینم بر آنچه تو گفتہ بودی نہ بود۔ امتحاناً این خیال فاسد را بد دل خود راہ دادم و رسوا شدم۔ این چنین پیر کامل بہ نظر ہیج گاہ نیامدہ بود۔ رحمہما اللہ و رضی عنہما۔

سفید باز

در کونہ معمول حضرت ایشان بود۔ کما تقدم البیان فی الفصل الاول فی ذکر میر اعظم خان کہ بروز جمعہ ہمزرات عثمانی و حیدری بہ چوہی می رفتند۔ در راہ چوہی گورستان نہاری واقع است۔

نوبتے چون از ذکر شریف و از مراقبہ عند القبرین فارغ شدہ از احاطہ بیرون برآمدند ملا عبد الرشید، ملا عبد الحلیم، ملا ایاز و دیگر دوسہ نفر را منتظر یافتند۔ آن روز آثار سرد و بر چہرہ حضرت ایشان لالچ بود۔ بہ ملا با خطاب کردہ فرمودند۔ چون از گورستان عربہ مامی گزرد میان صاحب بہ شکل باز سفید بر سر پا پروازی کنند ملا عبد الحلیم عرض کرد۔ آیا مراد از میان صاحب میان فقیر اللہ شکار پوری اند فرمودند۔ نے بلکہ آن میان عبد الحلیم اند۔ (کہ در تھل مدفون اند) میان فقیر اللہ از وقتے کہ من از خانہ روانہ می شوم بہ شکل باز سفید بر سر پا پروازی کند۔ ملا عبد الحلیم از استماع این بیان بہ وجد اندر آمد۔ اَتَمَّا يَعْرِفُ الْفَضْلَ ذُووہُ۔ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُمْ۔

ذکر احمد اللہ خان بر صفحہ ۱۵۹ گزشتہ۔ فیما بعد معمول وے بود کہ ہر سال برائے چند روز بہ دہلی می آمد و سکون قلب حاصل کردہ بہ خانہ می رفت۔ وے بیان کرد

احمد اللہ خان

نوبتے چون وقت مراجعت رسید۔ در خدمت حضرت ایشان عرض کردم۔ اجازت سفر می خواہم حضرت ایشان خاموش ماندند۔ چون وقت آن قطار گزشت کہ از ان قصد سفر داشتم۔ اجازت تم بخشیدند۔ و من بہ دیگر قطار سفر کردم و فیما بعد معلوم شد کہ قطار اولین را حادثہ پیشین آمد و بسیارے از مسافر ہانچی شدند۔ مردند۔ بہ آن وقت محمد صوفی چریا کوٹی حاضر بود وے عرض کرد۔ قربانت شوم۔ مریدان خود را بہ این طور حفاظت می کنید۔

بہ می تجاودہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

در عرس مبارک حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ از بمبئی جماعتی از مہمانان بمبئی

بہ سر ہند شریف می رفت۔ بعض افراد عند الذہاب اوالایاب در خدمت خیر جہان نیز می رسیدند۔ یک سال بعد العشار الآخرہ چند نفر بہ خدمت شریف رسیدند و عرض کردند خواہش داریم کہ فردا بین الظہر والعصر در "ہوٹل کورونیشن" حضرت شما با مخلصین چائے نوش فرمائید حضرت ایشان دعوت را قبول کردند و مخلصین را کہ بہ اندازہ صد نفر از ہند و افغانستان بودند۔ فرمودند کہ آن وقت نزد فتحپوری بہ این ہوٹل برسند۔ بہ صبح آن شب چون بین العصرین حضرت ایشان بہ ہوٹل رسیدند و بر محل جلوس رونق افروز شدند و مخلصین پاکہ نہاد بہ صورت حلقہ نشستند، حضرت ایشان حسب عادت مبارکہ چشم بند کردہ چند دقیقہ خاموش نشستند و باز بہ حافظ عبد الحلیم دہلوی و بہ حاجی ملا احمد خان مٹاخیل خطاب کردہ فرمودند۔ چہ سبب است کہ این جادو طبیعتم انقباض پیدا شدہ۔ حالان کہ از من گناہے سر نہ زدہ۔ و باز حضرت ایشان مہمان را طلب کردند و استفسار نمودند کہ از نمایان کدام شخص مصارف دعوت را برداشت کردہ چون وے پیش آمد۔ بہ وے گفتند۔ راست گو

کہ کاروبار سودی کنی، وے اعتراف کرو۔ آن وقت روئے مبارک از فرط مسرت بشگفت و باز ارشاد کردند
 لے عزیز از عذاب خدا خود را محفوظ کن۔ مال تو حرام است و ما آن را استعمال نہ می توانیم کرد۔ بہ پہلوے داعی
 میمن و یگر نشسته بود۔ وے عرض کرد حضور اقدس۔ مال من پاک است۔ لہذا این دعوت از جانب
 من قبول فرمائید، فرمودند اگر داعی جمیع مصارف از تو بگیرد تو در پیش من وے راتمام در اہم بدہی۔
 می توانم کہ دعوت ترا قبول کنم چنان چہ داعی دو صدر روپیہ از ایجاڑ ہٹل و سد صدر روپیہ از چائے و
 شیرینی و فواکہ و دیگر اشیا از وے در پیش حضرت ایشان قبض کرد۔ و باز حضرت ایشان بہ شفقت داعی
 اول را فرمودند۔ باخادمان ما تو ہم در دعوت شریک شو۔ نصیحت و شفقت حضرت ایشان ویرا آن
 قدر متاثر کرد کہ از چشمان وے سیل اشک جاری شد۔ و بہ عاجزی عرض کرد حضور اقدس مراد غلامی
 خود قبول فرمائید چنان چہ آن نیک بخت بر دست حق پرست حضرت ایشان توبہ کرد و در صدف
 مریدان خیر جهان درآمد۔ **هَنِئِئَالَهُ ثُمَّ هَنِئِئَالَهُ**۔ چار سال می شود کہ فرزند پسرش نزد عاجز آمد و گفت
 فضل پروردگار است کہ ازان روز مبارک از کاروبار سودیایان محفوظ، مستقیم۔ **وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ ذَٰلِكَ**
رَحْمَةً اللّٰهُ وَسَٰخِیْ عَنهُ۔

بہ ماہ ربیع الآخر ۱۳۷۹ھ برائے ملاقات نزد عاجز آمدند و ذکر
مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی حضرت سیدی الوالد قدس سرہ کردند۔ گفتند۔ مرا ایام جوانی
 بود، از مردمان ذکر حضرت ایشان می شنیدم۔ روزے بہ دلم گزشت کہ زیارت ایشان بکنم و بینم کہ چون
 اندوران آیام بہ طلب علم مصروف بودم۔ با دوسہ طالبان علم حاضر شدم۔ حضرت ایشان در عمارت دروازہ
 نشسته بودند۔ بواب اطلاع داد۔ و حضرت ایشان بایان را طلبیدہ و حاضر شدہ پیش روے حضرت
 ایشان نشستیم۔ بعد از چند دقیقہ حضرت ایشان فرمودند۔ لے عزیز تو دیدی کہ چونم، حالارخصت ہستی
 پروردگار ترا بخیریت دارو، این واقعہ را بیان کردہ مولوی صاحب برائے حضرت ایشان دعا
 کردند۔ **رحمہ اللہ ورضی عنہ**۔

ایشان از واعظان شیرین بیان بودند چون کہ مسلک ایشان بیونہی
مولانا احمد سعید دہلوی بود ازین وجہ با عاجز چندان ارتباط نہ داشتند۔ بہ روز چہار شنبہ ۲ صفر
 ۱۳۷۶ھ (۳ اکتوبر ۱۹۵۶ء) قبیل الغروب با جماعتی از رفقا بہ خانقاہ شریف آمدند و با عاجز ملاقات
 کردند۔ اس آبد ایشان بہ خانقاہ شریف اول آمد بود و ملاقات ایشان با عاجز اول ملاقات بود چون کہ
 عاجز در این آمد و در این ملاقات تصرّفی را از حضرت ایشان قدس سرہ می یابد لہذا این فصل ثالث را

براین بیان ختم می کند و کلامی که گفته شده بجنسہ نقل می کند۔

بعد از نماز شام این عاجز با مولانا مصروف کلام شد چون که ملاقاتِ اول بود از احوال و اشغال
یک دیگر استفسار کرده شد و به همان وقت کتاب "بزم خیر از زید و جواب بزم جمشید" را دفتری جزو ہا بستہ
و درست کرده آورد و در یک کجی غرفہ آن را نہاد۔ مولانا پرسیدند این چه کتاب است۔ عاجز گفت ع
می تراود آنچه در آوند من است

گفتند خواہش مطالعہ دارم، گفت، مطالعہ را دو نوع است۔ یکے از بہر دید، دیگرے از بہر سنجید۔ اگر
مطالعہ شما از نوع اول باشد پس شمارا اجازت است، کتابے بگیرید۔ و اگر از نوع دیگر باشد پس عاجز بہت
خود تقدیم خواہد کرد، مولانا بعد از تفکرے گفتند مطالعہ از نوع دیگر خواہد بود۔ و عاجز بہ ایشان کتاب
داد، فی ما بعد عاجز در احوال مولانا انقلابے یافت۔ ایشان را با حضرت سیدی الوالد تعلقے و ارتباطے پیدا
شد۔ بعض افراد را برائے بیعت نزد عاجز فرستادند و اکثر نزد عاجز می آمدند و اظهار مسرتہا می کردند۔
رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

محمد شاہ مخلص افغانی بود۔ بہ آواز بلند و سوز دل پیش خانہ حضرت ایشان در
محمد شاہ گفتہ

کوڑے از اشعار خود اچاناً می خواند۔ عاجز بعض اشعار را نقل می کند۔

سگ کوچہ اوز شیران خوش است
بنہ سر برین خاک اے خاکار
شده ضرب ادہ پچو سوط عمر
طریقش بود مسلک حق پسند
دلان را بہ انوار آراستہ
دل پیر ما صنع رب جلیل
یکے صنع خالق یکے از بشر
دل عارفان عرش یزدان بود
چو دوران رقم خیر زد درنگین
برین خیر ہر کس کہ دل بستہ شد

ز باغ ارم خاک اودل کش است
کہ فردا ز عصیان نہ سوزی بہ ناز
کند نقش در دل زایمان اثر
برو فخر دارد شہ نقش بند
فروغ ہمہ اہل عرفان از دست
بہ چوب انتقام از لعین خواستہ
اگر بیت باشد ز صنع خلیل
کہ اش بود خوب اے خوش سیر
کجا عرش با فرش یکسان بود
شده خیر در خیر تا یوم دین
ز شر دو عالم ہمہان رستہ شد

نغمہ بجران | بہ شب جمعہ ۲۷ ماہ صفر ۱۳۵۲ھ از زلزله ہائکہ تمام شہر کوڑے مسمار شد و خلق

خدا بہ شہادت رسید۔ درین ہائیکہ عظیمہ و کارشہ الیمہ حضرت والدہ ماجدہ و عزیزان پاک نہادان عزیزان جان البوجد
عبدالرحمن و عائشہ وزینب اولاد حضرت برادر کلان و از مخلصین احمد نواز سر بریدہ و سلیمان خروٹی رحلت نمودند
رحمہم اللہ و رضی عنہم۔ اثرے کہ ازین حادثہ برعاجز شد صورتِ نعمتِ ہجران گرفت۔ چونکہ کوثر مصیبت حضرت
ایشان بود ازین جہت ذکر مبارک حضرت ایشان آمدہ عاجزان بیان برنخے رامی نویسد۔

بودیخ نقشبندان را مصیبت	کوثر عفان بد مجدد را ردیف
داشت از گردون محی الدین لقب	مولدش دہلی و فاروقی نسب
با کمال و بد عریق اندر کمال	چون مجدد داشت جد بے مثال
ہر چه گویم در کمالش کمتر است	وز گمان من مقامش بر تراست
یک نگاہش زندہ کردے صد قلوب	یک دیش از ندبان شستے ذنوب
چون نہ دارد تاب و صفش را زبان	زان نویسم خادانش را بیان
طالبان را ہر چه باشد از کمال	بر علو کعب اتاذ است دال
خادمان شان بہ سوز و درود	ہمچو پروانہ بہ شمع مشتعل
آہ وزاری بود ایشان را شعار	عشق حق می داشت شان را بقرار
از شراب معرفت ہمیش بدند	ذبت اشعث را مثال خوش بدند
گریکے از سوز آہے می کشید	دیگرے را مرغ جانش می پرید
گریکے را چشم بودے اشکبار	دیگرے را سینہ بودے ہمچو نار
گریکے از شوق و جذبہ می تپید	دیگرے از وجد جامہ می درید
چون بہ حلقہ می نشستے پیش پیر	ہمچو ہالہ گرد آن ماہ منیر
ہر یکے مبہوت گشتے از جمال	محو اندر ذات پاک ذوالجلال
بے خبر گشتے ز اخبار جہان	با خبر گشتے ز اسرار نہان
گر تو می دیدی جمال انجن	کلب حیرت می گزیدی درون
می گزشت اندر دولت چندین سال	برزبان حال رفتے این مقال
این گروہ انس بنیم یا ملک	یا قمر را بانجوم اندر فلک

لہ در صحیح مسلم از ابو ہریرہ روایت است کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود۔ رَبِّ اشْعَثْ مَدَّ قَوِّعِ بِالْأَبْوَابِ
لَوْ أَقْتَمَ عَلَيَّ اللَّهُ لَأَبْرَأَهُ۔

قرن چون ربع عشر شد اولین
یا منم در قرن اول چیت این
ہیچ گاہے من نہ دیدم مرمان
زین نمط با این صفت اندر جهان
گفت پیغمبر کہ مروان خدا
دیدن شان یا و حق بخش ترا
بس ہمین تعریف نیکان آمدہ
بس ہمین توصیف مروان آمدہ

ختم سازم وصف شان بر این کلام
تا کہ قول مصطفیٰ یا بدختام

زین اقوال حضرت ایشان قدس سرہ بر رسالہ عقد اللالی نوشتہ اند۔
قال عمر رضی اللہ عنہ زلوا انفسکم قبل ان توزنوا و حاسبوا قبل ان تحاسبوا
فانہ اھون علیکم فی الحساب عدلاً ان تحاسبوا انفسکم و تزینوا للعرض الا کبر یومئذ تعرضون لا تخفی
منکم خافیۃ، ویلی و ویل امی ان لم یرحمنی ربی۔ وقال عمر اللہم انی اعوذ بک ان تلخذنی علی غرۃ او تدرنی
فی غفلۃ او تجعلنی من الغافلین۔ اللہم اعصمنا بحبلک و ثبتنا علی امرک عن حارثۃ بن النعمان رفعہ۔
مناولۃ المسکین تقی مینتہ السوء، یا حازم اکثر من لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ فانہا
کنز من کنوز الجنۃ۔ حازم بن حرملۃ الاسلمی رفعہ عن عمہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قل۔ اللہم اجعل سریرتی خیراً من علا نبتی واجعل علا نبتی حسنة۔ قال عمر۔
نظرت فی هذا الامر فجعلت اذا اردت الدنیا اضرب بالآخرۃ، و اذا اردت الآخرۃ اضرب بالدنیا،
فاذا کان الامر هكذا، فاضرب بالقانیۃ، من خلصت نبتہ کفاه اللہ عزوجل فابینہ و بین
الناس، و من تزین للناس بغير ما یعلم اللہ من قلبہ شانہ اللہ، و جالسوا التوابین فانہم ارق شیء
افئدۃ۔ و صلیت خلف عمر فسمعت حنینہ من وراء ثلاثۃ صفوف۔ قال مسروق کفی
بالمرء علماً ان یحشی اللہ و کفی بالمرء جهلاً ان یعجب بعلمہ۔ والمرء لحقیق ان یکون لہ
محاسن یخلو فیہا یتذکر ذلوبہ و یتغفر عنہا۔ لا تعترض فیما لا یعنیک و اعزل عدوک
و احتفظ من خلیک الامین فان الامین من القوم لا یعاد لہ شیء۔ و لا تصحب
الفاجر فیعلمک من فجورہ و لا تفش الیہ سرک۔ و استشر فی امرک الذین
یحشون اللہ عزوجل۔ قال عبد اللہ۔ ما منکم الا ضیف و مالہ عاریۃ فالضيف
(باقی بر صفحہ ۵۰۷)

لہ ابن ماجہ روایت کردہ کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود۔ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخِیَارِکُمْ قَالُوا بَلٰی
یَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ خِیَارُکُمْ الَّذِیْنَ اِذَا رُؤُوا ذُکِرَ اللّٰهُ۔
لہ ابن تحسیر مبارک تعلق بہ صفحہ ۴۰۶ وارد۔

فصل چہارم

در

ملفوظات حضرت ایشان

چہ خوش گفتہ اند و در رہا سفتہ اند

حرفے کہ ازان دہن برآید	وڑے است کہ از عدن برآید
بدست چو آن سن برآید	فریاد ز انجمن برآید
در جلوہ گہ خرام نازت	نرین دمد و سمن برآید
در دل نگہ تو مست خواب است	وز دیدہ نفس زتن برآید
خط حلقہ بہ گوش روئے یار است	این سبزہ کے از چمن برآید
گل کرد عشق خط آخر	از خاکم بوے عنبر آید
مردیم و نہ مرد آتش عشق	دودِ دلم از کفن برآید
در سینہ ہمین خلد ہمانا	خارے کہ ز پائے من برآید
در ظل عمر اگر رود خیر	از نیچہ اہر من برآید

ملا پیر احمد ولد ملا جان محمد ترکی ساکن اولان رباط از مخلصین با اختصاص و صاحب نسبت و اجازت بود، روزے در کونہ می گفت کہ حضرت ایشان شعرے را از پنج کتاب و گلستان می خوانند تا محسوس می کنیم کہ نوبت اول آن شعر را شنیدہ ایم۔ حالانکہ صد بار آن شعر از نظر گذشتہ و بر زبان آمدہ و این جلالت و کیفیت اثر خواندن حضرت ایشان است۔ ملا صاحب رحمہ اللہ درست گفتہ و واقعہ ہمین بود کہ بیانش خود حضرت ایشان در شعر اول: "حرفے کہ ازان" الخ۔ کردہ اند۔ برائے اصحاب قلوب در ہر لفظ لذت ہارومی نمود بلکہ مصداق: "ہر زمان از غیب جانے دیگر است" می بود۔ حضرت اسید بن حقیق رضی اللہ عنہ تلاوت قرآن مجید کرد و از آسمان برائے استماع قرآن مجید ملائک نزول فرمود چنانچہ در فصل دوم بیانش گذشتہ، وہمان قرآن مجید و فرقان حمید است کہ برائے کم نصیبان مستوجب لعنت می گردد و "رَبِّ تَالِ يَتْلُو الْقُرْآنَ وَالْقُرْآنُ يَلْعَنُهُ" بروے صاوق می آید۔ ع۔ این کار دولت است کنون تا کرار شد۔

ملفوظات حضرت ایشان را شخصے جمع کرده است آن حاجی رضا الیزمی بود کہ از ملک دین آخرناوہ
 بودہ۔ وے عاشق و شیدائے حضرت ایشان بود۔ ہر سال شش ماہ خدمت می کرد۔ مردنا خواندہ بود۔ نوشتن
 الف با آموخت و برائے خود رسم خطے اختراع نمود، ہر چہ می شنید علی الفور آن را بہ قید کتابت می آورد۔ ہر
 سال یک دفتر کبیر و ضخیم مہیامی کرد و ارشادات حضرت ایشان را در آن می نگاشت، و بہ اوقات فراغ
 آن رامی خواند و لطفہای برداشت۔ حضرت برادر کلان تحریراتش را بہ خوب وجہ می خواندند۔ این عاجز نیز
 قدرے واقفیت پیدا کردہ بود۔ اگر آن دفاتر ملفوظات پیش عاجز بودے فوائد بسیار نقل شدے افسوس
 صد افسوس نہ آن عاشق و شیدا ماند و نہ دفاترش۔ **بَلَّغَ الْأَمْرَ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ۔** ہر چہ عاجز یاد دارد
 یاد زیاد است ہا قلم بند کردہ بود می نگارو، واللہ ولی التوفیق۔

۱۔ می فرمودند از یک صد سال در ہندوستان ظہور فساد بسیار شدہ، از تالیفات این دور خود را
 دور دارید۔ و بر مسلک متقدمین ثابت قدم مانید۔ عاجز گوید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہ شاگردان
 خود می فرمودند۔ **مَنْ كَانَ مُسْتَنًا فليستن بمن قد مات فان المحي لا قوم عليه الفتنة فالحج۔** کہافی
 المشكاة۔ یعنی ہر کہ می خواہد کہ بر راہ راست رود باید کہ اختیار کند راہ کسانے را کہ از دنیا سفر کردہ اند زیرا کہ
 زندگان از رفتہ و ابتلا محفوظ نیند۔ الحج

۲۔ در دہلی یکے از ہندیان اجازت خواندن کتاب "مناجات مقبول" طلب کرد۔ فرمودند ما نمیدانیم
 کہ این کتاب را کدام شخص تالیف کردہ۔ کتاب ہائے را کہ ائمہ مایان جمع کردہ اند بخوانید۔ مثل حصن حصین از
 امام جزیری و حزب اعظم از ملا علی قاری۔ از صدہا سال این کتاب ہا مروج اند و علماء دین آن را پسند کردہ اند۔
 عاجز گوید کہ کتاب حصن حصین عجب جامع کتاب است۔ آن ہمہ از کار مبارکہ را کہ بہ اوقات مخصوصہ
 تعلق دارند امام محمد جزیری بہ نہج خوب جمع کردہ است۔ اگر کسے آن ادعیہ ماثورہ را یاد کند در ہیچ وقت از
 اوقات بے ذکر نہ ماند و از جمیع آفات و نوائب محفوظ ماند۔ در ہندوستان جناب مولانا فضل رحمن
 گنج مراد آبادی قدس سرہ از اکابر مشائخ نقشبندیہ بودہ اند یکے از علماء غیر مقلدین بہ خدمت ایشان
 رسید۔ نامش مولوی ابراہیم بود۔ جناب مولانا بہ وے گفتند۔ مولوی صاحب شما عامل بالحدیث ہستید۔ عرض
 کرد۔ الحمد للہ کہ من از عالمین بالحدیث می باشم۔ فرمودند۔ نشانم دهید کہ سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم
 بہ وقت خواب کدام دعای خواندند۔ مولوی صاحب گفتند کہ این وقت یاد نہ دارم۔ فرمودند۔ وقتے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم از خانہ بر می آمدند کدام دعای خواندند۔ مولوی صاحب گفتند یاد نہ دارم۔ جناب مولانا بعض
 ادعیہ اخیری را استفسار کردند کہ بہ اوقات مخصوصہ تعلق دارند و مولوی صاحب ہمہ را جواب بہ یاد نہ دارم آند۔

جناب مولانا بہ آخر فرمود۔ مولوی صاحب۔ شمایان صرف احادیث اختلافی را یاد گرفتہ اید۔ واحادیثے را کہ تعلق بہ اختلاف نہ دارند بہ طاقِ نسیان گذاشتہ اید۔ آیا این عمل بالحدیث است۔ این واقعہ را مولانا سید مناظر آسن در کتاب تدوین حدیث بر صفحہ ۳۳۹ نوشتہ اند۔ حضرت مولانا قدس سرہ چہ کلام درست فرمودہ۔
جزاۃ اللہ خیرا۔ اگر مولوی ابراہیم حصین را مطالعہ کروے این گوئے رسوائہ شدے۔ در ہندوستان اساس غیر مقلدی مولوی اسماعیل پسر عبدالغنی پسر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نہادہ است۔ پدرش اصغر برادران خود بود و اکبر برادران شاہ عبدالعزیز محدث بود و پسر شاہ رفیع الدین، پسر شاہ عبدالقادر پسر وے اعنی عبدالغنی۔ در رسالہ ارواح ثلاثہ بر صفحہ ۹۴ نوشتہ است۔ کہ چون مولوی اسماعیل ابترائے رفع یدین فی الصلاۃ کرد و ردہی شورے پیدا شد۔ شاہ عبدالعزیز برادر خود شاہ عبدالقادر گفت کہ اسماعیل را نصیحت کنید کہ سبب فتنہ نہ گردد۔ شاہ عبدالقادر بہ مولوی محمد یعقوب کہ نواسہ شاہ عبدالعزیز بود گفتند کہ محمد اسماعیل را بگو کہ رفع یدین را بگزارد تا در عوام فتنہ پیدا نہ شود۔ محمد یعقوب کلام ایشان را بہ محمد اسماعیل رساند۔ وے گفت اگر نظر بر فتنہ عوام داشتہ شود، حدیث "مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ كَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ" را چہ مفہوم بود۔ محمد یعقوب جواب محمد اسماعیل را بہ شاہ عبدالقادر رساند جناب ایشان فرمودند "بابا۔ ما خیال می کردیم کہ اسماعیل مٹلا شدہ است لیکن وے از فہمیدن معنی این یک حدیث ہم قاصر مانده۔ این حکم دران وقت است کہ در مقابل سنت خلاف سنت بود در مانحن فیہ مقابل سنت خلاف سنت نیست بلکہ سنت دیگر است۔ اگر رفع یدین سنت است ارسال ہم سنت است" محمد یعقوب بیان کرد کہ من این ارشاد گرامی بہ محمد اسماعیل رساندم و وے ساکت ماند۔
جناب مولانا نے گنج مراد آبادی و شاہ عبدالقادر چہ کلام درست گفتہ اند و حقیقت امر را واضح کردہ اند، فجزاہما اللہ خیرا الجزاء و وفقنا لمرضاتہ۔

۳۔ روزے در دہلی پیش حضرت ایشان بعض افراد قباحت فسق و فجور را بیان کردند حضرت ایشان فرمودند۔ شمایان از کوتاہی اعمال نالان ہستید کہ فلانی نماز نہ می خواند و فلانی گرفتار فسق و فجور شدہ، و مرا فکر ایمان و اعتقاد آزرده خاطر ساختہ است، می بینم کہ ایمان یوفا یو با رو بہ انحطاط دارد، بیشتر افراد گناہ را گناہ نہ می دانند۔

۴۔ روزے حافظ منیر الدین عرض کرد۔ درین روز ہا فسق و فجور را رواج تمام شدہ است۔ حضرت ایشان آن وقت سر بہ جیب انداختہ شمال رُوئیہ نشستہ بودند، بعد از چند دقیقہ سہ مبارک برداشتہ بہ حاضرین حلقہ خطاب کردہ فرمودند "لے عزیزان، منیر الدین از فسق و فجور نالان است و من

ظلمات کفرامی بینم کہ از افق سر بر آورده است، وقتے کہ کلمہ از افق فرمودند ہر دو دست مبارک را برداشته بہ جهت شمال اشارہ کردند۔ این واقعہ غالباً در ۳۳۸ھ بودہ۔ بعد از سبت و ہشت سال در ۳۶۶ھ خلقِ خدا بہ چشمِ سر دید کہ از دہلی تا حدود کشمیر در علاقہ صد ہا میل چہ قدر خلقِ خدا کشتہ شد و چہ قدر راہ کفر و ارتداد اختیار کرد۔

بِئْسَ لِهَذَا يَذُوبُ الْقَلْبُ مِنْ كَيْدِ
إِنْ كَانَ فِي الْقَلْبِ إِسْلَامٌ وَإِيمَانٌ

۵۔ روزے فرمودند از صلحائے امت و اصحابِ قلوبِ زمانہ خالی شدہ است و اہلِ غفلت را اعتنائے بہ دین نہ ماندہ۔ می ترسم کہ احوالِ قلبِ نسبیاً منسیبتاً نہ شود۔ بر ما ظاہر می شود کہ بعد از ما آن افراد را ولی خواہند پذیر داشت کہ بہ روز با مسلمانان نماز خواہند گزارشت و بہ شب در تماشا ہا مصروف خواہند بود، یعنی چون بہ خلوت می روند آن کار دیگری کنند۔ مصداقِ حالِ ایشان خواہد بود۔ وَقَدْ ظَهَرَتِ الْآثَارُ فِی اللَّهِ الْمَفْرُوعِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔

۶۔ فرمودند۔ دورِ انحطاط است۔ ایمان را محفوظ داشتن آچنان دشوار شدہ کہ کسے انگر را در دست خود نگاہ دارد۔ سابقین ریافتہا و چلہ کشتی ہا می کردند۔ اندرین ایام بر فرضِ خدا قائم شدن و از حرام اجتناب کردن و با خلق معاملہ درست داشتن کارِ عظیم است۔ کسے کہ برین امور پابند باشد راہ نجات را دریافتہ۔

۷۔ می فرمودند از مجالس و اعطان و حلقاتِ پیران خود را دوردارید، و بہ ظہورِ احسن نوشتہ اند۔ با بزرگانِ این زمانہ ملاقات نہ باید کرد۔

۸۔ روزے فرمودند۔ اے عزیزانِ ملاقات ما با شما یانِ اِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى در جناتِ عالیہ خواہد شد۔ عاجز گفتم۔

پیر و مرشد شہ ابوالخیر ولی	در ریاضِ قدس باشد ذی وقار
خادمان را دستگیر بہا کن۔	روزِ محشر آن شبہ والا تبار
مخلصانیش در بہشت آید کل	فوج در فوج و قطار اندر قطار
از مسلمانان الہی ہر یکے	داخلِ جنت شود بے انتظار

۹۔ روزے شخصی بد عقیدہ پیش روئے حضرتِ ایشان اتاد، بہ حاجی ملا احمد خاں مٹھیل فرمودند تکلیفے کہ از قرب بد عقیدہ بہ من می رسد، از قرب بے نمازی نہ می رسد۔ برو، این شخص را از پیشم دور کن۔

- ۱۰۔ فرمودند، از صحبت پنج افراد اجتناب کنید زن، امرو، امیر، بدعتی، فاسق۔
۱۱۔ فرمودند، بر مسلک حضرات قائم باشید و از مجالس و اعطان خود را دور و دورا دید و از صحبت صوفی

نا تمام پیرا نیز بد۔

- ۱۲۔ فرمودند۔ در راہ طریقت، زندہ پیر خود را گزاشتن و بہ دیگرے پیوستن بسیار خطرناک است۔
۱۳۔ فرمودند بہ طورے کہ جامہ چرک رنگ جیل را قبول نہ می کند، همچنان اصلاح مرید غیر دشوار است۔
روئے تخته اگر صاف می باشد اصلاح را قبول می کند۔ تخته سیاہ چہ اصلاح پذیرد۔
۱۴۔ کسانے کہ وابستہ بہ سلسلہ مبارکہ نقشبندیہ می بودند اگر برائے استفادہ حاضر می شدند می فرمودند۔ بر بیعت خود قائم باشید و مشغول کار شوید۔

- ۱۵۔ فرمودند۔ شمایان بر اے پیری و مریدی عنوانہا ساختہ آید۔ کسے خود را قادری می گوید کسے چشتی کسے سہروردی کسے نقشبندی، اگر در خانہ دل یا دیک پروردگار جل شانہ وارد ہر عنوان را شایانید و اگر خانہ دل از یاد پروردگار خالی است ہیچ نیست۔

سعدی بشونی لوح دل از یاد غیر حق علمے کہ رہ بہ حق نہ نماید جہالت است

- ۱۶۔ فرمودند۔ خوبی و وظیفہ آن است کہ ہیچ وقت از روز و شب و سوسے غیر بہ دل راہ نہ یابد۔
۱۷۔ مدارِ صحت جسم بر سہ چیز است کہ غذا لطیف باشد و در جسم مادہ فاسدہ نہ باشد و از اشیائے ضارہ اجتناب کند، همچنان مدارِ صحت قلب ہم بر سہ چیز است۔ اعمال صالحہ کہ بمنزلہ غذائے قلب و روح است، و اجتناب از اخلاق رذیلہ مثل بغض و کبر و غیرہ کہ بمنزلہ مواد فاسدہ اند و اجتناب از گناہان۔
۱۸۔ بہ مولوی امام الدین جالندھری فرمودند۔ تصوف آن است کہ مکروہات شرعیہ بہ منسزلہ

مکروہات طبعیہ شوند۔

- ۱۹۔ بہ مناسبتے حکیم حافظ محمد اجل خان طبیب شہیر و ڈاکٹر مختار احمد انصاری نظامی کبیر و مولانا شوکت علی و مولانا محمد علی وغیرہم را دعوتِ طعام فرمودہ بودند، کسے تذکرہ امیر حبیب اللہ خان شاہ افغانستان کرد۔ فرمودند۔ "امیرے کہ مادر بچل خود دار کیم تا این زمان منقادہ شدہ است ما امیر کابل را چہ کنیم؟"

- ۲۰۔ مولوی احمد سعید لیسر عصمت اللہ سرحدی چیزے عرض کرد۔ فرمودند۔ باواز بلند بگو تا بہ فہم آید۔
عرض کرد۔ از ہیبت شما آواز بلند نہ می شود۔ فرمودند۔ از آن ترس کہ مارا و ترا زیر و زبر کندہ است۔
۲۱۔ شخصے عرض کرد کہ فلانی ریش خود را حلق می کند۔ اگر حضور والا بہ وے نصیحت فرمایند یقین

دارم کہ دے ازاں عمل باز آید۔ فرمودند: بر ملا گفتن سو دے نہ دارڈ بلکہ کروارے باید کہ دیگرے راتناثر کند۔
۲۲۔ فرمودند۔ مابندگان خدا را راہ عمل نشان می دہیم و بہ تدریج ایشان را سوے منزل می بریم۔
از وجہ ترین و مداومت ایشان ثابت قدم می شوند و اعمال حسہ برائے ایشان سہل می شوند بلکہ بمنزہ طبیعت
ثانیہ می گردند۔ و جماعت و عاظر را گفتار بسیار است نہ کردار۔ دیگران را پرمی گویند و خود تہی می مانند۔ مارا
قول قلیل است آتاسعی کثیر، دَاللُّهُ الْهَادِي إِلَى سَوَاءِ السَّبِيلِ۔

۲۳۔ در میرٹھ چند ماہ قیام حضرت ایشان بود۔ روزے در صحن اقامت گاہ نشستہ بودند۔ پیش
روئے مبارک رتفص بعض پرندہا بودند۔ و مخلصین همچون ہالہ حضرت ایشان را مخاطب بودند۔ ناگاہ سر
مبارک برداشتہ فرمودند۔ پیش روئے من در قفص پرندہا اندون آنہارا بہ چشم سرمی بینم و کسانے کہ
پس پشت من نشستہ اند احوال وظیفہ ایشان ہم مثل این قفص در نظر من است۔ و ذلک من فضل اللہ علینا۔
عاجز در فصل سوم در بیان سید احمد حسین بیان کردہ است کہ دے در شہر لوپنا چند روز در صحبت
ملائے بد اعتقاد نشست، حضرت ایشان از کوٹہ بہ دے نشستند۔ در وظیفہ تو کہ درت بہ نظری آید،
آیا نزد بد عقیدہ افرادی نشینی؟ مولوی بخش اللہ دہلوی در کتاب خود بر صفحہ ہشتاد نوشتہ: چون حضور بہ
کوٹہ تشریف می بردند، اینجا اگر در وظیفہ خدام فتورے واقع می شد فوراً تنبیہ می فرمودند و می نوشتند کہ
در وظیفہ تو فتورے راہ یافتہ۔ راقم الحروف مشاہدہ کردہ کہ برائے ادراک احوال باطن فاصلہ کوٹہ و دہلی برائے
حضرت ایشان چیزے نہ بود۔

دست پیر از غائبان کوتاہ نیست قبضہ آتش جز قبضہ اللہ نیست

صفائے قلب حضرت ایشان بہ حدے بود کہ عکس افعال خدام بر آئینہ قلب مبارک ظاہری
شد اگر ذرا حواس در محفل مبارک می شد، همان دم احوال اضطراب و پریشانی آن خادم بہ صورت مثالی
ظاہری شد و اظہار آن می فرمودند:

۲۴۔ نوبتے مولوی بخش اللہ را کمزوری و خشکی و مانغ عارض شد۔ فرمودند: وظائف شریفہ را برائے
چند وقت ملتوی کن و بہ تفریح خود را مشغول دار۔ و بعد از شش ماہ مشغول وظائف گردند۔

۲۵۔ شخصے از لاہور بہ دہلی رسید و بہ خدمت حضرت ایشان عرض کرد کہ من بہ مزار پیرانوار حضرت
علی بن عثمان ہجویری معروف داتا گنج بخش قدس سرہ حاضر شدہ این وظیفہ شریفہ می خوانم و بیان آن وظیفہ
کرد، و وقتے نہ می گذرد کہ صورت مبارکہ حضرت داتا گنج بخش بر من ظاہری شود۔ و مرا از خودی باید
واحوال جذب بر من طاری می شود۔ من آثار جذب را در حواس خود مشاہدہ می کنم۔ حضرت ایشان

فرمودند۔ این وظیفہ شریفہ را بگزار و این وظیفہ کہ ما بہ تو نشان می دہیم بخوان (وظیفہ بہ وے تعلیم کردند) ان شام اللہ احوالِ جذب پیدا نہ خواہد شد، و اگر صورت حضرت داتا گنج بخش ظاہر شود، عرض کن کہ من بہ دہلی نزد خادم شمارفتہ بودم وے مرا این وظیفہ تعلیم کردہ است۔ ان شام اللہ حضرت داتا گنج بخش ازین کلام خوش می شوند و احوالت درست خواہد شد۔

۲۶۔ نوبتے در محفل میلاد مبارک بعد از بیان کردن احوال مبارکہ استماع کلام الہی می کردند۔

چون از حلاوت کلام پاک سرشار شدند فرمودند: "تَوَالِي حَيْثُ حَقَّ تَعَالَى مِي فَرَمَايِدْ، وَمَا عَلَّمْنَا الشَّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهٗ اِنْ هُوَ كَاذِبٌ كَوْرٌ، وَ قُرْآنٌ مُّبِينٌ"۔ و ماویرا شعر نیا موعتیم و نہ سز و خود اورا شعر گفتن، آنچه ادوی آورد نیست آن گریادے از خداوند و قرآنے آشکارا

۲۷۔ غلام اکبر معروف بہ اکرم ولد محمد ایاز اخیل کٹوازی عرض کرد، من بہ پانی پت رتتم و نزد مزار حضرت قلندر مراقب شدم و برائے ترقی مملکت افغانستان عرض کردم۔ حضرت بہ روز روم فرمودند "ان شام اللہ مملکت افغانستان ترقی خواہد کرد"۔ حضرت ایشان بعد از استماع این مکاشفہ فرمودند۔ "وقتے کہ حضرت امام مہدی ظہور خواہد کرد" و باز بہ غلام اکبر گفتند "آیا حضرت قلندر اضافہ این قید نہ کردہ بود"۔ از استماع این قول بر غلام اکبر کیفیتے روداد کہ از خود بے خبر گشت و در اہل حلقہ گرمی و تاثیر ظاہر شد۔

۲۸۔ روزے بہ عاجز گفتند۔ غلام اکبر را بگو کہ بہ مزار پیرانوار حضرت سیدالسادات (نور محمد بدایونی) رفتہ سلام مرا عرض کند و آنچه حضرت ایشان ارشاد فرمایند آمدہ بما بگوید۔ عاجز بہ غلام اکبر خبر بہ رساند، آن پاک دل و صاحب عزیمت علی الفور روان شد۔ بعد از ساعتے حضرت ایشان عہ بہ طلب کردند و بہ مزار پیرانوار حضرت سیدالسادات تشریف بردند۔ غلام اکبر انجام مراقب بود۔ بعد از عرض سلام و قرأت سورہ ملک حضرت ایشان نیز مراقب شدند و تا دیر مراقب ماندند، چون از مراقبہ فارغ شدند۔ رُو بہ غلام اکبر آوردہ فرمودند۔ دیدی کہ حضرت ایشان چہ عنایات و نوازشات فرمودند۔ غلام اکبر گفت۔ بلے حضرت دیدم و بہ وجد در آمد و سبیل اشک از چہمان وے روان شد۔

۲۹۔ روزے غلام اکبر عرض کرد کہ من بر مزار پیرانوار حضرت یعقوب چرخچی در حصار شادمان حاضر شدم حضرت اقدس فرمودند کہ اللہ الصَّمَدُ را وظیفہ کن۔ حضرت ایشان فرمودند۔ بہ محجر مبارک رفتہ از حضرات کرام دریافت کن۔ غلام اکبر رفتہ مراقبہ کرد و آمدہ عرض کرد کہ حضرات کرام نیز تا مید این قول می فرمایند و قتیکہ غلام اکبر بہ محجر مبارک رفتہ بود حضرت ایشان نیز مراقب شدہ بودند چون وے مکاشفہ

خود عرض کرد: فرمودند: "نزد من تعبیر این است کہ سورہٴ اخلاص کالاً بخوانی" عاجز گوید این ارشاد گرامی، الہام حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ را یاد می دهد شاہ عبدالغنی در رسالہ "ہوالغنی" ذیل رسالہ "مقامات منظرہ" بر صفحہ یک صد و پنجاہ دو نوشتہ اند: روزے گفتیم: یا شیخ عبدالقادر جیلانی شَیْئًا لِلّٰہِ۔ الہام شد بگو: یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ شَیْئًا لِلّٰہِ۔

۳۔ مولانا سیف الرحمن صدر مدرس مدرسہ فتحپوری بہنشی احمد حسین دہلوی گفتند: اگر رمضان را پیر کمال حاصل شود، از قلب پیر بر قلب مرید اثرے بلکہ عکسے ظاہری شود و کار ہا بہ وجہ آسن انجام می یابد۔ احمد حسین این قول را در سویدائے قلب محفوظ کردہ بہ خدمت اقدس رسید حضرت ایشان تبسم کنان ویرا دیدہ فرمودند: احمد حسین محبت صرفہ کار را بہ انجام نہ می رساند، عمل ہم در کار است۔ پیر کمال برائے مرید متکا است بہ منزله عصا برائے اعلیٰ یعنی اعلیٰ را عمل رفتن است و عصا را آگاہ کردن از مواضع خطر۔

۳۱۔ روزے احمد حسین خیال کرد کہ از ناغہ کردن ذکر قلبی بد مزگی پیدامی شود نہ از ناغہ کردن ذکر لسانی۔ وے این خیال را گرفتہ بہ خدمت مبارک رسید حضرت ایشان ویرا دیدہ بہ محبت فرمودند احمد حسین بیا آیا چیزے از قرآن مجید یاد داری؟ عرض کرد بلے یاد دارم۔ فرمودند: بخوان، وے چیزے خواند۔ حضرت ایشان بہ دوران تلاوت چند بار کلمہ "واہ واہ" بر زبان مبارک راندند و بہ این طور ویرا آگاہ کردند کہ ہر عضو را در ذکر پاک پروردگار جل شانہ مصروف باید داشت۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا۔

۳۲۔ ہیبت حضرت ایشان بر احمد حسین مستولی بود، روزے در خانہ خود چون از وظیفہ شریفہ فارغ گشت مناجات کرد۔ الہی پیر مرا بر من مہربان کن۔ و باز بہ خدمت مبارک رسید، چون نظر فیض اثر حضرت ایشان بروے افتاد۔ فرمودند: اے عزیز احمد حسین بیا، بیا۔

ز روئے محبت بہ شیرین ادا بفرمود وے را عزیزم بیا

۳۳۔ مولوی بخش اللہ دہلوی مرد صادق المجتہ والارادۃ بود حضرت ایشان بروے لطفہامی کردند۔ روزے بروے گفتند: "آیا در دولت آرزوے ماندہ" عرض کرد البتہ یک آرزو دارم کہ خانہ را مالک شوم۔ فرمودند: آرزوے چہا رگز زمین کردن چہ آرزوے ہست کہ سگ ہم در جتے بروے بگروے؟ عاجز گوید وفات مولوی بخش اللہ بہ روز پنجشنبہ ۲۴ صفر ۱۳۶۳ھ۔ ۵ نومبر ۱۹۵۳ء۔ واقع شدہ و بعد از وصال حضرت ایشان سی و دو سال زندگانی بہ سر کرد و تا وقت آخر مالک خانہ نہ شد۔ رحمہ اللہ۔

۳۴۔ حضرت ایشان بر درتے نوشتہ اند: ہر کرا جو ہر قابلیت بہ صحبتہائے فاسدہ خراب شدہ تدبیر کار

اوجز بہ صحبتِ اہل تدبیر کہ کبریتِ احمر است، دشوار است۔

جز صحبتِ عاشقانِ مستانِ مپسند
در دل ہوسِ قومِ فرومایہ مپسند

ہر طائفہ ات بہ جانبِ خویش کشد
چغذرت سوئے ویرانہ و طوطی سوئے

۳۵۔ و نوشتہ اند۔ دور افتادگیہائے خلق ازان است کہ خود را دوری اندازند و بہ اختیار بار بار بخود

زیادت می گردانند و گرنہ قصور و فیضِ الہی نیست۔

۳۶۔ و نوشتہ اند۔ عادتِ انس می شود و انس طبیعتِ سائلک را ترکِ نوافلِ عبادات

گاہ گاہے از برے ترک استیناس رواست۔

۳۷۔ و نوشتہ اند۔ شیخ ابو سعید ابوالخیر فرمودہ۔ اِغْبَابُ الزِّيَارَةِ مَعَ حُضُورِ الْقَلْبِ خَيْرٌ

مِنْ دَوَامِهَا بِلَا حُضُورٍ۔ حضرت رسالت مرابو ہریرہ را فرمود۔ ذُرْعَاتُ تَزِدُ دُجَّتًا۔ وے از پس ستونے

در گشت و گفت یا رسول اللہ بیش ازین طاقت نہ دارم۔ اگر چہ وے اظہارِ کمالِ محبت خود کرد اما اگر

متابعتِ امر کردے بہتر بودے۔

۳۸۔ فرمودند۔ در ذکر شریف بردل زور نہ باید داد۔ از زور دادن دل سخت می شود۔

۳۹۔ فرمودند۔ قبل از ذکر شریف بہ عاجزی باید گفت۔ الہی مقصود من توئی و رضائے تو محبت

و معرفتِ خویش بہ من عطا کن۔

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم
خاکے شوم و بہ زیر پائے تو زیم

مقصود من خستہ ز کونین توئی
از بہر تو میرم و برائے تو زیم

۴۰۔ فرمودند۔ بہ وقتِ گرسنگی و احتیاس بول و براز و سجان خواہشِ نفسانی و طیفہ شریفہ کردن

بے ادبی است و بہ تجربہ مار سیدہ کہ در چنین احوال و طیفہ کردن سبب نقصان و مقرت می گردد۔ و طیفہ

شریفہ را بہ سکون و فراغ تام باید کرد۔

بہ فراغ دل زمانے نظرے بہ ماہ روئے
بہ ازان کہ چتر شاہی ہمہ روز ہائے ہوئے

عاجز گوید مشکات در کتاب التبیح والتحمید از صحیحین روایت کردہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودے

مردم بر نفوسِ خود نرمی کنید بہ درستی کہ شما کرد و غائب راند می خوانید بلکه شما شنوید و بینارامی خوانید و او با شما است

و آن ذاتِ پاک را کہ شامی خوانید نزدیک تراست بہ یکے از شما یان از گردنِ شتر بے۔ این مبارک ارشاد

در سفرے بودہ کہ صحابہ کرام بر شتر ہا سوار بودند و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز بر شترے سوار بودند و از صحیح مسلم

روایت ام المونین جویریہ رضی اللہ عنہا نوشتہ کہ در بامداد ہنگامیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز بامداد گزار داد

نزدے برآمدوے درمصلائے خود بود و بعد از چاشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراجعت فرمود ہی جستہ
کہ ہنوزوے درمصلائے خود نشستہ بود۔ پس فرمود آیا تو برہمان حال ہستی کہ من بران حال ترا گزاشتہ بودم۔
وے گفت آری برہمان حال ہستم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود۔ ہر آئینہ گفتم بعد از تو چہار کلمات راسہ
بار۔ اگر وزن کردہ شوند با چیزے کہ امروز تو گفٹی ہر آئینہ راجح خواہند شد۔ وآرہ کلمات اسن است۔ بِسْمِ اللّٰهِ
وَبِحَبْلِہٖ عَدَدٌ وَخَلْقِہٖ وَرِضَا نَفْسِہٖ وَزِنَہٗ عَرَبِیَّہٗ وَوَعْدِہٖ اِذَا كَلَّمَہٗ۔

۴۱۔ صحیحے از خواندن درود تاج استفسار کرو۔ فرمودند اگر مراد از۔ وَجِبْرِیْلَ نَحَادِمُہٗ۔ آن است
کہ حضرت جبریل علیہ السلام کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم می کرد و وحی می رساند پس قباحتے نیست و شائش
این است کہ این وقت ما چائے می نوشیم و یک فغان پُر کردہ بہ تو بدیم۔ ما کار ترا کردیم و ما خدمت کریم۔
و اگر مراد از این لفظ آن است کہ جبریل علیہ السلام نو کرد چاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است پس قباحت
دارد۔ ملائکہ عظام مکرم اند میان بزرجمیع مرسل و جمیع ملائکہ ایمان آوردہ ایم، توہین ایشان کفر است و درین
درود۔ دَافِعُ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْمَرَضِ وَالْأَلَمِ۔ آمدہ۔ اگر مراد از این کلمات آن است کہ چہان تاریک و
پُر آفات بود و از برکت ولادت با سعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظلمتہا و آفاتہا دور شد پس درست
است و اگر مراد آن باشد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دور کنندہ این آفات اند پس نادرست است۔
دافع پروردگار است و سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است۔

۴۲۔ ایما ناما برادران پیش حضرت ایشان شعر بازی می کردیم، میریک طائفہ حضرت برادر
کلان و میر و گرتائفہ این عاجزی بود۔ از مخلصین بعضے بہ جہت حضرت برادر و بعضے بہ جہت این عاجز
روزے تلا صاحب خان قبرانی شعرے خواند کہ دران نسبت بعض حضرات انبیاء علیہم السلام بہ چاکری
کردہ شدہ بود حضرت ایشان فرمودند۔ این شعر را نہ خوانی، حضرات انبیاء علیہم السلام واجب التعمیم اند
نسبت چاکری کردن سوتے ادب است۔

۴۳۔ روزے فرمودند۔ در محفل میلاد شریف عند ذکر الولادة المبارکة قیام کردن برائے
اصحابِ قلوب داہل نسبت مستحسن است۔

۴۴۔ یکے از ہندیان نام بعض افراد گرفتہ عرض کرد کہ ایشان در محفل میلاد قیام نہ می کنند۔ فرمودند
اگر ایشان قیام نہ می کنند بہ توجہ آفت رسیدہ، تو چرا تعرض بہ ایشان می کنی۔

۴۵۔ یکے عرض کرد۔ حضور دالا، شما در محفل میلاد قیام می کنید۔ فرمودند۔ در ولادت مبارک
می شود دل ما خوش می شود و ما قیام می کنیم و صلاۃ و سلام می خوانیم۔ اگر دل تو خوش نہ شدہ تو بر زمین دراز شو۔
کے بہ تو نہ می گوید کہ قیام کن۔

لَيْلَةُ الْمَوْلِدِ الَّذِي كَانَ لِلدَّيِّ مِنْ سُورَةِ بَيِّنَاتٍ وَأَزْدِهَاءِ
وَتَوَالَتِ بَشْرَى الْهَوَاتِفِ أَنْ قَدْ وُلِدَ الْمُصْطَفَى وَحَقَّ الْهِنَاءُ

۳۶۶۔ یکے استفسار کرو آیا در محفل مبارک شریف سردار عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم تشریف می آورند۔
فرمودند۔ آفتاب برجائے خود است و نور وے بہ ہر جامی رسد۔ سردار عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم در مقام
خود اند، برائے اصحاب قلوب و اہل نسبت محب مرفوع می شوند۔ ایشان بہ چشم باطن زیارت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم می کنند۔

شَمْسٌ فَضِيلٌ تَحْقُقُ الظَّنَّ فِيهِ أَنَّهُ الشَّمْسُ رِفْعَةً وَالضِّيَاءُ
فَإِذَا مَا ضَعُفَتْ نُورُهُ الظِّلُّ لَنْ وَقَدْ أَثْبَتَ الظَّلَالُ الضَّمَاءُ

۳۶۷۔ در دہلی یکے از پیر مردان صاف کیش عرض کرد: عجب دور بدعات است۔ بعض افراد
رامی بنیم کہ بعد از سلام دادن نماز دست راست خود را بر سر خود نہا وہ و چیزے خواندہ بر روی خود فرو
می آرند۔ حضرت ایشان فرمودند: ابن جزری در کتاب حصن حصین از بزرگوار و طبرانی و ابن السنی نقل
کرده کہ چون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از نماز فارغ می شدند دست راست خود را بر سر مبارک نہاؤ۔
بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ اللَّهُمَّ أَذْهَبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحَزْنَ۔ خواندہ دست
مبارک را بر روی مبارک فرو می آوردند۔ آن پیر مرد چون کلام حضرت ایشان شنید عرض کرد۔
"آن شاعر اللہ این مبارک دعا را من ہم عامل می شوم" کلمہ حَزْنٌ بہ دو وجه مروی است۔ بہ ضم حا و سکون
زا۔ در سورہ یوسف آمدہ۔ اِنَّمَا اشْكُو بَنِيَّ وَحُزْنِي اِلَى اللَّهِ۔ و بہ فتح حا و زاء، در سورہ فاطر آمدہ،
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ۔

۳۶۸۔ روزے مولوی بخش اللہ حاضر شد و بہ دست وے عصا بود۔ حضرت ایشان عصا را
معائنہ کردہ فرمودند۔ عصا خوبصورت و عمدہ است و باز دست مبارک خود را بر دل مولوی بخش اللہ نہا وہ
فرمودند اگر این عصا در درازی تادل بودے خوب تر بودے چه این مقدار مسنون است و بازار ارشاد
کردند، تعلق ذکر شریف بہ دل است و از دل مالک و مولائے خود را یاد کردن بسیار مفید است
آگاہی۔ عصائے مولوی بخش اللہ بہ یاد آؤد کہ حضرت ایشان قدس سرہ ساہا سال استعمال عصا کردہ اند
و عصائے حضرت ایشان بہ درازی تا قلب مبارک می رسید، البتہ در وہ ساہا ہائے آخر عصا را استعمال
نہ می کردند۔

خدا نیست آن کہ ذات بے مثالش نہ گردد ہرگز از حالے بہ حالے

۴۹۔ غالباً واقعہ ۳۳ھ است کہ حضرت ایشان از وہلی بہ کوئٹہ رسیدند۔ آن جامع عظیم از مخلصین افغانستان منتظر حضرت ایشان بود۔ روزے بعد العصر ہر دو دست مبارک خود برداشته بر روی مبارک بہ نوعی فرو آوردند کہ موہائے ریش مبارک خود را از جانبین حرکت دادند و باز بہ مخلصین فرمودند: اے عزیزان ایام پیری و ضعیفی بر سر رسیدہ، عمر من از شصت و سہ تجاوز کردہ، در اجادِ کرام ماقدس اللہ اسرار ہم بہ جز حضرت خواجہ محمد معصوم کسے بہ این عمر نہ رسید، وقت سفر من قریب رسیدہ، در ایام جوانی صرف قوتہامی کردیم، افراد قلیل تا بہ توجہات مامی آوردند، این فرمودہ حضرت ایشان ہوئے کردند و اہل حلقہ بہ سان ماہی بے آب بر روی خاک غلطان و بیجان گشت۔ عاجز و ناجیہ اتادہ این احوال و اقوال مبارکہ را می دید و می شنید۔ از مخلصین، اصحاب صحو و تمکین را ہم تا بہ آن توجہ مبارکہ نہ ماند۔ اگرچہ ایشان بر جانے خود ماندند اما اجساد ایشان بہ رنگ بیدی لرزید۔ آن وقت عاجز را این شعر بوستانِ سعدی بہ یاد آمد۔

تم می بلرز و چو یاد آورم مناجات شوریدہ در حرم

۵۰۔ روزے نماز شام در مسجد جامع قندھاریان خواندند و بعد از نماز قدرے آن جا نشستند

و باز خرامان خرام بہ خانہ تشریف آوردند، پانزودہ یا بست نفر از مخلصین پاک نہاد و اصحاب نسبت در رفاقت بودند۔ چون بہ مستشفی النساء کہ در وسط طریق بود حضرت ایشان رسیدند پاک نفس محمد علی بشورید و بہ آواز بلند این دو شعر خواند۔

اولیا رہست قدرت از الہ تیر جستہ باز گرداند ز راہ

عدا را سوئے مشتاقان نگاہے پیالے گرنہ باشد گاہے گاہے

حضرت ایشان بہ عجب انداز شفقت و مرحمت فرمودند۔ اے عزیزان کہ ورت اخلاق زوہلہ عاجز است ورنہ در توجہات و فیوضات قصور نیست۔ چون لفظ قصور نیست، فرمودند بر قے از فیوضات الہیہ بر خرمن دلہا افتید و از شور ہوہائے دل ہر ذرہ در جوشِ اَنَا الشَّرُّی، افتاد۔

از حسنِ ملیح خود شورے بہ جهان کردی بیچارہ و بسمل را مصروفِ فغان کردی

۵۱۔ چون اترک خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالحمید خان طاب شراہ را معزول کردند حضرت

ایشان بسیار متالم شدند و در خواب سرورِ عالمیان را دیدند صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہ از جہتے بہ جہتے قدم می زنند و آثار طال بر شجرہ مبارکہ ظاہر است۔ عرض نمودند فَاذْکَ ذُو حِیِّ یَا سَمَّ شَوْلِ اللّٰہِ سَبَبِ مَالِ خَاطِرِ اَقْدَسِ چیت۔ فرمودند۔ امروز عبدالحمید خان از تخت محروم شدہ، ازین جہت مال دارم۔ این خواب

بیان کردہ فرمودند: درین دورہ صدر سالہ مثل سلطان عبدالحمید خان در تقویٰ از شاہان کسے نہ بودہ من می توانم کہ حلفیہ بگویم کہ ایشان خمر را بہ دست خورد نہ گرفتہ اند چہ جائے نوشیدن۔ ایشان ہمدرد قوم و خیر خواہ ملت و متقی و علم دوست بودند۔ استاد من حضرت مولانا رحمت اللہ را از مکہ مکرمہ نزد خود بہ قسطنطنیہ طلب فرمودند؛ بسیار اکرام ایشان کردند؛ از دست خود برائے ایشان جائے نماز را فرش می کردند و چون بر ماندہ برائے طعام می نشستند بہ حضرت مولانا می گفتند: "بابا این را نوش کنید۔ بابا شما این را دست نہ بردید" این خواب و این واقعہ را بیان کردہ فرمودند: "اکنون قوم ترک مائل بہ تباہی است" عاجز گوید؛ در روز نصاریٰ حضرت مولانا را پروردگار مہارت زائدہ دادہ بود؛ از علمائے نصاریٰ پادری فائدہ بہ وقت خود بسیار مشہور بودہ۔ نصاریٰ ویرا با جماعتی از پادریہا بہ ہند فرستادند تا مذہب عیسائیت فروغ یابد۔ در سن ۱۲۷۰ھ بہ ماہ ربیع الآخر مناظرہ اولی و بہ یازدہم ماہ رجب مناظرہ آخری با فائدہ حضرت مولانا کردند۔ فائدہ کاملاً مغلوب شد و جاء الحق و زہق الباطل را ظہور شد۔ و بعد از تغلب انگلیسہا بہ ہند حضرت مولانا ہجرت فرمودہ بہ مکہ مکرمہ تشریف بردند۔ بہ اواخر قرن ثالث عشر پادریہا بہ قسطنطنیہ رسیدند و با علماء اترک مناظرہ کردند۔ صدر اعظم ملک تکریم خیر الدین پاشا جناب مولانا را از مکہ مکرمہ طلب کرد۔ چون جناب ایشان آنجا رسیدند بر پادریہا خوف و دہشت غالب آمد و ایشان مغلوب شدہ از انجراہ فرار اختیار کردند۔ فخر الدین پاشا بہ حضرت مولانا گفت کہ در روز مکاید نصاریٰ کتابے تحریر فرمایند چنانچہ ایشان از ۱۶ جہ تا آخر ذی الحجہ ۱۲۸۰ھ در ظرف پنج نیم ماہ کتاب "انہار الحق" بہ عربی نوشتند کہ از "تایید الحق بر حمت اللہ" سال تالیف ظاہر است۔ این کتاب در سن ۱۲۸۰ھ بہ قسطنطنیہ طبع شدہ و بہا اشارہ صدر اعظم ترجمہ این کتاب بہ ترکی ہم کردہ شد کہ بہ طبع رسیدہ و باز بہ اسیئہ متعددہ اوردہا ترجمہ کردہ شد و حکومت عثمانیہ آن ہم را طبع کردہ در اوردہا با نشر کرد؛ از طباعت این کتاب لاجواب در ایوان تہلیل افتاد؛ و روزنامہ مشہور انگلستان در ان ایام نوشت: "اگر مطالعہ این کتاب جاری ماند؛ در ترویج عیسائیت بندش خواہد افتاد" الحق کہ در روز نصاریٰ ازین بہتر کتاب بہ نظر نیامدہ۔ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ۔ چون حضرت سلطان عبدالحمید خان در سن ۱۲۹۳ھ بر تخت خلافت نشست حضرت مولانا را طلب فرمود۔ چنانچہ حضرت مولانا بہ نچشنبہ دوم رمضان سن ۱۳۰۲ھ بہ دار الخلافہ رسیدند و حضرت سلطان برایشان نوازشات فوق العادہ مبذول داشت۔ مولانا سید مناظر احسن گیلانی در جلد اول از کتاب "نظام تعلیم و تربیت" بر صفحہ دو صد و ہشتاد و دو نوشتہ اند: "مکتوب مولانا رحمت اللہ نزد مولانا سید محمد علی (خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق مجددی دہلوی) محفوظ بود؛ بیان عنایات و نوازشات سلطانی کردہ اند و نوشتہ اند

”چوں از محفل حضرت سلطان رخصت می شدم، حضرت سلطان پاپوشہائے مراد دست کرده می نہادند“
 حضرت مولانا بہ عمر فقار و پنج رسیدہ بہ روز جمعہ ۲۲ ماہ رمضان ۱۳۰۸ھ در مکہ مکرمہ رحلت فرمودند و در مقبرہ
 مبارکہ سعلاتہ کہ در حجون واقع است مدفون شدند رَحِمَهُ اللهُ وَ تَوَسَّعْ رِجْحَهُ وَ رَفَعْ مَكَانَتَهُ فِي اَعْلَىٰ عِلِّيِّينَ
 و وفات حضرت سلطان در ۱۳۲۶ھ واقع شدہ۔ رَحِمَهُ اللهُ وَ رَضِيَ عَنْهُ

۵۲۔ روزے فرمودند۔ فتح باب نصیب ہر کسے نیست ہر کرا خدا خواہدی نوازد۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشند خدائے بخشندہ

۵۳۔ فضل عمر دہلوی سرکردہ مخلصین ہندوستان بہ او اہل ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ رحلت فرمود۔
 اندران آیام حضرت ایشان بہ کوئٹہ بودند چون بہ دہلی تشریف آوردند بر مزاروے رفتند جمعے از مخلصین و
 از خویشان فضل عمر آن جا حاضر بود، حضرت ایشان چون از فاتحہ فارغ شدند بہ حاضرین گفتند۔ ببینید کہ ہر
 ذرہ خاک از قبر فضل عمر مصروف ذکر پروردگار است۔

۵۴۔ حافظ محمد اسحاق معروف بہ ”رانی کھیت والا“ عجب مرد پاک دل و صادق الحجۃ بودہ۔
 بہ دوازدم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ۔ ۵۔ رجب ۱۹۱۷ھ۔ وفات یافت، حضرت ایشان بر مزارش رفتند۔
 ز پنجابیان دہلی جمعے عظیم آنجا موجود بود۔ حضرت ایشان بہ دعا و فاتحہ مصروف بودند کہ ناگاہ چند قدم پستتر
 شدہ فرمودند چہ می کنی، چہ می کنی۔ و بعد از فاتحہ از روے انبساط بہ حاضرین گفتند ”راحتے کہ محمد اسحاق رانصیب
 شدہ، بہ شکرانہ آن تصدیا بوسی کردہ بود“ رَحِمَهُ اللهُ وَ رَضِيَ عَنْهُ۔

۵۵۔ در میر ٹھ نشی عزیز الدین والد حافظ حفیظ الدین از مخلصین صادق الحجۃ بود در ۱۳۲۳ھ
 ۱۹۰۵ھ کتاب ہائے حضرت ایشان از مکہ مکرمہ آورد۔ و خدمت تجلید کتب بر ذمہ خود گرفت، بہ روز
 شنبہ یازدم ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ۔ ۱۲۔ دسمبر ۱۹۱۱ھ۔ کہ در دہلی روز و بار انگلیسہا بود وفات یافت، حضرت
 ایشان راقیام در میر ٹھ بود۔ روز دوم بر مزارش تشریف بردند۔ وے نیز بہ مثل حافظ محمد اسحاق از وجہ
 دریافت سعادت برائے قدم بوسی تقدیم کردہ بود۔ رَحِمَهُ اللهُ وَ رَضِيَ عَنْهُ۔

۵۶۔ در محطہ سگہ الحدید چھاؤنی میر ٹھ حضرت ایشان در انتظار قطار بر کرسی نشستہ بودند و
 حافظ حفیظ الدین بہ پشت حضرت ایشان استادہ بود۔ ناگاہ بہ دلش آمد کہ مرید چین پیر کالم آتا بے نصیبم
 حضرت ایشان ہمان دم دست ویرا گرفتہ پیش رو آوردہ فرمودند ”اے عزیز دیگر چہ می خواہی از فضل
 پروردگار دین ہم یافتی و دنیا ہم“ عاجز گوید۔ پروردگار بر حفیظ الدین کرہا کردہ بود۔ ساحت سینہ سے
 از دولت نسبت آراستہ بود و وجاہت و عزت و ثروت دنیوی ہم می داشت، مَا أَحْسَنَ الدِّينَ وَالذَّنْبَ

إِذَا اجْتَمَعَا - رَحِمَهُ اللَّهُ وَرَضِيَ عَنْهُ -

۵۷۔ حافظ اشفاق الہی میرٹھی بیان کر دے کہ فرزند نہ داشتتم و بدولم می گزشت کہ اگر حضرت ایشان دعا فرمایند بہ مراد رسم۔ اندرین فکر نزد محجّر مبارک استادہ بودم، ناگاہ حضرت ایشان از حرم سرا برآمدند و نزد من رسیدہ فرمودند "چرا بہ اجمیر شریف نہ میروی و آن جادعانہ می کنی" و بعد از ان فرمودند "حضرت والدہم بہ اجمیر شریف رفتند و آن جادعا کردند دعائے ایشان قبول شد و حق تعالی ایشان را پسداد و آن پسر منم کہ پیش روی تو استادہ ام" حافظ اشفاق الہی حسب الارشاد بہ اجمیر شریف رفتند و پروردگار ایشان را چہار پسر عنایت کرد، صنعتہ اللہ، عبدالرشید، عبدالحمید، اخلاق احمد، مؤخر الذکر و خورد سالی فوت کرد و باقی در کراچی بہ عافیت می باشند۔

۵۸۔ روزے از حرم سرا برآمدند۔ جمعے از مخلصین نزد محجّر شریف نشستہ بود و بین ایشان شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم ہم بود۔ حضرت ایشان فرمودند "ما این چنین دل را طالب، ستیم کہ عبدالباری دارد" عاجز گوید۔ پروردگار درجات عبدالباری را بلند کند عجب مرد پاک باطن و صاحب نسبت بود۔ در اوقات فراغ بہ جز ذکر و فکر کارے نہ داشت۔ بہ روزہ شنبہ نہم رجب ۱۳۸۳ھ۔ ۲۶ نومبر ۱۹۶۳ء رحلت نمود۔ چون ازین دار فانیہ بہ نعیم باقیہ کوچ می کرد عاجز موجود بود و وے تانفس آخر بفضل اللہ و احسانہ بہ ذکر شریف مصروف بود۔ هَيْبَتًا لَهُ ثَقَّةٌ هَيْبَتًا لَهُ، عاجز از مولائے کریم و رحیم پر امید است کہ وے با آن بیکار افراد خواهد بود کہ در حق آنها پروردگار فرمودہ۔ وَانَّ لَهُ عِنْدَنَا لَآلِئًا نَفِيًّا وَحَسْبُ مَا يَبْرَأُ۔ در حوا حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ مدفون شد۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۵۹۔ حضرت ایشان کار تعمیر محجّر مبارک بہ حاجی فیض اللہ و منشی حسین علی سپرد کردہ بودند منشی حسین علی بیان کرد۔ بہ نزد بنیاد قبرے ظاہر شد۔ و سنگے کہ بالائے قبر می نہند و بالائے آن خاک انداختہ می شود از وجہ کنیدن بنیاد قبرے از جائے خود بے جائے شدہ بود، و آن وقت نصف النہار بود۔ لحظہ نہ گزشت کہ حضرت ایشان خلاف عادت از حرم سرا برہنہ سر و برہنہ پا برآمدند و فرمودند "بچہاشما چہ می کنید۔ عرض کردم۔ ما یان بنیاد می کنید کہ ناگاہ قبرے ظاہر شد و سنگ وے قدرے بے جائے شد۔ فرمودند "بچہا کار بہ آہستگی و بہ وجہ خوب کنید۔ ما نشستہ بودیم کہ ایشان (صاحب قبر) آمدہ فرمودند کہ مرا آزاری رسانند" و باز بہ حرم سرا تشریف بردند۔ منشی حسین علی آن مقام را بہ عاجز نشان دادہ کہ نزد دروازہ محجّر است۔ پروردگار ایشان را اجراء دہد، خدمات شائستہ کردہ اند و از مخلصین قدر مبرونند۔ بہ روز جمعہ یازدہم ماہ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ۔ ۲۳ جنوری ۱۹۴۸ء رحلت نمودند و در قبرستان حضرت خواجہ

باقی باللہ قدس سرہ مدفون شدند۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۶۰۔ حافظ عبدالحکیم دہلوی تاجر حفت سالے در تجارت خسارہ کشید۔ از وجہ پریشانی در احوال باطنش خلل افتاد۔ روزے چون برائے تفریح می رفتند، پیش دکان وے عربہ را ستادہ کردند۔ چون دکان بہ دست بوسی مشرف شد۔ بر شائہ دے دست شفقت نہادہ بہ بسیار ملاکت و تملطف فرمودند۔ اے عزیز۔ چہا پریشان می شوی و چہا بہ جزع و فرغ اوقات خود را بہ سری بزری۔ پروردگار ترا مال و عیال و اولاد و عزت و صحت دادہ است۔ اگر جزوے از مال ضائع شد چہ شد۔ اگر پروردگار جل شائہ باقی را ہم بگیرد چہ خواہی کردی؟ حافظ عبدالحکیم بہ عاجز گفت کہ ہر حرف مبارک ایشان بر لے در دلم دارو شفا بود۔ عجب سکون و طمانیت بہ جانم حاصل شد، چون حضرت ایشان کلام خود را تمام کردند دل من از ہمہ آلائش ہایاک شدہ بود، در فصل دوم ہم واقعہ دے تحریر شدہ است۔ حضرت ایشان صراحت فرمودہ اند کہ در تشخیص امراض قلب پروردگار ایشان را بصیرت کاملہ عنایت کردہ بود، حضرت ایشان مخلص پاک باطن را نہ می گزاشتند کہ راہ ہاویہ اختیار کند حتی المقدور بہ قہر و عتاب یا بطف و مرحمت، بہ ہر طورے کہ مناسب می دانستند از نار حامیہ دیر محفوظ می کردند، و فضل پروردگار بود کہ ہزاران افراد بہایت یافتند۔

۶۱۔ فرمودند۔ اے عزیزان "کثرت و قلت را سوال نیست ہر چہ گوئید بہ حضور قلب و کمال اخلاص گوئید۔ از غفلت و اخلاق رذیلہ خود را دور دارید"

رو عمر در خدمت پیر سعید تا نگوگرد رذیلہ خوئے تو

۶۲۔ شیخ عبدالباری نو مسلم کہ ہنوز اسلام را ظاہر نہ کردہ بود علیل شد و ازین خیال اندوہ گین شد کہ اگر درین حال بمیرم کائبدم را ہنود بسوزانند، مولوی بخش اللہ این احوال را بہ خدمت حضرت ایشان رسانید۔ فرمودند "بہوے بگو۔ جسم ترا دفن کنند یا بسوزانند ہیچ اہمیت نہ دارد۔ مہتمم باشان این امر است کہ از دنیا با دولت ایمان بروی"

چشم دارم کز گنہ پاکم کنی پیش ازان کاند ر لحد خاکم کنی
اندر ان دم کز بدن جانم بری از جہان بانور ایسا نم بری

و فرمودند۔ عبدالباری را بگو کہ فی الحال نہ خواہی مرد و قد عاش بعد ذالک زہاء سبت و ثلاثین سنہ۔

۶۳۔ روزے فرمودند۔ تلاوت قرآن مجید را سہ درجات است۔ ادنی درجہ این است کہ با تجوید

تلاوت کردہ شود۔ و اوسط درجہ این است کہ با تجوید و فہم معانی تلاوت کردہ شود و اعلی درجہ این است کہ

تلاوت با تجوید و فہم معانی بود و دل بہ حلاوت باطنی لبریز بود۔

۶۴۔ روزے در وہابی شخصے بیان روحانیت جوگی کرد حضرت ایشان چند دقیقہ متوجہ بہ آن شخص شدند۔ آن شخص را احوال عجیبہ روداد۔ بعد ازین فرمودند کہ اے عزیز، روحانیت این را گویند و شان مرد مومن این است کہ این احوال و کیفیات را محفوظ دارد۔

۶۵۔ مولوی بدرالاسلام استفسار کرد کہ وظیفہ شریفہ را قدرے بہ سرعت باید کرد تا تعداد بست و چہار ہزار کامل شود یا بہ طمانیت۔ فرمودند۔ وظیفہ شریفہ با حضور قلب و طمانیت باید کرد۔ و تعداد بست و چہار ہزار از بس مفید است۔

۶۶۔ در وہابی بعض عازمین حج را فرمودند صعوبات سفر را بہ ذوق و شوق برداشت باید کرد۔ کلمہ جزع و فزع بر زبان نہ باید آورد، با ابالی آن دیار مبارکہ بہ محبت و احترام معاملہ باید کرد کہ ایشان چہیران پروردگار و حیران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انداگر کہ راتاب تحمل شدائد نیست وے را اجازت سفر دادن بیکار است۔

۶۷۔ بہ مولوی بخش اللہ دہلوی فرمودند۔ در قصیدہ منفرجہ اسمِ عظیم مخفی است، اگر متواتر سہیل روز این قصیدہ مبارکہ را برائے حل مشکلی کہے بخواند۔ ان شاء اللہ مشکل وے حل خواہد شد۔

۶۸۔ در وہابی حاجی طیف الدین مرد نیک دل و سادہ مزاج بود۔ عرض کرد حضرت والا چہ کنیم؟ پروردگار خواہشات نفسانیہ را در خلقت مایان نہادہ۔ فرمودند۔ لاریب کہ پیدا کنندہ خواہشات پروردگار است اما او جلّ شأنہ انسان را طاقت دفع کردن خواہشات نیز عطا کردہ است۔ انسان آن قوائے کامنہ را بہ کار آورد و بہ طریق مشروعہ ازالہ خواہشات کند۔ اسلام دین فطرت است۔ شما بر فرض خدا قائم و از حرام خدا محترز باشید۔ ہمین دینداری است۔

۶۹۔ روزے در وہابی فرمودند: "بہ دوران قیام مدینہ منورہ چون ماہ صیام رسید۔ من بہ روضہ مطہرہ رسیدہ پردہ مبارکہ را کہ بر شبکہ مبارکہ آویزان می بود بر سر خود انداختہ و شبکہ مبارکہ را بہ ہر دو دست خود گرفتہ آن مقدار از قرآن مجید تلاوت می کردم کہ بہ شب بہ حرم محترم در تراویح می خواندم۔"

سبحان اللہ چہ سعادتہا و برکتہا نصیب حضرت ایشان شدہ بود۔

۷۰۔ فرمودند۔ در نہاد من جزع و فزع نہ نہادہ اند۔ البتہ اناخبار پریشانی مسلمانان صدقہ بردلمی رسد۔ و ازین صدقات اعضائے ربیہ من متاثر شدہ اند۔

۷۱۔ در او اخیر سال ۱۳۴۲ھ یا در اوائل ۱۳۴۳ھ در کوئٹہ بہ باغ تولہ عند العصر روان بودند

چون از شہر برآمدہ بر شارع سرآب عربہ روان شد، یکے از ما برادران روزنامہ اُردو را پیش کردہ عرض کرد۔ حضور والا، خبر وفات انور پاشا تحریر است و عکس ایشان شائع شدہ۔ حضرت ایشان روزنامہ را گرفتہ سوے عکس نظر کردند۔ بہ مجرد دیدن آن عکس بے قرار شدند و سیل اشک از چشمان مبارک جاری شد، اشکہا می ریختند و دعا ہا می کردند چون بہ دہلی تشریف آوردند، سردار غلام حیدر خان سفیر افغانستان بہ خدمت مبارک رسید حضرت ایشان ازوے استفسار خبر انور پاشا کردند۔ وے عرض کرد کہ انور پاشا شہید شدہ از تصدیق وے رنج و ملال حضرت ایشان تازہ شد، دیدہ مبارک پر آب شد و دعا ہا کردند، رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ۔ **الدَّعَاءُ لِلْغَائِبِ مُسْتَجَابٌ**۔ عاجز امیدوار دکہ دعائے حضرت ایشان مقبول و متجانبہ باشند۔

۶۲۔ چون از اولاد حضرت ایشان کسے عیسیٰ می شد آثار رنج و ملال بر نشترہ مبارک ظاہر می شد، روزے در دہلی بہ مخلصین گفتند: "بہ وقت علالت اولاد بہ دلم خیال می آید کہ دعا کنم، بہ مجرد این خیال از مالک و مولائے خود شرمندہ می شوم" عاجز گوید از مقام رضا کہ اعلیٰ ترین مقامات است حضرت ایشان را نصیبہ کاملہ حاصل بود، در بآسائہ و ضراء بہ جز صبر و شکر کارے نہ بود۔

۶۳۔ روزے در دہلی فرمودند: "از وجہ اخلاص ابواب سعادت کشادہ می شوند از بزرگان یا شخصے ضعیف العمر و اتمی بیعت بود۔ عشق خدا و رسول در تمام جسم وے سرایت کردہ بود قرآن مجید را نہ خواندہ بود اما از روے محبت قبلہ رو نشسته مصحف مبارک را بر رطل نہادہ بر ہر سطر وے انگشت خود را از اول تا آخر می کشید و بہ محبت و اخلاص می گفت: "یا اللہ خوش گفتمی و در صفتی" بہ یک وقت معین این شغل را ہر روز جاری می داشت۔ مدتے نہ گذشت کہ بروے ظہور احوال سامیہ شد و از کیفیات احوال و جہانہ سرشار گشت و در انجام کار فائز المرام گردید۔

۶۴۔ فرمودند در مکہ مکرمہ نکاح دختر خواہر زادی شاہ محمد اسحاق محدث بود۔ جناب حاجی امداد اللہ شیخ کبیر سلسلہ چشتیہ ہم موجود بودند و ارادہ داشتند کہ خطبہ نکاح بخوانند، ناگاہ چشم ایشان بر حضرت ایشان افتاد جناب ایشان بہ کمال محبت حضرت ایشان را نزد خود خواستند و گفتند: "شما خطبہ بخوانید چنانچہ حضرت ایشان خطبہ خواندند۔ جناب حاجی صاحب از اصدقائے قدیم حضرت جدا مجد شاہ محمد عمر قدس اللہ اسرار ہما بودند۔ از خورد سالی احوال حضرت ایشان را دیدہ بودند و ارتباط تام داشتند"

قدر زرزگر گشتنا سدا قدر جوہر جوہری

۶۵۔ فرمودند۔ بہ ایامے کہ در سرہند شریف بودم روزے بر مزار پیر انوار حضرت امام ربانی مجد الف ثانی قدس اللہ سرہ مراقب بودم کہ حضرت ایشان فرمودند: "آن شخصی را کہ بہ زاویہ نشسته است"

دورویہ پدہ، چنانچہ امتثالِ امر کردہ بہ دے دورویہ دادہ شد۔ دے گئے گفت۔ از بس حاجت مند بودم و بہ خدمتِ مبارکہ برائے دورویہ عرض کردہ بودم۔

۷۶۔ بہ وقتِ نکاح خواہر کلان حضرت ایشان بہ مخلصین فرمودند۔ مرا معلوماتِ امورِ مذکورہ نسبت لہذا بہ شمایان اجمالاً گفتہ می شود کہ طریقہ شرفائے دہلی را ملحوظ دارید کہ محفل عقدِ نکاح بہ طریقہ خوب سرانجام یابد حافظ عبدالحکیم دہلوی تاجر جفت عرض کرد۔ بعد از عقدِ نکاح از جانبِ زوج چیزے از شیرینی و از جانبِ بیوہ چیزے از اشیاے خوشبودار و خوش ذائقہ مثل اہیل خورد، شیرین بویہ (بادیان)، بون بریان، جوزہندی وغیرہ تقسیم می کنند۔ حضرت ایشان فرمودند ہرچہ در شرفا مردج است بکنید۔ عبدالحکیم گفت کہ تقسیم کردن اہیل وغیرہ ضروری است فرمودند امرے را کہ از شرع مبارک ثابت نہ باشد و کردنش مباح باشد ضروری واجب و انتہا گناہ است، لہذا این رسم را بگزارید یعنی اہیل و بون تقسیم نہ شود۔ چنانچہ دیگر تمام رسوم بہ جا آوردہ شدند و این رسم ترک کردہ شد۔

۷۷۔ بہ زمانہ تعمیر مسجد شریف خانقاہ دہلی حضرت ایشان در گردوغبار بہ جاے می نشستند و متوجہ بہ باطن می شدند۔ بعض افراد عرض کردند۔ این جا خاک و گرد است۔ فرمودند۔ بنائیان خشتہارامی تراشدند و آوازے کا از تراشیدن خشت پیدا می شود۔ مرا ذکر الہی مسموع می شود، اسرار "و ان من شئی الا نسبح بحمده" بر حضرت ایشان ظاہر بود۔

۷۸۔ در گلستانِ پشین ملا عبدالحمید آخوندزادہ گفت۔ کسانے کہ در نماز نعرہ می زنند، نماز ایشان نہ می شود۔ بہ مسامح مبارکہ این قول رسید۔ بہ آخوندزادہ فرمودند۔ "اے عزیز حلاوتِ ایمان نہ چشیدہ" کَمَا تَقَدَّمَ فِي الْفَصْلِ الْاَوَّلِ۔

۷۹۔ ملا گل ادنخیل در خانقاہ شریف دہلی مصروف ذکر بود۔ حضرت ایشان تشریف آوردہ استفسار کردند۔ ملا گل چہ حال داری۔ عرض کرد۔ چون بہ خانقاہ شریف می آیم از دنیا و مافیہا بے خبر می گردم۔ فرمودند۔ اے عزیز اگر درین جائے پُر انوار این احوال را دریافتی، چہ کمال است اگر بہ وقت گزشتن از بازار چاؤڑی (بازارِ زنانِ فاحشہ) بہ این حال باشی البتہ کمالے است۔

۸۰۔ فرمودند۔ ولایتِ کبری را ولایتِ انبیا از آن گویند کہ چون آن سرورانِ علیہم الصلاۃ والسلام بہ این مقام می رسیدند، نبوتِ ایشان ظاہر می شد۔

۸۱۔ شخصے در کوئٹہ استفسار کرد، آیا بدون توجہ ولی کامل کسے بہ مقامِ ولایت می رسد۔ فرمودند البتہ می رسد و واقعہ حاضر شدن خود را بر مزار ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کردہ گفتند ہر گاہ برائے تکبیر

تخریبہ دستہائے خود را می بردارم صورت آن شخص پیش رویم می آید۔ اگر آن شخص ولی نہ بودے صورتش چرا پیش رویم آدے۔ (تفصیل واقعہ را در فصل اول دریا بید)

۸۲۔ حاجی محمد اسماعیل پسر جیون بخش کہ از پنجابیان دہلی بود حزب البحر از حضرت ایشان خواند و اجازت گرفت۔ حضرت ایشان بہ دے گفتند: "این مبارک حزب را حضرت شاذلی قدس سرہ نوشتہ است۔ درین حزب آیات مبارکہ و احادیث شریفہ ہم شامل اند۔ عجب مبارک حزب است۔ اگر این حزب را از برائے رضامندی پروردگار خواندی و بہ ضمن آن از فتوحات بہرہ مند شدی بہتر است۔ ہم دین یافتی و ہم دنیا، و اگر برائے فتوحات دنیویہ خواندی، پس اگر چیزے از فتوحات دنیویہ در یافتی، نہا و نغم و اگر نہ یافتی، ہیچ نہ یافتی۔ ثواب آخرت در صورت یافتن و نہ یافتن ہیچ نیست" عاجز گوید کہ در "لوائح الانوار القدریہ" شعرانی از مسند حنبل این حدیث شریف نوشتہ است "مَنْ عَمِلَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَمَلًا فِي الْآخِرَةِ لِلذَّنْبِ فَلَيْسَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ" غم دین خور کہ غم دین است۔

۸۳۔ مولوی عبدالرشید ساکن بلند شہر بیان کرد۔ من از بلند شہر بہ خانقاہ شریف برائے محفل مبارک میلاد شریف باد و رفیق حاضر شدم۔ وقت طعام رسید۔ بہ رفیقان گفتم۔ بیائید تا بہ بازار رفتہ چیزے بخوریم۔ مایان در صد در فتن شدیم کہ حضرت ایشان ملا لعل محمد را فرستادہ گفتند کہ بہ ذکر شریف مانید، ان شاء اللہ ان خواهد رسید۔

۸۴۔ پاک دل سید احمد حسین النوب شہری از حضرت ایشان دلائل الخیرات حرفاً از اول تا آخر خواند۔ روزے بعد از فرات دلائل مبارکہ مصروف بہ مالش بدن حضرت ایشان شد و دلش مشغول بہ ذکر پاک رب العالمین گشت، در این احوال مبارکہ اشکہائے محبت از دید مالش ریخت۔ اتفاقاً نظر مبارک بر آب دیدہ وے افتاد۔ بہ دست مبارک خود آن قطرات مہر و عقیدت را صاف فرمودند، احمد حسین بہ ہوش خود آردہ بے ساختہ عرض کرد و حضور مبارک، این چہ می کنید۔ فرمودند: نزد من از نماز و طاعات من، کار نا شائستہ سید بہتر است۔ احمد حسین گوید: من حیران شدہ عرض کردم حضور و اللہ! این چہ ارشاد می فرمائید۔ فرمودند: "اظهار خیال دل خود می کنم۔ بیان مسئلہ شرعی نہ می کنم" عاجز گوید علماء اعلام در تفسیر۔ "وَكَانَ أَبُوهُمَا صِدْقًا"۔ نوشتہ اند۔ "قِيلَ إِنَّهُ أَبُوهُمَا مَبَاشَرَةً وَقِيلَ هُوَ الْأَبُ السَّابِقُ وَقِيلَ الْعَاشِرُ" پروردگار جل شانہ و عظم احسانہ را این لطف دہر بانی با اولادیکے از صلحائے بنی آدم است پس با اولاد حضرت سید الاولین و الآخرین رحمۃ اللہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم چہ معاملہ خواهد بود، محبت اہل بیت اطہار، رضوان اللہ علیہم اجمعین، از بابائے پہلم حضرت عبداللہ و از بابائے

چہل و یکم حضرت عمر رضی اللہ عنہما وراثتہ حضرت ایشان رسیدہ بود۔ امام ابن اثیر جزری در نصف آخر از کتاب "جمع الفوائد" نوشتہ کہ حضرت عمر برائے اسامہ بن زید سے ونیم ہزار درہم وظیفہ مقرر کردو برائے پسر خود عبداللہ سے ہزار عبداللہ عرض کرد۔ اسامہ را بر من چہ انفضیلت دادی، وے در ہیچ مشہد از من بہقت نہ کردہ۔ فرمود۔ پدرش زید است کہ وے رسول خدا را از پدر تو احب بود و اسامہ رسول خدا را از تو احب است صلی اللہ علیہ وسلم۔ و ابن اثیر این ہم نوشتہ کہ ابن عمر در مسجد شریف نشستہ بود ناگاہ شخصے را دید کہ نَسَبُ ثِيَابِهِ۔ فرمود این کیست۔ عرض کردند محمد بن اسامہ است۔ وے سر خود را بہ سوئے گریبان افکند و باز فرمود۔ لَوْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَحِبِّهِ۔ اگر سوار عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم ویرا دیدے ہر آئینہ محبوب داشتے۔

۸۵۔ روزے بہ نیاز مندی تمام خواندند۔

وَلَيْتَكَ تَرْضَى وَالْأَنَامُ غَضَابُ
وَلَيْتَكَ تَحْلُو وَالْحَيَاةُ سَرِيرَةٌ
وَلَيْتَ الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَكَ عَامِرٌ
وَبَيْنِي وَبَيْنَ الْعَالَمِينَ خَرَابٌ

زندگانی تلخ است، اے کاش تو براہم شیریں باشی۔ وخلق جہان ناخوش بود اما تو از من خوش

باشی۔ رشتہ محبت کہ میان من و تو است استوار ماند، اگرچہ تعلق من با عالمیان خراب بود۔

۸۶۔ شاکر احمد خاں انصاری با جیب اللہ از پانی پت حاضر شد۔ حضرت ایشان بر تخت خود عمدہ دو شالہ کشمیری در بر کردہ نشستہ بودند شاکر احمد مخلص کامل بلکہ عاشق صادق بود، او بہ کار خود مصروف بود، آثار فیش جیب اللہ تازہ وارد بود و بہ سلسلہ مبارکہ وابستگی نہ داشت، خیال کرد کہ پیر طریقت را بہ تخت و دو شالہ چہ کار بلکہ خاک و دلق است برایش سزاوار۔ در سال ۱۳۸۰ھ جیب اللہ در لاہور بہ عاجز گشت۔ چون این خیال در دلم گزشت، حضرت ایشان بہ آواز بلند فرمودند: اگر پیر کسے دلق پوشیدہ بر خاکستر بنشیند و پندارد کہ وے چیزے ہست، ہیچ نیست و اگر پیر کسے دو شالہ پوشیدہ بر تخت نشیند و خود را ہیچ داند، وے چیزے ہست "جیب اللہی گفت کہ پنجاہ سال برین واقعہ گزشتہ و ہر گاہ کہ این واقعہ را یاد می کنم بہ حیرت می روم۔

۸۷۔ حافظ محمد یوسف از چشمہا معذور و حافظ کلام الہی بود و نزد خانقاہ شریف دہلی قیام

داشت۔ مرد نیک و پاکیزہ اطوار بود۔ از حضرت ایشان بیعت شد۔ مدتے نہ گزشت کہ در احوالش تغیر پیدا شد۔ پیش دروازہ غربی خانقاہ شریف شب روز افتادہ می بود۔ نشست حضرت ایشان غیر از سہ سال آخر در عمارت دروازہ می بود، وے آواز حضرت ایشان را شنیدہ بہ وجد و جذب می آمد شبے

حضرت ایشان مصروفِ حلقہ و توجہ بودند کہ محمد یوسف در شارع شور و فغان برپا کرد و عصائے خود را بہ زور بر زمین می زد حضرت ایشان فرمودند: "بہ یوسف گرمی زیادہ رسیدہ" و شبے فرمودند "سفر اتر کردہ" ای شرابِ معرفت ویرانہ ہوش ساختہ، در حیاتِ حضرت ایشان سے از دروازہ خانقاہ شریف بہ جائے نہ رفت، و روزے کہ حضرت ایشان رحلت فرمودند و سے از انجا بہ مسجد جامع رفت و از احوالِ خود قطعاً بے خبر گشت۔ در لباسِ عریانی صیفاً و شتاء نزد جامع گشت می کرد و بہ نامِ مجذوب اشتہار یافت۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۸۸۔ شخصے گفت در فلان شہر تبرکات اند۔ فرمودند۔ اے عزیز خوبی آن است کہ خودت را تبرک سازی۔

۸۹۔ یکے از مخلصین حج کردہ باز آمد و برائے حضرت ایشان آب زمزم آورد۔ چون بہ حضرت ایشان اطلاع کردہ شد فرمودند، پروردگار از فضلِ خود، خود را زمزم ساختہ است۔

۹۰۔ روزے اہلِ حلقہ مصروفِ کلام بودند کہ اذان مغرب شد۔ و حاضرین قصد نماز کردند۔ فرمودند قدرے متوجہ بہ قلب شدہ بنشینید و سکونِ قلب حاصل کنید تا نماز بہ یک سوئی ادا کردہ شود۔

۹۱۔ روزے بعد از اذان نماز شام چون از دالانِ مسجد شریف بہ صحن برآمدند، یک نو وارد افغانی مخلص را دیدند کہ از سجدہ اولی بہ قدر یک وجب سر خود برداشتہ بہ سجدہ ثانیہ رفت۔ قدرے بہ آواز بند نقر اکتفا کرد، فرمودہ تشریف بردند۔ آن نو وارد بلکہ بیشتر از حاضرین از وجہ فقدانِ علم بیخ نہ فہمیدند۔ حاجی ملا احمد خان فی ما بعد بہ ایشان مفہوم ارشادِ گرامی را بیان کرد۔

۹۲۔ در حرم مکہ بہ مولوی عبدالحق الہ آبادی شیخ الدلائل و خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی محدث دارالہجرہ قدس اللہ اسرارہما فرمودند۔ مولوی صاحب شامہ تالیف "الإکلیل علی مَدَارِکِ التَّنْزِيلِ" مصروف ہستید و ما می بینیم کہ شما از تفاسیر مبارکہ نقل می کنید و از خود ہیچ بیان نہ می گوئید۔ اگر در مسائل تحقیقات کنید خوب تر باشد۔

۹۳۔ روزے در کوٹہ بہ عاجز گفتند۔ اوائل جوانی ما بود۔ با چند رفقا بہ سیر و تفریح می رفتیم و خوب خیز و جست می کردیم۔ و شتر روان می بود و ما عنق و سیرا گرفتہ بروے سواری شدیم و چچنان از وے پائین می شدیم۔

۹۴۔ حضرت برادرِ کلان را بردت ظاہر شد، و حضرت والدہ محترمہ در شکرانہ آن چیزے پختند و بہ مخلصین تقسیم کردند، حضرت ایشان آثارِ مسرت ظاہر بود، چون برائے تفریح در عربہ روان شدند دست

مبارک خود را بر برویت حضرت برادر کلان نہا وہ فرمودند: "جدا کبر شہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ را وقتی کہ قہری آمد برویت خود را می پیچیدند"

۹۵- در کونٹہ بہ ما برادران گفتند: ما اولادِ پسرانہ دیدیم، البتہ اولادِ دختر را دریا نیتیم می بینیم کہ باوے قلب را ارتباطی و محبتی فوق العادہ است۔ و خیال داریم کہ این از آثار سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم است"

۹۶- در میز ٹھ بہ انتظار نماز عید نشستہ بودند و یک پیر مرد از علماء کرام مردم را وعظ و پند می کرد، باز یک جوان آغاز پند کرد و حضرت ایشان دوسہ بار لآخولَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ خواندہ فرمودند: بیان آن پیر مرد اگرچہ سادہ بود اما با نور ایمان بود و بیان این جوان اگرچہ شستہ و مٹمق است اما پُر از کدورت است"

۹۷- اہل ہند بظلاف حکومت آن وقت مصروف عمل بودند۔ روزی حضرت ایشان در حلقہ مبارکہ فرمودند: شمایان ازالہ این حکومت می خواہید و طلبگارا استقلال ہستید۔ اما امن و راحتیکہ درین ایام بہ شمایان حاصل است آن را از دست خواہید داد و باز این ایام را یاد خواہید کرد۔ وَکَلَاتِ حَیْنٍ مَّتَدِّمٍ۔ عاجز گوید۔

مردانِ خدا خدا نہ باشند لیکن ز خدا جدا نہ باشند

حضرت ایشان در سال سی و ہفت یاسی و ہشت از ما تہ چہار دہم این سخن فرمودہ بودند و در سال شصت و شش اہل ہند آزادی یافتند، نزد عاجز ابتداے روز آزادی آغاز دور بر برادی ہم شدہ ہزاران ہزار بندگانِ خدا گشتہ و ابوابِ فتن و بلا ہا بر اہل ہند کشادہ شدند۔ حافظ عبد الحکیم دہلوی برائے چند روز از پاکستان بہ دہلی آمدہ بود، روزے نزد عاجز نشستہ اشک ہار ریختہ می گفت: "حضرت ایشان سی سال قبل ازین فتنہ شغواء آگاہ کردہ بودند۔ دران وقت ما بیان حقیقت کلام حضرت ایشان فرمیدیم و خیال کردیم کہ از تسلطِ نصاری رشتن و ملک خود را آزاد کردن امرے خوب است۔ حالاکہ کار از دست رفتہ صداقتِ قول حضرت ایشان مثل آفتاب ظاہر و روشن است۔"

۹۸- می فرمودند در احوال مبارکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بہ زبان اُردو "توارتِ نجیب الہ"

کتاب خوب است و این کتاب را بہ ہمیشہ گان این عاجز تعلیم کردہ اند۔

۹۹- محمد ہاشم ساکن دوتانہ، نزد کوسی کلان جوان صالح و ذی استعداد بود، اجیانائیش حضرت

ایشان کلامِ نعتیہ می خواند، روزے شیخ غلام احمد انسومی کہ شاعر شیوا بیان و عاشقِ صادق و متدراج

حضرت ایشان بود حاضر بود کہ ہاشم قصید خواندن نعتِ جامی کرد، غلام احمد در مدح حضرت ایشان چیرے گفتہ بود، اجازت خواندن طلب کرد، حضرت ایشان فرمودند: "ہاشم نعتِ جامی می خواند کہ در مدحِ سرورِ دوسراست صلی اللہ علیہ وسلم و کلامِ جامی آن کلام است کہ مقبول بارگاہِ نبوی است" علیٰ صاحبہ الصلوٰتِ و التحیّات و التسلیّات۔

۱۰۰۔ کسے استفسار از ذکرِ جہر کرد۔ فرمودند۔ تلاوتِ قرآن مجید بہ جہر مفید تر است از ذکرِ جہر کہ مروج است۔ سبحان اللہ چہ جواب شیرین و زیبا است۔

۱۰۱۔ روزے در خانقاہ شریف نزد حضرت ایشان مولوی عبدالسلام فرزند برادرزادہ حضرت شاہ عبدالعزیز آمدند حضرت ایشان مولوی صاحب را آن روز بہ پہلوئے خود بر تخت جائے دادند و باز بہ محبتِ تمام پائے ایشان را مالیدند و فرمودند اگر حضرت شاہ عبدالعزیز بہ حیات بودے فرمودے کہ این ہم شاگرد ما است و آن روز ہر چہ از ہدایا آمدہ بود بہ مولوی صاحب دادند و این ہمہ تعظیم و احترام از وجہ آن بود کہ مولوی صاحب استاد زادہ از اولاد حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ بودند۔

۱۰۲۔ سید سلیمان اشرف از فضلائے نامدار ہند و از ساداتِ کرام و از اولادِ پیرانِ پیر حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ بودہ اند۔ ایشان با حبیب الرحمن خان شروانی (صدر یار جنگ) برائے زیارت حضرت ایشان آمدند جناب شروانی از راہ تعارف عرض کردند کہ ایشان از ساداتِ کرام و از اولادِ حضرت پیرانِ پیر اند حضرت ایشان بہ جناب سید فرمودند بیائید و با ما بر تخت بنشینید۔ ایشان عرض کردند این جائے ارشاد است کہ شایان شما است حضرت ایشان فرمودند شما سید مستید احترام شما لازم است و شما بہ ما می گوئید لہذا بقول شما عمل می کنیم جناب شروانی بعد از بیان کردن این واقعہ گفتند سبحان اللہ حضرت ایشان احترام سادات بہ چہ اندازہ می کردند۔ انما یعرف الفضل ذوقہ۔

۱۰۳۔ روزے بہ حلقہ و توجہ مصرف بودند نشی احمد حسین بیان کرد کہ بر حضرت ایشان احوال طاری گشت، سر مبارک را بلند کردہ قدرے از احوال جدا مجد خود بیان کردہ گفتند در حرم نبوی علی صلاحہ الصلاۃ والسلام از ایشان بیعت شدہ ام و باز فرمودند کار ولایت بر ایشان تمام شدہ احمد حسین گفت من بہ دل خود گفتم۔ و آن چہ بقیۃ الباقیہ بود بر حضرت شما تمام شد۔

حیف بینہ چشم گیتی مفتدائے کابلے چون ابوالخیر ولی قطب جہان فخر ز من

تمام شد محفوظات والحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ۔

فصل پنجم

در

بعض تحریرات و مکاتیب شریفہ حضرت ایشان

مولد سعیدیہ | جد بزرگوار حضرت ایشان شاہ احمد سعید قدس سرہ کتاب "سعید البیان فی مولد سید الانس والجان" تحریر فرمودہ اند۔ مولوی ظہور علی ظہور بہر ان ایام این کتاب را نظم کردہ و نامش "مولد سعیدیہ" نہاد۔ حضرت ایشان بعد از وفات قبلہ گاہ خود دوسہ سال در وہی قیام داشتند۔ چنانچہ در فصل اول بیانش گذشتہ، در ان ایام فرزند ناظم مولد سعید البیان مولوی ذوالفقار حسین غنی مولد سعیدیہ را نزد حضرت ایشان آورد تا بر کتاب تقریظ بنویسد۔ حضرت ایشان تقریظ نوشتند کہ بر صفحہ شصت و ہشت کتاب مندرج است و این کتاب در ۳۲۲ھ در مطبع چشمہ رفیض دہلی طبع شدہ، حضرت ایشان نوشتہ اند۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ، انا بعد عرض دار و خادم درویشان بلکہ خاک قدم ایشان فقیر ابو الخیر محی الدین عبداللہ مجتہدی ابن غوث حرم محترم، صاحب بقائے اکل و ذائقے اتم میسائے زمان، قبلہ اہل عرفان، نائب سید البشر، مرشدنا و مولانا حضرت شاہ محمد عمر قدس سرہ فرزند خاص و جانشین با اختصاص قطب و جید غوث فرید، حضرت شاہ احمد سعید نقشبندی مجتہدی رُوْح اللّٰهِ مَبْحَانَةُ رُوْحِهِمَا وَاَوْصَلَ الْبِنَا فُتُوْحَهُمَا۔ کہ رسالہ سعید البیان فی سیرۃ سید الانس والجان از تصنیفات بابرگاہ حضرت جد امجد مولوی ظہور علی صاحب مرحوم و مغفور در سلک نظم کشیدند و بہ کمال فصاحت و بلاغت در غرر منشورہ را عقد منظوم ساختند۔ جزاۃ اللّٰہ تعالیٰ نحیوا، فقیر این رسالہ را با تمام مطالعہ کردہ و صحت بعض غلطیہا بہ ذات خود نمودہ۔ این رسالہ متبرکہ کہ مستغنی عن التوصیف است ذکر محبوب خدا است صلی اللہ علیہ وسلم و بہ وجہ صحت نقل از اکثر موارد بہتر است، مؤلفش قطب زمان و ولی کامل است و ہم نامش محبت نبی و محبت اولیا است رحمۃ اللہ علیہ مہر **ابو الخیر احمدی**

الدرا لمنظم | تالیف مولانا عبدالحق الہ آبادی خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی و شیخ الدلائل حرم علی است۔ این کتاب را بہ اشارہ پیر و مرشد خود تحریر نمودہ است چنانچہ بر صفحہ یک صد و سیزدہ

تصریح کرده و این کتاب بہ ایمائے مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر کی در مطبع محمود المطابع دہلی در سنہ ۱۳۲۸ھ بہ طبع رسیدہ چون حضرت ایشان از ہند برائے مدتِ قلیلہ بہ جرین شریفین تشریف بردند و درج ذیل تقریظ نوشتند۔
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، عبد اللہ ابو النخیر احمدی
 بہ مطالعہ این رسالہ شریفہ مشرف شد جزئی اللہ مولفہ خیرا و اَسْبَغَ عَلَیْہِ نِعْمَہُ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرٰی۔
 بسیار خوب و زیبا نوشتہ اند و ہرچہ نوشتہ اند صحیح است و معمول صلحائے مؤمنین است و جناب
 مؤلف عمدہ اتقائے زمانہ اند و در صلاح و تقویٰ و استقامت و علم و عمل چہ جائے ہند بلکہ در جرین محترمین
 نظیر خود دارند، مجددی مشرب، حنفی مذہب، صدیقی نسب، بقیہ سلف اند و امید از حق تعالی دارم کہ
 حجہ مخلف گردند، بَارَكَ اللّٰهُ فِیْ عَلْمِہِ وَارْشَادِہِ آمِیْن۔

ابو النخیر عبد اللہ بن عمر
 الفاروقی النقشبندی

مہر

حمائل اعجاز صنعت
 مولوی حکیم غلام محی الدین مشہور بہ "زینت رقم" از لاہور بہ نہم ماہ ربیع الاول
 ۱۳۲۸ھ حاضر شد و از حمائل اعجاز صنعت یک نسخہ پیش کرد۔ حضرت
 ایشان تحریرے در بیان اوقافِ قرآن مجید بہ فارسی و تحریر دیگر در وصفِ حمائل شریف بہ اردو ایشان
 را دادند۔ تحریر اول کہ در بیان اوقافِ کلامِ الہی است در فصل اول بر صفحہ صد و بست و شش نقل
 شدہ، مفہوم تحریر دوم درج ذیل است۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مُحَمَّدٌ وَّوَصَّلٰی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔ سبحان اللہ کلامِ الہی چہ بحرِ خفاست
 کہ صنائع و بدائعش را حد و عد نیست، غواصانِ بحرِ لطائف و نکاتِ غواصیہا نمودہ اند و ہر یک از ایشان
 در بے مثال بر آوردہ کہ از صفا و لمعان آن در چشم بصیرت خیرہ مانده است ہر صنعتِ کلامِ الہی بر
 اعجاز و بے برمانے است، وَلَا رَیْبَ ہٰذَا هُوَ شَانَ کَلَامِ اللّٰهِ، درین ایام کہ حمائل اعجاز صنعت
 دیدہ شد، دلیل تازہ بر اعجاز کلامِ الہی بہ نظر آمدہ۔ و شکے نیست کہ حمائل شریف بے مثال و بے عدیل است
 و حکیم صاحب آنچه از ثنا و صنعت حمائل شریف در اشتہار خود بیان کردہ است، ہمہ درست مطابق
 واقعہ است، صنعتے را کہ حکیم صاحب ظاہر کردہ تا این زمان نہ کسے شنیدہ بود و نہ دیدہ بود۔ امرے کہ
 باعث مسرت گشتہ این است کہ در این چنین زمانہ ادباً ہم پروردگار جل شانہ و عم احسانہ را بنگان
 اند کہ ایشان را با کلامِ پاک و بے جل شانہ بہ نوعے دسوزی و محبت است کہ سالہا سال محنتہامی
 کشند تا اظہار یک صنعت نو نمایند۔ مسلمانان را شاید و باید کہ قدر و منزلت این تحفہ نایاب کنند۔
اجازتِ طریقت بہ مولوی عبد اللہ ولد مولوی عبد الحق قوم علی زئی دُرّانی قندھاری مرحمت

فرمودند: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَتَقَدَّرَ عَلٰیكَ اَعْمَالُ الْعَالَمِ الْعَارِفِ الْفَاضِلِ صَاحِبِ الْاَسْرَارِ الْعَلِیَّةِ وَالْاَنْوَارِ الْبَهِیَّةِ الشَّيْخِ عَبْدِ اللّٰهِ الْقُنْدُ هَارِی سَلَّمَ اللهُ تَعَالٰی قَدْ اِسْتَنْفَلَ عِنْدِي بِاَسْفَالِ الطَّرِیْقَةِ الْاِحْمَدِیَّةِ وَتَادَّبَ لَدِي بِاَدَابِ تِلْكَ السَّادَةِ السَّنِیَّةِ وَدَخَلَ بِوِاسِطَتِي فِيْ اَهْلِ السَّلْسَلَةِ الْبَهِیَّةِ بِالتَّوَجُّهَاتِ الْخَاصَّةِ فِيْ مُدَّةِ یَسِیْرَةٍ اِلٰی نِهَایَةِ الطَّرِیْقَةِ الْاِحْمَدِیَّةِ فَصَارَ اَهْلًا لِلاِرْشَادِ فَاجْزَنَهُ بِاجَازَةٍ مُطْلَقَةٍ بِيَدِهِ كَيْدِيْ فَهُوَ خَلِيفَتِي بَارَكَ اللهُ فِيْهَا اَعْطَاهُ وَجَعَلَهُ لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا وَكُنْ لَهُ حَافِظًا وَنَاصِرًا وَمُعِيْنًا وَكِفْلًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ بِحَبِيْبِكَ سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَارْصِيْهِ بِاتِّبَاعِ السَّنَةِ السَّنِیَّةِ، وَالْاجْتِنَابِ عَنِ الْبِدْعَةِ غَيْرِ الْمَرْضِيَّةِ، وَتَحَبُّبَةِ مَشَائِخِنَا الْكِرَامِ وَالْاَنْدَاءِ بِهَدْيِهِمْ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا وَدَوَامِ الْاِسْتِغَاثِ مَعَ اللّٰهِ سُبْحَانَہُ، قَالَ اللهُ تَعَالٰی، وَوَصَّيْتُ بِهَا اِبْرَاهِيْمَ بَنِيْہِ وَيَعْقُوْبَ يَا بَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی لَكُمْ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ، وَصَلَّى اللهُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ، رَقْمُهُ بِيَدِهِ اَبُو الْخَيْرِ الْاِحْمَدِي، حُرِّرَ بِاَيِّمِ الْقُرْبٰی يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَادِسَ عَشْرٍ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ الْحَرَامِ سَنَةِ ۱۳۰۲

مہر ابو الخیر احمدی

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله محمد، عبد الله ابو الخير فاروقى اجازت دلائل الخيرات از حضرت قبله گاهى ارشاد و هدايت پناهى حضرت شاه محمد عمر ذكره الله بالخير و رحمه و رضى عنه، دارو عن والده القطب الربانى الشيخ احمد سعيد عن الشيخ عبدالعزيز عن والده الشيخ دلى الطعن عن الشيخ ابى الطاهر عن الشيخ احمد التخللى عن السيد عبدالرحمن الاديسى الشهير بالمجوب عن ابيه السيد احمد عن جده السيد محمد عن ابى جده السيد احمد عن مؤلفه السيد محمد بن سليمان الجزولى، زاد الله فى درجاتهم و افاض علينا من بركاتهم. جان محمد جبرياني را اجازت خواندن دلائل الخيرات دارم و صلى الله على خير خلقه محمد وآله و الحمد لله رب العالمين. چهارشنبه ۲۶ ربيع الاول ۱۳۳۹ هـ دہلی خانقاہ شریف مجددیہ۔

بہ ماہ ربيع الاول ۱۳۲۵ ہ و بائے طاعون ظاہر شد بعض مخلصین میرٹھ بہ خدمت نصیحت نامہ حضرت ایشان عریضہ ارسال کردند و طالب دعا شدند حضرت ایشان درج ذیل نصیحت نامہ نوشتہ بہ مولوی سید عبدالجلیل دادند تا بہ مخلصین بنویسند۔

پریشانی و جزع کردن بے سوواست، اگر کسی را اجل رسیدہ است۔ بیج کس آن را برائے

یک ساعت نہ می تواند که موخر کند، و اگر کسی را وقت نہ رسیده است ہرچہ کند نہ خواهد مرد، پروردگار فرمودہ است۔ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَنْقِدُونَ۔ این حکم برائے ہر زمان و ہر کس است، کثرت اموات بود یا قلت، ہیچ تفاوت نہ می کند، شمایان را باید کہ بہ استغفار و تلاوت و نماز و خیرات و اعمالِ صالحہ با حضور قلب و خشوع و خضوع خوب مشغول باشید، از منہیات توبہ کنید، اگر در ادائے زکات تقصیر واقع شدہ بہ صدق دل نیت تکمیلش کنید و کسانے کہ استطاعت دارند، ادا کنند، شمایان را باید کہ یک دیگر را معاونت کنید و ہمدردی دیگر باشید۔ اگر کسی وفات یافته است و چیزے وصیت کردہ است باید کہ وصیتش را بہ جا آرید، کسی نہ گوید کہ خود من مردنی ہستم من وصیت دیگر را چہ کنم۔ از چنین خیالات فاسدہ احتراز کنید۔ ہر یک بہ وظیفہ و طاعات مصروف ماند، و در حال صحت وصیت نامہ نوشتہ نگاہ دار، لازم نیست کہ طاعون برائے ہر یک عقوبت باشد، در زمان امیر المومنین خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ طاعون بودہ است و جمعی از صحابہ کرام درین مرض وفات یافته است رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ برائے نیکو کاران این موت موجب رحمت و شہادت است۔ بر فعل خدا راضی باشید۔ اخیار و ایاتت کار خدا است، کسی را یارای دم زدن نیست۔ بہ دل و جان راضی بہ حکم دے تعالیٰ باشید۔ والسلام علیکم۔

نصائح حضرت ایشان چند افراد را درج ذیل نصائح در مکتوبات خود نوشتہ اند۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کردہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتہ اند کہ می گوید اللہ تعالیٰ اے فرزند آدم از ہمت و مشاغل دنیا برائے عبادت من فارغ و خالی شو۔ من پر کم سبت ترا بہ غنا و بے نیازی از خلق و بند کم راہ فقر و احتیاج ترا بہ خلق، و اگر فارغ نہ شوی برائے عبادت من پُر می کم دست ترا بہ اشغال گوناگون و بر نہ بندم و دور نہ کم احتیاج ترا، مشکات در کتاب الرقاق از احمد و ابن ماجہ این حدیث را نقل کردہ، برائے نصیحت گرفتن و دستور العمل خود ساختن این حدیث کافی است۔ و در باب استجاب المال و العمر للطاعة از ترمذی و ابن ماجہ نقل کردہ کہ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کردہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتہ: "زیرک و فرزانه کسی است کہ محاسبہ کند و زبون گرداند نفس خود را و کار کند برائے مابعد موت و احمق و نادان کسی است کہ پیر و گرداند نفس خود را ہوائے نفس را یعنی ہرچہ نفس از محرمات طلب کند ویرا بدد و از عقبی بے خبر ماند و با این نافرمانیہا توقع دارد از اللہ تعالیٰ احسنی را یعنی پروردگار از دے راضی گردد و می بخشد" اے عزیز تمینیات را بگزار۔ اگر شب در روز خواہش مال و متاع کنی و عمل و سعی نہ کنی ہیچ نہ خواہی یافت۔ و ہرچہ کنی ثمرہ آن با۔

شب و روز در طلب دنیا مصروف مانی و توقع داری کہ مراتب اہل دین را در یابی۔ ہیئات ہیئات۔
فلاح ماقت نہ بر آئینتہاے شمایان موقوف است و نہ بر آئینتہاے اہل کتاب؛ بلکہ موقوف بر عمل
است؛ ہر آن کس کہ عمل بد کہہ جزاے آن دریا بد۔ بہ جز پروردگار کسے رامعین و مددگار خود نہ یابد؛
و آن کس کہ کارے نیک کند؛ مرد باشد یا زن، و دے ایمان ہم آوردہ باشد؛ این گونہ افراد داخل
جنت خواہند شد و برایشان قدر ذرہ عدوان نہ خواہد شد؛ این بیان آیت شریفہ است کہ برلے
شمایان کردہ شد۔ بزرگان ماگفتہ اند۔ و لے کہ گرفتار غیر است از توقع چہ خیر است، شاہ ولی اللہ
در تالیفے نوشتہ اند کہ بزرگے بہ دیگرے گفت این شعر را از ما یاد گیرید۔

کارے نہ ساختیم و دمیدن گرفت صبح حرفے چراغ خانہ بہ افسانہ سوختیم

ولو شتر اند من التفت بین یدی الشیخ یمینا و شمالا اولم یحضر ذہنہ فقد نسب الی سوء الأدب،
اربابُ النفوسِ امواتٌ، واصحابُ القلوبِ احياءٌ، اصحابُ النفوسِ قد انفصلوا، و اربابُ القلوبِ
قد اتصلوا، لعمری ان الفقراء قطعوا المراحل، وبلغوا المنازل، ووجدوا ما طلبوا، و سکنوا فی مقعد
الانسِ باللہ، لعمری ان الفقراء اهل اللہ۔ التوکل ترک طلب الرزق، التوکل قطع الاسباب مع
اطمینان القلب بغير التردد، التوکل کمال الدین و هو محض الایمان و امر الدین و خصلۃ الاقویاء
یا عبد اللہ کن اضعف العباد و لا تکن صاحب النخوة و العناد، و طأ طأ رأسک تواضعا للاناہ و عش
مسکینا فقیرا و لا تعش محتشما امیرا، و اخدم المشائخ و الفقراء و اترك الأغنیاء و الأمراء من
ماتت نفسہ فی الدنیا فهو لا یموت مرة اخرى، طوبی لمن قام فی الاسحار و اشتغل بالصلاة
و التلاوة و الاستغفار، ان افضل الاذکار التہلیل۔ (زیرین اقوال را بر صفحہ ۳۳ ملاحظہ کنید)

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تو آرند

جو انان سعادت مند پند پیر دانا را

مکتوب اول بہ عربی :- بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی
عبادۃ الذین اصطفی۔ من عبد اللہ ابی الخیر الی اخیه و حبیبہ الصالح

مکاتیب مبارکہ

الفاضل زاد اللہ تعالیٰ فی صلاحہ و فضلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، فانی احمد الیک اللہ الذی لا
الہ الا هو و اصلی و اسلم علی سیدنا و سید الاولین و الآخرین محمد عبدا و رسوله و بعد فقد
وصلت الہدیۃ مع المکتوب بصعبۃ مٹلاشاہ و فرحت بذلك و أتوجه لکم کل یوم و لکن
احبانا اری الحجب مسد و لہ فیتعثر وصول التوجہ الیکم و کثیرا اری الحجب بحمد اللہ مرفوعہ

ففسری البرکات الیکم بسهولة ومن بعد هذا الملتوب اشرعوا فی النفی والاثبات مقدراً جسمائے موة بحبس النفس تدریجاً مراعیاً للوتر، و فی المراقبة الأحدیة وهی عبادة عن انتظار الفیض من الذات اللتی هی موصوفة بجميع صفات الكمال ومنزهة عن جمیع النقائص والزوال وهو مفهوم اسم الجلالة، وحين المراقبة لا یقصد الذکر ولا الرابطة بقصد هابل یكون مستغرقاً فی الانتظار المدکور بمقدار ساعة كاملة، وأتوجه لکم بعون الله الوهاب فی ذلك، وبلغوا سلامی الی حضرة الرسالة، سلام عبید ذلیل عاجز الی سید عزیز کریم، ثم الی ضعیعیه المکرمین، ونسخة صحیح البخاری فی عشرة اجزاء ارسلوها الی نابید الی مسلم او غیره بالحفاظة فقد شرعنا تدریسها ونحتاج الیها، یعرفها ملا صفر وعبد الستار افندی، وبلغوا سلامی الیهمما الی المحبین و اوصیهم بتقوی الله فان الله یحب المتقین، وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه اجمعین والحمد لله رب العالمین۔

مکتوب دوم به فارسی به حضرت الاتاد مولانا سید حبیب الرحمن کاظمی بسم الله الرحمن الرحیم جناب مولوی صاحب مخدومنا الاعظم، بعد ادائے ماوجب علینا من التعمیات والتسلیمات عرض آن کہ "خیر جاری" به مدینہ منورہ فرستادہ شد و نزل و احتقر بیچ شرح بخاری به جز قسطاً فی نیست و نسخہ نفحات شریف کہ از جناب مستعار آورده بودم به صحابت حامل رقمه مرسل است، والتسلیم احقر ابوالخیر عبد الله بن عمر غفی عنہما

مکتوب سوم به فارسی۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ الحمد لله وسلام علی عبادة الذین اصطفی حق سبحانہ این دور از کار را دان عزیز ملا عبدالحکیم صلاح آثار را از جمیع مرادات بلکه از صفت اراده ہم تہی سازد، بیچ ہوسے و آرزوے بجز اوسبحانہ در دل نہ ماند، بندہ را بہ ارادہ چہ کار بہ قدر توانمند و ظائف بندگی ادا نماید، حامل رقعہ عبد الرحیم کولابی خادم مرحومی ملا شاہ است، آرزوئے زیارت و خدمت مطہرہ کردہ، باعث تحریر این سطور شد، عرض غلامی ازین امیر ہوا و ہوس بہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم بہ ہزاران ادب نماید و تحیہ صلاۃ و سلام بہ صد تعظیم نماید۔

یک علیک از تو صد سلام مرا

بس بود جاہ و احتشام مرا

حضرت قبلہ عالم جناب مرشد م قدس سرہ السامی می فرماید۔

کہ رود ز فیض یزدان بہ تن تو جان ایمان
تو غریق بحر عصیان چہ روی بہ کونے جانان

شده فی تو مسخ و بیجان بنشین بہ قرب انسان
بکن اقتباس عرفان کہ شوی تو قابل آن

سگ ترشده بہ باران بہ حرم چہ کار دارد

بزرگے دیگر می فرماید

بہ زمین چو سجده کردم ز زمین ندا برآمد کہ مرا خراب کردی تو بہ سجده ریائی
 لِأَنَّ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ - یا رسول اللہ چشم رحمت بکشا سوتے من انداز نظر
 سلام علیک و علیٰ ضعیبیک ابی بکر و عمر، و علیٰ خادیمیک سعید و عمر، رحمہم اللہ سبحانہ - ابو النخیر عبد اللہ
 مکتوبات چہارم بہ فارسی - بہ مولوی عبدالعزیز سرسندی - بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد
 لله و سلام علی عبادہ الذین اصطفی - حق سبحانہ این دور از کار و آن عزیز صلاح آثار را از جمیع مرادات
 بلکہ از وصف ارادت نیز تہی سازد کہ بندگی و صف ارادت را بر نہ تا بد، مراد خود خواستن منع مراد حق سبحانہ
 کردن است، باید کہ ساحت سینہ از ہمہ مرادات و آرزو ہا خالی بود و ہیچ ہوسے و بایستے جز حق سبحانہ نہ ماند
 و در تویک یک آرزو ابلیس تست - اہل اللہ برائے دفع مرادات اہتمام تام در زوال صفت اراد
 می نہایند و علاج استیصال آن می فرمایند کہ تا صفت ارادہ در بندہ است، وجود مرادات متصور است،
 چون صفت ارادت منفی شود حضور مرادات متصور نہ باشد - ع این کار دولت است کون تا کرار سد -
 در ہنگام فنائے لطیفہ ثنائیہ پر توے از اشعہ جمال این سخن سایہ می اندازد و حقیقت فہم این معاملہ منوط
 بہ حصول مقام رضا است، او سبحانہ این پس ماندہ را ہم شربے ازان آرزائی دہد - ع با کریمان کار ہا
 دشوار نیست - سلوک طریق اولیا کار ہر بے سر انجام نیست، فرمائش بر خدا کردن ہر کسے می تواند،
 قیوم عالم، قطب اعظم، امام کبار، مجدد ہزار قدس سرہ بہ فرزند ان و خلفائے خود در ہنگام محبوس شدن
 بہ قلعہ گویا رچہ تاکید ہا کردہ اند و در نفی مرادات چہ قدر مبالغہ ہا فرمودہ، سہ مجلد مکتوبات قدسی آیات
 مملو و مشحون است - ان شئت فراجع الیہا - مکتوب آن عزیز رسید، حق سبحانہ و تعالیٰ بہ استقامت
 دارد، از تغیر محفوظ دارد، حقیقت معاملہ ہر چہ بود و نمودم، وقت ظہور محن و بلا است، زمانہ اخیر است
 ہر قدر توانند در نفی مرادات کوشند باشد کہ بہ حقیقت فنا مشرف شوند، و برائے این دور افتادہ نیز
 دعائے کردہ باشند و بہ دوستان طریقہ سلام رسانند و السلام تحریر پنجم صفر ۱۳۰۳ھ از مکہ معظمہ، قریب
 باب عتیق - از اہل حلقہ سلام خوانند، پیر جی حسین شاہ و حافظ امیر اللہ و محبوب بخش و حاجی حسینی حاجی
 عبداللہ و محمدی شاہ و پیر محمد و امام بخش و عبدالرحمن و قلی و جملہ برادران بہ دعا مخصوص اند، والسلام
 علی من اتبع الہدی - بہ بیان توکل شاہ، و میاں عبدالخالق و حسن محمد و سوندھے شاہ سلام رسانند
 و صحت و سلامتی ایشان را نویسند -

مکتوب پنجم بہ اُردو، بہ حافظ امیر اللہ، مسجد شریف مولوی امین الدین، محلہ غلزیان، مقام سرہندی، پنجاب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ از ابوالخیر عبداللہ برادرانِ طریقت حافظ امیر اللہ و عمر بخش راسلام و دعارسد۔ دو خط شمایان رسید، احوال معلوم شد، ذکر اسم ذات با حضور دل از ہر لطیفہ بکنید، بغفلت ذکر نہ کنید۔ تمام کردنِ مستحبہ مقصود نیست (تمام مد اگر بغفلت بود مقصود نیست) رابطہ ہر وقت کردہ باشید، قدرے مراقبہ احادیث بہ غیر ذکر ہر روز باید کرد۔ وہ نوعی کہ شمار تعلیم دادہ شدہ است نفی و اثبات با جلس دم ہر روز ضرور بکنید، جلس دم بہ این اندازہ نہ کنید کہ شمار تکلیف و زحمت شود۔ در ذکر شریف خواہ از اسم ذات بود، خواہ از نفی و اثبات، بازگشت ضروری است یعنی بعد از وقفات بگوئید۔ الہی مقصود من توئی و رضائے تو، معرفت و محبت خود بہ من عطا کن۔ ذکر شریف بہ وجہ بکنید کہ اثرش ظاہر شود گریہ آید، در ذوق و شوق و محبت خدا اضافہ شود، از مردمان نفرت پیدا شود۔ از جانب من در حضور حضرت امام و حضرت ایشان (خواجہ محمد معصوم) و حضرت سلطان الاولیاء شیخ سیف الدین سلام عرض کنید و بگوئید کہ امیدوار توجہ و دعائے شامی باشم، جمع مجالس راسلام برسد، عمر بخش اگر می خواہد ختم مجددی بخواند، اما ہر چہ خوانید بہ حضور دل خوانید و السلام محرمہ دوم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۹ھ از رامپور۔

مکتوب ششم بہ اُردو نیز بہ حافظ امیر اللہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از غلام حلقہ بہ گوشِ عمرہ فقیر ابوالخیر عبداللہ احمدی، برادرِ طریقت سعادت مند حافظ امیر اللہ، بہ عافیت باشند۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مطالعہ نمایند، خط شمار رسید و احوال معلوم شد، احوال برادرانِ طریقت خود را چندان نوشتید، احوال خود را ہم بہ وجہ خوب نہ نوشتہ اید کہ ذکر شریف چہ قدر و مراقبہ چہ قدر می کنید در وسوسہ و خطرات کمی است یا بیشی، مطلع سازید بر روضہ مبارکہ حضرات رسیدہ از جانب این غلام احترامات و تسلیات عرض کردہ بگوئید کہ این غلام را باز بار دہید کہ برائے چند روز بر آستانہ عالیہ حاضر شود۔ بعد از عرض کردنِ مراقبہ بکنید و آن چہ بر شما ظاہر شود تحریر کنید، قصد دارم کہ باز بہ عتبہ بوسی مشرف شوم، مولوی عبدالعزیز چہ حال دارند۔ بار دیگر آمدن ایشان بہ سرہند شریف شدہ یا نہ۔ پروردگار ما را دخترے عنایت کردہ بود پنج ماہ پائید و رحلت کرد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ والسلام تحریر روز شنبہ دوازدهم ذی القعدہ ۱۲۹۹ھ از رامپور متصل قلعہ نواب صاحب۔

مخفی نہ مانید کہ مولوی عبدالعزیز سکونت در پٹیالہ داشت، وے مرید شاہ امین الدین ناتوی است کہ خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ بودہ۔ مولوی عبدالعزیز از حضرت ایشان نیز استفادہ کردہ

رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

مکتوب مفتاح بہ فارسی بہ مولوی عبداللہ علی زئی وڈرائی قندھاری۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
 الحمد للہ و سلام علی عباده الذین اصطفیٰ۔ مکتوب مرغوب برادر عزیز مولوی عبداللہ قندھاری
 کہ بہ کمال محبت فرستادہ بود رسید۔ بآرک اللہ فی عمرکم وعلمکم ودرشدکم وارشادکم وجعلکم اماماً
 للمتقین ہادیاً مہدیاً وکثر امثالکم۔ ہمت بلند دارند و بہ ممتوجہ باشند ان شاء اللہ تعالیٰ ترقی
 کثیرہ خواہند نمود، و بہ تکرار کلمہ طیبہ و تلاوت قرآن مجید و نماز بہ طول قنوت راغب، دل خواہان ترقی
 شما است و بہ شما متوجہ است، مطمئن باشند، در رجب بہ مدینہ منورہ حاضر شدہ ام و بہ عنایات
 بے غایات مشرف، کسے ہم مشرب و ہم جنس نیست الاقلیل، زیادہ طاقت تحریر نیست۔ نیک عالم
 بہ بیبی رفت، ما را دشنام می دہد و بد می گوید حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ می باید دید و دم باید زد۔
 وَلَيْتَكَ تَحْلُوَ وَالْحَيَاةُ مَرِيْرَةٌ وَلَيْتَكَ تَرْضَى وَالْاَنَامُ غَضَابٌ

بعض برادران ترقی ہا کردہ اند، استقامت و تسلیک در ترقی است، الحمد للہ، شیخ
 عماد الدین اجازت تعلیم یافتہ بہ ملک خود "بلغار" رفتند، مولانا مختار مخدوم سمرقندی اجازت یافتہ مقیم
 مکہ معظمہ اند، شیخ محمد حسن جوان خوش استعداد است، ظاہر البعد چندی مشرف بہ اجازت شود، احوال
 سرگرمی حلقہ و تعلیم باطن و ظاہر نہ نوشتید، پارہ از وقت دران ہم صرف کنید، وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ
 الْهُدٰى۔ تحریر ۱۵ محرم ۱۳۰۴ھ از مدینہ منورہ۔

مکتوب ہشتم بہ فارسی نیز بہ مولوی عبداللہ قندھاری۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ
 و سلام علی عباده الذین اصطفیٰ۔ انھی اعز می معارف آگاہی ازین فقیر سلام و دعوات طیبات
 مطالعہ فرمایند و یک دم غفلت را بہ خود راہ نہ دہند، گاہے از گلستان عالم امری گل چینی کنند
 و گاہے در بحر محبت نفس را پاک کنند۔
 قدمے ز وجود خویش فانی رفتہ ز حروف در معانی

گاہے عناصر را از انوار باطن مشابہ ملک کنند و گاہے مشیت خاک را ہم رتبہ فلک کنند
 ہمت را بلند دارند و سر خود را پست، نماز بہ طول قنوت و تلاوت قرآن مجید لازم است، مکتوب
 مرغوب ایشان رسید، واقعی در عروج سالک را متوسم می شود کہ از مشایخ بلند تر رفتہ ام، تحقیق آن
 در مکتوبات شریفہ موجود است، فقیر ہر وقت متوجہ کمال شما است، برائے شفائے امراض ہم دعا ہا
 نمودہ شد۔ والسلام علیکم وعلی من لدیکم۔ تحریر ہشتم صفر ۱۳۰۴ھ از مکہ مشرفہ۔ قریب

باب عتیق۔

مکتوبِ نہم بہ فارسی بہ اسماعیل بن عبدالرحمن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ محبت آثار، سعادت اطوار، اخلاص شعار اسماعیل بن عبدالرحمن ازین خفیر دعوات طیبات مطالعہ فرمایند، مکتوب شمار سید، در وقت مطالعہ اش آثار محبت بلکہ خلوص مودت مفہوم شد۔ اللہ سبحانہ الحمد والثناء علی ذلک کثیراً لآئتہ اعظم النعم واساس الایمان، حق سبحانہ استقامت بران عنایت کند، بشری لکم۔ و کتاب مستطاب نیز رسید، سبحان اللہ عجیب کتاب است، ساہبا است کہ خفیر مشتاق زیارت آن بود، بہ سبب شما بہ سعادت مطالعہ اش سرفراز شد، نسبت غلامی کہ این خفیر را بہ قرآن شریف است، ہر چند نہ می گزارد کہ بہ کلام کسے ذوقین شوم۔

آن را کہ در سر لے نگار است فارغ است از باغ و بوستان و تماشائے لاله زار
 اما در تصوف قدیم در مدح این کتاب لَمْ یُصَنَّفْ مِثْلُهُ گفتن روا است۔ چہار ڈوہ سکر
 نیز رسید در استعمال خفیر بہ کار نیامد کہ نفاستش از ابوالمعتین بسیار کم است، شاید بہ کار دیگر صرف
 شود، باقی حاجی ایوب را بگویند کہ نو میدنہ شود و متحیر ہم نہ گردد کہ چہ کنم، ظاہر و باطن را یکسان کند
 طالب زیادتی اخلاص و محبت بہ طریق استقامت باشد۔ مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَدَاۤئِبِکُمْ اِنْ شِکَرْتُمْ وَ
 اٰمَنْتُمْ۔ و در گفتار و کردار تقوی را شعار خود سازد۔ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ۔ ایوب ثانی خود را
 چہراست می کند و قدم استوار بہ راہ حق نہ می گزارد و طیب و یعقوب را ہم تذکر کنی، اگر ہیج
 نہ تواند رشتہ محبت را قوی کنند، اے عزیزان، فرصت غنیمت است۔ هَلَاکَ الْمُسُوْفُوْنَ۔ باقی
 احوال مستوجب حمد کثیر است۔ زیادہ از یک سال است کہ از خانقاہ شریف قدم بیرون نہ نہادہ ام
 دروازہ ملاقات مردم بالکل مسدود شدہ است، دوسہ خادم ولایتی، یک نیم ہندی بہ مشقت تمام
 ماضی می شود، طالب خدا نیست الا آثار اللہ۔ از آمدن مردم بے مزگی می شود، بہ دعا یاد دارند کہ
 عزیز در عالم کسے نیست و چیزے نیست کہ مراد ذوق دہد، بہ جز خلوت من سلوک سالکان و جذبہ مجربان
 را درون حرم دل من ہا نیست، خود در فہم عنایتے کہ بر من است قاصر م، بہ دیگران چہ رسد۔ وَاللّٰهُ
 یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ تھرتیا بنعمتہ اللہ بہ شما نوشتم کہ دوست
 باشید و فہم کنی۔

من اگر زندم و گر شیخ چہ کام با کس حافظ راز خودم عارف وقت خویشم
 والسلام علیکم اجمعین۔ روز جمعہ ششم جمادی الآخرہ سال یازدہم از ماہ چہار دہم۔

مکتوب دہم بہ اردو، بہ عبدالرحیم بن عبدالکریم متوطن ڈیبائی از توابع بلند شہر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم، الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ از ابوالخیر احمدی برادر طریقت میان عبدالرحیم منصرم محکمہ پیمائش سلمہ اللہ تعالیٰ را بعد سلام مسنون معلوم باد، ہر دو مکتوب شمار سیدند الحمد للہ سبحانہ کیفیتے کہ در اخیر نوشتہ بودید کہ فیض معیت بہ تمام بدن محیط می شود، بسیار خوب است، اگر شاہ بہرام از خادمان حضرت خواجہ احرار قدس سرہ اند، از سلسلہ ماہستند، حربے نیست اگر نزد ایشان نشستہ بہ مراقبہ مشغول شوید۔ از سہ ماہ منشی رفتہ است لہذا در تحریر جواب تاخیر می شود، بعد مغرب متوجہ فیض باشید، ان شاء اللہ تعالیٰ در فیض ترقی خواہد شد۔ بہ دعائے خیر مرا ہم یاد دارید والسلام روز جمعہ ہشردہم ذی القعدہ از ماہ چہار دہم۔

مکتوب یازدہم بہ اردو نیز بہ عبدالرحیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ از عبداللہ ابوالخیر احمدی۔ محبت آثار میان عبدالرحیم بہ عافیت و انتقامت باشند، مکتوب مرغوب رسید، از مضامین مندرجہ آن خوش وقت شدیم، وقتے کہ معیت بہ کمال می رسد و از انجا ترقی می شود لطیفہ نفس را تربیت می فرمایند۔ کشف شما درست است۔ مع ہذا ہنوز مدتے بہ معیت مشغول مانید کہ معیت مقام ولایت صغریٰ ہست درین موطن از ظلال اسما و صفات الہیہ حصول فیض می شود، ہر قدر کہ در معیت بختگی آید، همان قدر در سلوک مضبوطی خواہد بود۔ در معیت قلب را فنا حاصل می شود بلکہ اجازت مفیدہ نیز عنایت کردہ می شود، بعد از مغرب بہ ما متوجہ باشید، اثر توجہ خواہد رسید، والسلام تحریر روز شنبہ سیزدہم ذی الحجہ از ماہ چہار دہم۔

مکتوب دوازدهم بہ فارسی نیز بہ عبدالرحیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ از فقیر ابوالخیر احمدی کان اللہ برادر عزیز منشی عبدالرحیم سلمہ اللہ تعالیٰ سلام خوانند۔ مکاتیب شما ہمہ رسیدند۔ الحمد للہ۔ اثر توجہات بہ شامی رسد۔ این از نعمتہائے الہی است، اوقات خود را بہ طاعات و اذکار و تلاوت و مراقبات مشغول دارند و خالی نہ باشند۔ و رابطہ بسیار کنند۔ و قانع شما اکثر نیک اند، از فنائے لطائف نوشتہ بودند، الحمد للہ تعالیٰ۔ توجہ بہ شما کردہ می شود، خصوصاً وقتے کہ مکتوب شامی رسد۔ زیادہ تر باعث فیض بہ شامی شود۔ از جواب نہ نشستن دل تنگ نہ باشند، منشی درین وقت کسے نیست و فقیر را فرصت کم، مجلاً این قدر بدانند کہ دروازہ فیض بمنہ تعالیٰ کشاودہ شدہ است، این نعمت الہی است والسلام از مولوی عبدالغنی

دیار محمد خان سلام خوانند، درین شهر از رمضان شریف وبائے ہیضہ سبب ابتلا شدہ است، دعا کنند کہ اللہ تعالیٰ مسلمانان را توفیق توبہ و عبادت دہد والسلام۔ تحریر روز شنبہ نہم شوال سال نہم از مایہ چہار دہم۔ از خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب السیزدہم بہ فارسی بہ سید عبداللہ زواوی کہ فرزند سید محمد صالح بن عبدالرحمن زواوی خلیفہ وجانشین حضرت شاہ محمد منظر قدس سرہ بودہ و تربیت اولاد پیر و مرشد خود کردہ۔ سید عبداللہ زواوی از پدر بزرگوار خود اخذ نسبت کردہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی، واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لکتبتنہ للناس و لا تکتونہ۔ از عبداللہ ابوالخیر احمدی سیادت و شرافت دستگاہ سید عبداللہ سلام خوانند۔ الذین بالنصیحة مکتوب شمار سید آوردن احمد (فرزند اکبر حضرت شاہ محمد منظر) از حرمین شریفین و رسانیدن بہ رامپور از برائے چسیت، اگر برائے علوم ظاہریہ است پس در حرمین ہم میسر است، و اگر برائے اصلاح قلب و تزکیہ نفس و سلوک طریق اولیا، پس برائے این کار آوردن فائدہ نہ دارد، بہ دل جان آمدن طالب شرط است۔ اگر در احمد شوق طلب است بہتر، باک نیست، و اگر این مفقود است، صبر کنید کہ حق سبحانہ اورا شوق طلب این راہ عنایت کند۔ ولایت کار دنیا نیست کہ بہ عقل و تدبیر است آید۔

دل اندر زلف لیلے بند و کار از عقل مجنون کن کہ سالک را زبان دارد و مقالات خرد مندی دیگر آن کہ مولوی ارشاد حسین صاحب مرد نیک و لائق ہستند (متوفی بہ ۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۱۱ھ) لیکن شب و روز ہمراہ احمد بودن نہ می توانند، البتہ با مردم دیگر مصاحبت خواهد شد، و اہل رام پور لائق مصاحبت نیستند و احمد را ترک حرمین بردل گران باشد۔ و با وجود گرانی دل، ہیچ کار نہ می تواند شد، نہ دینی و نہ دنیوی، خصوصاً شغل طریقہ، کہ گرانی دل ستم ہلک است درین راہ، شیخ غلام نقشبند یا کسی کہ با فہم باشد یا سید عماد الدین صاحب شاید این تحریر فقیر را قدر کنند کہ بہ خلوص نیت ہر چہ بہ قدر عقل من بود نوشتم۔ احمد را دعا رسانند۔ این مکتوب کہ نوشتہ ام موافق مشرب خود نوشتہ ام۔ زمانہ سازی بہ من لائق نیست، و ہم با احمد محبت دارم، و مقتضائے محبت آن است کہ۔ یحبب لایحیہ ما یحبب لنفسیہ۔ اگر موافق شما تحریر من باشد بہتر است ورنہ مرا معذور دارند و السلام تحریر بست و چہارم ربیع الآخر جمعہ۔ از خانقاہ شریف۔

مکتوب چہار دہم بہ اردو بہ جناب محترمہ نجم النساء خواہر جد ماوری۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفى۔ از جانب عبداللہ ابوالخیر بہ خدمت جدہ محترمہ نجم النساء سلام با احترامات مسنونہ کرام قبول باد۔ اولاً سوال از احوال مزاج شریف و باز از اشتغال بہ ذکر الہی و تلاوت منزل قرآن مجید و تصویب شیخ و حضور دل و اسم ذات از ہر لطیفہ جدا جدا، لطائف عالم امر بہ اسم پاک گویا، استفساری نہایم۔ جدہ محترمہ ہوش و آرید و در کار خود و در اعتقاد خود خوب محکم مایند۔ دولتے کہ پروردگار بہ شما ارزانی داشته است آن را قلیل تصور نہ کنید۔ قدر این دولت را بزرگان دین می دانند۔ اگر در حیات با ملاقات شد ان شاء اللہ مزید تعلیم خواہم کرد، ورنہ بر بہین قدر قانع باشید۔ انتہی۔ عاجز ابوالحسن زید خیال دارو کہ این مبارک مکتوب از وہلی بہ مکہ مکرمہ رسیدہ تحریر فرمودہ اند۔

مکتوب ۱۵ پانزدہم بہ اردو بہ حفیظ الرحیم (بہ توسط نیاز احمد محمد صدیق ۲۷ پانی گھر۔ پلٹن گورہ۔ چھاؤنی دل کشا، لکھنؤ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب حفیظ الرحیم رسید اثر محبت ما این است کہ از تمام مکروہات و لغویات دل خادم متنفر بہ وینداری و پرہیزگاری راغب شود اگر این کیفیت را حاصل کردہ اید پس فی الواقع شما خادم ما ہستید۔ و شما استفسار از خدمت کردہ اید خدمت پیر و مرشد برائے خادم سعادت کبریٰ است۔ آما شرط آن ہست کہ مال پاک و نیت نیک داشته باشد۔ برائے خادم ما فرض است کہ بر فرائض قائم و از محرمات مجتنب ماند۔ اگر این دو امر در کسے نیست وے خادم من نیست۔ والدہ خود را نیز این کلام برسانید و تاکید کنید کہ دل را از وساوس پاک کردہ صبح و شام بہ ذکر شریف مشغول ماند۔ والسلام علیکم۔

مکتوب ۱۶ شانزدہم بہ اردو بہ مولانا سید امیر نواب بہاری کہ بہ خدمت حضرت شاہ احمد سعید رسیدہ بود و باز از فرزند کلان ایشان حضرت شاہ عبدالرشید قدس اللہ اسرارہما بیعت شدہ بود بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مہربان سید امیر نواب را بعد از سلام علیک معلوم باد کہ مکتوب شمار رسید و احوال معلوم شد۔ مکتوبے کہ پیشتر آمدہ بود جوابش فرستادہ ایم۔ امید است کہ رسیدہ باشد (بعد ازین حدیث شد و بن اوس نوشتہ اند و باز تحریر نمودہ اند) از تبرکات بزرگان ما بعض اوراق بہ دست ما رسیدہ اند۔ ما آن را زیارت کردیم کہ ہمہ پند و نصائح است ازان جملہ است کہ حضرتے از دوستان خود استفسار کرد کہ کدام کس در راحت و آرام از دیگران بیشتر است۔ کسے گفت۔ آن کس کہ ایماندار است و ہم آسودہ۔ فرمودند اے عزیز۔ آن جسم را بیشتر راحت و آرام است کہ در قبر نہادہ است و از عذاب خدا مومن گشتہ۔ برائے پند گرفتن این دو سخن (حدیث مبارک و ارشاد حضرت)

کافی است۔ برائے برخورداران نصیر الحق والوار الحق زیارت کردن این نکتوب سودمند است و اگر ایشان نقلش برداشته نزد خود محفوظ کنند بہتر است، ممکن است وقتے آن را مطالعہ کنند و راہ درست را اختیار کنند۔

در باب سفر حرمین شریفین باز استفسار کرده اید۔ درین امر جائے شک ریب قطعاً نیست کہ بہ آن مبارک دیار رفتن و آن جا قیام کردن و در آن جا مردن از عمدہ سعادتہا است۔ مع ہذا امرے است کہ بیان کردنش از بس ضروری است۔ قاعدہ عمومیہ است کہ پیش از مردن انسان علیل می شود۔ آن وقت وے بے قراری شود و خواہش می کند کہ معلبے را پیدا کند و دوا بخورد، در آن دیار مقدرہ معالج و ادویہ را فقدان است لہذا در صورت ناسازی مزاج خیالات فاسدہ بہ دل راہ می یابند۔ مثلاً من چرا بہ چنین جائے آدم کہ نہ طبیب دار و نہ دوا۔ ما برائے سر دار و عالم صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ ایم، کسے از بد حالی ما رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم را خبر کند۔ و امثال این خیالات، و افرادے را کہ زندگانی بہ راحت بہ سر کرده اند و دوا و دارو را عادی شدہ اند۔ این گونه خیالات بیشتر می آیند۔ و از چنین خیالات فاسدہ در ارتباط مع اللہ بے علاوقی و در قوت ایمان کمزوری پیدا می شود۔ بنا برین من شمارا چہ نولیم۔ البتہ اگر کسے از اصحاب عزیمت باشد کہ ہر گونه شدائد و آلام را بہ طبیب خاطر و سکون دل برداشت کند برایش بہ آن دیار مقدسہ رفتن و قیام کردن بسیار خوب است آ تا این گونه افراد کجا ہستند۔ انتہی ملخصاً۔

عاجز گوید سیادت پناہ امیر نواب راشوقش بہ آن دیار مقدسہ رسانید آ تا قصد ہجرتش ناتمام ماند و بعد از مدت قلیل بہ وطن مراجعت فرمود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مکتوب ہفدہم بہ اردو بہ مولوی کاظم حسین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی کاظم حسین را بعد از سلام علیک معلوم باد کہ بعد مدت مکتوب شمار رسید۔ خود من خیال داشتم کہ شمارا مکتوبے ارسال کنم۔ از غفلت و حدیث نفس اگر رشنگاری حاصل نہ شود تا ہم وظیفہ شریفہ کردن نعمت عظمی است۔ البتہ برائے ازالہ غفلت و حدیث نفس سعیہا باید کرد۔ ہر چہ از مساعی بہ ظہور رسد آں ہمہ داخل در جہاد فی سبیل اللہ است، حضور رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ: "ہر کہ تلاوت قرآن مجید بہ مہارت و حذاقت کند وے با فرشتگان عالی قدر است و ہر کہ در تلاوت قرآن مجید می ماند و زبانش خوب روان نہ می شود و تلاوت بروے دشواری باشد او را و اجراست۔ یکے اجر قرائت و دوم اجر مشقت۔ کجا مایان و کجا آن زمرہ فرشتگان، اگر مایان از اصحاب دوا جر شویم

زہے قسمت۔ و سبب غفلت و حدیث نفس این است کہ در طبیعت ما و شما تبتل و انقطاع الی اللہ نیست۔ با ذکر شریف پروردگار افکار دنیویہ لاحق می باشد۔ و اے افسوس۔ پروردگاری فرماید۔
 وَ اذْکُرْ اِسْمَ رَبِّکَ وَ تَبْتَئِلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا۔ و یاد کن نام پروردگار خود را و بہ سوئے او منقطع شو بہ انقطاع کامل۔
 و امام ربانی فرمودہ کہ فائدہ ذکر بعد از اخلاص نیت و تخلیص امنیت حاصل می شود۔ و فرمودہ اند۔ گرسنگی باید تا ذکر شریف اثر خود نماید، سیر آمدن و سیر رفتن فائدہ نہ دارد، و آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ۔ اے فرزند آدم خالی شو برائے عبادت من، پُرکنم سینہ ترا از بے پروائی و محتاجی ترا بندکنم و اگر تو بہ این طور نہ کنی پس پُرکنم سینہ ترا بہ کلام فارغ و بے کار و محتاجی ترا بندکنم۔ این حدیث را امام احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ روایت کردہ اند۔ مولوی کرامت حسین راز جانب اسلام برسانید۔ اوصاف حمیدہ ایشان بہ من گفتہ شدہ بود، مثلاً کسے را بہ نگاہ بدنہ دیدن، و بر بندگان خدا مہربانی کردن و بر نماز روزہ قائم بودن۔ ازین وجوہ ماہم از پروردگار برائے ایشان طالب حُسنی، مستقیم۔ چون کہ صحبت ایشان بیشتر بابے دینان است (حاکم بود) دعای کنیم کہ پروردگار ایشان را بر دینداری قائم دارد۔ پروردگار بہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام می فرماید۔ فَلَا یَصْدَقُکَ عَنْہَا مَنْ لَا یُؤْمِنُ بِہَا وَ اتَّبِعْ ہَا اِنَّہَا فَتْرَدِی۔ پس باید کہ باز نہ دارد ترا از بازداشتن آن کسے کہ ایمان نہ دارد بران و پیروی کرد خواهش خود را، آن گاہ ہلاک شوی۔ اگر مناسب خیال کنید این تحریر را بہ ایشان نشان دهید حضرت بلال، حضرت زید، حضرت سالم مع الخیر ہستند، از جانب ایشان بہ شما سلام برسد۔ در خانہ خود از جانب اسلام برسانید تا کید دینداری بکنید و السلام تحریر روز یکشنبہ یازدہم جمادی الآخرہ۔

مکتوب ہشودہم بہ فارسی بہ نام سید امجد علی شاہ سر دھنوی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب سعادت آثار سید امجد علی شاہ رسید۔ سعادت سلوک این حقیر را از حضرت قبلہ گاہی، ارشاد پناہی، نائب خیر البشر حضرت شاہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ و رضی اللہ عنہ رسیدہ است، و اجازت و خلافت ہم از حضرت ایشان است۔
 گر بر تن من زبان شود ہر موئے یک شکر وے از ہزار نہ تو انم کرد

جزاہ اللہ سبحانہ عتی و عن المسلمین خیر الجزاء و شرف بیعت از حضرت جد امجد شاہ احمد سعید قدس اللہ سرہ دارم و جدا مہربانیت خلافت خاصہ بہ این حقیر عطا فرمودہ، چنانچہ در انساب الطاہرین حضرت والد آن را نقل فرمودہ۔ و جامع ترمذی از عم والد مولانا شاہ عبدالغنی خواندہ ام و اجازت عامہ بجمع مایجوز روایت بہ ابن حقیر عنایت فرمودہ اند۔ چنانچہ اجازت نامہ خاص و تخطی ایشان نزد فقیر موجود است۔ غرض این کہ واسط بیان من و بیان شاہ احمد سعید، حضرت شاہ محمد عمر اند (مفہوم شعر اردو) این

خانان فیوضاتِ عمر روشن شدہ است، در سینہ خیر از خود نور پیدا نہ شدہ۔ شمارا ذکر اسم ذات بہ کثرت مفید تر است، مقرر کردن تعداد مناسب نیست، ہر قدر توانید بہ حضورِ دل این شغل شریف کنید یعنی ذکر اسم ذات ویوسف بخاری ہم شغل اسم ذات کند۔ مطالعہ تالیفات امام غزالی بسیار نفع دارد و قرآن شریف با ترجمہ ہم ہر روز قدرے لازم است۔ والسلام علیکم۔ تحریر روز جمعہ ششم شوال ۱۳۱۹ھ خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب ۱۹ نوردہم بہ اردو، نیز بہ نام امجد علی شاہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب سعادت آثار امجد علی شاہ رسید۔ استفسار از دو امر کردہ۔ اولاً من در کتاب خواندہ ام کہ چون سالک بہ فنائے لطیفہ اخفی مشرف می شود ویرا محمدی المشرب می گویند۔ آیا این بیان درست است؟ جواب این سوال این است کہ سبق شمای صحیح است۔ سالکے کہ از لطیفہ اخفی بہ نسبت دیگر لطائف بیشتر فیض یاب می شود، ویرا محمدی المشرب می گویند۔ و آن چه شما خواہش کردہ اید کہ حق تعالی شمارا حافظ لطائف عشرہ بکند، خواہش لغو است۔ کسے لطائف را حافظ و قاری نہ می باشد۔ در کارخانہ باطن چون تجلی فعلی جائے می گیرد۔ یعنی آن چه ظہورِ افعال در تمام عالم می شود آن ہمہ رافعِلِ فاعِلِ حقیقی می انگارند، نہ تقلیداً بلکہ ذوقاً، آنگاہ سالک آدمی المشرب می گویند۔ این بیان از لطیفہ اولی است کہ دل از یاد خدا در بیچ حال غافل نہ می ماند، نہ در خواب نہ در بیداری خیال کنید کہ سبق اول چه قدر دشوار است۔ سوال دوم نیز از قسم سوال اول است، وقتے کہ احوال مردم را قابل سبق اول نہ می یابیم، برائے طباعت کتاب چه گوئیم، برائے کدام افراد آن را طبع کنیم۔ اے عزیز از مسائل طریقت چه می گوئی۔ این مسائل را بالائے طاق بند و بمن بگو کہ آیا از مسلمانان در یک ہزار افراد یک مسلمان بہ این کیفیت پیدا می شود کہ از روئے مذاہب اربعہ وے مسلمان کامل بود۔ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ۔ تحریر دہم محرم ۱۳۲۵ھ۔ خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب ۲۰ بستم بہ اردو نیز بہ نام امجد علی شاہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امجد علی شاہ را بعد از سلام علیک معلوم باد، مکاتیب شمار رسیدند، بر آن کلام بے جا کہ از شما سرزودہ بود و اظہارِ ندامت کردہ اید، پروردگار کلام بے جا را کہ از ما و شما سرزودہ است بہ فضل و کرم خویش معاف کند، ما خطا ہائے شمارا معاف کردیم۔ آئندہ چنین کارے نہ باید کرد کہ دل بزرگ خود را آزرودہ کنی۔ ہدیہ شما تہنیر ہا و پاپ کردہ شد۔ احمد اللہ خان چرا اظہار این قدر پریشانی کردہ است۔ حالانکہ از وے امرے بیجا سرزودہ است۔ شاید وے خیال کردہ کہ ما او را بدگفتہ ایم۔ چون او کار بے جا نہ کردہ ناچرا او را بدگفتہ ایم۔ و آن چه شما از

پریشانی ملازمت خود و از ناکام شدنِ فرزندِ خود در امتحان و از نہ رفتنِ وے برائے تعلیم بہ انگلستان نوشتہ
اید و خیال کردہ اید کہ این ہمہ از بدو دعائے ما پیش آمدہ، پس این خیال شما درست نیست۔ ما برائے شما این نہ
بدو دعا کردہ ایم و نہ گاہے خواہانِ خرابی و پریشانی شدہ ایم۔ این ہمہ خرابی نتیجہ اعمال شما و ظہورِ تحریرِ ازل
نوشتہ تقدیر شماست۔ در دل خود بدگمانی را جائے نہ وہید، نہ من بدخواہ شما ہستم و نہ بدخواہ احمد اللہ خان
ما از پروردگار برائے خود و برائے شما این طالبِ حُسنی می باشیم کہ پروردگار از رسوائی در دنیا و آخرت
م محفوظ دارد، عثرات و زلالت مایان را معاف کند و از عذابِ مصون و مامون دارد و توفیق دینداری و مسلمانی
درست عنایت کند و بہ آن کار ہا موفّق شویم کہ او سبحانہ و تعالیٰ از ما راضی شود و ازان کار ہا اجتناب کنیم
کہ او تعالیٰ آن را خوش نہ دارد۔

چشم دارم کز گند پاکم کنی
پیش ازان کاندہ لحدِ خاکم کنی

اندران دم کز بدن جانم بری
از جہان بانور ایسا نم بری

تحریر روز یکشنبہ ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ از کونٹہ۔ عبداللہ ابو الخیر فاروقی عفی عنہ

یک نقل ازین مکتوب بہ احمد اللہ خان و یک بہ اشفاق الہی ارسال دارید۔

مکتوب^{۲۱} بست و حکیم بہ اردو، نیز بہ امجد علی شاہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امجد علی شاہ را

بعد از دعائے خیر معلوم باد۔ اقبال (پسر امجد علی شاہ) را آوارگی و شمارا افسردگی۔ حَسْبُنَا اللَّهُ۔ عزیزان

وے را۔ چہ از جہتِ پدر و چہ از جہتِ مادر۔ شاید ہمین حال باشد، پس وے چہ گونہ محبتہ احوال گردد۔

ع از کوزہ برون ہمان تراود کہ دروست۔ حالانکہ از علالت نجات یافتہ و در جزع و فزع فرزند و بلند

مصرف گشتید کہ وے چہ اسعادت مند نہ شد۔ تمام عمر در کفرانِ نعمت و جزع و فزع بہ سر شد کہ از

علامت ادبار است، پس بگو کہ آیا پاسداری و شکر نعمت کہ علامتِ فلاح و اقبال است، بعد از مرگ

خواہی کرد۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ وَ مَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَنْ يَجِدَ لَهُ دَلِيلًا مُرْشِدًا۔ بر ما و بر شما نہایت

ضروری است کہ پاسداری و شکر نعمتہائے پروردگار بہ جا آریم۔ دیگر خیریت است۔ حضرت بلال

برائے شکار رفتہ اند۔ دیروز بست و ہشت کبک ہائے عمرہ از شکار گاہ برائے ما ارسال کردہ اند۔

والسلام۔ جمعہ سوم محرم ۱۳۲۹ھ۔ ۱۷ ستمبر ۱۹۱۲ء۔

مکتوب^{۲۲} بست و دوم بہ فارسی۔ بہ مخلصین کونٹہ بلوچستان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خان

سعادت آثار مرزا نیاز محمد حسن خان و عبدالرشید و عبدالخلیم و ملا عبید اللہ و ایاز و لعل احمد مؤذن و متو

و ملا داد و مارکٹی و محبت و ہارون پسرانِ بوتان و احمد جان قندھاری و آقا جان و غیر ہم ہمہ بہ ظائف

طاعات و عبادات بہ جد و جہد سعی می کرده باشند و عمر گران ما بہ رامفت ضائع نہ کنندہ
 سرمایہ دولت اے برادر بہ کف آں دین عمر گرامی بہ خسارت مگزار
 داکم ہمہ جا بہ ہمہ کس در ہمہ حال میدار نہ ہفتہ چشم دل جانب یار

وا از غصہ و خشم خود را دور دارند و از غیبت و تحقیر مسلمانان و دروغ زنی بسیار پرہیز کنند۔ این اخلاقِ رزویہ
 در شمایان بسیار است، ازین جهت تاثیر ذکر شریف و حضور دل در شمایان کم است، ہر قدر ما توجہ بہ
 حال شما کردیم و نصیحت کردیم، تاثیر در شمایان نہ شد، این ہمہ بہ سبب عادات شما است بہ اخلاقِ رزویہ
 پس باید کہ در دور کردن این اخلاقِ سنیہ سعی بلیغ کنند۔ وقت روانگی (از کونٹ) در مرزانیاز سستی و
 پریشانی معلوم می شد، وجہ آن بنویسید کہ چہ بود۔ اگر در ہفتہ یک بار بر زیارت شریف (مزار عثمانی و
 حیدری، نزد شیخ ماندا) حاضر شدہ و طبقہ بست و پنج ہزار با حضور دل کنند امید است کہ حضور دل زیادہ
 شود و السلام علیکم پنجشنبہ ہفتم شعبان ۱۳۲۱ھ عبداللہ ابوالخیر فاروقی۔

مکتوب ۲۱ بست و سوم۔ بہ اردو۔ بہ نام ظہور الحسن ساکن نگینہ از توابع بجنور۔ بسم اللہ
 الرحمن الرحیم۔ مکتوب شمار سید و احوال معلوم گردید، پیداشدن شوق و محبت خوب است، اَلَا بُرِّئْنَا
 رسالہ خوب است بران عامل باشید شغل اسم ذات ذکر قلبی بکنید، از طرف ما بہ شما اجازت است۔
 ان شاء اللہ ازین شغل برکت خواہد شد و ترجمہ قرآن مجید از شاہ عبدالقادر بخوانید کہ از مضامین کلام الہی
 قدرے واقفیت پیدا شود و رسوم جہالت و بدعات از دل دور شوند، با بزرگان این زمانہ ملاقات
 نہ باید کرد۔ سہشنبہ نہم رمضان شریف۔ از کار بد و از نام خوب ابوالخیر۔

مکتوب ۲۲ بست و چہارم بہ اردو۔ نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و
 سلام علی عبادۃ الذین اصطفی۔ عزیز من۔ مکتوب شمار سید و اتمام کاتب شامی رسد۔ بہ وقت
 رسیدن مکتوب خیال شامی آید و طبیعت را یک گونہ توجہ بہ جانب شما پیدا می شود و اگر تحریر شما موافق
 مزاج می باشد بر اے شما در اکثر اوقات از دل دعا بر می آید۔ اے عزیز، در خانہ خود بہ آرام نشستہ تی، نہ
 در راہ دین مجتہتہ کردہ تی و نہ در طریق سلوک ریاضتہ و این نعمت دریافتہ تی۔ آیا این برکت کم است،
 اے عزیز مشکر حق بہ جا آر۔ ناپاسی کردہ نعمت را زائل کن۔ این خدمت بہ طاقت من نیست کہ من
 جواب ہر مکتوب بہ ہر کس بنویسم۔ این گونہ کار شغل بے کاران است۔ انسان را باید کہ عقل و تمیز
 حاصل کند۔ تحریر بست و چہارم جمادی الاولی۔ از خانقاہ شریف دہلی۔ عبداللہ ابوالخیر عقی عنہ۔

مکتوب ۲۳ بست و پنجم بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب شمار سید، شما

خود نکرے بکنید کہ چہ کلام تحریر کردہ اید۔ کجا طرُق کسب دنیا و کجا من بے چارہ و غریب۔ اگر چہ از مزاج من شما را واقفیت کم است۔ زیرا کہ در ایام دریں خود کہ از حکیم عبدالمجید خان می گرفتید چند بار برے ملاقات من آمدہ بودید۔ تا ہم این قدر عقل داری کہ بسنجی کہ قاعدہ من چہ است و طریقہ من چہ، و از من طلب کد ام امر باید کرد، و پیش من نام چہ چیز باید گرفت۔ برے تحصیل مطالب دنیاویہ نزد من آمدن یا بد من چیزے نوشتن سخت کم عقلی و حماقت است۔ پروردگار کتاب پاک نازل فرمود و انبیاء علیہم السلام فرستاد نہ برے این کہ مخلوق خدا را طرُق کسب دنیا نشان دہند۔ بلکہ برے این امر فرستادہ کہ مخلوق را تعلیم دین فرمایند، برے کسب دنیا حاجت کتاب و پیغمبر نیست، بے کتاب و بے پیغمبر ہم کسب دنیا می شود۔ بزرگے اگر یہ اوج کمال می رسد مقام نیابت پیغمبر حاصل می کند۔ چون برے پیغمبر تعلیم طرُق کسب دنیا لازمی نیست، برے نائباش چہ گونہ لازم می شود۔ از بیانیے کہ نوشتم معلوم شد کہ بہ دعائے پیر کامل مقاصد دنیاویہ را حاصل کردن امر بے حاجت بلکہ وَضَعُ الشَّيْءِ فِي غَيْرِ مَجْلَدِهِ است و این ظلم است، آما اہل بدعت و غفلت درین امور مبتلا اند بلکہ حقیقت امر و اصل کلام این است کہ اگر بندہ نماز و روزہ و وظیفہ قرآن مجید و ذکر شریف باین مقصد می کند کہ دیر افتوح دنیاویہ میسر شود، وے از اجر و ذخیرہ آخرت محروم است۔ مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَ زَيَّنَّا لَهَا تُوْفًا إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَ هُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ، أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَ حِطَّ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَ بَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ ہر کہ زندگانی دنیا و آرائش آن را می خواہد بہ تمام رسانیم بہ ایشان جزائے عمل ایشان در دنیا و ایشان در دنیا نقصان دادہ نہ شوند۔ آن گروہ کسانی اند کہ نیست مرایشان را در آخرت مگر آتش و باطل شد آنچه کردہ بودند در دنیا۔ و آنچه می کردند باطل است، اَعَاذَ اللهُ سُبْحَانَكَ مِنْ ذَلِكَ۔ در دووم رکوع سورہ ہود (علیہ السلام) این آیات موجود اند۔ اگر می خواہید کہ فی ما بین خط و کتابت جاری ماند پس ز اینگونہ کلام احتراز کنید چہ مقصد از خط و کتابت دیگرے را بخیر ساختن نہ می باشد۔

مکتوب ۲۶ بست و ششم بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم الله الرحمن الرحيم۔ عزیز من چند رد شدہ کہ مکتوب بے شما ارسال کردہ ام و سبب نوشتن مکتوب ہذا این امر شدہ کہ در شہر شما حافظ نور الحسن فرزند مولوی ظہور الحسن مرحوم قیام دارند۔ ایشان بہ من مکتوب بے متضمن استنقار ارسال کردہ اند و من درین امور سوال و جواب را خوش نہ دارم، لہذا تلمٹ ایشان کہ برائے جواب ارسال کردہ بودند بہ شما می فرستم کہ بہ ایشان برسائید و غدر من بگوئید کہ من در ضروریات مقصر ماہدہ ام (چہ جائے این گونہ سوالات و جوابات) و در شہر شما محمد حسن خان ہستند، ایشان مرید مولوی غلام نبی لہی اند کہ از سلسلہ مامی باشند،

دیر است کہ مکتوب ایشان نیامده۔ احوال ایشان تحریر کنید و السلام تحریر یوم جمعہ چہارم جمادی الآخرہ
۱۳۱۶ھ، عبداللہ ابوالخیر عفی عنہ۔

مکتوب بست و ہفتم، بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ (بسم اللہ الرحمن الرحیم) مکاتیب مرسلہ
ظہور الحسن می رسند۔ ابتداءً از خطوط ایشان احساس پریشانی بیشتر می شد و الحمد للہ کہ درین ایام قدرے
کمی است۔ پریشانی را تا حد امکان کم باید کرد کہ نتیجہ پریشانی خوب نیست۔ پابندی نماز و روزہ و احکام
شرعیہ لازم است و برائے سلیم القلب شدن و ساوس را از دل دور کردن امر ضروری است بقولہ
بزرگان ما است و الحق کہ مقولہ خوب است: "دلے کہ گرفتار غیر است ازو چہ توقع خیر است" و السلام
پنجشنبہ سیزدہم ذوالقعدۃ الحرام ۱۳۱۶ھ۔ خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب بست و ہشتم، بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب سعادت
آثار ظہور الحسن رسید۔ احوال معلوم گردید۔ از تہ مکتوب شما نیامدہ بود لہذا از جانب ما ہم جوابے نہ
رفت۔ بروینداری ثابت قدم و بہ اعمال صالحہ مشغول باشید۔ دنیا جائے چند روز است۔ آرامگاہِ مسلم
آخرت است۔ دنیا جائے رحمت و آخرت جائے راحت است، الدُّنْيَا سَجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ۔
مشہور مقولہ است و شما ہم آن را شنیدہ باشید۔ در طول اہل و آرزو و بوائے دراز وقت عزیز را ضائع نہ کنید۔
از افکارِ دنیویہ باطن خود را پاک دارید و شوقِ ذکرِ شریف را زیادہ کنید، از خطرات و وساوسِ دل را پاک
کنید۔ ہر روز و وقتے بہ تلاوتِ قرآن مجید با فہم معنی خود را مشغول دارید۔ طریقہ نیکان بہین است در
غم دنیا ماندن و غم ہیستی (از مال و متاع دنیویہ) خوردن کارِ خردمندان نیست۔ از غم خوردن دنیا بہ
دست نہ می رسد۔ لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔ من بہ اندازہ ہفت ماہ در کونٹہ و گلستان قیام کردہ
بہ منتصفِ رجب بہ دہلی رسیدہ ام۔ و السلام تحریر یکشنبہ دوازدهم شعبان ۱۳۱۹ھ۔ خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب بست و نہم، بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبداللہ ابوالخیر
فاروقی ظہور الحسن را بعد از سلام مسنون معلوم باد کہ مکتوب شما در کونٹہ رسیدہ بود۔ ما درین روز بہ دہلی
رسیدہ ایم و جواب می نویسیم۔ پروردگار ما را و شمار توفیق عمل صالح عنایت کند،

بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش
ورنہ سزاوارِ خداوندیش

عذر بہ درگاہ خدا آورد
کس نہ تواند کہ بہ جا آورد

در نیک کار اوقات عزیزہ را صرف کردن مناسب است۔ بلازمت و تجارت و زراعت
از نیک کار ہاست و بہ خلوص دل یا دہلی کردن نعمتِ عظمی است کہ یقین را می افزاید البقیۃ الخیر

والسلام تخریر چہار شنبہ بستم شعبان ۱۳۲۱ھ خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب سی اُمم بہ اُردو نیز بہ ظہورِ احسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے نیک مرد عزیز۔ چنان شود و چنین شود و آن شود و این شود گفتن و آرزو کردن سودے نہ می رساند۔ نہ دنیا بہ دست می آید و نہ دین۔ البتہ بہ جدوسی چیزے حاصل می شود و آن ہم اگر در تقدیر نوشته است ورنہ با وجود جدوسی چیزے بہ دست نہ می رسد، بہ دست من دولت آید، من مالک باغ شوم، من حکمران گروم، اگر تمام روز در این گونہ خیال خام بمانی، ہیچ نہ خواهی یافت، چرا خبط الحواس شدہ تی۔ ہرچہ خواهی کنی ثمرہ آن خواهی یافت۔ در طلب دنیا شب و روز سرگردان مانی و آرزو داری کہ مرا تبہاے اہل دین اصحاب معرفت را دریابی۔ ہیہات ہیہات۔ فلاح عاقبت نہ بر خواہشات شمایان موقوف است و نہ بر خواہشات اہل کتاب بلکہ موقوف بہ عمل است۔ ہرکہ کار بد کند جزاے آن دریا بد و نہ کسے را بہ جز پروردگار معین و مددگار خود یابد۔ و ہرکہ کار نیک کند و ایمان ہم آورده باشد خواہ مرد باشد یا زن۔ پس ایشان داخل بہشت خواہند شد و بر ایشان مقدار ذرہ عدوان نہ خواہد شد۔ این ترجمہ آیت شریفہ است کہ برائے ہدایت شما نوشته ام و السلام روز پنجشنبہ سیزدہم رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ خانقاہ شریف دہلی۔ عبداللہ البوالخیر فاروقی عفی عنہ۔

مکتوب سی و یکم، بہ اُردو نیز بہ ظہورِ احسن۔ از عبداللہ البوالخیر فاروقی سعادت آثار ظہورِ احسن۔

رابعہ از سلام سنون معلوم باد کہ بفضل پروردگار با متعلقین بہ عافیت، مستم و عافیت شما مطلوب۔

شاہ ولی اللہ در تالیف از بزرگے نقل کردہ کہ بزرگ دیگر بہ ایشان گفت این شعر را از یاد گیرید۔

کارے نہ ساختیم و دیدن گرفت صبح

حرفے چراغ خانہ بہافسانہ سوختیم

مقصداً این است کہ اگر چیزے نہ کردیم، رنج آن باید کرد (بیان مفهوم پنج اشعار اُردو کہ حضرت جد امجد

گفتہ اند و حضرت ایشان درین جا نقل کردہ اند قَدَّسَ اللہُ اَسْرارَہما) ما در این محفل دنیا آمدہ چہ

کردیم غیر ازین کہ خود را رسوا کردیم۔ تمام عمر درین بازیچہ اطفال بہ گوناگون تماشا، مصروف ماندیم۔

ہمدان ساغر بانوشیدہ رفتند و تو در خواب غفلت شب را بہ سر بردی۔ ہم پیالہ ہم نوالہ تو کجا بستند

کہ بدتے با ایشان ہم مشرب بودی۔ قَدْ كَفَى بِالْمَوْتِ يَاعْمُرُ وَاِعْظَا فَاَعْتَبِرُوا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ حَتَّى

بَاكِيًا۔ وَهُوَ اللّٰهُ سُبْحٰنَهُ يُوَقِّفُكَ لِمَا يَجِبُہُ وَيَرْضَاہُ۔ چہار شنبہ نہم ربیع الاول ۱۳۲۲ھ کوڑیابو محلہ۔

مکتوب سی و دوم بہ اُردو نیز بہ ظہورِ احسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبداللہ البوالخیر

فاروقی میان ظہورِ احسن بعد از سلام مطالعہ کند کہ بہ روز و شنبہ و پنجشنبہ روزہ داشتن موجب اجر جزیل

است۔ الصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اجْزِيْ بِہٖ نَصْ مَبْرُكٌ اَسْت۔ اگر بر این اعمال صالحہ ثابت قدم باشید

ان شاء اللہ تعالیٰ عن قریب در اہلِ فلاح داخل خواہید شد و جمیع نحوستہا از شما دفع خواہند شد۔ نیتِ قیام اللیل کردہ بہ شب در خواب روید۔ وقتے کہ بیدار شوید دو چار رکعت بخوانید و اگر بیدار نہ شدید کلمہ استرجاع بخوانید۔

مکتوب سی و سوم۔ بہ فارسی، نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبداللہ ابو النخیر فاروقی میان ظہور الحسن سلام خوانند۔ مکتوب شمار سید۔ بر سلامتی ایمان شکر الہی بہ جا آرد کہ بزرگترین نعمتہا است۔ از مولفاتِ امام غزالی کیمائے سعادت و منہاج العابدین مطالعہ کنند بہ صدق و راستی ذکر شریف رب العالمین بر طریقہ مقررہ خواجگان نقشبندیہ، علی الدوام کنند و اگر نتوانند قدرے بہ وقت صبح قدرے بہ وقت شام بکنند، امیدوار یہا است، و بہترین نعمتہا سلامتی ایمان است۔

گر رشک برد فرشتہ برپائی ما
ایمان بہ سلامت چو لب گور بریم

مرگ مولوی رشید احمد زخمی است کہ مرہم نہ وارد عالم صالح و دیندار در این وقت حکم عنقا دارد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مردن این چنین یک شخص از مردن یک ہزار بردینداران سخت است۔ اَللّٰہُمَّ لَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِی دِیْنِنَا وَا لَا تَجْعَلْ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ہِمَّتِنَا وَا لَا تَبْلُغْ عَلَیْنَا وَا لَا تَسْلُطْ عَلَیْنَا مَن لَّا یَرْحَمُنَا وَا السَّلَام۔ شنبہ بست و ہفتم جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ۔

مکتوب سی و چہارم۔ بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ظہور الحسن را بعد از سلام معلوم باد، بعد مدت مکتوب شمار سید۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَی الْعَافِیَةِ۔ افسوس کہ عمر گران ما یہ بطلالت و غفلت بہ سر رفت۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ۔

جہان لے برادر نہ ماند بہ کس
دل اندر جہان آفرین بند و بس

تحریر شنبہ ہفتم ماہ مبارک رمضان ۱۳۲۵ھ از کوٹہ بلوچستان۔ عبداللہ ابو النخیر فاروقی عنہ مکتوب سی و پنجم بہ اردو بہ احمد یار خان عرف مولوی مدن۔ ساکن محلہ بھیر، ٹوناک۔ راجپوتانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ لفاذہ و لطاقہ ہر دور رسیدند۔ احوال معلوم شد۔ اے عزیز، آن سبق اعتبار دارد کہ شاگرد پیش استاد خود بخواند و آن وظیفہ مقبر است کہ مرید در حضور مرشد خود ادا کند۔ از دور سبق خواندن و از دور وظیفہ کردن اعتبار نہ دارد، خواب و خیال شاہم معلوم شد، اللہ تعالیٰ مارا و شمارا توفیق عمل صالح عنایت کند۔ تحریر یکشنبہ ۲۴ شوال ۱۳۲۴ھ دہلی۔ محلہ چلی قبر خانقاہ شریف مجددی۔ مکتوب سی و ششم بہ اردو نیز بہ احمد یار خان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بعد از سلام علیک

معلوم باد پروردگار جل و علا خطا ہائے ما و شمارا معاف کند و بر راہ مستقیم دین متین گامزن کند، بخشندہ گناہان صرف اللہ تعالیٰ ہست، لہذا پیش وے بہ خلوص دل و بہ عاجزی دعا کردن برے ما و شما بلکہ برائے ہمہ ضروری است۔

أَعُوذُ بِكَ اللَّهُمَّ مِمَّا جَنَّبْتَهُ
وَعَمَّا عَصَيْتَ الْأَمْرَ قَوْلًا وَمَفْعَلًا
وَمِنْ شَرِّ شَيْطَانِي وَنَفْسِي وَمَكْرِهِمَا

تحریر روز پنجشنبہ شانزدہم رجب الحرام ۱۳۲۵ھ۔

مکتوب سی و ہفتم بہ اردو نیز بہ احمد یار خان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمد یار را بعد از سلام معلوم باد۔ از مکتوب شما احوال خوبی نماز و ذوق و طیفہ معلوم شد۔ شکر است اللہ تعالیٰ را۔ عوض ذکر ہر تلاوت قرآن مجید (بہ جہر) با فہم معنی مفید تر است و السلام روز یکشنبہ ہفتم رجب الحرام ۱۳۲۵ھ۔ مکتوب سی و ہشتم بہ اردو نیز بہ احمد یار خان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہمہ خواب خیال شما معلوم شدند۔ اے عزیز ہر قدر کہ تعمیر دیوار کردی۔ اجرت بہان قدر خواہی یافت۔ از سخن رانی نزد ہم بہ دست می آیند و نہ بزرگی۔ مسلمان را شاید کہ نیک عمل بکند۔ تزکیہ نفس خود کردن ضروری است۔ اگر نہ می توانی بہ تعلیم دین مشغول شو و السلام جمعہ بست و سوم ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ۔

مکتوب سی و نہم بہ اردو نیز بہ احمد یار خان۔ احمد یار را بعد از سلام علیک معلوم باد۔ شما نوشتہ اید کہ در وظیفہ شریفہ ترقی و برکت شدہ۔ الحمد للہ رب العالمین۔ ما کشف نہ داریم و تا وقتہ کہ احوال را مشاہدہ نہ کنیم چیزے حکم نہ می توانیم کرد۔ دیگر خیریت است و عافیت ہر دو جہان برائے خود و برائے اولاد خود و برائے جمیع مسلمانان از اللہ تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ طلب می کنیم و می خواہیم السلام وَصَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَآصْحَابِهِ وَالتَّابِعِينَ۔ تحریر روز چہارشنبہ ہر دوہم ذوالقعدۃ الحرام ۱۳۲۵ھ۔

مکتوب چہارم بہ اردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از مکتوب شما احوال معلوم شد۔ برائے حاصل کردن علم دین نزد استاد حاضر بودن نہایت مستحسن بلکہ لازمی است مانہ می دانیم کہ بے صحبت استاد در وظیفہ برکت حاصل شود۔ و اگر شما این خیال دارید کہ بہ ذریعہ توجہات از دور ہم برکات حاصل می شوند۔ بہ گمان من این خیال باطل و آرزوئے غلط است۔ اگر در صورت صحبت ہم چیزے برکت حاصل شود بسیار خوش قسمتی و بزرگ کمال است۔ درین دور بیشتر افراد خواہش دارند کہ از دور اخذ برکات کنند و ترقیہا نمایند۔ حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَلَا خَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ۵

وَسُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ بِحَمْدِكَ
وَرِضَانِ نَفْسِهِ مُحَمَّدًا كَثِيرًا مُكْتَمَلًا

وَالسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ - پنجشنبہ چہارم ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ

مکتوب چہل و نیکم بہ اردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمد یار را بعد از سلام علیک معلوم باد۔ الحمد للہ رب العالمین ماہمہ بخیریت، ستیم۔ ارسامی تمام انبیار و مرسلین خوب اند صلوٰت اللہ و سلامہ علیہم اجمعین و پیمان نامہائے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، بہ ہر نام کہ پسندی پس خورد را موسوم کن و السلام جمعہ دوم رمضان مبارک ۱۳۳۳ھ

مکتوب چہل و دوم بہ اردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آن بزرگ کہ در خدمت عم ما بودہ و بہ خدمت بسے بزرگان رسیدہ، بیعت از کیت و در کرام خاندان است۔ بہ ایشان بگوئید کہ برائے ما و اولاد ما دعائے نیک نختی و دینداری بکنند۔ ایشان کسے را بیعت می کنند یا نہ و از بزرگے بہ ایشان اجازت ارشاد حاصل است یا نہ۔ در کراچی صد ہا نفر بہ روزہ شنبہ وقت شام ہلال رمضان دیدہ اند و در پونہ و بمبئی نیز بہ چہار شنبہ اول رمضان بود و آن روز ہمہ صائم بودند۔ لہذا قضائے یک روزہ ضروری است و السلام شنبہ ۲۵ رمضان ۱۳۳۳ھ

مکتوب چہل و سوم بہ اردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب احمد یار رسید۔ کیفیت معلوم شد۔ الحمد للہ رب العالمین۔ ماہمہ بہ خیر و عافیت، ستیم۔ پروردگار گناہان مایان را معاف کند۔ و از رسوائی در دنیا و از عذاب در آخرت محفوظ دارو۔ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَ لِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ إِنَّكَ سَمِيعٌ قَرِيبٌ مُجِيبُ الدَّعَوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَ صَلَّى اللَّهُ وَ سَلَّمَ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ صَلَّى اللَّهُ وَ سَلَّمَ عَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِينَ وَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَ جَمِيعِ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ وَ الْحَقْنَا بِهِمْ غَيْرَ خَزَائِنَا وَ لَا مُفْتُونِينَ، و ذکر شریف بسیار برکت است، این را ترک نہ باید کرد۔ و الحمد للہ رب العالمین۔ عنوان عالیہ ما این است۔ ریاست رامپور۔ قلبہ کہنہ۔ بجلی گھر۔ تحریر روزہ شنبہ ہفتم ربیع الآخر ۱۳۳۲ھ۔ ۲۲ فروری ۱۹۱۶ء

مکتوب چہل و چہارم بہ اردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر این درست است کہ وظیفہ قلبی می کنید پس امیدوار حضور دل با شید و کسے کہ حضور دل را حاصل کرد و در صالحین داخل شد۔ وَادْخُلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ۔ و السلام تحریر روز پنجشنبہ بست و ششم ذوالقعدۃ الحرام ۱۳۳۳ھ

مکتوب چہل و پنجم بہ اردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از برائے اولیٰ قرص

دعائے را پر سیدہ فی حضور مبارک صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم این دعا کرده کہ در حصن حصین موجود است۔ اللّٰهُمَّ اَلْفِئْتِي بِمَحَلِّكَ عَن حَرَامِكَ وَاغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔ بعد از ہر نماز وہ بار و درود شریف در اول و آخر سے بار بخوانید۔ امید است کہ در یک ار بعین (چلہ) پروردگار صورتی آسانی پیدا خواہد کرد۔ دیگر آن کہ ماہمہ بہ عافیت ہستیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ او تعالیٰ گناہان مایان را معاف فرماید وہ رضامندی خود مشرف سازد۔ چہار شنبہ بست و دوم شوال ۱۳۳۴ھ کوئٹہ۔ بلوچستان۔ مسجد حضرت بلال۔

مکتوب چہل و ہشتم بہ اردو نیز بہ احمدیاریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب احمدیاریہ رسید۔ اگرچہ مریدان من ہزار ہا افراد اند۔ لیکن ما دختر کے راجہ نکاح مریدے نہ می دہیم وقت بسیار نازک است۔ ما در معاملہ کے مداخلت نہ می کنیم۔ ذکر این امور با ما ضروری نیست دیگر بچہ اللہ مایان بہ عافیت ہستیم۔ ضمان کسے مباحش بہ وصایاے مردم در میا، در قبائلہ نام خود منویس، بہ محکمہ قضا حاضر مشو۔ خواجہ جہان عبدالخالق عجدوانی رحمہ اللہ رضی عنہ بہ فرزند خود این نصیحت فرمودہ اند۔ وصیت نامہ حضرت ایشان را حضرت پیر و مرشد برحق (الوالد الماجد) این ناکارہ را در طفلی آموختہ بودند و این ناکارہ آن را حفظ کردہ بود۔ جَزَاةُ اللّٰهِ تَعَالٰی خَيْرُ الْجَزَاةِ وَرَضِيَ عَنْهُ وَاَلْكَرَمَ نَزَلَهُ وِعَقَابَتُهُ ذُنُوبَهُ وَ غَفَرَلَهُ وَاَلْوَالِدَيْنِ وَاَلْاَوْلَادِہ۔ آمین۔ یوم الجمعہ چہار و ہم ذوالحجۃ الحرام سال ہزار و سہ صد و سی و چہار از ہجرت حضور مقدس۔ اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَهْلِ بَيْتِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

مکتوب چہل و ہفتم بہ اردو۔ نیز بہ احمدیاریہ۔ از امور بے جا بزرگان منع می فرمایند۔ زیرا کہ از وجہ امور بے جا چون کسے گرفتار آفات می شود (معاذ اللہ) خلاصی وے متذری می شود۔ چند بار بہ شمار نوشتہ ایم۔ کہ در ضروریات خود و احوال ضعیفی می باشیم۔ ما خیال لغو افراد نہ می کنیم و نہ از خیال کردن ما مقصود بہ دست می رسد۔ ما را کجا این قدر فرصت است کہ سبق "گاؤ آمد و خرفت" را یاد کنیم۔ اگر کسے موافق باشد یا سخن موافق باشد فیہا، ورنہ "ہم داخل دفتر باید کرد" کلام درست بہ شما نوشتہ شد۔ رَبِّ اغْفِرْ لِي۔ پروردگار گناہان ما و شمار معاف کند۔ برائے دفع پریشانی استغفار بسیار مفید است۔ ائمہ دین برین متفق اند و السلام جمعہ ۲۲ ماہ مبارک ۱۳۳۵ھ

سَكَرَاتِ الْمَسَاتِبِ وَاللَّحْدَا
وَإِذَا مَا سَأَلْتُ عَنْ لَدَدِ
فِي نَهَارِي وَ لَيْلَتِي وَعَنَدِ

حَسْبُنَا اللّٰهُ فِي الْحَيَاةِ وَفِي
وَجِسَابِي وَوَرْنِ اَعْمَارِي
وَهُوَ نِعْمَ الْوَكِيلُ يَكْلُوْنِي

مکتوب چہل و ہشتم بہ اُردو نیز بہ احمدیاریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از مکتوب احمدیاریہ
 ماجرائے الم انگیز معلوم شد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ پروردگار مہربانی فرماید و گناہان ما و شمار امان
 کند۔ در این چنین احوال ختم خواجگان خواندن بسیار نافع است و السلام جمعہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
 مکتوب چہل و نہم۔ بہ اُردو نیز بہ احمدیاریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمدیاریہ را بعد از سلام
 مسنون معلوم باد۔ بزرگان دین برائے دفع بلیات و مصائب ختم خواجگان می خوانند غالباً مولوی
 محمد حسین خان نیز می خوانند۔ شما شاید نہ می خوانید۔ بعد از ہر نماز فرض دہ بار خواندن سید الاستغفار
 برائے دفع پریشانی بسیار نافع است۔ و الباقی الحمد للہ رب العالمین ہمہ خیریت است و السلام
 دوشنبہ یکم شعبان ۱۳۳۶ھ۔

مکتوب پنجاہم۔ بہ اُردو بہ نام مولوی برکت اللہ مختار فاروقی۔ ہالسی، ضلع حصار۔ بسم اللہ
 الرحمن الرحیم۔ برادر طریقت برکت اللہ حفظنا اللہ وایاہ من الفتن۔ بعد از سلام و دعا معلوم ہوا
 کہ از ما ہے بیمار بودم۔ پروردگار را حمد است کہ حالاد مرض تخفیف است از مدتے مکتوب شما نیامدہ و
 احوال معلوم نہ شدہ، بے خیالی مناسب نیست، طریقہ و قاعدہ خود را تبدیل نہ دہید کہ نالشی و خیم است۔
 شغل ذکر و رابطہ را بہ قوت جاری دارید۔ نماز را پنج وقت باجماعت ادا کنید۔ اگر سستی پیدا شدہ
 است توبہ بکنید و از احوال خود اطلاع دہید۔ نشی رمضان علی و شیخ غلام احمد را سلام و دعا برسانید
 و السلام تحریر یوم شنبہ ۲۳ ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۱۶ھ ہجری مقدسہ۔

مکتوب پنجاہ و یکم۔ بہ اُردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہ شرط انتقامت
 فی الواقع خوش نصیبی شما است۔ خوش گفت۔

مور مسکین ہو سے داشت کہ در کعبہ رسید دست در پائے کعبہ ترزد و ناگاہ رسید

بہ بست و یکم صفر، وقت رسیدن این مکتوب شما یک گونہ مناسبت شمارا با وظیفہ شریفہ در خیالم
 ظاہر شد۔ اگرچہ اثر بد مزگی ہنوز قدرے باقی است۔ باید کہ در امر این بد مزگی فکر بکنی کہ از چہ وجہ است۔
 آیا از بقیہ اثر صحبت ناقص برادر شما است یا از وجہ دیگر۔ بہ ہر حال از دل توبہ و ندامت کینید تا کہ
 این بد مزگی زائل شود۔

ترسم کہ یار با مانا آشتنا بماند تا دامن قیامت این غم بماند

رمضان علی را نصیحت کیند کہ بر راہ آید و السلام یکشنبہ ۲۲ صفر ۱۳۱۶ھ

مکتوب پنجاہ و دوم۔ بہ اُردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دو مکاتب شما

رسیدند و بروقت رسیدند، الحمد للہ کہ در حالِ شما خوبی بہ نظر آمد۔ در سالہا این کیفیت بہ شما نصیب شد،
جلے مسرت و مقامِ شکر است۔ باید کہ قدر این نعمت بکنی کہ از تمام نعمتہائے دنیا این نعمت بہتر است۔
غلام احمد و رمضان علی راتا این زمان این دولت نصیب نہ شدہ پروردگار ایشان را نیز توفیق دہد۔
صد بلا در گردنم بود این اسیری تا نہ بود کرد آزاد از جہان یک حلقہ گیسوئے دوست
در این نسبت چون ترقی واقع می شود سالک بہ مرتبہ فنا فی الشیخ می رسد۔ تا یا کر او خواہد میلش بہ کہ باشد۔
سہ شنبہ ۲۷ ربیع آخر ۱۳۱۲ھ۔ خانقاہ دہلی۔

مکتوب پنجاہ و سوم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ روزے کہ شمار خست شدید و در دل ما
از جہتِ شما بے حلاوتی ظاہر شد۔ شمار اطلب کردیم لیکن رفتہ بودید۔ شما سہ روپیہ ہدیہ آوردہ بودید چون
کہ حالتِ شما مشکوک شدہ، لہذا بہ ذریعہ "سنی آرڈر" ہدیہ شما واپس کردہ می شود۔ اگر شما صاف می بودید
و در دل ما از شما بے حلاوتی پیدانہ شدے۔ ما ہدیہ ہر شخص را نہ می توانیم گرفت و نہ ہر شخص از ما بہرہ مندی
تواند شد۔ برائے شما بہتر است کہ از زین باطنی نائب شوید۔ والسلام ۲۷ رجب الحرام شب معراج ۱۳۱۲ھ
مکتوب پنجاہ و چہارم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ درین دین و آئین، تہا و ن و بے باکی از علا
شقاوت است۔ ہر قدر کہ درین و سال افزونی شود باید کہ در عقل سلیم پیچگی و کمال پیدا شود۔ بعد از بیعت
کردن در مخالفت و بے باکی غرق ماندن و متنبہ نہ شدن و از نیک و بد بے خبر ماندن در راہ غفلت بودن
کہ شما یان اختیار کردہ اید قطعاً خلاف طریقہ اہل دین است۔ کار ما آگاہ کردن است۔ بہ ذریعہ این تحریر
شمارا نصیحت کردہ شد۔ قبول و ناقبول کردن کار شما است۔ احوال خود را بسنجید و وضع قہیح را ترک کنید
و طریقہ مسلمانی برگزینید۔ والسلام تحریر روز و شنبہ ۲۲ رجب الحرام ۱۳۱۶ھ از خانقاہ شریف دہلی۔
رقیمہ عبداللہ ابو الخیر عفی عنہ

مکتوب پنجاہ و پنجم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ درین روزہا از چند وقت مکتوب برکت اللہ
نیامدہ۔ ما در ہفتہ عشرہ ان شاہ اللہ بہ کوترہ سفر می کنیم۔ پروردگار توفیق تو بہ و ایمان درست و اعمال صالحہ
و راہ مستقیم عنایت کند و السلام و شنبہ ۲۱ محرم ۱۳۲۱ھ خانقاہ شریف دہلی۔ عبداللہ ابو الخیر فاروقی
مکتوب پنجاہ و ششم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برکت اللہ را
بعد از سلام معلوم باد۔ مکتوب شما رسید۔ از دور سخن سازی فائدہ نہ دارو۔ وَ یَقِظُ قَوْلًا بِالْغَيْبِ مِنْ
مَّكَانٍ بَعِيدٍ۔ و ناویدہ می انگنند از جگہ دور۔ اگر نزد ما بیاید احوال و وظیفہ شما معلوم خواہد شد کہ در
دو اسب بہ چہ مقدار کمی واقع شدہ۔ بنائے طریقہ ما بر صحبت است۔ مرید را باید در سال چہل روز نزد ما

باشد کہ احوال ترقی وے معلوم شود۔ اگر این قدر ہم نہ تواند از سخن سازی چه می رسد۔ تحریر روز جمعہ بست
و ہفتم ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ از کوئٹہ۔ بابو محلہ جدید۔

مکتوب پنجاہ و ہفتم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ درونیا ہرچہ از شرف
و نفا و ظاہر است از وجہ نافرمانی پروردگار است۔ علی الخصوص برائے مسلمان نافرمانی کردن سبب آفت عظیم
است و السلام تحریر روز جمعہ یازدہم شعبان ۱۳۲۵ھ۔

مکتوب پنجاہ و ہشتم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی برکت اللہ
را بعد از سلام علیک معلوم باد مکتوب شمارید۔ احوال معلوم شد۔ از خوابی کہ دیدہ اید دل خوش شد۔ در وظیفہ شریفہ
سیہا کنید۔ از اہل خانہ و اولاد و شاگردان و دوستان ہر کہ خواہش کند تعلیم و وظیفہ شریفہ بہ نوعی بہ کنید کہ این
جا پیش خدمت تعلیم می دہد۔ و ساوس را دور کردہ بہ حضور دل وظیفہ شریفہ باید کرد و تلاوت مبارکہ بہ لحاظ
معنی و السلام تحریر یکشنبہ نہم محرم ۱۳۲۸ھ۔

مکتوب پنجاہ و نہم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برکت اللہ را بعد از
سلام علیک معلوم باد، اولاً بطاقہ و باز ملفوف رسید از احوال آگاہی شد۔ شما چند اشعار در حمد الہی گفتہ اید در
بعض اشعار ایطار است۔ اگر فرصت دست داد اصلاح کردہ فرستادہ خواہد شد، شما در خواب زیارت حضرت
کلان کردید (حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ) سعادت مندی شما است۔ شکر بہ جا آرید و شکر این سعادت
آن است کہ بطریقہ ایشان و بردینداری و پرہیزگاری محکم شوید ہر آن امر کہ مخالف طریقہ ایشان باشد
از ان اجتناب کنید و در معاملات اتباع شریعت کنید و السلام تحریر روز چارشنبہ چہارم شعبان ۱۳۲۸ھ
مکتوب شصت و ہفتم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برکت اللہ مختار را بعد از
سلام و دعا معلوم باد مکتوب شمارید۔ در خواب پیغمبر را (صلی اللہ علیہ وسلم) یا پیر را زیارت کردن از احوال
رائی آگاہی کند۔ اگر در عقیدہ رائی چیزے ضعف است، وے پیغمبر یا پیر را بہ کیفیت ضعف صورت
پیری خواہد دید۔ و اگر در عقیدہ وے تروتازگی و قوت است پس بہ کیفیت قوت و بہ صورت جوانی
خواہد دید۔ شما در خواب دیدہ اید کہ جسم ما کوتاہ شدہ است۔ آن کوتاہی در جسم ما نیست بلکہ در آن نسبت
واقع شدہ است کہ از ما بہ شامی رسد۔ شما در عالم مثال آن کوتاہی را دیدہ اید۔ باید کہ تفکر و تفحص کنید کہ
چرا درین نسبت و فیوضات و برکات کمی واقع شدہ است، و درازا لہ ضعف سعی نماید و السلام تحریر روز

شنبہ چارہم شوال ۱۳۲۸ھ

مکتوب شصت و یکم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی برکت اللہ

را بعد از سلام معلوم باد مکتوب شمار سید۔ ما بہ فضل پروردگار بہ عافیت، ستیم۔ (و بان حدیث ابو ہریرہ کہ در نصح "گزشتہ تخریر فرمودہ اند و نوشتہ اند) برائے نصیحت گرفتن و معمول ساختن این یک حدیث کافی است۔ مسموع شدن آواز مخصوص بہ کبرائے کمالان است (یعنی آواز ذکر قلبی) برائے ما و شما این قدر کافی است کہ نہ آواز مسموع شود نہ چیزے دیگر تا داکم خیال بہ سوئے قلب باشد و مقدم ترک کرن آن کار ہا است کہ شبے روز دران مصروف می باشیم۔ از زبان مایان کلامے نہ بر آید کہ بران مواخذہ باشد و رسوم و عادات بے جا را باید گزاشت و السلام تخریر و نوشتہ نوزدہم ربیع الاول ۱۲۲۹ھ از دہلی۔ خانقاہ شریف۔

مکتوب شصت و دوم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی برکت را بعد از سلام و دعا معلوم باد مکتوب شمار سید۔ و قبل ازین مکتوب جوابی نہ رسیدہ۔ مایں جا از مخلصین استفسار می کردیم کہ برکت اللہ کجا ہست و احوالش چیست۔ و شما درین خط نوشتہ آید۔ بادشاہ کامران بود از گدایان عار داشت۔ من بندہ عاجز پروردگارم از بندگان وے چگونہ عار وارم۔ من طلبگارِ اِظہام می خواهم کہ بندہ کمالاً بندہ پروردگار باشد۔ مَنْ كَانَ لِلَّهِ كَانَ اللَّهُ لَهُ۔ شمارا در وظیفہ شریفہ ذوق و شوق روئے می دید، جائے بسیار مسترت است، و شوق نماز تہجد و خواندن تہجد از بیدار بختی و خوش نصیبی است۔ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ اِحْسَانِهِ۔ بر شکرگزاری خود شکر با بہ جا آید۔

اے خدا قربان احسانت شوم این چہ احسان است قربانت شوم

در عشرہ اخیرہ رمضان بہ وجہ علالت یکے از بر خورداران بہ میرٹھ رسیدیم۔ چون از علاج و معالجہ فائدہ نہ شدہ بلند شہر رسیدیم۔ و این جا فائدہ شدہ۔ بعد از چند روز کہ صحت کامل شود بہ دہلی می رویم۔ این جا را نشان این است۔ بلند شہر۔ کوٹھی پھونس والی۔ حضرت صاحب۔ شوال ۱۲۳۰ھ۔

مکتوب شصت و سوم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برکت اللہ را بعد از سلام مسنون معلوم باد و خط شمار سید۔ از علالت و دختر خود نوشتہ آید۔ عَا فَا نَا اللّٰهُ تَعَالٰی وَا يَّا كُمْ فِي الدِّينِ وَالْ دُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَعَفَا اللّٰهُ تَعَالٰی عَنَّا وَعَنْكُمْ وَرَحِمْنَا وَا يَّا كُمْ وَرَحِمَ اللّٰهُ مَشَا مِعْنَا وَا اَبَاءَنَا وَمَنْ اَحْسَنَ اِلَيْنَا اَمِيْن۔ ذکر شریف با حضور دل و تلاوت قرآن مجید با فہم معنی و خواندن استغفار عمدہ عبادات اند و السلام سہ شنبہ بست و ششم صفر ۱۲۳۱ھ۔ خانقاہ شریف مجدوی۔ دہلی

مکتوب شصت و چہارم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبد اللہ ابوالخیر فاروقی میان برکت اللہ را بعد از سلام مسنون معلوم باد و خبر انتقال مرحومہ فاطمہ معلوم شد۔ اِنَّا لِلّٰهِ

وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ - اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِهَا وَارْحَمْنِي وَإِيَّاهَا وَاعْفُ عَنِّي وَعَنْهَا وَتَجَاوَزْ عَن سَيِّئَاتِي وَ
سَيِّئَاتِهَا وَأَدْخِلْنِي وَإِيَّاهَا الْجَنَّةَ وَأَجِرْنِي وَإِيَّاهَا مِنَ النَّارِ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ يَا رَحِيمُ يَا كَرِيمُ
يَا غَفَّارُ - بعد از نماز فرض این دعا را سه بار بخوانید - امید است که اللہ تعالیٰ بفضل و کرم خود دعا را قبول خواهد
کرد و بے مغفرت سرفراز خواهد فرمود، صبر کنید و امیدوار ثواب باشید و السلام

امروز گراز رفته عزیزان خبرے نیست فردا ست رین بزم زما ہم اثرے نیست

چهارشنبه پنجم ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

مکتوب ۶۵ شخصت و پنجم - بہ اردو نیز بہ برکت اللہ - بسم اللہ الرحمن الرحیم - مولوی برکت اللہ
را بعد از سلام و دعا معلوم باد مکتوب شمارید - الحمد للہ رب العالمین - مایان بہ خیریت مستقیم شما نوشتہ
اید کہ وظیفہ شریفہ می کنید - البتہ این قدر بدانید کہ اصل وظیفہ آن است کہ آمدہ پیش ما بکنید وظیفہ کہ از
ما بہ دوری باشد فائدہ زیادے نہ دارد -

خواجہ پنڈارو کہ مرد واصل است	حاصل خواجہ بہ جبر پنڈار نیست
وصافی خود بہ رنم حاسد تا کے	ترویج چنین مستاع کاسد تا کے
توسدومی و خیال ہستی از تو	فاسد باشد خیال فاسد تا کے

تحریر پنجم جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ -

مکتوب ۶۶ شخصت و ششم - نیز بہ برکت اللہ - بسم اللہ الرحمن الرحیم - ترکیب پنجم شریف
(از حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم) درود شریف (اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ
وَسَلِّمْ) یک صد بار سورہ فاتحہ ہفت بار - سورہ آلہ نشرح ہفتاد و نہ بار - سورہ اخلاص یک ہزار بار
سورہ فاتحہ ہفت بار درود شریف یک صد بار - اسمائے حسنی، یا قاضی الحاجات (اے روا کنندہ
حاجات) یا کافی المہتمات (اے کارندہ دشواریہا) یا دافع البلیات (اے دور کنندہ بلاہا) یا رافع
الدرجات (اے بلند کنندہ مراتب) یا شافی الامراض (اے شفا دہندہ بیماریہا) یا مجیب الدعوات
(اے قبول کنندہ دعاہا) یا ارحم الراحمین (اے مہربان تر مہربان ہا) ہفتم شعبان ۱۳۳۶ھ

مکتوب ۶۷ شخصت و ہفتم بہ اردو بہ نام حاجی عبداللہ عمر مبین - تاجر موزہ دنیان بمبئی - بسم اللہ
الرحمن الرحیم - وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ - و تبرسان ایشان
را از روز پشیمانی (حسرت) چون فیصل می شود کار و حال آن کہ ایشان در غفلت اند و ایمان (و ایقان)
نہ دارند - مکتوب عبداللہ عمر رسید - نصیحتی کہ بہ شما کردہ بودیم بر آن محکم قائم مانید، کار دینداری بیاموزید و چیز

کہ بعد از مرگ بہ کار آید آن را بہ بسیار شوق حاصل کنید تا کہ در آخرت حسرت نہ برید و ازان روز تہر سید کہ اہل غفلت را در ان روز بسیار شرمندگی و ندامت خواہد بود۔ برائے آن روز درین جا عمل نیک بکنید مکتوب حاجی احمد نیز رسیدہ۔ پابندی یاد خدا و تابعداری شریعت بہ وجہ خوب ضروری است۔ در معاملات و نیویہ موافقت شرع اختیار کنید۔ اہالی مہمی در مصیبت مبتلا اند۔ ایشان را باید کہ این نصیحت را قبول کنند۔ فرمان بردار خدا شوند و توبہ کنند و از دل راغب بہ نصیحت ماشوند تا از غضب خدا نجات یابند۔ بلایہ این پیام برسانید و نیز بہ جمیع دوستان و بہ طیب و ایوب ثانی و صدیق و غیر ہم۔

ہر چہ بر تو آید از شادی و غم
آن ز بے باکی و گستاخی است ہم
بہ ز گستاخی کسوف آفتاب
شد عزای بے زجرات رقیب
بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

گویند اسماعیل کھری بے ادبی کردہ اگر کردہ جان خود را خراب کردہ مارا چہ نقصان رسیدہ۔ ہر دو ایوب را از این مکتوب آگاہ کنید و بگوئید کہ کلام درست از پروردگار شما است۔ پس کسے خواہد قبول کند یا ناقبول۔

و در مکتوب بے کہ بہ پنجشنبہ دہم محرم ۱۳۱۵ھ تحریر نمودہ اند نوشتہ اند "در محبت و شوق باطن و یاد الہی اضافہ کنید و از شرک و بدعت عقیدہ را پاک کنید" "مالا بدمنہ" مفید رسالہ است۔ آن را بخوانید و اگر فارسی نہ می دانید ترجمہ آن را بخوانید و دوستان را سلام رسد۔ خانقاہ شریف ہی۔ مکتوب شخصت و مشتم۔ بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دو خطوط عبداللہ عمر رسیدند پروردگار مارا و شمارا توفیق نبلی عطا کند و خطا ہا را معاف کند۔ شما نوشتہ اید کہ وظیفہ یاد الہی می کنید و قرآن مجید می خوانید و فیض حاصل می کنید۔ الحمد للہ۔ ازین خبر دل خوش شد۔ از آن بندہ کہ مسلمان باشد و از نا فرمانی اجتناب کند و حکم بردار خدا باشد و نماز بخواند و از دل مولائے خود را یاد کند و طلبگار رضائے وے باشد کہ نام شخص بہتر خواہد بود۔ پروردگار مرا و شما یان را در این افراد شامل کند۔ مکتوب حاجی ایوب نیز رسید پریشانہائے مارا و ایشان را پروردگار کم کند و عافیت عطا فرماید۔

توبہ علم ازل مرا دیدی
دیدی آن کہ بہ عیب بخردی

توبہ علم آن و من عیب ہمان
روکن آن چہ خود پسندیدی

کسے صفا حان را این شمارہ الحق کہ پریشانی و مصیبتی کہ بہ میان می رسد از اعمال ما است پروردگار ہر نعمتی کہ بہ کسے می دہد از وے تا آن وقت نہ می ستاند کہ بندہ در صلاحیت و نیت خود توبہ پیدا نہ کند۔

صدیق را حاجی احمد را و نیز شمارا و ایوب را و نویسنده خط را سلام برسد۔ این عنوان (برائے خط) کافی است۔
شہر کوئٹہ۔ بئرس روڈ۔ حضرت صاحب دہلوی را برسد۔ خانہ محمد علی بوہری است کہ شعبی است و در کراچی
می باشد۔ وہ روپیہ کرایہ ماہانہ است۔ این جا موسم معتدل است گرمی نیست۔ تحریر شنبہ و ہم روز جمعہ الآخر ۱۳۱۸
مکتوب شصت و نہم۔ بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام
علی عبادہ الذین اصطفی۔ مکتوب سعادت آثار عبداللہ بن عمر رسید از ضروریات فرصت کم است ازین
وجہ توجہ بہ جانب جواب مکتوبات نیست۔ درین روز وظیفہ شریفہ سورہ قمر است و امیدواری برکات این
سورہ مقدمہ است۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم این سورہ مقدمہ را در رکعت دوم نماز عیدین تلاوت
می فرمودند۔ عجیبے نیست کہ این سورہ مقدمہ را در ارشاد و ہدایت دخل تمام باشد بنا برین امروز اندکے توفیق
تحریر جوابات شدہ است۔ آیا در مہستی شمایان مائل بہ جہت صلاحیت شدہ اید۔ و در دعوی محبت ما کہ
شمایان دارید، صادق آمدہ اید، یا براوضاع سابقہ خود کہ غفلت آمیز اند قائم ہستید۔ اگر در محبت ما
صادق ہستید پس ضروری است کہ صلاحیت پیدا شود و باید کہ غفلت و نافرمانی کم شود ہمہ دوستان
را سلام و دعا برسد۔ درین روز با این جا خنکی زیادہ شدہ۔ در ہفتہ عشرہ قصد وہی داریم۔ چرا کہ این قدر
خنکی را معتاد نیستیم۔ این جانیزی نفر داخل سلسلہ شدہ اند و وظیفہ شریفہ را یاد گرفتہ اند۔ تحریر روز
چہار شنبہ یکم جمادی الآخرہ ۱۳۱۸ کوئٹہ۔ بئرس روڈ۔

مکتوب ہفتاد و نہم۔ بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت آثار عبداللہ
عمر را پروردگار نیک کند و از گناہ و بدی محفوظ دارد۔ مکتوب شما و ہدیہ موزہ کہ بہ دست حاجی احمد ارسال
کردہ اید رسید۔ و نیز رختے کہ برائے شہید عمر و گلزار و نجم الدین فرستادہ بودید وصول شد۔ دیر روز در اول
از رمضان مبارک بود ہر سہ افراد را رخت دادہ شد۔ از مکتوب شما شوق و محبت شما خوب معلوم شد۔
برائے شما توجہ باطنی ہم ہست۔ نماز را قضا نہ کنید و قدرے صبا حا و قدرے مسائے ذکر شریف کردہ باشید
و ہفت سوراخیر قرآن مجید و سورہ فاتحہ را بہ وجہ صحیح یاد کنید و یک بار صبا حا و یک بار مسائے بخوانید
ہر چہ حکم شرع شریف باشد آن را قبول کنید اگر چہ در قبول کردن آن حکم نقصان از جان یا مال بود۔
حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) را غلامے بود کہ نام ایشان بلال بود (رضی اللہ عنہ) ایشان بسے عالی
قدر بودند۔ جدی حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) می فرماید۔ اَبُو بَکْرٍ سَيِّدُنَا وَ اَعْتَقَ سَيِّدَنَا۔ یعنی ابو بکر
آقائے ما ہستند و ایشان آقائے ما را کہ بلال ہستند آزاد کردہ اند۔ بہ نیت تحصیل برکات ما نام فرزند
خود را بلال نہادہ ایم۔ بر زبان مبارک رسول مقبول بہ اندازہ کہ نام بلال آمدہ شاید نام دیگر کسی زیادہ

باشد۔ ایوب گاہے در روزگار ہے در سہ روز یک بار می آید۔ ہم در وظیفہ مست است و ہم در شوق و محبت، حاجی احمد بے چارہ تا این زمان وظیفہ قلبی را نہ می داند بہ زبان چیزے می خواند۔ شہابہ زبان خود وے را طریقہ وظیفہ شریفہ نوشتہ ارسال دارید۔ زبان مانہ می فہم۔ امروز دوم روزہ ما است و سرما شدید است۔ ما نماز صبح در مسجد شریف ادا کردیم۔ سکندر خان و دلاور خان، دو نفر، ہمراہ ما نماز خواندند۔ بہ بہان وضو ما در محراب مسجد نشستہ ایم۔ و چند نفر، مولوی سید شرف الدین خراسانی، سراج الدین خان، مرزا خان، سکندر خان، زورائے خان، گلزار خان، دلاور خان، عبدالمنان خان، اختر خان، در حضور ما وظیفہ می کنند۔ امید است کہ وظیفہ ایشان خوب خواهد شد۔ حال ساعت یازدہ نیم است۔ امید است کہ بہ وضوے صبح نماز پیشین بخوانم۔ بیان این احوال برائے از دیار شوق کردہ شد۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ وَالْتَرَمَّ مُتَابِعَةَ الْمُصْطَفَىٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَىٰ آلِهِمْ وَأَصْحَابِهِمْ وَأَتْبَاعِهِمْ وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ تحریر روز شنبہ دوم ماہ مبارک رمضان ۱۳۱۵ھ

در مکتوبے کہ بہ سوم محرم ۱۳۱۹ھ نوشتہ شدہ تحریر نمودہ اند۔ کہ مولوی عبدالرشید و مولوی عبدالحلیم کہ از مخلصان اند خانہ محمد علی بوسہ را کہ نزد "مارکیٹ" واقع است بہ چہل و پنج روپیہ ماہوار بہ ایجا گرفتہ اند و مخلصان این جا وظیفہ می کنند۔ نجم الدین، شہید عمر، غلام اکبر، شیر، حافظ جمید اللہ، معلمہ، خادمہ ہمراہ ما آمدہ اند۔ پروردگار شمارا نیک و دیندار گرداند۔

مکتوبے ہنقتا و حکیم بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت آثار عبداللہ عمر را بعد از سلام معلوم باد، در وہی مکتوب شمار سیدہ بود۔ حاجی ایوب کہ مخلصین ما بود رحلت کردہ۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُونَ، غَفَرَ اللّٰهُ لَنَا وَاٰلِهٖ۔ از این خبر متا کم شدم۔ از جانب ما اطفال ایشان را دعا ہا رسانید و دست شفقت بر سر ایشان نہید و زوجہ اش را سلام رسانیدہ تلقین صبر کنید و بگوئید کہ قبل از پیدائش کسے زندگی و موت، تندرستی و بیماری، کشاوگی و تنگی مقدر معنی شود و باز بیشی و کمی واقع نہ می شود۔ برائے مسلمان ضروری است کہ در مصائب صبر کند، بیعت شدن بہ وظیفہ قلبی اشتغال داشتن در اوقات شدیدہ و در مصائب آرام می رساند۔ مسلمان را باید کہ بہ کثرت یاد الہی کند، ہر کہ بہ دنیا آمدہ روزے کوچ خواهد کرد۔ سعادت مند کسے است کہ توبہ کردہ و بہ ذکر الہی مشغول ماندہ ہمیرد۔ دوستان را باید کہ بہ اخلاص دل ہنقتا ہزار بار کلمہ طیبہ خواندہ ثوابش را بہ روح حاجی طیب رسانند و در بارگاہ خداوندی برائے بخشائش وے عرض کنند۔ این تحریر را بہ اہلیہ ایوب نشان دہید و مطالب را بروے واضح کنید۔ مکتوب شما نیز

وفات کرده۔ مکتوب را خوب پاکیزہ می نوشت پروردگار ویرا بیا مزد مولوی عبدالحلیم حج کرده از راه کراچی مع الراحة والنخیر بہ کوئٹہ رسیدند و بہ عافیت ہستند والسلام تحریر روز پنجشنبہ بست و ششم ربیع الاول ۱۳۲۰ھ۔

دور مکتوبی کہ بہ روز شنبہ یازدہم جمادی الاولیٰ ۱۳۲۰ھ تحریر فرمودہ اند نوشته اند، سعادت آثارا عبداللہ عمر را بعد از سلام و دعائے سلامتی ایمان و دینداری معلوم باد کہ صبح و شام وظیفہ شریفہ ذکر قلبی و بیخوقت نماز بہ ادب و حضور دل ادا کنید۔ شوق و محبت را زائد و غفلت را دور کنید۔ جمیع مریدان و مخلصین را تاکید این امر نماید و در معاملہ دنیوی امر ناجائز و خلاف شرع نہ کنید۔

مکتوب ہفتاد و دوم۔ بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت آثار عبداللہ عمر را بعد از سلام و دعا معلوم باد۔ مکتوب شمارید۔ نوشتہ تہ اید کہ بسیار شوق قدم بوسی دارم۔ لہذا اجازت است بیائید انا اولاً بہ صدق دل استغفار و توبہ بکنید۔ مکتوب ایوب الیاس کہ بہ عربی نوشتہ نیز رسید۔ وے نکاح کردہ است، بَارَكَ اللهُ فِيهِمَا وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا بِخَيْرٍ. قَالَ تَعَالَى. زَيْنٌ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالنَّخِيلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْخُرُوشِ ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ۔ برائے مردم زینت دادہ شدہ از محبت اشیائے مرغوب و از زنان و فرزندان و خزانہ ہائے جمع شدہ و از زر سرخ و زر سفید و اسپان داغ نہادہ شدہ و چارپایان و کشتہا و این چیز ہا سامان زندگانی دنیا است و آن چہ نزد اللہ تعالیٰ است نیکو جائے بازگشت است۔ ایوب را بگوئید کہ از آب یعنی از بازگشتِ آخرت غافل نہ ماند بہ محبت دنیا مبتلا نہ شود۔ مرگ قریب است۔ قلب را بہ زوجہ نہ بندد بلکہ بہ پروردگار بندد، (باز اشعار حضرت والد خود قدس اللہ اسرارہا نوشتہ اند کہ در مکتوب سی و یکم گذشت) تحریر روز شنبہ ہفتم ربیع الاول ۱۳۲۰ھ کوئٹہ، بلوچستان، قریب مسجد جامع قندہاریان۔

دور مکتوبی کہ بہ روز چہار شنبہ بست و سوم جمادی الآخرہ ۱۳۲۰ھ از خانہ کہ نزد مسجد جامع قندہاریان واقع بود نوشتہ شدہ، تحریر فرمودہ اند۔ در تحریر جواب بنا برس تاخیر واقع شد کہ دختر خورد عثمانی بیگم یک ہفتہ علالت کشیدہ انتقال نمود۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُونَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا ذُرًى وَاَجْعَلْهَا لَنَا ذُخْرًا وَاَجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً اٰمِيْنَ۔ ما این وقت نزد مزار شریفش نشستیم و این خط می نویسیم۔

دور مکتوبی کہ بہ روز شنبہ پانزدہم رمضان مبارک ۱۳۲۰ھ از خانقاہ شریف دہلی نوشتہ شدہ

تحریر فرموده اند۔ مرزا نیاز محمد خان برائے حج روانہ شدہ اند۔ درجائے حاجی شیر محمد و ملا عبدالشکر در بھٹی بازار واقع است، با ایشان ملاقات کنید و طریقہ احترامِ مرعی دارید کہ از عمدہ مریدان ماہستند سلام ما بہ ایشان برسانید، درین ہر سہ مکاتیب مبارکہ حضرت ایشان از ہمینی کتب نفیہ طلب فرمودہ اند (مثل تفسیر خازن بامدارک، جمل بر جلالین، اعراب القرآن، صحیح بخاری، تفسیر امام رازی، تفسیر ابن جریر شرح اجیاء العلوم، تاج العروس شرح قاموس، تفسیر فتح البیان، تفسیر روح المعانی) و بہ روز پنجشنبہ چہار دہم جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲ھ از بابو محلہ کوئٹہ مکتوب خیریت تحریر نمودہ اند و بہ سہ شنبہ یکم ذوالقعدہ ۱۳۲۲ھ برائے طبقات ابن سعد کہ در اروبا طبع شدہ بود نوشتہ اند و آن کتاب مبارک را خواستہ اند۔

مکتوب ہفتاد و سوم۔ بہ اردو بہ نام مولوی عبدالرحمن فرزند مولوی امام الدین ساکن ٹکورد۔ ضلع جالندھر پنجاب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبدالرحمن را بعد از سلام مسنون معلوم باد۔ مکتوب شمارید۔ شکر خدا بہ جا آرید کہ انتظام درس شما شدہ و در مدرسہ جائے یافتید۔ استطاعتِ خرچ سفر شمارا نیست و از خانہ خود برائے تحصیل علم برآمدہ اید، لہذا بہ ذوق و شوق کسبِ علم و بہ وجہ خوب مطالعہ کنید۔ ہمہ مساعی خود را در تحصیل علم صرف نہائید۔ حاجت نیست کہ این جا بیائید۔ شامی خواہید کہ وظیفہ شریفہ ہم بکنید و سبق ہم بخوانید۔ لیکن این را صورت نیست طلبِ اکلِ فوٹ اکل۔ شمارا باید کہ اولاً علم دین بخوانید۔ ہر چہ خوانید بہ فکر و دل بستگی بخوانید و بر نیکی ثابت قدم مانید از سیر و تماشا اجتناب کنید و السلام ہشتم ذی القعدہ ۱۳۲۴ھ

مکتوب ہفتاد و چہارم۔ بہ اردو نیز بہ عبدالرحمن نوشتہ شدہ۔ دران ایام ایشان در مدرسہ دیوبند بہ تحصیل علم مشغول بودند۔ ایشان بہ روز پنجشنبہ ہفتم محرم ۱۳۵۶ھ برائے ملاقات با برادران بہ دہلی آمدند و ہمراہ خود مکاتیب شریفہ نیز آوردند۔ عاجز بر بیاض خود مکاتیب را نقل کرد۔ مولوی عبدالرحمن آن وقت گفتند کہ من از حضرت ایشان استفسار در نسبت مولوی اشرف علی در مسئلہ جمع کردن تبرعات برائے مدرسہ کردم و حضرت ایشان آن وقت بہ من درج ذیل جواب تحریر فرمودند۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبدالرحمن را بعد از سلام معلوم باد۔ مکتوب شمارید۔ شما نوشتہ اید کہ خیالاتِ فاسدہ در دل می آید۔ دریافت طلب این امر است کہ خیالات از کدام وجہ می آیند۔ آیا از جہت ضرورتِ نکاح و احتیاجِ دراہم یا از جہت خرابی در عقائد۔ علاج امراض باطن امر سہل نیست کہ بہ خط و کتابت ازالہ آن شود، بلکہ ضروری است کہ یک مدت صحبتِ شیخ حاصل شود تا ازالہ آن امراض میسر آید۔ علاج این است کہ نوشتیم۔ و سر دست شمارا کہ مشغول بہ تحصیل علم دین ہستید، باید کہ بہ تلاوت

قرآن مجید دل خود را مائل کنید و معانی مبارکہ را فہم کنید و اگر در دل شما حجت بہ جانب ماہست پس دل خود را بہ جانب ما متوجہ کنید و تصور کنید کہ شما در حضور ما آمدہ اید، تا خیالاتِ شیطانیہ از شما دور شوند۔ برائے ازالہٴ جہل بہ خدمتِ اُستاد رسیدن لازمی است و برائے ازالہٴ امراض باطن بہ خدمتِ شیخ رسیدن ضروری است۔ نزد ما اکتفا بر تخریر مرشد کردن یا بہ وردے مشغول شدن برائے دفعِ این امور کفایت نہ می کند و نہ بہ این طریق کمالے حاصل می شود۔ پیرانِ این زمانہ را، مثلِ مولوی اشرف علی از تھانہ بھون، ما اعتقاد نہ داریم سببش این است کہ ایشان در خدمتِ پیر و مرشد خود مدتِ مدید قیام نہ کردہ اند و مدارِ حاصل کردنِ کمالاتِ دین بر صحبت و خدمت است۔ ہر قدر صحبت بیشتر باشد کمالات ہم بیشتر باشند، و اگر مدتہا صحبت و خدمت نہ کردہ کے بہ این مقام می رسد،

من تو شدم تو من شدمی من تن شدم تو جان شدمی تاکس نہ گوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

و تا وقتے کہ با پیر خود بہ این مقام نہ رسد با شریعت و با پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بہ این کیفیت می تواند شد، یعنی فَنَافِي الرَّسُولِ چہ گو نہ خواهد شد۔ و شما نوشتہ اید کہ اگر شخصے برائے خدمتِ اسلام طلبگار تبرعات شود یعنی "چندہ" وصول کند۔ آیا شمار این چنین شخص در گدگران خواهد شد۔ این سوال تعلق بہ شما نہ دارو۔ از کارہائے دیگران شمار چہ تعلق است و چرا از کار دیگران استفساری کنید ما را کجا فرصت است کہ این گونه سوالات را جواب دہیم۔ مع ہذا مختصر اُمی نویسیم کہ مدار این گونه اعمال بر نیت است۔ اگر نیت درست است ان شاء اللہ وے مصیب است و اَلْاَفْلَاحُ۔ مولوی حافظ احمد از وجہ ما مراعاتِ شما می کنند و ضروریات شمار بہ ہم می رسانند۔ خداوند کریم ایشان را جزائے خیر و ہدویک فرماید و شمار لازم است کہ رضامندی والد خود حاصل کنید و طبق امر ایشان باشید و السلام تحریر روز شنبہ سوم شعبان ۱۳۲۸ھ از کوئٹہ۔

مکتوب ہفتاد و پنجم۔ بہ اردو نیز بہ عبدالرحمن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت نشان عبدالرحمن را بعد از اسلام معلوم باد۔ اگر از شرائط جمعہ شرطے یقیناً مفقود باشد، جمعہ مسقط فرض ظہر نیست و خواندنِ ظہر ضروری است۔ از کتب معتبرہ مذہب، ہدایہ، شرح وقایہ، قدوری، کنز، این مسلک ظاہر است، کسانے کہ مذہب حنفی را و شرائطِ مرقومہ کتب را معتبر می دانند مسلک ایشان، ہمین است و کسانے کہ در حقیقت مذہب حنفی، و شرائطِ مرقومہ کتب را حق و معتبر نہ می پندارند، مسلک ایشان میلان بہ عدم تقلید و اردو ایشان بر راہ صواب نیستند۔ شما اولاً علم ضروری را حاصل کنید بعد از ان برائے تکمیل علم قرأت بہ مصر رفتن بہتر خواهد بود۔ علم قرأت بروجہ تام در ان دیار است، در این جانبست و علم قرأت بلا واسطہ

متعلق بہ قرآن مجید است۔ وَتَقْنَىٰ اللهُ سُبْحَانَهُ وَإِيَّاكَ لِمَا يُحِبُّهُ وَيَرْضَاهُ وَالسَّلَامُ، عبد اللہ الخیر فاروقی عفا اللہ تعالیٰ عنہ وَعَنْ وَالِدَيْهِ وَأَخْسَنَ فِي الدَّارَيْنِ إِلَيْهِمَا وَالْيَدِ شَيْبَةَ كَيْمِ حَمْدِي لِأَوْلَىٰ
 ودر مکتوبے کہ بہ چہار شنبہ، ہشتم شعبان ۱۳۳۵ھ تحریر نموده اند می نویسند: اگر شما بعد از رمضان برائے تحقیق وقوف قرآن مجید یا برائے خواندن شاطبیہ قصد آمدن دارید باید کہ خوب بسنجید و باز مارا از قصد خود آگاہ کنید خوراک و کرایہ آمد و رفت را پروردگار صورتے پیدا خواهد کرد۔ شخصی کہ نزد ما می آید باید کہ از مزاج ما واقف باشد کسانے کہ صحبت فاسقان عمر خود بہ سر برودہ اند نزد ما خوش نہ می باشند و نہ می توانند کہ نزد ما قیام کنند بلکہ بر ما اعتراضات می کنند۔ بنا برین دور بودن و موافق ماندن بہتر است۔ ازین کہ نزد ما قیام کنند و مخالف و معترض باشند خوب فکرہ جواب با صواب بنویسید والسلام۔
 عاجز گوید۔ پدر مولوی عبدالرحمن مولوی امام الدین از مخلص یاران و مخلصان حضرت ایشان بود مولوی عبدالرحمن مرد پاک دل و سادہ طبیعت بود از حضرت ایشان استفسارات می کرد۔ و بہ جوابات سرفراز می شد۔ از دل و جان معتقد حضرت ایشان بود و حضرت ایشان را نیز بہ حال وے چشم عنایت بود۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

مکتوب ہفتاد و ہشتم۔ بہ اردو۔ بہ غلام محی الدین از جہات لاہور۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
 غلام محی الدین را بعد از سلام معلوم باد، مکتوب شمار سید طریقہ صلاۃ التبیح دریافت کردہ اید۔ لہذا نوشتہ می آید، در چہار رکعات سہ صد بار سبحان اللہ و الحمد لله و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر خواندہ می شود۔ در ہر رکعت این کلمات مبارکہ را ہفتاد و پنج بار بخواند۔ بہ این نہج کہ در قیام قبل از سورہ فاتحہ پانزدہ بار و بعد از سورت دہ بار و در رکوع بعد از تسبیحات دہ بار و در قوس بعد از رَبَّنَا أَنْتَ الْحَمْدُ دہ بار و در سجدہ اولی بعد از تسبیحات دہ بار و در جلسہ کہ ما بین دو سجدہ می باشد بعد از اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي دہ بار و در سجدہ ثانیہ بعد از تسبیحات دہ بار و در قعدہ بعد از التَّحِيَّاتِ خواندہ نہ می شود۔ از حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا کسے پرسید کہ درین نماز از سورہ مبارکہ کدام سورتہا خواندہ شود۔ فرمودند در رکعت اولین سورہ تکوین و در دومین سورہ عصر و در سومین سورہ کافرون و در چہارمین سورہ اخلاص۔ کما فی رد المحتار لابن عابدین الشامی۔ فی جزء الأول ضحیٰ۔

مکتوب ہفتاد و ہشتم۔ بہ اردو بہ محمد حیات۔ مقام نور پور ٹوانہ ضلع شاہ پور۔ پنجاب۔
 بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عفا اللہ عننا و عنک، غفر اللہ لنا و لک، رَحِمَنَا اللهُ وَإِيَّاكَ۔ از تحریر شما استعدا و لیاقت شما ظاہر شد۔ کم کردن و ساویس از علم ظاہر آحق و مستحق محنت است۔ بہ مطلق سوال

کردن نہ علم ظاہر حاصل می شود و نہ وسوس کم می شوند۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ وَسْ قَلْبِيْ نَحْسِيَّتَكَ وَذِكْرَكَ
وَاجْعَلْ هِمَّتِيْ وَهَوَايَ فِيمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى وَالسَّلَامُ۔ ہفتم صفر ۱۳۳۷ھ۔

مکتوب ہفتاد و ہشتم۔ بہ اردو بہ حافظ محمد وزیر ساکن حصار۔ راجپوتانہ۔ بسم اللہ الرحمن
الرحیم۔ بعدت مکتوب حافظ محمد وزیر رسید۔ مقصد از مکتوب خوش کردن مکتوب الیہ می باشد۔ اگر القاب و
آداب مناسب می باشند دل خوش می شود۔ و از الفاظ تمسخر آمیز دل رنجیدہ می شود۔ مثل مولانا۔ مولوی۔
حاجی۔ صوفی۔ صاحب۔ از این چنین الفاظ دل رانفت می شود۔ لہذا از استعمال این گونه الفاظ احتراز
باید کرد۔ و بہ جائے مسجد حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد بلال نوشتن تحقیر حضرت بلال است رضی اللہ عنہ۔
اگرچہ تحریر عوام و قعنتی نہ دارد۔ امثال شماراچہ نوشتن وچہ نا نوشتن وچہ مدح سرائی وچہ ہرزہ گوئی۔ مع
ہذا مناسب معلوم شد کہ بہ طریقہ مہذبان و اہل بینش شمارا ہدایت کردہ شود۔ آئندہ این گونه الفاظ نہ نویسید
بلکہ امثال شمارا کم نوشتن مکتوب بہتر است والسلام دوم ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ۔

عاجز گوید حافظ محمد وزیر حصاری از مخلصین قدما و اصحاب نسبت و پاکیزہ صفت بود مع
ہذہ الأوصاف العالیہ شخصے سادہ بود، حضرت ایشان قدس سرہ مَرَبِّيْ کمال بودند ہدایت بہ اطوار
شائستہ می کردند تا ظاہر و باطن محلی باشد۔ از حافظ محمد وزیر رحمہ اللہ و رضی عنہ۔ چیزے بے خیالی ظاہر
شد۔ و نتیجہ اش حضرت ایشان این شعر گفتند۔

نہ جنابم نہ شہ نہ مولانا
گر کنی نسبتم بہ آن در فیض
بندہ آستانہ عزم
ہرچہ گفتمی از ان بلندترم
زشت کردار خیر محترم

مکتوب ہفتاد و نہم۔ تعزیت بہ نام بابو محمد ہاشم سرسوی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَمَّا
بَعْدُ فَاَعْظَمَ اللهُ لَكَ الْاَجْرَ وَالْهَمَّكَ الصَّبْرَ وَرَزَقْنَا وَايَاكَ الشُّكْرَ فَاِنَّ اَنْفُسَنَا وَاَمْوَالَنَا وَا
اَهْلِيْنَا وَاَوْلَادَنَا مِنْ مَّوَاهِبِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ الْهَيْبَةِ وِعَوَارِيَةِ الْمُسْتَوْدَعَةِ، نَمْتَعُ بِهَا اِلَى
اَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ وَيُقْبِضُهَا لَوَقْتٍ مَّعْلُوْمٍ، ثُمَّ افْتَرَضْ عَلَيْنَا الشُّكْرَ اِذَا اَعْطَى وَالصَّبْرَ اِذَا اَبْتَلَا،
فَكَانَ اِبْنُكَ مِنْ مَّوَاهِبِ اللهِ الْهَيْبَةِ، وِعَوَارِيَةِ الْمُسْتَوْدَعَةِ مَتَّعَكَ بِهٖ فِي غِبْطَةٍ وَسُرُوْرٍ
وَقَبْضَةٍ مِنْكَ بِاَجْرِ كِبَرِ الصَّلَاةِ وَالرَّحْمَةِ وَالْهُدَى اِنْ اَحْتَسَبْتَ فَاَصْبِرْ وَاَلْيُحِبُّ جَزَعَكَ
اَجْرَكَ فَتَنْدَمْ وَاَعْلَمْ اَنَّ الْجَزَعَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَاَلَا يَدْفَعُ حُرْنَا وَمَا هُوَ نَازِلٌ فَاَنْ قَدْ وَاالسَّلَامُ۔
رَوَاةُ الْحَاكِمِ فِي الْمُسْتَدْرِكِ وَاِبْنُ مَرْدُوَيْهِ كَمَا فِي الْحَمْنِ الْحَمِيْنِ۔ عاجز گوید این مکتوب مبارک

در عقد سوم از مایہ چہارم نوشتہ شدہ۔ این تعزیت نامہ ہست کہ رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم بہ حضرت معاذ بن جبل نوشتہ وقتے کہ فرزند ایشان وفات یافتہ بود۔ مولوی عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ و رضی عنہ در حاشیہ رحصن حصین نوشتہ اند کہ فقیہ ابواللیث سمرقندی نیز در تہذیب الغافلین این حدیث را روایت کردہ۔ حضرت ایشان این مبارک وصیت را بہ پاک دل بابو ہاشم آن وقت تحریر نمودند کہ فرزندوے وفات یافتہ بود۔ رحمہما اللہ و رضی عنہما۔

مکتوب ہشتادوم۔ بہ اردو بہ نام سید زاہد حسین امرہوی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مارا کشف نیست کہ غائبانہ احوال کسے را دریاہیم۔ لازم است کہ یک مدت کسے نزد ما باشد تا استعداد و صلاح ویرا معلوم کنیم و آن وقت بگوئیم کہ آیا وظیفہ کردن برائے او بہ چہ اندازہ مفید است۔ بناے طریقہ شریفہ بر اکل حلال و صدق مقال و پرمیزگاری است، کہ در این ایام مفقود شدہ شوق دنیا پیش و شوق آخرت کم شدہ است و السلام روز یک شنبہ ہفدہم رجب الحرام ۱۳۲۲ھ از بابو محلہ۔ کوئٹہ بلوچستان۔

عاجز گوید سید زاہد حسین ہفت ہشت سال بہ خدمت حضرت ایشان می رسید۔ پروردگار وے را بہ احوال شائستہ نواخت۔ ایما نا بہ وجد درمی آمد و بہ آہ و بکا مصروف می شد۔ و درین زمان سعی نمود کہ مکتوب شریفہ حضرت ایشان را جمع کند۔ ہر چہ جمع کردہ بود آن را بہ ذوق و شوق با دیدہ گریان می خواند۔ از وے اتفاق بہ دوران قیام میرٹھ کہ در ۱۳۳۰ھ بودہ حضرت ایشان را ملاقات با شخصے شد کہ لوگرتار بعض افکار و ہابیہ شدہ بود بعد از آن روز محفل مبارک میلاد شریف را حضرت ایشان بانہایت تحمل و کرفر منعقد می کردند۔ سید زاہد حسین و استاد وے مولوی محمد اسحاق راشکوک و شہات رُوداوند۔ لہذا رشتہ ہر دواز حضرت ایشان گستہ شد، و کیفیاتے کہ ہر دورا حاصل شدہ بود بہ منزلہ خواب و خیال گشت۔

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَكِنْ أَنفُسُهُمْ يَظْلِمُونَ۔

مکتوب ہشتاد و یکم۔ بہ اردو بہ نام قاضی وزیر حسین ولد قاضی عظیم الدین ساکن سوخت سوڈ۔ راجپوتانہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وزیر حسین را بعد از سلام معلوم با و مکتوب شمار سید، یک بار نزد ما آمدہ اید، خواہشات و مطالب شما دیگر اند و قواعد و ضوابط ما دیگر، بنا برین شمارا داخل سلسلہ نہ کرویم۔ وہم چنین احوال برادر شما است کہ ایشان را اوراد و وظائف دیگر اند و ما را قواعد دیگر۔ بہ ہر شخص تعلیم وادین سلسلہ ما را پسند نیست کسے کہ بر قواعد ما درست می آید، ویرا تعلیم می کنیم۔ پروردگار ما را و شمارا بروینداری قائم کند۔ و السلام روز یک شنبہ پنجم شوال ۱۳۳۱ھ با ابو محلہ جدید۔ کوئٹہ بلوچستان۔ عبد اللہ ابو الخیر فاروقی قائل عنہ۔

مکتوب ہشتاد و دوم۔ بہ اردو نیز بہ قاضی وزیر حسین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ
 الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمَخْلُوْقِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ ترجمہ مولانا
 شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ درست و صواب است۔ شاید شمار علم نیست کہ در کلام و گفتگو تقدیم تاخیر
 مفعول بہ جائز است۔ و شمار باید کہ از عمل دینی کہ متعلق بہ خود شما باشد استفسار کنید از اعمال دیگران شما
 راجح کار و از طریقہ جنگا نیدن مرغہا کہ اندرین آیام راجح است با کلام نہ کنید۔ بندہ نیک باشید و گناہان
 را بگذارید و السلام یکشنبہ ہفتم شوال ۱۳۳۲ھ۔ عاجز گوید کہ در محاورہ اردو کلام مرغ جنگا نیدن آن وقت
 گفتہ می شود کہ کسے کلام شقاق و افتراق را رواج دہد بے وجہ اختلاف پیدا کند۔

مکتوب ہشتاد و سوم۔ بہ اردو نیز بہ وزیر حسین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وزیر حسین را بعد از
 سلام واضح باد ما از احوال شما بخوبی واقف نیستم و بدون واقفیت مرید کردن مناسب نیست۔ و خیالے کہ
 شما دارید ما از ان خیال خبر داریم۔ پسندیدہ است کہ باعث برکت باشد یا فاسد است کہ آن را دور باید
 کرد۔ شما نوشتہ اید کہ آن خیال از حضور پوشیدہ نیست۔ مَعَاذَ اللّٰہِ مِنْ ذٰلِكَ۔ مسلمان را از این گونہ خیال
 باطل توبہ باید کرد۔ و انکسے جمع راز ہایک ذات پروردگار جلّ شانہ است دسے اورا شریک نیست ،
 لَنْ نُبَدِّلَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ البتہ در حفلہ مبارکہ میلاد کہ بہ یازدہم این ماہ است آمدہ شریک شوید۔
 اجازت است و السلام چہار شنبہ ہشتم ماہ مبارک میلاد شریف ۱۳۳۳ھ۔

مکتوب ہشتاد و چہارم۔ بہ اردو نیز بہ وزیر حسین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی وزیر حسین را
 بعد از وعلیکم السلام واضح باد شما یان ملاقات نہ کردہ بر فقید۔ این چنین کردن بے قاعدہ و غیر مناسب
 است۔ اگر در بان اطلاع نہ کردہ شما یان را انتظار می بالست و تحمل مناسب بود۔ بہ درستی وظیفہ سعی کنید
 و از بے ادبی اجتناب کنید۔ شما در مکتوب خود از امور دنیویہ نوشتہ اید۔ روزے کہ شما بیعت می شدید
 اقرار و قول محکم کردہ بودید کہ بہ امور دنیوی چیزے بہ ما نہ خواہید گفت۔ و گفتہ بودید کہ من خالصا للہ
 بیعت می شوم۔ آن قول و اقرار خود را یاد کنید و از خیالات فاسدہ توبہ کنید و بہ درستی وظیفہ قلبی مشغول
 شوید۔ پروردگار بر ما و شما مہربانی فرماید و یان را از کلام فارغ محفوظ دارد و السلام شنبہ یازدہم
 شعبان ۱۳۳۵ھ

در مکتوبے کہ بہ شنبہ یکم ذوالقعدہ ۱۳۳۵ھ تحریر فرمودہ اند می نویسند: امید است کہ در وظیفہ
 قلبی خوبی پیدا شدہ باشد یعنی بہ دوران وظیفہ شریفہ خطور و ساوس کم شدہ باشند و زوجہ شما اگر شوق
 وظیفہ شریفہ دارد ویرا از طرف ما وظیفہ شریفہ تعلیم کنید۔ صبا حا و مسائریک یک ساعت وظیفہ بکند و بہ

والد خود ہم تاکید کنید کہ بہ وظیفہ شریفہ مشغول باشند۔ و در مکتوبے کہ بہ چہار شنبہ ۲۳ ماہ مبارک رمضان ۱۳۳۶ھ
تحریر فرمودہ اندی نوینند۔ الحمد للہ تا این زمان ماہمہ مع الخیر زندہ ہستیم و انشاء اللہ تعالیٰ طلبکار مہربانی و بخشائش۔
نعمتہائے اوسمانہ و تعالیٰ را کہ بے حد اند اقرار داریم و خطاہائے خود را کہ بے حساب اند متعزیم۔ و ما از شما خوش ہستیم
و برائے شما دعای کنیم، شما مستبغات عشری خوانید بسیار خوب می کنید۔ برائے ما و اولاد ما دعای کنید۔
خوب می کنید۔ پروردگار شمارا جزائے خیر دہد و السلام۔ و در مکتوبے کہ بہ دو شنبہ سیزدہم ذوالقعدہ ۱۳۳۶ھ
تحریر فرمودہ اندی نوینند۔ کالو خان را وظیفہ قلبی از جانب ما تعلیم کنید یک ساعت صبحا و یک ساعت
مسائہ ہر روز مشغل اسم ذات کنید یعنی اذول اللہ اللہ گوید و خیالات ماسوی اللہ را اذول دور کند و السلام۔
و در مکتوبے کہ بہ دو شنبہ ۲۳ شعبان ۱۳۳۶ھ تحریر فرمودہ اند در آخر نوشتہ اند۔

آن کہ شترش زیادہ از خیر است خاک پائے عمر ابو الخیر است
حَسْبُهُ اللهُ رَبُّهُ وَ كَفَى وَ حَمَاعَتُهُ ذَنْبَهُ وَ عَفَا

و در مکتوبے کہ بہ دو شنبہ ششم ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۳۶ھ تحریر فرمودہ اندی نوینند۔ بسم اللہ
الرحمن الرحیم۔ اجازت است بیاید بہ روز شنبہ یازدہم ربیع الاول مسرت محفل میلاد شریف است۔
در این محفل مبارک شریک شدن بہتر است۔ زائد از سہ ہزار روپیہ کلداران شامل اللہ در این مسرت و خوشی
صرف می کنیم طلباء الرضاء اللہ تعالیٰ والسلام۔

مکتوبہ ہشتاد و پنجم۔ بہ اردو بہ حافظ اشفاق الہی ولد کرم الہی ساکن صدر بازار میرٹھ۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب رسید نوشتہ اید کہ وظیفہ شریفہ می کنید و قرآن مجید و االابد منہ می خوانید۔
الحمد للہ۔ این تمام امور نشان سعادت مندی است، ہر آن بندہ کہ فرمان پروردار مالک خود جل جلالہ طلبکار
رضامنہی اوست تعالیٰ و از قہر و غضب او ترسندہ باشد بے شک آن بندہ، نیک بندہ پروردگار است۔ و در
وقت ذکر شریف و ساوس را دور کردن و درین امر سعی کردن بسیار خوب است، پروردگار بار او شمارا
توفیق نیک عنایت فرماید و السلام تحریر روز دو شنبہ ہز دہم جب الحرام ۱۳۳۳ھ۔ و در مکتوبے کہ بہ سوم
جمادی الآخرہ تحریر فرمودہ اند نوشتہ اند۔ شما نوشتہ اید کہ بعد از نماز ہائے ما دعای کنید جزاک اللہ خیرا۔
اگر شما برائے ما دعا خواہید کرد اذول ما برائے شما دعا خواہد شد۔ و در مکتوبے کہ تاریخ نہ دار و تحریر نمودہ
اند۔ لے عزیز مولوی شمس الدین و مولوی اسحاق کہ در قرب و حضور نشستہ اند تا این زمان صلاح ایشان
ذکر وہ ایم شمارا کہ بر این دوری و بعد نشستہ اید بہ توجہ درست کردن از کجا کلام شمایان مشابہ است بہ کلام
یہود۔ و مِنْهُمْ اٰمِنُونَ لَا یَعْلَمُونَ الْکِتَابَ الْاِمَانِیَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا یُظَنُّونَ۔ و بعضے از ایشان ناخواندہ

اند، کتاب رانہ می دانند مگر آرزو با (آرزو بے دروغ) و ایشان نیستند مگر کہ گمان می کنند، ساہبا است کہ بہ شہامی گوئیم کہ در آئین و مذہب ما آسیرا گردانیدن است (زحمت کشیدن است) بہ اندازہ کہ محنت خواہید کرد، اجر بہان مقدار خواہید یافت لیکن شمایان بر شہان خیالِ فاسد قائم ہستید۔ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ و در مکتوبے تحریر فرمودہ اند: جناب عبدالکریم (پدر حاجی رشید احمد سوداگر سلمہ) بسیار مہربانی فرمودہ کہ رقم تبرعات بہ ما فرستادہ۔ سُبْحَانَ اللَّهِ۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ حالا از ایشان استفسار کنید کہ این رقم را تعویذ سازیم یا مستعمل کردہ بہ خدمت شریف ایشان ارسال داریم۔ فقط

مکتوبے ہشتم و ششم بہ اردو نیز بہ اشفاق الہی۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ حافظ اشفاق الہی را بعد از سلام معلوم باد۔ از دو حال انسان خالی نیست۔ یا شوق دین دارد یا شوق دنیا۔ بہ خیال مادر شہا شوق دین کم است و شوق دنیا زیادہ و علی الخصوص از روزے کہ از پدر و برادر خود در تجارت علیحدگی اختیار کردہ آید و بہ زعم خود مردنیک گشتہ آید۔ در احوال باطن شہا تغیر پیدا شدہ است۔ شہا خود فکر کنید می نویسید کہ در ذکر الہی دل را سکون نہ ماندہ!۔ وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ۔ و چون تنہا اللہ یاد کردہ شود منقبض می گرد و دلہائے آنان کہ بہ آخرت ایمان نہ دارند، این ترجمہ را فکر کنید کہ گریختن دل و انقباض وے از یاد الہی از صفت کافران است۔ مَعَاذَ اللَّهِ۔ اندیشہ کنید کہ این گونه قلب چہ قلب است۔ نزد ما این را علاج نیست۔ پروردگار ہر کرامی خواہد شوق می دہد و ہر کرامی خواہد بے شوق می سازد۔ ما بہ شہا از ساہامی گوئیم کہ احوال شہا خراب شدہ است۔ بر احوال خود فکر کنید لیکن شہا بے خیالی می کنید حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ بدون شوق و بر دل جبر کردہ ذکر شریف نہ باید کرد و بلکہ بہ شوق و دل را راغب کردہ ذکر شریف باید کرد و السلام چہار شنبہ ہشتم محرم الحرام ۱۳۳۱ھ و در مکتوبے کہ بہ روز و شنبہ ۲۳ محرم ۱۳۳۲ھ ارسال فرمودہ اند نوشتہ اند۔ امتہ القیوم خوب نام است اللہ تعالیٰ مبارک فرماید۔ و در مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ کسے کہ شوق استماع ذکر پاک دارد بہ روز و شنبہ برسد بہ شب سہ شنبہ ان شام اللہ مولود شریف می خوانیم۔ کسانے کہ منکر مولد شریف اند خبیث دارند و ایشان را اجازت آمدن و شریک شدن نیست و ہم کسانے را کہ در فسق و فجور مبتلا ہستند و در نماز پنجوقتہ کوتاہی می کنند ہم اجازت نیست۔ و در مکتوبے کہ بہ چہار شنبہ یازدہم ربیع الآخر ۱۳۲۳ھ نوشتہ شدہ تحریر فرمودہ اند۔ الحمد للہ رب العالمین ما بہ خیریت ہستیم۔ امتہ الہی برائے خواہر امتہ القیوم بہتر نام است۔ اللہ تعالیٰ ہر دورا از صالحات فرماید و در عمر ایشان برکت دہد۔ مولوی وحید اللہ خان و مولوی سردار احمد (وکیل مجددی) و مولوی نظام الدین مدرس مدرسہ عالیہ بعد از مغرب بہ تحقیق شاطبیہ شریف می خوانند اگر قاری ولی محمد شوق قرارت

دارند بیایند فکرِ نان و جائے سکونت نہ کنند از میرٹھ بہتر انتظام خواهد بود۔ ہم خادم دہم مسجد موجود است۔ اگر شمارہ و حفظ الدین و یاسین را شوق خواندن یا وظیفہ باشد بیا تید۔ والسلام از ریاست رامپور قلعہ کہنہ بجلی گھر دور مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ از خبر خراب شدن استخوان سرور (افغانی) متاالم شدم و شامہ سرور را بروم برائے علاج رسانیدید بہتر کردید مولوی اختر شاہ خان را پروردگار جزائے خیر دہد۔ ایشان بسیار خوب مشورہ دادہ اند۔ دور مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ شامہ قاعدہ خود را کہ با ما داشتید تبدیل کردہ اید و در پریشانی مبتلا گشتہ اید۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی يُغَيِّرُوْا مَا بِالْاَنْفُسِہِم۔ را بفہمید کہ پروردگار تغیر و تبدل نہ می کند تا وقتے کہ آن قوم رسم و آئین خود را تغیر و تبدل نہ کند۔ حالہم شامہ ہوش آئید تا از مزید پریشانی محفوظ مانید۔ فکر کنید کہ اول چند روز بہ ہر سال نزو ما می ماندید و حالہ چہ حال دارید و چہ مدت می ماند شامہ ہم احوال خود را تبدیل کروید، یاسین ہم، علیم الدین ہم، عبدالکریم ہم، زید ہم، عمر و ہم، بکر ہم، بین تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل۔

بگفتا فلانی کہ بد می کند نہ با من کہ بالنفس خود می کند

مکتوب ہشتاد و ہفتم۔ بہ اردو نیز بہ اشفاق الہی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت آثار۔ مقصد از مزید شدن حضور قلب حاصل کردن است۔ و طریقہ حصول این دولت آن است کہ صبح و شام بہ نیاز مندی و عاجزی ہر روز ذکر شریف بکنید۔ و از پروردگار خائف مانید۔ و وسوسہ را از دل دور کنید۔ برائے دفع وسوسہ محبت شیخ در دل باشد۔ اے بندہ نیک اگر بہ این پنج چہل روز ذکر شریف کردہ شود۔ ان شارا اللہ در دل اثر پیدا می شود، غفلت و یاد ما سوی کم می شود۔ و در حضور دل بیشی می شود و بندہ نیک را در عبادت حلاوت رومی نماید۔ بد افراد را ازین امور وحشت پیدا می شود و ایشان طلبگار آن چیز ہا می شوند کہ در آن فائدہ دنیویہ باشد۔ چون حضور دل قدرے حاصل شود و بابزرگان محبت پیدا شود شجرہ شریفہ طلب کنید۔ در اصل پیری و مریدی ہمین است کہ ما نوشتیم۔ این مکتوب بہ حفاظت نگاہ دارید و اجبائا مطالعہ کنید۔ شاید کہ توفیق ذکر شریف یا بید یکتنبہ چہار و ہم صفہ از بابو محلہ کوٹہ۔

مکتوب ہشتاد و ہفتم۔ بہ اردو بہ انعام الہی ساکن صدر بازار میرٹھ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبداللہ الوالخیہ فاروقی میان انعام الہی را بعد از سلام و دعای سلامتی ایمان واضح یاد شامہ در مکتوب خود حال و وظیفہ نہ نوشتہ اید، معلوم نہ شد کہ بہ دوران ذکر شریف بعد از چہ مقدار و سوسہ پیدا می شود۔ خوبی و وظیفہ این است کہ بعد از ذکر شریف تا چہار گھڑی (مدت سہ ساعت) و سوسہ بیدار نہ شود و دم بہ دم در یاد الہی

دور محبت و شوق اضافہ شود دل ہمہ چیز ہارا گزاشتہ بہ تعظیم تمام خیال نام پاک کند پروردگار مارا و شمارا
توفیق دہد۔ اے عزیز شائقین و وظیفہ شریفہ دروینا بسیار کم اند۔ گویا لذت یا دلہی از دنیا برخاستہ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ
رَاجِعُونَ۔ اَلْفَسْکُ الْکَاثِرُ حَتّٰی زُرْتُمْ الْمَقَابِرَ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ۔ شمارا حص
افزونی مال غافل کرد تا آن کہ قبر ہا دیدید۔ نے نے (یعنی حقا) خواہید دانست و حقا کہ باز خواہید دانست ،
سہ شنبہ بست و یکم جمادی الاولیٰ۔ بابو محلہ۔ کونٹ۔

مکتوب ہشتاد و نہم۔ بہ اردو بہ مولوی شمس الدین ساکن صدر بازار میرٹھ۔ بسم اللہ الرحمن
الرحیم۔ از عبد اللہ ابوالخیر فاروقی سعادت آثار شمس الدین بعد از سلام و دعائے سلامتی ایمان و ترقی
صلاح مطالعہ نمایند، از مکتوب شما معلوم شد کہ وظیفہ شریفہ می کنید و در وظیفہ حلاوت می یابید۔ در نماز
قدرے حضور دل یافتہ اید و در محبت اضافہ شدہ است۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ وَ
جَلَالِہٖ تَتِمُّ الْقَصَائِدُ۔ ازین نعمت ہا بہ نعمت عمدہ و عظیمہ است۔ بزرگان دین قدر این امور دانند شوق
پرہیزگاری داشتہ باشید۔ از تالیفات امام غزالی کتابے را مطالعہ کنید۔ مثل ترجمہ احیاء العلوم یا ترجمہ کیمیائے
سعادت کہ برائے پاکی و صفائی قلب بسیار مفید است و قدرے تلاوت قرآن مجید با فہم معنی ہر روز ضروری
است۔ تا در امورے کہ شما نوشتہ اید پختہ شوید پرہیزگاری و دینداری ہر قدر زاندمی شود و در وظیفہ شریفہ
ہمان قدر اضافہ می شود و السلام چہار شنبہ چہار دہم ربیع الآخر ۱۳۲۲ھ۔ در مکتوبے کہ بہ دو شنبہ شہردہم جب
۱۳۲۳ھ تحریر فرمودہ اند نوشتہ اند۔ ما غیر از بے دینان از کسے ناراض نیستیم و غیر از پرہیزکاران از کسے خوش
ہم نیستیم۔ پروردگار مارا ہم از بے دینی محفوظ دارد و پرہیزگار کند و شمایان ہمہ را نیز و السلام

مکتوب نودم۔ بہ اردو بہ حافظ محمد ایوب۔ پدر مولوی محمد عمر ساکن محلہ مداپور۔ گھوسی۔ ضلع
اعظم گڑھ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مالک حقیقی الشد جل شائہ است ہر
چہ خواہی کند۔ پاک است آن پاک پروردگار کہ آسمان و زمین اورا ہست ہر چہ ہست زیر فرمان او
است و ادبجانہ بر ہر شے حکمران است۔ بندہ را باید کہ در ہر حال از مالک خود راضی و شاد باشد۔ یازدہم
ذی القعدۃ المحرفم ۱۳۲۲ھ۔ حاجز گوید کہ استادی مولانا محمد عمر سخت علیل شدہ بود و ایشان از حضرت پیدی ^{الوالد}
بیعت شدہ بودند لہذا پدرش عریضہ ارسال کرد تا حضرت ایشان برائے ازالہ مرض توجہات فرمایند۔
وقد شفاه اللہ بمنہ وکرہ۔

مکتوب نود و یکم۔ بہ اردو بہ مولوی محمد عمر فرزند محمد ایوب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شنیدہ ایم
کہ دوست ذی وقار و خادم باعتبار و مرید امانت دار یا شیخ فضل عمر (دہلوی) رحلت نمودہ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا

إِلَيْهِ رَاجِعُونَ دُنیا جائے قیام نیست۔ اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ مَا نَقُلَانِ دُنیا را خانہ خود و آخرت را
 ویران ساخته ایم بنا برین از نام مرگ مُنزع و پریشان خاطر می شویم۔ اگر بایان آخرت را آباد و دُنیا را ویران
 سازیم از مرگ خوش خواهیم شد۔ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ اللَّهُمَّ وَقِفْنَا مَا نَحْتَبُ وَتَرْضَى وَاجْعَلْ آخِرَتَنَا
 خَيْرًا مِنِ الْأُولَى اللَّهُمَّ اجْعَلْ دَسَائِصَ قَلْبِي نَحْسِيَّتَكَ وَذِكْرَكَ وَاجْعَلْ هَمَّتِي وَهَوَايَ فِي مَا نَحْتَبُ وَتَرْضَى۔
 روز دوشنبه ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۲۵ هـ۔ دور مکتوبے نوشته اند۔ در یاد خدا غفلت نہ کنید۔ وظیفہ شریفہ خود را درست
 کنید۔ پروردگار را ہمہ وقت حاضر و ناظر دانید و از او سبحانہ طلبگار خیر و خوبی باشید در طلب علم سعی جاری دارید در
 اوقات فراغ بہ وظیفہ شریفہ متوجہ باشید والسلام۔ دور مکتوبے نوشته اند۔

علم دین ہم حاصل کنید و در وظیفہ شریفہ ہم سعی کنید۔ در وقت آمدن و رفتن و برخواستن و نشستن ہمہ وقت
 دل را متوجہ بہ پروردگار دارید تا کہ دل را ملکہ حضور دائم حاصل شود۔ دور مکتوبے نوشته اند۔ سردست شما بہ
 طلب علم مشغول ہستید لہذا اگر وظیفہ شریفہ قدرے کم می شود حرج نیست۔ تحصیل علم دین ہم کاریکاست
 و مقدم است۔ تا ہم در روز و شب یک ساعت یا یک نیم ساعت بہ ذکر شریف مشغول مابند۔ وساوس
 را دور کرده بہ صدق دل و اخلاص و محبت و وظیفہ شریفہ کنید۔ نیکی را اختیار کنید و در امور شریعت شوق و محبت
 داشته باشید و السلام دور مکتوبے نوشته اند۔ قدرے قرآن مجید بالمحاطہ معنی تلاوت کرده باشید و کثرت استغفار
 و کثرت لِحْوَلٍ وَلا تُؤْتُوا دَانَ خَا۔

یک قدم راہ راست بیدل از تو تا دامن خاک
 بر سر مژگان چو اشک استاد ہشیار باش

د مکتوبے بہ این معنی نوشته اند۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

امروز گراز رفته عزیزان خبرے نیست
 فریاد است درین بزم ز ما ہم اثرے نیست

مکتوب سعادت آثار مولوی محمد عمر رسید۔ الحمد لله رب العالمین ما ہم بہ خیریت ہستیم مولوی
 عبدالحق آبادی مقیم حرم در ماہ شوال، حکیم قیام الدین خاں (دہلوی) دیروز حاجی محمد عمر سوداگر بہ شب
 راہی ملک بقا شدند۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ وَاِنَّا اِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ۔ این ہمہ اشخاص از منتخبات
 زمان و معتنات دوران در مسلمانان اہل محل و العقد و صلحائے اہل سنت و خدایم طریقہ شریفہ مجتہدین
 بودند و فات یافتن این اشخاص برائے مسلمانان مصیبت عظمی است۔ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ عَلٰی اللّٰهِ
 تَوَكَّلْنَا۔ دوشنبہ دوازدهم صفر ۱۳۳۳ ہ۔ در آخر مکتوبے نوشته اند۔ والسلام علیک یوم عاشوراء سال سی و نهم
 بعد از ہزار و صد از ہجرت سید الخلق و رسول الحق، اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ
 لِلْكَاتِبِ أَبِي بِلَالٍ۔ دور مکتوبے نوشته اند۔ دوست ما و مزاج دان ما و خیر خواہ ما مولوی عبدالحلیم صاحب بہ

ہند ہم رمضان را ہی ملک بقاشند۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ۔ مارا این گونہ رفیقِ صالح ودانا تا امروز کے دیگر پیدا نہ شدہ۔ جَزَاةُ اللّٰهِ خَيْرًا۔ والسلام جمعہ نہم شوال ۱۳۳۶ھ

مکتوب ۹۲ نو و دووم۔ بہ فارسی نیز بہ مولوی محمد عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

تَبَارَكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ الَّذِي عَلَا
عَلَى خَلْقِهِ يُحْيِي وَيُفْنِي لَهُ الْعَالَا
عَلَى جَدَّةٍ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَوَحْدَهُ
وَسُبْحَانَہٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَامِلًا

لفظِ عَلَا در آخر مصرع اول فعل است و در اول مصرع ثانی حرف و در آخر مصرعِ ثانی اہم۔ حقیر تا دم تحریر بہ عافیت است لیکن از حقیقت عافیت کہ فرمان برداری مالک است عاری است و محروم است، وقت ضعف و بیماری است گسملندی غلبہ کردہ است، حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلٰی اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا۔ والسلام دوشنبہ ششم محرم الحرام ۱۳۳۱ھ خانقاہ شریف مجددی۔

مکتوب ۹۳ نو و دو سوم۔ بہ فارسی بہ مولوی عبدالعزیز۔ گونا گونا گوی۔ ضلع گھلنا۔ بنگال۔ بسم اللہ الرحمن

الرحیم۔ مولوی عبدالعزیز بعد سلام و دعا مطالعہ نمایند۔ الحمد للہ رب العالمین۔ حقیر با متعلقین و اولاد بہ عافیت است۔ کارڈ ہائے شماریدند و خیریت شما معلوم شد۔ اللہ تعالیٰ عاقبت ما و شما بہ خیر کند و گناہان ما و شما را عفو کند و از غضب خود ما و شما را نگاہ دارد۔ بِاسْمَائِهِ الْحُسْنٰی وَصِفَاتِهِ الْعُلٰی وَنَبِيَّتِهِ الْمُصْطَفٰی صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّم عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ۔ بہ جمع خاندان سلام و دعا و تاکید یا دالہی رسانید۔ سبحان اللہ با وجود این قدر پریشانی کہ تمام جہان را گرفتہ اللہ تعالیٰ بفضل و کرم این حقیر را بہ امن و امان نگاہ داشتہ۔ لِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ وَالشُّكْرُ والسلام دوشنبہ ششم شوال ۱۳۳۷ھ از کوئٹہ

مکتوب ۹۴ نو و دو چہارم۔ بہ فارسی نیز بہ مولوی عبدالعزیز۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ مولوی عبدالعزیز ازین حقیر بعد سلام و دعائے سلامتی ایمان و ننداری مطالعہ نمایند۔ الحمد للہ رب العالمین تا دم تحریر من جمیع الوجوہ ماہمہ بہ خیریت زندہ ایم۔ حق سبحانہ در وظیفہ باطنی ما و شما بر کتھائے فراوان را نگاہ دارد۔ بفضلہ و کرمہ آمین۔

چشم دارم کز گتہ پاکم کنی پیش ازان کاندر لحد خاکم کنی

اندران دم کز بدین جانم پری از جہان بانور ایسانم پری

والسلام جمعہ شانزدہم ذوالحجہ الحرام ۱۳۳۷ھ۔ از کوئٹہ۔

مکتوب ۹۵ نو و دو پنجم۔ بہ فارسی نیز بہ مولوی عبدالعزیز۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

الْعَالَمِينَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّتِهِ مکتوب مولوی عبدالعزیز

رسید الحمد لله رب العالمین تادم تحریر این حقیر با اولاد و عیال بہ خیریت زنده است، خادمان دریا و الہی باشند
و بہ دعائون با غفر الله لنا و لکم و رحمتنا الله و ایاکم و عفا الله الکریم عتقا و عنکم آمین۔ باقی خیریت

است والسلام شنبہ یازدہم شوال ۱۳۳۹ھ

مکتوب نو و ششم۔ بہ اردو نیز بہ مولوی عبدالعزیز۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ مولوی عبدالعزیز

را بعد از سلام معلوم باد۔ مکتوب شمارید۔ از احوال ترقی و وظیفہ شریفہ نوشتہ اید از این خبر سرت ماصل شد آن
پہ شما نوشتہ اید کہ از بعض افراد و بعض قبور در وظیفہ شریفہ تنگی پیدا می شود درست و خوب است۔ شوق
نیکی و دینداری و پرہیزگاری دارید و تمام خادمان را تاکید وظیفہ شریفہ و نیکی و دینداری بکنید۔ و آن چه شما از
خیال حضور مقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نوشتہ اید بہ فکرمانہ رسید۔ چرا کہ تا آن جا رسائی هنوز دور است۔
البتہ با حضور مقدس صلی اللہ علیہ وسلم نیاز مندی و محبت داشتن بر ہر مسلمان فرض است۔ شما طالبان سلسلہ
شریفہ را تعلیم وظیفہ شریفہ کردہ باشید و خود شما ہم وظیفہ شریفہ کردہ باشید و تلاوت قرآن مجید با فہم معنی
کردہ باشید۔ از جانب ما بہ جمیع مریدان تاکید دینداری و وظیفہ شریفہ بکنید و السلام چارتنبہ سبت و حکم
محرم۔ و نیز تحریر فرمودہ اند۔ مولوی عبدالعزیز را بعد از سلام علیک معلوم باد مکتوب شمارید، نوشتہ اید کہ
در وظیفہ بہتری است و قرآن مجید را تلاوت می کنید و برکت حاصل می کنید۔ از این احوال دل ما خوش شد
شما سپارہ از کلام الہی ہر روز می خوانید، بسیار خوب می کنید با فہم معنی بخوانید و در وقت تلاوت گریہ و زاری
کردن سعادت عظمی است۔ و شما نوشتہ اید کہ در احوال مریدان ترقی شدہ است۔ و احوال آن افراد کہ بہ سال
دوم حاضر شدہ بودند از احوال آن افراد کہ بہ سال اول حاضر شدہ بودند بہتر است و در حضور ایشان ترقی
است۔ الحمد للہ مریدان را تعلیم وظیفہ بکنید۔ البتہ بر جسم زن دست خود را مرو نہ نہد۔ شما زن خود را یا دختر
خود را تعلیم وظیفہ بکنید۔ تا کہ دسے بہ زہنا تعلیم وظیفہ کند، درین امر نیک احتیاط کردہ باشید۔ و کسانے کہ از
دل خود اللہ گفتن نہ می توانند بہ ایشان بگویند کہ ایشان بہ دل خود خیال کنند و دل خود را متوجہ بہ
حق تعالی بدانند۔ دو مولوی چرا مخالفت شما می کنند۔ آیا از این وجہ می کنند کہ بہ دوران وظیفہ شریفہ یا
بہ دوران نماز از شمایان آواز گریہ و صدائے اللہ بلند می شود۔ یا مخالفت ایشان از وجہ دیگر است۔ نام
پاک پروردگار از دل گرفتن و در بارگاہ اوتعالی و تقدس عاجزی و زاری کردن و اشک ندامت ریختن
بہایت عمدہ کار است۔ آن را از علمائے صلح کسے بد نہ می تواند گفت۔ فضل پروردگار است ما بہ عافیت
ہستیم شما برائے ما دعائی کنید خوب می کنید۔ مریدان را از جانب ما سلام و دعائے خیر برسانید۔ آن چه از
نیکی خواہید کرد، ثمرہ آن ہم بہ این جہان و ہم بہ آن جہان می یابید و ما غائبانہ برائے شما و علمائے نیک

می کنیم شما ہم برائے ما بکنید والسلام پنجشنبه بستی و ششم شعبان۔

دور مکتوبے نوشتہ اند۔ از مکاتیب شما خوش شدیم و برائے شما دعا کردیم۔ طلبکار علم دین را تدریس علم و خواہشمند وظیفہ را تعلیم ذکر شریف کنید از طرف ما اجازت است بہ شرط دینداری و انتقامت والسلام بہ شنبہ دوم صفر از خانقاہ شریف مجدی۔ دور مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ الحمد للہ رب العالمین بہ عافیت مستقیم۔ در شمایان شوق و محبت ہست الحمد للہ بنعمتہ تمم الصالحات۔ برائے شما دعا کردہ شد۔ و بہ شما ایمان توجہ و اودہ شد۔ پروردگار در شوق و محبت اضافہ کند۔ تمام اجاب را سلام و دعائے سلامتی ایمان برسانید۔ اولاد بہ عافیت است والسلام پنجشنبه شانزدہم رجب الحرام ۱۳۲۹ھ

مکتوب ۹۷ نود و ہفتم۔ بہ اردو بہ سید عبدالاعفر۔ چھم گاؤں۔ ضلع ٹیرہ۔ بنگال نوشتہ اند۔ بہ ذریعہ خط و کتابت نہ جاہل عالم می شود و نہ غافل صاحب حضور و برکت۔ لہذا معذورہ مستقیم۔ البتہ مولوی عبدالحق ال آبادی از دوستان ما بودند و سالہا بوجہ خوب حفاظت کتابہائے ما کردہ اند۔ جزاۃ اللہ خیرا و غفر لی ولہ۔

مکتوب ۹۸ نود و ہشتم۔ بہ اردو بہ منزل حسین۔ گورا۔ ضلع رنگپور۔ بنگال۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبداللہ ابی الخیر فاروقی منزل حسین را بعد از سلام معلوم باد امر و ذکر روز و شنبہ نوزدہم شعبان ۱۳۲۹ھ۔ ہفتدہم اپریل ۱۹۲۲ء۔ است جوابی بطاقہ شما این جا (بہ کورٹہ بلوچستان) رسید۔ احوال خیریت معلوم شد۔ الحمد للہ رب العالمین۔ تا این زمان با متعلقین بہ عافیت ہستم۔ در وہلی طبیعتم قدرے پریشان بود۔ بہ این وجہ شاید جواب خطوط شما نہ نوشتہ باشم۔ پروردگار بہ مہربانی خود گناہان مایان را بیا مرزد و از غضب خود محفوظ دارد و رضامندی خود را نصیب مایان گرداند آمین باقی خیریت است والسلام دو شنبہ نوزدہم شعبان ۱۳۲۹ھ۔ مسجد حضرت بلال۔ کورٹہ بلوچستان۔ دور مکتوبے نوشتہ اند۔ اشفاق محمد را معلوم باد۔ اللہ الحمد للہ رب العالمین و رب الارض و رب السموات و رب العالمین، خیر مع العیال و الاطفال بہ خیریت است۔ و خیر را علالت ہست۔ اللہ الثانی اللہ الکا فی اللہ المعانی۔ پروردگار گناہان مایان را بیا مرزد و بہ عافیت ظاہری و باطنی سرفراز کند۔ آمین

مکتوب ۹۹ نود و نہم۔ بہ اردو بہ ڈاکٹر اشفاق محمد ہاتھی دروازہ۔ امرتسر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر اشفاق محمد را بعد از سلام مسنون معلوم باد مکتوب شمار رسید۔ لے برادر بہ اندازہ محنت فائدہ می شود۔ شما را باید کہ ہمت کنید و سعی نہایت اوقات عزیز خود را ضائع نہ کنید۔ وسوس را از دل خود دور کنید و حضور دل را حاصل کنید۔ چوں طفلے سہ، چار سال محنت می کند حافظ قرآن می شود و طالب علم ہفت ہفت سال سعی می کند عالم می شود، بہ تمنیات و خواہشات ہیچ کار بہ انجام نہ می رسد۔ شما نوشتہ اید مرا خبر نیست کہ نیک

۱۵۔ این تحریر حصہ آخر مکتوب نود و نہم است۔

ہستم یا بد۔ البتہ این قدر می دانم کہ بر آستانہ خیر حاضر شدہ ام و وابستہ آن آستانہ ام۔ اے عزیز! این کلام
شما خلاف طریقہ و آئین ما است خیال کنید کہ اگر نزد حافظ قرآن مجید سپر خود را برید کہ سپر شما ہم قرآن مجید را
حفظ کند آیا بہ بردن یک روز آن سپر حافظ می شود۔ از تمنیات ہیچ کار بہ سر نہ می رسد۔ پروردگار در قرآن
مجید گفته۔ کُنْ بِأَمَانَتِكُمْ وَلَا أَمَانَتِي أَهْلِ الْكِتَابِ یعنی مدار کار نہ بر آرزو ہائے شما است و نہ بر آرزو ہائے
اہل کتاب۔ و شما مخالف حکم الہی کلام می نویسید و فکر نہ می کنید کہ دینداری چیست و پیر کیست۔ پیغمبر
طاقت نہ دارد کہ خلاف حکم خدا کارے کند۔ شما را علم قواعد دین نیست و کلام نادرست بہ مامی نویسید و نہ
می دانید کہ ازین عمل بہ جاے فائدہ، نقصان می شود۔ شما در پیے نقصان خود چرا سر گرم گشتہ اید۔ افسوس
است شما طب جدید (ڈاکٹری) آموختید و در علاج و معالجہ عمر خود را بہ سر بردید۔ گاہے شما توفیق یافتہ
اید کہ یک ساعت یا دو ساعت در حضور پیر خود بنشینید۔ شما در دل خود این خیال را محکم کردہ اید کہ پیر
من مر بزرگ خواہند ساخت۔ معاذ اللہ من ہذہ الخرافات۔ اے عزیز۔ حقیقت امر این است کہ اگر
سالہا خدمت پیرے بکنی و از کمالات چیزے حاصل کنی، خود را خوش نصیب بدان۔ در این زمانہ این گونه
پیر ہم بہ نظر نہ می آید۔ آئندہ از این گونه کلام احتراز باید کرد۔ ع۔ مر از خیر تو امید نیست بدمرسان۔ والسلام
یکشنبہ بست و دوم ربیع الاول۔ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ صبح و شام وظیفہ شریفہ قلبی بہ پابندی کنید و در
یک ماہ یک بار شجرہ شریفہ بخوانید و السلام و در مکتوبے نوشتہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر اشفاق
محمد مولوی نور احمد (طابع مکتوبات شریف) را بعد از سلام معلوم باد کہ بہ روز دوشنبہ یا سوم ماہ ربیع الاول
حاضر شویند تا کہ بہ اطمینان در محفل ذکر شریف شریک شوید و آمدن شما بیان بلکہ آمدن نظام الدین ہم مناسبت
است۔ چہارشنبہ ہشتم ربیع الاول ۱۳۳۲ھ۔

مکتوبہ صد م بہ ڈاکٹر شوق محمد (برادر کلان ڈاکٹر اشفاق محمد) ساکن ویرودوال۔ تحصیل
ترن تارن ضلع امرتسر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر شوق محمد و ڈاکٹر اشفاق محمد را بعد از سلام مستون معلوم
باد۔ وظیفہ شریفہ را بہ آن مقدار کہ ہدایت کردہ شد، بلا تشدد ضرورت ناغہ نہ کنید۔ بہ جان و دل پابند
فرائض باشید و از حرام خدا قطعاً خود را دور دارید۔ قدرے کلام پاک الہی با ترجمہ ہر روز بخوانید۔ در شوق
دینداری اضافہ کنید۔ خود را عاجز بندہ خدا سازید۔ بر عقائد مسلمانان قائم مانید۔ درین روز ہا کہ اظہار عقائد
باطلہ و مسائل جدیدہ پیدا شدہ۔ خود را ازال محفوظ دارید۔ اگر استعداد فارسی باشد در سالہا لا بہر منہ را بخوانید
و آن را در مطالعہ خود دارید۔ و در مکتوبے بہ شوق محمد نوشتہ اند۔ پروردگار گناہان مایان را معاف کند
و بر مایان مہربانی کند و از مایان راضی شود و بہ جنت رساند و از دوزخ محفوظ دارد۔ و از عذاب قبر نگاه

دارد و تمام امور ضروریہ مابیان را درست فرماید۔ آمین۔ سورہ اخلاص سہ بار۔ سورہ فلق سہ بار۔ سورہ ناس سہ بار بعد از نماز صبح خوانندہ دعائے راکہ نوشتہ ایم سہ بار بخوانید و باز بہ وظیفہ شریفہ مشغول شوید و بہ ہمین صورت بعد از نماز شام سوتہا و دعا خوانندہ بہ ذکر شریف مشغول شوید۔ اگر چہل روز این عمل خواہند کرد۔ انشاء اللہ ناپاکی دل دور شود و السلام روز دوشنبہ ہشتم جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ بابو محلہ۔ کوئٹہ۔ و در مکتوبے نوشتہ اند: «اگر جناب برادر سید اللہ (مجدی) موضع اوگی تحصیل نکودر ضلع جالندھر) این جا تشریف بیارند و با ملاقات کنند جائے مسرت است۔ و در محفل مولود شریف باید کہ روایات صحیحہ از کتب احادیث شریفہ اخذ نمودہ ترجمہ کردہ بیان کردہ شوند و السلام۔ بستم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ در وظیفہ شریفہ محنت کنید و بینداری حاصل کنید بدون محنت چیزی حاصل نہ می شود۔

مکتوبہٴ صد و یکم۔ بہ اردو بہ مولوی محمد احمد متعلم مدرسہ مصباح العلوم الہ آباد طیب برائے مریض نسخہ تجویز کرد۔ مریض اگر آن نسخہ را استعمال بکند۔ حالش از دو حال خالی نہ باشد کہ از استعمال نسخہ در مرض زیادتی واقع می شود یا کمی۔ این قدر احوال بہ طیب باید گفت، دیگر ہمہ فضول است و السلام۔

مکتوبہٴ صد و دوم۔ بہ فارسی بہ حاجی عبدالحکیم ولد خدای رحم قوم دقتانی۔ از افغانستان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبد اللہ ابی الخیر فاروقی عبدالحکیم دقتانی سلام خوانند۔ مکتوب محبت اسلوب رسید۔ از کثرت ذکر نوشتہ۔ الحمد للہ۔

ذکر کن ذکر تا ترا جان است پاکی دل زد کر رحمان است

و السلام دوشنبہ ہشتم رمضان ۱۳۲۲ھ خانقاہ شریف دہلی۔ و در مکتوبے نوشتہ اند: «عبدالحکیم دقتانی سلام خوانند مکتوب شمار سید۔ بر بینداری قائم باشید۔ وظیفہ شریفہ بہ شوق و محبت کنید۔ تلاوت قرآن مجید ہم ضروری است۔ معاملہ تجارت و داد و ستد را از امور غیر مشروعہ پاک و صاف دارید۔ در ماہ محرم الحرام حاجی ملا گل رحلت فرمودہ۔ انا لله وانا اليه راجعون۔ ماہمہ بہ عافیت ہستیم و السلام شنبہ پانزدہم صفر۔

مکتوبہٴ صد و سوم۔ بہ اردو بہ مولوی حافظ احمد متعلم مدرسہ دیوبند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میان حافظ احمد بعد از سلام مسنون مطالعہ نمایند مکتوب شمار سید سعادت مندی و صلاح شما است کہ این خط بہ ما ارسال کردہ اید چون کہ شما از احوال مزاج ما واقفیت نہ دارید بنا برین دعوت نامہ ارسال کردہ اید۔ اگر واقف می بودید ارسال نہ می کردید۔ از وجہ ضعف شرکت در مجتمعات نہ می کنیم و نہ این راہ و رسم را عادت داریم۔ لہذا ما را معذور وارید تعلیم و تعلیم دین از ایمان ما است۔ مسلک و طریقہ حضرت شاہ عبد الغنی را پسند می کنیم۔ ان تنظر اللہ ینصرکم و یثبت اقدانکم۔ و السلام بست و دوم ربیع الاول۔ عاجز

گوید حضرت ایشان از سورۃ محمد علی صلی علیہا الصلوٰۃ والسلام، آیت شریفہ ہشتم را تحریر نموده اند پروردگار
 بہ مومنان خطاب کرده است کہ اگر شمایان اللہ را نصرت دهید یعنی دین او را پیغمبر او را مدد کنید۔ اللہ تعالیٰ
 نصرت و ہدایت شمایان را وثابت کند قدمہائے شمایان را۔

مکتوبتِ صد و چہارم۔ بہ اردو بہ سردار عدالت خان ولد شرف علی خان ساکن مقام نتھوالا۔
 ضلع جہلم پنجاب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عدالت خان را بعد از سلام مسنون معلوم باد۔ بہ دورانِ وظیفہ
 شریفہ خطور و رساوس علامتِ نقصان است۔ خوبی آن است کہ در خانہ دل بہ جز محبتِ الہی چیزے نہ
 باشد۔ بعد از نماز صبح سورۃ اخلاص سہ بار، سورۃ فلق سہ بار، سورۃ ناس سہ بار و ہچنان بعد از نماز مغرب
 این سور مبارکہ را سہ بار خواندہ ثوابش را بہ ما برسانید این وظیفہ خاص است کہ بہ اشفاقِ الہی تعلیم کرو
 ایم۔ امروز بہ مسجد جامع زفتیم و امامت نماز جمعہ کرویم۔ اشفاقِ الہی آمدہ خدمت کرو۔ یاسین ہدیہ ارسال
 کرو و خود نیامد خود آمدن و خدمت کردن بہ درجہا بہتر است از خدمتِ مالی۔ بہ یاسین این سخن بگوئید۔
 مولوی اسحاق نیز آمدہ خدمت کرو مخلصین را تا کید و ظیفہ کیند و السلام۔ جمعہ دوازدهم جمادی الاولی
 ۱۳۲۹ھ و نوشتہ اند۔ عدالت خان را بعد از سلام مسنون معلوم باد از لطف مولی جل شانہ بہ عافیت، ستیم۔
 نویسندہ مکاتیب نیست ازین جہت بہ اشفاق و اسحاق و یاسین تا این وقت جوابات ارسال شدہ۔
 اگر بہ ظاہر جواب نوشتہ نہ شدہ است آتا بہ باطن دعا با از دل برائے ایشان برآمدہ است۔ و این ہم
 بسیار است۔ یک سال اشفاق را تعلیم سورۃ اخلاص و سورۃ فلق و سورۃ ناس کروہ بودیم شمایان از
 اشفاق آن وظیفہ را آموختید یا نہ؟ اگر نہ آموختہ اید حالاً بیاموزید۔ اللہ تعالیٰ گناہان ما و شمارا معاف کند و
 توفیقِ اعمالِ صالحہ عنایت کند و دلہائے مایان را در یاد خود مصروف کند و از یاد ما سوا آزاد گرداند و نخبینہ
 سوم جمادی الآخرہ ۱۳۲۹ھ و نوشتہ اند۔ احوال رفقا نہ نوشتید کہ چہ گوئند، مہتاب شاہ، بولے
 خان، فضل الہی، شیر احمد و احوال ہر دو ڈاکٹر ان حیوانات معلوم نیست۔ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ نام پسر عدالت
 خان، ہدایت خان مناسب است و السلام چہار شنبہ ۱۹ صفر ۱۳۲۱ھ۔

مکتوبتِ صد و پنجم۔ بہ فارسی بہ سردار محمد علی خان پسر سردار شیر علی خان محمدزی۔ عقب عیدگاہ۔
 سکھر۔ سندھ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا اللہ! کے خدائے مہربان من از تو خیر و خوبی می خواہم۔ ہر چہ
 دران خیر من باشد آن را مقدر کن و آسان کن و بہ من آن را برسان و ہر چہ دران شر من باشد آن را مقدر
 کن و آن را بر من دشوار کن و از من دور کن۔ اے پروردگار من دعائے مرا قبول کن۔ من نادانم و تو دانائی۔
 من عاجز و ناتوانا ہستی۔ من بندہ توام تو خدا ہستی۔ این دعا را بعد از ہر نماز بہ حضور دل سہ بار بخوانید

والسلام۔ خیرے کن اے فلان غنیمت شمار عمر
زاں بیشتر کہ بانگ بر آید فلان نہ ماند

دینر نوشتہ اند: مکتوب شمار سید خبر وفات اہلیۃ شہا معلوم شد ہمہ مایان غمگین شدیم۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

امروز گزار رفتہ عزیزان خبرے نیست
فرداست درین بزم زما ہم اثرے نیست

اللہ تعالیٰ شمار اصبر جمیل و ثواب کثیر عنایت کند اللہم اغفر لہا وارحمہا واعف عنہا و تجاوز عن

سینتاتہما۔ آمین۔ یکشنبہ ۲۳ صفر ۱۳۳۳ھ

مکتوب صد و ہفتم۔ بہ اردو بہ نشی احمد حسین سبزی فروش۔ چھتہ لال میان ترا باہرام خان

دہلی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمد حسین را بعد از سلام معلوم باد مکتوب شمار سید و وظیفہ شریفہ را بالضرور

بلاناغہ بحضور دل کنید و تلاوت قرآن مجید بالمحافظ معنی والسلام تحریر روز جمعہ دوم رجب الحرام

۱۳۲۶ھ۔ در مکتوبے نوشتہ اند: از زیارت حضرت بی بی مریم (در خواب) دل ما خوش شد۔ شمارا باید کہ

قرآن مجید خواندہ بہ روح پاکش ثواب رسانید و وساوس را دور کردہ صباحاً و مساءً وظیفہ شریفہ بکنید

پرہیزگاری و دینداری اختیار کنید و بر شریعت محکم قائم شوید۔ بخش اللہ سخنان دور و درازی پرسد۔

ویرا باید کہ بہ وظیفہ و نماز مشغول ماند۔ و منیر الدین را نیز اشتغال بہ وظیفہ شریفہ باید کرد۔ این مناسب

نیست کہ گاہے می کند و گاہے می گزارد۔ مداومت باید کرد اگر چہ قلیل باشد والسلام و نوشتہ اند: الحمد

لشہ سجانہ بہ عافیت، ستیم۔ پروردگار انعامہائے کہ بر مایان کردہ آن را نہایتے نیست و گناہان مایان

را ہم مددے نیست۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلٌ۔ بار خدایا، گناہان مایان را بیا مرز و مسلمانان را عزت

عطا کن۔ دشمنان اسلام، مسلمانان را خوار و ذلیل کردہ اند۔ بار الہا، مخالفین را بر باد کن و مایان را در ہر

دو جہان بہ راحت دار۔ بعد از ختم شریف این دعا بہ عاجزی و زاری کنید و ختم شریف را بہ بسیار ادب و

حضور دل بخوانید والسلام و نوشتہ اند: ہر کار بہ کردن می شود۔ بہ خواہشات قلبیہ ہیج کار بہ انجام نہ می رسد۔

شما و بخش اللہ می خواہید کہ بہ مجر و آرزو ہا از اولیا گردید۔ ہِنِّہَاتِ ہِنِّہَاتِ۔ مقدار و افزا در ہم بود و

بتا ہم باشد و خشت و مصالح ہم موجود بود آن وقت امید خانہ درست است۔

مکتوب صد و ہفتم۔ بہ اردو بہ مولوی بدرالاسلام ساکن زقاق انبیا، کوچہ چیلان۔ دہلی۔

بہ کسانے کہ ختم شریف می خوانند بگوئید کہ بہ صحت الفاظ و فہم معنی و حضور قلب بخوانند۔ ما ملاحظہ کردہ ایم

کہ از شمایان بعض افراد بہ عجلت تمام الفاظ می خوانند، نہ بہ صحت الفاظ خیال دارند و نہ بہ فہم معنی و نہ

بہ حضور قلب و این مناسب نیست والسلام روز مبارک جمعہ دوازدم جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ۔ و نوشتہ اند:

مکاتیب مولوی بدرالاسلام و مولوی بخش اللہ و عبدالباری و عبدالنور و عبدالستار رسیدند۔ از خبر وفات

اہلیہ مرزا فرخ شاہ متالم شدم۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ۔ بیماری چہ بود چہ مدت بیمار شد و پسرش بر چہ حال است۔ والسلام یکشنبہ ہشتم رجب الحرام ۱۳۳۳ھ

مکتوب صد و ہشتم بہ اردو نیز بہ بدرالاسلام۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰی سَيِّدِ الْخَلْقِ مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهِ وَاَهْلِ بَيْتِهِ وَاَتْبَاعِهِ۔ جسٹے نوشتہ کہ تصور خنزیرے در نماز بہتر است از تصور سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم لعنت خدا بادا بر این گونہ مردودان و جنیثان۔ و شما قول بزرگ خود نوشتہ اید کہ در شرح و بیان اِيَّاكَ نَعْبُدُ اِن گونہ کلام نوشتہ است۔ اگر یا این چنین مردودان شما را اعتقادے است پس از ما تعلق خود منقطع کنید۔ اگر شما مرید ما ہستید چرا این گونہ تحریرات را مبالغہ می کنید۔ از تحریرات گمراہان خود را دور دارید والسلام دو شنبہ پنجم رجب الحرام ۱۳۳۳ھ و نوشتہ اند۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

بِحِزِّي اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ مُحَمَّدًا نَبِيَّ الْهُدٰى عَنَّا بِمَا هُوَ اَهْلُهُ

امام طبرانی والولعیم در حلیۃ الاولیاء و خطیب وابن التجرار از حضرت عبداللہ بن عباس و ایشان از حضور مبارک صلی اللہ علیہ وسلم روایت کردہ اند کہ ہر کہ این دعا را بخواند اجر ہا یا بد تفصیل اجر در کتاب نوشتہ است۔ مابیان نش نہ کردہ ایم۔ البتہ لآی منشورہ را عقد منظوم ساختہ ایم والسلام سہ شنبہ بست و ہشتم شوال ۱۳۳۸ھ و در مکتوب دیگر نوشتہ اند۔ مکتوب محمد یوسف و محمد رفیع رسیدہ۔ پروردگار ہر دورا و شما یان را و مایان را مع عافیت و بادینداری و صلاحیت در غلامان نیکو کار خود داخل فرماید و از خشم و غضب خود دور دارد و بہ رضامندی خود مشرف فرماید والسلام۔

عاجز گوید۔ مولوی بدرالاسلام رحمہ اللہ بیان می کرد کہ در آیام طلب علم چند سال در لاہور۔ نزو و ہایان قیام داشتیم و من عملاً و اعتقاداً و ہابی گشتہ بودم۔ چون بہ دہلی مراجعت کردم نظر من بر طلعت نورانی حضرت ایشان افتاد و گرویدہ حضرت ایشان گشتم۔ چون کہ اثر و ہابیت و غیر مقلدی در نہادم ممکن شد بود، اجیاناً خیالے فاسد بہ ولم راہ می یافت و حضرت ایشان بر آن تنبیہ می فرمودند و اجیاناً چیزے زبانی یا تحریری استفار می کردم۔ چنان چہ نوبتے پیش حضرت ایشان بیان تصور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم در شہد آمد و قول بے اوبے عَلَیْہِ مَا یَسْتَحِقُّہُ مذکور شد۔ و نوبتے من در عریضہ خود بیان یک رسالہ کردم کہ در تفسیر اِيَّاكَ نَعْبُدُ بیان تصور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردہ بود۔ و حضرت ایشان در جواب عریضہ من در ۱۳۳۸ھ این مکتوب مبارک ارسال کردند و پروردگار سینہ مرا از جمع مفاسد پاک کرد۔ عاجز گوید۔ پروردگار از جماعت اشقیابندگان خود را محفوظ دارد۔ اگر این افراد فصل سوم را از باب چہارم جلد

اول کتاب ایثار العلوم للآمام حجة الاسلام الغزالی قدس اللہ سرہ العالی یا تحریر حضرت مخدوم عبدالاحد قدس اللہ سرہ الامجد بالکتوب سی ام از دفتر دوم رامطالعہ می گردند ہرگز این گونه کفریات بزرگ قلم نیاوردے۔ حجة الاسلام نوشته۔ وَأَخِضِرْ فِي قَلْبِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَةً الْكَرِيمَ وَقُلِّ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، لِيَصْدَقَ أَمَلُكَ فِي آتِهِ يَبْلُغُهُ وَيُرَدُّ عَلَيْكَ مَا هُوَ أَوْفَى مِنْهُ. الخ. و حضرت امام ربانی مجتہد الف تانی نوشتہ اند "خواجہ محمد اشرف و زرش نسبت رابطہ را نوشتہ بودند کہ بہ حدی سے استیلا یافتہ است کہ در صلوات آن را مسجود خودی داندومی بیند، و اگر فرضاً نفی می کند منتفی نہ می گردد۔ محبت اطوار این دولت متمنائے طلب است از ہزاران یکے را مگر بدہند۔ صاحب این معاملہ مستعدتاً نام المناست است بحتم کہ بہ اندک صحبت شیخ مقتدا جمع کمالات اورا جذب نماید۔ رابطہ را چرانی نفی کنند کہ او مسجود الیہ است نہ مسجود چہ احراب و مساجد را نفی نہ کنند۔ الخ۔ و حضرت مخدوم الانام را کتاب کنوز الحقائق و رسالہ اسرار الشہداء است حضرت خواجہ ہاشم کشمی در کتاب زبدۃ المقات اند کے ازان نقل کرده اند کہ معراج مومنین نماز است و آخر نماز قعدہ است۔ فینبغی لہم ان یصلوا علیہ و فیہ اشارۃ الی ان منتہی... معراجہم الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و منتہی معراجہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اللہ سبحانہ و تعالیٰ و تعظّم الاتری انه علیہ الصلاة والسلام اثنی علی اللہ سبحانہ فی الابتداء بقولہ التحیات للہ۔ الخ و المومنون امر و بالصلاة علیہ، علیہ التحیات و التسلیمات فی منتہاہم" حضرت عطار چہ خوش گوشت

تو اورا اگر بدلتی تمام است ترا کار دو عالم بر نظام است

پروردگار از شر علم محفوظ دار و بہ رضا مندی خود مشرف فرماید۔

مکتوب صد و نهم۔ بہ اردو بہ مولوی بخش اللہ ساکن چھتہ لعل میان۔ ترا بہرام خان۔ دہلی۔ مخفی نہ ماند کہ بہ نام مولوی بخش اللہ ہنقا و دو مکاتیب مبارکہ اند۔ چون کہ مولوی بخش اللہ مخلص و خد متکار خصوصی بودہ ازین جہت این مکاتیب شریفہ متعلقہ بہ امور خانہ و حوائج ضروریہ اند۔ لہذا عاجز انتخاب بعض جبل کردہ چیزے می نویسد حضرت ایشان تحریر فرمودہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ و علیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ مجتہد اللہ نام خوب است۔ معنیش بندہ کوچک خدا است۔ فقط ہشتم جمادی الاولی ۱۳۳۱ھ و نوشتہ اند شمایان را مناسب است کہ ختم شریف با حضور دل و صحت الفاظ و فہم معنی بعد مغرب بخوانید۔ این عمل بسیار مبارک است و بعد از ختم شریف برائے مایان دعائے سلامتی ایمان و دعائے عاقبت در سہ رو جهان و دعائے امن و امان برائے جمیع مسلمانان و دعائے مغفرت گناہان کردہ باشید فضل پروردگار است مابین جا پراحت و آسائش می باشیم۔

بہشت آن جا کہ آزار سے نہ باشد کسے را با کسے کار سے نہ باشد

چہار شنبہ بستم جامی الآخرہ ۱۳۳۳ھ = چون حافظ محمد یعقوب صاحب (مجدوی پانی پتی) می فرمایند کہ من مستحق زکات ہستم قول ایشان شرعاً معتبر است۔ بہ ایشان زکات دادہ شود سوال ۱۳۳۲ھ خبر وفات مولوی کاظم علی معلوم شد غفر اللہ لنا و ذوالقعدہ ۱۳۳۲ھ = از علالت بخش اللہ رنجیدہ شدم پڑھو گا بخش اللہ راصحت دیدہ اسأل اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیہ۔ ذوالقعدہ ۱۳۳۲ھ عبدالمنان بسیار غنیمت بود، عالم فاضل، صالح و دیندار بود۔ در بعض خصال حمیدہ از عبدالحلیم بہتر بود و سے چہ مرد کہ خاتمہ برکت شہر شام شد۔ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ از وہ ہزار مسلمانان دہلی ذات او بہتر بود۔ تحریر جوہوم سوال ۱۳۳۶ھ (وفات ملا عبدالحلیم بہ پنج شنبہ ہفتم رمضان ۱۳۳۶ھ ہووہ کما تقدم)

وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّ قَصْرِي حُضْرَةٌ
فَبَكَتْ بِنَاتِي شَجْوَهُنَّ وَرُوحِي
وَتَرَكْتُ فِي غَبْرَاءٍ يُكْرَهُ وَرَدُّهَا
تَسْفِي عَلَيَّ التَّوْبِيحُ حِينَ أُوَدِّعُ

و کلمہ قصری بہ فتح قاف بہ معنی آخر امری است۔ قائل ابن اشعار حضرت عبدہ اند حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ اشعار ایشان را پسند می کردند۔ و این شعر نیز از ایشان است۔

بِمَا كَانَ قَيْسٌ هَلَكَهُ هُلَاكٌ وَاحِدٍ
وَلَكِنَّهُ بَيْنَ قَوْمٍ تَهْدًا مَّا

داین شعر سے است کہ تا این زمان کسے مثلش نہ گفتہ و این گونہ شعر را بے نظیر گویند بہ مولوی عبدالعلی صاحب این شعر نشان دہید و سلام ما بہ ایشان بگویند و السلام چہار شنبہ پانزدہم محرم الحرام ۱۳۳۹ھ و در مکتوبے نا اہلی بعض افراد را ذکر کردہ تحریر فرمودہ اند۔ اِذَا دَسَّدَ الْأُمْرَ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ۔ یعنی چون کار بہ نا اہل سپردہ شود پس انتظار قیامت کن۔

مکتوبہ صد و دہم۔ بہ فارسی بہ حاجی عبداللہ خان کشمیری مہر کن مخلص قدیم۔ بسم اللہ

الرحمن الرحیم۔ خط حاجی عبداللہ رحبٹری کردہ شدہ رسید۔ الحمد للہ رب العالمین ما تادم تحریر یافتہ شدہ ثلاثہ بلال بن عبداللہ بن عمرو زید بن عبداللہ بن عمرو سالم بن عبداللہ بن عمرو والدہ ایشان دہم شیرگان ایشان و جمیع متعلقین بہ خیر و عافیت زندہ ایم۔ شب یکشنبہ پنجم شعبان از دہلی بہ جانب کوٹہ بہ راہ لاہور روانہ شدیم و بہ روز شنبہ ہفتم شعبان بعد از ظہر بہ کوٹہ بلوچستان بہ خانہ خود بہ آرام رسیدیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ امید است کہ انگشتی نگینہ عمرہ و خوب ساختہ باشید۔ ہر قدر توانی بہ تعظیم و ادب یاد الہی در باطن خود کن۔

يَاغِيَاثِي وَخَيْرِ مُلْتَحِدِي
 عَافِيَتِي رَبِّ وَأَعْفُ عَنْ قَتِدِ
 وَعَنِ الدِّينِ لَا تُزِلْ قَدَمِي
 وَأَرْضَ عَتِي بِرَضًا بِلا سَخِي
 وَأَرْحَمِ ابْنَاتِي الثَّلَاثِ بِلا
 أَخَوَاتٍ وَوَالِدَانِ لَهُم
 وَأَهْلِي أَحْسَنُوا لِي عَلَي
 حَسْبِي اللهُ فِي الْحَيَاتِ وَفِي
 وَحْسَانِي وَوَرْنِ أَعْمَالِي
 وَإِذَا مَا صَحِيفَتِي تُشْرَتُ
 وَهُوَ نِعْمَ الْوَكِيلُ يَكْلُوْنِي
 لَيْسَ لِي مَنْ يُغِيْثُ مِنْ أَحَدِ
 رَبِّ وَأَغْسِلْ خَطَايَ بِالْبَرْدِ
 وَأَقِلْ عَشْرَتِي وَخُدْ بِيَدِ
 وَعَنِ الْوَالِدَيْنِ وَالْوَالِدِ
 لَا دَرْأِيَدًا وَسَالِمًا وَلَدِ
 فَاحْفَظْ الْكُلَّ رَبِّ مِنْ نَكْدِ
 سُؤْلِي أَحْسِنِ إِلَيْهِمْ وَوَجِدِ
 سَكَرَاتِ الْمَمَاتِ وَاللَّحْدِ
 وَقِيَامِي لِرَبِّي الْأَحَدِ
 وَإِذَا مَا سَأَلْتُ عَنْ لَدَدِ
 فِي نَهَارِي وَلَيْلَتِي وَغَدِ

مکتوب صدویازدهم - بہ اُردو بہ حافظ غلام رضا دہلوی - بسم الله الرحمن الرحيم - حافظ غلام
 رضا را بعد از سلام واضح باد ما بہ روز شنبہ دوازدهم شوال از کوٹہ روانہ شدہ بہ یکشنبہ سیزدہم ماہ بہ وقت صبح
 صادق بہ سکر رسیدیم - این شہر از ملک سندھ برب دریا واقع است - بر کنار رود یک بنگلہ خوب بہ چہل
 روپیہ ایجار ماہانہ گرفتیم - این جا از مرض و ہم از خنک محفوظ استیم - چون کہ طیب خان را کار در پیش
 است ازین جہت ما احمد خان (مٹاخیل) را از کوٹہ بہ دہلی فرستادیم - شما ایشان را طریقہ محافظت اسباب
 و دروازہ تعلیم کنید - عنوان ما این است حضرت صاحب دہلوی - سکر - سندھ - چہار شنبہ شانزدہم شوال ۱۳۲۶ھ
 مکتوب صد و دوازدهم - بہ اُردو بہ حاجی ملا احمد خان مٹاخیل ساکن کٹواڑ - افغانستان -

بسم الله الرحمن الرحيم - احمد خان مٹاخیل را بعد از سلام مسنون معلوم باد مکاتیب شامی رسد و دل خوش
 می شود - از وفات ملا گل مٹا کم شدم ، در نخلصین ما دیگر کسے چنین صاحب علم و عمل و ثابت قدم بہ نظر نہ
 می آید - انا لله وانا اليه راجعون - بہ طورے کہ عبداللہ (علی زی) از طرف ما بہ طالبان سلسلہ وظیفہ شریفہ تعلیم
 می داد و تجدید وظیفہ می کرد شمارا باید کہ بہ ہمان طور تعلیم و تجدید وظیفہ از طرف ما بکنید - سید نعمت علی و سید
 معشوق علی و سرور را وظیفہ تعلیم کنید و بر وظیفہ کردن ایشان نظر دارید والسلام - تحریر ماہ شوال ۱۳۲۶ھ
 از سکر - سندھ -

مکتوب صد و سیزدہم - بہ اُردو بہ فاخر احمد خان الصاری ساکن محلہ قاضیان - پانی پت -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سہ مکاتیب رسیدند و خبر وفات اہلیہ شما معلوم شد۔ در خانہ ہمہ غمگین شدند۔ بیان صلاح و محبت ایشان و دعائے خیر برائے ایشان می کنند۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ۔ اللّٰهُمَّ اَغْفِرْ لَنَا وَاٰلِهَآ وَاٰرْحَمْنَا وَاِيَا هَآ وَاغْفِرْ عَنَّا وِعَنْهَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ بعد از نماز پنجگانه این دعا بہ حضور دل شما و اولاد ایشان بخوانید والسلام جمعہ بست و یکم رجب الحرام ۱۳۳۶ھ۔ عاجز گوید وفات زوجہ فاخر احمد خان بہ روز جمعہ نواخت سہ از ظہر چہار دہم رجب ۱۳۳۶ھ۔ ۲۶۔ اپریل ۱۹۱۸ء واقع شد۔
 راحمہا اللہ۔

مکتوب ۱۲ صد و چہار دہم۔ بہ اردو۔ بہ شیخ محمد الیاس پسر حافظ محمد اسحاق رانی کھیت والا۔
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ تا این زمان طریقہ ادب شما با ما خوب است و شما بزرگوار شیخ محمد اسحاق ثابت۔ این سعادت مندی شما است۔ علی الخصوص خدمت و آرائش محفل میلاد شریف کہ سعادت کبریٰ است۔ اظہار مسرت بہ ولادت جنین پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نہایت سعادت است بلکہ عین ایمان داری۔ این خدمت و سعادت را بعد از ما ہم نہ گزارید۔ والسلام دو شنبہ ۲۱ ماہ مبارک رمضان ۱۳۳۵ھ۔ پروردگار جل شاند و عم احسانہ شیخ محمد الیاس را فرزند عنایت کرد۔ عریضہ بہ کونستہ ارسال کردند و نامش پر رسیدند حضرت ایشان بہ دست مبارک خود درج ذیل مکتوب از جانب حضرت برادر کلان تحریر فرمودند۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیْهِ، مِنْ بَلَالِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَوَالِدِهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُمْ وَعَفَا عَنْهُمْ وَعَافَاهُمْ اِلٰی مُوسٰی بْنِ الْيَاسِ بْنِ اسْحَاقَ وَوَالِدِهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ فَاِنِّيْ اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ وَاَصَلِّيْ وَاَسَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ اَجْمَعِيْنَ وَقَدْ سَمَّيْتُ وَذَكَرْتُ مُوسٰی وَهُوَ اَفْضَلُ مِنْ الْيَاسِ وَاسْحَاقَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُوسٰی وَ عَلٰی الْاَنْبِيَاءِ كُلِّهِمْ۔ بَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِيْكَ وَفِيْ اَوْلَادِكَ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ وَعَلٰی اٰمَتِكَ۔ حَزْرَتِ يَوْمِ النَّبِيَّةِ التَّاسِعَةِ وَالْعَشْرِيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ الْحَرَامِ اٰخِرَ سَنَةِ تِسْعٍ وَثَلَاثِيْنَ وَثَلَاثِمِائَةٍ وَالف۔ حضرت ایشان برائے شیخ محمد الیاس دعائے برکت برائے اولاد کردند، وفات شیخ محمد الیاس بہ روز شنبہ ہفتم محرم الحرام ۱۳۸۹ھ شدہ۔ عند الوفات ہشت پسر و ہشت دختر گزارشتند۔ نام پسران بہ این ترتیب است۔ محمد موسیٰ، محمد ابراہیم۔ عبدالرحمن۔ اقبال۔ صالح۔ واود۔ ظفر۔ محسن۔ حفظہم اللہ۔ حضرت ایشان برائے محمد موسیٰ دعا فرمودند۔ حق تعالیٰ ویرا آرائش و راحت دنیا بہ وجہ عنایت کرو کہ کسی را خیال و گمان ہم نہ می شد۔ افسوس کہ چار روز بہ مرض دل علیل شدہ بہ روز چار شنبہ نواخت یازدہ از روز ہفتم ذی الحجۃ الحرام

۱۳۹۳ھ ازیں دنیا سفر کرده رَحْمَةُ اللهِ وَرَحْمَةُ اَبَاةِ الْيَاسِ وَ اَبَا اَبِيهِ اسْحَاقُ وَ غَفَرَ لَهُمْ وَ عَفَا عَنْهُمْ۔
محمد مولیٰ سہ لپسہ اعجاز و ہارون و راشد۔ و چار و دختر گزارا شتہ۔

مکتوب ۱۵۱ صد پانزدہم بہ آرد۔ این مکتوب مبارک، مکتوب واحد نیست بلکہ انتخاب مکاتیب کثیرہ
است کہ حضرت ایشان ائماری فرمودند و مولوی بخش اللہ تحریر می کرد و مولوی بخش اللہ بعض جمل را نقل کرده نزد
خود محفوظ می کرد۔ آن جمل محفوظ را بہ صورت این مکتوب عاجزی نو لیسید۔ رحم اللہ جامعہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ و علیک السلام در رحمتہ اللہ و بركاتہ۔ مالک حقیقی اللہ جل جلالہ است
ہر چه خواهد می کند مفہوم شعر حضرت ایشان "پاک است اللہ تعالیٰ کہ مالک زمین و آسمان است، ما
ہمہ زیر فرمان او سبحانہ، ستیم و او تعالیٰ حکمران واحد حقیقی است، بندہ را شاید کہ بہ ہر حال از مالک خود رضی
بود۔ اہ۔ و علیکم السلام۔ اولاً آن کہ من ضعیف شدہ ام، و ثانیاً آن کہ در طبائع ہندیان و مزاج ما اختلاف
است و از وجہ اختلاف مناسبت مفقود شدہ، چون مناسبت نہ باشد راہ فیض مسدود می باشد۔ اغراض و
مقاصد ایشان را با اغراض و مقاصد ما مناسبت نیست بلکہ مباینت ظاہر است۔ ایشان ما را و ایشان
را ہمہ وقت بہ زبان حال می گوئیم۔

ترسم نہ روی بہ کعبہ اے اعرابی کاین رہ کہ تومی روی بہ ترکستان است

نہ دو چار را بلکہ ہزاران را تجر بہ کردہ ایم۔ حَسْبُنَا اللهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ بنا برین
مناسب نیست کہ اوقات عزیز خود را و دیگرے را طالع کنیم۔ اہ۔ (این شخص چند جا بیعت شدہ بود
احوال پریشانی خود را در عریضہ نوشتہ بود) و بہ یکے نوشتند۔ بعد از سلام علیک معلوم باد مکتوب رسید
الحمد للہ سرت العالمین مع متعلقین بہ عافیت، ستیم۔ حالاً ضعیف شدہ ایم۔ تا وقتے کہ کسے دوسہ
ماہ در خدمت نہ ماند۔ آگاہی بر احوال دے کما حقہ حاصل نہ می شود۔ ما شمارانہ شناختیم و نہ از حال
شما آگاہ، ستیم۔ اہ۔ مکتوب شمار رسید۔ وظیفہ شریفہ می کنید۔ دل ما از این خبر خوش شد۔ اگر شما نزد ما
می بودید در وساوس شما فکری کردیم و چیزے می گفتیم اکنون کہ شما بہ این دوری می باشد علاج
وساوس دشوار است۔ ما قول نا در دست بہ کسے نہ می گوئیم۔ بہ این دوری اثر توجہ کامل ظاہر نہ می شود۔
طالب علم چون در خدمت استاد می ماند علم می آموزد و اگر از استاد دوری باشد از علم محروم می ماند۔ اہ۔
مکتوب شمار رسید۔ اے عزیز۔ کسانے کہ در حضور ہستند توجہ خاص بر حال ایشان ہم اجیانامی باشد چه
جانے کہ بر دور افتادگان۔ اہ۔ برائے اداگی قرض نسخہ مجرب نہ داریم۔ درین باب بہ دنیا دارے رجوع
کنید کہ یا فروختن مکانات مناسب است، یا تجارت کردن یا بہ دیگر کار مشغول شدن و بر رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم یک بار درود فرستادن در رتبه العرواحب است و در محفلے کہ ذکر حضور پر نور بار بار شود یک نوبت درود خواندن واجب است و ہر قدر اضافہ کند بہتر است۔ از درود شریف منع کردن کار "دہانی" است۔ از دے خود را دور وارید۔ نماز تہجد نفل است۔ و این عمل بسیار مبارک و ذی شانہ است۔ ہر شخص را توفیق این نماز نیست، بعضے از خوش نصیبان ازین سعادت بہرہ مندی شونند۔ اھ۔

برائے موت وقتے مقرر است و کسے نہ می دانند کہ کسے بمیرد و در ضعیفی پروردگار را یاد کردن و بہ وظیفہ شریفہ مشغول بودن و نسبت شریفہ حاصل کردن علامات خوب اند۔ بندہ را شاید کہ بر دین و ایمان قائم ماند و از پروردگار خود امید مغفرت داشته باشد کہ دے تمام گناہان را خواهد بخشید۔ وظیفہ شریفہ را بہ شوق باید کرد و در ازالہ وساوس سعی باید کرد۔ اھ۔ پروردگار شمارا کامیاب کند و ما را و شمارا علم نافع و عمل مقبول عنایت کند۔ اھ۔ دختر شمار حلت کرد۔ غَفَرَ اللَّهُ لَنَا وَلِهَآ۔ پروردگار خطا ہائے ما و شمارا معاف کند و ز وجہ شمارا صحت دہد۔ شما خوب می کنید کہ بہ وظیفہ شریفہ مشغول می باشید و وظیفہ بہ طورے بکنید کہ اثر آن بر دل شما شود۔ ما شجرہ شریفہ بہ آن شخص می دہیم کہ در وظیفہ دے تاثیرے ظاہر شود۔ اھ۔ مکتوب شمار سید۔ واقفیت با شمانہ داریم۔ لہذا ضرورت نیست کہ شما بیاید و احوال خود با ما گوئید بلکہ مناسب این است کہ نزد سید عبد الوہاب بروید و احوال خود را بہ ایشان گوئید۔ ایشان بہ عقب مسجد کالے خان قیام دارند۔ البتہ برائے دفع شیاطین خواندن و شنیدن سورہ بقرہ مجرب است۔ اھ۔ شما علم دین می خوانید۔ بسیار خوب می کنید۔ برائے حافظہ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا یک صد بار صبح و یک صد بار شام۔ اول و آخر یازدہ یازدہ بار درود شریف بخوانید۔ پروردگار در علم شما برکت دہد۔ اگر سعی کردید ان شاء اللہ کامیاب می شوید و بلا سعی ہیچ۔ اھ۔ حضرت قبلہ و کعبہ جناب پیر و مرشد ما رحمۃ اللہ علیہ می فرمودند۔ در مرض باید خوانند۔ يَا حَلِيْمَةُ يَا كَرِيْمَةُ مرآشفادہ۔ برائے خواندن تعین وقت نیست۔ اھ۔ شخصے از پریشانی و بد حالی خود نوشتہ بود۔ بہ دے تحریر فرمودند۔ بر فرض خدا قائم و از حرام خدا قطعاً دور باش و بہ کثرت استغفار بخوان۔ ان شاء اللہ دے بہبودی خواہی دید۔ اھ۔

شخصے نوشت کہ بہ ہیچ نوع مرض زائل نہ می شود۔ نوشتند۔ چہل و یک بار سورہ فاتحہ خواندن و بر مریض دیدن برائے شفا یابی نزد بزرگان مشہور است و ایشان تعلیم این وظیفہ می کردند۔ اھ۔ بہ صلح محمد خان بہ میوا سبتال۔ جیپور را چوتانہ بہ دست مبارک خود نوشتہ اند۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ (و آن عربی اشعار نوشتہ اند کہ در مکتوب صد و نہم گذشتہ و باز نوشتہ اند) وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَاَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ ما شمارا نہ شناسناختیم، آما بعض اوعیہ خاصہ منظرہ متبر کہ را نوشتیم کہ شاید

مسلمانے آن را بہ اخلاص قلب بخواند و کامیاب شود۔ اِنَّهُ قَرِیْبٌ قَرِیْبٌ وَالسَّلَامُ یَكْشِبُ جَهَنَّمَ رُبْعَ الْاَیَّامِ
۳۲۰ھ۔ ۴۔ دسمبر ۱۹۲۱ء۔ وہ بیکے تحریر فرمودہ اند۔

از گنہ بر گشتن و ہم کردن کارِ ثواب نیست ممکن جز بہ حکیم مالک روز حساب
دبر کاغذے تحریر فرمودہ اند۔

ہر کہ خیزد بامداد از خواب و نمود در سرش
وان کہ شوید دست چون پایے از سر بستر کشد
مجز خیال خورد ازو آئین بیداری مجوسے
تا بہ خوان و سفرہ آرد دست دست ازو بشوے

ہائے افسوس ہائے افسوس حسبنا اللہ و نعم الوکیل

مکتوب ۱۲۶ صدر و شانزدہم۔ بہ فارسی بہ عموم مسلمین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہ جمع مریدان و
دوستان و مسلمانان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ازین حقیر عبداللہ ابو الخیر فاروقی برائے فتح خان و
گلے و اختر و ملا محمد نعیم آخوندزادہ و ملا محمد گل و ملا عطا محمد و میا نور و ملا سمندر و ہمہ خادان نوشتہ می شود کہ برائے
مجر و جان و تیمان ترک درین جا چندہ (جمع تبرعات) می شود۔ از ہمہ برادران اسلام می خواہیم کہ در چندہ شریک
شوند۔ شمارا لازم است کہ ہمراہ احمد عینی در باب چندہ سعی بلیغ بکنید، عَلٰی الْمُؤَسِّعِ قَدْرَةٌ وَعَلٰی الْمُقْتَرِ قُدْرَةٌ
وَ اِنْ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلٰیكُمْ النَّصْرُ یَجْزٰی اللّٰهُ الْمُحْسِنِیْنَ خَیْرًا۔

کارے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر زان پشتیر کہ بانگ بر آید فلاں نہ ماہ۔

والسلام۔ مہر
ابو الخیر عبداللہ بن عمر
الفاروقی النقشبندی
عَفٰی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ

و بہ خوانین قبیلہ شہوانی بہ کاربزرگ غلام پرویز مستونگ۔ بلوچستان تحریر فرمودند بسم اللہ الرحمن
الرحیم۔ سردار میر احمد خاں شہوانی و حبیب اللہ خان سلمہما اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون واضح باد مکتوب
شمارید، حالات معلوم شد۔ مولوی عبدالحلیم کہ کاغذ بہ شما فرستادہ بود بہ امر ما فرستادہ بود، حالابہ خاطر شما بہ
دست خط خود این کاغذ نوشتیم ہر چہ مبلغ (الدرہم) بفرستید قبول خواہد شد۔ حق تعالیٰ ما و شمارا بہ سعادت
و درجہان مشرف کند و السلام عبداللہ ابو الخیر فاروقی بہ قلم خود۔

مکتوب ۱۲۷ صدر و ہفدہم۔ بہ اردو از ریاست رامپور بہ نام حضرت برادر کلان ارسال
فرمودہ اند جناب ایشان دین عاجز در دہلی سبق می خواندیم۔ نوشتہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم بزور
محمود انحصال حضرت بلال، حفظہ اللہ الکبیر المتعال، عن اتباع النفس والشیطان والہوی والاضلا
وعن سوء المنقلب فی الاہل والمال وجعلہ رضی الافعال والأقوال، ذاصلاح وفلاح وفضل و

کمال، مکاتیبِ شامی رسد۔ باید کہ بہ خط خوش مکتوب بنویسد تا کہ خوبی شمارا دیدہ دل خوش شود۔ در خواندن این قدر محنت نہ کنید کہ بردماغ بار بود و طبیعت مضحل گردد، علم قلیل باسلامتی فکر بہتر است از علم کثیر باخرابی فکر، حضرت زید بسیار بدخط بطاقہ می نویسید۔ ویرا نوشتن بیاموزانید شہر دوپانڈی نماز و وضو کنید نیم ساعت مشق تجوید ہم بکنید و شہر دو سپارہ شریف بہ تجوید خوانید، و یک عت گشت راعادت گیرید۔ ہوا خوری ہر روز باید کرد۔ باخان صاحب (منشی نئے خان) ملاقات کردہ باشید و با برادرزادہ ایشان عبدالمجید خان گفتگو کنید تا از آداب تکلم و از طریقہ جواب دادن و خندیدن واقف شوید۔

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دور تر ازند جو انان سعادت مستند پندیر و انارا
والسلام علیکم۔ شنبہ بست و چہارم ربیع الآخر ۱۳۳۳ھ۔ ۲۹۔ فروری ۱۹۱۶ء۔ و تحریر فرمودہ اند۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از خطوط حضرت بلال معلوم شد کہ در وہلی گرمی زیادہ است۔ لہذا مناسب است کہ شمایان ہمہ این جا بیایید۔ بہا و کسے را از گرمی تکلیف رسد۔ این جا گرمی از وہلی کمتر بود۔ خانہ وسیع و کشادہ است کہ در ان سکونت داریم۔ ثانیاً آن کہ در تنہائی قدرے پریشانی می باشد۔ ثالثاً در وہلی خاص آسائش و آرام ہم نیست۔ واللحمد للہ رب العالمین دیگر ہمہ خیریت است۔ در گرمی ما را رغبت بہ طعام کم می شود بنا برین گفتہ ایم کہ از امشب فرستادن طعام را بند کنید باقی ہمہ را سلام و دعا۔ والسلام شنبہ چہارم جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ۔ ۸۔ اپریل ۱۹۱۶ء۔ و نوشتہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین سبحانہ اللہم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد و اہل بیتہ و ازواجہ و ذریاتہ اجمعین۔ مکاتیب حضرت بلال۔ حضرت زید بخش اللہ رسیدند۔ ما را ہیج تکلیف نیست۔ البتہ در روز قدرے بے آرامی از وجہ گرمی می شود۔ بعد الظہر بہ نواخت پنج برائے تفریح می رویم و نماز عصر و مغرب آن جا می خوانیم و بازمی آئیم، قرآن مجید و وظیفہ را ترک نہ کنید و از کارے کہ موجب گناہ باشد دور باشید دیگر خیریت است والسلام۔

بَنُوہُ بِلَالٍ ثُمَّ زَيْدٌ وَسَالِمٌ
وَفِي وَالِدِيهِمْ ثُمَّ فِي اٰخْوَانِهِمْ
وَاللَّذِيْنَ وَفَّقَهُمُوَاللْعِلْمُ وَاللْتَقَى
كِيَارِبَ بَارِكْ فِيْهِمْ مُتَّفَقًا
وَعَافٍ جَمِيْعًا وَاَعْفُ عَنْهُمْ وَاَفْضَلًا
وَاُوْرَثَهُمُ الْقُرْآنَ وَالصُّحُفَ الْعُلَا

شنبہ ہفتم جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ۔ ۱۱۔ اپریل ۱۹۱۶ء۔

مکتوب صدر و شہر دوم۔ بہ فارسی۔ بہ حضرت برادرِ کلان و این عاجز بہ کونٹہ ارسال فرمودند۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ بزور دارانِ ارجمند حضرت بلال و حضرت زید عافا ہما اللہ تعالیٰ وَرَقَّاهُمَا اِلٰی
مَدَارِجِ الْکَمَالِ۔ بعد دعواتِ طیبات الحمد للہ سبحانہ احوال بہ خیریت است و سلامتی شما
مطلوب۔ امروز کہ روز جمعہ سیزدہم ماہ است عریضہ شمانہ رسید۔ بہ روز چہار شنبہ عریضہ چرانہ فرستادید۔
اگر از شما غفلت شدہ بود ولی محمد یا خیر اللہ رامی بایست کہ عریضہ ارسال می کرد۔ یک کارڈ ہر روز فرستادن
لازم است خصوصاً بعد از شنیدن احوالِ مرضِ شما۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ۔ وَالسَّلَامُ۔ جمعہ سیزدہم
جمادی الآخرہ ۱۳۳۵ھ۔ ۶۔ اپریل ۱۹۱۷ء۔

انتخاب و تلخیص بعض مکاتیبِ مبارکہ کہ نزد عاجز نقل آنها یا اصل مبارک محفوظ است بہ اتمام
رسید۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحٰنَهُ عَلٰی ذٰلِکَ وَ الشُّکْرُ لَهُ جَلَّ شَانُهُ وَ عَمَّ اِحْسَانُهُ وَ عَالَا عَاجِزَانِ مَکَاتِیْبِ
مبارکہ را اولاً می نویسد کہ بہ حیات قبلہ گاہ خود بہ عزیزان و دوستان تحریر فرمودہ اند و آخراً آن مکتوب
مبارک را نقل می کند کہ بہ سیادت و شرافت پناہ و معارف و حقائق آگاہ مولانا سید عبدالسلام
قدس سرہ نوشتہ اند۔ واللہ الموفق والمعین۔

مکاتیبِ قیمہ | مکتوبِ اول۔ و این مکتوبے است کہ حضرت شاہ محمد معصوم از مدینہ منورہ بہ
خدمت حضرت جدِّ امجد بہ مکہ مکرمہ بہ چہار شنبہ بست و چہارم رمضان مبارک
۱۲۸۸ھ ارسال کردہ اند و درین مکتوب قدرے حضرت شاہ عبدالغنی محدث دارالہجرہ ہم تحریر فرمودہ
اند شاہ محمد معصوم نوشتہ اند: الحمد للہ کہ درین جا ہمہ خورد و کلاں بہ خیریت ہستند و برادر عزیز حافظ
ابوالخیر صاحب دو حتم قرآن مجید بہ خوبی خواندند و نوید صحت و سلامتی ذات و الاصفات از درگاہ الہی
خواہان۔ الخ۔ در آخر این مکتوب مبارک حضرت سیدی الوالد یک سطر نوشتہ اند: از فدوی حقیر تقصیر
ابوالخیر عبداللہ آداب و نیاز و شوق عتبہ بوسی معروض است و باقی احوال منحصر بر قدم بوسی یا خط
دیگر است۔ اھ

مکتوبِ دوم۔ بہ حضرت شاہ محمد معصوم بہ ریاست را مپور نوشتہ اند: بہ خدمت شریف
حضرت اخوی صاحب سلامت۔ از طرف ابوالخیر عبداللہ بن عمر نقشبندی مجددی بعد سلام و نیاز و اشتیاق
مواصلت کثیر الباہجحت کہ حدے و نہایتے نہ دارد معروض می دارد کہ الحمد للہ و المنہ احقر مع حضرتین حضرت
والد ماجد و حضرت عم مکرم۔ بہ خیریت است و صحت و تندرستی آن جناب مع ہمیشہ مطلوب و مرغوب۔
غایت نامہ فیض شامہ بہ دست محبی ابوالبرکات صاحب رسید خوش وقت گردانید حضرت حق سلامت
دارد۔ بجزتہ النبوی وآلہ الامجد۔ مکاتیب جناب بہ ہر یک رسانیدم، خاطر جمع دارند، حضرت عم مکرم مع مولوی

ابوالبرکات بخیر و عافیت رسیدند و هستند به مرزا شاه رخ بیگ و همشیره باو میان یوسف و همشیره عائشہ گیم تسلیم رسانند از طرف حضرت والد به جمع صاحبزادگان سلام و نیاز و دعا به حسب مرتبہ قبول باد والسلام علی من اتبع الهدی۔
مکتوب سوم۔ بہ جناب مرزا عبداللہ بیگ۔ بہ مدینہ منورہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از فقیر ابوالنخیر
عبداللہ احمدی برادر طریقہ شفیق و مہربان مرزا عبداللہ بیگ صاحب۔ بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند
اللہ سبحانہ الحمد فقیر تاجین تحریر مع سیدی الوالد بہ خیریت است و صحت و تندرستی آن شفیق از درگاہ
الہی مسؤل پیش ازین بہ صحابت علی سقا مبلغ وہ ربال فرانسہ مرسلہ ایشان رسید و رسیدش نیز فرستادہ شد
حالابقیہ مبلغ کہ بست ربان است ہمراہ حامل رقمہ امان تابع شیخ عبداللطیف جاوی منتیانہ ارسال فرمائند
کہ مرد معتمد است و کاغذ وصول ازوے گرفتہ در جواب مکتوب ہذا تحریر فرمایند والسلام علیکم۔

مکتوب چہارم۔ نیز بہ جناب عبداللہ بیگ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از ابوالنخیر عبداللہ بن عمر
احمدی برادر طریقہ شفیق مرزا عبداللہ بیگ صاحب و فقہ اللہ المرصنۃ سلام مسنون مطالعہ فرمایند۔
اللہ سبحانہ الحمد فقیر مع سیدی مرشدی بالنخیر است و صحت و عافیت ایشان مسؤل۔ دو قطعہ خط محبت
نمط ازان مکرم رسیدند و خطوط برادر صاحب نیز رسیدہ و ہمہ احوال مُندرجہ معلوم شد، خطوط برادر صاحب
بہ رامپور و خط عبدالرحیم خان بہ دہلی خواہم فرستاد خاطر جمع دارند۔ بہ خدمت یار جفا جو و تمکار بدخویان
محمد یوسف بعد سلام آن کہ امانت مرسلہ شان رسید لیکن ہیج خط نہ رسید۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔
ما زیاران چشم یاری داشتیم خود غلط بود آن چہ ما پنداشتیم

والسلام سن ختام تحریر ہفتم شعبان روز چہار شنبہ۔ بہ خدمت جناب ہمیشہ صاحبہ سلام مسنون برسد۔
بہ جہت عجلت خط نہ توانستیم نوشت۔ ان شاء اللہ امانت مطلوبہ و خط بعد ازین خواہم فرستاد والسلام
علی سائر المحبین۔ اہ۔ عاجز گوید، میان محمد یوسف فرزند حافظ غلام مجدد شہید و برادر کلان حافظ محمد
یعقوب اندکہ انا و اولاد حضرت صبغۃ اللہ بودند و ذکر حافظ محمد یعقوب در فصل سوم گذشتہ است۔ و مراد
از ہمیشہ صاحبہ جناب امتہ الجلیل دختر حضرت شاہ محمد مظہر اند۔ محمد یوسف برادر رضاعی ایشان بودند
قدس اللہ اسرارہما۔

مکتوب پنجم۔ بہ جناب معارف و حقائق آگاہ مولانا سید عبدالسلام ہسوی خلیفہ اجل حضرت
شاہ احمد سعید قدس سرہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ از النخیر
عبداللہ بن عمر کان اللہ لہ بہ خدمت حقائق پناہی معارف دستگاہی مولانا سید عبدالسلام جعلہ اللہ
للمتقین اماما و کثرا مثالہ و بارک فی علومہ و معارفہ و عمرہ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

وَبَعْدُ فَلِلَّهِ سُبْحَانَهُ الْمِنَّةُ وَالْحَمْدُ وَالشُّكْرُ عَلَىٰ مَا أَنْعَمَ وَعَلَىٰ مَا آتَىٰ. ہر چند این مصیبتِ عظمیٰ، فوت چنین ولی و مرشد و شفیق و عاشق و معلم مرہم و داروئے نہ دارومی دانم کہ تالیپ گور این داغِ مونس من است۔ اما بعد وفات شریف عنایتہا و نوازشہا بیش از ایام حیات مشہور و اندو دل را بہ تصور صورت مبارک خورشیدی دارم۔ اِنَّا لِلّٰہِ سُبْحَانَہِ مَلْکًا وَّعُبُودِیَّةً وَاِذَا الِیْہِ رَاجِعُونَ۔ بعد چندے ان شار اللہ دران عالم قد مبوسی حاصل خواہد شد رحمہ اللہ سبحانہ واکرم نزلہ فی مقعد صدق عند ملیک مُقْتَدِرٍ وَّرِضِیٍّ عَنْہُ وَاَرْضَاہُ وَاَفَاضَ عَلَیْنَا مِنْ فِیوضَاتہِ وِبَرَکَاتہِ۔ عنایت نامہ رسید ثر فہا بخشید۔ جزاکم اللہ خیرا۔ در عین حیات حضرت قبلہ گاہی ارشاد پناہی قدس سرہ نیز مکتوب گرامی رسید لیکن سبب اشتغال بہ تداوی حضرت ایشان اتفاق تحریر جواب نیفتاد۔ بعد وصول مکتوب سامی، حضرت ایشان رحمہ اللہ فرمودند کہ "مولوی صاحب بہ ماگفتہ بودند کہ اگر در ہندوستان آئی بہ خانہ ما ہم بیائی، لیکن میان معصوم ما را نہ گزارشتند و بہ خطِ مستقیم بہ رامپور آوردند" انتہی کلامہ الشریف۔ عقد نکاح فقیر با دختر جناب مولانا محمد معصوم در منتصفِ ماہ گذشتہ جمادی الاولیٰ شد و وداع در او آخرین ماہ قصد دارند۔ دُعا کنند کہ حق سبحانہ مبارک کند و موجب جمعیتہ و اطمینان کنندہ پریشانی۔ باقی احوال مستوفی حمد الہی است ختمہائے صبح و شام خواندہ می شود، و از قصد بہ حرمین ہنوز بیچ معلوم نیست۔ ہر چہ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ اگر گاہ گاہ بہ مکاتیب خوش می فرمودہ باشند بعبید از محبت نیست وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَعَلَیْنَا وَعَلَىٰ جَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ۔ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ۔ حُرَّرَ فِی یَوْمِ الْاَرْبَعَاءِ الثَّانِیِ عَشْرَ مِنْ جُمَادِیِ الْاٰخِرَةِ سَنَةِ ثَمَانٍ وَاَسْعِیْنَ وَمِائَتَیْنِ بَعْدَ الْاَلْفِ مِنَ الْهِجْرَةِ عَلَیٰ صَاحِبِہَا الصَّلَاةُ وَالتَّحِیَّةُ۔ از رامپور متصل قلعہ۔

وَهَذَا اٰخِرُ الْمَكْتُوبَاتِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَی سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَاَلْاٰخِرِیْنَ وَعَلَىٰ اٰلِہِ وَاَصْحَابِہِ وَاَزْوَاجِہِ وَاَزْوَاجِہِ وَاَزْوَاجِہِ وَاَزْوَاجِہِ اَجْمَعِیْنَ۔

فصل ششم

در

بیانِ ذوقِ شعر و سخنِ حضرتِ ایشان

پروردگار جلّ شانہ و عظم احسانہ برائے حضرت ایشان قدس برترہ جمیع اسباب کمال مہیا ساختہ بود۔ کما تقدم بیانہ حضرت ایشان از لغو مت اظفار حضرت والد بزرگوار خود را دیدند کہ بہ شعر و سخن مانڈ اند و واردات خود را بہ صورت لآلی منظومہ در سلبک اوزان شعریہ می سفند بلکہ جد بزرگوار و برادر جد بزرگوار نیز اچنانا چیزے نظم می کنند، لہذا کسایر الکمالات این کمال ہم وارثتہ بہ حضرت ایشان سید۔ حضرت ایشان بہ بست و ششم جمادی الآخرہ ۱۲۸۳ ھ مکہ سن مبارک بہ یازدہ سال و دو ماہ رسیدہ بود برائے زیارت آفتاب مقدسہ منورہ نبویہ علی صاحبہا الف الف صلوة و تحیة و نیز برائے دیدن حضرت اعمام و اعمام اعمام بہ طابہ طینہ سفر کردند۔ دران سن و سال حضرت ایشان چار شعر عربی گفتہ اند، و نہ صرف اشعار گفتہ اند بلکہ بہ حساب "اباجاد" تاریخ بے مثل نظم کرده اند۔ نزو عاجز نسخہ قلمی از کتاب "شرح المنتقی علی منسک متن الملتقی" للسید محمد یاسین المیرغنی کہ در ۱۲۴۲ ھ نوشتہ شدہ موجود است در اول ابن مجلد حضرت ایشان درج ذیل عبارت و اشعار نوشتہ اند۔

۲۶ جمادی الآخری قافلہ شیخ العلام و مفتی مکہ شیخ جمال روانہ می شود۔

مِثْلَ فَخْدُومٍ لَهُ طَابَ التِّجَارُ	أَيُّ شَعْصِ قَدْ حَوَى كُلَّ الْفَخَارِ
عُمَرُ الْفَارُوقِ مَنْ طَابَ الْجَوَارُ	زَارِطَةٌ وَ كَذَا جَدًّا لَهُ
طَرَقْنَا الصِّدِّيقَ مَوْفُورًا لَوَقَارُ	وَ إِمَامَ الصَّعْبِ مَنْ يُنْمِي لَهُ
لَنَبِيِّ الْخَيْرِ عَبْدُ اللَّهِ زَارُ	قَلْتُ لَمَّا طَابَ سَعْيًا أَرَحُوا

از مصراع اخیر "نسی الخیر عبد اللہ زار" عدد ہزار و دو صد و ہشتاد و سہ می برآید، کہ آن عدد سال سفر حضرت ایشان است۔ ترجمہ این شطر تاریخی این است "البتہ عبد اللہ زیارت نبی خیر کردہ" نکتہ کہ در لفظ "نبی الخیر" مضمراست از ذوی الحجی پوشیدہ نیست، حضرت ایشان بہ این عمر و سال اظہار چہ خیالات مبارکہ و ارجمند کردہ اند۔ امام الاعلیین حضرت عمر رضی اللہ عنہ را ذکر کردہ گفتہ اند

کہ جناب ایشان جد بزرگوار اند و باز سید الصّدّیقین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ را ذکر کرده فرمودہ اند کہ سلسلہ عالیہ (نقشبندیہ) را بہ ذات مبارکہ آن جناب نسبت است۔ وَ نَعْمَ الْإِنْتِسَابُ۔ این گونہ اشتیاقِ زیارتِ مبارکہ و بیانِ حقائق و معارف و استخراجِ این گونہ ماوہ تاریخی درین سن و سال یکے از نوادر روزگار است۔ وَالْحَقِيقَةُ كَمَا قَالَهَا سَعْدِيُّ الشَّيْرَازِيُّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى۔

این سعادت بہ زورِ بازو نیست تانہ بخشہ خدائے بخشندہ امرے کہ شوقِ حضرتِ ایشان را تیز تر کرد آن وجود استادِ اکمل و مرئی افضل حضرت مولانا سید حبیب الرحمن رَزْوَلَوِيُّ مہاجر رَحِمَهُ اللهُ وَ رَضِيَ عَنْهُ بود۔ وقتے کہ آتشِ شوق و محبتِ حضرت مولانا تیزی شد از اَصْدَافِ قَلْبِ مَبَارَكِ دَرِّ مَحْزُونِہ برآمده بہ صورتِ اشعارِ آبدار بر صفحاتِ قرطاسِ جلوہ می نمود۔ گفتمہ اند۔

إِنِّي لِحَبِيبٍ وَأَرَى الشُّوقَ شَدِيدًا مَنْ يَدُنْ مِنْ الْحَبِيبِ يَرَى الصَّبْرَ بَعِيدًا
لَأَسْأَلُوهُ بَلْ أَطْلُبُ فِي الْوَصْلِ مَزِيدًا أَبْخَوَابَ سَيِّئِينَ نَهَيْتُ هَوِيَّ شَهِيدًا

بیداری میں مولانا مجھے دکھلائے مدینہ

وچیزے از کلامِ ایشان سابقاً گزشتہ است۔ از توجہ استادِ کامل استعدادِ حضرتِ ایشان جلیاتِ وہ عربی و فارسی و اردو اشعارِ آبداری گفتمہ۔ و این شوق تا آن زمان حضرتِ ایشان را بود کہ کاملًا متوجہ بہ علمِ باطن نہ شدہ بودند (ای تا اواخرِ عقدِ دوم از عمرِ مبارک) در سالِ ہزار و دو صد و ہشتاد و نہ از دہلی جناب اشرف علی شرفِ خاں حضرتِ ایشان بہ مکہ مکرمہ رسید و آن جناب شوقِ شاعری داشت بمصرعِ طرح کرد کہ بہ این وزن و قافیہ و ردیف غزلے بگوئید و خود خاں مکرم نیز بر آن مصرع غزلے گفت۔ حضرتِ ایشان فرمائش حضرتِ خاں را بہ انجام رسانیدند و غزلے گفتمہ۔ در ان ایام حضرت مولانا حبیب الرحمن بہ دیارِ حبیبِ صلوات اللہ و سلامہ علیہ رفتہ بودند حضرتِ ایشان غزل خود را با عریضہ نزد حضرت مولانا بہ طابہ طیبہ برائے اصلاح فرستادند عریضہ حضرتِ ایشان بہ فارسی است و غزل بہ اردو۔ عاجز آن عریضہ را نقل می کند تا اظہارِ حقیقت شود۔ نوشتہ اند: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ از ابوالخیر عبداللہ احمدی بہ خدمتِ شریفِ جناب مولوی صاحبِ عمدۃ العلماء العظام و قدوة الفضلاء الکرام سیدی و مولائی حضرت شیخِ حبیب الرحمن صاحبِ مَشْعُ اللّٰہِ الْمُسْلِمِیْنَ بطول بقائکم۔ آداب و تسلیم اور پینہ نامہ نگاری می نمایم و عرضِ ضروری بہ سمعِ شریفِ می رسانم۔ بدتے است کہ از احوالِ گرامی اطلاعے نہ دارم و بدین سبب از بس پریشان و بے قرارم۔ غالب گوید۔

وعدہ آنے کا دفا کیجیے یہ کیا اندھیر ہے تم نے کیوں سوچی ہے میرے گھر کی درباری مجھے
(اے ایفائے وعدہ آمدِ خود کنید! این ستم است کہ مرا بزرگداشت و حفاظت دروازهٔ خودم مقسّر کر دہ اید)
مگر اُن کہ عرصہ چند روزی گزر دے کہ جناب مامون (بہ اُردو حال را گویند) اشرف علی صاحب از دہلی تشریف
آوردہ اند، وہ بہ سبب موزونی طبع و اقامت دہلی و اُلفتِ شعرائے آنجا گاہے بہ فکر شعر ہم می پروازند بسیار
خوب می گویند، پری شب مصرعِ طرح فرمودند و بندہ را ہم از سر نو تحریک شعر گوی کر و بندہ بہ موجب
گفتن ایشان غزلے گفتہ ام و بہ خدمتِ سامی بہ جہتِ اصلاح می فرستم۔ مرجو کہ بہ نظر اصلاح دیدہ
و اصلاح دادہ ہمراہ ابنِ عریضہ بہ فقیر ارسال فرمایند و این امر از عنایاتِ آن قبلہ حاجاتِ بعید نیست
و غزل مامون صاحب کہ فی البدیہہ نوشتہ اند نیز می فرستم زیادہ حرادوب۔ از حضرت والدِ روحی فدائے
بہ خدمتِ سامی سلام سنون رسیدہ باد۔ تحریر بہ ستم شوال ۱۲۸۹ھ۔

الجنا ب المکرم العزیز الشیخ عبد اللہ ابوالخیر سلمہ اللہ تعالیٰ
جواب حضرت مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ، وقد وصلی منکم کتاب مشعر لصحتکم و

سلامتکم فالحمد للہ علی ذلک، والاشعار التي انشأتموها، تأملتها وأمعنت النظر فیہا فلم اجد منہا
ما یلزم تغبیروہ ولا وجدت عندی لفظاً احسن من الفاظکم حتی اضعہ مکان الفاظکم، غیر ان
لفظہ "دم بہ دم" مکان "دن بہ دن" فی قولکم "دن بہ دن جوش جنون اور ترٹی پڑے" علی ما یظہر ہرلی
احسن واسب، لان الباء لفظہ فارسیہ وہی حرف، والحرف مع الاسم بمنزلہ کلمۃ واحده فی
وقوعہا بعد التریب احد طرفی الکلام وعدمہ قبل انضمام الاسم الی الحرف، بخلاف الاسم فانہ
مستقل فترکیبہا مع اللفظ الفارسی دون الہندی احسن، ولفظہ "دن" ہندیہ وکلمۃ "دم"
فارسیہ۔ والسطر التالی "رنگ لایا ہے عجب قید سلاسل قاتل" یحتاج فیہ لفظ "لایا ہے" الی تذکر لفظہ
"قید" فما الشاہد فی ذلک هذا وسلموا لنا علی الوالد الماجد وعلی کل من یسأل عتاً وقرأوا
للہکرم العزیز الشیخ اشرف علی جزیل السلام وقد تأملت کلامہ وانشادہ فوجدتہ کلاماً حسنًا و
شعراً مستحسنًا یدل علی مصابحتہ لشعراء الہند وفعالیتہ للفصحاء والأدباء وکما یرشد ذلک الی
حسن اخلاقہ وتواضعہ، وکل منکم مغتنم فی مثل هذا الزمن والسلام ختام۔

ضمیمہ جواب۔ الجنا ب المکرم العزیز المحترم سیدی الشیخ عبد اللہ ابوالخیر سلمہ
اللہ تعالیٰ وبعث مزید السلام والتعجیۃ والاکرام فقد وصل الینا کتابکم وشرفنا الذین خطابکم
وقد تأملت الأشعار التي انشدتمونہا من نتائج افکارکم فلم اجد فیہا شیئاً یحتاج الی التغییر

سوی موضعین او ثلاثۃ فنبهتکم علیہ فی الورقۃ التی ستلقونها فی طی هذا الكتاب وقد طلب منی بعض الناس من الحاضریں عند وصول کتابکم نسخۃ من اشعارکم فاعتذرت الیہ وقلت اصبر حتی یرسل لک صاحب الاشعار فان شئتم فارسلوا الینا بنسخۃ منها والسلام علیکم وعلی من لدیکم لاسیما محمد یوسف ان کان قد قدم علیکم من المدینۃ المنورۃ وسلموا لنا علی جناب الوالد الماجد وکل من یسأل عتاء والسلام۔ یوم السبت ۷ فی ذی القعدۃ ۱۲۸۹ھ یعنی جناب مکرم عزیز شیخ عبداللہ ابوالخیر سلمہ اللہ تعالیٰ سلام ورحمت خدا بر شما باد۔ مکتوب شما کہ مشعر بہ صحت سلامتی شما بود رسید پس حمد است مر خدا را برین امر۔ و در آن اشعار کہ شما گفتہ اید فکر و نظر دقیق کردم و چیزی نہ یافتم کہ تغیر آن لازم باشد و نہ از الفاظ مستعملہ شما لفظی خوب تر یافتم کہ رد و بدل کنم، البتہ شما گفتہ اید "دن بدون۔ الخ" و "لن لفظ ہندی است۔ و" بہ " حرف فارسی است و حرف چون با اسم منضم می شود بہ منزلہ یک کلمہ می شود۔ بنا برین نزد من "دم بہ دم" گفتن انسب است از دن بدون زیرا کہ کلمہ دم فارسیہ است و در سطرے کہ متصل با این سطر واقع است گفتہ اید "رنگ لایا ہے عجب قید سلاسل قاتل" لفظ قید بہ زبان اردو مونث است۔ شما فعل را کہ "لایا" است مذکر آورده اید باید کہ فعل مونث بود۔ لہذا "لانی ہے" باید گفت، چہ برائے تذکر ضرورت است کہ شاہد بود و شما شاہد نہ دارید، و سلام من بہ والد ماجد و بہ ہر آن کس کہ استفسار از من کند برسانید۔ و بہ مکرم عزیز شیخ اشرف علی سلام فراوان از من برسانید۔ من در اشعار ایشان خوب نظر کردم۔ کلامش خوب و شعرش پسندیدہ است و ظاہر می شود کہ ایشان با شعراء و فصحاء و ادبائے ہند صحبتہا داشته اند و نیز دلالت بر حسن اخلاق و تواضع ایشان می کند۔ ہر یک از شما درین زمانہ مغتنم است۔ و ختام بر سلام است۔

(ضمیمہ جواب) جناب مکرم عزیز محترم سیدی شیخ عبداللہ ابوالخیر سلمہ اللہ تعالیٰ بعد از فرید سلام و تحیہ و اکرام مطالعہ نمایند مکتوب شما بہ ما رسید و خطاب لذیذ شما ما را اشرف داد۔ اشعارے کہ از نتائج افکار شما است بہ مطالعہ ما درآمد، بہ جز وہیاسہ جائے کہ بیانش در ورقہ دیگر شدہ چیزے قابل تغیر نیست۔ و قتیکہ مکتوب شما رسید از حاضرین مجلس بعض افراد نقل اشعار از من طلب کردند۔ من عذر کردم و گفتم کہ صبر کنید تا وقتی کہ صاحب اشعار برائے شما نقل ارسال کند۔ لہذا اگر رضائے شما باشد یک نقل این جا ارسال کنید۔ و بر شما و بر آن کسان کہ نزد شما باشند علی الخصوص بر شیخ محمد یوسف اگر از مدینہ منورہ نزد شما رسیدہ باشد، و بر جناب والد ماجد و بہ ہر آن کس کہ از من استفسار کند، سلام باد و والسلام چہارم ذی القعدہ ۱۲۸۹ھ۔ ۱۔ از مکتوب حضرت ایشان و از جواب حضرت مولانا اظہار چند امور شدہ کہ آن

وقت حضرت ایشان ہفدہ سالہ بودند و شوق شعر گوئی کم شدہ بود۔ لایرضاء الخال المکرم غزلے گفتند۔
 حضرت ایشان در شعر گوئی از حضرت مولانا اصلاح می گرفتند و در استاد و تلمیذ الفت و محبت تمام بود
 و مع ہذا ہر یک مراعات احوال دیگر را بہ وجہ تمام می کردند۔ حضرت ایشان کلام خود را بہ ہر کس نہ می دادند و
 غزلے کہ برائے اصلاح بہ حضرت مولانا ارسال کرده اند۔ بعد الاصلاح طلب کرده اند۔ از مطالعہ اوراق قدیمہ
 عاجز بہ این نتیجہ رسیدہ است کہ شعر گوئی در اول عقد دوم پیدا شد و تا آخر عقد بہ کمال و اتمام رسید۔ حضرت
 ایشان بہ امور یقینیتہ باقیہ و احوال مبارکہ باطنیہ مصروف شدہ اند۔ بارے در کوڑہ بلوچستان بہ عاجز گفتند
 ”روزے از سیر و تفریح چون بہ خانہ باز گشتیم حضرت والد ماجد را نشستہ یافتیم چون از تحیہ سلام و تقبیل
 ایادی فارغ شدیم حضرت ایشان فرمودند، برخوردار وقت کار ہمین روز ہا است باید کہ علم آبا و اجداد
 خود را حاصل کنی، بعد از ان روز ہمہ تن مشغول بہ امر باطن شدیم حضرت والد ماجد اگر بہ جائے می رفتند
 مخلصین از ایشان استفساری کردند کہ صاحبزادہ کجا ہستند حضرت ایشان می فرمودند کہ مصروف بہ
 کسب علم باطن ہستند“ و معمول حضرت ایشان بود کہ واردات شعر یہ، خود را برابر اوراق سادہ در مجلدات
 کتب می نوشتند۔ و این تحریرات تا سال ہزار و سہ صد و بہت در چہار محفوظ بود۔ در ہمین سال نشی عزیز الدین
 ساکن صدر بازار میرٹھ کتاب ہائے حضرت ایشان را از مکہ مکرمہ آورد۔ و حضرت ایشان بہ شیخ غلام احمد
 ہانسوی و نشی حسین علی دہلوی و مولوی شمس الدین و حافظ اشفاق الہی میرٹھی فرمودند کہ کتاب ہا را ترتیب
 دہند و بہ حفاظت در کتب خانہ بنہند۔ نشی حسین علی رحمہ اللہ بہ عاجز بیان کرد کہ از دو امین و فن ادب
 و شعر و حکایت ہیچ مجلدے از کلام حضرت ایشان خالی نہ بود۔ حضرت ایشان صبا حانواخت نہ بزمین
 تشریف می آوردند و من یک یک کتاب را در حضور ایشان پیش می کردم، ملاحظہ کردہ می فرمودند کہ
 این مجلد را در فلان فن نہہید۔ و بہ دوران این ملاحظہ ہر جا کہ اشعار خود را می یافتند آن اوراق را از
 مجلد جدا کردہ پارہ پارہ می کردند اگر آن کلام ضائع نہ شدے، مجلد ضخیم از کلام حضرت ایشان ترتیب
 یافتے۔ اہ۔ تا یہ کلام نشی حسین علی رحمہ اللہ از عبارت کتاب ”سیر الکاملین“ می شود۔ نوشتہ اند۔ ”در
 جمیع علوم استعداد خوب حاصل کردہ اند، بسیار ذہین و طباع، شعر عربی و فارسی و ہندی خوب نظم
 می کنند“ و فرزند حضرت عم اکبر کہ حضرت شاہ محمد معصوم اندوز ذکر السعیدین نوشتہ اند را بہ اردو قرآن
 مجید حفظ کردہ علوم مردجہ را از مولوی رحمۃ اللہ مہاجر و مولوی سید حبیب الرحمن مہاجر و سید احمد دہانگی
 وغیرہ خواندہ اند۔ در علوم ظاہری استعداد خوب دارند، فطین و ذہین اند و شعر خوب می گویند“ الخ۔
 اتفاق است کہ یک بیاض از حضرت ایشان بہ جائے سمند و آن بہ دست عاجز رسید، این بیاض

مشمول است بر پنجاه و هشت غزلِ کامل و یک غزلِ ناقص و در نهمه از کلام اردو و یک غزلِ فارسی حضرت
ایشان در سال ہزار و دو صد و نو و ہشت سے قطعہ ہائے تاریخ و فواتِ حضرت والدر ماجدِ خود بہ فارسی
گفتہ اند۔ دو قطعہ را در ان ایام حافظ محمد یعقوب مجددی پانی پتی نوشتہ بود و از ایشان بہ عاجز رسید و یک قطعہ
بر کاغذے بہ صورتِ مسودہ است و معلوم می شود کہ ناتمام است۔ ابتداءً آن قطعہ از نور لمعات احمدیاء
است۔ از اشعار عربی یک شعر ہم یافتہ نہ شد۔ و آن چہ از اشعار عربی یا بعض ابیات فارسی یا سہ شجرات بہ
اردو نظم کر وہ اند ان ہمہ از دورِ آخر است کہ بہ طریق مناجات و دعا گفتہ اند۔ در کلام دور اول و دورِ آخر
فرق بتین موجود است۔ ناظرین از غزلِ فارسی و قطعات تاریخ حضرت والدر ماجد و از باقی اشعار دریافت
خواہند کرد۔ عاجز لشرافۃ العریبی اولاً کلام عربی را و باز کلام فارسی را می نویسد۔

کلام عربی

تَبَارَكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ الَّذِي عَلَا	عَلَى خَلْقِهِ يُجِيبِي وَيُغْنِي لَه الْعَلَا
وَمَا مِنْ إِلَهٍ فِي الْخَلَاءِ وَفِي الْمَلَا	سِوَى اللَّهِ رَبِّي خَالِقِ السَّفَلِ الْعَلَا
وَمَا مِنْ إِلَهٍ الْخَلْقِ إِلَّا الَّذِي عَلَا	عَلَى خَلْقِهِ يَقْضِي بِمَا شَاءَ مُفْضَلَا
وَمَا مِنْ إِلَهٍ قَطُّ إِلَّا الَّذِي عَلَا	عَلَى الْخَلْقِ قَهَّارًا مُمِيتًا لَهُ الْعَلَا
رِقَابِ جَمِيعِ الْخَلْقِ ذَاتِ مَنْ عَلَا	عَلَى خَلْقِهِ يَقْضِي بِمَا شَاءَ ذُو الْعَلَا
لَقَدْ جَعَلَ الصِّغَارَ لِمَنْ عَصَى	وَعِزًّا كَرِيمًا لِلْمُطِيعِ مَوْصَلَا
وَسُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ بِحَمْدِهِ	رِضًا نَفْسِهِ حَمْدًا كَثِيرًا مُكْتَمَلَا
عَلَا جَدُّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَوَحْدَهُ	سَمَّا جَدُّهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ أَوْلَا
وَسُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبِّ مُحَمَّدٍ	وَعِيسَى وَمُوسَى وَالْخَلِيلِ أَبِي الْمَلَا
سَبِيٍّ صَلَاةِ اللَّهِ ثُمَّ سَلَامُهُ	عَلَى كُلِّهِمْ وَالصَّالِحِينَ وَمَنْ تَلَا
كَمَا يَزْتَعِيهِ رَبُّنَا وَيَجِيبُهُ	بِعَمَلِ السَّمَاوَاتِ الْمُقَدَّسَةِ الْعَلَا
أَعُوذُ بِكَ اللَّهُمَّ مِمَّا جَنَيْتُهُ	وَأَدْعُوكَ رِقًا خَاضِعًا مُتَدَلِّلَا
وَمِنْ شَرِّ شَيْطَانِي وَنَفْسِي وَعَفْلَانِي	وَأَدْعُوكَ رَبِّي خَاضِعًا مُتَدَلِّلَا
خَتَانِيكَ قُلُوبِي عِنْدَ نَزْعِي وَمَقْبَرِي	لَكَ الْآمَنُ عَبْدِي مِنْ عَذَابِي تَفَضَّلَا
أَبُو الْخَيْرِ عَبْدُ اللَّهِ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ	سِدِّكَ الْمَذْنِبِ الرَّاجِعِ مَعَ الْخَلَلِ الْحَلَا
أَبُو الْخَيْرِ عَبْدُ اللَّهِ وَالِدُ عُمَرَ	هُوَ ابْنُ سَعِيدِ نَيْرِي أَفْقِي الْعَلَا

فَيَا رَبِّ بَارِكْ فِيهِمْ وَمَا تَقْضِي
وَعَافِ بِجَمِيعِهِمْ وَأَعْفُ عَنْهُمْ وَفَضِّلَا
وَأَوْرِثْهُمْ الْقُرْآنَ وَالْكِتَابَ الْعَلَا
وَحَسَنَ مَا بِي ثُمَّ زُنْفَى وَجَمَلَا
عَلَى الدِّينِ وَأَصْرِفْ عَنْهُمْ السُّوءَ وَالْبَلَا

بِنُورِهِ بِلَالٍ ثُمَّ زَيْدٌ وَسَالِمٌ
وَرَفِيٌّ وَالِدَيْهِمْ ثُمَّ فِي أَخْوَابِهِمْ
وَالِدَيْهِمْ وَفَقَّهُهُمْ وَلِلْعَلِيمِ وَالتَّقَى
وَعِنْدِكَ رَبِّ اجْعَلْ لَهُمْ مَقْعَدًا لِلزَّيْنِ
وَتَمَّتْ قُلُوبُ الْمُسْلِمِينَ جَمِيعِهِمْ

وَقَالَ

لَيْسَ لِي مَنْ يُغِيثُ مِنْ أَحَدٍ
وَخَطَايَايَ نَقِي بِالْبَرِّ
رَمَعَا صِيَّهِ رَبِّ بِالْبَرِّ
فَاعِذْنِي بِطُغْفَيْكَ الْأَبَدِ
مِنْ عُقُوبَاتِهِ إِلَى الْأَبَدِ
بِرِضَاةِ الْمُعِينِ لِلْفَنَدِ
وَعُقُوبَاتِهِ إِلَى الْأَبَدِ
مِنْ عُقُوبَاتِ مَا جَنَّتَهُ يَدُ
الْغِيَاثِ الْغِيَاثِ يَا أَحَدِ
أَنْتَ غَوْثِي وَخَيْرُ مُلْتَحِدِ
غَوْثِي يَا مُؤَمِّنَ الْعَبْدِ
قَوْلِكَ الْحَقُّ ثَابِتُ السَّنَدِ
سَكَرَاتِ الْمَمَاتِ وَاللَّحْدِ
وَقِيَامِي لِرَبِّي الْأَحَدِ
وَإِذَا مَا سَأَلْتُكَ عَنْ لَدَامِ
فِي نَهَارِي وَليَلَتِي وَعَدَا
وَأَقْبَلْ عَثْرَتِي وَخُذْ بِيَدِي
وَعَنِ الْوَالِدَيْنِ وَالْوَالِدِ
لَا وَزَيْدًا وَسَالِمًا وَوَلَدًا

يَا غِيَاثِي وَخَيْرُ مُلْتَحِدِ
عَافِنِي رَبِّ وَأَعْفُ عَنْ فَنَدِ
طَهِّرِ الْعَبْدَ مِنْ خَطَايَاهُ
بِرِضَا اللَّهِ عُدْتُ مِنْ سَخِطِهِ
وَبِعَفْوِ الْعَفْوِ عُدْتُ تَقَى
وَبِذَلِّ أَعُوذُ مِنْ سَخِطِهِ
وَمِنْ اسْتِخَاطِهِ أَعُوذُ بِهِ
بِمَعَاذَاتِهِ أَعُوذُ تَقَى
لَيْسَ لِي مَنْ يُغِيثُ مِنْ أَحَدِ
هَلْ مُغِيثٌ سِوَاكَ مِنْ أَحَدِ
أَمِنْ أَيْ رَبِّ رَوْعَتِي وَأَسْتُرُ
سَبَقْتُ رَحْمَتِي عَلَى غَضَبِي
حَسْبِيَ اللَّهُ فِي الْحَيَاتِ وَرَفِيٌّ
وَحِسَابِي وَوَرْنِ أَعْمَالِي
وَإِذَا مَا صَيِّفَتِي نُشِرْتُ
وَهُوَ نِعْمَ الْوَكِيلُ يَكْلُؤُنِي
وَعَنِ الدِّينِ لَا تُزِلْ قَدَمِي
وَارْضَ عَنِّي رِضًا بِلَا سَخِطِ
وَارْحَمْ ابْنَانِي الثَّلَاثَ بِلَا

أَخَوَاتِ وَوَالِدَانِ لَهُمْ
وَأُولَىٰ أَحْسَنُوا إِلَيَّ عَلَىٰ
وَأُولَىٰ أَحْسَنُوا إِلَيَّ مِنْ آسَا
وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ لَنَا
فَأَحْفَظِ الْكُلَّ رَبِّ مِنْ نَكَدِ
سُوئِي أَحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَأَجِدُ
بَارِكْ أَيُّ رَبِّ فِيهِمْ وَأَزِدْ
وَاهْدِنَا فِي مَنْ اهْتَدَىٰ وَهْدِ

المتفرقات

وَاللَّهِ بِسِتْرِهِ سَتْرَهُ
هَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ مَغْفِرَةً
مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُفَرِّجَ اللَّهُ كُرْبَتَهُ وَيُعْطِيَهُ سُؤْلَهُ فَلْيُنْظُرْ مُعْسِرًا وَوَلِيْدَارَةً
وَبِخَيْرٍ وَسَرْحَمَةٍ ذَكَرَهُ
وَقِنَا مِنْ عَذَابِكَ الصَّعْدِ

جَزَى اللَّهُ رَبُّ الْخَلْقِ عَنَّا مُحَمَّدًا
وَصَلَّىٰ عَلَيْهِ بِالسَّلَامِ مُبَارَكًا
جَزَى اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ مُحَمَّدًا
وَكُلَّ النَّبِيِّينَ الْكِرَامِ وَرَهْطِهِمْ
وَصَلَّىٰ عَلَيْهِ وَالنَّبِيِّينَ كُلَّهُمْ
وَأَمِنْ رَوْعَاتِ الْأُولَىٰ آمَنُوا بِهِمْ
يَا رَبِّ عَافِيَةً رَاحِمَةً بِرَّالِ
وَبِالِاسْمِ الْأَعْظَمِ بَلِّ بِكُلِّ سَمِّ إِلَىٰ
ظِلَّةِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْوَرَىٰ
أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الْعَظِيمَ الْأَرْحَمَ
حَبِيبَهُ اللَّهُ رَبَّنَا وَكَفَىٰ
نَشْرَحُ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلدَّائِنِ
وَزَيْدٌ عَلَيْهِمْ فَضْلُ رَبِّي وَأَهْلُهُ
بِمُحَمَّدٍ وَبِصَحْبِهِ وَبِالْآلِ
لِلَّهِ فِي تَنْزِيلِهِ الْمُتَعَالِ
صَلَّىٰ عَلَيْهِ اللَّهُ مَا سَارِ سَرَىٰ
مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ ضَارِعًا مُسْتَسْلِمًا
وَعَفَىٰ عَنْهُ ذَنْبَهُ وَعَفَىٰ
وَعَفَىٰ عَنْهُ ذَنْبَهُ آمِينَ

کلام فارسی

خرفی که ازان دهن برآید
بدست چو آن سمن برآید
در جلوه گه خسران نازت
در دل نگر تو مست خواب است
دریست که از عدن برآید
فریاد ز انجمن برآید
نسرین در دوسمن برآید
وز دیده نفس زتن برآید

خط حلقہ بگوش روئے یار است
 گل کرد عشق خطِ آخر
 مزدیم و نہ مرد آتشِ عشق
 در سینہ ہمین خلد ہمانا
 در ظلِ عمر اگر رود خیر
 از بختِ اہرمن برآید
 این سبزہ کے از چین برآید
 از خاکم بوئے عنبر آید
 دودِ دل از کفن برآید
 خارے کہ ز پاتے من برآید
 از بختِ اہرمن برآید

متفرقات

در تولدِ باغِ کوئٹہ بعد از نماز شام در حالے گفتند

امام اہل دینی یا محمد
 طوافت می کند اہلِ سادات
 بہ درگاہت نیازِ اہلِ عالم
 نہ جنابم نہ شہ نہ مولانا
 گر کنی نسبتم بہ آن در فیض
 در کنی زین اضافہ فی الجملہ
 در شجرہ شریفہ منظومہ مولانا خالد کردی اضافہ کردہ اند
 بہ ذوق و شوقِ آن دلدادہ حق
 بہ آن عیسیٰ دم و احمد جمالے
 امام و مرشدِ عالم محمد
 ز عرفان عین و از مقصودِ مہم است
 ابوالنجیب گنہ گارِ محقق
 تو عبد اللہ ابوالنجیر حزین را
 کہ شد احمد سعید امشن محقق
 بہ چرخ معرفت بدر الکمالے
 عمر کز دے طریقت شد مجدد
 در آخرِ اول اسم رحیم است
 کند عرض اے کریم بندہ پرورد
 مع الاولاد ملحق کن بہ آبا

مخلصین را باید کہ گویند

بہ حق مرشدم یارب ابوالنجیر عارفِ کامل
 بہ غوثِ زمان ہادیِ راہِ دین
 آن کہ شرش زیادہ از خیر است
 نام ابوالنجیر و کارشتر و بدی
 غلامِ درگاہِ اویم من مسکین بہ جانِ دل
 محمد عمر مرشدِ سالکین
 خاکِ پائے عمر ابوالنجیر است
 سالکِ راہِ کبردے خردی

لَيْسَ لِي مَنْ يُغِيثُ مِنْ أَحَدٍ الْغِيَاثَ الْغِيَاثَ يَا صَمَدِي

محتویات مجموعہ وظیفہ را نظم کرده اند

کہف و یاسین و فتح و واقعہ ہم
باز کبریتِ احمر و اوراد

بر مصرعہ "این خانہ تمام آفتاب است" سہ مصاریع گفتہ اند
۱۔ دیوار و در و بام آفتاب است ۲۔ از نور خدا است کعبہ معمور

۳۔ عکسِ رُخِ تست در دلِ من

تاریخ و فات حضرت شاہ محمد آفاق قدس سرہ

چون جناب شاہ آفاق از جہان
گفت سالِ رحلتش خیرِ حزمین

کرد رحلت سوئے جناتِ نعیم
خلد را ماوے او کن اے کریم

ایضاً ۱ ۲ ۳ ۴ ۵

نورِ ملت نورِ اسلام آفتابِ اُدجِ علم
گفت رضوان از پئے ضبطِ سنینِ رحلتش

نور افزائے جنان گردید با صد احترام
جنتِ الماویٰ شدہ ماوے آن عالی مقام

۱ ۲ ۳ ۴ ۵

تاریخ و فات حضرت شاہ محمد عمر قدس سرہ

جناب شاہ محمد عمر شبہ عرفان
دوم ز ماہ محرم صبح یکشنبه
برائے سالِ وصالش بخیر گفت "عمر"

کہ مرشدِ حرم و ہادی طریقت بود
وداعِ خلق و لقائے حق اختیار نمود
لیکن مقعد صدقست "ہاتفِ مسعود"

ایضاً ۱ ۲ ۳ ۴ ۵

محمد عمر آسمانِ پانگاہ
مؤدب بہ آدابِ ختمِ رسل
شبہ آلف را بود نختِ جگر
ز فونش نہ گرید چرا عالی

منور ز خاک درش مہر و ماہ
مہذب بہ اوصافِ مردانِ راہ
ہم احرار را بود نورنگاہ
کہ غوثِ جہان بود بے اشتباہ

ز ماہ شہادت محرم لقب
بکن ماتم اے نسبتِ احمدی

دوم بود یکشنبه و صبح گاہ
کزین خاکدانِ مونسیتِ رفت آہ

بیا معرفت گریہ کن بر سرش
 کجائی کجا روح پاک سعید
 مگر کشته شد شمع دین کز غمش
 گلے بود در گلشن نقش بند
 خدارا کن اے نور چشم سعید
 کہ مست نگاہ خدا بین تو
 هَلُمَّوَا اِجْبَاۤی نَنْظُرَ اِلَی
 مِنْ اَنْوَابِ اَحْمَدَا خَیْرِ الْوَرٰی
 وَاَسْرَارِ مَنْ جَدَّدَ الْاَلْفَ اِذْ
 بَنَفْسِی فِدَاکَ مِنْ مَدْفِنِ
 بگو خیر تاریخ این صدمہ ہائے

کہ فرقی تو زین مرگ شد بے کلاہ
 کہ فرزند تو رفت نزد الہ
 ز ماہی است ماتم کنان تا بہ ماہ
 کہ پڑمرد از صرصر دہر آہ
 بہ حال من خستہ دل یک نگاہ
 نہ سنجید نگین سلیمان بہ گاہ
 صریح کہ نیم و ماقد حواہ
 و صدیقیہ و کذا امرتضاہ
 بہم و باصحا بہم منتماہ
 و من حل فی القبر روحی فداہ
 بمروند شاہ حقیقت پناہ

ایضاً

نور لمعات احمدیان
 بودی چو سہمی شاہ فاروق
 اے نور مجسم الہی
 نور نبوی صفائے صدیق
 پروانہ نمط بہ شمع محفل
 آئینہ فکر شد مکدر
 صد داغ بہ ہر دلے است مضمحل
 تاریخ وصال گفت ہاتف

شمع مشکات نقش بندان
 از ظل تومی گریخت شیطان
 مرآت جمال ذات یزدان
 عدل عمرو جیائے عثمان
 مردانہ سپردی جان بہ جانان
 جمعیت ذکر شد پریشان
 صد زخم بہ ہر سرے نمایان
 افسوس قتاد برج عرفان

تاریخ طبع کتاب "خمسة کوکب"

از پے تا پید نہیب طبع شد
 خمسة مطبوع کوکب طبع شد

خمسة چون پنجہ رنگین یار
 خیر سالش بازبان لال گفت

۱۲۹۳ = ۱۲۶۳

+ ۳۰

تاریخ ولادت برخوردار محمد یوسف فرزند قدرت اللہ

جناب حق پسرے داد قدرت اللہ را
چون جلوہ داد ز کتم عدم پس از یعقوب
کہ از بیاض جبینش عیان سعادت اوست
غلام یوسف مکی - سن ولادت اوست

۱۲۹۷

تاریخ تعمیر مسجد شریف خالقہ ارشاد پناہ

تعالی اللہ عجب مسجد بنا شد
رقم زود خیر تاریخ بنایش
کہ شد اسلام راز و رونق تام
عبادت خانہ پاکیزہ اسلام

۱۰۳۱

تاریخ تولد برخوردار حضرت زید بن عبداللہ بن عمر سلم اللہ

حضرت زید ابن عبداللہ فرزند عمر
بوالحسن عبدالغنی - سال میلادش بگو
ایضاً

۱۳۲۳

سال میلاد زید شیخ جهان شد - محمد بشارت الرحمن

تمام شد کلام عربی و فارسی کہ بہ دست عاجز رسیدہ - والحمد للہ اولاداً و آخراً و الصلوة
والسلام علی سید محمد و آلہ وصحبہ دائماً و سرمداً -

فصلِ ہفتم

در

بیانِ سلاسلِ سببِ مبارکہ

جد امجد بزرگوار حضرت ابوالسعادات شاہ محمد عمر قدس اللہ تبارکہ سلاسلِ سببِ مبارکہ را نظم فرمودہ اند۔ سلاسلِ ثلاثہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ۔ را ہم بہ تفصیل نظم فرمودہ اند و ہم بہ اختصار عاجز شجراتِ مختصرہ را بعد از نثر ذکر می کند۔ حضرت جد امجد تا بابائے دوم سلاسلِ مبارکہ را ذکر کردہ اند عاجز در شعر آخر از ہر شجرہ مبارکہ تغیر کردہ۔ اسم مبارک حضرت ایشان د اسم مبارک سیدی الوالد قدس اللہ اسرار ہما ذکر کردہ است۔

۱۔ شجرہ نقشبندیہ

- ۱۔ الہی بہ حرمتِ رحمتِ عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمتِ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
- ۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
- ۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت قاسم رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ عزیزان علی رامینتی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ بابا ستماسی رحمہ اللہ و رضی عنہ

- ۱۵۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ ستیدا میر کلال رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۶۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ سید بہار الدین نقشبند رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۷۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ غلام الدین عطار رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۸۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ یعقوب چرخي رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۹۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ عبید اللہ آحرار رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۰۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ محمد زاہد رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ درویش محمد رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ خواجگی اُمکنگلی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۴۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۵۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ محمد معصوم فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۶۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ شیخ سیف الدین فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۷۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ سید نور محمد بدایونی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۸۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ مرزا جان جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۱۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۲۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۳۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 شجرہ منظومہ نقشبندیہ

علیہ الصلوات وعلیہ السلام
 بہ سلمان دگر صاحب مصطفی
 دگر جعفر صادق ذی نسب
 دگر ابوالحسن زہیر ہر مرید
 دگر خواجہ یوسف شہ القیا

الہی بہ حق شہ خاص و عام
 ابوبکر صدیق ظل خدا
 الہی بہ آن قاسم فیض رب
 شہ عارفان خواجہ بایزید
 بہ آن خواجہ بوعلی رہنما

بہ آن عبدِ خالقِ مُعلّیٰ نظر
 بہ آن خواجہ محمودِ سی شاعر
 بہ آن خواجہ بابا شہ با کمال
 بہ مُشکلِ کُشا داروئے درو مند
 الہی بہ یعقوبِ چرخِ مقام
 بہ آن خواجہ زاہدِ با صفا
 بہ آن حضرتِ خواجگی بانیا ز
 بہ حقِ مجدِّدِ مقدّس جناب
 بہ آن شاہِ معصومِ عالی مقام
 بہ نورِ محمد شریفِ النسب
 بہ قطبِ جہان شہ غلامِ علی
 بہ آن درّ شہوارِ دریائے نور
 حبیبِ خدا شاہِ احمد سعید
 بہ آن آفتابِ حرمِ شہِ عمر
 الہی بکنِ رحم و عرفانِ بدہ
 بکنِ عفو یاربِ گناہانِ من
 درین دارِ ناپا ندار این تباہ
 ز بارِ گناہانِ سبک دوشِ کُن
 چنان اے خدا از خودی وارطان
 دگر خواجہ عارفِ راہبر
 دگر شد عزیزانِ علی نامدار
 دگر بحرِ عرفانِ اسپرِ کلال
 امامِ الطریقہ شہِ نقشبند
 دگر شاہِ احرارِ ناصرِ امام
 دگر خواجہ درویشِ بحرِ عطا
 دگر باقیِ باللہ دانائے راز
 کہ گشت از وجودش جہاں فیضیا
 دگر سیفِ دینِ قبلہ خاص و عام
 دگر جانِ جانانِ منظرِ لقب
 دگر حضرتِ بوسعیدِ ولی
 بہ آن لعلِ یکتائے کارِ سرور
 کہ چشمش سوی اللہ کس راز دید
 ابوالخیرِ قطبِ جہانِ سر بہ سر
 مرا نسبتِ این عزیزانِ بدہ
 کہ از حدِ گزشت است عصیانِ من
 نہ کردست کارے بغیر از گناہ
 بہ جامِ محبتِ تو مدہوشِ کُن
 کہ ہرگز نہ ماند ز بودم نشان

۲۔ شجرۂ قادریہ

- ۱۔ الہی بہ حرمتِ رحمتِ عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمتِ امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
- ۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ
- ۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ

- ۵۔ الہی بہ حرمت حضرت زین العابدین علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد باقر رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمت حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمت حضرت موسیٰ کاظم رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمت حضرت علی رضا رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۰۔ الہی بہ حرمت حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۱۔ الہی بہ حرمت حضرت بصری سقطی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۲۔ الہی بہ حرمت حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۳۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوبکر شبلی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۴۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالواحد مہمینی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۵۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوالفتح یوسف طرطوسی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۶۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوالحسن ہنکاری رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۷۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوسعید مخزومی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۸۔ الہی بہ حرمت حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۹۔ الہی بہ حرمت حضرت سید عبدالرزاق رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۰۔ الہی بہ حرمت حضرت سید شرف الدین قتال رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت سید عبدالوہاب رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت سید بہاء الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت سید عقیل رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۴۔ الہی بہ حرمت حضرت سید شمس الدین صحرائی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۵۔ الہی بہ حرمت حضرت سید گدار حمن اول رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۶۔ الہی بہ حرمت حضرت سید شمس الدین عارف رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۷۔ الہی بہ حرمت حضرت سید گدار حمن ثانی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۸۔ الہی بہ حرمت حضرت سید شاہ فیصل رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ کمال کنتھلی رحمہ اللہ ورضی عنہ

- ۳۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ سکندر رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۱۔ الہی بہ حرمت حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۲۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۳۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالأحد وحدث فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۴۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد عابد ستامی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۵۔ الہی بہ حرمت حضرت مرزا جان جانان مظہر رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۶۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۷۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۸۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۴۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

شجرہ منظومہ قادریہ

بہ حق احمد مرسل علی شبیر و آن شہر
 امام موسیٰ کاظم علی موسیٰ رضا ہادی
 شہ لبو بکر شبلی پس جناب عبد واحد شاہ
 بہ حق ابوسعید وغوث سبحانی محی الدین
 بہ سید عبد وہاب و بہار الدین عقیل ارشد
 بہ شمس الدین عارف پس گدار حملن با توقیر
 مجدد الف ثانی شیخ احمد مرشد عالم
 بہ حضرت جان جانان و بہ عبداللہ شہ رہبر
 بہ آن حضرت عمر پس شہ ابوالخیر رفیع الشان
 بہ زین العابدین حضرت امام باقر و جعفر
 بہ معروف و بہ سہری و جنید آن قطب بغدادی
 بہ خواجہ ابوالفرح طرطوسی و آن ابوالحسن آگاہ
 بہ شاہ عبد رزاق بہ شرف الدین مولیٰ بین
 بہ شمس الدین گدار حملن پور ابوالحسن ازہد
 فضیل رہبر و شاہ کمال و شہ سکندر پیر
 سعید عنصر و ہم عبدالأحد پس شیخ عابد ہم
 بہ شاہ ابوسعید و مرشد ہم احمد سعید انور
 بہ حق این عزیزان کن دل تاریکے روشن

۳۔ شجرہ چشتیہ

- ۱۔ الہی بہ حرمت رحمت عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ۲۔ الہی بہ حرمت امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

- ۳۔ الہی بہ حرمت حضرت حسن بصری رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۴۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۵۔ الہی بہ حرمت حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۶۔ الہی بہ حرمت حضرت ابراہیم بن اڈثم رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۷۔ الہی بہ حرمت حضرت حذیفہ مرقش رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۸۔ الہی بہ حرمت حضرت ہبیرہ بصری رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۹۔ الہی بہ حرمت حضرت اسحاق علودینوری رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۰۔ الہی بہ حرمت حضرت ابواسحاق شامی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۱۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوالاحمد ابدال چشتی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۲۔ الہی بہ حرمت حضرت ابو محمد چشتی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۳۔ الہی بہ حرمت حضرت ابویوسف چشتی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۴۔ الہی بہ حرمت حضرت موود چشتی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۵۔ الہی بہ حرمت حضرت حاجی شریف زندانی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۶۔ الہی بہ حرمت حضرت عثمان ہارونی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۷۔ الہی بہ حرمت حضرت معین الدین حسن سنجر رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۸۔ الہی بہ حرمت حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۹۔ الہی بہ حرمت حضرت فرید الدین گنج شکر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

نظامیہ

ازیں جاو و شعبہ شدہ

صابریہ

- | | |
|---|--|
| ۲۰۔ الہی بہ حرمت حضرت سلطان نظام الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ | ۲۰۔ الہی بہ حرمت حضرت مخدوم علی صابر رحمہ اللہ ورضی عنہ |
| ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت نصیر الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ | ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت شمس الدین ترک رحمہ اللہ ورضی عنہ |
| ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت سید جلال الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ | ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت جلال الدین پانی پتی رحمہ اللہ ورضی عنہ |
| ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت سید اجل بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ | ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالحق زردلووی رحمہ اللہ ورضی عنہ |
| ۲۴۔ الہی بہ حرمت حضرت سید ابوالحسن بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ | ۲۴۔ الہی بہ حرمت حضرت احمد عارف رحمہ اللہ ورضی عنہ |
| ۲۵۔ الہی بہ حرمت حضرت درویش اودھی رحمہ اللہ ورضی عنہ | ۲۵۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد عارف رحمہ اللہ ورضی عنہ |

درین جا ہر دو شعبہ مجتمع شدند

- ۲۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالقدوس گنگوسی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۲۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت رکن الدین رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۲۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مخدوم عبدالأحد فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۲۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالأحد وحدت فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد عابد ستامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مرزا جان جانان منظر رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ

شجرہ منظومہ چشتیہ

یا الہی از طفیل شافع روز جزا
 عبد واحد پور زید و شہ فضل بن عیاض
 پس ہبیرہ خواجہ مشار و ابواسحاق پیر
 خواجہ مؤدود زرگر حاجی شریف ندنی
 پس علی شیر خدا و آن حسن پیر ہدا
 شیخ ابراہیم آدم پس خلیفہ رہنما
 ابو محمد چشتی و ابو احمد و یوسف ضیا
 خواجہ عثمان و معین الدین حسن غوث کرا

صابریتہ — دو شعبہ — نظامیہ —

۵ خواجہ قطب الدین کاکلی خواجہ گنج شکر
 حضرت صابر علی و شمس دین با خدا
 ۶ شہ جلال الدین کبیر و شیخ عبدالحق ولی
 شیخ احمد عارف و عارف محمد بے ریا
 ۵ خواجہ قطب الدین کاکلی خواجہ گنج شکر
 شہ نظام اولیا و آن نصیر اصغیا
 ۶ پس محمد حضرت گیسو دراز و صدر دین
 بندگی ابن حکیم و شاہ قاسم با خدا

این جایک شده

- ۷- عبد القدوس ولی و شاہ رکن الدین دگر
 ۸- خازن الرحمہ سعید و شاہ گل عبدالاحد
 ۹- شاہ عبداللہ و حضرت ابو سعید احمدی
 ۱۰- حضرت شاہ عمر شاہ ابوالخیر ولی
 شاہ مخدوم و مجدد قبلہ ہر دوسرا
 شیخ عابد قبلہ و منظر حبیب کبریا
 قطب عالم مرشد م احمد سعید حق نما
 آن چہ دادی این بزرگان را بہ عاجز کن عطا

۴- شجرہ سہروردیہ

- ۱- الہی بہ حرمتِ رحمتِ عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ۲- الہی بہ حرمتِ امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
 ۳- الہی بہ حرمتِ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۴- الہی بہ حرمتِ حضرت حبیب عجمی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۵- الہی بہ حرمتِ حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۶- الہی بہ حرمتِ حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۷- الہی بہ حرمتِ حضرت ستری سقظی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۸- الہی بہ حرمتِ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۹- الہی بہ حرمتِ حضرت ممشاد دینوری رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۰- الہی بہ حرمتِ حضرت احمد اسود دینوری رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۱- الہی بہ حرمتِ حضرت محمد رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۲- الہی بہ حرمتِ حضرت یار محمد رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۳- الہی بہ حرمتِ حضرت عبداللہ عمّویہ رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۴- الہی بہ حرمتِ حضرت ابو حفص عمر وجیہ الدین رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۵- الہی بہ حرمتِ حضرت ابوالنجیب عبدالقادر ضیاء الدین سہروردی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۶- الہی بہ حرمتِ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۷- الہی بہ حرمتِ حضرت بہار الدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۸- الہی بہ حرمتِ حضرت صدر الدین رحمہ اللہ و رضی عنہ

- ۱۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت سید جلال الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت سید اجل بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ہڈھن بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت درویش اودھی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مخدوم عبدالأحد رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالأحد وحدت فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد عابد ستامی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مرزا جانِ جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

شجرہ منظومہ شہرِ رومیہ

جناب مرتضیٰ حضرت حسن بصری شہرِ رومیہ
 بہ بستی و جنید قبلہ و مشاوشہ موصوف
 شہ پار محمد بعد ان شد شاہ عبداللہ
 وگر شیخ جہان حضرت شہاب الدین باہمکین
 بہ مخدوم جہان گشت و بہ سید اجل حق بین
 شہ قدوس و رکن الدین وہم عبدالأحد آگاہ

بہ حق خاتمِ مرسل محمد شافعِ محشر
 حبیبِ مرشد و داؤد طائی خواجہ معروف
 بہ خواجہ احمد اسود و گریخ محمد شاہ
 وجیہ الدین عبدالقادر حضرت ضیاء الدین
 بہار الدین ملتانی بہ صدر الدین و رکن الدین
 بہ ہڈھن شاہ و درویش محمد ابن قاسم شاہ

شہ عبدالاحد ہم شیخ عابد ہادی اُمت
 بہ شاہ بوسعید احمد سعیدان منظر بیزدان
 بہ فضل خود دراز سیر وحدت بردلم بکشا

مجدد قطب ربانی سعید خازن رحمت
 شہید جان جاناں و بہ عبد اللہ شہ دوران
 عمر غوثِ جهان و شہ ابوالخیر است پیر ما

۵۔ شجرہ کبرویہ

- ۱۔ الہی بہ حرمت رحمت عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمت امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
- ۳۔ الہی بہ حرمت حضرت حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۴۔ الہی بہ حرمت حضرت زین العابدین علی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۵۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد باقر رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمت حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمت حضرت موسیٰ کاظم رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمت حضرت علی رضا رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمت حضرت معروف کرخ رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۰۔ الہی بہ حرمت حضرت سقظی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۱۔ الہی بہ حرمت حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۲۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوعلی رودباری رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۳۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوعلی کاتب رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۴۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوعثمان مغربی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۵۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوالقاسم گرگانی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۶۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوبکر نساخ رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۷۔ الہی بہ حرمت حضرت احمد غزالی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۸۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوالنجیب عبدالقاسم ضیاء الدین رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۹۔ الہی بہ حرمت حضرت عمار نیاسر رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۲۰۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوالجناب نجم الدین کبریٰ رحمہ اللہ و رضی عنہ

- ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت بابا کمال رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت احمد رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت عطاء یا خالدی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۴۔ الہی بہ حرمت حضرت شمس الدین فرغانی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۵۔ الہی بہ حرمت حضرت حمید الدین سمرقندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۶۔ الہی بہ حرمت حضرت جلال الدین بخاری رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۷۔ الہی بہ حرمت حضرت سید جلال الدین جہان گشت رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۸۔ الہی بہ حرمت حضرت سید اجل بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۹۔ الہی بہ حرمت حضرت مہدین بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۰۔ الہی بہ حرمت حضرت درویش اودھی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۱۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۲۔ الہی بہ حرمت حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۳۔ الہی بہ حرمت حضرت مخدوم عبدالأحد رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۴۔ الہی بہ حرمت حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۵۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۶۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالأحد وحدث فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۷۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد عابد ثانی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۸۔ الہی بہ حرمت حضرت مرزا جان جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۴۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۴۱۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۴۲۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۴۳۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

شجرۃ منظومہ کبریٰ

بہ حق صاحب لولاک و ہم شاہ نجف چیدر امام دین حسین و شاہ زین العابدین رہبر

محمد باقر ہادی، امام جعفر صادق
 شہ معروف کرخی باز مری مرشد عالم
 بشیخ بوعلی کاتب ابو عثمان شہ مغرب
 شہ بو بکر نجاج و شہ احمد غزالی نیز
 شہ عمار و نجم الدین کبریٰ ہادی این راہ
 بہ شمس الدین فرغانی حمید الدین گرجوم
 بہ سید اجل رہبر بہ سید بڈھن آن حق بین
 شہ عبد الواحد دیگر مجدد ہادی امت
 محمد غایب ہادی و حضرت منظر عالم
 محمد با عمر پسر شہ ابوالخیر مبارک جان

مخفی نہ ماند کہ درین شجرہ منظومہ و در شجرہ منظومہ مداریہ و قلندریہ بعد از حضرت شاہ عبداللہ غلام علی
 نام حضرت شاہ ابوسعید ذکر نہ شدہ بلکہ نام حضرت شاہ احمد سعید ذکر کردہ شدہ و ہذا للاختصار چون کہ حضرت
 شاہ احمد سعید کسب سلوک از حضرت شاہ عبداللہ غلام علی کردہ اند و خلافت نیز از آن حضرت یافتہ اند و ذکر
 حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ اسرار ہم از وجہ برکت است ازین جہت جائز است کہ ذکر حضرت ایشان
 نہ کردہ شود۔

۶۔ شجرہ مداریہ

- ۱۔ الہی بہ حرمت حضرت رحمت عالمیان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمت امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
- ۳۔ الہی بہ حرمت حضرت عبداللہ علم بردار رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۴۔ الہی بہ حرمت حضرت عیین الدین شامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۵۔ الہی بہ حرمت حضرت عین الدین شامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمت حضرت طیفور شامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمت حضرت بدر الدین شاہ مدار رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمت حضرت سید اجل بہرائچی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمت حضرت بڈھن بہرائچی رحمہ اللہ و رضی عنہ

- ۱۰۔ الہی بہ حرمت حضرت دوریش اودھی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۱۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۲۔ الہی بہ حرمت حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۳۔ الہی بہ حرمت حضرت مخدوم عبدالأحد رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۴۔ الہی بہ حرمت حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۵۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۶۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالأحد وحدت فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۷۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد عابد شامی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۸۔ الہی بہ حرمت حضرت مرزا جان جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ عبدالغلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوالخیر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

شجرہ منظومہ مداریہ

شہ صدیق بو بکر و علم بروار عبداللہ	بہ حق اشرف المخلوق حضرت احمد آگاہ
بدیع وقت بد الدین مدار و مرشد این راہ	یسین الدین و عین الدین و طیفور این شامی
بہ رکن الدین ہم عبدالأحد و دیگر مجد و شاہ	باجل شاہ و بدھن شاہ و دوریش شہ قدوس
بہ حضرت جان جانان و بہ عبداللہ شہ فی جا	سعید عصر ہم عبدالأحد وحدت شہ عابد
دلم راکن ز سیر خویشتن آگاہ یا اللہ	بہ شہ احمد سعید و شہ عمر شاہ ابوالخیر م

۷۔ شجرہ قلندریہ

- ۱۔ الہی بہ حرمت حضرت رحمت عالمیان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالعزیز رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۳۔ الہی بہ حرمت حضرت خضر رومی رحمہ اللہ ورضی عنہ

- ۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت نجم الدین قلندر رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت قطب الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد شاہ رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالسلام رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مخدوم عبدالاحد رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالاحد وحدت فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد عابد ستامی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مرزا جانِ جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ عبدالغلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوالنجیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

شجرہ منظومہ قلم دربیہ

بہ حق احمد مختار وہم عبدالعزیز آگاہ
 بہ قطب الدین بینا دل محمد شاہ مولیٰ بین
 شہ عبدالاحد دیگر مجدد پس سعید انور
 بہ عبداللہ وشہ احمد سعید وشہ عمر ذی شان
 پروردگار از نسبت این بزرگواران سرشار فرماید و محبت و معرفت خویش عنایت کند۔
 زاکرام و انعام و احسان خویش
 دلش راز عشق خود آباد کن
 عطا کن بہ عاجز تو عرفان خویش
 زونیا و ما فیہا آزاد کن
 تَمَّتِ السَّلَاسِلُ السَّبْعَةُ وَ لِلَّهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ وَعَلَى رَسُوْلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحِيَّةُ۔

فصل ہشتم

در

بیان علالت و وصال بہ حضرت ذوالجلال

حدیث و صل آن مخدوم عالم مگر شاید بہ خونِ دل نویسم

امام ابوالعباس احمد بن محمد شہاب الدین قسطلانی در کتاب المواہب اللدنیۃ بالمعجم المحمّدیۃ علی صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ در اواخر فصل اول از مقصدِ عاشر نوشتہ و فی سنن ابن ماجہ اندہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی مرضہ - آیہا الناس ان احدا من الناس اذ من المومنین اُصیب بمصیبة فلیتعر بمصیبة لی عن المصیبة التي تصیبه بغيری فان احدا من امتی لن یصاب بمصیبة بعدی انشد علیہ من مصیبتی - یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مرضِ وفات خود فرمود - اگر از شما یان کسے را مصیبتے رسید پس وے بہ مصیبت من (ای مصیبت فراق من) از آن مصیبت کہ بہ وے رسیدہ عزّاجا حاصل کند چہ برائے امت من از فراق و جدائی من ہیچ مصیبت بیشتر نیست حضرت حسن بصری چون روایت حدیث اُسْتَنْ حَتَّانَ مِی کَرَمِی کَرِیت دِی کُفْت - ہذا خشبة تُحَنّ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانتم اُحَقُّ ان تَشْتاقوا الیہ - این چوب است و برائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آہ و گریہ می کند - و شما یان اُحَقُّ ہستید کہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشتاق باشید - و این ہم نوشتہ کہ ابوالجوزار اوس بن عبداللہ الربعی المتوفی ۳۳ھ می گفتند کہ از اہل مدینہ اگر یکے را مصیبتے می رسید فقالتش آمدہ مصافحہ کر وہ می گفت اے بندہ خدا تقوی گزین ، فان فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ - و نوشتہ و یعجبنی قول القائل -

وَاعْلَمَ بِأَنَّ الْمُرَّ غَيْرُهُ مُخَلَّدٌ

إِصْبِرْ لِكُلِّ مُصِيبَةٍ وَتَجَلَّدِ

تَوْبُ تَنْوِبِ الْيَوْمِ تَكْشِفُ فِي غَدٍ

وَإِصْبِرْ كَمَا صَبَرَ الْكِبْرَامُ فَإِنَّهَا

فَأَذْكَرُهُ مَصَابِكُ بِالنَّبِيِّ مُحَمَّدٍ

وَإِذَا أَتَتْكَ مُصِيبَةٌ تُشْجِي بِهَا

چون مصیبتے رسید صبر کن و در خود قوت برداشت پیدا کن و بدان کہ کسے ہم پائندہ نیست ، و باید کہ

بر رنگ برگزیدگان صبر کنی و بدان کہ مصیبت بہ نوبت خود ہر یکے را رسیدنی است ، و مصیبتے کہ امروز رسیدہ است

بہ فردایش نہ خواہد ماند پس ہر گاہ کہ مصیبت مؤلم بہ تو رسید مصاب فراق نبی صلی اللہ علیہ وسلم را یاد کن

حضرت سیدی الوالد عند ارتحال والدہ الماجدہ قدّس اللہُ اسرارہما مکتوبے کہ بہ سیادت پناہ و معارف آگاہ مولانا سید عبدالسلام ہنسوی قدس سرہ نوشتہ اند: چند سطر اولین آن برائے عاجز باعث تقویتِ جنان است لہذا نقل می کند: "اللہ سبحانہ المنتہ والحمد والشکر علی ما انعم و علی ما ابتلی، ہر چند این مصیبتِ عظمیٰ فوتِ جنین ولی و مرشد و شفیق و عاشق و معلم مرہمے و داروئے نہ دارد، می دانم کہ تالیپ گور این داغِ مونس من است، اما بعد وفات شریف عنایتہا و نوازشہا بیش از ایام حیات مشہود اند و دل را بہ تصویر صورتِ مبارک خورشیدی دارم، اِنَّا لِلّٰہِ سُبْحٰنَہٗ مَلٰکَآءُ عِبَادِیَّہٗ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ بعد چندے ان شارا لہ در ان عالم قدسوسی حاصل خواہد شد" والیکم الان بحديث العلالۃ ثم الاریحال۔

علالت در فصل اول تحت عنوان "اجازت یک قبر" گزشتہ کہ بہ روز جمعہ بست و مہمادی لآخرہ نہم ماہ فروری کہ بستہ از ماہ دلو بود۔ قبیل العصر برائے تفریح بر آمدند و اولاً بہ قیام گاہ امین الاسلام بنگالی رفتند و نماز شام آن جا خواندہ بہ عیادت داود احمد خان پسر نواب منزل اللہ خان علی گڑھی تشریف بردند و از ان جا تا ساعت ہشت بہ خانقاہ شریف رسیدند و این تفریح از آخرین تفریحات و این روز از ایام علالت اول روز بود چون حضرت ایشان بہ خانقاہ شریف رسیدند، برائے نمازِ خفتن بہ مسجد شریف تشریف بردند حضرت برادرِ کلان امامت کردند۔ و حضرت ایشان از سنن فارغ شدہ بہ حرم سرا تشریف بردند و جبۃ ہندی پنبہ دار را کشیدہ برائے حوائج ضروریہ بہ ... "بیت الرّاح" تشریف بردند چون کہ در بیت الرّاح سبک برق نہ رسیدہ بود لہذا حضرت ایشان با چراغ (اللائین) تشریف بردند لکن آنجا کانت عادۃ المبارکۃ۔ از روئے اتفاق عاجز در صحن خانہ ستارہ بود کہ حضرت ایشان از بیت الرّاح بر آمدند۔ و نزد عاجز رسیدہ فرمودند "زید، ما حرارت داریم تو دست خود بر بدن ما نہادہ بہین" عاجز بر پشت مبارک حضرت ایشان بالائے پیرہن دست نہاد تا اندازہ حرارت بکند فرمودند "بالائے پیرہن دست نہادی۔ باید کہ زیر پیرہن بر جسم دست نہی" چنان چہ عاجز بر جسد اطہر ایشان دست نہاد و وض کرد۔ البتہ قدرے حرارت محسوس می شود۔ در دست چپ حضرت ایشان چراغ بود۔ دست راست خود را بر شانہ چپ این عاجز نہادہ فرمودند "بیا کہ بیرون رویم" در ان وقت بر تن مبارک حضرت پیرہن بود۔ خلاف معتاد از دروازہ حرم سرا بیرون تشریف آوردند و از پائین محجر مبارک بہ جہت غرب رسیدہ بہ جہت شمال محجر شریف توقف نمودند۔ و بہ عاجز ارشاد کردند "زید این قطعہ زمین برائے شش قبور است۔ ما خاک این زمین را کندہ ایم۔ این جا قبرے نیست و برائے خود و اولاد خود این قطعہ زمین را تجویز کردہ ایم۔ قبر ما در این جا ساخته شود" حضرت ایشان

نزدِ کُنچِ شمالِ غربیِ محجرِ شریفِ استادہ بودند و با عاجز کلام می فرمودند۔ در والانِ مسجدِ شریفِ بہ اندازہٴ پنجاہ نفر از افغانستان و از ہندوستان حاضر بودند، ہدایتِ حضرتِ ایشان بود کہ ایشان را دیدہ کسے حرکت نہ کند لہذا ہمہ ساکت و خاموش بہ ادب نشسته بودند۔ کَانَ عَلٰی رُؤْسِهِمُ الطَّيْرُ۔ ما بین این جماعت شیخِ غلام احمد ہانسوی رحمہ اللہ نیز بودہ۔ کہ مخلصِ قدیم و عاشقِ صادق و خدمتگارِ خصوصی حضرتِ ایشان و مزاجِ شناس بود۔ ایشان بہ حضورِ قلب و نہایتِ ادب بسمِ اللہ الرحمن الرحیم خواندہ از والانِ مسجدِ شریفِ بہ جانبِ ایشان بہ آہستگی حرکت کردند، چون دوسہ بار بسمِ اللہ شریف را بہ حضورِ قلب خواندند حضرتِ ایشان فرمودند: "ہاں غلام احمد بیایا۔ عاشقِ صادق ارشادِ گرامی شنیدہ، دستِ بستر از عقب بہ جہتِ یسار رسیدند حضرتِ ایشان فرمودند: ماہِ زید می گفتیم۔ و اعادہٴ کلامِ ما سبق کردند۔ شیخِ غلام احمد عرض کرد: ارشادِ مبارک سراسر درست و صواب است۔ و اگر حضورِ اقدس آن جائے را پسند فرمایند کہ اندرونِ محجرِ شریف است مناسب تر باشد۔ حضرتِ ایشان چون این کلام شنیدند آثارِ بشارتِ بر رؤے مبارک ظاہر شد و بہ استعجاب دریافت کردند آیا در محجرِ شریف جائے قبرے ہست۔ بیائید کہ در محجرِ شریف رفتہ آن جائے را بینیم۔ حضرتِ ایشان و این عاجز و شیخِ غلام احمد در محجرِ شریف داخل شدند۔ چون آن جائے را دیدند کہ الحالِ قبر حضرتِ ایشان در آن جائے ہست بہ شیخِ غلام احمد فرمودند: تو درین جا دراز شو تا کیفیتِ واضح تر گردد۔ شیخِ غلام احمد دراز شد و حضرتِ ایشان خوش شدہ بہ شیخِ غلام احمد جزاک اللہ گفتہ بہ عاجز فرمودند: زید این جائے برے قبرِ ما بہتر است۔ این جا قبرِ ما بسازید۔ و باز با عاجز از راہے کہ برآمدہ بودند بہ حرمِ سرافقتند و لباسِ گرم پوشیدہ برائے حلقہ و توجہ بیرونِ تشریف آوردند و تا ساعتِ دو از شبِ مخلصین را بہ ذکرِ پاکِ رب العالمین مصروف داشتند، عاجز گوید۔ حضرتِ ایشان بعد از وفاتِ قبلہ گاہ خود سہ چار سال در خانقاہِ شریفِ قیام کردند و از ۱۳۰۶ھ تا آخرِ ایامِ خانقاہِ شریف بودند۔ و از سرِ نو تمام خانقاہِ شریف را تعمیر کردند۔ مع ہذا کلمہ ازین امر بے خبر بودند کہ در محجرِ شریف جائے یک قبر است۔ در آخرِ وقتِ شیخِ غلام احمد حضرتِ ایشان را آگاہ کردند و حضرتِ ایشان خوش شدند و آن جائے را برائے قبرِ مبارک خود تجویز کردند۔ در تمام امورِ دنیویہ احوالِ مبارک بر ہمین منوال بودند کہ با ہمہ بے ہمہ۔

این اولِ روز بود از علالتِ حضرتِ ایشان۔ از معمولاتِ مبارک در ہیچ معمولِ فرق ظاہر نہ شد۔ اگر بعد از نمازِ حفتن حضرتِ ایشان اظہارِ تپ نہ کردے کسے را خبر ہم نہ شدے۔ و زودوم کہ یومِ شنبہ بود از قیام گاہ خود بیرون نیامدند۔ نہ برائے نماز بہ مسجدِ شریف و نہ برائے تفریح۔ صبا حاکم راہ چائے یک دو بسکٹ تناول کردند۔ و بہ عصر ہم چائے نوشیدند۔ نہ غذا خوردند و نہ عشاء۔ ماہِ سہ برادر بہ

مدرسہ عبدالرب فقیم و سبق خواندیم۔ چون باز گشتیم حسب معمول استفسار از سبق کردند و دعا ہا دادند۔ بہ شب حلقہ و توجہ در قیام گاہ تا نواخت دواز شب کردند۔ اثر تپ و حرارت بر جسم مبارک ظاہر بود۔ دو استعمال کردند روز سوم کہ یوم یکشنبہ بود بہ مثل روز دوم گذشت، اگرچہ

دو استعمال کردند اما ہیچ اثر ظاہر نہ شد۔ نہ غذا خوردند و نہ عشاء البتہ چاہے بہ صبح و مسارنوش کردند۔ حلقہ و توجہ تا نواخت دواز شب کردند۔ چون کہ حضرت والدہ صاحبہ در مستشفی بودند و ہمیشہ کلان در خدمت ایشان بود و ہمیشہ میانہ بہ پانی پت رفتہ بود و در خانہ بہ جز ہمیشہ خورد و عیال حضرت برادر کلان کسے نہ بود ازین جهت حضرت برادر کلان و حاجی ملا احمد طٹاخیل و ملا جان محمد حسین خیل بہ تیمارداری مصروف بودند و تا آخر وقت این ہر سہ نفوس مبارکہ بہ وجہ احسن و اکمل و ازیج خدمت حضرت ایشان کردند۔ روز چہارم کہ یوم دوشنبہ بود این عاجز و برادر خورد بہ مدرسہ فقیم۔ و حضرت برادر کلان بہ خدمت حضرت ایشان مصروف ماندند۔ بہ جز چاہے ہیچ گزارتناول نہ فرمودند۔ مع بذات نواخت دواز شب بہ حلقہ و توجہ مصروف بودند۔ استعمال دو کردند، اما ہیچ اثر ظاہر نہ شد۔ روز پنجم کہ روز سہ شنبہ بود بہ نیم روز حافظ غلام محمد "باغ والا" مع "گلشہا" حاضر شد کہ از بس سُرخ ساخته شدہ بود۔ کلس کلمہ ہندی است و استعمالش بر آن منارہ کوچک می باشد کہ بر سر گنبد ہا و منار ہا از جبت یا از معدن دیگر ساخته می نہند۔ در آواخر فصل اول تحت عنوان "بنائے مسجد و ارادہ حج" عاجز بیان کردہ است کہ حضرت ایشان حافظ غلام محمد را بہ رامپور برائے تعمیر مسجد حضرت محمد مرشد فرستادہ بودند۔ با وجود نقاہت و کمزوری حضرت ایشان حافظ غلام محمد را با گلشہا نزد خود طلب کردند و بسیار خوش شدند و دو ہزار و پنچصد روپیہ بہ ایشان دادند و فرمودند۔ کار بہ وجہ احسن بکنید۔ و فکر در اہم نہ کنید۔ وقتے کہ حضرت ایشان گلشہا را معاینہ می کردند این عاجز حاضر بود۔ روز چہارم و پنجم نیز بہ مدرسہ فقیم۔ و چون ازان جا برگشتیم برائے عرض نیاز حاضر شدیم حضرت ایشان حسب معمول خلاصہ دروس پرسیدند۔ و این روز امین الاسلام و منزل اللہ خان برائے مزاج پرسی حاضر شدند۔ بہ وقت عصر مولوی بخش اللہ حاضر شدند۔ حضرت ایشان بہ بخش اللہ گفتند۔ اے عزیز، آثار دیگر است۔ بعض افراد را از استماع این ارشاد تعجب روے داد، چہ بہ حسب ظاہر چاہے پریشانی نہ بود۔ اما بسیار زود معلوم شد کہ تعجب ایشان غلط بود و آن حج ارشاد کردہ بودند درست بود۔ و این روز اعنی شب چہار شنبہ کہ شب بست و ہفتم ماہ بود تا نواخت دوازہ بہ حلقہ و توجہ مصروف ماند۔ و این حلقہ مبارکہ آخرین حلقات بود۔ **لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ۔** در این روز ہم بہ جز چاہے و دارو استعمال چیزے نہ کردند۔ از علاج طبیب روز چہارم بود۔ ونپ برائے اندک وقت ہم زائل نہ شدہ بود۔ طبیب خیال کرد کہ ازالہ قبض باید کرد تا کہ تپ زائل شود۔

چنانچہ سہل داد۔ بہ نواخت چہار از صباح حضرت ایشان قضائے حاجت کردند چون کہ از چہار روز غذائے نہ خوردہ بودند ضعف و نقاہت غلبہ کرد و حضرت ایشان بر سر پیر دراز شدند و باز تا آخر وقت نہ نشستند۔ روز ششم کہ روز چہار شنبہ بود استعمال چائے ہم نہ کردند۔ البتہ از صباح این روز تا نواخت دہ از شب پنجشنبہ یا شصت بار آب قطرہ قطرہ نوشیدند۔ امروز ڈاکٹر مختار احمد انصاری و حکیم محمد احمد خان فرزند حکیم عبدالمجید خان نیز برائے معاینہ آمدند۔ اگرچہ این ہر دو اطباء کمال از زبان خود چیزے نہ گفتند۔ لیکن از کثرت و احوال ایشان ظاہر شد کہ آنچه دیروز عند الاصل حضرت ایشان بہ مولوی بخش اللہ فرمودہ بودند لے عزیز آثار دیگر است۔ اظہار حقیقت بود۔ امروز در حدیث تپ بیشی بود۔ بیشتر اوقات چشمہاے مبارک را بند داشتہ بودند و چون مبارک چشمان را وامی کردند بہ نہایت شفقت و مرحمت حاضرین رامی دیدند، روز چہار شنبہ در ہمین احوال گذشت و در شب پنجشنبہ غالباً نواخت نہ ونیم بود کہ چشم مبارک کشادند۔ برادر عزیز و این عاجز را دیدند۔ مایان ہر دو حاضر بودیم و مبارک سا قہار را بہ آہستگی می ماییدیم۔ برادر عزیز آن وقت دستار سفید بستہ بودند حضرت ایشان بہ حاضرین فرمودند کہ حاجی ملا احمد شاخیل و تاجان محمد حسن خیل و محمد زمان خروٹی سر وضوی بودند۔ بیند کہ سلم ماچہ خوب دستار بستہ و باز برادر خورد ادعا ہا دادند۔ بعد از یک ساعت چشم واکر وند۔ ماہر دو ما آن وقت موجود بودیم۔ و حضرت برادر کلان برائے کارے رفتہ بودند حضرت ایشان استفسار از برادر کلان کردند۔ عاجز عرض کرد کہ ایشان حالابہ کارے رفتہ اند۔ حضرت ایشان ہر دو را دعا وادہ فرمودند۔ وقت خواب است شامہر دو بروید۔ برادر عزیز بعد قلیل رفتند و این عاجز حسب سابق بہ مالش ساق مشغول ماند۔ غالباً نواخت یازدہ بود کہ باز چشم مبارک باز کردند و نام عاجز گرفتہ فرمودند۔ ہنوز نشستہ امی، عاجز بہ اثبات جواب عرض کرد، بعد ازین کیفیت حضرت والدہ مبارکہ استفسار فرمودند۔ عاجز بعد از نماز دیگر بہ مستشفی رفتہ بود و احوال معلوم کردہ بود۔ لہذا از خیریت ایشان عرض کرد حضرت ایشان اظہار رضامندی کردہ بہ عاجز دعا ہا دادند و بہ شفقت و محبت تمام ارشاد کردند۔ "وقت بسیار گزشتہ برائے خواب برو۔" این دعا و کلام کہ عاجز از حضرت ایشان آن وقت شنیدہ آخر کلام بود۔ و امروز کہ پنجابہ وسہ سال برین واقعہ گزشتہ لذت آن مبارک و شیرین کلام در پردہاے صماخ و در سویدائے قلب محفوظ است و جینا بعد جین عاجز را مسحور کردہ در طرب می آرد۔ افسوس صد افسوس۔ آن قدر بشکست و آن ساقی نہ ماند۔ یہ پنجشنبہ کہ روز ہفتم غلات بود۔ در خانقاہ شریف آثار حزن و ملال و رنج و الم از رو و دیوار بلکہ از ہرزہ خاک ظاہر بود و خانقاہ مبارک از مخلصین صادقین پاک نہاد و صاف کیشان مکتظ بود۔ ہر یک سر افگندہ و ساکت و واجم و حرمین

دکیند بود۔ کسے بہ آہ وزاری مشغول بود و کسے بہ درگاہ بے نیاز و دعا ہامی کرد و کسے از سر صدق و اخلاص آرزو ہا
می کرد کہ جان خود را فدای آن جان جانہا بلکند۔ ولیکن

مَا كَلُّ مَا يَتَمَنَّى الْمَرْءُ مِذْرِكَةً تَجْرِي الرِّيحُ بِمَا لَا تَشْتَهِي السَّفِينُ

وصال بہ صبح معلوم شد کہ بہ اواخر وقت تہجد حضرت ایشان چہمان مبارک کشادند و بہ عجلت تمام استادند و چارتیخ قدم بہ پیش رفتند و باز مراجعت فرمودہ بر سر پیر دراز شدند بہ کسے
بیچ نہ فرمودند۔ کس نہ دانست کہ آن قبلہ مُرادان بہ استقبال کہ برخاستہ بووند۔ و بعد ازین واقعہ نامِ آخر
نہ چشم واکر وند و نہ چیزے ارشاد کردند۔ بعد از نماز عصر دیدہ شد کہ لگہائے ابر بر افق ظاہر گردید۔ آفتاب
رُخ خود را بہ پردہ شب پوشانید۔ و برائے نجوم ردائے سحاب افراشتہ شد۔ روز پنجشنبہ گزشت و شب جمعہ
آغاز کرد۔ مبارک شب رسید و انتظار مبارک اوقات شد۔ چہ حضرت ایشان قدس سرہ نوشتہ اند۔ کما تقدم۔
”بہترین اوقات سحر است یعنی رُبع اخیر، بعد از ان صبح است یعنی وقت نماز فجر، بعد از ان بین العصر
و المغرب بعد از ان بین المغرب و العشاء و بعد از ان جملہ اوقات علی السویہ برابر اند“ قیام حضرت ایشان
در والانِ شمالِ رُویہ بود۔ در والانِ جنوبِ رُویہ کہ مقابل آن دالان بود جماعتے از مخلصین نہ ذکر شریف
مشغول بود۔ حاجی مُلا احمد خان از بے قراری خود نزد آن مبارک جماعت رسید و سورۃ و التّازعات را
تلاوت کرد۔ خودش می گزیت و برادران طریقتش ہم می گزیتند۔ در مسجد شریف مخلصین مصروف ختم
خواجگان و تلاوت قرآن مجید بووند۔ چون منتصف اللیل شد آسمان ہم آہ و بکا را آغاز کرد۔ نواخت یک بود
کہ حافظ عبد الحکیم۔ و حاجی مُلا احمد خان و مُلا جان محمد حسین خیل و حضرت برادر کلان سر پر اور دست کردند
و باز حافظ عبد الحکیم۔ و حاجی مُلا احمد خان و مولوی بخش اللہ و مولوی بدر الاسلام تلاوت سورۃ یاسین شروع
کردند۔ آن وقت صدائے رعد و برق بہ نوعی شدید بود کہ کم دیدہ شدہ و آب از آسمان بہ نوعی می بارید
گویا کہ افواہِ قُربِ را کسے کشادہ است۔ چون بہترین اوقات رسید کہ وقت تہجد است بہ ساعت دو و
وقتی پنج از شب جمعہ بست و نہیم ماہ جمادی الآخرہ ۱۳۳۱ھ صدائے۔ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي
إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۔ بہ گوش حق نبوش رسید۔ و رُوح پاکِ حضرت ایشان لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ
گفتہ۔ سزاوار کرامتِ فَاذْخُلِي فِي عِبَادِي وَاذْخُلِي جَنَّتِي گشت۔ حدیث مبارک قدسی است۔ اَنَا عِنْدَ
ظَنِّ عَبْدِي بِي إِنْ خَيْرٍ فَخَيْرٌ وَإِنْ شَرًّا فَشَرٌّ۔ رعایے حضرت ایشان دانما از مولائے کریم و رحیم
خود ہمین بود۔

أَعُوذُ بِكَ اللَّهُمَّ بِمَا جَنَيْتُهُ وَأَدْعُوكَ رِقًا خَاضِعًا مُتَذَلِّلًا

حَنَانِكَ قُلُّ لِي عِنْدَ نَزْعِي وَمَقْبَرِي لَكَ الْأَمْنُ عِنْدِي مِنْ عَذَابِي تَفَضَّلَا

واظہار این خواہش اکثر در مکاتیب مبارکہ خود کرده اند۔ از روی حدیث مبارکہ عاجز یقین دارو کہ حضرت ایشان درین زمرہ مبارکہ داخل اند کہ حق تعالیٰ بیانش کرده۔ **الْآيَاتُ اَدْلِيَاءُ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا يَتَّبِعُهُمُ الْكَلِمَاتِ اللّٰهُ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔** ای۔ آگاہ باش، بر دوستان خدا هیچ ترس نیست و نہ ایشان اندوہ گین شوند۔ برائے ایشان بشارت است در زندگانی دنیا و در آخرت۔ فرمان پروردگار را هیچ تبدیل نیست و این بشارت همانا رنگاری عظیم است۔ "عاجز احوال مبارکہ حضرت ایشان را از روز ولادت تا روز وفات بہ تفصیل نوشته است۔ بہ نیک وجه اگر در احوال مبارکہ نظر کرده شود پُر ظاہر است کہ حضرت ایشان را از الَّذِينَ آمَنُوا۔ وَاذْكَانُوا يَتَّقُونَ۔ نصیب کامل بود۔ چہ جائے حرام کہ از شبہات کاملًا بر کنار بودند۔ مدۃ العمر از ہدیہ آن افراد اجتناب گلی کردند کہ در مال ایشان حرمت یا کراہت را دخلی می بود۔ ہمہ وقت و ہمہ حال متوجہ بہ مولائے خود می بودند۔ و مخلصین را نیز گرویدہ این کاری ساختند از مکاتیب حضرت ایشان معلوم می شود کہ بہ چہ طور ترتیب ساکنان می کردند۔ از بعض افراد نقل جمیع مکاتیب مبارکہ بالبعینہا مکاتیب مبارکہ بہ عاجز رسیدہ و بیشتر آن مکاتیب مبارکہ را بالترتیب نقل کرده۔ تا معلوم شود کہ حضرت ایشان برائے مخلصان چہ سعیہا می کردند و از شتر نفس و ہوا بہ چہ طور می رہانیدند۔ ہزاران غافلان را از تیر غفلت بہ وادی آگاہی رسانیدند و صدرا افراد را بہ لطف مولائے کریم داخل دائرہ ولایت کردند و آخر بہ سکون تام و خندہ پیشانی ازین جهان رحلت فرمودند۔ حضرت ایشان را وصال بیشتر آمد و ما عاجزان را حزن و ملال مفارقت۔

وَمَا كَانَ خَيْرٌ مِنْهُ هَلَكَةُ هَلِكٍ وَاجِدٍ وَلَكِنَّهُ بُنْيَانٌ قَوْمٍ تَهَكَّمَا

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ رَضِينَا بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَقَدَرِهِ۔ اَللّٰهُمَّ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا۔ عَجَب تر بشنوید کہ چون روح مبارکہ حضرت ایشان پرواز کرد۔ بعد قلیل شور و عرو بروق تمام شد۔ و باران بند شد و عیون را اثری نہ ماند۔ **وَاللّٰهُ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ۔** عزت مرخلای راست و پیغمبر اورا و مومنان را۔ پروردگار مخلصین پاک نہاد را اجرا و ہد کہ جسد مبارکہ خیر جهان را تا آخر **تغییل و تکفین** خیر الاوقات غسل وادہ و کفن پوشانیدہ در والان "تسبیح خانہ" ای عبادت گاہ حضرت شاہ غلام علی و حضرت شاہ ابوسعید و حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ اسرارہم۔ بر سر یہ نہادند۔ و مخلصین پاک نہاد و اہالی شہر مصروف تلاوت شریف شدند کہفن از جامہ بودہ کہ یک و نیم سال قبل

حاجی اسلم ہارکیشی از مکہ مکرمہ بہ آب زمزم شستہ آورده بود۔ آن وقت حضرت ایشان خوش شدہ فرمودہ بودند کہ این جامہ را برائے کفن ما محفوظ کنید۔ حضرت والدہ ماجدہ یک قطعہ از غلاف بیت اللہ الحرام دادند و فرمودند وقتے کہ این قطعہ را یکے از مخلصین برائے حضرت ایشان آورد۔ حضرت ایشان فرمودند این مبارک قطعہ را بر سینہ ما بنہید چنان چہ حاجی ملا احمد خان آن مبارک قطعہ را کہ کلمہ طیبہ کا ملا در آن بہ صورت بانگی تحریر بود۔ بر سینہ اقدس بگسترانید و آن قطعہ بہ طورے درست بر سینہ اقدس آمد کہ گویا کسے اندازہ کردہ آورده باشد۔

بہ وقت اغسال حاجی ملا احمد خان، ملا جان محمد حسین خیل، ملا یاسین مجہر دینی، حافظ عبد الحکیم، مولوی بخش اللہ، مولوی بدرالاسلام، و حضرت برادر کلان حاضر بودند۔ عاجز وید کہ بعد الاغسال آبی کہ در حلقہ چشم مجتمع بود آن را عاشق صادق حاجی ملا احمد چشید و باز بر پیشانی مبارک بوسہ عقیدت ثبت کرد۔ زہے قسمت کہ بہ این سعادت سرفراز گشت۔ در نصف آخر از تاریخ انجیس فی احوال نفس نفیس بر صفحہ ۱۷۱ نوشتہ است۔ وَفِي شَوَاهِدِ النُّبُوَّةِ سُمِّيَ عَلِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَبَبِ زِيَادَةِ فَهْمِهِ وَحِفْظِهِ قَالَ لَمَّا غَسَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَمَعَ مَاءٌ فِي جَفُونِهِ فَرَفَعْتُهُ بِلِسَانِي وَازْدَرَدَتْهُ فَأَرَى قُوَّةَ حِفْظِي مِنْهُ۔ عاجز یقین دارد کہ ملا احمد خان نیز فوائد با برداشته باشد۔ رحمہ اللہ۔

قبر مبارک در ہند اجازت حکومت نیست کہ بہ حد و شہر غیر از قبرستان قبر ساختہ شود۔ حضرت ایشان را کسے بہ این قانون خبر کردہ بود۔ لہذا از اواخر ماہ رمضان ۱۳۳۴ھ از کوئٹہ چند کاتب بہ مخلصین دہلی نوشتند کہ اجازت یک قبر در خانقاہ شریف از حکومت حاصل کنید۔ عاجز یاد دارد کہ بہ حافظ عبد الحکیم و مولوی بخش اللہ دوسہ خط این عاجز نوشتہ بود۔ لفظ از حضرت ایشان می بود و عاجز آن را می نوشت۔ با وجود مکرر دوسہ کتر نوشتن حضرت ایشان مخلصین دہلی تغافل کردند۔ وَكَانَ ذَلِكَ قَدْرًا مَقْدُومًا۔ بہ روز جمعہ بست و دوم جمادی الآخرہ کہ روز اول از علالت بود حضرت ایشان بہ این الاسلام عضو مجلس شورای ہند و نواب منزل اللہ خان رئیس مشہور از علی گڑھ۔ را در خصوص این امر گفتند کہ اتقدم البیان فی الفصل الاول۔ حاجی ملا احمد خان چون از تفصیل و تکفین فراغت یافت، این الاسلام و منزل اللہ خان را از واقعہ الیمہ آگاہ کرد و گفت کہ اجازت از حکومت حاصل کنند۔

ارشاد مبارک بہ حاجی ملا احمد در سال ہزار و سہ صد و سی نہ چون حضرت ایشان از کوئٹہ بہ دہلی رسیدند حاجی ملا احمد خان مطاخیل از افغانستان حسب عادت برائے خدمت حاضر شد۔ چون بہ وقت عصر حضرت ایشان برائے تفریح بیرون دروازہ کشمیری

بہت شمالی کوہ رفتند ملا احمد خان را ہمراہ بروند۔ آن جا ملا احمد خان واقعہ طیارہ انگلیسی بیان کرو کہ در کٹواز پائین شدہ بود۔ دوران طیارہ یک افسر و یک رفیقش بود۔ اہالی آن جا را وہ کردند کہ ہر دورا بکشند۔ اما ملا صاحب آن ہر دورا بہ خانہ خود برو باز ہر دو افراد را بہ حفاظت تمام بہ کابل برده بہامیر امان اللہ خان سپرد۔ آن افسر انگلیسی یک تحریر نوشت و بہ ملا صاحب داد۔ عاجزان تحریر را دیدہ بود۔ مفہوش این بود۔ حال این تحریر ملا احمد خان سبب حیات من و رفیق من شدہ است۔ لہذا من از ہر افسر بریطانیہ التماس می کنم کہ وہ معانت ملا صاحب کند و کار ایشان را اجزا نماید۔ عاجزان وقت حاضر بود کہ حضرت ایشان بہ ملا صاحب گفتند۔ "این مکتوب را بہ حفاظت نگاہ دار۔ بہ کار خواہد آمد۔" حضرت ایشان یک سال و سہ ماہ قبل گفتہ بودند۔ و برائے اجازت قبر مبارک آن تحریر بہ کار آمد و دیگر ہیچ کار از آن گرفتہ شد۔ چون آغاز دور سقوی در افغانستان شد ملا صاحب آن تحریر را ضائع کردند۔

ایمن الاسلام و منزل اللہ خان بہ استماع این خبر بہ خانقاہ شریف آمدند و باز بہ کار آمدن تحریر **نزد افسر کلان دہلی "سر مالکم ہیلی"** بہ دروازہ کشمیری رفتند، آن وقت حاجی ملا احمد خان نیز ہمراہ ایشان رفتند و بہ یاد عاجزی آید کہ حافظ عبدالحکیم دہلوی نیز ہمراہ ایشان بود۔ این افسر بسیار سخت مزاج بود۔ اولاً ایمن الاسلام نزد افسر رفت و واقعہ بیان کرد۔ وہ گفت "شما فرما برائے شخصے دیگر خواہید آمد" ایمن الاسلام از انجا برگشتہ بہ نواب صاحب این سخن گفت، چون کہ نواب صاحب با افسران کلان بسیار شناسا بود و حکومت "بریطانیہ" بہ ایشان خطاب "سر" ہم دادہ بود، نزدش رفتند۔ وہ کلام سابق بہ ایشان نیز گفت۔ حاجی ملا احمد خان نیز بانواب صاحب بودند۔ ایشان بہان مکتوب افسر انگلیسی را از جیب کشیدہ بہ سر مالکم ہیلی نشان دادند۔ وہ چون آن تحریر را خواند تعظیماً استادہ شد۔ و احترام ملا صاحب بہ جا آورده بہان دم اجازت داد۔ نواخت یازدہ از روز بود کہ این جماعت بہ خانقاہ شریف با اجازت نامہ رسید۔ حضرت ایشان پانزدہ ماہ بیشتر فرمودہ بودند۔ بہ حفاظت نگاہ دار بہ کار خواہ آمد، اظہار آن ارشاد گرامی بہ این وقت و بہ این شکل شد، وَ کَيْفَ لَا وَقَدْ قَالَ الصَّادِقُ الْمُصَدِّقُ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ، ابْنِ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمَلًا صَدْرَكَ غَنَى وَأَسَدٌ فَفَرَّكَ وَإِنْ لَا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَكَ شُغْلًا وَكَلِمَ أَسَدٌ فَفَرَّكَ۔ حضرت ایشان قَدَّسَ اللَّهُ سِرَّهُ وَتَوَسَّصَ نَيْجَتَهُ را خواہش پیدا شد کہ در جوار حضرت کرام قَدَّسَ اللَّهُ أَسْرَارَهُمْ پیاسا بند و یک ہفتہ قبل برائے قبر خود جائے را تجویز کردند مخلصین را خیال بود کہ ایمن الاسلام و منزل اللہ خان بہ سہولت این کار را خواہند کرد اما کار ساز حقیقی را اظہار کرامت حضرت ایشان منظور بود۔ چنانکہ چہ آن کاغذ بہ کار آمد۔ و "مَنْ حَيْثُ

لَا يَخْتِيبُ“ صادق آمد۔ اللہ فی عبادہ شتُونُ۔

تحفیر و درستی قبر | پروردگار جل شانہ و عظمِ احسانہ شیخ غلام احمد ہانسوی، چودھری مولا داو خان خورجوی، حافظ غلام محمد باغ والا، انشی حسین علی دہلوی، حافظ سلطان

زردوز را جرہائے بے حساب دہد کہ اینہا چون احوالِ حضرت ایشان را بعد العشاءِ الآخرہ متغیر یافتند علی الفؤاد کارگران و بنایان را مہیبا کردہ بہ اعدادِ قبر مبارک مشغول شدند، اولاً فرش سنگ مرمرِ محجر شریف را بہ وخبِ خوب برداشتند و باز در حفرِ قبر مبارک مشغول شدند، بہ دقت تمام این پاک نہادان تا وقتِ عصر بلکہ الی ما بعد صلاۃ العصر ازین کار فارغ شدند۔

نمازِ جنازہ | وصالِ حضرت ایشان بہ نواختِ دو و پنج دقیقہ شد و جسدِ مبارک را تا صلاۃ الفجر در تسبیح خانہ شریف بر سریر نہادند۔ خبر ارتحالِ حضرت ایشان در تمام شہر تا وقت

فجر عام شد۔ و خلقِ خدا دیوانہ و ارا از ہر جہت رو بہ خانقاہ شریف نہاد۔ اگرچہ ہر یک از مخلصین پاک نہاد مہوم و مغموم بود اما پروردگار جلتِ قدرتہ و عظمتِ حکمتہ بہ نوعی آن دارفتگان را فہم و شعور داد کہ بہ نظم جمیل از دروازہ خانقاہ شریف تا سریر مبارک را ہے را برائے آمد و رفت ترتیب دادند کہ کافۃ الناس حضرت ایشان را زیارت کردہ برود، و رائے جماعتِ منتظمین برین امر قرار گرفت کہ جنازہ حضرت ایشان را بہ ”میدانِ پیرٹہ“ ببرند کہ ماہین مسجد جامع و قلعہ واقع است، دران ایام تمام میدان یک قطعہ بود، (حالاً نیم میدان موسوم بہ آزاد پارک) تاکہ کسے از نماز جنازہ محروم نہ ماند، و ایشان چہارتیر ہا را با پایہ ہائے سریر بستند تاکہ خلقِ خدا بیش از بیش بہ سعادتِ محلِ شریف مشرف شود۔ بعد از نواختِ یازدہ از خانقاہ شریف این منوکبِ اجلال با صدر پنج و ملال بہ میدان روانہ شد و تا نواختِ یک بہ میدان رسید۔ حکومتِ دہلی در تمام دفاتر اعلان کرد کہ از مسلمانان ہر کہ خواہد برود و در نماز جنازہ شریک شود و این اعلان در دفاتر نائبِ ملک (والسرائے) نیز شد، لہذا خلقِ خدا جوق در جوق بہ سوائے میدان، پیادہ پا و سوار روان و دووان بود۔ از میرٹھ، بلند شہر، خورجہ، مراد آباد، غازی آباد، فرید آباد، مہرولی، نظام الدین، سونی پت، پانی پت ہزاران افراد دیوانہ وار رسیدند۔ از وہام خلایق بہ حدے شد کہ میدان بہ آن بزرگی تنگ آمد۔ عاجز ملاحظہ کرو کہ ہزاران غیر مسلم بہ کنارہ غربی میدان استادہ بود۔ بعد از نماز جمعہ بہ ساعت دو حضرت ابوالفیض بلال ادا م اللہ از شادۃ امامتِ نماز جنازہ کردند۔ بجوسے کہ بعد از نماز جنازہ بر سریر مبارک شد بیانش متعذر است۔ پروردگار مخلصین صادقین را کہ بہ اندازہ چہار صد نفر از افغانان و ہندیان بودند۔ سریر مبارک را احاطہ کردہ بہ منزلہ حصارِ منیع حصین

شدند و یک جماعت بر ماہر سہ برادرِ محاط شد۔ دِیْنِیْمُ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ جَنَازَۃٌ مُّبَارَکَہٌ رَا اَزْمِیْدَانَ بَرَکَہٌ
خانقاہ شریف برداشتند۔ بر جنازہ مبارکہ دو شالہ نہایت نفیس کہ زر و رنگ داشت انداختہ بودند اگر
مخلصین بہ آہ و بکا و نعرہ اللہ مصروف بودند، دیگران ہم در اشک ریزی و نعرہ اللہ اکبر کثرتاً از ایشان نہ
بودند۔ چون سر بر مبارک از جامع مسجد در حدود بازار داخل شد دیدہ شد کہ تمام بالاخانہ ہا و مقوف از زائرین
وزارات پُر بود، کسے از چشمان خود عقیدہ گوہرِ غلطان شامی کرد و کسے از فرطِ محبت از ہار و ریاحین رامی
پاشید۔ در دیوار ہا از نعرہ ہائے اللہ و از آہ و بکا بہ رنگ "بیت الحزن" غمگین و سوگوار بود۔ یا اللہ من
خَطْبِ جَلِّیٍّ وَ مِنْ رِزِیَۃِ عَظْمٰی۔ بعض مدہوشان بادۂ محبت راجحیناً بَعْدَ حَیْنٍ اَزْ اَعْمَاقِ قَلْبِ صِدَا
بلندی شد۔ این جنازہ ولی پرور گاراست۔ تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائے است۔

بہ وقت تمام جنازہ مبارک راتا نواخت پنج بہ خانقاہ شریف رسانیدند۔ چون کہ قبر مبارک ہنوز تیار نہ
شدہ بود سر بر مبارک را در مسجد شریف نہادند۔ خلق خدا را اصرار شد کہ خدا را یک نظر از دیدار مبارک مرحمت
کنید۔ منتظمین آن را بند و بست کردند۔ آن وقت عاجز عند راسہ المبارک بود۔ دید کہ چشمان مبارک بستہ اند بہ
لوعے کہ در مراقبہ ذکر شریف بستہ می کردند و اسراریرالوجه المبارک کشادہ اند گویا تبسم می فرمایند۔ برادرِ کلان
حضرت جد بزرگوار چون در مکہ مکرمہ بہ شانزدہم ذی الحجہ ۱۲۸۸ھ رحلت فرمودند حضرت جد امجد آن وقت
این رباعی خواندند۔

یاد داری کہ وقت زادنِ تو ہمہ خندان بُدند و تو گریان
آن چنان زی کہ وقت مردنِ تو ہمہ گریان بوند و تو خندان

حضرت ایشان را ہزاران افراد انیم مصداق این رباعی یافتند و دیدند کہ گویا "نَمَّ كَتَوَيْمُ الْعَرَّوْسِ" خفتمہ اند۔
وقت عصر داخل شد و قبر مبارک تکمیل یافت و این ہفت نفر حضرت ایشان را در آرامگاہ
تدفین آخرین فرود آوردند۔ ۱۔ یار محمد خروئی سر و وضوی از اقدم مخلصین حضرت ایشان و مرید
کامل الارادۂ و عاشق صادق ۲۔ حاجی ملا احمد خان مُسَاخِیل از قدما مخلصین و خادم و افرتمیز و شیدائے
حضرت ایشان ۳۔ ملا یاسین صادق الارادۂ و المحبت ۴۔ و ۵۔ حافظ اشفاق الہی و حافظ حفیظ الدین از
میرٹھ ہر دور و لار و در محبت از اصحاب کمال ۶۔ امین الاسلام کلکتوی مرد پاک دل و صاف ضمیر
و عاشق و شیدائے نواب منزل اللہ خان راسخ المحبت و الاعتقاد۔ این ہفت افراد بہ نہایت تعظیم و تکریم
حضرت ایشان را در قبر مکرم نہادند۔ ماہر سہ برادر و حافظ عبد الحکیم و حافظ غلام محمد باغ والا و شیخ غلام احمد
ہانسوی و دو نفر از مخلصین افغانستان آن جا استادہ بودیم۔ بِحُصُولِ النَّسَاکَۃِ وَالشُّمُولِ فِي الْخَدَمَۃِ

نوبتے مایان ہم عندالوضع دست تا بہ حضرت ایشان۔ روحی فداہ۔ رساندیم۔ و باز با صد زور و آلم بر قبر مبارک خاک انداختیم۔ شیخ غلام احمد ہانسوی کراز مخلصین قدا و اصحاب نسبت عاشق صادق و مداح حضرت ایشان بودنی البدیہ این چار شعر خواند۔

شہ ابوالخیر بہ صد خیر بہ سیر جنت
روح پاک تو طلب کرد خدا در قربت
ذات پاک تو فنا گشت بہ ذات واحد
لے دعائے تو سپر بود ز آفت مارا

چون شعر دوم را بہ سوز و درد و اشکباری خواندند عاشقان صاف کیشان را نعرہ ہائے ہو و ہائے دیا اللہ بلند شد۔ یا لہف نفسی لہفہا ما للزمان و مالیۃ۔

فَقَدْنَاہُ وَالْأَمَالَ تَرْجُو حَیَاتِہُ
وَفِي اللَّیْلَةِ الظُّلَمَاءِ يُفْتَقَدُ الْبَدْرُ

بعد از نماز شام زائرین در محجر شریف شمعہا روشن کردند و گلہا بر مزار شریف انداختند شیخ غلام احمد در احوال جذب و بے خودی نزد محجر مبارک می گشت و در آن حال می گفت،

بر مزار پیر روشن ہم چراغے ہم گلے
ہم پر پروانہ سوز دہم صدائے بلبلے
و در ہمان احوال مستی و سرشاری گفت۔

بیاد رگلشن عرفان گلے تازہ دید این جا
مُحِیُّ الدِّینِ عبد اللہ ابوالخیر آمد این جا

از روز وصال حضرت ایشان مخلصین پاک نہاد از اطراف و جوانب رو بہ کعبتہ الآمال آستان خیر فاتحہ

جہان آوردند و شب و روز سلسلہ فاتحہ و ایصال ثواب جاری بود و برائے ایشان انتظامات فطوری و غدا و عشاء کردہ شد مع ہذا منتظمین پاک ضمیر ارادہ کردند کہ بہ بست و نہم رجب الحرام فاتحہ کبری کنند و بہ آن وقت مشائخ طرق و علماء اعلام و عمائدین شہر و کثرت اطراف را مدعو کنند تا در حلقہ کبری رسم ستار بندی و جانشینی انجام پذیرد۔ حافظ عبد الحکیم ابن خیال را پیش حکیم حافظ محمد اجل خان شریفی (حاذق الملک و مسیح الملک) بیان کرد۔ ایشان گفتند۔ زمانہ از حد پرفتین است و اعدا را قلت نیست۔ اگر درین عرصہ یک ماہ دشمنی دعوی استحقاق خانقاہ شریف کرد، مشکلات پیدا خواهد شد، لہذا بہ روز سیوم کہ روز یکشنبہ است جلسہ دستار بندی و جانشینی بکنید و باز در آخر ماہ رجب جلسہ کبری منعقد کنید و تمام مشائخ و اکابر را آن وقت دعوت و ہمید در آن اجتماع تصدیق اعلان این جلسہ کردہ شود۔ چنانچہ منتظمین بر مشورہ حکیم صاحب عمل کردند۔ عاجز گوید حکیم صاحب را پروردگار جبراً و ہدایاً ہاراندیشہ کہ ایشان کردہ بودند بے اساس نہ بود

بلکہ یک سال نہ گزشت کہ بالفعل آن صورت پیدا شد۔ و جماعتی از بدخواہان و اصحاب اغراض فاسدہ ... کرامت النصار را آکہ کار خود ساخته در محکمہ دعوی کردند و بلا وجہ تا دو سال برائے مایان اسباب پریشانی پیدا کردند پروردگار چودھری مولادادخان خورجوی و شیخ غلام احمد ہانسوی و حافظ عبدالحکیم دہلوی و حافظ محمد سلطان زردوز دہلوی را اجرا و ہر کہ ایشان سے عیبہا کردند۔ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْتَطِلُونَ۔

منظمین مخلصین اعلانِ جلسہ صغریٰ از روز یک شنبہ دوم جمادی الاول ۱۳۳۱ھ کردند از
جلسہ صغریٰ علمائین درج ذیل افراد شریک شدند جنرل قونصل سردار غلام حیدر خان بنیابت
 امیر امان اللہ خان نواب ٹونک، پیرزادہ محمد حسین حج، پیرزادہ ڈپٹی مظفر احمد، نواب سراج الدین خان ساکن
 سید وحید الدین احمد بچوڈا، نواب فیض احمد خان، نواب ابوالحسن خان، حکیم حافظ محمد اجل خان، ڈاکٹر
 مختار احمد انصاری، عبدالعزیز دہلوی، میرالوار احمد پیرجی، حسین مرزا از مشائخ و علماء سید احمد ایام
 مسجد جامع (شمس العلماء) حکیم فرید احمد عباسی امر دہلوی، پیرجی عبدالصمد ہشتی (کالے صاحب دلے)
 آخوندجی مختار احمد قادری، پیرجی کرا حسین (صابر بخش دلے)، پیرجی امیر الملک مرزا بلالی آخوند پیرجی
 عبدالرحمن مودودی، پیرجی عبدالوہاب، سید طاہر حسن، امام عید گاہ پیرجی سعید الزبیر مجددی ساکن مغلپورہ
 دہلی، مولوی سردار احمد مجددی رامپوری، جناب سیف الدین ابوالطاہر طاہر مجددی رامپوری، پیرجی
 مظفر علی سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ، مولانا مفتی مظہر اللہ امام جامع فچپوری، مولانا حافظ محمد
 یعقوب مجددی پانی پتی، مولوی عبدالعزیز خلیفہ مولانا کرامت اللہ خان، مولانا عبدالغفار متولی مسجد
 حوض قاضی، جناب مولوی مصباح الدین ساکن مفتی والان، مولوی لطف القادیر ساکن سبزی منڈی
 مولوی محمد ابراہیم قانی، صاحبزادگان درگاہ قطب الاقطاب و سلطان جی درویش چراغ دہلی، و شاہ کلیم اللہ
 وغیر ازیں از رامپور جناب مولوی اعجاز حسین و مولوی معوان حسین و مولوی ریحان حسین از صاحبزادگان
 مجددیہ و از میرٹھ شیخ وحید الدین و شیخ بشیر الدین و از پانی پت نواب زادہ فاخر احمد خان و جمیع مخلصین
 از پانی پت و میرٹھ و بلند شہر و خورج و غازی آباد و سرسہ و ہانسوی وغیرہ آمدند خانقاہ شریف از خلایق
 پربو و حضرت محمد صادق مجددی کابلی فرزند اصغر حضرت غلام قیوم قدس سرہ (حضرت صاحب کابل)
 بہ روز چہار شنبہ کہ روز ششم از علالت حضرت ایشان بو و برائے زیارت حضرت ایشان آمدہ بو و نہ
 چون کہ حضرت ایشان صاحب فرانس بو و نہ با ما سہ برادر ملاقات کردہ بہ روز دوم بہ سر ہند شریف رفتند
 یک شب گزشتہ بو کہ "تلغراف" رسید و از حادثہ ارنجال آگاہ شدند ایشان ہمان دم قصد دہلی کردند
 و در فاتحہ روز سوم شریک شدند و دستار ہا کہ سجادگان آوردہ بو و نہ بر سر حضرت برادر کلان جناب ایشان

ہستند۔ عاجز از افراد متعدّدہ شنید کہ برائے این کار ضرورت بود کہ از حضرات مجددیہ کسے باشد پروردگار ایشان را فرستاد و الحمد للہ علی ذلک۔ و درین جلسہ حضرت الشیخ الولی مولانا عبدالعلی محدث دہلوی با وجود معارذی از مدرسہ عبدالرب تشریف آوردند۔ وقتے کہ جناب ایشان را بر کرسی نشاندہ چارہ افراد نزد حضرت برادر کلان آوردند۔ سیل اشک از چشمان ایشان جاری بود۔ آن وقت حضرت برادر کلان بہ انداز پرورد و پُرسوز این دو دو شعر متنبی خواندند :-

فَلَيْتَ طَالَعَةَ الشَّمْسِينَ غَائِبَةً وَكَيْتَ غَائِبَةَ الشَّمْسِينَ لَمْ تَغِيبْ
وَلَيْتَ عَيْنَ ابْنِ النَّهَارِ بِهَا فِدَاءَ عَيْنِ ابْنِ النَّهَارِ لَمْ تَوَجِبْ

یعنی از دو آفتاب ہا اے کاش طلوع کنندہ آفتاب غائب بودے و غائب شدہ آفتاب غائب نہ می بودے، و اے کاش آن قرص کہ دیر از روز ظاہر کردہ بر آن قرص قداشدے کہ وے رفتہ و باز نہ گشتہ حضرت برادر کلان چند روز پیشتر این اشعار را از حضرت مولانا خواندہ بودند و از مدرسہ بازگشتہ پیش حضرت ایشان خواندہ بودند و امروز در حلقہ تالیف نہایت بر محل خواندند، اہل علم از امتحان این ہر دو شعر و دیگران از بیان و تشریح کہ حضرت برادر کلان کردند بسیار متاثر شدند۔ بہ خیال عاجز چشمے نہ بود کہ اشک نہ می ریخت۔ از کثرت بکا احوال حضرت مولانا در گون شد چنانچہ شیخ غلام احمد و دیگر کار پردازان بہ صد اکرام و احترام مخص کردند عاجز از آن اجتماع و از آن برکات کہ آن وقت کا مظاہر العاطل می ریخت چہ گوید و چہ نوسید۔

مبارک مقام و مبارک جلوس مبارک بیان و مبارک نفوس

شیخ غلام احمد انسوی بہ مشورہ حکیم حافظ محمد اجل خان دستاویزے نوشت و نام ماہر سہ برادران را تحریر کردہ نوشت کہ ایشان و ارثان و جانشینان حضرت خیر جہان اندالبتہ مسند و سجادہ نشین فرزند اکبر اکرم حضرت ابوالفیض بلال ہستند۔ و برین دستاویز تمام اکابر امضا کردند۔

خبر ارتحال حضرت خیر جہاں کالبرق در ہندوستان و بلوچستان و افغانستان بہ سرعت تمام منتشر شد، و مخلصان پاک طینت بہ فاتحہ و ایصال ثواب مشغول شدند۔ مخلصین افغانستان را پروردگار اجر ہادہد کہ ایشان از دیگران پیشتر و بیشتر بودند۔ یکے ہم از ایشان نہ مانند کہ ایصال ثواب از صدقات و اطعام طعام نہ کردہ باشد۔ اگر کسے نانے خیرات کردہ دیگرے پنجاہ گوسفند ذبح کردہ۔ عَلٰی الْمَوْسِعِ قَدْرَةٌ وَعَلٰی الْمُقْتِرِ قَدْرَةٌ وَأَنْ چہ از نعمات و دعا با بودہ فَلَا يَعْلَمُ مَدَاهَا إِلَّا اللَّهُ جَلَّ شَانُهُ۔ و کسانے کہ توفیق سفر یافتند قصد کعبتہ الامال کردند۔ منتظمین پاک نہاد علماء و مشائخ را از تاریخ انعقاد جلسہ کبری آگاہ کردند کہ روز جمعہ تمام کردہ بہ شب شنبہ و بہ روز شنبہ بست و ہم رجب الحرام

۱۳۲۱ھ مطابق شانزده و ہفده مارچ ۱۹۲۳ء یعنی بست و ہفتم و بست و ہشتم از ماہ دلو ۱۳۱۰ شمسی ہجری فاتحہ حضرت خیر جهان است۔ دریں اختضال غیر از آن افراد کہ در جلسہ صغریٰ شرکت کردہ بودند درج ذیل افراد شریک شدند۔ پیر جماعت علی شاہ علی پوری، پیر عبدالحق ہوشیار پوری، پیر سید محمد شاہ قصوری، پیر شاہ سلیمان کنگن پوری، پیر ابوالخیر غازی پوری، مولانا مشتاق احمد امبیٹھوی پیر سید محمد جیلانی بغدادی رفاعی قادری، خالدی نقشبندی حیدرآبادی ثم المدنی، مولوی عبدالعزیز کھلنوی مع جماعت مریدان، مولانا نور احمد پوری امرتسری، مولانا سید عبدالجلیل جڑوہی، مولوی محمد عمر گھوسوی مفتی عبید اللہ مفتی کوٹہ و فرزند ایشان مفتی احمد گل، ملا امان اللہ (استاد ماہروران) ملا مظہر شاہوانی، ملا عبدالعزیز کاکڑی، ملا صاحب خان قمبرانی، ملا عبدالرؤف پشین، ملا ایاز کاکڑی کچلاغی، سید عبدالرحمن از قریہ گل محمد، حاجی محمد اسلم مارکٹی و غیر ہم۔ تمام افراد کہ در فاتحہ شریک بودند برائے حضرت ایشان دعا ہا کردند۔ پیر عبدالحق ہوشیار پوری مزید یک دو شب قیام کردند، ایشان در حدود ہزار و دو صد و نو بد بہ حرمین شریفین رفتہ بودند و آنجا در مکہ مکرمہ با حضرت جد امجد و در مدینہ منورہ با حضرت شاہ عبدالغنی محدث دارالہجرت و حضرت شاہ محمد مظہر قدس اللہ اسرارہم ملاقات کردہ بودند۔ می گفتند کہ حضرات کرام را نسبت بہ حضرت ایشان (حضرت سیدی الوالد قدس سرہ) بسیار پر امید یافتہ می گفتند کہ ایشان را شانے خواهد بود۔ پیر ابوالخیر غازی پوری نیز یک دو شب قیام کردند و مثنوی شریف خواندند و حاضرین را خوش کردند۔ پیر سید محمد بغدادی فرزند سید عبدالرحیم و ایشان فرزند سید عبدالکریم فرزند سید محمد شیخ الاسلام موصل بہرہ برادر کلان خود از بغداد بہ حیدرآباد آمدند۔ نظام دکن میر عثمان علی خان بہ تعظیم پیش آمد و برائے معاش مشاہرہ مقرر کرد۔ سید محمد بغدادی از آہار و اجداد خود مرہبوط بہ سلسلہ قادریہ بود و از شیخ احمد عراقی در طریقہ خالدیہ مجددیہ بیعت بود، شیخ احمد از والد خود شیخ محمد عثمان سراج الدین و ایشان از مولانا خالد کردی شہزوری بیعت بود۔ سید نذیر الدین نیرہ سید محمد بغدادی بہ عاجز بیان می کرد کہ جد امجد من اکثر در حیدرآباد بیان فاتحہ می کردند و می گفتند کہ از فیوضات و برکات آن جا چہ گویم۔ حضرت صاحبزادہ (حضرت ابوالفیض بلال) در نماز دو رکوع از سورہ مریم خواندند، کیفیتی کہ بہ آن وقت روئے داد از بیانش قاصر م۔ جناب سید محمد در ۱۳۵۲ھ بہ مدینہ منورہ تشریف بردند و در ۱۳۶۲ھ در ان دیار مقدس رحلت نمودند، رحمہ اللہ و رضی عنہ۔ بعد از فاتحہ حضرت فضل محمد فرزند نخستین حضرت غلام قیوم مجددی کابلی و جانشین ایشان با جماعتی از مخلصین و فرزند خود جناب ثنائے معصوم مشہور بہ میاجان تشریف آوردند و دعا ہا کردند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

حاجی ملا احمد خان، یار محمد خرنی، سروضوی، محمد زمان خرنی، حاجی نادر خرنی، ملا جان محمد حسین خیل

ملا یاسین جبرانی، ہاشم جبرانی، ملا عمر سلطان خیل، ملا ولی محمد نسوخیل، وازدہلی حافظ عبدالکحیم، حاجی شہاب الدین تاجر

کلاہ، محمد رفیع تاجزفروف بلوری و جینی، نور الہی صندوق والا، انیس الرحمن، عبدالحق اپن، عبد الرحمن
 ٹین والا، حافظ سلطان زرروز، مستری محمد شفیع، مستری عبدالرحیم، حافظ سکندر مدرس در مدرسہ فتحپوری
 نشی حسین علی، حکیم محمد شفیع ماہر امراض چشم ساکن بہ متصل باڑی پہاڑ گنج، شیخ محمد الیاس رانی کھیت الا
 حافظ غلام محمد باغ والا، مولوی بخش اللہ مولوی بدرالاسلام، نشی احمد حسین، حاجی حافظ منیر الدین
 منیر، شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم، وازغیر وہلی شیخ غلام احمد بانسوی، چودھری مولاداد خان خوجوی
 حافظ حفیظ الدین میرٹھی، حافظ اشفاق الہی میرٹھی تقریباً تا دو ماہ شب و روز بہ خدمت مصروف بودند
 و حکیم حافظ محمد اجمل خان شرفی و سیادت پناہ سید احمد امام مسجد جامع دہلی (شمس العلماء) و حکیم فرید احمد
 امر وہوی بہ مشورہ شریک بودند۔ افسوس صد افسوس نہ آن میرٹھقل ماند نہ آن کار پروازان۔ کُلّ مَنْ
 عَلَیْہَا قَانِ وَ یَبْقَی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ۔

یاد باد آن کہ سر کوئے تو ام منزل بود دیدہ راروشنی از خاکِ درت حاصل بود
 آہ ازین جور و نظلم کہ درین واگہ است دای زان عیش و تنعم کہ دران منزل بود
 در دلم بود کہ بے دوست نہ باشم ہرگز چہ تو ان گفت کہ سعی من دل باطل بود

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

باقی از صفحہ ۳۷۰۔ مرتحل و العاریة موداة الی اہلہا، والذی لا الہ الا ہو ما علی ظہر
 الارض شیء احوج الی طول سبحن من لسان۔ ان للقلوب شہوۃ و اقبالاً وان للقلوب فترۃ
 و ادباراً فاغتموها عند شہوتہا و اقبالہا و دعوا عند فترتہا و ادبارہا۔ قال ابو عبیدۃ، الہ
 رَبِّ مَبِیضٌ لثِیَابِہٖ مَدَنٌ لِدِیْنِہٖ، اَلَا رَبُّ مَكْرَمٌ لِنَفْسِہٖ وَ هُوَ لَهَا اٰهْلِبِیْنَ، اَدْرَا وَ السَّیِّئَاتِ
 الْقَدِیْمَاتِ بِالْحَسَنَاتِ الْحَدِیثَاتِ، فَلَوْ اَنْ اَحَدٌ کَمَعَمَلٍ مِنَ السَّیِّئَاتِ مَا بَیْنَهُ وَ بَیْنَ السَّمَاءِ ثُمَّ عَمِلَ
 حَسَنَةً لَعَدَّتْ فَوْقَ سَیِّئَاتِہٖ حَتّٰی تَقْہَرُہُنَّ مِثْلَ قَلْبِ الدَّهْمِ مِثْلَ الْعَصْفُورِ یَتَقَلَّبُ کُلَّ یَوْمٍ کَذَا وَ کَذَا مَرَّةً
 قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ مِنْ اَسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یَجْعَلَ کَنْزَہٗ فِی السَّمَاءِ لِاَنْ تَاکُلَہُ السُّوسُ وَ لَا تَنَالَہُ السَّرَاقُ
 فَلِیَفْعَلَ فَاِنْ قَلْبُ الرَّجُلِ مَعَ کَنْزِہٖ، لِیَسْبَعَكَ بِبَیْتِکَ وَ اَکْفَفَ لِسَانِکَ وَ اَبْکَ عَلَی ذِکْرِ خَطِیئَتِکَ، اَنْتُمْ اَکْثَرُ صِیَابًا وَ اَکْثَرُ
 صَلَاةً وَ اَکْثَرُ اجْتِهَادًا مِنْ اصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَ هُمْ کَانُوْا خَیْرًا مِنْکُمْ، قَالَ الْوَالِدُ یَا اَبَا
 عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ هُمْ کَانُوْا اَزْهَدًا فِی الدُّنْیَا وَ اَرْغَبًا فِی الْاٰخِرَةِ۔ ثَلَاثٌ اَحْلَفَ عَلَیْہُمْ وَ الرَّابِعَةُ لَوْ حَلَفْتَ
 عَلَیْہَا لَبَرَاتٌ، لَا یَجْعَلُ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْ لَدُنْہُمْ فِی الْاِسْلَامِ کَسَیْنٌ لَا سَہْمَ لَہٗ۔ وَ لَا یَتَوَلَّى اللّٰہُ عَبْدًا
 فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ وَلَا یَجِبُ رَجُلٌ قَوْمًا اِلَّا جَاءَ مَعَهُمْ۔ وَ الرَّابِعَةُ الَّتِی لَوْ حَلَفْتَ
 عَلَیْہَا لَبَرَاتٌ، لَا یَسْتَرِ اللّٰہُ عَلَی عَبْدٍ فِی الدُّنْیَا اِلَّا سَتَرَ عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرَةِ۔

فصل نہم

در

بیان بعض قصائد و توارخ وصال حضرت ایشان

برادر طریقت مولوی علی احمد فرزندِ نخستینِ حکیم فرید احمد مدہوی بدروز اولِ عرسِ شریف
حضرت ایشان کہ بہ بست و نہم جمادی الآخرہ ۱۳۲۲ھ بود درج ذیل قصیدہ خوانند۔

قصیدہ

کہ ابر رحمت آید بر آفتق از فضل یزدانی
معطر شد چین از نکہت گلہائے نورانی
کہ اکنون گشتہ است این محفل مارشکِ ضوانی
کہ دور بادہ باشد بہ ساغر ہائے روحانی
بہ سوائے خانقاہ آن مسیح و خضر ربانی
چو طورِ موسوی بہر تجلیہائے عرفانی
کہ شد اربابِ عرفان را چو بحر آب حیوانی
کہ عبد اللہ شد نامش پئے تقویم ایمانی
دوان آید سوائے مرقداں غوثِ یزدانی
حبیبِ حضرت حق چشمہ وینبوع فیضانی
کہ ہست او مہبطِ انوار ستر شیخ نورانی
وہیلہ ساختیم اوراپئے درگاہِ رحمانی
ملکِ ناز و چو یا بد برسش فخر گس رانی
شہابِ ثاقبِ علمِ علی و نورِ عثمانی
شہِ والا نشانِ سلطانِ محبوبانِ سبحانی

صبا آورد پیغام بہار از سمتِ سبحانی
عنادلِ نغمہ سنجانند و نحو تہنیتِ خوانی
ہجومِ رحمتِ پروردگار ہر دو عالم بین
ملائک پے پے آرند مینا ہا پیر از عرفان
الائے تشنگانِ بادہ اُلفتِ دوان آید
شہِ مروان و ابنِ شاہِ مروان منظر جانان
دوان آید سوائے آستانِ آن شہِ والا
امامِ مقتدایانِ جہانِ آن حضرتِ والا
اگر خواہید توفیقِ سعادت ہان دوان آید
بخارِ فضلِ ایزد بوسعیدِ قبلہ عالم
دوان آید سوائے خانقاہِ بقعہ انوار
امامِ مرشدِ برحق شہِ دنیا و دینِ ما
شہِ بو الخیر ما قیوم دورانِ قطبِ راہ ما
ابنِ سوزِ صدیقی، مثیلِ شانِ فاروقی
چراغِ چشمِ آن آقائے ما آن سیدِ سرہند

چہ ساز آسا شود سوزِ نہانِ ما بہ بدستی
 الّا اے بادہ نوشانِ محبت باز صف گیرید
 بیاز حجلہ خود ساقیا وانگہ بکن بریا
 شہا بہر مدّاوا عاجزان جمع انداز یک سر
 نظر واکن بین کین عاشقانِ مست شیدارا
 تورفتی از میانِ ماچہ دلہا راتبہ کروی
 توئی آرام جانِ ماتوئی در مانِ درو ما
 فراموش کردہ ام از دل بہ جز روئے بلیح تو
 بکن این سینہ تارکیم از نورِ رخت روشن
 شہا پروانہ سان رقص دلم گردِ سویدایت
 مدد اے قبلہ عالم تمقائے دلی دارم
 چہ نورانی چراغِ مصطفیٰ ہستی خوشا نسبت
 امامی مُرشدی قلبم فدائے روئے تو بادا
 بہ حق قلبِ نورانی بہ حق سترِ یزدانی
 بہ حق دستِ خود کورا اگر فتم و سنگیری کُن
 بہ آن نسبت کہ من دارم بہ درگاہتِ رحم کُن
 پے تسکینِ قلبم وہ جوابِ اکِ مرشدِ کامل
 خیال تو بہر افروزد ہوا و آرزوئے من
 الّا اے آن کہ پنداری شدہ شیخم ازین دنیا
 نہ میرد شیخِ نورانی کہ شد در راہِ حق فانی
 ہمین آید ندا از قبر آن سلطانِ محبوبان
 پے دیدارِ من داری اگر ذوقے ہمین باید
 دلا از دستگیریان التماسِ دستگیری کُن

چو باشد ساقی ما قبلہ اربابِ عرفانی
 پیالے دور باید کرد با عہبائے رُوحانی
 فضائے مستی و مدہوشی و صد فتنہ سامانی
 بیا کین در دست درانِ محبت راتو درمانی
 صدائے ہائے وہو بر خیز و از سوگاہِ نہانی
 چہ مشکل ساختی منزلِ بینِ کقطبِ نروانی
 توئی خضرِ طریقِ ماتوئی بس آبِ حیوانی
 بیا و حکمرانی کُن کہ بر قلبم تو سلطانی
 بیا رشکِ ارم کُن این مقامِ سختِ ظلمانی
 چو بیند شمعِ رویت در سیاہیہائے عصیانی
 کہ بر عالم نگاہِ لطفِ فراغوثِ ربّانی
 مرا ہم داد مولایم نوا سنجیِ حسّانی
 نظر سوئے مریدان کُن بہ حق نورِ عرفانی
 بہ حق رُوحِ رُوحانی بہ حق نورِ پیشانی
 بہ حق حُبِ قلبم رحم کُن آقائے رُوحانی
 گدا میں در سجودِ ایدین غلامتِ ارنو خودرانی
 مکن پامالِ خاموشی نوائے سوزِ پنہانی
 دلم گوید کہ در مرقدِ تو دانی حالِ حرمانی
 شنو این مطلعِ دیگر اگر خاطر نہ رنجانی
 بقا نازو بہ در بانی پے عشاقِ یزدانی
 کہ من پنہانِ ز دنیا گشتہ ام لیکن نیم فانی
 کہ بینی آن بلالِ من کہ دارو خوئے سلمانی
 رُخ اشعارِ گردانِ سوئے آن مینوعِ فیضانی

لہ چراغِ مصطفیٰ اشارہ بہ چراغِ نبوی است کہ تاریخِ ولادتِ حضرت ایشان است۔

شہِ بوالفیض آن فرخ نژاد و سر شیخ ما
 شہِ بوالنجیر ار رفتہ شہِ بوالفیض خیر اوست
 خداوند اعطا شانِ بلالی کن شہِ مارا
 الہی ما گنہگارِ کیم فیضش آبخارے کن
 الہی طور گردان سینہارا از تجلیہا
 الہی حضرتِ مارا بہ قربِ خود منفر کن
 الہی بہر درگاہِ تو بگر فتم من این دررا
 امام و رہنمائے ما پئے اسرارِ پینہانی
 ہمان نورِ مبین بینم عیان بر فرق و پشانی
 خداوند اشہِ بوالفیض را کن جوئے فیضانی
 کہ شویدا از قلوب ما ہمہ ارجاسِ عصیانی
 الہی از قلوبِ ما بکن وسواسِ شیطانی
 الہی شاہِ را کن مرجعِ عشاقِ یزدانی
 قبولم کن الہی بہر نورِ کوہِ فارانی

علی ہر دم دعائے ما ہمین باید کہ رب اخلف

امامی فی ابنہ الاول و فی الثالث و فی الثانی

قصیدہ

متضمن سال وصال امام العارفین سراج السالکین مجتہد زمان شہلی دوران
حضرت مولانا شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین الفاروقی قدس اللہ سرہ الاقدس

از

(مولانا) اختر شاہ خان اختر امرہوی مدرسہ امداد الاسلام صدر میرٹھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چون نہ برگردون رسد آہنگ پایا ہائے ما
این چہ بارانِ حوادث باردا ز گردون گزو
در فراقِ ساقی وحدت بہ بزم معرفت
سینہ ہر گل اگر چاک است از خارِ الم
روئے نخبِ آتیرہ و تار است اگر از فرطِ غم
ہر زناں نالد بہ باغ از نعرہ زار و زغن
بلبلِ ماجز نوائے غم نہ دارد در چمن
یارب این سوز دلِ ماہست یا سوزِ چیم
یاس طبع ما چسان خندو کہ در عالم نہ دید
آفتابِ حشر باشد بر سرِ مردم چرا
رفت ایام وصال و شامِ ہجران شد پدید
سوزِ عالم چون نہ گرد آفتابِ روزِ حشر
چون نشیند بلبلِ عرفان نہ در بیتِ الحزن
اختر بروجِ کمال و گوہرِ درجِ جمال
شہلی دور و مجتہد وقت و سلمانِ زمن
قطب ارشادِ زمان و عوثِ اوتادِ اوان
حافظِ دینِ مبین و حامیِ شرعِ متین

کز سہامِ درد و غم شد ریش سرتاپائے ما
زعفران روید بہ جائے لالہِ حمرائے ما
خون چکد ہر دم ز چشمِ ساغر و مینائے ما
شد سفید از حزنِ چشمِ زریں شہلائے ما
نیلگون پوشد بہ ماتم قبتہ خضرائے ما
عندلیب خوش نوار و طوطی شیوائے ما
نیست جز آثارِ حسرت بر گلِ رعنائے ما
شورِ محشر ہست یا این شورِ وایوائے ما
جز سہموم یاس و حرمان گلشنِ آہوائے ما
شد درین محشر نہان مہرِ جہان آرائے ما
تا چہ راند بر سرِ ما این شبِ یلدائے ما
صویرِ محشر چون نہ گرد آہ جان فرسائے ما
زخت بست از گلشنِ عالم چمن پیرائے ما
نیرِ اوجِ جلال و مرثیہ مولائے ما
دُرّۃ التاجِ ولایتِ کلبجاو ماوائے ما
فخرِ زہادِ جہان و شیخِ بے ہمتائے ما
ہادی راہِ یقین و سیدِ یکتائے ما

شہرِ دہلی بود جا بلسا و جا بلقائے ما
 خرمن آرزو ہولے نفسِ ناپروائے ما
 بود انفاسِ نفیسیش گویا صہبائے ما
 خالقِ ہمیش بود در عالم اگر ملجائے ما
 دل پذیر آشنائے بجز استغنائے ما
 ہمتِ شاہِ سکندر شوکتِ والائے ما
 لحنِ او چون آبِ حیوان بود روح افزائے ما
 نقشِ ہر باطل زالوہِ سویدا ہائے ما
 در قرارت بود قالون سید القرائے ما
 دستِ موسیٰ ساختے رواجِ بیضائے ما
 جلوہ فرمودے چو مہرِ ملتِ غرائے ما
 رُوبہ رُوبے مُرشدِ روشن دلِ دانائے ما
 خاطرش بستے چہ در بیضا و در صفرائے ما
 بود پورشِ راسمی شیخِ ملکِ سیمائے ما
 ولدِ عبداللہ فرزندِ عمرہ آقائے ما
 جانشینِ صادقِ مولائے بے ہمتائے ما
 نامِ باشد در کتابِ مُنزَلِ مولائے ما
 ذاتِ والائش زعیبِ اُلفتِ دنیائے ما
 ہست فخرِ اُقبہاتِ و نازشِ آبا ئے ما
 لنگِ باشد تو سنِ فکرِ فلکِ پیائے ما
 حلقاشِ جَبَلِ مَتینِ و عُرْوۃِ و ثقائے ما
 یوسفِ مصرِ جمالِ و شاہِ فقرِ آرائے ما

حضرت شاہ ابوالخیر آن کہ از فیضانِ او
 کالمے کتابِ برقِ التفاتش سوختے
 از دمِ خود بخود ہی مافزودے دمدم
 گوہرِ او بود در یائے معانی در جہان
 بود کشتیہائے گوہر کے ز شاہانِ زمان
 داشتے دارا شکوہانِ زمان را بردش
 صحبتش گر بود نافع، چھو نافع در جہان
 نقش بندے حق پسندے کز توجہ می زود
 در سلوک ار بود ستمس العارفین چون بایزید
 چون یدِ بیضا نمودے از رُخِ پُر نورِ خود
 دست بر آبِ رو گرفتے مہرِ تابانِ فلک
 خواجہ گردون زودے دستارِ خود را بر زمین
 بس کہ بود از طلعتِ اوشانِ فاروقی عیان
 والدِ او بود اگر فاروقِ عظیمِ راسمی
 داشت فرزندانِ عالی نیک نام و نامدار
 اولین حضرت بلالِ دالِ دینِ مبین
 ثانی شان حضرت زیدِ سمی زید کش
 اصغر شان حضرت سالم کہ سالم آمدہ
 خوش موالیدِ ثلاثہ کز معالی ہر یکے
 جَبَزِ اخواجہ کہ در میدانِ وصفِ شانِ او
 بے نظیر و بے عدیل و بے بدل شیخے کہ بود
 حیف بر پیرِ فلک کا فکندہ در چاہِ لُحَد

۱۔ جا بلسا و جا بلقا نامہائے دو شہر اندر بعض گویند کہ این دو شہر از عالم مثال اند یعنی جاے امن و امان۔

۲۔ اشارہ بہ قبول نہ کردن ہدایائے نظام دکن دامیر کاہل است۔

نے غلط حاشا دکھائی ہے۔ این کارش کہ او
 ساقی شد در بخار ساقی کوثر کہ بود
 بود چون بست و نہم شہر جمادی الآخرہ
 گشت واقع در شب آدینہ از حکم خدا
 چون بہ سال رحلت این قطب ارشاد میں
 خود چو یعقوب است گریبان بر شہ والائے ما
 ہر دم نوشین او در مان استقلائے ما
 از قضائے رب وصال مرشد والائے ما
 ساعت گزینی مثال ساعت صغرائے ما
 کرد ایما بحر اشفاق و کرم فرمائے ما

اخترا کردیم از القائے ربانی رقم
 حیف شد قطب عزیز ملت زہرائے ما

۱ ۴ ۳ ۱

این کارش کہ او
 ساقی شد در بخار
 ساقی کوثر کہ بود
 بود چون بست و نہم
 شہر جمادی الآخرہ
 گشت واقع در شب
 آدینہ از حکم خدا
 چون بہ سال رحلت
 این قطب ارشاد میں
 خود چو یعقوب است
 گریبان بر شہ
 والائے ما
 ہر دم نوشین او
 در مان استقلائے
 ما
 از قضائے رب
 وصال مرشد
 والائے ما
 ساعت گزینی
 مثال ساعت
 صغرائے ما
 کرد ایما بحر
 اشفاق و کرم
 فرمائے ما

لہ اشارہ بہ آن وعدہ برقی و مطراست کہ وقت وفات ظہور کرد۔
 لہ اشارہ بہ مانظ اشفاق الہی میرٹھی است رحمہما اللہ۔

قطعاتِ تاریخ و فوات

مولوی صدرالدین کیفی غازی پوری گفتہ رحمہ اللہ

آفتابِ سمائے رُشد و ہدایا شاہ ابوالنخبر عارفِ بائد
عالمِ باعملِ فقیہِ زمان حاجی دستاری و خدا آگاہ
زاہدِ پاک باز و پاک نہاد صوفی باصفا و والا جاہ
بست و نئے از جمادی الاخری بود شبِ آدینہ و قریبِ پگاہ
کہ بہ حق داد جان و واصل شد جَعَلَ اللهُ جَنَّةً مَشْوَاه
جائے باشد کہ دیدہ ریزد خون لبِ شور آشنا بہ نالہ و آہ

کیفی بندہ گفت از پئے سال

نَوَّرَ اللهُ قَبْرَهُ وَ شَرَّاهُ ۱۳۳۱ھ

مولانا حبیب الرحمن خان شروانی (صدر یار جنگ) گفتہ رحمہ اللہ
جناب ابوالنخیر خبیر مجتہم شریعت مآب و طریقت پناہی
چولبیک گفتہ لبش از جعی را پوشید عالم روائے سیاہی

نک گفت از بہر سال وصالش

چراغِ نبی و حبیبِ الہی ۱۳۳۱ھ

مولانا اختر شاہ خان اختر امر و ہوی گفتہ رحمہ اللہ

شاہ ابوالنخیر کہ بودہ فخرِ سالِ میلادِ چسراغِ نبوی
گفت تاریخ وصالش اختر آہ جان داد چسراغِ نبوی

مولوی محمد ابراہیم فانی گفتہ رحمہ اللہ

بست چون زخمتِ سفرِ سلطانِ بین شاہِ عب اللہ عمرِ خیرِ زمان
آمد از بالا ندا در گوشِ دل چشمہ رُشد و ہدایت بود آن

۱۵ این مادۂ تاریخ را حکیم فرید احمد عباسی امر و ہوی بر آوردہ اند و ایشان الفِ دومِ الہی را محسوب کردہ اند و

جناب شروانی این مادہ را در ساکِ نظم پر و ہشتہ - جَزَاهُمَا اللهُ خَيْرًا وَ رَحْمَةً -

وگفتہ

زیر وے دل شد ابوالخیر کرد جهان را مستحضر بلاگر زو سیف
بگفتم چو رحلت زو نبیا نمود بشر۔ واصل حق زمان شیخ حیف
بندۂ عاجز ابوالحسن زید گفتہ عنی اللہ عنہ

۱۳۳۱ھ

بسم اللہ الحفیظ الباقی

۱۳۳۱ھ

نالہاے زید زالم ابوالخیر عبداللہ محی الدین

۱۳۳۱ھ

رَضِيَ اللهُ جَلَّ وَعَلَا عَنْهُ

۱۳۳۱ھ

وَلَهُمْ مَسَاكِينٌ طَيِّبَةٌ فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ

۱۳۳۱ھ

إِنْ شَاءَ اللهُ الْخَالِقُ الْمُعْطَى

قطعہ

قبلہ ماشہ محی الدین عبداللہ نام کنیتش ابوالخیر و سرتا پا وجودش خیر وجود
در طریقت فرد کمال، در شریعت مقتدا قطبِ اقطابِ زمان و قدوۂ اہل شہود
دید ہا پر خون شدند و سینہ ہا بریان شدند ذاتِ پاکش داعی حق را اجابت چون نمود
گفت سانش منظر تاریخ و روز و ماہ زید یوم جمعہ از جمادی ثانیہ نسبت نہ بود

وگفتہ

شاہ ابوالخیر ولی سوائے جنان تشریف برد آباد شد خلد برین ویران شد این خاکدان
سالِ وصالش را چنین زید جزین تحریر کرد شد از جہان باغ و دستان مہر زمان سوائے جنان

وگفتہ

چون قبلہ دین شد ابوالخیر آن امام اصفیا رحلت سوائے جنات کرو از کلفتِ نیائے ما
تاریخ و صلِ شاہ را زید جزین فی الفور گفت بحر صفا کان سخا نجم ہدا بلجائے ما

تَمَّتِ التَّوَارِيخُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا

محمداً وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ أَجْمَعِينَ۔

خاتمہ

در

بیانِ اولادِ معنوی و صلبی حضرت ایشان

الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ

بازخوان از نجد و از یاران نجد تار و دیوار را آرمی به وجد

اہل علم و اربابِ سنش گفتہ اند "اگر احوالِ کس بہ وجہ درست معلوم کردن باشد پس در احوالِ ہم نشینان وے باید نگر سیت" غالباً از ہمین جا است کہ چون ذکر اکابر می کنند، بیان شاگردان و مریدان نیز می کنند، تا معلوم گردد کہ این شجر معرفت از چه نوع بودہ و ثمرش چه مزیای داشت۔ لہذا عاجز بیان آن پاک باطنان می کند کہ سالہا سال حضرت ایشان بہ تربیت آنها مصروف بودند و از اخلاقِ رفیلہ پاک کردہ بہ اوصافِ بلیغہ محلی کردند۔ اولادِ ذکر آن افرادی کند کہ بہ اجازتِ ارشاد و خلافتِ سرفراز شدہ اند و باز بہ اختصار بیان دیگر مخلصین خواہد شد۔ واللہ الموفق والمعین۔

تا زمانے کہ قیام حضرت ایشان در مکہ مکرمہ بود مردمِ ترکیہ و بلغار و قفقاز و بجا را **اولادِ معنوی** وغیرہ از حضرت ایشان مستفید می شدند و چندین افراد بہ دولتِ اکمال و تکمیل دامنِ مراد پر کردہ و بہ اجازتِ ارشاد فائز شدہ بہ اوطان خود مراجعت کردند۔ از ایشان نامہائے سرفراز از اوراقِ قدیمہ معلوم شدہ، و نامہائے کہ از افرادِ افغانستان و بلوچستان و ہندوستان معلوم شدہ۔ نہ از روئے حصر و تحدید است بلکہ از روئے علم این عاجز است۔ چہ حضرت ایشان نامہائے ایشان را نہ می نوشتند و نہ بیان می کردند؛ دوسہ سال قبل از وفات حضرت ایشان سہ نفر از قومِ مروت آمدند و عرض کردند کہ ما یان از مریدانِ تلامذہ آفاق، ہستیم۔ حضرت ایشان فرمودند "ہاں آفاق مریدِ ما است" و باز از احوالش استفسار کردند و خوش شدند آن روز ما یان را علم شد کہ مجدد آفاق نیز از مجازین و خلفای باشد و بہ این طور احوال بعضی آخرین ہم معلوم شدہ۔ عاجز اولاً بیان آن افرادی کند کہ غیر از ممالک افغانستان و بلوچستان و ہندوستان بودہ اند۔

۱- شیخ عماد الدین از بلغاریہ بود۔ بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد و کسب سلوک کرد و بہ اجازت و خلافت مشرف شدہ بہ وطن خود مراجعت کرد۔

۲- مولانا محنت اسمرقندی از حضرت ایشان بیعت شدند و استعداد خوب حاصل کردند و خلافت یافتہ رخصت شدند۔

۳- شیخ محمد حسن جوان صاحب استعداد بود۔ بیعت شد و سلوک مجددیہ طے کرد و بہ اجازت و خلافت مشرف گشت۔

۴- قاری عبدالغنی انطاکی شامی از ملک خود بہ اشارہ غیبی بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد۔ و مدت چہار سال در وہلی و کونہ بہ استفادہ مصروف ماند حضرت ایشان را بر احوال نظر التفات بود و ایشان ہم در کار خود کوشان بودند و در نماز چوں اقتدا بہ حضرت ایشان می کردند از خود بے خبر می شدند و از چہمان ایشان اشک روان می بود۔ قاری نیاز احمد و حضرت برادر کلان را حضرت ایشان بہ قاری صاحب سپرد کردند۔ و بہ ساعی ایشان در صحت آدا و مخارج حروف ہر یک از ایشان بہ ذرورہ کمال فائز شد۔ سلیمان فرزند عبدالرحمن ثین و الادران آیام رفیق حضرت برادر کلان بود و از قاری صاحب استفادہ کردہ است، چند سال پیشتر روزے آمدہ بود۔ اگرچہ وے بہ امور دنیاویہ و کسب حلال مصروف است مع ذلک مخارج حروفش از بیشتر قرا بہ درجہا بہتر است۔ آن وقت عاجز را مقولہ مشہورہ: *التعلیم فی الصغر کالنقش فی النجر* یاد آمد و بہ دل گفت اگر سلیمان بہ تدریس کلام پاک مصروف شدے، از قرا مشہور زمانہ بودے، قاری صاحب یک سال قبل از ولادت عاجز آمدہ بودند و مولوی سید عبدالجلیل بہ عاجز گفتند کہ در ۳۲۶ھ از کونہ بلوچستان رخصت شدند۔ بہ وقت رخصت حضرت ایشان قاری صاحب را اجازت ارشاد دادند مخلصین انفالستان را با قاری صاحب محبت و ارتباط پیدا شدہ بود و ایشان قاری صاحب را با خود بہ قندھار بردند و تا آخر آیام قیام ایشان در قندھار بود۔ دو سال یا سه سال بعد از ارتحال حضرت سیدی الوالد قدس سرہ قاری صاحب برائے حج برآمدند۔ چند روز بہ وہلی ہم قیام کردند۔ در آن آیام عاجز ایشان را زیارت کردہ۔ بنجان اللہ چہ پاکیزہ صورت و مبارک احوال بودند از حج فارغ شدہ بہ قندھار مراجعت کردند و بعد از چند سال حلت نمودند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۵- مولوی عبداللہ ولد مولوی عبدالحق علی زئی دُرانی از زمین زاوڑ و ساکن قندھار جوان ذی علم و صاحب استعداد بود۔ والدش خلیفہ ملا جان محمد ساکن میر بازار بود کہ از خلفائے حضرت شاہ غلام علی دہلوی بودہ قدس اللہ اسرار ہم۔ والد ایشان تالیفات قیمتیہ دارند منہا نور الساری شرح صحیح بخاری و روح القرآن

تفسیر چہارہ پارہ کلام اللہ مبارک کہ بہ عربی است۔ مولوی عبداللہ بہشتیؒ پاپیادہ برائے حج رفت و آنجا چون طلعتِ نورانی حضرت ایشان دید از جان فریفتہ شد و خود را در حلقہٴ ارادت منسلک کرد۔ استعداد درست داشت و مرشد ہم اکل دریافت لہذا کار سالہا بہ ماہ ہا و کار ماہ ہا بہ روز ہا انجام یافت۔ و بہ خلافت سرفراز گشت و بہ وطن خود مراجعت کرد۔ حضرت ایشان بہ عربی خلافت نامہ تحریر کردہ بہ ایشان دادہ اند و فیما بعد بہ فارسی دو مکاتیب نوشتہ اند۔ عاجز علم نہ دارو کہ حضرت ایشان بہ کسے خلافت نامہ نوشتہ دادہ باشند بہ جز مولوی عبداللہ۔ از تحریرات حضرت ایشان احوال استعداد مولوی عبداللہ ظاہر است۔ فرزند ایشان مولوی حافظ عبدالکریم حقانی بہ عاجز گفتہ اند کہ والد بزرگوارم کسے رابعت نہ کردہ اند۔ اوقات شریفہ خود را بہ ذکر و فکر و بہ درس و تدریس صرف کردہ اند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۶۔ ملا حاجی نور احمد فرزند میر احمد قوم مہمند ساکن مقرر معروف بہ حاجی صاحب کلان، مرد مہمتر و مبارک بودند۔ چہل و پنج بار حج کردہ بہ سن یک صد و پانزدہ سال رحلت کردند۔ صاحب ارشاد بودند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۷۔ ملا گل محمد ولد ملا مہر داد قوم ادنخیل، ساکن کٹواڑ، از مخلصین قدما و اصحاب نسبت بودند۔ از احوال مبارکہ ایشان حضرت ایشان بسیار خوش بودند۔ سالے برائے ایشان و برائے ملا حاجی گل لحاف پنبہ دار ساختند و این خدمت بہ نشی احمد حسین سپرد کردہ بودند۔ نشی احمد حسین لحاف تیار کردہ آوردند و بر فرش سنگی نہادند۔ حضرت ایشان فرمودند۔ احمد حسین ادب ملحوظ دارو، نہ می دانی کہ این لحاف برائے ملا گل ساخته ایم۔ این واقعہ را خود احمد حسین بہ عاجز بیان کرد۔ روزے ملا گل در صحن مسجد شریف مصرف ذکر بود۔ حضرت ایشان از حرم سرا برآمدند۔ چون نظر مبارک بر ملا گل افتاد۔ خوش شدہ فرمودند۔ ملا گل چہ حال داری عرض کرد۔ چون بہ خانقاہ شریف می درآیم محتجیات شدہ از دنیا و ما فیہا بے خبر می شوم۔ فرمودند۔ اے عزیز۔ اگر این کیفیت در خانقاہ شریف روے می دہد عجب نیست۔ البتہ اگر در بازار زنان فاحشہ بیا این کیفیت باشی محل استعجاب است۔ سبحان اللہ چہ کامل مرید و چہ اکل مرشد۔ قدس اللہ اسرارہما۔ در ۱۳۲۶ھ مقصد دہلی از خانہ برآمدند۔ چون بہ ڈیرہ اسماعیل خان رسیدند بیمار شدہ رحلت کردند۔ دوران ایام قیام حضرت ایشان در سکھر بود۔ حضرت ایشان حاجی ملا احمد خان مٹاخیل را برائے خدمت خانقاہ شریف از سکھر فرستادہ بودند۔ بہ ایشان نوشتہ اند۔ از وفات ملا گل متالم شدم، در مخلصین ما دیگر کسے چنین صاحب علم و عمل و ثابت قدم بہ نظر نہ می آید۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ و چون از سکھر بہ دہلی رسیدند، کسے بیان ملا گل کرد۔ فرمودند۔ ملا گل قطبِ افغانستان بود۔ و فرمودند۔ بد قسمتی اہل کابل بود کہ گل از میان ایشان رفتہ۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۸۔ ملاماجی گل ولد ملا شیخ الدین قوم خدا وادخیل ساکن وازخواہ از مخلص مخلصین و سرکردہ مریدین صاحب نسبت و ولایت بود۔ بہ دہلی رسید و بیمار شد و وفات یافت و در جوار حضرات محدثین دہلویہ در قبرستان مہندیان بیارامید۔

۹۔ ملا جمو خان ولد ملا امر آخوندزادہ قوم خدا وادخیل ساکن وازخواہ صاحب علم و فضل و کمال و نسبت و ارشاد بودند۔ حالاً فرزند ایشان ملا عبد القدوس جانشین ایشان است جَعَلَهُ اللهُ اَمَامًا لِلْمُتَّقِينَ وَرَحِمَ اللهُ وَالِدَاكَ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۱۰۔ ملا عبد اللہ ولد ملا زرداد قوم علی زری از مخلصین با اختصاص و صاحب نسبت معرفت بود۔ سالہا خدمت حضرت ایشان کرد۔ از نام نمود و در مشغول بہ ذکر پاک پروردگار جل شانہ می بود۔ حتّٰی آتاه الیقین۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

۱۱۔ یار محمد ولد مرزا قوم خروئی از سرورہ از متقدمین بود۔ پنج یا شش سال مسلسل خدمت کرد۔ بہ عاجز بیان کردہ کہ چند بار حضرت ایشان بہ من کتابے یا چیز دیگر برائے فروختن دادہ اند و من آن شے را فروختہ قیمتش را پیش کردہ ام۔ عجب خوش قسمت بود کہ در اواخر ایام دو سال باز بہ خدمت حضرت ایشان رسید و در تہمیز و تکفین و تدفین شریک بود۔ روزے نزد حضرت ایشان مکتوبے از کلکتہ آمد۔ فریسنہ نوشتہ بود۔ من از خلیفہ حضرت شما یار محمد خان افغانی بیعت شدہ ام فرمودند " یار محمد صاحب نسبت است " آن روز بہ عاجز معلوم شد کہ حضرت ایشان یار محمد را اجازت ارشاد دادہ اند۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

۱۲۔ غلام اکبر معروف بہ اکرو ولد محمد ایاز قوم اتخیل، ملیزی ساکن کٹوا از قدما مخلصین بود۔ برائے تجارت بہ ہندوستان می آمد۔ چون از حضرت ایشان بیعت شد، بروے سلطان ذکر غالب آمد۔ کار دنیا را گذاشت و کار عقبی را محکم گرفت۔ ذکر شریف چنان بروے استیلا یافت کہ کم کسے بہ این احوال سرفرازی شود و حضرت ایشان را نیز بر احوالش نظر لطف و عنایت بود۔ روزے بہ حلقہ مصروف بودند غلام اکبر در نشستہ مصروف کار بود حضرت ایشان بہ آواز بلند نامش گرفتند۔ از فرط مسترت کیفیت جذب بروے طاری شد و افتان و خیزان در حضوری رسید فرمودند۔ ببینید در این افراد غفلت طاری شدہ۔ شما متوجہ بہ احوال اینہا شدہ ازالہ غفلت کنید۔ غلام اکبر فوراً بہ تعمیل ارشاد مشغول گشت و مدتے نہ گزشت کہ در اہل حلقہ گرمی پیدا شد و ہر یک مصروف کار گشت۔ در کشف احوال ایشان را ملکہ تامہ بود۔ حضرت ایشان بہ مزارات اولیائے کرام می فرستادند و آن جا ہر چہ بر ایشان ظاہر می شد آمدہ عرض می کردند۔ روزے از غلام اکبر استفسار فرمودند آیا کسے را بیعت کردہ ئی۔ عرض کرد۔ از تحمل و برداشت

بار خود حیرانم بار دیگر ان را چہ گونہ بر اورم فرمودند۔ پروردگار شمارا استعداد داده است لهذا تغافل نہ باید کرد۔ غلام اکبر بعد ازین ارشاد گرامی یکے را داخل سلسلہ کرد و آن را ہم بہ خدمت مبارکہ رسانید، حضرت ایشان بر فخرہ مبارکہ غلام اکبر از مدارج ایشان نوشتہ بودند کہ بہ کرام مدارج رسیدہ اند۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

۱۳۔ طلا و لہجان گل قوم مشوڑی ساکن و از خواہ از مخلصین قدما و اصحاب جذب و نسبت بود، کسے بہ حضرت ایشان گفت کہ طلا بہ زہائے نامحرم دست خودی رساند، چون طلا بہ خدمت اقدس رسید، حضرت ایشان نہ ہدیہ ویرا قبول کردند و نہ شرف ملاقات بخشیدند۔ وے روئے خود را بہ سوئے خانہ حضرت ایشان کردہ نہ ذکر شریف مصروف می گشت و نعرہ اللہ جینا بعد حسین می زد کہ کانت عادتہ چون از احوال وے و نیز از بیان بعض دیگر افراد حضرت ایشان را معلوم شد کہ الزام غلط است، طلا را خواستہ نواختند و ہدیہ ویرا قبول فرمودند۔ در علاقہ و از خواہ چاہ بسیار عمیق می باشد۔ روزے طلا نزد چاہے مصروف ذکر شریف بود، حالت جذب دو جد بروے طاری گشت و در چاہ افتاد چون ویرا از چاہ کشیدند ہیچ تکلیفے بہ وے نہ رسیدہ بود۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

۱۴۔ طلا و لہجان خان قوم علی خیل ساکن گواشتہ صادق المجتہ والاخلاص۔ صاحب ذکر و فکر و نسبت بود۔ لذت ذکر شریف را در یافتہ بود۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

۱۵۔ حاجی عبدالحکیم ولد خدائے رحم قوم ذقانی ساکن شلگر۔ از اصحاب قدما بود کہ کسب حلال و ذکر و اوجلال مصروف بود و بعد از ارتحال حضرت ایشان بالکلیہ مشغول بہ امور باقیہ شدند۔ بیشتر اوقات رسائل حجۃ الاسلام امام غزالی را مطالعہ می کردند۔ وقتیکہ ولادت با سعادت حضرت برادر کلان شد۔ حاجی عبدالحکیم موجود بود۔ حضرت ایشان از حرم سر بر آمدند و حاجی عبدالحکیم را فرمودند کہ پروردگار ما را فرزند عنایت کردہ۔ او عرض کرد۔ عبد الرحمن مبارک نام است۔ فرمودند۔ ما نام حضرت بلال رضی اللہ عنہ را پسند کردہ ایم چہ این مبارک نام بر زبان مبارک آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسیار آمدہ۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

۱۶۔ عبدالقادر ولد غلام رسول خان قوم احمدزی ساکن گروینر۔ از زمرہ رجال لا تلهیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ۔ بود۔ برائے تجارت ہر سال بہ بنگال می رفت۔ و بہ وقت رفتن و آمدن بہ خدمت شریف چند روز می ماند۔ لباس خوب می پوشید و قلب خوب در سینہ داشت، از احوال جذب و واردات چشمان مخمور غمازی می کردند۔ نوبتے در دہلی بہ وقت ذہاب الی الوطن این شعر شنید۔

در بہاران کے شود سر سبز سنگ خاک شو تا گل بر وید رنگ رنگ

در این سال از مخلصین میرٹھ حافظ شفاق الہی و رفقائے ایشان عبدالقادر را برائے یک دو شب

دعوتِ میرٹھ دادہ بودند حافظ اشفاق الہی رحمہ اللہ بہ عاجزی گفتند۔ چون عبدالقادر بہ میرٹھ رسیدند در تمام
 مریدان روح تازہ دید۔ ایشان این شعر خواندند و آہ سرد بر آوردند کہ تمام حاضرین متاثر شدند۔
 نازخندان باغ را خندان کند صحبت نیکانت از نیکان کند
 رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

۱۷۔ حاجی مٹلا احمد خان ولد عبدالکریم قوم مٹلا خیل ساکن کٹوازا از مخلصین صادق المجتہد و
 کامل الارادۃ بود۔ از روزے کہ بیعت شد تا روز وفات حضرت پیر و مرشد برحق در ہر سال شش ماہ بست
 کرد۔ بست سال بہ کمال استقامت خدمتہا کرد۔ بازل و جان عاشق و شیدائے پیر و مرشد خود بود۔ در اواخر
 ۱۳۵۸ھ چون از وطن آمد۔ غالباً سہ ماہ قیام کرد۔ روزے بہ عاجزی گفت کہ امسال حاضر می من بہ اشارہ
 حضرت ایشان شدہ است۔ بہ من ارشاد کردند چہ برائے زیارت تم بہ دہلی نہ می آئی۔ بہ مقرر استماع این ارشاد
 مبارک قصد دہلی کردم۔ زاد راہ پیشیم نہ بود۔ بعض سامان خور و فر و ختم و حاضر شدم۔ بہ دلم می آید کہ این آمد
 من آخرین آمد است و عمر من شاید بہ آخر رسیدہ است۔ آن چہ حاجی صاحب گفت درست بود۔ بہ روز
 چہار شنبہ دوازدم محرم ۱۳۵۹ھ (۲۱ فروری ۱۹۴۷ء) از دہلی بہ وطن روان شد۔ چون بہ خانہ رسید۔ بیمار شد۔
 چند روز علیل ماندہ در اواسط صفر ۱۳۵۹ھ رحلت نمود۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔
 ۱۸۔ مٹلا سلیم کبیر ولد مٹلا میر عالم قوم اندری ساکن شلگر از اصحاب علم کامل و صاحب نسبت و
 معرفت و عاشق پیر و مرشد خود بود۔ در بیان ترجمہ و نکات کلام الہی بہ زبان افغانی بے مثل بود۔ در مسجد
 شریف درس می داد کہ خبر ارتحال پیر و مرشد بہ سماعش رسید۔ کیفیتے بر ایشان طاری شد و چند ساعت بیخبر
 از ہمہ برجائے خود ساکت و داجم بماند۔ چوب اسطوانہ مسجد شریف پشت ایشان راز نمی کرد و ایشان را ہیچ
 خبر نہ بود۔ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۱۹۔ مٹلا سید محمد سعید از اولان رباط، نہایت پاک دل و صاف منش و نیک خصلت و
 پاکیزہ مشرب بود۔ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۲۰۔ مٹلا پیر احمد ولد مٹلا جان محمد قوم ترکی ساکن ناوہ از افراد خصوصی بود چون حضرت ایشان بہ
 موسم بہار بہ کونٹہ می رسیدند مٹلا پیر احمد با جمعی از علماء و مخلصین بہ کونٹہ می آمدند۔ از آمد مٹلا صاحب حضرت
 ایشان خوش می شدند۔ ہیبت حضرت ایشان بر مٹلا صاحب بسیار غالب بود۔ اگر چیزے عرض می کردند بسیار
 بہ ادب و آواز پست می کردند۔ روزے حضرت ایشان مٹلا صاحب را دیگر علماء را کہ موجود بودند برائے
 تحقیق یک مسئلہ امر کردند و ایشان را نزد کتابہا نشانند۔ بہ اندازہ دہ نفر بہ صورت حلقہ مشغول کتب بینی

شدند چون وقتی گزشت حضرت ایشان تشریف آوردند و دریافت نمودند که چه یافتید و چه فهمیدید۔ ملاً صاحب عرض کرد تا این زمان ما بیان در کتاب این مسئله نہ یافتہ ایم۔ حضرت ایشان نزد ملاً صاحب بر اقدام نشستند و از دست ملاً صاحب کتاب گرفتہ بسم اللہ خواندہ کتاب را کشادند۔ آن مسئلہ برہمان صفحہ موجود بود۔ و کتاب را بہ ملاً صاحب دادہ تشریف بردند۔ تمام علماء متبحر مانند ملاً صاحب بہ ایشان گفت این گونه کرامت از حضرت ایشان بسیار بہ ظہور رسیدہ۔ و دل من می گوید کہ بہ امر پروردگار ملاً پاک معاونت حضرت ایشان می کنند۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۱۔ ملاً سید باز قوم نیازی ساکن ظلمت گردیز عاشق صادق و زنده دل و صاحب نسبت بودند۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۲۔ ملاً اعلیٰ محمد ولد ابراہیم خلیل قوم جانی خیل کٹواڑ۔ عجب مرد پاک روش و صاف منش بود۔ مدتی خدمت کرد و از گوہر مراد دامن خود را پر کرد۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۳۔ ملاً سید رحمت ولد حضرت یوسف قوم نیازی ساکن گیلان مقرر مخلص پاک نہاد و صاحب نسبت و معرفت بود۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۴۔ ملاً عبدالحق صاحب جزاہ۔ ولد ملاً محمد حسن جان قوم ابو بکر خیل ساکن گیلان مقرر اصحاب خصوصی و صاحب نسبت و برکت بود۔ بہ بستم جمادی الآخرہ ۱۳۵۲ھ رحلت یافت۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۵۔ ملاً احسان اللہ صاحب جزاہ۔ ولد ملاً محمد صدیق قوم ابو بکر خیل ساکن گیلان مقرر صاف منش، پاک روش، صاحب علم و صاحب نسبت و صاحب ارشاد بود۔ بہ شبنبہ ۱۳۵۲ھ رحلت نمود۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۶۔ ملاً غلام احرار صاحب جزاہ۔ ولد قلندر شاہ قوم اندڑی ساکن جامراد، صاحب علم و فہم و قلم و لسان و فضل و کمال بود۔ اولاً از پدر بزرگوار خود در سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ بمطوریہ بیعت شدند و باز در ۱۳۲۲ھ بہ خدمت خیر زمان بہ کونٹہ رسیدہ فریفتہ جمال باکمال حضرت ایشان شدند۔ ایشان را تالیفات قیمتی اند۔ رفعتہ النواشی شرح تتمۃ الحواشی ۲ حواشی بر خیالی ۳ حواشی بر میضای ۴۔ ازالۃ الاولام ۵۔ شریعتہ الاظہر شرح فقہ اکبر ازین کتب قیمتیہ یکے ہم بہ طبع نہ رسیدہ فیض قلندری و الوار فتح محمدی بہ طبع رسیدہ۔ در شعر و سخن ذوق درست داشتند بہ فارسی و بہ پشتو اشعار و دیوان دارند۔ در ۱۳۲۳ھ شنوی رنگین نوشتہ اند کہ در مطبع بلالی واقع ساڈھورا، پنجاب طبع شدہ۔ و راین شنوی گفتہ اند۔

شہ ابوالخیر است فخر خواجگان

تالیفے گریادت در این زمان

در نماز اندر نماز اندر نماز
 در دلِ خواجہ ابوالنخیر است نور
 اذ عطاہ اللہ من نور الحرم
 شہ ابوالنخیر است پیر دستگیر
 زو بہ پیش خواجہ با سور و سرور
 ابن طریق پاک شیخ المسلمین
 سورِ خواہی سورِ رحمان می دہد
 ہمجو بلسل نالہ و نسر یاد کن
 در ہولے دلبران رقصان شوم

قطبِ عالم پاک دامن پاک باز
 قاصدے گر این زمان خواہی ضرور
 قد سقاہ اللہ من بحرِ الکرم
 اے زیبا افتادہ دامانش بگیر
 کشتے گر بایت بہر عبور
 عروۃ الوثقی است یا جبل المتین
 نور خواہی نور رخشان می دہد
 جان و دل گوید کہ جانان یاد کن
 بر جمال شمع جان سوزان شوم

شنوی رنگین را قبل از طباعت بہ دہلی آوردہ برائے ملاحظہ بہ خدمت حضرت ایشان پیش کردہ بود
 و باز دیباچہ بہ عربی نوشتند در دیباچہ می نویسند "وقدم من نظر شیخ المسلمین مرشدی ومولائی حضرت خواجہ
 عبدالشہابی الخیر الفاروقی المجددی الدہلوی فوجد قبولاً فصار ذلك عند آداب العلم والهدی احسن
 مقبلاً وعند اصحاب الحلیم والتقی تسمی سلسبیل الخ۔ و در مقدمہ بیان ملاحظہ بسم اللہ ولد زرداد
 قوم اندر ساکن شلگر بیان الفاظ کردہ اند "قد کثرت فی زماننا المعترون الكاذبون المتعصبون للقرآن
 هم حاملون وبمعناہ لا یعلمون فمثلہم کمثل الحمار یحمل اسفارا کالحاجی الجاہل العقور المنبع للشرور
 والمشتمر ذیل الفسق والفجور المراد منہ الشمدار الشیبر الشمخ ابن التار داد الشلگری الاندر جزاۃ
 اللہ جزاء الکلاب العاویات فی الدنیا والمخشر واللہ عجزی الخیر والشیران خیراً فحیراً وان شراً فشر الخ
 غالباً فصل بہار از سال ہزار و سہ صد و سی و ہفت بود کہ حضرت ایشان فرمود کہ بعد از نماز پیشین بیرون خانہ مصروف
 حلقہ بودند جماعت کثیرہ از علمائے کرام حضرت ایشان را مثل ہالہ احاطہ کردہ بود۔ ماہر سہ برادر در باغیچہ کہ
 متصل بہ آن جا بود با جماعتی از مخلصین مصروف کلام بودیم۔ درین اثنا ملا بسم اللہ ولد زرداد قوم اندر
 خلیفہ پیر سید حسن بغدادی حاضر شدہ عرض کرد کہ ملا غلام احرار صا جزاۃ در دیباچہ شنوی رنگین نوشتہ است
 کہ این شنوی را پیر و مرشدین ملاحظہ فرمودہ و پسند کردہ اند۔ و بہ نسبت من این عبارت نوشتاند۔ و آن
 عبارت ہمان است کہ نقل شدہ حضرت ایشان فرمودند غلام احرار را بیارید۔ چنانچہ شخصے صا جزاۃ را
 بیاورد۔ عاجز نیز رفت تا احوال را ببیند حضرت ایشان فرمودند۔ غلام احرار چہ واقعہ است ایشان گفتند۔
 این شخص در پے قتل من است۔ در افغانستان کسے را وہابی گفتن مترادف قادیانی گفتن است این شخص

بہ حکومت عرضداشتے پیش کردہ است کہ غلامِ احرار وہابی است۔ من در دیباچہ ثنوی رنگین نوشتہ ام کہ من در فقہ مقلد حضرت امام ابو حنیفہ ہستم و مسلک من مسلک اہل سنت و جماعت است و در سلسلہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ منظر یہ خیر یہ داخل ہستم و باز از شتر جاسد پناہ جستم ام نسبت بہ ملا بسم اللہ آن عبارت نوشتہ ام کہ وے نقل کردہ آورده است و نہ می تواند کہ بخواند و باز صاحبزادہ آن عربی عبارت را خواند و عرض کرد اینجا جماعتی از علماء نشتہ است۔ از ایشان حقیقت حال حضور اقدس دریافت فرمایند چنانچہ حضرت ایشان از علماء دریافت فرمودند و ایشان عرض کردند کہ ملا بسم اللہ بہ حکومت مکتوبیے نوشتہ بود و حکومت غلامِ احرار را طلب کردہ استفسار کردہ بود۔ و این ہم درست است کہ جزائے وہابی بسیار سخت است۔ حضرت ایشان بہ ملا بسم اللہ فرمودند: شما غلامِ احرار را عناداً وہابی می گوئید و حکومت را می نویسید تا کہ حکومت ویرا قتل کند و وے شمار عقور و شمنزار و شمیر و شمیر نہ نویسد، ملا بسم اللہ بعد از شنیدن این ارشاد گرامی بر رفت و بعد از آن روز صاحبزادہ غلامِ احرار از شتر وے محفوظ شدند۔ در افغانستان اشہار یافت کہ حضرت صاحب دہلوی ملا بسم اللہ را بر خطا قرار دادہ اند۔ عاجز آن روز حرأت و زبان دانی صاحبزادہ را دید۔ بہ حرأت و فصاحت تمام قضیہ را بیان کرد و در آخر عرض کرد حضور اقدس۔ گلوائے من حاضر است اگر حرفے غلط گفتہ باشم جزائے من ذبح است، حق زبان صاحبزادہ را کشاد و بطلان زبان ملا بسم اللہ را بستہ کرد۔ ایشان را در افغانستان دور پنجاب مخلصین بوندہ در ایام زمستان بہ لدھیانہ می آمدند و برائے چند روز بہ دہلی ہم می آمدند۔ نوبت آخر در ماہ محرم ۱۳۵۴ھ بہ دہلی رسیدند چون قصد مراجعت کردند بر مزار پُر انوار پیر و مرشد خود حاضر شدند و بعد از عرض سلام و قرأت فاتحہ و دعائے اشک ریزان این شعر خواندند۔

جیف در چشم زدن صحبت یا را آخر شد
روئے گل سیر نہ ویدیم و بہا را آخر شد

چون بہ وطن خود رسیدند بعد از چند روز در مرض وہابی مبتلا شدند و بہ شب چہار شنبہ نجیم جامی لآخر ۱۳۵۴ھ (۳۱ جولائی ۱۹۳۵ء) بہ عمر شصت و پنج سال رحلت کردند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ رَحِمَہُ اللّٰہُ رَضِیَ عَنْہُ۔ ایشان را دو فرزند اند۔ صاحبزادہ ملا غلام احمد ولادت ایشان بہ ۱۳۲۰ھ بودہ کہ سال بیعت والد ایشان است، از حضرت ایشان غلام احمد نیز بیعت شدہ اند۔ اما کسب سلوک از والد بزرگوار خود کردہ اند علم درست و فہم خوب دارند خلیفہ والد بزرگوار خود اند۔ افسوس کہ از وجہ دروس و زکام و نزل اشتغال بہ کتب بسیار کم شدہ۔ در پنجاب مخلصین دارند۔ رَزَقَہُ اللّٰہُ الصّٰحَّۃَ وَوَقَّعَہُ لِمَرْضَاتِہِ۔ و فرزند دوم صاحبزادہ فدائے احمد است کہ در ۱۳۳۶ھ تولد شدہ از والد بزرگوار خود کسب سلوک کردہ و خلافت یافتہ و مشغول بہ کار است وَوَقَّعَہُ اللّٰہُ لِمَرْضَاتِہِ۔

۲۷۔ حسین اللہ صاحبزادہ برادر خورد غلامِ احرار صاحبزادہ۔ ایشان از برادر خود شانزده سال خورد

بودند بہ اول ماہ محرم ۱۳۸۸ھ ولادت ایشان بودہ چون جوان شدند از حضرت سیدی الوالد بیعت شدند کسب سلوک کردند و اجازت و خلافت یافتند۔ در جذب و شوق و نعرہ و آہ و بکا سرشار می بودند۔ اکثر اوقات اشعار برادر خود را کہ در فارسی و افغانی می بود بہ آواز بلندی خواندند و از ہر سو نعر ہائے اللہ و ہائے ہو ہر می خاست۔ و در احوال جوش و مستی رو بہ سوائے قیام گاہ حضرت ایشان کردہ بہ صد سوز می خواندند۔

خواجہ نظام است و نظامی منم
مفتخر از بس بہ غلامی منم

وفات ایشان بہ یازدہم ماہ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ شدہ۔ یک سال یا دو سال قبل در لاہور با عاجز ملاقات کردند گفتند در ایام جوانی برفرش سنگی خانقاہ شریف در وجدی غلطیدم و ضربہا بہ پا ہائے من می رسید و من بے خبری ماندم حالاکہ پیر شدم از درد آن ضربات راہ رفتن مشکل شدہ۔ عجب پاک دل و صادق المجتہ و عاشق پیر و مرشد خود بود رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۸۔ خدائے مہر گل صاحبزادہ ولد باز محمد قوم کنڈی ساکن قرہ باغ عجب مرد پاک دل و صاف منش و نیک طینت بود۔ در سال ہزار و سہ صد و چہل و نہم قلمی از مصحف شریف برائے حضرت ایشان بہ کونٹہ آوردند حضرت ایشان بسیار خوش شدند این ہدیہ مبارکہ را عاجز بہ خدمت حضرت ایشان رسانیدہ بود۔ چون از ملاحظہ فارغ شدند آن نسخہ مبارکہ را بہ عاجز دادند و فرمودند بسیار خوب مصحف مبارک است۔

این را تو بگیر۔ ایشان را سہ فرزند است۔ احمد حسن، عبدالرحمن، عبدالکریم۔ و اصلاح ہم بصدق علیہم، الولد سید لایبہ۔ بی بی حلیمہ دختر احمد حسن صاحبزادہ را حضرت برادر کلان برائے فرزند اصغر خود عزیز گرامی عبد اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ گرفتہ اند۔ سَلَّمَ اللهُ الْاٰخِرَةَ الْثَلَاثَةَ وَاَوْلَادَهُمْ وَرَحِمَ اللهُ اَبَاهُمْ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۹۔ ملا سید احمد جان ولد سید اختر ساکن خیر کوٹ۔ کٹواڑ۔ مرد پاک دل و صاف منش صاحب خشوع و خضوع بود۔ بہ عاجز گفت۔ من نوبت اول بہ حج رتم و تمتع کردم و نوبت دوم قرآن و مسال قصد افرادارم۔ چنانچہ ایشان آن سال رفتند و افراد کردند۔ دوسہ سال ما برادران در تفریح گاہ پیش حضرت ایشان شعر بازی می کردیم۔ از جماعت مخلصین نیمے بہ یک جانب و نیمے بہ دیگر جانب می بود۔ رئیس یک حزب حضرت برادر کلان و رئیس دیگر حزب این عاجز می بود۔ حضرت ایشان اجاباً تا معاونت حزب کمزوری کردند۔ روز بے یک حزب در شعر دال عاجز مانده بود۔ سید احمد جان در آن حزب بود۔ حضرت ایشان این شعر گفتند۔

دال می خواہم ز احمد جان من
لیک باشد شعر چون دُرِّ عَدَن

چون حضرت ایشان بہ احمد جان خطاب کردہ این شعر خواندند گویا کہ در احمد جان رُوحِ تازہ دید
عجب کیفیتے بروے طاری گشت و تا زمانے آن اثر ظاہر و باہر ماند۔

لطیفہ۔ دران ایام از افغانستان قاضی آیاز بہ خدمت شریف آمدہ بود، او ہم در شعر بازی فریق
یک فریق بود۔ اتفاقاً از حزب عاجز سین طلب کردہ شد۔ عاجز این شعر "بوستان" خواند۔
سمند سخن تا بہ جائے براند کہ قاضی چو خرد در خلا بے بماند

حضرت ایشان قدس سرہ چون این شعر را شنیدند بہ انبساط تمام فرمودند "اے آیاز بشنو، زید
چہ می گوید" و باز متبسم شدند۔ حاجی ملا احمد خان نعرہ زد و قاضی آیاز بہ وجد درآمد۔ سبحان اللہ چہ کیفیات
بودند و چہ احوال۔ اگر عاجز گوید "ہر زمان از غیب جانے و یگر است" را ظہور بود خلاف واقع نہ خواہد بود۔
سید احمد جان در ۱۳۶ھ رحلت نمود۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۳۰۔ ملا خیر اللہ آخوندزادہ فرزند ملا عبداللہ قوم جلالزی اندر ساکن پاچگی از شلگر۔ اولاً از
نجم الدین آخوندزادہ بیعت بود۔ بعد از وصال ایشان بہ دریا قدس خیر جہان رسید و فریفتہ جمال با کمال
حضرت ایشان شد۔ سالہا در خدمت بابرکت ماند و صفائے وقت را دریافت۔ نوبتے حضرت ایشان
چون از دہلی بہ کوئٹہ رسیدند ملا خیر اللہ با جماعت کثیرہ از افغانستان آمدہ بود۔ عاجز دید کہ ملا خیر اللہ قصیدہ
افغانی بہ ذوق و شوق می خواند کہ در مدح پیر و مرشد خود گفتہ بود۔ مفہوم یک شعر این بودہ۔ کہ اے مقتدرائے
انام خوش بیایید کہ کوہ گوژک از بہر سلامی استادہ است۔ و باز ملا خیر اللہ نعرہ اللہ زد و اشک رنجبتہ بہ
مستمعین گفت "سوگند بہ خدا، اگر حضرت ایشان در یک از رو پیر ہن خورد و عرق چین تنہا بہ صحر ابر آیند
ہر کہ ایشان را بیند فریفتہ ایشان شود" بہ خیال عاجز ملا خیر اللہ صواب گفتہ۔ بہ روز شنبہ نجم ربیع الآخر
۱۳۵۹ھ وفات یافت۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔ پسرش ملا احمد اللہ است۔ وَتَقْنِي اللهُ وَايَاہُ الْمَلَايِجِہِ وَيَرْضَاہُ۔

۳۱۔ شرف الدین ولد ملا خدا داد قوم مہمند ساکن کٹواڑ۔ از مخلصین قدام و عشاق حضرت ایشان
بود۔ ہر سال برائے کسب حلال بہ بنگال می رفت۔ عند المراجہ چند وقت خدمت می کرد۔ نوبتے از بنگال
بارفقاے خود بازگشت۔ حاجی ملا احمد مٹاخیل ناہائے وار دین و ہدیہ ایشان را بر کاغذے نوشت و عاجز
را داد تا بہ خدمت اقدس برساند۔ حضرت ایشان چون تحریر را ملاحظہ کردند۔ فرمودند زید برو بہ شرف الدین
بگو کہ در ہدیہ چہ نقص کردہ۔ عاجز بہ شرف الدین گفت۔ وے تبسم کرو و از کیس خود دو یا سہ روپیہ کشید
و بہ عاجز داد۔ عاجز آن روپیہ بہ خدمت مبارک رسانید۔ حضرت ایشان آن وقت بہ عاجز فرمودند "زید
ببین۔ حال اورست آمد" چون عاجز برآمد۔ دید کہ حاجی ملا احمد از شرف الدین حقیقت حال دریافت می کرد۔
شرف الدین گفت۔ وقتے کہ من برائے تجارت بہ بنگال می رفتم در دل خود نذر گرفتہ کہ ہر قدر فائدہ شود،
یک روپیہ فی صدر روپیہ بہ حضرت ایشان دہم۔ و این وقت در بے خیالی دو یا سہ روپیہ کم پیش کردم۔

چون حضرت ایشان استفسار کردند۔ آن نذر بہ یادم آمد و ما بقی را از دراہم دادم“ و این ہم گفت۔ کہ غیر از خدا کس را علم نذر کردن من نہ بود“ چون عاجز کلام شرف الدین شنید بہ او کلام حضرت ایشان نقل کرد کہ فرمودند۔ زید بہین حالا درست آمد۔ در سال ۱۳۳۶ھ بہ رفاقت حضرت برادر کلان بہ حج رفت و چند سال بعد از دنیا کوچ کرد۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۳۲۔ حاجی کلاخان ولد محمد امین قوم خروٹی، کوچی دنیا بعد در شاہ جوے آباد شد، از مخلصین پاک طینت بود۔ در ۱۳۳۶ھ بہ رفاقت حضرت برادر کلان حج کرد و بعد از چند سال رحلت نمود۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۳۳۔ ملا امیر ولد حاجی بازک قوم میچن خیل، ساکن جامراد عجب مرد پاک دل و شیدائے پیر و مرشد خود بود۔ اگر گفتہ شود کہ او از دل و جان فدائے حضرت ایشان بود صحیح باشد۔ اکثر اوقات بہ مطالعہ ثنوی معنوی مشغول می بود۔ ایشان را دو زوجہ بود۔ زوجہ اولی بی بی لال نام داشت، سی و پنج سال گزشتہ بود و اولاد نہ شدہ بود و زوجہ آخری بو بوجان نام داشت و شانزده سال گزشتہ بود ازوے ہم اولاد نہ شدہ بود۔ در سال ہزار و سہ صد و سی و چہار بہ زمانہ قیام حضرت ایشان در ریاست رامپور۔ ہر دو زوجات خود را ہمراہ خود بہ رامپور آورد و بہ وقت روانہ شدن از خانہ بہ بارگاہ کبریاء عرض کرد، الہی و مولائی از برکت پیر و مرشد مہرا اولاد عطا کن در رامپور چند ماہ خدمت کرد و باز ہمراہ حضرت ایشان بہ کوئٹہ رفت۔ در کوئٹہ بعد از چند ماہ بی بی لال را پروردگار دختر عنایت کرد۔ حضرت والدہ ماجدہ آن دختر را جامہا پوشانیدند و نامش صفیۃ نہادند۔ چون ملا امیر بہ افغانستان رسیدند بعد از چند ماہ بو بوجان را پروردگار پسر عنایت کرد و نامش طاہر بود ملا امیر سادہ دل و سادہ طبیعت بود۔ در صحبتش اثر سوز و محبت غالب بود بسیار افراد از ایشان استفادہ کردند۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۳۴۔ ملا حسن قوم بابی از قندھار بود۔ دہہ کوئٹہ آمد و بیعت شد۔ عجب مرد مبارک بود۔ حاجی اسلم نورزی دوکاندار ایشان را در خانہ خود جاے داد۔ ہفت یا ہشت سال ملا حسن در جائے ایشان قیام کرد۔ دو رات ماے کہ قیام حضرت ایشان در کوئٹہ می بود، ہر شب بہ حلقہ مبارکہ می آمد حضرت ایشان ملا صاحب را در والان بہ قرب خود جاے می دادند بعض اوقات صرف ملا صاحب بہ حضور حضرت ایشان می بود۔ از آمد ملا صاحب حضرت ایشان خوش می شدند۔ در سال ہزار و سہ صد و سی و ہشت حسب معمول حضرت ایشان از کوئٹہ بہ دہلی تشریف آوردند ملا صاحب بہ قندھار رفت۔ چون حضرت ایشان بہ سال ہی دنہ بہ کوئٹہ رسیدند ملا صاحب را نہ یافتند بہ حاجی اسلم چند بار فرمودند ملا حسن را بخواہ۔ اگر در خانہ شما ایشان را راحت نیست، ایشان را حجرہ خوب می دہیم۔ و در سال چہلم کہ سال آخر حضرت ایشان در

کوٹہ بود نیز چند بار این سخن فرمودند۔ برائے ادراکِ جلالتِ قدرِ ملا صاحب برتر ازین چه دلیل خواهد بود۔ ملا قاسم ہزارہ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ بہ عاجز بیان کرد کہ در چند ہا یک روز من و ملا باز محمد قندھاری و ملا جلال الدین ہمراہ ملا صاحب بیرونِ شہر برآمدیم۔ در دستِ ملا صاحب تسبیح بود و بہ ذکر شریف مشغول بودند۔ ما ہر سہ با ہم کلام می کردیم۔ بعد از ساعتی ملا صاحب بہ ما بیان گفتند افسوس صد افسوس، مثل اشتر بے مہار شمایان روان ہستید۔ بہ این جبلِ شامخ کہ پیش روے شمایان است و بہ این قبۃ خضر کہ بر سر شمایان است نظر نہ می کنید کہ بہ چه طور اظہارِ عظمت و کبریائی پروردگاری کند و ببینید کہ ہر ذرۃ خاک بہ ذکر پاک پروردگار گویا است۔ ولے بر شمایان کہ اوقاتِ عزیز خود را بہ غفلت می گزرانید۔ این گفتند و زار و قطار بگریستند۔ عاجز گوید ملا صاحب دائمًا از کلام لغو و لالی یعنی احترازی می کردند۔ در کنجی قبلہ رو نشستہ بہ ذکر پاک مولیٰ جل شانہ مشغول می شدند اگر تکلم می کردند بہ آواز پست و نرم می کردند۔ خندہ ایشان بیش از بستم نہ می بود و در اوصافِ حسنہ فرود بودند، رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۳۵۔ ملا محمد آفاق قوم مروت از جہات سرحد بہ خدمتِ خیرِ جہان رسید و ہر چہ کہ بہ قسمتش بود حاصل کردہ بہ وطن مراجعت کرد۔ اگر مریدانش در اواخر سال ہا بہ خدمت حضرت ایشان نہ رسیدے، عاجز را از ایشان علم نہ بودے۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

ازین سی و پنج نفر کہ بیان ایشان گذشت، سی و یک نفر از افغانستان بودند۔ حالًا عاجز بیان اصحابِ اجازت بلوچستان می کند۔

۳۶۔ قاضی لعل محمد نورزی از قلات نصیر بہ کوٹہ آمد و از حضرت ایشان بیعت شد و در قریہ خلیل کہ بہ فاصلہ سہ میل از شہر است آباد شد۔ عجب مرد مبارک و صاحب استعداد بود۔ از بلوچان و برہمویان اگر کسی برائے بیعت می آمد۔ ویرا حضرت ایشان نزد قاضی لعل محمدی فرستادند کہ بیعت کنند و چند روز نزد خود ویرا مشغول بہ ذکر دارند۔ قاضی صاحب بسیار ضعیف و سن رسیدہ بودند چند سال بعد وفات یافتند۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۳۷۔ ملا عبد الحلیم آخوندزادہ فرزند ملا عبد اللہ قوم کاکڑ ساکن قریہ چوہی کہ از شہر کوٹہ بہ فاصلہ پنج میل بہ جہتِ غرب واقع است۔ چند ماہ قبل از ولادتِ حضرت برادر کلان چون نوبتِ اول حضرت ایشان بہ کوٹہ رسیدند، سی نفر داخل سلسلہ عالیہ شدند (لما کتبہ سیدی الوالد الی عبد اللہ عمر مبین) سرگروہ آنها ملا صاحب بودند۔ اگر ملا صاحب عاشق و شیدائے حضرت ایشان بود حضرت ایشان نیز قدر دانِ ملا صاحب بودند۔ چون بہ سال بستم از قرن چہار و ہم ملا صاحب حج کردہ بہ کوٹہ رسیدند، حضرت ایشان بہ عبد اللہ عمر نوشتند

مولوی عبدالحلیم حج کردہ ازراہ کراچی مع الراحة والنخیر بہ کوئٹہ رسیدند۔ ملا صاحب بیان می کردند، چون بہ مدینہ منورہ رسیدم و برائے عرض صلاۃ و سلام حاضر شدم۔ عرض کردم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غلام عاشق رشیدکے شما ابوالنخیرم۔ چون این عرض کردم حضرت رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم چنان عنایات و مہربانیاں فرمودند کہ از بیان آن زبانم قاصر است۔ در سال سی و پنج چون حضرت ایشان، حضرت برادر کلان را بہ وقت رفتن ایشان بہ کوئٹہ خلافت عنایت کردند و ایشان بہ کوئٹہ رسیدند و ملا عبدالحلیم را علم واقع شد فوراً نزد برادر کلان آمدند۔ از فرط مسرت اشکھامی ریختند و تبرکاً بردست ایشان ہم بیعت شدند۔ و از این واقعہ یک سال بعد در ماہ شعبان ۱۳۳۶ھ بر پشت ملا صاحب غدوے ظاہر شد۔ و بہ سرعت زیادہ خطرناک گشت۔ چون ملا صاحب از حرکت معذور شدند متصل بہ دیوار مسجد تریف پیش روے دروازہ حرم سراسر لچافی دراز شدند نظر ایشان بہ سوئے دروازہ می بود۔ اوائل ماہ مبارک رمضان بود کہ حضرت ایشان وقت ضحیٰ بہ عاجز فرمودند۔ برو و سلام ما بہ ملا عبدالحلیم برسان و از جانب ما بگو کہ اینجا شما نا آرام ہستید لہذا شما بہ خانہ خود بروید، عاجز امتثال امر کرد، بر ملا صاحب رقت طاری گشت۔ سیل اشک از چشمان روان شد۔ دست عاجز را گرفتہ بوسہ دادند بر چشمان خود نہادند و گفتند کہ بہ خدمت مبارک حضرت صاحب عرض کنید کہ وقتم آخرا شدہ و تمنائے من است کہ پیش دروازہ حضرت شما جان خود بہ جان آفرین سپارم، عاجز بیان ملا صاحب عرض کرد حضرت ایشان چند دقیقہ توقف کردند و بازار شاہ کردند۔ بہ ایشان بگو کہ رضائے من در رفتن شما است۔ چون عاجز بہ ایشان این پیام رسانید زار و قطار بگریستند و گفتند۔ رضائے حضرت ایشان رضائے من است، من خلاف حضرت ایشان کے می توانم کرو۔ و باز پس خود عبدالحلیم را گفتند۔ بہ جامع مسجد برو و بہ عم خود بگو کہ عربہ بیارند تا بہ خانہ بروم۔ و بہ خانہ رفتند چند روز بہ حیات ماندہ بہ روز پنجشنبہ ہفتم رمضان مبارک ۱۳۳۶ھ (۲۴ جون ۱۹۱۵ء) کہ ششم سرطان بود، رحلت نمودند و در حظیرہ عثمانی و حیدری متصل بہ دیوار شرقی مدفون شدند۔ خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را حضرت ایشان بہ جمعہ نہم شوال ازان سال بہ امثادی مولانا محمد عمر نوشتہ اند۔

”دوست ما و مزاج دان ما و خیر خواہ ما مولوی عبدالحلیم صاحب بہ ہفتم رمضان را ہی ملک بقا شدند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ، ما را این گونہ رفیق صالح و داناتا امروز کسی دیگر پیدا نہ شدہ۔ جزا ہ اللہ خیرا۔ روز فرمودند عبدالحلیم قطب کوئٹہ بودند۔ یک بار ارشاد کردند عبدالحلیم قوت بازوے من بود۔ عاجز و نظم

”نغمہ ہجران“ اشارہ بہ این معنی کردہ می گوید۔

آن زچہی دو برادر با کمال
در دلار و در محبت بے مثال
مخلصان با وفا ہر یک سعید
پاک دل عبدالحلیم و آن رشید

کا کڑان را مثل تاج و سر بندند بہر مرشد مثل بال و پر بندند

ملا صاحب در محفل عقد نکاح ہمشیرہ کلان بہ وہی آمدند حضرت ایشان ملا صاحب را بہ مزارات حضرت اویا نے کرام فرستادند چون باز گشتند گفتند کہ ما بہ غفلت بودیم و از مرتبہ و مقام حضرت صاحب بے خبر بودیم۔ امروز کیفیت بر من واضح شد بہر مزارے کہ رفتیم۔ صاحب مزار بہ من گفت تو مرید ابوالخیر من ہستی لہذا تو از من ہستی۔ ملا صاحب این بیان پیش حضرت ایشان کردند باز بہ وجد درآمدند۔ وَحَمْدُ اللَّهِ وَرَضِيَ عَنْهُ
حریفان با دبا خوردند و رفتند تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

۳۳۸۔ ملا عبدالرشید آخوندزادہ۔ برادر کلان ملا عبدالعلیم آخوندزادہ از برادر خود بہت سال کلان بودند مثل مشہور است۔ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است۔ در کارخانہ باطن پایہ ملا عبدالعلیم ارفع و اعلیٰ بود و در علم ظاہر نیز مقام بلند داشتند و در خطاطی بسیار خوب بودند و ملا عبدالرشید با کمال باطن عامل یک تعویذ بودند۔ چون از حضرت ایشان بیعت شدند عرض کردند من این تعویذ بہ خلق خدای و ہم و ایشان را فائدہ می شود اگر حضور انور اجازت عنایت کنند عمل تعویذ جاری دارم و الا لا حضرت ایشان اجازت عنایت کردند و ملا صاحب تا آخر وقت تعویذ می داوند تقریباً ہر روز از چوہی بہ کوسٹہ می آمدند و آن وقت نزد ایشان از دراہم ہیچ نہ می بود۔ حتی کہ ایجا عرب بہ ہم نہ می بود۔ چون بہ شہر می رسیدند خلق بر ایشان ہجوم می آورد۔ ایشان ہدیہ تعویذ مقرر نہ کردہ بودند۔ ہر چہ کہے پیش می کردی گرفتند۔ در آن ایام ہر روز کتر از بست رویہ بہ دست ایشان نہ می رسید۔ با وجود این قدر یافت و انما مقروض می بودند۔ در داد و دہش و مہمان نوازی مشہور بودند۔ اگر مہمان بہ خانہ ایشان می رسید۔ یک گوسفند بالضرورت بخ می کردند و قاعدہ ایشان بود چون خدمت حضرت ایشان می رسیدند لا محالہ دست بوسی می کردند و بعد از دستبوسی دو رویہ ہدیہ پیش می کردند۔ ایجا ناچنین ہم شدہ کہ در یک روز دو بار سعادت دستبوسی بہ ایشان نصیب شدہ و ایشان دو بار ہدیہ پیش کردہ اند۔ نوبتے حضرت ایشان چون از نماز جمعہ فارغ شدند و در جامع نشستند۔ ملا عبدالرشید استاد شد کہ بیرون رود حضرت ایشان فرمودند۔ عبدالرشید کجا میروی۔ عرض کرد جیب من تہی دست۔ بعد از نصف ساعت مسرور و شادان آمد و دستبوس شد و دو رویہ ہدیہ پیش کرد و باز دستبوسی ماہر بہ برادر کرد و ہر یک را یک رویہ ہدیہ داد۔ مردم بلوچستان می گفت کہ تعویذ ملا عبدالرشید بہ حدے اثر دارد کہ ایشان تعویذ می نویسند و اثر بر مریض همان دم می شود و خواہ آن مریض بہ مراحل دور باشد۔ چند سال بعد از پیرو مرشد خود بہ عمر ہشتاد و پنج یا قدرے زائد رحلت کردند۔ وَحَمْدُ اللَّهِ وَرَضِيَ عَنْهُ

۳۳۹۔ سید عبدالحق از سادات کرام صحیح النسب نشین و از خلص یاران حضرت ایشان بودند

درجیات مبارکہ پیر و مرشد خود رحلت کردند۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۴۰۔ خدائے رحم کا کراڑا پیشین عجب مرد پاک دل صادق المحبہ بود حضرت ایشان او را رحمت اللہ می گفتند۔ اجازت نامیہ آمد کہ کوٹہ را ایشان بہ رامپور آوردہ بودند۔ از دل و جان فدائے پیر و مرشد بود۔ در خورد سالی خدمت حضرت برادر کلان کردہ بود۔ درجیات پیر و مرشد سفر آخرت اختیار کرد و دعائے حضرت ایشان برایش شمع راہ شدند۔ هَنِئِئَالَهُ ثُمَّ هَنِئِئَالَهُ۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۴۱۔ سید اکرم شاہ از پیشین۔ صاحب دُجْد و درو آہ و سوز و بخوری و استغراق بود۔ چون نمازی استاد محو انوار و تجلیات شدہ از خود بے خبر می گشت بہ ہر دو دست خود سیدہ و جسد خود را بہ شدت می زد و بعد از ختم نماز بہ ہوش آمدے و آثارِ ضعف و ماندگی بر بشرۃ ایشان ظاہر شدے و چون باز بہ نماز تراویح مشغول شدے بہاں جوش و خروش سابق روے می داد۔

ہر چند پیر خستہ تن و ناتوان شدم ہر گز کہ یادِ روے تو کردم جوان شدم روزے حضرت ایشان بہ عاجز گفتند۔ سید اکرم شاہ صلاحیت دارد کہ در نماز بہ پہلوئے من استادہ شود۔ چون کہ در ایشان قوت برداشت نیست و بہ حرکت می آیند ازین جہت ایشان را متصل بہ خود استادہ نہ می کنیم۔ چند سال بعد از پیر و مرشد خود سفر آخرت اختیار کردند۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

ابن شش نفر از بلوچستان بودند و از ایشان ملا عبد الحلیم آخوندزادہ سرکردہ مخلصین افغانستان و بلوچستان و ہندوستان بودند۔ حالا عاجز بیان اصحاب اجازت اہل ہندی کند۔

۴۲۔ مولوی محمد اصحاب الدین فرزند محمد زین العابدین صدق ساکن ٹیک ناف بازار شہر جالنگام۔ بنگال۔ خلیفہ اول حضرت ایشان است علی الاطلاق کہ بعد از ارتحال حضرت جد بزرگوار شاہ محمد عمر قدس اللہ سرہ خلافت یافتہ سہ مکاتیب محمد اصحاب الدین پیش نظر عاجزانہا مکتوب اول از کلکتہ و مکتوب دوم از جالنگام بہ بستم رمضان ۱۲۹۹ھ ارسال کردہ اند۔ و نوشتہ اند کہ بیشتر از بست و پنج نفر بیعت شدہ اند۔ و افسراد احوال ارجمند دارند یکے سی و پنج ہزار بار ذکر اسم ذات و دو ہزار و یک صد بار نفی اثبات و یک ہزار و یک صد بار تہلیل لسانی می کند و دیگرے بست و نہ ہزار بار ذکر اسم ذات و یک ہزار و یک صد بار ذکر نفی اثبات و پنج صد بار تہلیل لسانی می کند۔ و احوال خود را از مراقبہ و ذکر و حلقہ و تدریس بہ تفصیل نوشتہ اند و در ان ایام ایشان در مراقبہ حقیقت کعبہ ربانی مصروف بودند و مکتوب سوم در جمادی الاولیٰ ۱۳۰۲ھ نوشتہ اند و از عبد اللہ ارکانی و دیوان علی ارکانی و عبد الحمید سند نفی تسلیمات نوشتہ اند و حوالہ مکتوب حضرت ایشان ہم تحریر است۔ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۲۳۔ حاجی فیض اللہ ٹھیکہ دار "از سرسہ" صاحب نسبت و احوال ارجمند ہوئے۔ از مخلصین اقدیمین ہوئے۔ چون حضرت ایشان از دہلی بہ کوئٹہ و از کوئٹہ بہ دہلی می آمدند ایشان با جمعی از رفقا بر محطہ "بھٹنڈہ" باچائے و شیر و بسکٹ حاضر ہوئے و صدائے بسم اللہ الرحمن الرحیم از حاضرین ایشان آگاہ می کرد۔ چون آواز حضرت ایشان می شنید در تلش جان نومی میداد در تعمیرات خانقاہ شریف۔ چہ از مسجد شریف و چہ از حجر مبارک و چہ از تسبیح خانہ و چہ از منزل خیر نگرانی کار بہ ایشان مفوض بود و منشی حسین علی معاون و مددگار ایشان عجب مبارک مرد بود۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۲۴۔ مولوی برکت اللہ مختار ساکن ہانسی ضلع حصار، از مخلصین قدما و از اصحاب احوال مبارک ہوئے با عاجز ارتباط و محبت زیاد داشتند۔ در آیامِ آخر تمام آن مکاتیب مبارک کہ حضرت ایشان قَتَا فَوْتًا بہ ایشان نوشته بودند بہ عاجز دادند۔ عاجز ترتیب دار از آن مکاتیب بیشتر نقل کرده است تا ناظرین ملاحظہ کنند کہ حضرت ایشان بہ چہ طور تربیت مریدان می فرمودند۔

سالہا باید کہ تا یک کود کے از فضلِ نبی علمے و انا شود یا شاعرے خیرین سخن
پروردگار بر مولوی برکت اللہ کرہا کرده بود صدہا افراد از ایشان فیضیاب شدند۔ نوبتِ آخر چون بہ خانقاہ شریف آمدند تا دیر بر مزار شریف مراقب شدند۔ و با عاجز بہ محبت زیاد ملاقات کردند۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۲۵۔ مولوی سید عبد الجلیل فرزند سید ہدایت علی۔ اولادِ دروٹا سنہ نزد غازی آباد قیام داشتند و باز بہ جَزْوَلِ ضلع بہرائچ مقیم شدند۔ بعد از بیعت چند وقت حاضر خدمت بودند چون حضرت ایشان بہ کوئٹہ رفتند ایشان در صحبتِ صوفی ناتمام نشستند۔ بیان این واقعہ در فصل دوم تحت عنوان اجتناب از صحبتِ صوفی ناتمام "بر صفحہ ۲۵۳ گزشتہ۔ چار سال بہ خدمت حضرت ایشان مساسل ماندند۔ حضرت برادرِ کلان را درس می داد و مکاتیب حضرت ایشان می نوشتند اگر کہے از عمر ایشان استفساری کردی گفتند ما حاصلِ زندگی آن چہار سال بود کہ در خدمت حضرت ایشان گزارشتہ ام و باز می گریستند۔ بہ شبِ جمعہ چہار دہم محرم الحرام ۱۳۹۱ھ (۱۱ مارچ ۱۹۷۱ء) بعد مغرب رحلت نمودند و بہ روز جمعہ متہمل بہ قیام گاہ ایشان جسداً ایشان را سپرد خاک کردند یک سال قبل از وفات ملاقات ایشان با عاجز در جائے مولانا محمد عمر شد۔ سبحان اللہ چہ مبارک اجتماع بود۔ عمر ایشان یک صد و بیس سالہ بود۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۲۶۔ میر واحد۔ نزد خانقاہ شریف دہلی قیام داشت۔ جوانِ صالح و صاحب استعداد بود۔ افسوس کہ در عنفوانِ شباب رحلت کرد۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۷۷۔ حضرت استاد مولانا مولوی حافظ محمد عمر فرزند حافظ محمد ایوب ساکن محلہ مداپور گھوسی ضلع اعظم گڑھ بروز جمعہ یکم رمضان ۱۳۰۰ھ (۱۶ نومبر ۱۸۸۳ء) ولادت ایشان شد۔ در خورد سالی قرآن مجید حفظ کردند و از اجلہ علماء ہند علم منقول و معقول خواندند۔ در فہم و حافظہ از اذکیاے روزگار بودند۔ مہنور بہ طلب علم مشغول بودند کہ داعیہ خدا علی پیدا شد و در ۱۳۲۲ھ بہ آستانہ خیر جہاں رسید و داخل سلسلہ عالیہ شدند حضرت ایشان ہدایت فرمودند کہ علم ظاہر را بہ کمال رسانند چنانچہ ایشان بہ وجہ تمام علوم مروجہ را حاصل کردند، نامہائے چندا سائزہ ایشان بہ عاجز معلوم است می نویسند۔ مولانا فاروق چٹیا کوٹی ۲۔ مولانا ظہور الحسن جونپوری ششم رامپوری ۳۔ مولانا سید ہادی حسن جونپوری ۴۔ مولانا ماجد علی مانک پوری ۵۔ مولانا عبداللطیف بجنوری ششم علی گڑھی۔ و فن تجوید از قاری عبدالرحمن درالہ آباد خواندند۔ در ۱۳۳۵ھ برائے تعلیم ماہر سہ برادر مقرر شدند و برائے ایشان مواقع فراہم آمدند کہ از حضرت ایشان ظاہر و باطن استفادہ کنند چنانچہ در ماہ رمضان مبارک باقاری نیاز احمد در درس شاطبیہ شریک شدند و نسبت تلمذ ظاہر نیز از حضرت ایشان پیدا کردند در ۱۳۴۶ھ حضرت برادر کلان ایشان را با خود برائے حج بردند۔ در ان مبارک سفر رفاقت ایشان از بس نیک بود جناب ایشان از آن افراد تحصیل علم کردہ بودند کہ بہ حزبے معین تعلق نہ داشتند۔ مثلاً دیوبندیت و بریلویت وغیرہ۔ لہذا مسلک ایشان مسلک علماء راسخین و جمہور اہل امت بود۔ کلام درست از ہر کہ می شنیدند خوش می شدند۔ و کلام نادرست از ہر کہ می شنیدند بہ خوف و استغفار رجوع می کردند۔ عاجز بہ ستم محرم ۱۳۹ھ برائے ہشت روز نزد ایشان رفت۔ ایشان مولانا سید عبدالجلیل را از جہول طلب کردند عجب مبارک اجتماع بود۔ جناب ایشان در محلہ خود در تہ خیر یہ فیض عام تاسیس کردہ اند مبارک وجود ایشان در ان جہات مشعلے روشن بود۔ خلقے ازان مستفید شد۔ خلقائے ایشان سہ نفر اند۔ مولوی حافظ محمد منظور احمد فرزند ایشان۔ مولوی حافظ محمد اکرام الحق ابن العم ایشان۔ مولوی عبدالحمید عرف مولوی کئی بناری۔ حفظہم اللہ و وفقہم لبرکاتہ۔

۲۷۸۔ مولوی حافظ قاری ولی محمد فرزند شیخ نواز موضع ابراہیم پور ماجرہ۔ علاقہ میرٹھ۔ ایشان بہ مکہ مکرمہ رفتند و از شیخ القاری عبداللہ شاطبیہ خواندند و در قرأت ائمہ سبعہ مہارتے پیدا کردند و در میرٹھ مشغول تدریس شدند۔ قرارت قاری صاحب را حضرت ایشان بسیار خوش داشتند چون بہ محفل میلاد شریف از میرٹھ می آمدند و قرارت تلاوت قرآن مجیدی کردند حضرت ایشان می فرمودند۔ قاری ما کجا استند۔ روزے حضرت ایشان فرمودند کہ قاری عبداللہ شاگرد ما ہست۔ از سابق خواندہ۔ وفات قاری صاحب بہ شب جمعہ شانزدہ صفر ۱۳۵۲ھ شدہ۔ در ان ایام عاجز بہ مصر رفتہ بود۔ چون خبر وفات ایشان رسید۔ بہ زبان اردو قطعہ نظم کردہ و سال وفات از۔ حافظ قاری ولی۔ دریافتہ و بہ عربی نیز قطعہ گفتہ شعر آخرش درج ذیل است۔

قَالَتِ الْأُمُّوَاتُ لَمَّا قَابَلْتَهُ
أَدْخَلُوا جَنَاتٍ عَذْبًا بَسَامًا

از نظر آخر سال وفات ظاہر است۔ ایشان را بصارت چشم سر نہ ہووے، حق تعالی بصیرت ایشان را روشن تر
کرده ہووے۔ رَحْمَةُ اللَّهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۴۹۔ فتح محمد از اولاد قاضی محمود شاہ در بانی ساکن موضع دیر پور۔ علاقہ کھیرہ۔ گجرات۔ از حضرت
ایشان بیعت شدند و حسب استعداد خود فوائد برداشتہ بہ وطن خود مراجعت نمودند۔ سہ سال می شود کہ از علاقہ
ایشان چند نفر آمدہ بودند و از احوال طیبہ ایشان بیان کردند و گفتند ضعیف شدہ اند۔ بیشتر در خانہ خودی باشند۔
الْحَقُّهُ اللَّهُ بِعِبَادِهِ الصَّالِحِينَ۔

۵۰۔ حافظ سکندر ولد ناصر خان۔ اصلش از علاقہ سرحد بود اما نشوونما در پنجاب و دہلی یافتہ۔
در مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی درس قرآن مجید می دادند و عجب مرد پاک طینت و ولی صفت بودند۔ ہمہ وقت
ہوش در دم و نظر بر قدم می بود از غفلت دور و بہ دولت حضور و آگاہی متصف بودند۔ چون ہندوستان
منقسم شد و دہلی گہوارہ زرد خورد گشت ناچار مع اہل خانہ و ہر دو پسر بہ پنجاب رفتند و بعد از چار یا پنج سال
یک مکتوب ارسال کردہ بودند و بعد از آن احوال ایشان معلوم نہ شد۔ رَحْمَةُ اللَّهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۵۱۔ مولوی سعید احمد فرزند مولوی خلیل احمد فرزند مولوی سراج احمد ساکن سرانے ہلالی۔ سنبھل۔
بیعت شدند و آن چہ بہ نصیب ایشان بود یافتند و بہ خانہ رفتند و در مدرسہ سراج العلوم بہ خدمت دین
مشغول شدند۔ فرزند پسر کلانش مولوی حافظ اسعد بن مولوی حبیب احمد و فرزند خوردش حافظ محمد شاکر چند ماہ
قبل آمدہ بودند۔ می گفتند مولوی سعید احمد در ۱۹۵۲ء رحلت کردہ اند۔ رَحْمَةُ اللَّهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۵۲۔ سردار عدالت خان ولد شرف علی خان ساکن شہوالا علاقہ جہلم پنجاب و ابستہ بہ فوج انجلیزی
در دستہ اسپ سواران پنجابیان بود۔ بہ دہلی آمد و از حضرت ایشان بیعت شد۔ در ۱۳۲۹ھ قیام حضرت ایشان
در میرٹھ شد۔ این دستہ اسپ سواران آنجا بود لہذا عدالت خان بیشتر اوقات در خدمت می رسید۔ در حرب
عمومی اول انجلیزی ہا این دستہ را بہ فرانسی فرستاد۔ لمحاربتہ الالمان۔ چونکہ عدالت خان افسران دستہ بود، برائے
ایشان انتظام مستقل خیمہ بود۔ عدالت خان بیان کردند: موسم خنک بود۔ من برائے نماز عشاء در کنجہ وضو
می کردم۔ پائے چپ خود را خواستم کہ بشویم ناگاہ یک زن جوان پری پیکر با صد عشوہ و ناز بہ خیمہ درآمد و بہ
سوئے من دیدہ بستم نمود۔ درین دوران من پائے خود را شستہ اتاوم و تصور حضرت ایشان کردم بہ
مجردے کہ صورت مبارکہ در خانہ دلم درآمد بر من کیفیت طاری شد کہ مرا از خودم رُبووے۔ نہ می دانم کہ آن کیفیت
چہ مدت گرفت۔ اما وقتے کہ بہ ہوش آمدم آن فتنہ بجوالہ از خیمہ رفتہ بود شکر پروردگار بجا آورد و بہان دم

راہِ خیمہ را از درون بستم، عدالت خان چون از فرانسہ بازگشتند بہ دہلی آمدند و واقعہ بیان کردند حضرت ایشان بسیار خوش شدند و بہ عدالت خان دعا ہا دادند۔

عاجز گوید این ہمہ برکت تصور بود کہ آن را رابطہ گویند۔ بعض مدعیان علم از رابطہ نفرت می کنند۔ دوسہ ماہ می شود کہ یکے از علماء رنج گفت کہ رابطہ حرام است در آن محفل غیر از قائل پنج شش دیگر علماء ہم بودند۔ عاجز گفت۔ چہ جائے حرمت است۔ اثبات رابطہ از حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بہ طرق صحیحہ ثابت است۔ چندین حضرات از صحابہ چون حدیثی را روایت می کردند می گفتند۔ کَا تِي اَنْظُرُ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ این ویدایشان، دید آن مبارک صورت بود کہ در سیدار قلب ایشان محفوظ بود۔ حضرات مشائخ ہمین را تصور و رابطہ می گویند۔ مولائے روم قدس اللہ سرہ در اوائل دفتر دوم چہ خوب فرمودہ۔

آنند دل چون شود صافی و پاک	نقشہا بینی برون از آب و خاک
ہم بینی نقش و ہم نقاش را	فرش دولت را و ہم فرآش را
چون خلیل آمد خیال یار من	صورتش بت، معنی او بت شکن
شکر یزدان را کہ چون او شد پدید	در خیالش جان خیال خود بدید
خاک در گاہت دلم را می فریفت	خاک بروے کوز خاکت می شکفت

بر عدالت خان پروردگار لطف ہا کردہ بود۔ بسیار فغان در صحبتش بہ وادی حضور رسیدند۔ بہ روز جمعہ یازدہم رجب ۱۳۵۵ھ (۲۴ فروری ۱۹۵۶ء) رحلت نمودند۔ چند روز گزشتہ بود یک ہندو را دو پسرانش بہ خانقاہ شریف آوردند۔ خانہ این ہندو بہ قرب خانہ عدالت خان بود۔ چون ہندوستان تقسیم شد و سے بہ دہلی آمد۔ وازد و سال بینائی چشم و سے از وجہ نزول مار ضائع شدہ بود۔ این ہندو از جیب خود یک مکتوب برآورد کہ در آن از وفات عدالت خان نوشتہ بود، این ہندو زار و قطاری گریست و می گفت این چنین مردی من گاہے نہ دیدہ ام چون کہ این جائے مرشد ایشان است ازین جہت اینجا آمدہ ام تا سکون قلب حاصل کنم فی الواقع عدالت خان یکے از اولیائے پروردگار بود۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۵۳۔ محمد ہاشم فرزند فضل الرحمن صدیقی باکن دو تانہ، نزد کوسی کلان علاؤ المتھرا۔ جد کلانش در عہد مملکت خلیجیان درین جا آباد شدہ بود۔ ولادت محمد ہاشم در ۱۳۲۰ھ۔ ۱۹۰۲ء۔ بودہ۔ در ۱۳۳۶ھ بیعت شد و بہ مدامت در حلقہ مبارکہ حاضر می شد، اجیاناً اشعار نعتیہ بہ سوز و درومی خواند و حضرت ایشان خوش می شدند و می فرمودند ہاشم ہارا ببینید چہ گونه خوب می خواند، محمد ہاشم یک غزل اردو را بسیار بہ سوز می خواند۔ مطلع آن غزل این است۔

تڑپتا ہے دل جان کو بے گلی ہے یہ دولت تمہاری بہ دولت ملی ہے

یعنی دلم می تپد و جانم بے قرار است و این دولت در و سوز از جنابِ شما بمن رسیدہ است چون کہ این شعر حسب حال ادب و اثرے می داشت و از اصحابِ حلقہ نعرہ ہائے ہا و ہوبرمی خاست۔ نعمتِ آہ و سوز کہ از حضرت ایشان یافتہ بود تا آخر دمِ حفاظتِ نگاہ داشت وے کرد۔ از خانہ خود بہ دہلی در سال دو بار ضروری آمد، در محفل مبارک میلاد شریف و در حفلہ عرس مبارک، نوبتِ آخر بہ نسبت و ششم جمادی الآخرہ ۱۳۸۶ھ آمد و روز دوم مراجعت کرد و بہ یکشنبہ سیزدہم شعبان ۱۳۸۶ھ۔ ۲۷ نومبر ۱۹۶۶ء۔ از دنیا رخت سفر بست و در روز خود مدفون گشت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مخلصانش بفضل اللہ و کرمہ از نسبت مبارکہ عاقل نیند و محلی بہ آداب سلسلہ اند۔ وَفَقَّہُمُ اللّٰہُ لِمَرْضَاتِہِ وَرَحِمَ اللّٰہُ مُحَمَّدًا وَاٰہَاتِہَا وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۵۴۔ مولوی عبدالعزیز فرزند عبداللطیف، ساکن جوٹا کرکائی۔ علاقہ گھٹنا۔ بنگال۔ در مدرسہ عبدالرب دہلی، علم دین می خواندند۔ بہ روز جمعہ اسبجا حضرت خیر جہان را دیدند۔ و دل خود باختند۔ و در سال ہزار و صد و بست و سیست شدند چون کہ با حضرت ایشان ارتباط تام داشتند بہ زودی پیش رفت کردند و بہ اجازت و خلافت مشرف شدند۔ معمول ایشان بود کہ ہر سال برائے چہل روز حاضر می شدند۔ بہ عاجزہ بیان کردند کہ در اوائل احوال یک سال بار دیگر حاضر شدم۔ حضرت ایشان مرا فرمودند مراعات قاعدہ کنید۔ بہتر اعمال آو و تم اعمال است۔ بار دیگر چنین نہ کنید۔ چون بہ اجازت و خلافت مشرف شدند۔ ہمراہ خود از مخلصین جماعتی رامی آوردند۔ و آنہا خدمت خانقاہ شریف می کردند۔ حضرت ایشان از احوال آنہا خوش می شدند۔ مولوی صاحب در احوال میلاد شریف شریک می شدند و دوران مبارک محفل بر ایشان احوال طاری می شدند و ایشان مغلوب الاحوال شدہ آن را بیان می کردند۔ در آن وقت چشمان ایشان مخموری بود و وقتے کہ ایشان احوال خود بیان می کردند حضرت ایشان خاموش می شدند۔ چون حضرت ایشان بہ مزار حضرت نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی قدس سرہ تشریف بردند۔ مولوی صاحب ہم در خدمت بودند۔ آنجا بر مولوی صاحب حالتی طاری گشت و عنایات حضرت نصیر الدین را بر بلا بہ آواز بلند بیان کردند حضرت ایشان بہ مخلصین فرمودند «ببینید مولوی عبدالعزیز باچہ می گوید» آن وقت عاجزہ ملاحظہ کرد کہ حضرت ایشان کلام مولوی صاحب را بہ نیک وجہ استماع می فرمودند۔ روزے عاجزہ صبا کا بہ نواخت یادہ بہ خدمت حضرت ایشان رسید۔ وہ بہمان وقت مولوی صاحب با جماعت مخلصین از بنگال رسیدند و نعرہ ہائے ہو و ہا و اللہ کہ در احوال و جہاز ایشان صدوری یافت بہ مسامح مبارک رسید۔ حضرت ایشان خوش شدہ بہ عاجزہ فرمودند بہین کہ مولوی عبدالعزیز ما آمدہ است۔ حضرت ایشان اگر از چیزے یا کسے خوش می شدند نسبت آن را بہ خود می کردند۔ بہ سال و ہ سال

حضرت ایشان بر شنبہ نهم ماہ مبارک ربیع الاول از کوڑہ پہ دہلی آمدند و بہ روز چہار شنبہ دہم ماہ مبارک مولوی صاحب با جمعے کثیر از مریدان از بنگال بہ خانقاہ شریف رسیدند۔ از مخلصین ایشان بیشتر افراد برائے یک ہفتہ آمدہ بودند و پانزدہ یا بست نفر برائے چہل روز۔ از آمد مولوی صاحب حضرت ایشان سرور گشتند، کیفیاتے کہ در محفل مہجور و مبارک بہ ظہور رسید بیانش در فصل دوم بہ تفصیل گزشتہ۔ چون از آمد مولوی صاحب چہل روز گزشت ایشان بہ ہجرت ماہ ربیع الآخر اجازت مراجعت خواستند حضرت ایشان بہ شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم و مولوی بخش اللہ و مولوی بدرالاسلام فرمودند کہ بہ مولوی صاحب بگوئید کہ از مخلصین خود چار پنج خصوصی افراد را با خود وارد و دیگر ہمہ را رخصت کنید و شہماز بہ چہل روز قیام کنید۔ مولوی صاحب عمل بر ارشاد مبارک کردند۔ چون چہل روز بہ اتمام رسید و ہلال جمادی الآخرہ کہ ماہ ارتحال حضرت ایشان است بر افق ظہور کرد و مولوی صاحب اجازت رفتن طلب کرد حضرت ایشان بہ نام بروہ ہائے سابق گفتند۔ دل مامی خواہد کہ مولوی صاحب چند وقت قیام کنند۔ چون کہ از خانہ مولوی صاحب مکتوبے رسیدہ بود و آنجا کارے پیدا شدہ بود۔ مولوی صاحب بیان آن عذر کردند و حضرت ایشان مولوی صاحب را اجازت سفر دادند۔ عاجز دید کہ بہ صبح روز رفتن مولوی صاحب حضرت ایشان از حرم سر آبر آمدہ، در روز وازہ بر تخت مبارک نشستند و مولوی صاحب را طلب کردند مولوی صاحب نزد تخت بر زمین نشستند حضرت ایشان مبارک دستہائے خود را بر شانہ ہائے مولوی صاحب نہادہ چشم بند کردہ نشستند۔ روئے مولوی صاحب قدرے میلان بہ جہت شرق داشت۔ عاجز بر چہرہ مولوی صاحب آثار کیفیات می دید۔ بہ اندازہ پانزدہ دقیقہ حضرت ایشان توجہ خاص فرمودند و باز مولوی صاحب را رخصت کردند۔ آن وقت مولوی صاحب بہ اختیار خود نہ ماند و از اعماق قلبش نعرہ ہائے مستانہ بر آمدند و مخلصان ایشان کہ بہ پشت ایشان بودند ہمہ نوائے ایشان شدند۔ مولوی صاحب بہ چہارم یا پنجم جمادی الآخرہ رخصت شدند و بہ آخر این ماہ حضرت ایشان رحلت کردند و مولوی صاحب اشک ریزان بادل بریان از بنگال آمدند و می گفتند حضرت ایشان قدس سرہ خواستند کہ من نہ روم و من از وجہ کارے رنتم۔ این — یک داغ است بر دلم کہ تا آخر وقت خواہد ماند۔ مولوی صاحب در عرس مبارک حضرت ایشان سلسل بست و پنج سال آمدند و بہت آخر در جمادی الآخرہ ۳۶۶ھ آمد ایشان شد و بہ آخر ماہ رمضان ۳۶۶ھ دہلی گہوارہ قتل و سفاک دہار گشت و سالہا این کیفیت بہ ماند۔ در سال ۳۷۵ھ عاجز بہ ایشان نوشت کہ پروردگار فضل فرمودہ و احوال قدرے خوب شدہ لہذا برائے چند وقت بیائید۔ پروردگار ایشان را اجر ہادہ کہ بہ مطالعہ مکتوب عاجز مع رفتار بہ دہلی آمدند۔ چند روز قیام کردند و بہ عاجز گفتند تا وقتے کہ زندہ ام ان شاکر اللہ می ایم۔ لیکن ما شاء اللہ کان و ما لم یشأ لہم ینکن۔ بہ خانہ رفتند۔ چندے بہ عافیت ماندند و باز علیل شدند و

بہ شنبہ یازدہم ماہ مبارک "میلاد شریف" ربیع الاول ۱۳۶۶ھ (شانزدہم اکتوبر ۱۹۵۶ء) حلت نمودند رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ وَقَدْ سَنَّ سِتْرَهُ وَفَوَّضَ رِجْلَهُ مَوْلَى صَاحِبِ رَابِعِ عَاجِزٍ وَعَاجِزٌ رَابِعٌ بِأَيْشَانِ ارْتِبَاطِ وَمُودَتِي بُود۔ مانی الضمیر را بہ عاجزی گفتند۔ افسوس صد افسوس ازان مشعلہا کہ حضرت ایشان جا بہ جا فروختہ بودند یکے ہم نہ مانده۔ اللهُ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ۔ عاجز برائے دید دختر سوم عطیہ فاروقیہ بہ چہار شنبہ بست و ہشتم ماہ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ (۳ جون ۱۹۷۱ء) بہ چالنگام رسیدہ بود۔ آنجا مولوی عبدالرحیم مولوی محمد معصوم و محمد سعید فرزندان مولوی صاحب و شفیق احمد فرزند مولوی عبدالرحیم رسیدند و بیان کردند کہ بہ چہار دہم ربیع الآخر (۱۸ جون) عقد نکاح محمد زبیر است کہ فرزند آخر و ہشتم مولوی صاحب است و باز بہ ہجتم ماہ دعوت ولیمہ است و درین حفلات سرت شتراک شما موجب سرت مایان است۔ عاجز را محبت مولوی صاحب یاد آمد و بہ خوشی دعوت ایشان را منظور کرد، انعقاد نکاح در ڈھاکہ بانتری بیگم دختر تید بابر حسین شد خطبہ نکاح عاجز خواند و باز مولوی محمد اسلام چالنگامی مولد عربی خواند۔ جزاء اللہ خیر الجزاء۔ و دعوت ولیمہ در "جونا کراچی" (قریہ مولوی صاحب) بود مولوی عبدالرحیم فرزند کلان مولوی صاحب بر فرزند مبارک پدر خود عجب گنبد عالی شان ساختہ اند۔ عاجز وہ روز آنجا قیام کرد۔ مولوی عبدالرحیم و برادران و فرزندان ایشان عاجز را راحتمہا رسانیدند و مولوی علیم الدین و مولوی محمد اسلام و سید محمود حسن کہ از خلفائے مولوی صاحب اند سرتہا رسانیدند۔ و فرزند مولوی صاحب سبب دوستگی عاجز بود۔ مولوی صاحب رانشش پسر و دو دختر است۔ ۱۔ عبدالرحیم ۲۔ محمد یحییٰ ۳۔ محمد معصوم ۴۔ محمد سعید ۵۔ محمد صادق ۶۔ محمد زبیر۔ و خیر النساء و اشرف النساء۔ مولوی عبدالرحیم را سہ فرزند کلان است حجۃ اللہ، صبغۃ اللہ، شفیق احمد و شش دختران اند و محمد یحییٰ را یک فرزند بنت اللہ و دو دختر و فرزندان دیگر را اولاد خورواست۔ و خیر النساء زوجہ ربیع الدین را چہار پسر و چہار دختر است مولوی عبدالرب، عبدالرحمن، سعد اللہ، احمد اللہ۔ و اشرف النساء زوجہ میر محمد شفیع را دو پسر و دو دختر است عتیق اللہ و عبدالودود سَلَّمَ اللهُ الْجَمِيعَ ذُكُورًا وَاُنَاثًا وَوَقَّعَهُمْ لِمَرْضَات۔ مولوی صاحب در قریہ خود مدرسہ خیریہ عزیز تہ بنا کردہ اند۔ بعد از وفات ایشان عمارت پختہ برائے مدرسہ ساختہ شدہ و نواسہ مولوی صاحب کہ مولوی عبدالرب نام دارد و صدر مدرس است۔ پروردگارا این مدرسہ را قائم و دائم دار۔

عاجز گوید بہ نوعی کہ مولوی صاحب حضرت ایشان را خوش کردند و بہ آخر وقت توجہ خاص و دعا ہائے نیک از حضرت خیر جہان حاصل کردند آن را اثرے بود اظہر من الشمس۔ پروردگارا ایشان را مقبولیت داد۔ در بنگال و بہار و برابوی پی خلق کثیر از ایشان مستفید شد۔ غیر از فرزند کلان شش افراد خلفائے ایشان بودند۔ ۱۔ مولوی عبدالشکور ولد شیخ احمد ولد فرید حسین ساکن تنگ ندوا موضع میورکل، علاقہ اکیاب، ملک برا۔

در سال ۱۳۱۶م بہ حیات مولوی صاحب رحلت نمود رحمہ اللہ ورضی عنہ۔ ۲۔ مولوی نعیم الدین الہ آبادی۔ بعد وفات مولوی صاحب رحلت نمود رحمہ اللہ ورضی عنہ۔ ۳۔ مولوی علیم الدین ساکن اڑپاڑ ضلع مرشدآباد بہار۔ ۴۔ مولوی محمد اسلام ساکن دھرم پور ڈاک خانہ دکن پاڑہ۔ چانگام۔ ۵۔ سید محمد حسن الہ آبادی ساکن اعجاز کالونی۔ لسیلہ ہاؤس۔ کراچی۔ ۶۔ مولوی مخلص الرحمن اکیابی۔ خانہ اش نزو خانہ مولوی عبدالشکور رحمہ اللہ است۔

مولوی عبدالشکور در سال ۱۳۲۱ھ از حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بیعت شدہ بود۔ در فصل دوم تحت عنوان بیعت و ارشاد، احوال بیعت شدن ایشان نوشته شدہ است، و سبب تعلق و ارتباط مولوی عبدالشکور با مولوی عبدالعزیز این شد کہ کما کتبہ عبد الشکور فی کتابہ «من دو ماہ یاد و نیم ماہ بہ مداومت ہر شب بہ خدمت حضرت ایشان می رسیدم و فیضہای برداشتم، درین اثنا مکتوب والدہم رسید کہ برادرِ خود را کہ جیب اللہ نام داشت ہمراہ خود گرفتہ بہ خانہ بیا۔ و برائے خرچ سفر یک صدر و پیہ کلدار فرستادند من بہ خدمت حضرت ایشان این واقعہ را عرض کردم۔ قدرے توقف کردہ فرمودند «مولوی عبدالشکور اگر شش ماہ نزد ما قیام می کردی بہتر بودے» باز فرمودند «در وظیفہ شریفہ تغافل نہ کنی و احوال خود نوشتہ ارسال داری» افسوس صد افسوس من بر ہدایات حضرت ایشان عمل نہ کردم، و چہارہ سال بہ امور و نیویہ مشغول ماندم، در سال ۱۳۳۵ھ سے خواب دیدم و پریشان شدہ بہ دہلی رسیدم۔ در بان خانقاہ شریف عبدالستار (مشوری از واز خواہ) بود۔ او اطلاع من کرد۔ و حضرت ایشان بہ واسطہ عبدالستار احوال من دریافت کردند۔ و اجازت دخول بہ خانقاہ شریف نہ دادند۔ روز ہاگرشت و من صبا و مساء حاضر می شدم و بیرون دروازہ نشستہ بہ آہ و بکا مصروف می شدم۔ روزے عبدالستار بہ من گفت۔ حضرت صاحب بہ شمار سرخ می دادند لیکن شما آن را در خاک کردید، بنا برین حضرت صاحب از شما خوش نیستند۔ و باز روزے بہ من گفتند کہ عن قریب مولوی عبدالعزیز صاحب از بنگال برائے اشتراک در محفل مبارک میلاد شریف می آیند۔ ایشان خلیفہ حضرت صاحب اند و ہر سال ہمراہ ایشان پانزدہ، بست نفر می آیند۔ دیدم کہ بعد چند روز مولوی صاحب آمدند و مریدان ایشان بہ ہر وقت کہ می خواستند بہ خانقاہ شریف داخل می شدند۔ و عبدالستار بہ من گفت کہ برائے مولوی صاحب و مریدان ایشان اجازت است وقتے کہ خواہند بہ خانقاہ شریف در آیند، چون من این کیفیت را ملاحظہ کردم بہ دل خود گفتم کہ برایم ہمین بہتر است کہ خود را وابستہ بہ مولوی صاحب کنم چنانچہ و ابستہ شدم و بہ مبارک شب روز دہم ماہ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ بہ وسیلہ مولوی عبدالعزیز صاحب یاس و نا امیدی من بہ سعادت و امید تبدیل شد و من با مولوی صاحب بہ خانقاہ شریف داخل شدم و برائے نماز شام در صف پہلوئے مولوی صاحب نشستم۔ چون وقت نماز شد حضرت ایشان از پشت صف احوال متقدیان را

ملاحظہ کر رہے تھے۔ چونکہ تشریف آورہ، استفسار کر دینے کی سستی۔ برمن ہیبت طاری گشت و تمام جمہور من
شکل شد و نہ تو انستم کہ چیزے بگویم۔ بعد لفظ حضرت ایشان فرمودند: آیا این بنگالی است من جواب بے دلمے و آدم۔
حضرت ایشان بر سر دم دست مبارک نہاوند و فرمودند: «خوب» و امانت کردند حضرت ایشان در نماز سورۃ
فتح تلاوت کردند۔ مقتدیان در بحر حقیقتِ صلاۃ غواصیہا کردند۔ کسے در سر شاری می جنبید و کسے در آہ و بکا
مصروف بود۔ من محسوس کردم کہ آن سنگِ گران از ثقلِ عظیم کہ بر سینہ من نہادہ بود یکبارگی دور شد و از کثرت
فیوضات و برکات چنان محسوس می شد کہ سینہ من شاید تیزتر قد۔ قرأتِ حضرت ایشان بسیار روان و صاف بود
گویا کسے تفسیر آیات می کند۔ سورۃ فتح کا ملا تلاوت کردند۔ و چون از نماز فارغ شدہ تشریف می بردند بہ ملا احمد
خان (مٹاخیل) فرمودند۔ در نماز چہارہ نفرخ کردہ اند۔ از ایشان چہارہ روپیہ جرمانہ بگیر۔

ہذا ما کتبہ عبدالشکور اکیابی۔ آن چہ عبدالشکور مشوڑی رحمہ اللہ بہ او گفتہ درست گفتہ کہ حضرت
ایشان شمارا نعمت بے کران می دادند لیکن شما قدر نہ کرید و آن را از دست دادید۔ اگر چہ از وجہ انتساب مولوی
عبدالشکور بہ مولوی صاحب دروازہ خانقاہ شریف برائے ایشان مفتوح شد۔ لیکن از انعامات و الطاف
حضرت ایشان بے بہرہ ماندند۔ نعمتہا کہ در سال ۱۳۲۱ ہر یافتہ بودند۔ اثرے از آن باز نہ دیدند۔ نہ آن مخاطبہ مبارکہ
و نہ آن خواندن احادیث مبارکہ یا اشعار طیبہ و باز تشریح فرمودن آن۔ بہر حال آن چہ بہ قسمت و نصیب ایشان
بود از مولوی صاحب بر ایشان رسید۔ ذلک تقدیر العزیز العلیم۔

اصحاب اجازت ابن پنجہ چہار پاک دل افراد مستند کہ بیان ایشان گزشت و کسانے کہ در وقت
و کمالات امتیازات داشتند پیش از پیش اند۔ نام چند سرستاں کہ بہ عاجز یادماندہ می نویسند۔ بیان فتح اللہ
اندڑ و اکبر توخی و عبداللہ کا کر گزشتہ نسبت بہ عبداللہ حضرت ایشان بہ عاجز فرمودہ بودند کہ من جیت الکمالات
صلاحیت اجازت و خلافت دارد۔ اما از دولتِ علم بے بہرہ بود صلاحیت رہبری نہ داشت لہذا مفتخر بہ خلافت
نہ شد۔ از پیشین سید بدل شاہ و یعقوب ترین از اصحاب نسبت و وجود در در آہ و سوز بودند سوزیاطن و جوش
لطیفہ قلب بہ نوعی غالب بود کہ ہر کہ بہ صحبت ایشان می رسید فوراً متاثر می شد۔ ملا محمد امان قنداری بہ عاجز
بیان می کرد کہ بہ ایام طلب علم بہ پیشین رفتم۔ چند روز در قریہ سید بدل شاہ و یعقوب ترین بودم دیدم کہ بعد العشاء
الآخرہ بہ یک گوشہ مسجد شریف سید بدل شاہ و بہ دیگر گوشہ یعقوب مصروف ذکر شریف می شدند۔ از سینہ
ایشان یک گونہ صدا بر می خاست و من محسوس می کردم کہ ہر فترتہ مسجد شریف در وجود رقصان است۔ رخصتہ
اللہ علیہما و رضی عنہما۔ دور کوٹہ رحیم داو بلوچ از مستنگ آمد و پنج شش سال در حجرہ مسجد شریف سکونت
کرد و عجب پاک دل بود۔ علی الصبح یک پارہ کلام اللہ مبارک را بہ صوت بلند تلاوت می کرد و باز آن

شجرہ منظومہ رامی خواند کہ حافظ غلام رسول ویران نظم کرده و صلوات مبارکہ و ادعیہ طیبہ می خواند۔ دو ساعت درین وظائف صرف می کرد۔ از اثر ذکر شریف ایشان تمام مسجد شریف متأثر می شد۔ اگر بہ دوران ذکر شریف کسے صدائے بلندی کرد از نہاد ایشان بہ آواز بلند صدای اللہ بر می خاست و عجب لذتے می داد۔ ترجمہ اللہ وَرْضَى عَتْمًا بہاول قمبرانی و ملا منظر شاہ ہوانی، و ملا امان اللہ غلجی، و ملا خان محمد و ملا ایاز کا کر و سردار محمد علی خان محمدزی و سید شیر علی ازیشین و محمد امین نوحصاری از اصحابِ قلوب و اہل نسبت بودند۔ روزے ملا ایاز در ناحیہ صرف بہ ذکر شریف بود و قدرے بہ فاصلہ حضرت ایشان بہ حلقہ مشغول بودند۔ آن وقت حضرت ایشان بہ اہل حلقہ فرمودند: "ببینید آن گرگ کہنہ را کہ از اینجا استفادہ فیوض و برکات می نماید" ملا ایاز بہ عاجز گفتم کہ بعد ازین محبت آمیز ارشاد حضرت ایشان ہوئے کردند۔ و برین چنان نسبت شریف مستولی شد کہ یارے ضبط نہ ماند۔ اگرچہ دوزانو نشستہ بودم اما بے اختیار جستہا می زدم۔ و مرزا نیاز محمد خان قندہاری اگرچہ بظاہر تجارت می کرد اما بہ باطن کارخانہ باطن را بہ لحاظ آبادی داشت۔ از کثرت ذکر شریف و مراقبہ نوعی انحناء و لپشت ایشان پیدا شدہ بود۔ و انما نظر ایشان بر ساحت سینہ می بود۔ ایشان چون قصد سفر حج کردند حضرت ایشان بہ عبداللہ عمر کہ در بمبئی بود بہ پانزدہم رمضان ۱۳۲۱ھ نوشتند کہ بہ زیارت ایشان بر جائے حاجی شہیر محمد و ملا عبداللہ دلال۔ بہ بھنڈی بازار برسد و خدمت ایشان بہ جا آرد کہ از برگزیدگان است۔ و گل خان قوم ناصر کوچی از وارفتگان و مجذوبان بود۔ بہ دہلی می آمد۔ و عاجزی دید کہ روئے خود را بہ سوئے قیام گاہ حضرت ایشان کردہ استادہ می شد۔ و دیدہ را از عالم دوختہ مشغول بہ کارخانہ باطن می شد۔ یک ساعت بر این کیفیت می گزشت و موئے بر تن دسے حرکت نہ می کرد۔ اگر بہ نماز استادہ می شد او در قیام اول می ماند و نماز ختم می شد و مسجد از نمازیان خالی می شد۔ سالہا بہ این کیفیت بود۔ از بلاد افغانستان صد ہا افراد بہ مراتب ولایات رسیدہ بودند۔ در افغانستان ہیچ ناحیہ نہ ماندہ بود کہ از برکات و انوار این بزرگواران معصوم نہ شدہ باشد۔ افسوس کہ نامہائے ایشان یاد نہ ماند۔ آن چہ در حافظہ ثبت است نوشتہ می شود۔ خان فقیر احمد خیل، ملا عبدالرحمن خضر خیل۔ اختر، مروت، نظام الدین از قوم مررت، ملا محمد شریف، طیب کٹوازی۔ شہاب الدین، شرف الدین مہمند، عبداللہ خان وقتانی، اخلاص یلزی، احمد الدین صاحبزادہ، امین ترکی، شہید عمر، شرف الدین اندر، عبدالرحمن بارکزی، حضرت نور نیازی، ملا غلام جان خروٹی، ملا عصام، حسن شاخیل، عبدالستار مشوڑی، سرور مشوڑی، ملا عمر سلطان خیل، ملا ولی محمد نسوخیل، تور، گل خان شخیل، حاجی رضا العلیزی، احمد نواز قوم سر بریدہ، سید فضل حق آقا، سید عبداللہ جان، حاجی نیاز اندر، گلدین خروٹی، نظر اندر، عبدالکریم معذوز و بسیاریہ غیر ایشان و از افراد ہندوستان فاخر احمد خان انصاری، شاکر احمد خان

انصاری، بابو محمد شمس ریواڑی، وزیر خان، چودھری مولاداد خان، عبدالشکر بیگ ازبھر پور، احمد یار خان، شیخ غلام احمد نسوی، حافظ اشفاق الہی از میرٹھ، حافظ حفیظ الدین، شیخ علیم الدین، شیخ عبدالکریم، شیخ انعام الہی، مولوی شمس الدین، حافظ محمد عمر، حافظ محمد عثمان، عبدالغفور، میر از میرٹھ، ڈاکٹر اشفاق محمد، ڈاکٹر شوق محمد، مولوی نور احمد ام تسری، سید احمد حسین، قاضی وزیر حسین، از وہلی حافظ عبدالحکیم، شیخ نور الہی، حاجی محمد اسحاق، عبدالحق آتین، شیخ محمد رفیع، انیس الرحمن، حافظ غلام محمد، حاجی شہاب الدین، مولوی بخش اللہ مولوی بدالاسلام، منشی حسین علی، منشی نئے خان، محمد شفیع مستری، عبدالرحیم مستری، حافظ منیر الدین، منیر، شیخ عبدالباری جوہری، حافظ محمد اسحاق رانی کھیت والا و پسرش شیخ محمد ایاس وغیر ہم۔ ہر یکے از اینہا حضرت ایشان را خدمتہا کرده درجہ احسان را یافتہ در زمرہ نیک بختان و صالحین شامل شدہ است۔ روزے حضرت ایشان قدس اللہ سرہ الاقدس در وہلی بہ دورانِ حلقہ فرمودند۔ یک ناخن منشی امیر خان از شمایان ہمہ بہتر است۔ اگر ریزہ ناخن ایشان در کفن شمایان باشد از عذاب قبر محفوظ ماند۔ منشی امیر خان از مریدان حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ بودند۔ عاجز زیارت ایشان کردہ۔ کسانے را کہ عاجز ذکر کردہ و آن سرشاران باوہ محبت را کہ دیدہ ہمہ را مصداق آن قول حضرت ایشان می یابد کہ نسبت بہ امیر خان گفتہ بودند۔ افسوس صد افسوس کہ ازان پاک لفسان کسے نہ ماندہ۔

بہ آن گروہ کہ از ساغر وفا مستند
سلام ما برسانید ہر کجا ہستند

حضرت والدہ ماجدہ قدس اللہ سرہا الاقدس

اسم ایشان بی بی ہاجرہ است پدیر بزرگوار ایشان شیخ امجد حسین کہ از سلالہ مطیبہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بودہ اند۔ جناب ایشان را وطن شاہ جہاں پور بودہ از انجا ہجرت کردہ بہ مکہ مکرمہ با برادر خود تشریف بردند غالباً ایشان تجارت شمال می کردند ازین جہت شہرت ایشان دران دیار مبارکہ بہ "شائل والا" شد۔ ارتباط ایشان و برادر ایشان بہ حضرت جد امجد شد۔ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بیان می کردند چون برادر جناب امجد حسین حاضر می شدند بر روزہ اتادہ بہ آواز بلند می خواندند۔

بر در آمد بندہ بگر بخت
آبروے خود ز عصیان ریختہ

چون حضرت ایشان در شعبان ۱۳۰۲ھ بہ مکہ مکرمہ از ہندوستان رسیدند۔ از جناب امجد حسین صدیقی طلبہ کار و ختر ایشان شدند و در او اخر ذی القعدہ یا اوائل ذی الحجہ بہ ہمین سال نکاح کردند این نکاح برائے حضرت ایشان سراسر سبب راحت و آسائش و خانہ آبادی گشت۔ بہ نوعی کہ حضرت ایشان از

امور ذیویہ یکسر ناواقف بودند حضرت والدہ صاحبہ محترمہ بہ امور خانہ داری مہارت تامہ داشتند۔ ومع ذلک حق تعالیٰ حضرت ایشان را عقل کامل عطا کرده بود۔ با این کمالات ظاہری در شوقِ عبادت و ذکر شریف یکتائے روزگار بودند۔ دلائل الخیرات و الحصن الحصین، والحزب الاعظم و اوزادِ فتحیہ را از حضرت ایشان خواندہ بودند و اسبوعہ این کتب مبارکہ و یک پارہ قرآن مجید و شجرہ شریفہ منظومہ حضرت ایشان بہ اُردو، و دعائے گنج العرش و سورہ یاسین ہر روز می خواندند حضرت ایشان را دو مَسْحُوہ بودیکے یک صدی دیگرے پنج صدی۔ کلمات مبارکہ سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ یک یک ہزار بار ہر روز می خواندند۔ وغیر از ماہ صیام روزہ ہائے نقلی بہ کثرت می داشتند۔ و سلکِ مجددیہ از اول تا آخر بہ وجہ اَکْمِ داعی حاصل کردہ بودند۔ در کونٹہ روزے حضرت ایشان فرمودند: "والدہ شمایان را مقام بلند است۔ احوالِ باطن ایشان بسیار خوب است" تربیت و تعلیم و ارشادِ نسا را کاملاً متعلق بہ ایشان بود۔ چنان چہ حلقہ می کردند و توجہ می دادند۔ اگر واقعہ بیان می کردند حضرت ایشان تصویب و تحسین می کردند۔ روزے مکاشفہ خود را عرض کردند کہ حضرت کلان را دیدم (حضرت شاہ احمد سعید را حضرت سیدی الوالد حضرت کلان می فرمودند) و بیان صورت مبارکہ کردند حضرت ایشان تصویب فرمودند خوش شدند۔ در اواخر سال چہلم از ماہ چہار دہم چون طبیعت ایشان ناساز شد و در کونٹہ در مستشفی داخل شدند، طبیبہ برائے دید و ملاقات ایشان روزیکش نہ مقرر کرد۔ آن روز حضرت ایشان و ماہر سہ برادر برائے زیارت ایشان می رفتیم۔ چون کہ حالت ایشان بسیار در خطر بود ازین جہت طبیبہ بہ تاکید ہدایت کردہ بود کہ نزد ایشان خلاف طبع ایشان حرفے گفتہ نہ شود۔ جناب ہمیشہ گان بہ ہدایت حضرت والدہ صاحبہ برائے حضرت ایشان و ماہیان انتظام چائے شیر می کردند۔ دران مرض سخت کہ جناب ایشان را طاقت تکلم ہم کم بود، از حضرت ایشان استفسار کردند کہ نماز چہ گونه ادا نمایم۔ طاقت نشست و حرکت نہ دارم۔ حضرت ایشان فرمودند۔ بہ اشارہ نماز ادا کنید۔ علالت ایشان تا روز وصال حضرت ایشان طوالت کشید حضرت ایشان از اوائل ماہ شوال از وجہ علالت ایشان و اَکْمِ الحزن و التالم بودند۔ عاجز سابقاً بیان کردہ کہ روزے در دہلی حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند۔ زید۔ اگر رفاقت ما خوش داری صبر کن و با ما در عربہ بہ خانہ مراجعت کنی۔ حضرت ایشان بعد از نواخت بہشت از مستشفی روانہ می شدند و غروب آفتاب دران ایام بہ نواخت پنج و نیم بودہ۔ حضرت ایشان بیرون مسکن مرضیہ در خمیہ قیام می کردند۔ عاجز از بیکاری و تنہالی گران خاطر شدہ در صحن مسکن آہستہ آہستہ قدم می زد و بہ دل خود می گفت۔ چرا توقف کردی و خود را پریشان ساختی، عاجز درین خیال مصروف بود کہ حضرت ایشان بہ استعجال برہنہ پا از خمیہ بہ مسکن تشریف آوردہ ہر دو

دست مبارک را بر شانہائے عاجز نہادہ بہ ملاحظت تمام فرمودند۔ زید پریشان مشوا والدہ شما خدمت ما بسیار کردہ و ما می خواہیم کہ قدرے معاوضہ ادا کنیم۔ بہ ساعت ہشت از شب در مرض ایشان شدت می شود۔ در آن وقت عیادت کروں بہتر است۔ حالاً وقت بہ ہشت قریب رسیدہ۔ ما عیادت کردہ بہ خانہ می رویم۔ و یک روز قبل از وفات خود از عاجز احوال حضرت والدہ ماجدہ استفسار کردند۔ دُکَانَ ذَاکَ مِنْ اَوْ اٰخِرِ کَلَامِہِ۔

ولادت حضرت والدہ ماجدہ غالباً در ۱۳۸۴ھ بودہ۔ ایشان را دو برادر بودند۔ جناب محمد اسماعیل کہ از ایشان کلان تر بودند و ایشان را اولاد پیدا نہ شد۔ و محمد اسحاق کہ از ایشان خورد بودند۔ و دو دختر داشتند۔ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا وَرَضِيَ عَنْہُمْ وَرَفَعَ مَكَامَهُمْ وَرَزَقَهُم مَّعِيَّةَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَيْتِ الْيَتِيْمِ وَالصَّالِحِيْنَ وَ الشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ۔

عاجز و برادر عزیز حضرت ابوالسعد سالم سلم اللہ و حفظہ برائے تحصیل علم قصد مصر کردیم۔ اولاً از جناب ایشان اجازت طلب کردیم۔ پروردگار درجات ایشان را بلند تر فرماید اجازت دادند و ما ہر دو بہ روز شنبہ بست و دوم ذی القعدہ ۱۳۴۹ھ (۱۱ اپریل ۱۹۳۱ء) بہ مصر روانہ شدیم۔ چون آیام مراجعت مابان قریب شد در کونستہ بلوچستان بہ شب جمعہ بہ وقت تہجد (افضل اوقات) بست و ہفتم ماہ صفر ۱۳۵۲ھ (۳۱ مئی ۱۹۳۵ء) زلزال عظیم واقع شد ہزاران افراد درین حادثہ شہید شدند، حضرت والدہ ماجدہ نیز درین حادثہ جام شہادت نوش میدند۔ عاجز تاریخ وفات ایشان چنین گفتہ۔

وای بر تنگے کہ از رَجَفَتْ شدہ	کونستہ سردابہ وحشت شدہ
یک بہ یک نازل چنان آفت شدہ	مردمان در ناز و نعمت محو خواب
آہ ظلمت بر سر ظلمت شدہ	تیرہ و تاریک شب دین زلزلہ
حالی مردم باعث عبرت شدہ	گلستان ویران و عمران شد خراب
زندگانی بر بشر زحمت شدہ	نے کسے غمخوار و نے پُرساں حال
ہمچو محشر آن زمان حالت شدہ	نے کسے را مال نافع نے وَلَدَہ
دوستی مفقود از خلقت شدہ	دشمنان را دشمنی از یاد رفت
رُو بہ صحرا مونس وحدت شدہ	ہر نفس از بیم و ترس رُست خیز
منطبق بر حال این اُمت شدہ	وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ اِذْ عَذَابٌ
بے ثباتی جہان مُشَبَّہ شدہ	چشم گر بینا بود از بہر خلق

فَاعْتَبِرْ يَا غَافِلًا عَمَّا تَشْرَى
اندرین گرواب زحمت مادرم
تو دہائے خاک بر جسم نزار
عبدالرحمان، عائشہ، زینب چچان
بد نصیب شان شہادت از ازل
من بہ ملک مصر و آمد این خبر
رفت ایامِ خوشی و ختر می
جنت حق زیر پائے مادران
زیدگر پرسد کسے سالِ وصال

اے بسا حسرت کہ از غفلت شدہ
داغِ فرقت ماندہ و رخصت شدہ
انتقالِ شان بہ این صورت شدہ
در سفر با جدہ ہم صحبت شدہ
بہر شان زمین زلزله رحمت شدہ
وائے صد گزبت کہ در غربت شدہ
حیف در بختم کنون حسرت شدہ
خدمتِ شان موجب عزت شدہ
گو "مقامِ عالیشان جنت شدہ"

چون از بالائے ایشان چوبِ دشت و خاک را برداشتند و دیدند کہ بر سجاده سر بہ سجود اندوختند در دست راست ایشان بود، غالباً جناب ایشان تہجد خواندہ بہ ذکر شریف مصروف بودند کہ وفات ایشان شد۔ نور
اللہ تریبتہا۔

اولادِ صلیبی

حق تعالیٰ حضرت ایشان را چہارہ اولاد عنایت کرد، از بطن زوجہ اولی سہ دختر و از بطن زوجہ اتوری سہ پسر و بہشت دختر و دو اولاد از یک دختر کہ در حیات حضرت ایشان پیدا شد۔

معمول حضرت ایشان بود کہ بعد ولادت الطفل در گوش راست اذان و در چپ تکبیر می گفتند و بہ روز ہفتم عقیقہ می کردند برائے فرزند و بزر و برائے دختر یک بزر زنج می کردند و آن روز مومے سر مولود می تراشیدند و مومے سر را بہ نقرہ وزن کردہ تصدق می کردند و بہ وقت زنج این دعائے ماثورہ می خواندند
اللَّهُمَّ هَذِهِ عَقِيقَةُ ابْنِي (و باز نام مولود می گفتند) ذمہا بدمہ و لحمہا بالحمہ و عظمہا بعظمہ و جلدہا بجلدہا و شعرہا بشعرہ اللہم اجعلہا فداء لابی (نام مولود) من النار۔ در عقیقہ دختر بہ جائے ابنی بنتی می گفتند و ضمائر تانیث می آوردند۔ و چون حق تعالیٰ حضرت ایشان را دو نواسہ عنایت کرد بہ طریقہ مندرجہ بالا عقیقہ کردند و فرمودند کہ بعد از تراشیدن مومے سر زعفران را در آب ساییدہ بر سر مولود مالند۔

اولاد زوجہ اولی۔ (۱) بی بی عابدہ، بہ جمادی الاولی ۱۲۹۹ھ متولد شد و بعد از پنج ماہ در شوال فوت کرد و در احاطہ حضرت شاہ جمال اللہ قدس سرہ بہ جہت جنوب از مزار پرنوار جد بزرگوار خود در رام پور مدفون گشت۔ (۲) بی بی صابرہ بہ ماہ ربیع الاول سن ۱۳۰۹ھ متولد شد چند ماہ زندہ ماندہ در خانقاہ شریف

دہلی وفات یافت و نزد دروازہ تسبیح خانہ مدفون گشت۔ (۳) بی بی کاملہ در سال ۱۳۱۳ھ متولد شد و سہ ہفتہ روز زنده ماندہ رحلت کرد و در راسپورہ در احاطہ شاہ جمال اللہ قدس سرہ بہ پہلوئے خواہر کلان خود مدفون گشت **جَعَلَهُنَّ اللَّهُ أَجْرًا وَذُخْرًا لِلَّابُوبَيْنِ الْكُرَيْمِيَيْنِ**۔

اولاد زوجہ آخری کہ حضرت والدہ ماجدہ ماہر شش برادر و خواہرند، درج ذیل است :-

(۱) بی بی احمدی (۲) بی بی محمدی (۳) بی بی فاطمہ (۴) بی بی صدیقی (۵) بی بی فاروقی (۶) ابو الفیض بلال (۷) بی بی عثمانی (۸) بی بی حیدری (۹) بی بی امۃ اللہ (۱۰) ابو الحسن زبید (۱۱) ابوالسعد سالم۔
بی بی احمدی در سال ۱۳۰۳ھ در مکہ مکرمہ متولد شد و در اواخر سال ۱۳۰۶ھ در خانقاہ شریف دہلی وفات یافت و بہ پہلوئے خواہر خود بی بی صابرہ در خانقاہ شریف مدفون گشت۔ و بی بی محمدی در ماہ محرم ۱۳۰۶ھ متولد شد و بعد از سہ چار ماہ رحلت کرد و بہ احاطہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ بہ جہت جنوب از مغرب پیرانوار مدفون گشت۔ و بی بی فاطمہ در اواخر سال ۱۳۰۹ھ متولد شد و در اوائل سال ۱۳۱۰ھ رحلت کرد و بہ پہلوئے خواہر خود در قبرستان حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ مدفون گشت۔ و بی بی عثمانی در سال ۱۳۲۰ھ در خانقاہ شریف دہلی متولد شد و در اوائل جمادی الآخرہ ۱۳۲۱ھ در کوئٹہ وفات یافت و از شہر کوئٹہ بہ قاصد پنج میل بہ جہت غرب بر راہ چمن در زمینات قریہ چوہی مدفون گشت۔ و بی بی حیدری بہ ماہ شعبان ۱۳۲۱ھ در خانقاہ شریف دہلی متولی شد و بعد از چند ماہ در کوئٹہ وفات یافت و بہ پہلوئے خواہر خود عثمانی مدفون گشت **جَعَلَهُنَّ اللَّهُ أَجْرًا وَذُخْرًا لِلَّابُوبَيْنِ الْكُرَيْمِيَيْنِ**۔

چون حضرت ایشان قدس سرہ از دنیا رحلت فرمودند از اولاد سہ دختر و سہ پسر گزاشتند عاجز اولاد بیان دختران و با زبان پسران می کند۔ و در پسران بعد از حضرت برادر کلان بیان برادر عزیز خورد خواهد آمد و در آخر بیان این عاجز نا کارہ خواهد بود۔

ولادت ایشان در خانقاہ شریف دہلی در سال ۱۳۱۲ھ شد و از روز ولادت محترمہ بی بی صدیقی

تا روز ارتحال از مرض خالی نہ ماند حضرت ایشان قدس سرہ راسش بنات وفات یافتہ بودند و حضرت والدہ ماجدہ راسہ بنات، لہذا ہر دو حضرات را با ایشان غایت محبت و ارتباط بود و این محبت و ارتباط تا آخر ایام بود۔ از مدومت امراض در مزاج ایشان بسیار نزاکت پیدا شدہ بود کہ طاقت ادنی مخالفت نہ داشت۔ ومع ہذا اشتغال ایشان بہ ذکر شریف و طاعات بیشتر بود و حرارت ذکر شریف نیز اثر کردہ بود۔ مکاح ایشان با سید رؤف احمد شاہ فرزند اکبر سید احمد شاہ قصوری شدہ بود۔ سید رؤف احمد شاہ را تکلیف دماغی دوبار رسیدہ بود بار اول دوسہ نفر بر سرش چوہ ہانزدہ بودند۔

خون بسیار آمد و مدتی صاحب فراش ماند و بار دیگر از شتر بیفتا دوسر ش بے سنگے صدره خورد۔ ازین صدقات احوال دماغش خراب شد۔ لہذا توافق در زوجین پیدا نہ شد۔ دوبارہ ہمیشہ محترمہ بہ تصور رفت و پروردگار دودختر عنایت کرد۔ محمدی کہ ولادتش در کوئٹہ بہ بست و سوم رمضان ۱۳۳۲ھ (۲۲ جولائی ۱۹۱۴ء) بودہ حضرت ایشان نامش محمدی نہادند۔ و امۃ الرحمن بہ ماہ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ (دسمبر ۱۹۲۰ء) بہ خانقاہ شریف دہلی متولد شد و حضرت ایشان این نام نہادند۔ عاجز برائے تحصیل علم بہ مصر رفتہ بود کہ جناب ہمیشہ محترمہ بہ روز جمعہ ۱۳۵۰ھ۔ ۶ مئی ۱۹۳۲ء۔ بہ عمر سی و ہشت سال رحلت فرمود و در خانقاہ شریف بیرون مچر مبارک بہ جہت شمال مدفون شدند۔ رَحِمَہَا اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْہَا۔ دختران ایشان را حضرت والدہ ماجدہ تربیت کرد و حضرت برادر کلان عقد نکاح محمدی بہ روز شنبہ بست و نهم رمضان ۱۳۵۲ھ ہجری۔ ۱۶ جنوری ۱۹۳۴ء۔ در کابل با حافظ قاری عبداللہ کروند پروردگار محمدی را دو پسر عباد اللہ و نجیب اللہ و سہ دختر رضیہ، صالحہ، ثریا عنایت کردہ بہ ہفت سال می شود حافظ قاری عبداللہ رحلت نمودہ رَحِمَہُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْہُ۔ و نکاح امۃ الرحمن با عبدالوہید پسر ڈاکٹر اشفاق محمد امیر تسمی بہ دو شنبہ بست و ششم شوال ۱۳۵۳ھ۔ ۲ فروری ۱۹۳۵ء۔ شد۔ پروردگار شش پسر و شش دختر عنایت کرد۔ (۱) عبدالرحیم و ولادتش بہ جمعہ پنجم ذی القعدہ ۱۳۵۵ھ۔ ۷ جنوری ۱۹۳۶ء۔ بود۔ و در ریگان شباب دو پسر و یک دختر یادگار خود گذاشتہ در ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ۔ مارچ ۱۹۶۷ء۔ رحلت نمود۔ رَحِمَہُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْہُ۔ (۲) بلقیس زمان کہ بہ شنبہ ۲۳ شوال ۱۳۵۷ھ۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۸ء۔ متولد شدہ، و ہی صَاحِبَةُ الْاَوْلَادِ۔ (۳) خیر النساء کہ بہ شنبہ بست و سوم صفر ۱۳۵۹ھ۔ ۲ اپریل ۱۹۴۰ء۔ متولد شد و بعد چندے رحلت کرد۔ بَجَلَّہَا اللّٰهُ اَجْرًا وَذَخَّرَ لِلْوَالِدَيْنِ۔ (۴) نفیس زمان متولدہ سہ شنبہ یکم جمادی الآخرہ ۱۳۶۱ھ۔ ۱۶ جون ۱۹۴۲ء۔ بہ فضل پروردگار اولاد دارد (۵) عبدالواحد متولد پنجشنبہ نوزدہم رجب ۱۳۶۲ھ۔ ۲۲ جولائی ۱۹۴۳ء۔ وَاَلْاَوْلَادُ (۶) عبدالاحد متولد شنبہ پنجم رمضان ۱۳۶۴ھ۔ ۱۲ اگست ۱۹۴۵ء۔ وَاَلْاَوْلَادُ (۷) عبدالصمد متولد سہ شنبہ سیزدہم صفر ۱۳۶۶ھ۔ ۷ جنوری ۱۹۴۷ء۔ اولاد دارد (۸) ناہید بانو متولدہ سہ شنبہ بستیم ذی الحجہ ۱۳۶۹ھ۔ ۳ اکتوبر ۱۹۵۰ء۔ متزوجہ است (۹) طارق متولد سہ شنبہ بست و نهم شوال ۱۳۷۱ھ۔ ۲۲ جولائی ۱۹۵۲ء۔ (۱۰) خالد متولد چہار شنبہ نوزدہم صفر ۱۳۷۳ھ۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۳ء۔ (۱۱) یاسمین بانو متولدہ یکشنبہ بست و پنجم رمضان ۱۳۷۵ھ۔ ۶ مئی ۱۹۵۶ء۔ شاہین بانو متولدہ یکشنبہ بست سوم جمادی الآخرہ ۱۳۷۸ھ۔ ۲۲ جنوری ۱۹۵۹ء۔ سَلَّمَ اللّٰهُ الْجَمِيعَ وَحَفِظَہُمْ۔

محترمہ بی بی فاروقی | ولادت ایشان در خانقاہ شریف دہلی در ۱۳۱۵ھ شد و در ۱۳۳۹ھ

نکاح ایشان بانواب زادہ لئیق احمدخان فرزند نواب زادہ فاخر احمدخان انصاری پانی پتی شد لئیق احمدخان نسبتاً از اولاد حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ است و ادرا ایشان بنت البنت قاضی محفوظ اللہ من احفاد قاضی ثنار اللہ پانی پتی قدس سرہ بودہ۔ لہذا خانہ مسکونہ حضرت قاضی ثنار اللہ وراثتاً بہ لئیق احمدخان رسیدہ بود۔ و در ہمان خانہ قیام ہمیشہ صاحبہ تا تقسیم ہند بود۔ در ۱۳۶۶ھ - ۱۹۴۷ء - پنجاب دہلی وغیرہ گہوارہ قتل و قتل گشت، نواب زادہ را حکومت نظر بند کرد چون شہر پانی پت از مسلمانان خالی شد و ہمیشہ صاحبہ تمام مال و دولت و ظروف و ثیاب را گزاشتہ در جامہ ہائے کہ بر تن داشتند با اولاد خود بہ لاہور ہجرت کردند حکومت نواب زادہ را آزاد کرد۔ خانہ ایشان را ہندوان نہیب کردہ بودند۔ زائد از دو ونیم سیر انجلیزی زیر سرخ بود۔ و یک تفنگ قیمتی کہ بہ دو ہزار کلدار گرفتہ بودند۔ ایشان پس از بربادی خانہ و شہر خود با صد در دوالم بہ لاہور رسیدند۔ پروردگار لطف خاص فرمود کہ در شارع ایٹٹ یک محل خوب یافتند کہ آن را رقم ہے است۔ از فکر ہائش آزاد شدند و در فکر خورد و نوش و لباس چند سال زحمت ہا کشیدند و بالآخر۔ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ را ظہور شد و آسائش و راحت تمام بہ نصیب آمد۔ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَاللَّهُ الشَّكْرُ۔ جناب ہمیشہ محترمہ در لاہور بہ دو شنبہ شانزدہم ربیع الاول ۱۳۸۹ھ - ۲ جون ۱۹۶۹ء۔ وفات یافتند و در گورستان بی بی مدفون شدند، عاجز از عبارت " بہ روز و شنبہ شانزدہم ربیع الاول " سال وفات دریافتہ است۔ رَحِمَہَا اللہُ وَرَضِيَ عَنْهَا وَتَوَسَّلْ بِخَيْرِهَا۔ پروردگار ایشان را شش اولاد، پسر و سہ دختر عنایت کرد۔ ۱۔ آخری بانوبہ النوری بانوبہ فاروق احمدخان ۲۔ صادقہ بانوبہ انوار احمدخان ۳۔ نسیم احمدخان۔ ولادت آخری بانوبہ بست و نهم رجب ۱۳۴۱ھ، و ولادت النوری بانوبہ ۱۳۴۲ھ و وفات بہ ۱۳۵۰ھ بودہ، و ولادت فاروق احمدخان در ۱۳۴۴ھ بودہ، اصغر احمد نام تاریخی است۔ نکاحش بابی بی رابعہ دختر حضرت برادر کلان شدہ۔ حق تعالی بہ یکشنبہ بست و چہارم رمضان ۱۳۸۸ھ - ۱۵ دسمبر ۱۹۶۸ء۔ توأم دو دختر عنایت کرد نام یکے نرہت و نام دیگرے نکہت است، سَلَّمَہُمَا اللہُ وَسَلَّمَ اَبَوَيْہِمَا۔ و ولادت صادقہ بانوبہ در ۱۳۴۸ھ بودہ، و ولادت انوار احمد در ۱۳۵۰ھ بودہ، از۔ محمد منظر جان جهان۔ سال ولادت ظاہر است در ۱۳۹۰ھ با طیبہ خاتون نکاح کرد و پروردگار سہ دختر عنایت کردہ، ناعمہ در ۱۳۹۱ھ و زینبہ در ۱۳۹۲ھ و ندیمہ در اوائل ۱۳۹۳ھ۔ سَلَّمَہُنَّ اللہُ وَسَلَّمَ اَبَوَيْہُنَّ۔ و ولادت نسیم احمدخان در ۱۳۵۳ھ بودہ، بہ جمعہ بست و چہارم صفر ۱۳۹۳ھ - ۶ جولائی ۱۹۷۳ھ۔ باغوالہ دختر حمید اللہ خان پسر ڈاکٹر عنایت اللہ خان دہلوی کہ از مخلصین حضرت سیدی الولد

قدس سرہ ہوئے۔ نکاح کرد پروردگار درین سال روان (۱۳۹۲ھ) دختر عنایت کرد کہ نامش جمالہ ہست۔
سَلَّمَهَا اللّٰهُ تَعَالَى وَسَلَّمَّ اَبَوْنِهَا۔

ولادتِ ایشان بہ ہجرتِ محرم ۱۳۲۳ھ۔ ۲۶ مارچ ۱۹۰۵ء۔ ہوئے۔
نکاحِ ایشان بہ دو شنبہ یازدہم شوال ۱۳۲۵ھ۔ ۱۸ اپریل ۱۹۲۴ء

محترمہ بی بی امۃ اللہ

باپیرجی سید محبوب علی شاہ فرزند سید محبت علی شاہ ساکن موضع قادری باغ، از توابع بلند شہر شد، سید محبوب علی شاہ — از سلالہ طیبہ سیدنا عبدالقادر حیلانی است قدس اللہ سرہ الاقدس۔ و شریکاً چشتی صابری است، و ارتباط بہ سلسلہ قادریہ ہم دارد۔ با حضرات مشائخ کرام و اولیائے عظام عقیدت و محبت تمام دارد۔ از وہابیت و نزارغات و ہابیت قطعاً برکنار است۔ پروردگار ایشان را وہ اولاد عنایت کردہ ۱۔ جمیل فاطمہ ۲۔ عزیز فاطمہ ۳۔ آل علی ۴۔ سلیم فاطمہ ۵۔ عظیم القدر ۶۔ عقیل فاطمہ ۷۔ سید حسن ۸۔ سید حسین معروف بہ منظر علی ۹۔ سید جنید علی ۱۰۔ حسین فاطمہ و معروف بہ شکیل فاطمہ۔ ازین جملہ آل علی کہ در ۱۳۵۱ھ متولد شدہ بود و عقیل فاطمہ کہ در ۱۳۵۶ھ متولد شد و سید حسن کہ در ۱۳۵۹ھ متولد شد و خورد سالی بہ دار النعمہ تاقندر جَعَلَهُمُ اللّٰهُ اَبْحَرًا وَ ذَخْرًا لِلْوَالِدَيْنِ۔ و ولادتِ جمیل فاطمہ در ۱۳۲۴ھ شدہ۔ نام تاریخی غریب فاطمہ است۔ نکاحش با سید اقبال کہ در ساڈھورا قیام داشت کہ در شرقی پنجاب واقع است۔ و بعد از تقسیم ہند ہجرت بہ جنگ کرد۔ سید اقبال کہ ہم جد پیرجی سید محبوب علی شاہ است شد۔ پروردگار ایشان را سہ اولاد عنایت کردہ۔ ۱۔ حور جان خاتون معروف بہ روحی کہ در ۱۳۴۵ھ متولد شدہ و نامش تاریخی است، ۲۔ سید فیروز بخت کہ در ۱۳۴۸ھ متولد شدہ و نامش تاریخی است، ۳۔ زکس خاتون کہ در ۱۳۸۶ھ متولد شدہ و نامش تاریخی است۔ ولادتِ عزیز فاطمہ در ۱۳۲۸ھ ہوئے از غریب فاطمہ سال ولادت ظاہر است۔ و نکاحش با سید آصف علی ولد اشرف علی شد کہ در دیوبانی علاقہ بلند شہر قیام داشت و بعد از تقسیم ہند بہ کراچی ہجرت کرد۔ پروردگار چہار اولاد عنایت کردہ۔ ۱۔ طیبہ خاتون کہ درین وقت بست و دو سالہ است ۲۔ ضیاء الاسلام کہ درین وقت شانزدہ سالہ است، ۳۔ توصیف علی کہ درین وقت دوازہ سالہ است ۴۔ محی الاسلام کہ درین وقت ہشت سالہ است۔ ولادتِ سید عظیم القدر بہ پنجشنبہ پنجم شعبان ۱۳۵۵ھ۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۶ء۔ ہوئے و عظیم القدر تاریخی نام است۔ نکاحش بابی بی بی بشر دختر پیر ضامن نظامی سجاولہ نشین درگاہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ، شدہ و پروردگار سہ اولاد عنایت کردہ۔ ۱۔ سیدہ خاتون کہ درین وقت بیزودہ سالہ است ۲۔ سعیدہ خاتون کہ یازدہ سالہ است ۳۔ عالی جناب مظفر کہ ہفت سالہ است در ۱۳۸۶ھ ولادتش شدہ و نامش تاریخی است۔ ولادتِ سید حسین معروف بہ منظر علی بہ شنبہ بست و دوم ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ۔ ۱۰ جنوری ۱۹۴۲ء۔ ہوئے۔ نام تاریخی منظر جوید حسین

است۔ ولادت سید جنید علی بہ جمعہ بست و منقلم شوال ۱۳۶۲ھ۔ ۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء۔ ہوئے۔ نام تاریخ پیدائش غلام صابر است۔ ولادت حنین فاطمہ کے ورے را شکیل فاطمہ نیز گویند بہ شنبہ سیم ربیع الآخر ۱۳۶۸ھ۔ یکم ماہج ۱۹۴۹ء۔ ہوئے۔ برادر خور و حضرت ابوالسعد سالم دران وقت در قادری باغ بودند از گل قادری باغ۔ سال ولادتش دریافتہ اندچہ تاریخ جمیل است۔ بہ شنبہ نوزدہم ربیع الاول ۱۳۹۲ھ۔ ۱۳ اپریل ۱۹۷۲ء۔ نکاح حسینہ وصی شکیلہ باخواجہ معین نظامی فرزند پیر ضامن نظامی شد و بہ چہار شنبہ منقلم صفر ۱۳۹۵ھ ہجری ۱۹ فروری ۱۹۷۵ء۔ پروردگار پسر عنایت کرناش مجیب نظامی است۔ سَلَّمَهُ اللهُ وَآلُوْیْہِ۔

برادر محترم حضرت ابوالفیض بلال ادام اللہ ارشادہ

ولادت و تسمیہ حضرت ایشان قدس سرہ را از زوجہ اولی سہ دختر و از زوجہ آخری کہ حضرت والدہ ماجدہ ابن عاجز اند، پنج دختر شدہ بود و در دور کھولت داخل شدند و عمر شریف بہ چہل و شش سال رسید کہ دعائے حضرت ایشان هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا تَبْرِيْتِيْ مَقْرُونِ بِاِجَابَتِ گروید و بہ شب جمعہ بست و نہم رجب ۱۳۱۸ھ۔ ۲۳ نومبر ۱۹۰۰ء کہ دوم قوس ۱۲۷۹ شمسی ہجری بود۔ ولادت باسعادت حضرت برادر کلان شد بہ صبح آن شب حضرت ایشان از تسبیح خانہ برآمدند و عبدالحکیم دقتانی را از زوجہ شریف دیدہ فرمودند۔ پروردگار ما را فرزند عنایت کردہ۔ عبدالحکیم عرض کرد۔ اسم گرامی عبد الرحمن تجویز فرمائید۔ غالباً عبدالحکیم نظر بر آیت مبارکہ۔ قُلْ اِدْعُوا اللّٰهَ اَوْ اِدْعُوا الرَّحْمٰنَ۔ کردہ تجویز این مبارک نام کردہ باشد چہ اسم گرامی حضرت ایشان عبد اللہ بود۔ فرمودند۔ ما این نخت جگر را بہ نام خادم و مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال موسوم کردہ ایم۔ و حضرت ایشان بہ مخلص پاک طینت حاجی عبد اللہ عمر مبین بہ بہتئی نوشتہ اند حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ را ایک غلام موسوم بہ بلال بود کہ مرتبہ بس عالی داشت۔ جدما حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمودہ اند۔ ابوبکر سَيِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَيِّدَنَا۔ یعنی ابوبکر سردار ما است و او آزاد کردہ سردار ما را کہ آن حضرت بلال است۔ بہ نیت تحصیل برکات نام فرزند خود بلال نہادیم۔ بر زبان مبارک رسول مقبول بہ اندازہ کہ نام بلال آمدہ، شاید نام کسے دیگر نیامدہ باشد و حضرت ایشان بر ورقے این دو شعر عربی نوشتہ اند۔

بِلَالٌ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِيْ مِنْهُ ذِمَّةٌ

بَارِقِيْ اُدْعِيْ فِي الْوَرَى بِاسْمِهِ السَّلَامِي

بِلَالٌ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَا سَيِّدَ الصَّخْبِ

سَمِيْتِكَ اَرْجُوْاَنْ تَفِيضَ عَلَيَّ قَلْبِي

وہر۔ تَفِيضَ عَلَيَّ قَلْبِي علامت نسخہ نہادہ۔ تَبَوَّرَ لِيْ قَلْبِي۔ نوشتہ اند (شعراول) بر بلال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراہیک ذمہ است کہ من در خلائق بہ نام بلند مرتبت ادیا ذکرہ می شوم۔ (شعر دوم ۳۱)
 بلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وائے سردار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین، ہمنام شامی باشم و امیدوارم کہ
 بروی من فیضان فرمائی، یا۔ کہ برائیم ولم را منور گردانی ۱۱

خبر ولادت ایشان مثل برق در افغانستان و کوئٹہ بہ سرعت رسید۔ و مخلصین صادقین پروردگار
 جل شانہ و عم احسانہ را شکر باہر جا آوردند و جا بہ جا و تہ بہ تہ باذبح کردہ دوستان رانان و قورمہ دادند و ہر اے حضرت
 برادر گلان دعا کردند۔ امام مسلم در صحیح خود از حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ روایت کردہ اند۔ دَعَا مُحَمَّدًا عَلَيْهِ
 السَّلَامُ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةً اَللّٰهُمَّ - چہ جائے این لشکر دعا ہائے پاک دل افراد کہ در اقطار ارض کردند۔
 ذٰلِكَ فَضَّلَ اللّٰهُ يَوْمَئِذٍ مِّنْ يَّشَاءُ۔

خورد سال بودند کہ اصلاح الف با بر لوج از جناب امیر خان کہ از حضرت شاہ احمد سعید بیعت
 بودند گرفتند و برائے تعلیم ایشان مولوی محمد اسحاق میرٹھی و باز مولانا سید عبد الجلیل جبر ولی مقرر شدند و دوران
 ایام پروردگار از انطاکیہ (ملک شام) قاری عبد الغنی را فرستاد و مخارج حروف را از ایشان درست
 کردند۔ روزی حضرت ایشان در خانقاہ شریف دہلی بہ حلقہ و توجہ مصروف بودند۔ منشی احمد حسین دہلوی
 آن وقت حاضر بود۔ بہ عاجز بیان کرد کہ حضرت برادر صاحب را گزر شد۔ حضرت ایشان چون ایشان
 را دیدند بہ اہل حلقہ فرمودند: "شما یان بہ قوت و محنت دہائے خود را بہ ذکر شریف مشغول می سازید و
 دل بلال ما از خود مشغول بہ ذکر شریف است" عاجز در کتابے دیدہ است، کہ بزرگے مصروف حلقہ و
 ذکر شریف بود و از اولاد آن بزرگ یک بچہ بہ نزدیکی ایشان محو خواب بود۔ آن بزرگ بہ اہل حلقہ فرمود:
 "گمان نہ برید کہ این طفل خوابیدہ از فیوضات ربانیہ محروم ماندہ شبنم را اثر عام است، ہر کہ در فضا
 باشد متاثر می شود، خوابیدہ بود یا بیدار فرق نہ دارد، ہمین حال مجالس ذکر و صحبت اولیا است" ۱۱
 حضرت ایشان بہ دوران تمثیل و تفریح از جناب ایشان اشعار کلام الہی می کردند و چند سال این معمول
 دوام یافت۔ عاجز ملاحظہ کردہ کہ حضرت ایشان را عنایتے خاص براحوال جناب ایشان بود۔ در مکتوبے
 نوشتہ اند۔ کما تقدم في المكاتب المباركة ۱۱ بزخوردار محمود الخصال حضرت بلال حفظہ اللہ الکبیر
 المتعال عن اتباع النفس والشيطان والضلال وعن سوء المنقلب في الال والمال وجعله رضى الافعال
 والاقوال ذا صلاح وفلاح وقضيل فكما لي۔ و در مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ مدح شاعر عبد اللہ بن عمر
 وابنه بلال فقال۔ وبلال عبد الله خير بلال۔ فغضب عبد الله بن عمر وقال كذبت، بل بلال
 رسول الله خير بلال۔ رضى الله عنهم ورحمهم قد عرفوا الحق وادعوا له۔ یعنی شاعرے مدح عبد اللہ

بن عمر و بلال کرد که فرزند ایشان است و گفت که بلال عبداللہ خیر بلال است۔ ازین قول عبداللہ بن عمر بہ غضب شد و گفت۔ دروغ گفتی بلکہ بلال رسول اللہ خیر بلال است۔ پروردگار راضی شود از آنها و جسم فرماید بر آنها۔ این بزرگواران حق را دانستند و آن را منتقاد گشتند۔ در سال سی و ہشت از ایام چہارم حضرت ایشان برادر کلان را با جماعتی از مخلصین ذوی الحجی بہ رامپور فرستادند تا جناب ایشان با حضرات صاحبزادگان مجدیہ ملاقات کنند و کسانے را کہ تنگ دست باشند بہ دراہم معاونت کنند۔ قیام نزد حضرت عمہ محترمہ (امتہ الجلیلہ دختر حضرت شاہ محمد مظہر قدس اللہ اسرارہما) کنند۔ چون جناب ایشان با جماعت مخلصین بہ رامپور رسیدند درج ذیل مکتوب گرامی بہ ایشان ارسال داشتند۔ حضرت بلال بن عبداللہ العمری مطالعہ نمایند۔ بہ اندازہ کہ خاطر و مراعات اقارب بکنید و آداب احترام مرعی دارید۔ ہمان قدر سرت ما و سعادتندی شماست۔ تمام اقارب را ہفت یا ہشت بار دعوت طعام دهید۔ اگر ضرورت دراہم باشد بنویسید ما بہ ذریعہ برقیہ ارسال می داریم۔ اِنْفِقْ بِاَلَاذِلَا تَخْشَى مِنْ ذِي الْعَرْشِ اِقْلَالَ۔ و نماز شام و نماز خفتن را ادا کنید۔

بہ می عمارت دل کن کہ این جہان خراب دران سراسر است کہ از خاک ما بسازد خشت

از طرف ما بہ افرادے کہ از ما کلان سال اندا احترام وہ افرادے کہ خورد سال اندو عا برسانید والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یکشنبہ چہارم ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ۔ حضرت برادر کلان تمام اقارب را کہ بیشتر از یک صد افراد بودند ہشت وقت دعوت طعام دادند و بہ ناداران ذکوراً کانوا و اُنثاء۔ یک ہزار و شش صد ہشتاد و شش روپیہ کلدار تقسیم کردند۔ شیخ غلام احمد ہانسوی رحمہ اللہ در بیاضے تمام حساب را نوشتہ است۔ اتفاقاً آن بیاض بہ دست عاجز رسیدہ است۔ افرادے کہ نامہائے ایشان در بیاض اندراج یافتہ و کسے کہ بیاض را ترتیب دادہ و نوشتہ از جہان رحمت سفر بستہ اند۔

آخر این دتم شود مشیتِ غبار	یا دو گام خط بہ ماند در کتاب
بے گنہ بودم ز خاکم آن فرید	با گناہان چیف می گردم تراب
چشم دارم ز آنکہ خواند این کتاب	از خدا خواهد نجاتم از عذاب

حضرت ایشان درین مکتوب گرامی ارشاد نبوی علی صا حبیہ اَلْفُ اَلْفِ صَلَاةٍ وَ تَحِيَّةٍ رَاتِلُ كَرِهَ اَنْد۔ وَ ذَلِكُ اِنْفِقُ بِاَلَا، الخ۔ قَالَ الْعُلَمَاءُ۔ اَصْلُهُ اِنْفِقْ يَا بِلَالِي بِالْاِضَافَةِ اِلَى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ۔ حُذِفَ حَرْفُ النِّدَاءِ وَ اُبْدِلَ الْيَاءُ اَلْفَا، كَمَا فِي مَثَلٍ يَا غُلَامًا۔ از الفاظ این مکتوب گرامی دریائے مہر و محبت جوش می زند حضرت ایشان در تعلیم و تربیت ایشان سعیہامی کردند۔ می خواستند کہ بہ سرعت تمام ظاہر او باطناً رضی الافعال

وَالْأَقْوَالِ ذَا صَلَاحٍ وَفَلَاحٍ وَفَضْلِ وَكَمَالٍ، گزرنده چون که دماغ جناب ایشان کمزور بود به درو شقیقه و سیلان خون از بینی مبتلا شدند تقریباً دو سال این مرض لاحق بود حکیم حافظ محمد رحیل خان شریفی و ڈاکٹر مختار احمد انصاری بہ حضرت ایشان گفتند کہ صاحبزادہ را کاملاً مشغول بہ سیر و تفریح دارید تا دو سال ہیج مطالعہ کتاب نہ کنند ورنہ لَاقِدَّ رَا اللّٰهَ - خطرہ جنون است۔ لہذا دو سال سلسلہ درس بند شد۔ سید امجد علی شاہ فرزند سید محمد علی شاہ فرزند جانفشان خان سردھنوی برائے ایشان تجویز شکار کردند بلکہ برائے ہفت روزہ نگہداری کہ از توابع سہارنپور است ایشان را بردند۔ حضرت ایشان ملا احمد خان مٹاخیل، ملاولی محمد سوخیل، ملا صاحب خان قمبرانی را با ایشان فرستادند۔ این عاجز نیز بہ رفاقت ایشان رفتہ بود۔ از سیر و شکار صحت ایشان بسیار خوب شد۔ بہ دوران آن دو سال در کوٹہ علی شہر و عارضہ تب لاحق شد۔ ڈاکٹر انگیزی کہ بالین نام داشت بہ حضرت ایشان گفت کہ برائے پانزویہ بست روز تبدیلی ہوا ضروری است۔ باید کہ بہ واوی ہنہ ایشان را بفریبید۔ چنانچہ حضرت ایشان ملا خیر اللہ، سید احمد جان، ملا عمر، ہاشم جبرانی، محمد میر اندڑی را با ایشان بہ ہنہ فرستادند۔ اگرچہ ہر روز یک نفر از احوال ایشان حضرت ایشان را خبر می داد تا تسکین نہ می شد۔ در اسبوع ثانی حضرت ایشان برائے دید ایشان تشریف بردند و ہمان جا اقامت کردند غالباً سہ ماہ قیام حضرت ایشان در آن جا بود۔ آن کنج تنہائی از قدم حضرت ایشان جائے ہوا و ہوا و الا اللہ گشت۔

جناب ایشان علم ظاہر حنیف وقت از مولوی خیر محمد اندڑی و باز دہنے از ملا امان اللہ خان غلی و مولانا احمد علی محدث میرٹھی و در مدرسہ مولوی عبدالرب از مولانا محبوب الہی و مولانا حکیم جی مظہر اللہ، و مولانا محمد شفیع و مولانا عبدالعلی محدث و مولانا محمد عمر گھوسوی خواندہ اند و شاطبیہ شریف را بہ معیت قاری نیاز احمد از حضرت ایشان بہ تحقیق و تدقیق تمام درس گرفتہ اند۔ و در خورد سالی از مولوی محمد اسحق و مولانا سید عبدالجلیل و قاری عبدالغنی شامی و جناب امیر خان استفادہ کردہ اند و بیشتر کتابہا را از جناب مولوی محمد عمر خواندہ اند و در اوائل ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ خلعت خلافت در بر کردند و از ماہ رمضان ۱۳۳۵ھ ہجری امامت فی الصلّٰۃ کہ اشارت بہ خلافت مطلقہ دارد، متعلق بہ جناب ایشان شد۔ عاجزی دید کہ از امامت جناب ایشان حضرت ایشان را انبساط حاصل می شد۔ در آن ایام در دہلی حضرت ایشان عرس حضرت سید نور محمد بدایونی قدس سرہ کردند۔ در آنجا وقت نماز رسید جمعے از علما و فضلاء موجود بود۔ مولانا کریم اللہ خان و مولانا مفتی محمد مظہر اللہ پیش امام مسجد فتحپوری نیز موجود بودند۔ آن وقت حضرت ایشان بہ حاضرین خطاب کردہ فرمودند۔ حالاً ما حضرت بلال را کار امامت سپردہ ایم۔ و باز جناب ایشان

امامت کردند۔ طالبانِ سلسلہ مبارکہ راجناب ایشان داخل سلسلہ می کردند۔ بہ نسبت و چہارم رمضان
۱۳۳۶ھ از دہلی بازو جہ مرحومہ و با بست و چہار افراد از مخلصین افغانستان و با یک طباخ و زوجہ وے
برائے حج روانہ شدند، جناب مولانا محمد عمر را با خود گرفتند، این عاجز نیز با عیال بہ رفاقت ایشان بود۔ و شنبہ
۲۹ مئی بہ ششم جوزا۔ یوم الوقوف بود۔ **بِسْمِ اللّٰهِ مِنْ تَمَدَّةِ حَرِّ ذٰلِكَ الْیَوْمِ**۔ از لفحات حر و بادِ سموم بے شمار
افراد بہ ہلاکت رسید۔ **مُطَّلَعًا بِالرَّوْفِ** پشینوی و یک خروٹی از سرورہ بہ آنے ہلاک شدند۔ حکومت سمنڈھانے
بزرگ کندہ بود۔ اموات را بہ پہلوئے یک دیگر و وصف یا سہ صف می نہادند و بالائے اموات قدرے
خاک می انداختند و باز صفہائے اموات می چیدند و بہ این نوع تدفین اموات می شد۔ قلت آب مزید
سبب کثرت اموات شد۔ مرزا محمد اسلم ساکن کوئٹہ آن جا علیل شد و بہ سوم محرم ۱۳۳۶ھ بہ کوئٹہ رسید و چند
روز زندہ ماند و رحلت کرد۔ جان خان مشوڑی از وازخواہ فی المراجعت در جہاز رحلت نمود۔ و از رقاد و نظراز
مٹی علیل شدند و بہ خانہ رسیدہ فوت کردند۔ جناب ایشان فی ما بعد دوبارہ برائے عمرہ زیارت تشریف برہ اند۔
زواج | اواخر ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ عقد نکاح جناب ایشان با بی بی آمنہ دختر حضرت نور نیازی در کوئٹہ شد
حضرت ایشان از وجہ علالت حضرت والدہ در بخوری خواہر گلان کبیدہ خاطر و بلول بودند ناگاہ حضرت والدہ
خواہش ظاہر کردند کہ نکاح جناب ایشان کردہ شود۔ طبیبہ بہ حضرت ایشان گفت اگر می خواہید کہ مریضہ
صحت یاب شود خواہش ایشان را رد نہ کنید۔ جناب والدہ صاحبہ دو سال قبل از حضرت نور و دخترش را
طلب کردہ بودند۔ و درین روز ہا حضرت نور با عیال خود در کوئٹہ مقیم بود۔ حضرت ایشان خواہش حضرت
والدہ صاحبہ را مراعات کردہ نکاح ایشان با دختر حضرت نور کردند برائے دو شب حضرت والدہ صاحبہ
از مستشفی بہ خانہ تشریف آوردہ بودند و طبیبہ برائے خدمت یک ممرضہ را ہمراہ کردہ بود۔ برائے اشتراک
در حلقہ زواج از دہلی مولوی بخش اللہ و حافظ عبدالحکیم و شیخ عبدالباری جوہری و از میرٹھ حافظ اشفاق الہی و
از اچھرہ لاہور میان قمر الدین و برکت علی آمدہ بودند۔ مخلصین کوئٹہ ہمہ بودند و میر عظیم خان کہ فی ما بعد خان قلات
شد مع فرزندان محمد اکرم و احمد یار در ان محفل شریک بودند۔ اگرچہ شرکات قلیل بودند تا اخیر و برکت بے اندازہ
بود حضرت والدہ صاحبہ موافق رسم ہندوستان فرمودند کہ جناب برادر صاحب را در سیارہ سوار کردہ بہ
قیام گاہ حضرت نور بر بند چون سیارہ آمد و حضرت ایشان را گفتہ شد کہ جناب ایشان را در سیارہ می برند۔
فرمودند خوب است۔ ما ہم با ایشان می رویم۔ مخلصان پاک نہاد چون حضرت ایشان را مسرور و
شادان در سیارہ دیدند از وفور جذبات در وجد آمدند و برائے مخلوق تماشائے عجیب گشتند۔

خدا نیست آن کہ ذات بے مثالش نہ گردد ہرگز از حالے بہ حالے

زلزالِ کوئٹہ بہ شب جمعہ عند السحر ۲۷ ماہ صفر ۱۳۵۴ھ - ۳۱ سنی ۱۹۳۵ء شہر کوئٹہ از حادثہ زلزال عظیم تباہ شد۔ بیشتر افراد از ساکنین آن دیار ہلاک شدند حضرت والدہ صاحبہ و جناب ایشان و عیال و اولاد ایشان زیر انقاض نہان گشتند چون کہ آیام تابستان بود و جماعت مخلصین در باغچہ و صحن مسجد بودند لہذا سببہا کردند و جناب ایشان و عیال ایشان و برخوردار عبید الرحمن و عبداللہ زندہ بر آوردند اما حضرت والدہ ماجدہ و برخوردار ابوالمجد عبدالرحمن و بی بی عائشہ و بی بی زینب جان بر نہ شدند۔ پروردگار جلّت حکمتہ آن وقت حضرت برادر کلان را عجب صبر و قوت برداشت عنایت کرد کہ از بیانش این عاجز قاصر است۔ اگرچہ عاجز دران وقت بہ مصر بود لیکن از افراد کثیرہ واقعہ را بالتفصیل شنیدہ۔ از مخلصین پاک نہاد و دؤنفر شہید شدند یکے احمد نواز از قوم سر بریدہ و دیگرے سلیمان خروٹی۔ جناب ایشان در قریہ قمبرانی کہ بہ جہت جنوب بہ فاصلہ سہ میل در سرباب واقع است تا وقت عصر ہمہ را سپرد خاک کردند۔ چون عاجز از مصر آمد و احوال دیدمانی الضمیر خود را در نظمے بیان کرد۔ نام آن نظم "نغمہ ہجران" است و این نام تاریخی است کہ دال بر ۱۳۵۴ھ می باشد۔ چون کہ کوئٹہ مصیف حضرت خیر زمان بود ازین جہت ذکر خیر حضرت ایشان نیز آردہ و آن حصہ را عاجز در آخر فصل سوم ذکر کردہ و این جاستعلق بہ زلزله نقل کردہ می شود۔

یک زمان بگزار این ناز و خرام
چشم واکن تا کہ بینی صد عبر
جائے عبرت گشتہ بہر خاص و عام
ہم ز لالش در لطافت بے عدیل
ہم بہ تہذیب و جمالش مفتخر
مثل تار عقد را ہا مستوی
ہمچو عقدے وسط جید و صد دان
ہم خزانہش در طراوت چون بہار
داشت ہم جمعے ز آرباب ہنر
تا کہ ماند تذکرہ اندر کتاب
در دلار و در محبت بے مثال
پاک دل عبدالحلیم و آن رشید

اے صباح شنوز محزونے کلام
تا بہ کے در لہو باشی بے خبر
رُو بہ سونے کوئٹہ کن کان مقام
بود شہرے با ہوائے بے مثیل
بود شہرے با خلائق ندوخر
ہمچو لو لو قصر ہا در عمدگی
در میان ہند و افغان آن مکان
داشت از ہار و شمار بے شمار
عیش و عشرت گرچہ پورہ بیشتر
می نویسم نام چندے زان صحاب
آن زچہ ہی دو برادر با کمال
مخلصان با وفا ہر یک سعید

بہر مرشدِ مثلِ بال و پر بند
 سیدِ عالی نسب شیرِ علی
 بود بے شک غرقِ دریائے یقین
 کا کڑی پایندہ آن مرو خدا
 وان نیازِ قند ہارِ میم
 خادمِ صدق انتما بے اشتباہ
 وان امان اللہ شخیر و فقیہ
 وان رحیم واد مرو پاک دل
 ہر یکے را با خدائش راز بود
 رحمت اللہ علیہم اجمعین
 تا بدانی نیست چیزے را بقا
 کو شرافت داد مشیتِ خاک را
 نیست ملکش را خرابی و زوال
 منکر او کور باطن ہم کراست
 و بر بر اندہست تو قیّمش ثواب
 فقر و ثروت زیر امرِ عزتیش
 کبریا و عظمت اور اور خوراست
 گاہ ظاہری کند شانِ جلال
 در میانِ خوف و رحمت ہر زمان
 در ظہور و در خفا بر خاص و عام
 باعثِ عبرت بود بہر عباد
 در بلاوے کو بڑے رشکِ جنان
 ہست لیکن ہر کماے را زوال
 شد جلالتش را ظہورے بس عجب
 چون بلرزد کوہ و شق گردد زمین

کا کڑان را مثل تاج و سر بند
 قاضی نعلِ محمد نوری
 سیدِ اکرم ز ساداتِ پشین
 صاف دل عبد اللہ آن کان صفا
 آن ایازِ کا کڑی یارِ تدیم
 آن خدائے رحم وے رحم اللہ
 آن عبید اللہ مفتی و نبیہ
 آن بہا دل صاف از زنگارِ غل
 ہر یکے را عشق و سوز و ساز بود
 رحمتِ حق بود ہر یک بالیقین
 رو بہیں آن ملک را باد صبا
 بس بقائے ہست ذاتِ پاک
 ہر چہ خواہدی کند آن ذوالجلال
 عدل و حکمت در فعالش مضمراست
 گر نواز دہست اور رحمتِ آب
 عزت و ذلت بہ دستِ قدرتش
 مانع و معطی خدائے بر تراست
 گاہ ظاہری کند شانِ جمال
 تا کہ عالم جملہ مانند بے گمان
 شکر مولی ہست واجب بر نام
 خسوف و زلزائے کافتد در بلا
 ہچنان شد قدرتِ داوریان
 کو سٹہ بڈگرچہ بکتا در کمال
 در شبِ تاریک وقتِ نیم شب
 کے بدارد تاب انسانِ مہین

طفلیا در مہدِ راحت بے خبر
 مردوزن بودند جملہ محو خواب
 بہر مومن گشت رحمت بالیقین
 شد صدائے ار زمین یک دم بلند
 قصر ہا گشتند در آنے خراب
 پُر فضا گردید از خاک و غبار
 چشم گروں را نہ بد چون تاب دید
 يَا لَهْوَلِ الْأَمْرِ مِنْ ذَاكَ الْعَذَابِ
 زیرِ خشت و خاک انسانِ ضعیف
 در دے گردید ویران آن بگد
 سالِ بربادی چہ پرسی از دم
 بست و ہفتم بود از ماہِ صفر
 نفسی نفسی بود در ہر بشر
 اندرین محشرستان افراد چند
 بد شہادت در نصیبِ والدہ
 عبد رحمان عائشہ زینب چنان
 ہر سہ اولادِ شقیق اکبر اند
 مخلصان را ہم شدہ جانہا گزار
 از جواتان خسروئی بدیکے
 داؤد م ہم زیر خاک بے کران
 لیک خالق را نگاہے بدعجب
 ناصر و حافظ خدائے پاک بود
 ہست احسانِ خدائے ذوالکرم
 چون ز قبر آمد برون با صد شتاب
 در ریاضِ قدس سراپا بجمیل

ہمچنان کاندہ صرف مامون گہر
 ناگہان نازل بروشان شد عذاب
 بہر کافر صد عذاب و صد مہین
 خانہا را یک بہ یک از پا فلگند
 جملہ اسبابِ تعیش شد عذاب
 شد فلک از آہ مردم بے قرار
 زان رولے خاک را بر رو کشید
 إِنَّهُ أَمْرٌ عَظِيمٌ لَا اِزْتِيَابَ
 زیر پائے فیصل چون مورِ نحیف
 بہر میت نے کفن ہد نے لحد
 "رستخیزے بود آنجا" شد رقم
 در شبِ آدینہ نزدیکِ سحر
 ہر کسے از بیمِ محشر در خطر
 از عزیزان نیز رحلت کردہ اند
 زان "مقامِ عالیش جنت شدہ"
 جدہ را گشتند مونس در جنان
 ہر سہ در جنت بہ فضلِ داؤد اند
 چون سلیمان رفت با احمد نواز
 پیر مردے سر بُریدہ دیگرے
 زیر چوب و خشت و آہن بدنہان
 زان بہ صحت رست از درد و کرب
 جسم سالم جا مہا صد چاک بود
 ماند سالم آن شقیق محترم
 نقشہا را پس بر آورد آن جناب
 دفن شان را کرد تا وقتِ اِصیل

در حظیرہ گرتو بینی شش قبور
بس بہمان آرام گاہِ آخرین
گرچہ امواتند در زیر زمین
ایتادہ ساعتے آن جا سلام
یاد کن مرگِ خودت غافل مشو
فاتحہ برخوان دُعا کن باحنین
کائے خدائے پاک وے مولائے ما
توسمعی تو بصیری تو کریم
قادر و خلاق ہستی بالیقین
رحم فرما بر شہیدان اے خدا
رحم فرما اے خدائے ذوالمنن
در صلاحش مثل آبا کن خدا
از خدا خواہیم کان رشکِ جنان
باز گرد آن نشاط و آن زمن
باز آید ناز و غمزہ از بستان
باز گرد دور صہبہ در ایابغ
باز خواند نغمہا راعت دلیب
باز جنبد در چین سرور و آن
باز آب رفتہ برگرد بہ جو
باز بیند کوسٹہ روز سعید
نزد ارباب ہنر قولے است عام
کوسٹہ محسوم چون ماند ازین

بر سرش بینی ردائے گرز نور
ہست بہر کشتگان پاک دین
لیک آجیا اند در خلد برین
خوان بہ اخلاص دل و صدق تمام
وز امورِ واقعی جاہل مشو
از خدائے پاک رب العالمین
بے نیازی ہست کامل مرترا
تورونی تو حلیمی تو رحیم
مالک ہر دو جہانی اے متین
جلتے شان کن باغ رضوان اے خدا
بر فقیر زید مسکین بوالحسن
تا کہ او خدمت کند اسلام را
باز گرد و پر ز جوش مردمان
ابر رحمت باز بار و بر حزن
باز خیزد آہ و سوز عاشقان
بوتے گلہا باز آید در داغ
با صدائے دل کش و سخن غریب
چشم ز گس و اشود بر خاوران
میوہ گبیرد باز نخل آرزو
از آفاق طالع شود ماہ امید
بین یسرین است عشرے لاکلام
اے رفیقان عزیز و ہم نشین

توطن کوسٹہ

در فصل چہارم بہ ملفوظ نو و ہفتم مذکور شدہ کہ حضرت ایشان قدس سرہ بہ اہل ہند
فرمودند: "شمایان از آلہ این حکومت (افرنگیان) می خواہید و طلبگار استقلال
ہستید، اما امن و راحت کہ درین ایام بہ شما یان حاصل است آن را از دست خواہید داد، و باز این

ایام را یاد خواہید کرد، و در ملفوظ چہارم گذشتہ کہ فرمودند: "اے عزیزانِ نیرالدین از فسق و فجور ناان است
ومن ظلماتِ کفر رامی بنیم کہ از افق سر بر آورده است" عاجز بست و پنج سال بعد از وفات حضرت
ایشان رآی العین دید کہ آن چہ حضرت ایشان فرمودہ بودند حرف بہ حرف درست آمد۔ بہ روز جمعہ
بست و ہفتم رمضان ۱۳۶۶ھ۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کہ ۲۴ ماہ ۱۳۶۶ شمسی ہجری بود۔ ہندیان
آزاد شدند۔ و برائے مسلمانان دورِ آلام و فتن شروع شد۔ در ان ایام تہب و قتل و ارتداد اشعار
عبدالرحمن مالتی سہیلی کہ در اواخر فصل دوم ذکر شدہ، بہ یاد عاجز آمد۔ مفہوم آن مبارک اشعار را عاجز بہ
نظم گفتہ و دعا کردہ و این مجموعہ را بہ نام "نوائے رنج و غم" موسوم ساختہ کہ نام تاریخی است۔

اے کہ دانی حالِ دل را از نہان
اے کہ بہر درد در مان ذات تو
اے کہ داری گنجہا در قولِ کن
نیست مارا چارہ از فقر تو
مستدم بردرت دستک زخم
بندہ پرور گر تو رانی از دردت
کوست نامِ پاکِ وے برب تسود
دستگیر بے کان لطفت بود
در عتابت جستم دوزخ بود
نا امید از رحمتت کافر بود
لطف تو بیش است از فکر و خیال
بندگانت را خطا ہا ارچہ بیش
تابہ کے بر باد یِ مسلم بود
سینہا از درد تا کے چاک چاک
بہر طفلان شیر مادر خون شدہ
تابہ کے از دشمنان اسلام را
جائے مسجد تابہ کے بت خانہا
تابہ کے اوراقِ مصحف منتشر

بشنوی صوتِ خفی از جانِ جان
وے کہ باشی در مصائبِ مستعان
منتے کن بر فقیر زید ہان
خاک این فقر است تاجِ قدیران
گرچہ دردستم بود ملکِ جہان
کو درے باشد بگرم گرد آن
راحتِ دلہا بود لطفِ زبان
در گہت باشد ملاذِ عاجزان
در رضایت بہر من دوزخِ جان
خود تو فرمودی کہ لطفم بے کران
فضل وجودت بے حساب بے گمان
لیک تا کے در فشارِ کافران
تابہ کے از خون وے دریا روان
چشمہا از سوز تا کے خون نشان
عظمتِ زہا بہ دستِ جابران
صد مہائے جان گداز و دلستان
جائے منبر تابہ کے رقصِ بتان
ہچو برگ گل بہ ایامِ خندان

با محمد در جَدَل طاغوتیان
 با تفنگ و خنجر و تیغ و سنان
 ظلم و عدوان و جفائے دشمنان
 انتقامِ شان بگسب از ظالمان
 بے کسان را از بلا با وارطان
 بہر مظلومان توئی حرز و امان
 وَالضَّرِ الْأَسْلَامَ نَصْرًا لَا يَهَانُ
 بارے بنگر سوئے حال زارِ شان
 مرہمے نہ بر دلِ افسردگان
 یک نگاہِ لطف فرمایک زمان
 دست بر رو چشم سوئے آسمان
 كُنْ لَنَا عَوْنًا فَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ
 دُور فرما رنج و اندوہ و زیان
 دُور فرما ہر بلائے ناگہسان
 رحم فرما اے خدائے مہربان
 اِرْفَعْ الْأَوْذَانَ عَنَّا بِالْحَنَانِ
 وَاسْتَجِبْ مِنَّا فَقَدْ آذَانُ

جنگِ اسلام است با کفر و فساد
 بہر قتل و شہب یکسر آمدند
 یا الہی گشتہ افزوں از حساب
 بندگانت عاجزند بے کس اند
 بے کسان در انتظارِ نصرت اند
 بار مولیٰ حافظ و ناصر توئی
 شَدِّتِ اللَّهُمَّ شَمْلَ الْمُشْرِكِينَ
 تابہ کے این ذلت و خواری بود
 مدتے بگزشت در دوز و کرب
 عفو فرما جملہ تقصیرات را
 بہر لطف بندگانت را مُدَامُ
 يَا خَفِيَّ اللَّطْفِ اَذِرْ حَالَنَا
 دُور فرما ظلم و عدوان و ستم
 دُور فرما جملہ آلام و محن
 رحم فرما بر فقیر بے نوا
 يَا مَلِيكَ الْكُوْنِ جَلَّتْ قُدْرَتُكَ
 هَبْ لَنَا بِاللَّطْفِ مِنْكَ الْمَغْفِرَةَ

دران ایام روزے عاجز برائے زیارت استاد مولانا محمد شفیع دیوبندی رحمہ اللہ بہ مدرسہ
 مولوی عبدالرب رفت۔ جناب مولوی صاحب نام کیے از اکابر زعمار مسلمین بر زبان آورود فرمود کہ
 من بہ او گفتم۔ شہایان می گفتید کہ انگلیز ہا از اعداءِ عدلِ مسلمین اند، اگر انگلیز ہا بروند مسلمانان را راحت
 نصیب شود۔ و من می بینم کہ از روزے کہ انگلیز ہا رفتہ اند از مسلمانان بے شمار افراد کشتہ شدہ اند و بہرچہ
 اندازہ از خوف جان مرتد شدہ اند۔ آن زعمیم گفت۔ بہرچہ بہ ظہور رسیدہ قطعاً خلاف توقع ما شدہ، خیال می
 کنم کہ شاید منظور حق این است کہ در ہندوستان مسلمانے نہ ماند، یَقُولُ الْعَاجِزُ، قَالَ اللهُ، لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ
 النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا، وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ
 قَالُوا إِنَّا نَصَارَى۔ الآیۃ۔ وَمَنْ أَضْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا۔

مِنْ اسْتِنَامٍ إِلَى الْأَشْرَارِ نَامٍ وَفِي قَيْصِيهِ مِنْهُمْ صِلٌ وَتَعْبَانُ

الصل حَيَّةٌ خَبِيثَةٌ جَدًّا۔ چون احوالِ دہلی از حد خراب شد و خاومِ خصوصی حضرت برادرِ کلان کدناش عبدالکریم بود (علی خیل، از مقرر) بہ روز شنبہ یازدہم ذی القعدہ ۱۳۶۶ھ ۲۷ ستمبر ۱۹۴۷ء بہ شہادت رسید جناب ایشان قصدِ کوئٹہ بلوچستان کردند۔ حکومت ہند برائے آوردن ہندوآن بلوچستان طیارہا بہ کوئٹہ می فرستاد۔ جناب ایشان مع اہل و عیال بہ روز پنجشنبہ یکم ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۷ء علی الصباح قبل طلوع الشمس بہ کوئٹہ روانہ شدند۔ و ازان روز آن دیار از وجود جناب ایشان آباد شد۔ تِلْكَ الْآيَاتُ نَدَاؤُهَا بَيْنَ النَّاسِ۔

در تابستان بہ کوئٹہ و در زمستان بہ رندلی علاقہ ڈوھا ڈر قیام دارند۔ و در کوئٹہ بیشتر قیام جناب ایشان در چوہی می باشد۔ آن جا قدرے زمین دارند، مخلصان یک حجرہ ساختہ اند در آن حجرہ بہ مطالعہ مشغول می باشند۔ بیشتر مطالعہ جناب ایشان از کتب احادیث مبارکہ می باشد، سہ سال می شود کہ فہرست کتاب طبقات ابن سعد نوشتہ اند و از دو سال در ترتیب فہرست بخاری مصروف اند۔ جناب ایشان مطالعہ کتاب بالاستیعاب می کنند۔ و فوائد و لطائف را در بیاض نقل می کنند۔ این بیاضہا گنجینہ ہائے علوم و اسرار و معارف اند۔ شوقِ مطالعہ تفاسیر و کتب احادیث از حضرت خیر جہان دراثہ بہ جناب ایشان رسیدہ است۔ از عشقِ نبوی بہ وجہ اتم سرشار اند۔ بہ دوازدهم ماہ مبارک ربیع الاول بہ خلفا و مخلصین خود ہدایت می فرمایند کہ محافل میلاد شریف منعقد کنند۔ جناب ایشان را در غبرگ علاقہ کورالائی زمین است۔ صاحبزادگان خود را آن جامی فرستند تا بہ وجہ احسن التقاد محفل مبارک کنند۔ مخلصین بہ ذوق و شوق تمام نعتہا می خوانند۔ بہ صد ہا نفر نان و قورمہ و چائے دادہ می شود۔ عاجز بہ افعالستان سہ بار رفتہ است۔ از مساعی جناب ایشان صد ہا قلوب را دلدادہ عشقِ نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والتحیۃ یافتہ۔ علامہ اقبال گفتہ و چہ خوب گفتہ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

بہ مصطفیٰ برسان خویش را کہ دین ہمہ آست اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است
اولاد | برور دیگر جناب ایشان را چہاں پسر و شش دختر عنایت کردہ۔

۱۔ بر خور دار ابوالجود عبدالرحمن۔ در اواخر ۱۳۴۲ھ در کوئٹہ تولد ایشان شدہ۔ از مولوی اختر شاہ خان در میرٹھ می خواند۔ ذی استعداد و فہیم بود۔ دوازده سالہ بود کہ در حادثہ زلزله رحلت نمود۔ چون عاجز از مصراحت کرد، با مولوی اختر شاہ ملاقات کرد۔ ایشان بیان بر خور داری کردند و از ذہانت و استعداد ایشان چیز ہا می گفتند۔ جَعَلَهُ اللهُ ذُخْرًا وَاجْرًا لِلْأَبْوَابِ۔

۲۔ بی بی خدیجہ در ۱۳۳۳ھ متولد شدہ و در ۱۳۳۵ھ در کوٹہ وفات یافتہ نزد عمت خود عثمانی

و جیدری مدفون شدہ۔ جَعَلَهَا اللهُ ذُخْرًا وَاجْرًا لِلْأَبْوِينِ۔

۳۔ بی بی عائشہ در ۱۳۳۶ھ متولد شدہ جدہ محترمہ اور بسیار دوست می داشت ہشت سال بود

کہ در حادثہ زلزله بہ رفاقت جدہ بہ روح و ریحان و جنت نعیم شتافت جَعَلَهَا اللهُ ذُخْرًا وَاجْرًا لِلْأَبْوِينِ۔

۴۔ برخوردار عبید الرحمن سلمہ الله تعالی و حفظہ و جعلہ للمتقين اماما۔ ولادت ایشان بہ

چهار شنبہ ہر دہم محرم ۱۳۳۸ھ۔ ۲۶ جون ۱۹۲۹ء شدہ، نام تاریخی عبدالمختار است۔ در حادثہ زلزله

با برادر کلان خود ابوالمجد عبد الرحمن بریک سر پر خوابیدہ بود۔ سر ایشان از سر برادر خود بہ اندازہ چہار

یا پنج انگشت پائین بود۔ بازوے دروازہ بر اقم الدماغ عبد الرحمن رسید و ہلاکش کرد و پروردگار عبید الرحمن

را محفوظ کرد۔ مویہائے سر ایشان با بازوے دروازہ چسپیدہ بود۔ بہ روز پنجشنبہ پانزدہم جمادی الاولی

۱۳۴۶ھ۔ ۱۶ مئی ۱۹۵۷ء۔ نکاح ایشان با سیدہ ذاکرہ دختر صاحبزادہ سید عبدالحکیم فرزند صاحبزادہ سید

میر حسن شد و پروردگار ایشان را ہفت اولاد عنایت کردہ۔ بی بی بی آنسہ کہ بہ شنبہ ہم شعبان ۱۳۴۷ھ۔

یکم مارچ ۱۹۵۸ء متولد شدہ۔ بی بی باہرہ کہ بہ پنجشنبہ ششم ربیع الاول ۱۳۴۹ھ۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۵۹ء۔

متولد شدہ۔ بی بی عالیہ بہ شنبہ نوزدہم ربیع الآخر ۱۳۸۱ھ۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۱ء متولد شدہ۔ بی بی نائے

بہ شنبہ ہست و ہشتم صفر ۱۳۸۳ھ۔ ۲۰ جولائی ۱۹۶۳ء متولد شدہ۔ بی بی خاتمہ در ماہ ربیع الاول

۱۳۸۵ھ۔ جولائی ۱۹۶۵ء متولد شدہ۔ بی بی بی سائرہ در ماہ صفر ۱۳۸۷ھ۔ مئی ۱۹۶۷ء متولد شدہ۔

یک برخوردار زبیر بہ روز شنبہ سوم ربیع الاول ۱۳۸۹ھ۔ ۲۰ مئی ۱۹۶۹ء متولد شدہ، سلمہ الله

الجميع و حفظہم بمنیہ و کرمہ۔

۵۔ بی بی زینب در ۱۳۳۹ھ۔ ۱۹۳۰ء متولد شدہ و در زلزله ہمسفر جدہ شدہ جَعَلَهَا

الله ذُخْرًا وَاجْرًا لِلْأَبْوِينِ۔

۶۔ برخوردار عبید الرحمن سلمہ الله تعالی و حفظہ ولادت ایشان بہ روز و شنبہ چہارم محرم

۱۳۵۳ھ۔ ۸ اپریل ۱۹۳۵ء شدہ۔ در حادثہ زلزله پنجاہ و سہ روزہ بود۔ چون ایشان را از خاک کشیدند

دہانش از خاک پُر بود۔ یک مخلصہ دہانش را صاف کرد و بہ شدت در دہانش و میڈ پروردگار

لطف فرمود و نفسش جاری شد۔

وَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَّهُ آيَةٌ تَذَكُّرٌ عَلَىٰ آتِهِ وَآيَةٌ

بہ روز جمعہ سیزدہم ماہ ربیع الآخر ۱۳۴۹ھ۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۹ء۔ نکاح ایشان با بی بی صفیہ

دختر این عاجز شدہ، بہ شب سہ شنبہ وقت صلاۃ عشا رست و ہفتم رمضان ۱۳۸۰ھ - ۲۴ اپریل ۱۹۶۱ء
 تولد بی بی نجم شد۔ و بہ شنبہ بست و چہارم رجب ۱۳۸۲ھ - ۲۲ دسمبر ۱۹۶۲ء۔ تولد بی بی کوب شد۔
 سَلَّمَہَا اللّٰهُ وَحَفِظْہَا۔ مع ہذا چون کہ در طبائع زوجین اتفاق نہ بود جدائی واقع شد۔ و بی بی صفیہ باہر
 دو نور وید ہا نزد عاجز مقیم است۔ سَلَّمَہُنَّ اللّٰهُ۔

۷۔ بر خوردار عبید اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ و حفظہ۔ ولادت ایشان بہ شب جمعہ بست و نہم رمضان
 ۱۳۵۶ھ - ۲ دسمبر ۱۹۳۶ء۔ شدہ و نکاح ایشان بہ شنبہ یازدہم ربیع الآخر ۱۳۸۶ھ - ۳۰ جولائی ۱۹۶۶ء۔
 بابی بی حلیمہ دختر احمد حسن صاحبزادہ فرزند خدائے مہر گل صاحبزادہ کنڈی قرہ بانگی شدہ۔ پروردگار چہار
 اولاد عنایت کردہ۔ ۱۔ محمد عمر بہ شنبہ دہم ربیع الآخر ۱۳۸۷ھ - ۱۸ جولائی ۱۹۶۷ء۔ متولد شدہ از نور المنی
 سال ولادت ظاہر است، ۲۔ بی بی حفصہ بہ دو شنبہ یکم ذی القعدہ ۱۳۸۸ھ - ۲۰ جنوری ۱۹۶۹ء۔ متولد
 شدہ۔ ۳۔ سعد۔ بہ شب یک شنبہ یکم ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ - ۷ فروری ۱۹۷۰ء۔ متولد شدہ۔ ۴۔ بی بی رحیمہ
 بہ شنبہ یازدہم شوال ۱۳۹۲ھ - ۱۸ نومبر ۱۹۷۲ء۔ متولد شدہ۔ سَلَّمَ اللّٰهُ الْجَمِیعَ۔

۸۔ بی بی رابعہ بہ شنبہ پانزدہم جمادی الاولیٰ ۱۳۵۹ھ - ۲۲ جون ۱۹۴۰ء۔ متولد شدہ۔ چوں کہ
 دختر چہارم بود بی بی رابعہ موسوم گشتہ۔ بہ جمعہ سیزدہم ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ - ۱۶ اپریل ۱۹۶۵ء۔ نکاحش
 با فاروق احمد خان انصاری فرزند ہشیرہ محترمہ وسطی منعقد شد و حق تعالیٰ توأم دو دختر نرہست و
 نکہت عنایت کردہ۔ کما تقدم التفصیل۔ سَلَّمَہُنَّ اللّٰهُ۔

۹۔ بی بی ہاجرہ بہ یک شنبہ شانزدہم شوال ۱۳۶۲ھ - ۷ دسمبر ۱۹۴۳ء۔ متولد شدہ۔

۱۰۔ بی بی فاطمہ بہ پنج شنبہ بست و یکم ذی القعدہ ۱۳۶۵ھ - ۷ اکتوبر ۱۹۴۶ء۔ متولد شدہ۔

این میوہ ہائے نورس بوستان خیر جہان اند۔ پروردگار ایشان را در زیر سایہ حضرت برادر
 کلان تر و تازہ دارد و از جمیع آفات نگہدارد۔

وفات اہلیہ | بہ دو شنبہ دوازدهم صفر ۱۳۸۰ھ - ۶ اگست ۱۹۶۰ء۔ بی بی آمنہ زوجہ محترمہ حضرت
 برادر کلان رحلت نمودند۔ بہ وقت ارتحال بی بی صفیہ دختر این عاجز نزد ایشان بودہ۔

بیان می کند کہ چہشمان ایشان بند بود ناگاہ دست راست خود را قدرے بلند کردہ دوبار اشارہ انتظار کردند
 و باہر اشارہ ہا اُردو لفظ "اچھا" کہ بہ معنی خوب است گفتہ "عبدالرحمن میں آ رہی ہوں" گفتند یعنی عبدالرحمن
 من می آیم۔ و بعد ازین جان بہ جان آفرین سپردند۔ عبدالرحمن فرزند اکبر ایشان بود کہ بست و شش سال قبل
 در حادثہ زلزله رحلت کردہ بود و درین وقت روح طیب و طاہرش برائے استقبال روح والدہ خواندہ بود۔

صَبَّ اللَّهُ عَلَيْهِمَا شَأْبَابُ الْغُفْرَانِ وَأَسْكَنَهُمَا فِي قَرَادَيْسِ الْإِبْنَانِ - چون عاجز این خبر متاثر شدم شنیدم
برزبانش "يَا حَيُّ غُفْرَانُكَ" آمد چون در اعداد حروفش فکر کرد موافق سال وفات یافت - لهذا این
کلمه دعائیہ تاریخیہ را در سلبِ نظم سفت و گفت -

عیالِ آن بلالِ پاکِ مشرب
مبارکِ آمنہ در خلدِ آسود
ز سالِ رحلتش چون زیدِ پرسید
تِلْكَ "يَا حَيُّ غُفْرَانُكَ" بِفَرَمُودِ

خلفا بِحَمْدِ اللَّهِ وَإِحْسَانِهِ جناب ایشان را جمعی است از خلفاء، اشہر ایشان ملا شیر محمد آخوند از
ساروان قلعه علاقہ قندھار بودند پروردگار ایشان را مقبولیت عطا کرد - خلقے از ایشان مستفید گشت
چند سال می شود کہ رحلت فرمودند - عاجز بر مزار ایشان رفته - بابرکت مقام است رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَ
رَضِيَ عَنْهُ جناب ایشان ملا عبدالحکیم راجا نشین ایشان مقرر کرده اند جَعَلَهُ اللَّهُ هَادِيًا - واحمد حسن
صاحبزادہ فرزند خدای مہر گل صاحبزادہ قوم کندھی ساکن قرہ باغ را در جہات خود مقبولیت است
وَفَقَّهُ اللَّهُ لِنَشْرِ الطَّرِيقَةِ وَجَعَلَهُ مِنْ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ، پدر ایشان از خلفائے حضرت سیدی الولد قدس
سرہ بودند پروردگار ایشان را نزد جناب ایشان رسانید و فتح باب بنصب ایشان شد وَالْحَمْدُ لِلَّهِ
عَلَى ذَلِكَ - جناب ایشان را خلفائے دیگر نیز مستند چون کہ نامہاے ایشان بہ وجہ درست عاجز را
معلوم نیست ازین وجہ از تحریر قاصر است - البتہ این قدر می دانند کہ بر جناب ایشان فضل پروردگار شدہ -
بہ نوعی کہ جناب ایشان از نام و نمود دور و بہ امور یقینیہ مصروف اند منتسبین ایشان نیز از عاملین
این کیفیات اند - جَعَلَهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا مِنْ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ وَوَفَّقَهُمْ لِمَا فِيهِ صَلَاحٌ دِينِهِمْ وَدُنْيَاهُمْ
از چند سال جناب ایشان کار شیخت را حوالہ بخورد و سعادت اطوار عبد الرحمن کرده اند جَعَلَهُ
اللَّهُ أَمَامًا لِلْمُتَّقِينَ -

برادر عزیز فاضل حضرت ابوالسعد سالم سلمہ اللہ وحفظہ

ولادت ایشان بروز جمعہ دوم صفر ۱۳۲۶ م - ۲۰ مارچ ۱۹۰۸ء حوت ۱۲۸۶ ش م - در خانقاہ
شریف دہلی بودہ، حافظ عبدالحکیم دہلوی می گفت کہ من نزد مچھر مبارک استادہ بودم کہ حضرت ایشان از
حرم سرا بر آمدند و نزد من آمدہ بہ بسترت فرمودند - حق تعالی بہ من فرزند عنایت کردہ و من نام او سالم و
مسلم نہادہ ام - حضرت ایشان باز بہ مخلصین فرمودہ کہ جدا مجدا حضرت عمر بود و فرزند ایشان عبد اللہ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - و از اولاد ایشان یکے را نام بلال بود و یکے را زید و یکے را سالم - و نام قبلہ گاہم عمر است

و نام عبداللہ و نامہائے فرزند نام بلال و زید و سالم۔ و حضرت ایشان اکثرین شعر خود را می خواندند و در مکاتیب می نوشتند۔

وَأَرْحَمَ ابْنَائِي الثَّلَاثَ بِلَالًا وَزَيْدًا وَسَالِمًا وَوَلَدًا

برادر عزیز غلطی کمزور و نحیف البنیہ بودند۔ روزی برادر عزیز چون از مدرسہ عبدالرب بازگشتند عرض کردند کہ مرا استاد گفته کہ فردا کتاب نحو میر با خود بسیار۔ این عاجز ہم استادہ بود۔ حضرت ایشان بسیار خوش شدہ فرمودند۔ واہ واہ۔ اگر مثل زید کہ از من نحو میر را خواندہ، تو ہم بخوانی، ما بہ خوشی یک گوسفند ذبح کنیم۔ دعائے حضرت ایشان بود۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ایں دعا را ظاہراً اثر بود۔ در ہندوستان از ملا امان اللہ و مولوی محمد عمر و در مدرسہ مولوی عبدالرزاق بعض اساتذہ کتب ابتدائی خواندند و باز در ۱۳۳۹ھ۔ ۱۹۳۱ء۔ با عاجز بہ مصر رفتند و آن جا چار سال چند ماہ بہ نوعی سعیہا کردند کہ لازمید علیہا۔ در آن ایام در جامع ازہر برائے اعراب سہ شہادات بودند۔ نام شہادت ابتدائی "شہادہ" و نام شہادت ثانی "اہلیہ" و نام شہادت عالی "عالیہ" بود۔ ایشان نوبت بہ نوبت ہر سہ شہادات حاصل کردند۔ و از سید احمد الشریف السنوسی و شیخ عبدالحی الکتانی و شیخ بدرالدین الدمشقی اجازت حدیث شریف حاصل کردند۔ در ۱۳۵۰ھ۔ ۱۹۳۲ء۔ از مصر برائے حج و زیارت رفتند و بار دیگر از کونستہ ہم رفتہ اند۔ قیام عاجز در وہلی است و قیام ایشان بہ کونستہ۔ عاجز خبر نہ دارو کہ ایشان را تالیف ہست یا نہ۔ البتہ ایں قدر می دانند کہ ذوق علم و شوق مطالعہ بسیار دارند۔ کتب نفیسہ و قیمہ جمع کردہ اند و در اوقات فراغ مصروف بہ آن می باشند۔ جناب شیخ سعدی گفتہ و خوب گفتہ۔

رَجِمَهُ اللَّهُ۔

نہ دیدم بہ ز خاموشی خصمہاے
نہ گویم لب ببند و دیدہ بر روز
لیکن ہر مقامے را مقالے
زمانے درس علم و بحث تنزیل
کہ باشد نفس انسان را کماے
زمانے شعر و شطرنج و لطائف
کہ خاطر را بود دفع ملالے
خدائے است آن کہ ذات بے مثالش
نہ گردد ہرگز از حالے بہ حالے

زواج و اولاد | از خوانین ارجسان عبدالرحمن فرزند نورالدین خان قوم بارک زمی از مخلصین

صادق الاعتقاد والمحبہ بود، سالہا خدمت حضرت ایشان کردہ۔ پدرش نیز بہ خدمت اقدس رسیدہ بود۔ احوال عبدالرحمن مقتضای این شعر بود۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیا تے دون
 این خیال است و محال است و جنون
 از دنیا اعراض کرد و ہمہ تن بہ کار عقبی مصروف گشت۔ طوبیٰ لہ ثمَّ طوبیٰ لہ۔ بہ ۱۳۲۳ھ در کونہ
 بہ خدمت حضرت والدہ صاحبہ عرض کردہ بود کہ خواہشمندم کہ دختر خود را بہ حضرت صاحبزادہ خور و بدہم حضرت
 والدہ شریفہ طلب ایشان را قبول فرمودہ بود۔ بعد از شانزده سال آن خواہش بہ وقوع پیوست۔ و بہ روز
 پنجشنبہ بست و ہفتم شوال ۱۳۵۹ھ۔ ۲۲ نومبر ۱۹۴۰ء کہ یکم قوس ۱۳۱۹ھ شہر بود۔ در قندہار نکاح برادر
 خور و بابی بی خوار شد۔ حضرت برادر گلان ادام اللہ انیامہ بہ وجہ احسن و اعلیٰ تمام انتظامات کردند و باز بہ
 روز پنجشنبہ پنجم ذی القعدہ در دہلی بہ دعوت ولیمہ صدہا افراد را مدعو کردند۔ حق سبحانہ و تعالیٰ جناب
 ایشان را اجر ہائے بے شمار عنایت فرماید۔

پروردگار برادر خود را نہ اولاد ہشش پسر و سہ دختر عنایت کردہ۔

۱۔ بر خور دار ابو بکر۔ بہ پنجشنبہ بست ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ۔ ۸ جنوری ۱۹۴۲ء۔ متولد شدہ۔ شیخ احمد
 فاروقی تاریخی نام است۔ پروردگار کا فضل فرمود و امسال در ۱۳۹۲ھ بہ سعادت حج و زیارت مشرف
 گشت جَعَلَهُ اللهُ سَعِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

۲۔ بی بی سعاد۔ بہ چہار شنبہ ششم صفر ۱۳۶۳ھ۔ ۲ فروری ۱۹۴۴ء۔ متولد شدہ۔
 ۳۔ بر خور دار ابو حفص عمر۔ بہ پنجشنبہ بست و یکم محرم ۱۳۶۵ھ۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۵ء۔ متولد شدہ۔
 از "حِفْظَ اِلَآلَہِ عُمَرَ" سال ولادت ظاہر است۔

۴۔ بر خور دار عاصم۔ بہ شنبہ ششم ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ۔ ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء۔ متولد شدہ۔

۵۔ بر خور دار جعفر۔ بہ پنجشنبہ دوم رجب ۱۳۶۹ھ۔ ۱۹ اپریل ۱۹۵۰ء۔ متولد شدہ۔

۶۔ بر خور دار عبداللہ الملقب بہ عامر۔ بہ چہار شنبہ ششم محرم ۱۳۷۱ھ۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۱ء۔ متولد شدہ۔

۷۔ بر خور دار عبدالعزیز۔ و نام تاریخی۔ شیخ دوران عبدالعزیز و معروف بہ شیخ۔ بہ یکشنبہ چہارم ذی
 القعدہ

۱۳۷۲ھ۔ ۲۶ جولائی ۱۹۵۳ء۔ متولد شد۔

۸۔ بی بی فوزیہ۔ بہ جمعہ بست و ہفتم جمادی الآخرہ ۱۳۷۵ھ۔ ۹ فروری ۱۹۵۶ء۔ متولد شدہ۔

۹۔ بی بی فائزہ۔ بہ یکشنبہ بست و یکم ربیع الاول ۱۳۷۷ھ۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۸ء۔ متولد شدہ۔

پروردگار این گلزار خیر جهان را از حوادث و آفات نگہدار و بہمتہ و کونہ۔

خلفا حضرت ایشان قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ از رب العالمین دعا کرده اند۔
 تو عبد اللہ ابوالخیر حنین را مع الاولاد ملحق کن بہ آبا
 اثر و عابض اللہ ظاہر است و خلقے از برادر عزیز مستفید و مستفیض است و ایشان را خلفا ہم اند و فقہم اللہ مرصاتہ
 بہ اوقات فراغ بہ مطالعہ کتب مشغول می باشند۔ مکتبہ نفیسہ دارند و ہر سال در ان اضافہ
ذوق مطالعہ می کنند۔ حَفِظَهُ اللهُ تَعَالَى وَسَلَّمَهُ۔

مؤلف کتاب ابوالحسن زید فاروقی مجددی عفی اللہ عنہ

ولادت این عاجز روز شنبہ بست و پنجم رمضان ۱۳۲۳ھ۔ ۱۳ نومبر ۱۹۰۶ء و ۲۲ قوس ۱۳۸۵ھ
 در خانقاہ شریف دہلی بودہ۔ حضرت ایشان دو نام تاریخی درود شعر نظم فرمود۔

حضرت زید بن عبد اللہ فرزند عمر
 سال میلاد زید شیخ جہان
 "ابوالحسن عبدالغنی" تاریخ میلادش بگو
 شد "محمد بشارت الرحمن"

از ولادت ہمیشہ صغریٰ بی بی امۃ اللہ حضرت والدہ صاحبہ را شیر نہ بودہ، لہذا برائے ہمیشہ
 صاحبہ و این عاجز و برادر عزیز انتظام مریضعات کردہ شد برائے ہمیشہ صاحبہ در اطراف میرٹھ مریضعات
 شد، لیکن برائے عاجز تا اواخر ماہ حمل (مدت شش یا ہفت ماہ) انتظام مریضعات نہ شد۔ و درین مدت
 زائد از بست زہا بہ عاجز شیر دادہ اند۔ حضرت والدہ صاحبہ ہمیشہ کبریٰ وسطیٰ و مخلصات قدیمہ بیان
 می کردند کہ مولوی شمس الدین میرٹھی و فضل عمر دہلوی از جہت بدر پور یک مریضعات را آوردند۔ لیکن این
 عاجز نہ بہ آغوش وے رفت و نہ شیر وے گرفت۔ چون حضرت ایشان را از واقعہ خبر دادند شمس الدین
 و فضل عمر فرمودند بروید و معلومات کنید کہ این زن چه حال دارد۔ چنانچہ ہر روز رفتند و معلوم شد کہ آن
 زن عقیقہ نہ بود۔ حضرت ایشان قدس سرہ خوش شدند و فرمودند۔ "ہاں این وجہ است" پروردگار از
 برکت حضرت ایشان این عاجز را از مشتبہہ محفوظ داشت۔

تے تو جانان قرار نہ تو انم کرد
 احسان ترا شمار نہ تو انم کرد
 گریہ من زبان شود ہر موی
 یک شکر تو از ہزار نہ تو انم کرد

چون حضرت ایشان از دہلی بہ کوئٹہ رسید۔ پروردگار زربنی بی زوجہ بہاول قمبرانی را فرزند
 عنایت کرد۔ حضرت ایشان نام آن فرزند محمد امین نہادند و زربنی بی برائے رضاعت عاجز مقرر شد۔
 و تا آخر کاہند۔ زربنی بی چار سال کامل خدمت عاجز کردہ۔ عجب زن پاک باطن بود۔ پنج اولاد داشت۔

ملا صاحب خان، سعیدہ بی بی، غلام محمد، محمد امین، عبدالقدوس، بہاول از مخلصین پاک طینت بلکہ از عشاقِ حضرت ایشان بود۔ وزیر بی بی در محبت و اخلاص نظیرے نہ داشت، این ہر دو پاک باطنان و پاک لسان و صاحب خان و سعیدہ سالہا سال شب و روز بہ خدمت عاجز مصروف بودند، عاجز پنج شش سالہ بود کہ بہاول رحلت نمود وزیر بی بی بہ جمعہ نوزدہم جمادی الاولیٰ ۱۳۲۵ھ۔ ۲۶ نومبر ۱۹۲۶ء سفر آخرت اختیار کرد۔ رَحِمَهُمَا اللهُ وَرَحِمَ اَوْلَادَهُمَا وَرَضِيَ عَنْهُم۔

خدمت و حفاظت ماہر سہ برادران بہ علماء و صلحائے افغان تان متعلق بود۔ ہدایت حضرت ایشان بود کہ مایان نہ از کسے چیزے گیریم و نہ بہ خانہ کسے رویم، از خوش طبعی و از سیر و تفریح کردن ممانعت نہ بود۔ اکثر اوقات مایان بیرون حرم سرا با مخلصین پاک نہاد صرف می شد۔ بلکہ در کوتاہ بعض اوقات بہ شب ہم در باغچہ می خوابیدیم۔ صحبت علماء و صلحائے اہل بہ اقوال و افعال نیکان کرد و از محاورات علمیہ و شناس ساخت و این فضل عظیم بود مر پروردگار را کہ بہ احوال مایان کردہ بود۔

غالباً عاجز ہفت سالہ بود در صحن مسجد شریف خانقاہ دہلی با برادر خورد بہ بازی مشغول بود کہ حضرت ایشان برائے نماز دیگر تشریف آوردند۔ چون نزد عاجز رسیدند، فرمودند "ہنوز نماز شروع نہ کردی" ازان روز تلاوی محمد نسوخی تعلیم وضو و نماز و ادعیہ نماز مصروف گشت۔ و عاجز عادت نماز خواندن گرفت۔ قرآن مجید را از قاری نور محمدی خواند، ایشان از علاقہ "میان والی پنجاب" بودند۔ بہ مساعی ایشان شانزدہ پارہ را حفظ کردہ پارہ ہفدہم را شروع کردہ بود کہ ایشان رفتند و عاجز بہ علم ظاہر مشغول گشت و آن یاد ہم نایاد گشت۔ افسوس صد افسوس۔

يَا لَهْفَ نَفْسِي لَهْفَهَا مَا لِلزَّمَانِ وَمَا لِيَّهٖ

رونے حضرت ایشان در کوتاہ بہ عاجز گفتند از حضرت امام ربانی تا پدر شہاب یک حافظ و قاری و عالم و صاحب نسبت گزشتہ است "اما افسوس کہ از افضل این اوصاف عالیہ کہ حفظ قرآن است مایان متصف نہ شدیم۔ عاجز علم ظاہر چند روز از مولوی خیر محمد اندری و از مولوی محمد عمر گھوسوی و ملا امان اللہ علی و در مدرسہ مولوی عبدالرب کہ در دہلی واقع است از مولوی عبدالوہاب و مولوی محبوب الہی و مولوی حکیم جی منظر اللہ و مولانا محمد شفیع و محدث شہیر مولانا عبدالعلی خواندہ۔ نحو میر و برنخے از کافیہ ابن صاحب و برنخے از رقعات عالمگیری از حضرت ایشان خواندہ۔ تدریس حضرت ایشان بہ غایت تحقیق و تدقیق بود۔ اگر در ہر فن صرف یک کتاب کسے از حضرت ایشان می خواندے حاجت خواندن کتاب دیگر ہرگز نہ بودے۔ و درس رقعات عالمگیری را شانے دیگر بود۔ حضرت ایشان نام سلطان اورنگ زیب عالمگیر را بہ غایت

ادب و احترام می گرفتند۔ روزے چون عاجز زقعات رامی خواند، فرمودند: "حضرت سلطان عالمگیر از جد شما حضرت شیخ سیف الدین بیعت شدہ بودند و صاحب نسبت بودند، در مکتوبے حضرت سلطان نوشتہ اند۔
 نہ رفت از ولم قول آن کاسہ گر کہ می گفت با کاسہ پُر خطر
 نہ دانم کہ سنگِ سپہر قضا ترا بشکند بیشتر یا مرا

عاجز چون این قطعہ خواند، حضرت ایشان سر مبارک فرو برودہ و دوسہ بار قطعہ را خواندہ خاموش شدند و چند دقیقہ بران حال گذشت و باز برائے حضرت سلطان دعا فرمودند۔ بعد از وصال حضرت ایشان عاجز خود را بہ مدرسہ مولوی عبدالرب والبتہ کرد و در شعبان ۱۳۳۶ھ از دورہ صحاح ستہ فارغ گشت۔ بخاری، مسلم، ابن ماجہ از مولانا عبدالعلی و ترمذی، نسائی، ابوداؤد و از مولانا محمد شفیع خواند۔ اگر طالب علم از روئے قواعد عربیہ عبارت را نادرست می خواند، مولانا عبدالعلی بروئے قہری می کردند احياناً نسبتش بہ اہلبی و جمع می کردند ازین جہت از طالبان علوم کمتر پیش ایشان قرارت می کرد۔ جناب ایشان قبل از شمول عاجز درس بخاری شروع کردہ بودند، شش ورق خواندہ شدہ بود، چون عاجز اول روز حاضر شد جناب ایشان برائے قرارت امر کردند چون عاجز قرارت کرد خوش شدند و از ان روز تا آخر یوم درس این عاجز پیش ایشان قرارت می کرد و غیر از چند اوراق اول تمام بخاری و تمام مسلم و تمام ابن ماجہ را عاجز حرفاً خواندہ و در سہ کتب باقیہ نزد مولانا محمد شفیع نیز بیشتر از ثلث عاجز قرارت کردہ۔ حالانکہ در دورہ حدیث بیشتر از شصت نفر بودند۔ در تمام مدت دورہ حدیث یک روز در دورہ صبح بہ اندازہ وہ دقیقہ عاجز بہ تاخیر رسید، دید کہ مولانا عبدالعلی طالبیہ را زجر می کنند، نشست گاہ عاجز متصل بہ سریر مولانا بودے۔ عاجز برگرسی ہندی می نشست و کتاب بر سر سریری بود و بقیہ افراد در والان مسجد شریف بہ شکل دائرہ مستطیلہ می نشستند۔ چون کہ جناب مولانا از پانزہ سال بل اکثر مصاب بہ مرض فالج بودند و از حرکت معذور بودند، بہ وقت تدریس سریر ایشان متصل بہ والان مسجد شریف نہادہ می شد۔ و ایشان تکیہ بر بالش کردہ درس می دادند۔ چون عاجز بہ جائے خود رسید، جناب مولانا فرمودند: "صاحبزادہ چرا این قدر تاخیر کردی۔ عاجز عذر بیان کرد، فرمودند، سبق بخوانید۔ عرض کرد۔ از کدام جا، آن وقت بہ بسیار دزد و انصاف فرمودند۔ یکے ہم از این اہلہان نہ توانست خواند، از جائے بخوانید کہ دیروز گزارشتہ اید، و فی ما بعد بہ عاجز معلوم شد کہ دو افراد سعی کردہ بودند کہ کتاب بخوانند لیکن موفق نہ شدند۔ جناب مولانا بے وجہ تقریر نہ می کردند۔ چون کہ مولانا محمد شفیع بیان مذاہب را در درس ترمذی می کردند لہذا جناب مولانا از این بیان فارغ بودند و بر بیان بعض لطائف و نکات اکتفائی کردند، عاجز

بیان سے لطائف می کند کہ از جناب ایشان شنیده۔

۱۔ چون حدیث "لائش الرجال" خوانده شد فرمودند۔ یک دیہاتی عبد اللہ نام از مخلصین حضرت مولانا محمد قاسم نالوتوی بود۔ وہے باجماعت غیر متقلدین برائے حج رفت چون از حج فارغ شدہ قصد سفر بہ مدینہ منورہ کردند جماعت وہاں بہ عبد اللہ گفت۔ سفر مدینہ منورہ در پیش است شما قصد مسجد شریف می کنید یا زیارت مبارکہ۔ عبد اللہ گفت، شمایان از اہل علم ہستید لہذا بفرمائید کہ چه قصد دارید۔ گفتند ما قصد مسجدی کنیم و چون بہ مدینہ برسیم ضمناً زیارت ہم می کنیم، عبد اللہ گفت۔ من قصد آن مبارک ذات می کنم کہ از طفیلیاش این مسجد شرف یافته۔ این واقعہ را بیان کردہ حضرت مولانا دوسہ دقیقہ مصروف گریہ مانندند۔

۲۔ چون حدیث۔ لَوْلَا قَوْمُكَ حَدِيثُوا عَهْدًا بِالْإِسْلَامِ۔ خواندہ شد فرمودند۔ نجدیان گنبد ہا آثار مقدسہ و مزارات مبارکہ را شمار کردہ اند و از روئے این حدیث شریف فعلی ایشان ناجائز است بیت اللہ را کہ کعبہ اہل اسلام است از وجہ دل آزاری نو مسلمان سر وارد و عالم صلی اللہ علیہ وسلم بر آسائیں ابراہیمی تعمیر نہ کردند و بر سبیت ناقصہ گذاشتند، نجدیان دلہاے تمام عالم اسلام را بہ ارتکاب این فعل مشینع مجروح کردہ اند۔

عاجز گوید۔ امام بخاری در صحیح خود از ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کردہ " قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي نَجْدِنَا، قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا، قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا، فَأُظْهِرْتُهُ قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ، هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يُطْلَعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ " صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ در نجد طلوع قرن شیطان شدہ و آثار آن قرن شیطانی ظہور یافتہ۔ آن مبارک و مقدس مقام کہ ولادت گاہ محبوب رب العالمین بانفسنا ہو و بابائنا صلی اللہ علیہ وسلم بودہ و در سنہ ۶ ہجری خیزران والدہ خلیفۃ المسلمین ہارون الرشید عباسی آن مبارک عمارت را خریدہ و وقف کردہ مسجد شریف ساختہ بود و باز سلاطین آل عثمان جزاہم اللہ عنہم الاسلام و المسلمین خیر الجزاء و انار قبورہم عمارت مسجد شریف را شایان آن مقدس مقام ساختہ بودند در سنہ ۳۳۳ ہجری آذتاب قرن شیطان آن مبارک مسجد را شکستہ مزیلہ ساخت۔ بَحْتَرَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى وَدَمَرَهُمْ يَوْمَهُمْ۔

بِمِثْلِ هَذَا يَذُوبُ الْقَلْبُ مِنْ كَمَدٍ
 ان كان في القلب اسلام و ليمان
 چندین سال آن مقام مقدس کہ رشکِ غلبہ برین است مطرح قاذورات بہ مانند آن کہ جناب

عباسِ قَطَّانِ کئی از رئیسِ جماعتِ نجدیہ و ہابشیہ ملک عبدالعزیز اجازت گرفت و آن جا را کتب خانہ و جاے مطالعہ ساخت۔ چون جناب عباس ازین کار فارغ گشت صدایِ یَا آیتہا التَّنْفُسُ الْمُطَهَّرَاتُ اُرْجِعِنَا اِلٰی رَبِّکَ اَرْضِیْنَہُ مَرْضِیْنَہُ شَنِید و سزاوار، فَاذْخُلِیْ فِیْ عِبَادِنِیْ وَاذْخُلِیْ جَنَّتِیْ گشت۔ رَحِمَ اللّٰهُ وَرَضِیْ عَنْہُ

۳۔ فرمودند کہ در حیاتِ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی من این خواب دیدم کہ رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم بر شترے سوار اندوز مام ناقہ بر کتاف مولانا محمد قاسم است و من در پسِ ناقہ روان ہستم۔ من سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم را بر آن کیفیت و صفت دیدم کہ حضراتِ محدثین بیان کرده اند البتہ ریشِ مبارک را دیدم کہ حلق شدہ بود۔ من این خواب را در خدمتِ حضرت مولانا عرض کردم فرمودند شما زیارتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرده اید و ظہورِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ صورتِ حَلْقِ لِحِیۃِ دِلَالَتِ مِی کُنْدَ کہ این سنتِ مبارک ترکِ خواہد شد۔ عاجز گوید وفاتِ مولانا قاسم نانوتوی بہ روزِ پنجشنبہ چہارم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۶ھ بودہ۔ صد سال پیشتر این خواب دیدہ شدہ بود۔ در آن ایام شاید خال خال افرادِ ریشِ می تراشیدند۔ و حالا خال خال بہ قدرِ سنون ریش دارند۔ تعبیرِ خوابِ مثلِ غازہِ فجر صاف و روشن است۔

سفرِ مصر | بہ شنبہ بست و دوم ذی القعدہ ۱۳۴۹ھ۔ ۱۱ اپریل ۱۹۳۱ء۔ از دہلی بہ بمبئی و بہ شنبہ سوم ذی الحجہ۔ ۲۱ اپریل از بمبئی بہ مصر این عاجز و برادرِ عزیز روانہ شدیم و بہ جمعہ دوازدهم ذی الحجہ۔ یکم مئی۔ بہ بورسعیڈ مصر رسیدیم۔ و بہ قاہرہ رسیدہ در شارعِ ازہر و عمارتِ احمد قبائی مسکنے بہ ایجا گرفتیم و در جامعِ ازہر مبارک بہ طلبِ علم مشغول شدیم۔ قیامِ مایان تا یکشنبہ بست و ششمِ رمضان ۱۳۵۲ھ۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۵ء۔ در مصر بود۔ و آن چہ بہ نصیب بود در آن مغلہ علم و فضل و کمال حاصل کردیم، بہ سالے کہ برادرِ عزیز بہ حج رفتہ بودند این عاجز نیز بعد از چند روز برائے حج رفت و آن جا از سید شریف احمد سنوسی قدس اللہ سرہ اجازت حدیث شریف حاصل کرد۔ و از شیخ بدر الدین دمشقی بہ ذریعہ مکتوب اجازت حدیث حاصل کرد و در مکہ از مولانا عبدالستار صدیقی و در مصر از شیخ حبیب اللہ شنقیطی و شیخ محمد بحیت المطیعی الحنفی و از محدثِ غریب السید محمد عبدالحی الکتانی القاسمی نیز اجازت حدیث شریف حاصل نمود، عاجز تمام اسانید را در کتاب "الاسانید العالیۃ مع صورۃ اللہ ہادۃ" بہ تفصیل نوشتہ است۔

مراجعت | از مصر بہ روز یکشنبہ ۲۶ رمضان ۱۳۵۲ھ۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۵ء بہ سکتہ الحدید بہ قدس روانہ شدیم و بہ صبحِ دوشنبہ بہ بیت مقدس رسیدیم۔ اما کن مقدسہ و شاہد مبارک کہ از زیارتِ کریم بہ سیدنا خلیل الرحمن علیہ السلام و بحیرہ لوط و یاقا و تل ابیب شہر یہودان نیز رفتیم۔ و بہ روز پنجشنبہ ۳۰ رمضان۔

۲۶ دسمبر۔ درسیارہ کلان بہ دمشق روانہ شدیم و عند الغروب بہ دمشق رسیدیم بہ صبح یوم جمعہ کہ اول شوال و روز عید فطر بود بہ جامع اموی رفتہ نماز عید خواندیم بہ روز شنبہ دوم شوال۔ ۲۸ دسمبر۔ برائے یک شب در سیارہ بہ بیروت رفتیم۔ و بہ روز شنبہ ۵ شوال۔ ۳۱ دسمبر۔ درسیارہ کلان بہ بغداد روانہ شدیم در راہ آب یسل حائل شد و یک روز و شب آن جا توقف کرده شد بہ روز جمعہ ہشتم شوال و سوم جنوری ۱۹۳۶ عیسوی بعد الزوال بہ بغداد رسیدیم و بہ یک شنبہ دہم شوال و پنجم جنوری در سیارہ بہ کربلا و نجف رفتیم۔ در بغداد بہ کرخ و کاظمین و اعظمیہ ہم رفتیم۔ فرارات و اماکن مبارکہ را زیارت کردیم۔ اعظمیہ فی الواقع اعظمیہ است کہ حضرت ابوحنیفہ نعمان رحمۃ اللہ و قدّس سرّہ در رضی عنہ و عطر ضریحہ آن جا آرمیدہ اند، امام موفق بن احمد الملکی المتوفی ۵۶۸ھ در کتاب خود کہ موسوم بہ مناقب الامام ابوحنیفہ است بر صفحہ ۱۹۹۔ از جز ثانی قول حضرت امام شافعی رحمہ اللہ روایت کردہ اند کہ: «إِنِّي لَا تَبْرَأُكَ يَا أَبِي حَنِيفَةَ وَأَجِيءُ إِلَى قَبْرِهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ يَغْنِي زَائِرًا فَإِذَا عَرَضْتُ لِي حَاجَةٌ صَلَّىتُ رُكْعَتَيْنِ وَجِئْتُ إِلَى قَبْرِهِ وَسَأَلْتُ اللَّهَ تَعَالَى الْحَاجَةَ عِنْدَهُ فَمَا تَبَعْدُ عَنِّي حَتَّى تُقْضَى» نَفَعَنَا اللَّهُ بِعُلُومِهِ وَأَسْرَارِهِ وَعِرْفَانِهِ۔ از بغداد عند العصر (۵ شوال و ۱۱ جنوری) در قطار آہن روانہ شدیم بہ صبح شنبہ بہ بصرہ رسیدیم و آن جا در سیارہ بہ زیارت حضرت ابن سیرین و حضرت حسن بصری و حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم رفتیم و تا نصف النہار بہ مینار رسیدیم و در باخرہ جائے خود گرقتیم و بعد از ساعت یک باخرہ حرکت کرد۔ عاجز از حضرت ایشان قدس اللہ سرہ درج ذیل شعر شنیدہ بود۔ آن وقت بہ یاد آمد و خواند۔

درین دریائے بے پایان درین طوفان شورا فزا
سرا گفتندیم بسم اللہ فخریہا و مرساها
بہ صبح روز پنجم کہ روز پنجشنبہ بست و یکم شوال و شانزدہم جنوری بود، باخرہ بہ کراچی رسید و آن جا با حضرت برادر کلان و فرزند و لبند ایشان عبید الرحمن آقا و جناب نواب زاوہ لیسق احمد خان انصاری پانی پتی و حافظ اشفاق الہی میرٹھی و حضرت عبداللہ جان معروف بہ شاہ آقا فرزند اکبر فخر خاندان مجتہد بہ حضرت محمد حسن آقا ساکن ٹنڈہ سائیداد متصل ٹنڈہ محمد خان۔ علاقہ حیدرآباد سندھ۔ و حاجی فقیر محمد مع فرزند عبداللہ جان ساکن کونڈہ و باجماعتی از مخلصین ملاقات شد۔ بہ روز دوم مایان بہ ٹنڈہ سائیداد برائے زیارت حضرت محمد حسن آقا رفتیم و یک شب آنجا قیام کردہ با دعا ہائے حضرت ایشان از انجا بہ حیدرآباد رسیدیم و از حیدرآباد بہ دہلی روانہ شدیم و بہ صبح روز دوشنبہ ۲۵ شوال ۱۳۵۴ھ۔ ۲۰ جنوری ۱۹۳۶ھ۔ بہ مسقط رأس دہلی رسیدیم۔ حضرت برادر کلان بہ وجہ احسن انتظام استقبال کردہ بودند۔ خلق خدا بہ محطہ قطار رسیدہ بود، و ہر آنے جمیع افراد انتظام فطوریہ مفتخر در خانقاہ شریف کردہ بودند۔ از اعظم گڑھ جناب مولانا

مولوی محمد عمر و از مدرسہ عبدالرب اساتذہ کرام و جمعے از علماء اطفالستان و بلوچستان و جبل قونصل افتانتان صلاح الدین خان سلجوقی و مخلصین قدما از اطراف ہند آمدہ بودند پروردگار حضرت برادر کلان اجر دادہ این اجتماع و این انتظام بہ یمن مساعی جناب ایشان بود اَدَامَ اللّٰهُ اِرْشَادَهُ وَ مَتَّعَنَا بِفَضَائِلِهِ وَ مَعَارِفِهِ۔

تالیفات | پروردگار جل شانہ و عم احسانہ بہ فہم و کرم خویش عاجز را شوق مطالعہ عنایت کردہ است۔ در مصر روزے شخصی برے ملاقات آمد و سے از شناسایان صاحب عمارت احمد قبائی بود۔ چون ویرا علم خدا کہ عاجز مشغول مطالعہ و درس است۔ یک رقعہ بنام عاجز نوشت بعد از سلام و اشتیاق ملاقات این دو شعر نوشتہ بود۔

سَهْرِي لَتَنْقِيحِ الْعُلُومِ الَّذِي
مِنْ وَصَلِي غَايِبِي وَ طَيْبِ عَنَاقِ
وَالَّذِي مِنْ نَقْرِ الْفَتَاتِ لِدَاقِهَا
نُقْرِي لِأُلْفِي الرَّمْلِ عَنْ أَوْزَاقِ

شوق عاجز را دیدہ آن شخص این دو شعر نوشتہ بود۔ پروردگار این شوق را تا آخر اوقات باقی دارد۔ بہ دوران مطالعہ احیانا عاجز بعض فوائد را جمع می کند یا در موضوعی چیزے بہ خیالش می آید۔ آن را قلم بند می کند و آن صورت تالیف پیدا می کند۔ تا این زمان عاجز درج ذیل کتاب با تالیف نمودہ است۔

۱۔ الأسانید العالیہ مع صورۃ الشہادہ۔ بہ عربی۔ اجازات و اسانید را جمع کردہ است و طبع نہ شدہ است۔

۲۔ الخیر المزید فی اعراب الآیۃ و فہمۃ التوجید۔ بہ عربی در ۳۶۶ تالیف شدہ و تا حال طبع نہ شدہ۔

۳۔ القول السنی فی الذب عن شیخ عبدالغنی۔ بہ فارسی است کہ در ۳۶۶ تالیف شدہ حضرت شاہ عبدالغنی محدث دارالہجرہ را رسالہ ایست شفا را السائل فی اجوبۃ المسائل خدا تا ترسے بران رسالہ اعتراضات کردہ۔ عاجز بر و سے کردہ این ہم طبع نہ شدہ۔

۴۔ الحجۃ فی مسألۃ اللیجۃ و القبضہ بہ فارسی است کہ در ۳۶۶ تالیف شدہ۔ جماعتے از علماء مطالعہ آن کردہ اند۔ بیشتر تحسین و بعض ایرادات گرفتہ اند۔ وَلَا عَجَبَ فِي ذَلِكَ فَلِلَّهِ فِي عِبَادَةِ شُكْرُونَ، مولوی ضیاء اللہ خان عاصی را پیوری رحمہ اللہ این کتاب را بہ اردو ترجمہ کردہ اند۔

۵۔ بزم خیر از زید در جواب بزم جمشید۔ بہ اردو است کہ در ۳۴۳ تالیف و طبع شدہ۔ وصل بلگرامی رسالہ بزم جمشید نوشتہ و بر سیدی و سندی و محبتی و مرشدی قدس اللہ سرہ العزیز را ایرادات و اعتراضات کردہ، عاجز در احوال و سے درین رسالہ کردہ۔

۶۔ مجموعہ خیر البیان کہ مشتمل بر سہ رسالہ است (۱) خیر البیان فی مولد سید الانس و الجنان۔

(۲) خیرالمورد فی اثبات المولد (۳) نظم شمائل، واین نام تاریخی است۔ در ۱۳۶۳ھ میں مجموعہ مبارک طبع شد۔
 ۷۔ منہاج التیبر و مدارج النجف۔ بہ فارسی است در بیان سلوک مجددیہ در ۱۳۶۶ھ میں طبع رسیدہ۔
 ۸۔ تقویم خیری در ۱۳۶۶ھ میں اردو تالیف شدہ و این نام تاریخی است۔ طبع نہ شدہ۔
 ۹۔ رسالہ خیر المقال فی رویۃ الهلال در ۱۳۶۵ھ میں اردو نوشتہ شدہ و بہ طبع رسیدہ۔
 ۱۰۔ مَاذَا قَالَ الْأَيْمَةُ فِي ابْنِ تَيْمِيَّةٍ۔ بہ اردو است و نام اردو "ابن تیمیہ اور ان کے ہم عصر علماء" است، در حیدرآباد دکن زیر طباعت است۔

۱۱۔ مسئلہ ضبط ولادت۔ تاریخی نام است کہ در ۱۳۸۹ھ میں معرض وجود آمدہ، بہ اردو است و مکرر طبع شدہ۔ کسانے کہ از علم ہرہ تام نہ وارند خواستند کہ این رسالہ رار و کنند و کتابے بنویسند لیکن "مَا كُلُّ مَا يَتَمَتَّى الْمَرْءُ يَنْدُرُ كُهُ" بر حال ایشان صادق آمد، مجبوراً خاموش ماندند۔ ذَلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا۔

۱۲۔ مِنْهُمْ الْأَلْبَانِي فِي السَّلَامِ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَالرِّضَا عَنِ الْأَوْلِيَاءِ۔ بہ اردو نوشتہ شدہ و طبع شدہ و باز بہ فارسی نوشتہ شدہ و بہ طبع رسیدہ۔
 ۱۳۔ رسالہ وحدت الوجود۔ در ۱۳۹۰ھ میں اردو نوشتہ شدہ و بہ طبع رسیدہ و باز بہ فارسی نوشتہ شدہ و بہ طبع رسیدہ۔

۱۴۔ التَّبَقَاتُ مِنَ الطَّبَقَاتِ۔ عاجز مطالعہ طبقات ابن سعد در ۱۳۹۱ھ میں کرسچان اللہ چہ کتاب مبارک است۔ عاجز حضرت ایشان قدس سرہ را دیدہ بود کہ بہ شوق تمام این کتاب مبارک را از او ربابہ ذریعہ حاجی عبداللہ عمر مین کہ در بمبئی بود طلب فرمودند و مطالعہ آن می کردند۔ آن نسخہ نزد درویش عزیز است۔ چون این مبارک کتاب ثانیاً در بیروت طبع شد عاجز آن را حاصل کر دو بہ دوران مطالعہ بعض فوائد را جمع کردہ بہ تبقات موسوم کرد۔ این کتاب بہ عربی است و بہ طبع نہ رسیدہ۔

۱۵۔ مقامات خیر کتاب کبیر است کہ در ۱۳۹۲ھ میں اردو نوشتہ و طبع شدہ و نامش تاریخی است۔
 ۱۶۔ مقاماتِ اخیار بہ فارسی و این ہم نام تاریخی است و این بسوط کتاب است کہ بفضل اللہ واحسانہ بہ اتمام رسیدہ و در مستقل قریب ان شام اللہ بہ حلیمہ طبع آراستہ شدہ ہدیہ ناظرین خواہد شد مقصد از این دو کتاب بیان احوال حضرت پیر و مرشد برحق است قدس اللہ سرہ الا قدس پیر و دو گار درجات حضرت ایشان را بلند کند ہر چہ بہ این عاجز ظاہر و باطناً رسیدہ از زمین توجہات آن خیر جهان است۔
 نیاوردم از خانہ چیزے نخست تو دادی ہمہ چیز و من چیزت

رونے حضرت ایشان تتم فرمودہ حدیث شریف۔ اَنْتَ وَمَالِكَ لَا يَبِيْكَ۔ خواندند۔ آن تتم نمودن و خواندن حدیث مبارکہ بمنزلہ حکائی اَنْظُرْ اِلَيْهِ وَاَسْمَعْ مِنْهُ۔ در سوید ابر قلب و حافظہ خیال ثبت است۔ و ہر گاہ آن وقت و آن کیفیت بیاد می آید لذت تازہ رخسے می دهد و "ہر زمان از غیب جان دیگر است" صادق می آید۔
 و عاجز را تالیف است در اردو کہ از وجہ اشتغال بہ مقامات خیر و مقامات اخیار بہ تمام نہ رسیدہ و این تالیف در رد کتاب ایم۔ مجیب صدر جامعہ ملیہ دہلی، است کہ نامش "دی انڈین مسلمز" است۔ در این کتاب نسبت بہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ الاقدس اکاذیب زیاد نوشتہ، عاجز بہ جناب عابد رضا بیدار گفت کہ ترجمہ آن عبارات بکنند۔ پروردگار ایشان را اجر بدهد کہ بہ اردو ترجمہ ہدیات مذکور الصدور کردہ بہ عاجز دادند۔ ان شاکر اللہ تعالیٰ بعد از طباعت این کتاب "مقامات اخیار" تکمیل آن تالیف خواہد کرد، وفقہ اللہ تعالیٰ لاکمال۔

عاجز را دو بیاض اندیکے در عربی و فارسی و نام آن بَجَعَةُ الْأَدِيْبِ و سَفَرَةُ اللَّيْبِ است و دیگرے در اردو کہ نامش "تحریرات ابوالحسن" است و این نام تاریخی است کہ از سال آغاز ۱۳۶۷ھ خبر می دهد بعض تحقیقات خود را عاجز درین ہر دو بیاض نقل می کند۔

غرض نقشے است کہ زیاد ماند کہ ہستی را نہ می بینم بقائے

شعرو سخن | رونے حضرت ایشان در دہلی برائے تفریح در عربی رفتند بہ جناب شیخ محمد یوسف مولوی سردار احمد وکیل فرمودند۔ شمایان زید را طریقہ شعر گوئی چرانہ می آموزید؟ این ہر دو افراد از عزیزان راہبوں بودند و قیام ایشان در خانقاہ شریف بودہ۔ بہ صبح روز دوم ایشان عاجز را نشانہ چند شعر بہ اردو گفتند و برائے عاجز "ثروت" تخلص پسند کردند چون بہ عصر ہمراہ حضرت ایشان بہ تفریح روان شدند عرض کردند ما برائے زید ثروت تخلص پسند کردہ ایم۔ فرمودند ثروت را چہ حاجت است۔ نامش جائے تخلص می گیر و "این ارشاد حضرت ایشان در ۱۳۴۷ھ بودہ۔ از رونے کہ حضرت ایشان نسبت بہ عاجز این سخن فرمودند، مترقب ظہور این ملکہ شدہ، بہ اوائل ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ از خود چند شعر بہ اردو بر زبان آمد و از آن روز ہر گاہ آمد می شود عاجز چیزے بہ اردو یا بہ فارسی یا بہ عربی می گوید، کار بہ "اورد" نہ دارد۔ "آمد" را حدے نیست۔ نوبتے آمد شد و صد و چہل شعر بہ اردو نظم شدہ، چون نظم المیہ موسوم بہ "نغمہ سحران" در ۱۳۵۳ھ بہ ظہور آمد، حضرت محمد حسین آقا سہ بندی ساکن مقام بوٹلہ ڈاک خانہ سا مارا۔ علاقہ شہر پارکر۔ سندھ۔ قطعہ تہنیت بہ عاجز نوشتند و در آن قطعہ بعض اشعار حافظ شیراز نیز مندرج کردہ بودند، عاجز بہ ایشان درج ذیل قطعہ نوشت۔

تَدَاتَتْ مَائِكَةَ مَنظُومَةً مِنْ بَلْبِغٍ ذِي صِفَاتٍ بَاهِرَةٍ
 قِطْعَةٌ مُرَدَّاتٌ فَتَانَةٌ جَاذِبَةٌ كَالْعَيُّونِ الشَّاهِرَةِ

كُلُّ لَفْظٍ مِثْلُ دُمِّي فَأَجْرَهُ
دِقَّةُ التَّعْبِيرِ فِيهَا ظَاهِرَةٌ
فِي سَنَاهَا كَالْبُدُورِ الشَّافِرَةِ
لَأُرَاتُ وَمِثْلُ الْجُورِ الزَّاهِرَةِ
نَشْوَةُ الشَّيْرَازِ جَاءَتْ آجِرَهُ
ضَارَعَتْ حُسْنَ الْعِيُونِ الشَّاهِرَةِ
هَدَّابَهَا اللُّوْذُ عَنِّي الْمَادِرَةِ
كُلِّ عِلْمٍ بِسِهَامٍ وَأَفْرَةِ
قَلَّتْهَا فِي ذِكْرِ يَوْمِ الدَّائِرَةِ
فَلَهُ مِنِّي مِدْحٌ عَا طِرَهُ
فِي الْهِنَاءِ وَالتَّعْبِ الْغَامِرَةِ

يَأْتِيكَ بِالْخَيْرَاتِ مَا لَمْ تَعْلَمَا
أَصْحَى قُرُونًا فِي خَفَاءٍ مُجْمَمَا
وَبِنَهْجِهِ الْمُخْتَارِ فَاقِ الْأَقْدَمَا
كُلِّ الْفَضَائِلِ مَا أَعْرَوَا كَرَمَا
لَا تَحْكُمَنَّ قَبْلَ الْخِتَامِ فَتَنْدَمَا
تَسْلُكُ سَبِيلًا غَيْرَهُ لَا تَسْلَمَا
وَالصِّفْ هَذَاكَ اللَّهُ مَا لَمْ تَفْهَمَا
يَأْتِي الصَّوَابُ فَلَا تَكُنْ مُتَدَامَمَا
أَهْلُ لِيَذَاكَ وَفَضْلُهُ قَدْ عَمَمَا
وَالْأَلِ وَالصَّحْبِ الْكِرَامِ وَسَلَمَا

كُلُّ شِعْرٍ وَرَدَّةٌ فِي حُسْنِهِ
بِهَجَّةِ الْأَسْلُوبِ مِنْ مِيزَاتِهَا
إِنَّهَا مِنْ حُسْنِ سَبْكٍ أَصْبَعَتْ
كَمْ مِنْ الْأُمْتَالِ فِي طَيَاتِهَا
وَاحْتَوَتْ مِنْ حَافِظِ اشْعَارِهِ
يَا لَهَا مِنْ بِنَعَةٍ فَيَا ضَاةٍ
كَيْفَ لَا تَسْمُو إِلَى الْمَجْدِ وَقَدْ
مَنْ حُسَيْنٌ ذُو دُكَاةٍ نَالَ مِنْ
قَالَهَا فِي مَدْحِ اشْعَارِ النَّبِيِّ
رَفَعَ الْمَدْحُ قَصِيدِي شَانَهُ
وَلِيَرَقْلَهُ الْإِلَهِ دَائِمًا

دعاجز چون رساله الخیر المزید تالیف کردی گفت
هَذَا هُوَ الْخَيْرُ الْمَزِيدُ حَقِيقَةً
قَدْ اعْرَبَ الْأَمْرَ الَّذِي مِنْ قَبْلِهِ
وَأَمْتَارًا بِالْحَقِيقَةِ عَنْ أَتْرَابِهِ
وَأَزْدَانِ بِالْمَعْنَى الْجَمِيلِ وَنَالَ مِنْ
فَأَسْمَعُ أُخَى مَقَالَتِي وَأَعْمَلُ بِهَا
فَأَحْكُمُ فَرْعٌ عَنْ تَصَوُّرِهِ فَإِنْ
وَإِذَا حَكَمْتَ فَلَا تَكُنْ مُتَعَدِّتًا
وَلْتَعْلَمْ أَنَّ الْمَرْءَ قَدْ يُخْطِئُ كَمَا
وَاللَّهُ يَهْدِينَا الصَّوَابَ فَإِنَّهُ
صَلَّى الْإِلَهِ عَلَى الْحَبِيبِ الْمُصْطَفَى

قدرے از شعر فارسی در طی این کتاب نوشته شده، اینجا عاجز از نظم تذکرہ لحد پیرے می نویسید۔

اشک ریزی بر کدایین لاله زار
کز سحابِ لطف گشته آبیار
نغمہ خوش می سزاید چون ہزار
از دلِ محزون بردر رخ و غبار
اہل وجد از حسنِ معنی بے قرار

رُوحِ کجاداری تو ای ابر بہار
لالہ زارِ طبعِ من را سیر کن
مرغِ فکرمِ محو سیرِ باغ شد
از سر تہا زہے شادی کند
بہرِ عاقلِ درسِ عبرتِ نغمہ اش

تو نصیبِ خود بہر ابر بہار
 بر سرش این پسند گوید بار بار
 تا بہ کئے این خوابِ غفلت ہوشیار
 زندگانی را نہ شاید اعتبار
 نفسِ بدخواہت ترا کردہ نثار
 چیتِ پشتِ کیت اندر انتظار
 حفرہ تار یک پشتِ زینہار
 چون روانی مثلِ اشتر بے مہار
 صاحبش باشد ذلیل و شرمسار
 نشوئی اے جان کلامش بار بار
 این بنا ہا گشتہ از بہر دیوار
 مقتنم دان این حیاتِ مستعار

تا توانی ذکرِ مولیٰ کردہ باش

زید باید نورِ حق شمعِ مزار

دست بردارم بہ عجز و انکسار
 آن کہ لطفش بے حساب و بے شمار
 مومن و کافر، مطیع و زشت کار
 تو رحیمی، تو کریمی کردگار
 مجرم و معطلی، ذلیل و شرمسار
 اُمّتِ سعاصی و ربِ آمرزگار
 از عطایت نیست ویرا صہطار
 رحمت را بنگر لے پروردگار
 لطف کن مولیٰ بہ حالِ نستہ زار
 ہر چہ باشد از صفار و از کبار
 در ماتش دور باشد از صفار
 روزِ محشر ہم نہ بیند خزی و عار
 منزلے باید بہ آن دار القرار
 بہتہج گزود دلش از وصلِ یار

مستفید از فیض وے ہر یک شدہ
 وان کہ مدہوش است در ناز و نعم
 ساکنِ قصرِ مُشید گوش دار
 در جہان مثلِ مسافر آمدی
 مرکبِ عمرت روان است تیز تیز
 ہیچ دانی از مالِ این سفر
 منتظر در رہ نشستہ ولے موت
 در چنین احوالِ سخت و مدہم
 از تغافل ہیچ خیرے کس نہ دید
 از خرد بشنو کلامِ دل پسند
 این ولادتہا ز بہر موت ہست
 توشہ بزدار بہر آخرت

ختم سازم این بیان را بر دعا
 در جنابِ بارگاہِ قدس حق
 ہر یکے از خوان وے یا بد نصیب
 اے خدائے مہربان رحمان تویی
 بر درت آمد گدائے مستمند
 جرمہا کردہ ولے داند ہمین
 غیر در گاہت نہ دارد تائمنے
 ہیچ منکر سوے اعمالِ بدش
 چشمِ وارد بر عمیم فضلِ تو
 عفون کن یارب گناہانش ہمہ
 در چنانش خیر باشد ہمقرین
 در لحدِ محفوظ ماند از عذاب
 زیر دامنِ جنابِ مصطفیٰ
 بنگر و چشمش جمالِ دل ربا

لہ اشارت است الی ماراہ اہل السیرۃ ائمۃ مدینۃ و رب غفور

والدین و اقربا، اہل و عیال
پیر و مرشد شہ ابوالخیر ولی
خادمان را دستگیر بہا کنند
مخلصانہش در بہشت آیند گل
از مسلمانان الہی ہر یکے
یا الہی این دعائے عاجز است

شادمان ہر یک بود در آن دیار
در ریاضِ قدس باشد ذی وقار
روزِ محشر آن شہر والا تبار
فوج در فوج و قطار اندر قطار
داخلِ جنت شود بے انتظار
نالہٴ موزون شدہ بے اختیار

فَاسْتَجِبْ مُؤَلَّی مَا قَدْ قَالَہُ

رحم کن بر حالِ زبیرِ دل فگار

سلسلہ مبارکہ | رشتہ در گردنم افکنده دوست می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست
بہ اوائلِ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ وقتے کہ حضرت برادر کلان را خلافت عطا کردند عاجز را داخل
سلسلہ مبارکہ کردند روزے در کوٹہ بہ عاجز گفتند۔ ماتر از سلسلہ شریفہ داخل کردہ ایم بہ کار باطن خود را مشغول
دارے ذکر کن ذکر تا ترا جان است پاکئی دل ز ذکر رحمان است

تا دو سال معمول حضرت ایشان بود کہ در ہر ہفتہ یک روز بہ او کھلہ برائے تفریح تشریف می بردند۔ بہ زیر سایہ
درختے برائے حضرت ایشان فرش کردہ می شد آن جا بہ ذکر شریف مشغول می شدند و میان سیر و تفریح می
کردیم۔ مردمان این جا شکار باہی می کردند ما ہر سہ برادران نیز خبیطہ متین و شص مہتا کردیم اور آب اندھتیم
در خبیطہ عاجز ماہی درآمد آن جا یک پیر مرد نشستہ بود اوسے ماہی را از آب کشید و بہ خدمت حضرت
ایشان بردہ گفت۔ این ماہی از قسم اعلیٰ است و نام این قسم "زہو" است۔ بہ وقت مراجعت بہ ہاشم
جرمانی کہ دوران ایام خدمت حضرت ایشان می کرد فرمودند "ببین ہاشم کہ این ماہی عمدہ را زید شکار کردہ
است من از پروردگار امید دارم کہ وے نصیبہ خوب خواہد یافت۔ از روزے کہ عاجز این نوید شنیدہ پرامید است
گرمیل کند سوسے ہلالی عجیبے نیست شاہان چه عجب گر بنوازند گدرا

ملا عبد العزیز ولد ملا عبد الحکیم آخوند زاوہ قوم ملازی کا کڑ ساکن قریہ گل محمد کوٹہ از مخلصین حضرت
ایشان بود۔ و کتابہا کہ از تجاربہی طلب کردہ می شد بہ توسط ایشان می شد۔ نوبتے چون از کئی کتابہا طلب
کردہ شد ماہر سہ برادر بہ ملا عبد العزیز برائے مجموعہ دلائل الخیرات گفتیم کہ از ہمینی طلب کند چون پارسل رسید
ملا عبد العزیز نزد حضرت ایشان آن پارسل را کشا و سہ نسخہ مجموعہ دلائل الخیرات را بہ یک سونہا و اتفاقاً
نظر حضرت ایشان بران نسخہ افتاد فرمودند "آیا فرزندان ما این نسخہ را طلب کردہ اند" عبد العزیز بہ
اثبات جواب داد۔ حضرت ایشان بسیار خوش شدند فرمودند۔ برو و بہ فرزندان ما بگو کہ ما بہ شما بیان اجاز

کلی می دسیم، امام الطریقہ حضرت سید محمد بہار الدین نقشبند فرمودہ اند: رُحمتِ حق بہانہ می جوید، رُحمتِ حق بہانہ می جوید۔ مایان بہ شوق قصیدہ منفرجہ کہ دران آیام از حضرت ایشان می خواندیم مجموعہ دلائل الخیرات را طلب کردیم و پروردگار این احسانِ عظیم فرمود: **فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَ لَهُ الشُّكْرُ**، در ماہ شوال ۱۲۴۲ھ حاجی مُلّا احمد خان مطاخیل یک افغانی را نزد عاجز بہ کونٹہ بلوچستان آورد و گفت کہ این شخص را در سلسلہ شریفہ داخل کنید و گفت کہ این امر حضرت ایشان است۔ چنانچہ عاجز آن افغانی را بیعت کرد۔ پروردگار جل شانہ حضرت ایشان را درجاتِ کاملہ عنایت فرماید۔ بہ ہر طور سعیہا می فرمودند کہ اصلاح فرمایند، گاہ بہ لطف، گاہ بہ قہر، گاہ بہ ضرب، گاہ بہ طرڈ سالی تنبیہات حضرت ایشان بر احوالِ عاجز بیش بود تا آن کہ در دل عاجز خطرہ لاحق شد، کہ حضرت ایشان را با عاجز عناد است۔ چون عاجز از وجہ کارے بہ خدمت سارکہ حاضر شد بہ محبتِ تمام فرمودند: **زید تو چرا عناد می کنی؟** چون کہ بے دل عاجز این خیال بہ نسبت حضرت ایشان گزشتہ بود ازین جہت بے ساختہ بزبانش آمد: **جی حضرت، شما با من عناد می کنید، جی کلمہ تعظیم است کہ بہ اُردو استعمال می شود و مایان برادران و خواہران، حضرت ایشان را بہ جی حضرت خطاب می کردیم۔** حضرت ایشان کلامِ عاجز شنیدہ متحیر گشتند و فرمودند: **زید، من بہ قسم می گویم کہ ما را با تو عناد نیست۔** ہر چہ می کنیم برائے اصلاح تو می کنیم، **وَالَا مُرُكَمَا قَالَهُ قَدَسَ سِرُّهُ**، عاجز ہر چہ عرض کرد از نادانی خود کرد۔ و منظور خدا بود کہ آن خیال فاسد بالکلیہ زائل شود و در راہ فیض بندشے را اثر نہ ماند۔ پنجاب و شش سال گزشتہ ہر گاہ خیال آن واقعہ می آید بہ حیرت می ماند، **وَ كَانَ ذَلِكَ قَدْرًا مَقْدُورًا۔**

وَ كَمَلَهُ اللهُ مِنْ لُطْفِ خِيَتِي يَدُتِي خِيَتَاهُ عَنْ فَهْمِ التَّرَكِي

مسلكِ عاجز | مسلكِ حضرتِ کرامِ قدس اللہ اسرارہم مسلكِ این عاجز است حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہ ثنا گردانِ خود می فرمودند: **كَمَا فِي الْفَصْلِ الثَّالِثِ مِنْ بَابِ الْإِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ السُّنَّةِ مِنَ الْمُشْكَاةِ مَنْ كَانَ مُسْتَتِنًا فَلَيْسَتْ لَهُ مِنْ قَدَمَاتِ النَّحْيِ لِأَقْوَمٍ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ، أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا أَفْضَلَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبْرَهًا قُلُوبًا وَأَعَمَّقَهَا عِلْمًا وَأَقْلَهَا تَكْلُفًا، اخْتَارَهُمُ اللَّهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ وَ لِإِقَامَةِ دِينِهِ فَاعْرِضُوا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَ اتَّبِعُوهُمْ عَلَىٰ أَسْرِهِمْ وَ تَمَسَّكُوا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ إِخْلَاقِهِمْ وَ سِيرِهِمْ فَإِنَّهُمْ كَانُوا عَلَىٰ الْهُدَى الْمُسْتَقِيمِ۔** یعنی کسے کہ می خواہد کہ بر راہ راست رو پس باید کہ اقتدا بہ کسائی کند کہ از دنیا گزشتہ اند، بہ درستی کہ زندگان از فتنہ و ابتلا مامون نیستند، آن افراد یارانِ محمد اند صلی اللہ علیہ وسلم کہ فضل این امت اند و قلوبِ ایشان نیک ترین قلبہا و علمِ ایشان عمق از روی علم و اقل از روی تکلف و تصنع، پروردگار ایشان را برگزید برائے صحبتِ پیغمبر خود صلی اللہ علیہ وسلم و برائے اقامتِ دین و سبب شناسید

برائے ایشان فضل ایشان را و پیروی کنید ایشان را بر آثار ایشان، و چنگ در زیند با آن چه توانید از اخلاق ایشان در پیش ایشان به درستی که بودند ایشان بر راه راست در غایت راستی، و در فصل دوم از کتاب الفتن مشکات از عبد اللہ بن عمرو بن العاص روایت است: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ بِكَ إِذَا أَبْقَيْتَ فِي مُخَالَاتِهِ مِنَ النَّاسِ مَرِجَتْ عَنْهُمْ دُهُمٌ وَأَفَانَا تَهُمٌ وَاخْتَلَفُوا فَكَانُوا لَهْكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ قَالَ فِيمَ تَأْمُرُنِي، قَالَ عَلَيْكَ بِمَا تَعْرِفُ وَدَعِ مَا تَنْكُرُ وَعَلَيْكَ بِمَخَاصِئِ نَفْسِكَ وَإِيَّاكَ وَعَوَاقِبُهُمْ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى لَزِمْتُ بَيْتَكَ وَأَمْلَيْتُ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَخُذْ مَا تَعْرِفُ وَدَعِ مَا تَنْكُرُ وَعَلَيْكَ بِمَخَاصِئِ نَفْسِكَ وَدَعِ أَمْرَ الْعَامَّةِ - یعنی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم به عبد اللہ بن عمرو بن العاص فرمود، چه حال باشد ترا به آن وقت که باقی بمانی در پیغمبر مردم که مختلط و فاسد گشته عهد های ایشان و امانت های ایشان، و میان خود اختلاف کردند و در افتادند در یک دیگر عبد اللہ گفت، پس مرا به چه چیز امر می فرمائی، فرمود: لازم گیر بر خود عمل به آنچه که می شناسی و به گزار آن را که نه می شناسی و لازم گیر خاصه نفس خود را و دور دار خود را از عوام الناس. و در روایتی این چنین آمده که لازم گیر بر خود خانه خود را و محکم بگیر بر خود زبان خود را و بگیر آن چه شناسی و گزار آن چه شناسی و لازم گیر خاصه نفس خود را و گزار آن امر عوام را.

از رویی که تقسیم بند شده در احوال و ملی تغییر تمام آمده. در هر مسجد شریف، صغیرا كان أو کبیرا. آلات مکه الصوت نصب شده اذان در این آلات می دهند، چون که اوقات اذان و جماعت در هر مسجد شریف علیحد است لهذا اذان یک مسجد سبب افساد نماز دیگر مساجد می شود و در بعض مساجد قبل از نماز فجر و در بعض دیگر بعد از نماز فجر و اعظ و ارشاد کرده می شود و در بعض مساجد قرأت نماز در این آلات می کنند، مؤذن و واعظ و امام منظره خوش الحانی می کنند حال آنکه جائے لاجل خواندن می باشد عاجز چون وعظ این گروه می شنود، شعر حافظ شیراز رحمه اللہ به یادش می آید -

واعظان کین جلوه بر محراب و منبری کنند چون به خلوت می روند آن کار و گیری کنند

حق تعالی می فرماید: لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُورًا مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ، ...

واعظان را اجرت و مزد مقرر است. این واعظان در رمضان دو وعظ می کنند، دو ساعت در روز و دو ساعت

در شب از دست ایشان خلق خدا به عذاب می باشد چون که مقصد این واعظان حصول در اہم است، لهذا

ایشان را نه از نماز دیگران غرضی و نه بر احوال مریمان نظری، در کتاب الفتن مشکات از صحیحین روایت است

عن اسامة بن زید قال أشرف النبي صلى الله عليه وسلم على أطم من أطعم المدينة فقال هل تدرون

ما أرى، قالوا لا، قال فإني أرى الفتن تقع بحلال بيوتكم كوقع المطر. حضرت اسامة بن زید رضی اللہ عنہما می

گوید کہ بالابرآمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برحیضتہ از حصنہائے مدینہ منورہ پس بگفت۔ آیامی بینید شما چینیے
را کہ من می بینم گفتند نہ می بینیم فرمودند بہ درستی کہ من فتنہ ہارامی بینم کہ می افتد در فرجہائے خانہ ہائے شما مانند افتادن
باران۔ از وجہ این آلات روز و شب وقوع فتن است بر خانہ ہا، عاجز می بیند کہ بعض افراد برائے فاتحہ و مراقبہ می
آیند و از وجہ شریات فاسقانہ و شور و اعطان پریشان خاطر می شوند۔ خانقاہ شریف کہ کنج عافیت و جائے ذکر
و فکر بود از وجہ این گونہ شور و شر سکون و طماننت را کم کردہ۔ اِلٰی اللّٰهِ الْمُنْفَرَعُ وَاللّٰہِ الْمُسْتَشٰکِی۔

کتاب مملوکہ | حضرت ایشان قدس سرہ در حیات مبارکہ خود چند بار بہ حضرت والدہ ماجدہ خواہران
محترمت فرمودہ بودند کہ سرمایہ کتب از پسران من است۔ چون حضرت ایشان رحلت فرمودند متروکات
ایشان تقسیم کردہ شد، حضرت والدہ ماجدہ و خواہران بہ تقسیم کنندگان املاک گفتند کہ کتابہا در حصہ ہر سرہ
برادران است چنانچہ تقسیم کتاب ہا براساس برادر شد، حضرت ایشان قدس سرہ از بیشتر کتابہا نسخہ داشتند
مع ذلک از بعض کتب عاجز محروم ماند تا وقتہ کہ تقسیم ہند نہ شدہ بود، کتاب ہاے حضرات برادران در
خانقاہ شریف دہلی بود کہسے رادقتے پیدانہ شد بعد از تقسیم ہند عاجز رادقت در پیش آمد لہذا بہ اقتنار بعض
کتب سعی کرد و مثلاً شرح معانی الآثار، بدائع الصنائع از امام کاسانی، تبیین الحقائق از امام زلیعی، فتح القدر
از امام ابن ہمام، البحر الرائق والأشباه والنظائر لابن نجیم، احکام القرآن از حصاص، التفسیرات الاحمدیہ از ملا
جیون، تفسیر الجامع لاحکام القرآن از قرطبی، تفسیر کشف الاسرار و عدۃ الابرار از شیخ الاسلام بہار، تفسیر الجواہر
از طنطاوی جوہری، تفسیر روح البیان از اسماعیل حقی، حاشیہ گارونی بر تفسیر بیضاوی ضیاء التاویل از علامہ
نورینی، تفسیر و الاسرار از سید محمود بن سید حمزہ النقیب المشقی کہ بر پنج سواطع الالہام فیضی بہ حروف ہملمہ نوشتہ شدہ،
تفسیر سواطع الالہام از فیضی تفسیر منظرہ از قاضی ثنار اللہ پانی پتی، طبقات ابن سعد، مقامات المفاتیح از
از ملا علی قاری، نفع الطیب در تاریخ از مقرئ، النجوم الزاہرہ از تاجکی، اخبار مکہ از ازرقی، المنتظم از ابن
جوہری، اللذالکامثہ از ابن حجر عسقلانی، تاریخ الامم والملوک از طبری، البدایہ والنہایہ از ابن کثیر، منہاج السنہ
از ابن تیمیہ مجموعہ رسائل ابن تیمیہ، القاموس المبحوط از فیروز آبادی، لسان العرب از ابن منظور، اقرب الموارید مع
ذیل از خوری لبنانی، المنجد از اب لوئیس یسوعی، وغیر این ہم بعض کتب نفیسہ وقتے کہ عاجز بہ مصروفیت بود کتب
علم ادب و دواوین و انشاء با خود ازان جا آورده بود۔ اگر بعد از تقسیم ہند صحبت عزیزان و یاران نہ ماندہ فضل
پروردگار است کہ از مجالس علماء اعلام و اولیائے عظام محروم نہ ماند۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ
وَيَا مَنْ لَّهُ جُودٌ عَمِيْمٌ وَ غَايْمٌ
لَكَ مُحَمَّدٌ مِّنِّي فَاقْبَلْ مُحَمَّدًا رَسُوْلِي

در مکتبہ عاجز پنجصد و نو و کتابہائے خطی (قلمی) موجود اند ازین جملہ بعضی از نوادرات اند و در تفاسیر و

حدیث و فقہ و تصوف و تاریخ مایحتاج الیہ موجود است از کتاب بشارات منظر یہ یک نسخہ قلمی در کتب خانہ لندن محفوظ است این کتاب از تالیفات حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی است کہ از زبدۂ خلائق حضرت مرزا جان جان منظر شہید اند قدس اللہ اسرارہا۔ و برہامش این نسخہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ جا بہ جا چیزے نوشتہ اند۔ عاجز عکس این کتاب مبارک از لندن طلب کردہ است۔ پیر و دو گار این کتاب ہا را محفوظ دارد۔

سعادت حج و زیارت
 نوبت اول عاجز با اقم ابی الفضل محمد ہمراہ حضرت برادر گلان بہ حج زیارت رفتہ بہ روز شنبہ بست و چہارم رمضان ۱۳۲۶ھ بہ عقدہ مارچ ۱۹۲۸ء۔ از دہلی بہ بمبئی و یکشنبہ دوم شوال از بمبئی در باخرہ "تخرو" بہ جدہ روانہ شدیم و یکشنبہ پانزدہم شوال ہفتم اپریل۔ بہ جدہ وہمان روز از جدہ در سیارہ بہ مکہ مکرمہ رسیدیم و آن جا در خانہ جناب شیخ ندیم احمد مجددی ترم اللہ قیام کردیم و یکشنبہ ہشتم ذی القعدہ (۲۸ اپریل) از مکہ مکرمہ بہ مدینہ منورہ روانہ شدیم و یکشنبہ دوازدهم ذی القعدہ بہ آن دیار مقدس رسیدیم دوم از ماہ مئی بود، موسم بہ غایت گرم بود۔ ہر دم "شدتۃ الحر من فیج جہنم" را یاد می داد۔ یکشنبہ بست و یکم ذی القعدہ ازان مورود حی و دیار سعید مراجعت شد۔ یکشنبہ ہشتم ذی الحجہ بہ منی و یکشنبہ نہم ذی الحجہ بہ عرفات رفتیم و یکشنبہ دوازدهم ذی الحجہ (اول جون) بہ مکہ مکرمہ مراجعت شد و یکشنبہ ہفدہم ذی الحجہ بہ جدہ و یکشنبہ بست و دوم ذی الحجہ در باخرہ بہ کراچی روانہ شدیم و یکشنبہ سیم ذی الحجہ بہ کراچی رسیدیم و یکشنبہ دوم محرم ۱۹۲۷ء از کراچی بہ کوئٹہ روانہ شدیم و یکشنبہ سوم محرم ۱۳۲۷ھ۔ ۲۲ جون ۱۹۲۸ء۔ بہ کوئٹہ رسیدیم۔

نوبت دوم بہ روز شنبہ بست و نہم ذی القعدہ ۱۳۵۰ھ۔ ۱۵ اپریل ۱۹۳۲ء۔ از قاہرہ بہ سویس و از سویس بہ جدہ روانگی شد۔ بہ روز جمعہ دوم ذی الحجہ بہ جدہ وہمان روز تا عشاء بہ مکہ مکرمہ رسید و بہ صباح عند اللطاف با برادر عزیز و ملا عمر سلطان خیل خادم و مخلص قدیم ملاقات شد۔ عاجز نیت قرآن کرہ بود۔ در مکہ مکرمہ با برادر طریقت صاحب نسبت و مودت مولوی سیف الرحمن ملاقات شد۔ سبحان اللہ چہ مبارک احوال داشتند در این نوبت وقوف عرفہ بہ روز جمعہ بود۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ در مکہ مکرمہ از مجاہد شہیر ولی کبیر تپدا احمد سنوسی و از پاک طینت و پاک مشرب مولانا ابوالفیض ابوالاسعد عبدالستار صدیقی دہلوی مہاجر کہ اجازت حدیث شریف حاصل کرد۔ تا پنجشنبہ پنجم ماہ صفر ۱۳۵۱ھ (دہم جون ۱۹۳۲ء) قیام در مکہ مکرمہ بہ خانہ جناب شیخ احمد مجددی و فرزندان ایشان جناب محمد صادق و محمد حسن و محمد رفی رحمہم اللہ و رضی عنہم بودہ، ملا عمر سلطان خیل نیز آن جا مقیم بودند عاجز اکثر بہ جاے حضرت ابوالشرف عبدالقادر مجددی می رفت۔ چہ مبارک ایام و مبارک صحبتہا بودہ۔

لَا تَقْرَنَنَّ بِطَيْبِ الْعَيْشِ إِنْسَانٌ

لِكُلِّ شَيْءٍ إِذَا مَا تَمَّ نَقْصَانٌ

حضرت خال محترم محمد اسمعیل و عیال ایشان رحلت فرمودہ ہوئے۔ رحمہما اللہ ورضی عنہما، عاجز میر
دکانے می رفت کہ جناب ایشان آن جامی نشستند دعا برائے ایشان می کرد۔ آخر بہ روز پنجشنبہ پنجم صفر این عاجز
با برادر عزیز از مکہ مکرمہ بہ جدہ و بہ شنبہ ہفتم صفر از جدہ بہ سویس روانہ شدیم و بہ شنبہ دہم صفر بہ سویس رسیدیم۔
وازان جا در سیارہ بہ قاہرہ رفتیم۔

نوبت سوم بہ روز دوشنبہ بست و چہارم ذی القعدہ ۱۳۸۶ھ (۶ مارچ ۱۹۶۷ء) از وطنی در قطار بہ
بمبئی و بہ یکشنبہ یکم ذی الحجہ از بمبئی بہ طیارہ بہ جدہ روانگی شد نماز صبح بہ اول وقت در مطار بمبئی و نماز پیشین در
حرم محترم خواندہ شد رفیق سفر شیخ عبدالباقی نو مسلم برادر زادہ برادر طریقت شیخ عبدالباری جوہری رحمہ اللہ بود۔
قیام در خانہ نور چشم بی بی سنیہ بود۔ بعد از سی و شش سال زیارت مسجد حرام نصیب شد۔ عجب صورت توسیع
و تعمیر نو پیدا کردہ کہ بے ساختہ از برائے اولی الامور از دل دعای بر آید۔ و افضل ترین کار ہا این شدہ کہ متصل
بہ حرم محترم کسے راعمارت نیست۔ و تمام مسطح و مسقف است و بالائے آن بسیار اعلیٰ و فراخ جائے است
برائے نماز کہ آن ہم مسقف است۔ توسیع در مطاف ہم شدہ۔

چون کہ عاجز محتاج ہادی و دلیل نہ بود ارادہ کرد کہ پایادہ بہ عرفات رود۔ عبدالباقی رفاقت کرد یک
جامہ برائے افتراش و یک برائے پوشش ہر یک گرفت و بہ روز یکشنبہ ہفتم ذی الحجہ (۹ مارچ) کہ یوم الترویہ
بود بہ منی روانہ شدیم۔ آن جا سہ نفر دیگر رفیق شدند شب در میدانے آرام کردیم و بہ صبح قصد عرفات کردیم۔
نزد جبل رحمت در عربیہ قدرے استراحت کردیم و باز بالائے جبل رحمت رفتہ دعا ہا کردیم۔ و بعد غروب الشمس
اذان جا روانہ شدیم۔ شب در مزدلفہ آرام کردہ و سنگریز ہا گرفتہ بہ صبح دہم بہ منی رسیدہ و رمی جمرہ و باز اضحیہ
کردہ در سیارہ بہ مکہ مکرمہ رفتہ طواف وسیعی و حلق کردہ و بعد الاستحمام لباس پوشیدہ بہ منی باز گشتیم و بہ روز پنجشنبہ
دوازدهم ذی الحجہ نماز ظہر خواندہ و رمی جمار کردہ بہ مکہ مکرمہ آمدیم و بہ روز چہار شنبہ بست و پنجم ذی الحجہ (پنجم
اپریل) نماز پیشین در حرم مبارک خواندہ برائے زیارت روضہ منورہ علی صاحبہا الف الف صلوات و تحیۃ
در سیارہ بہ مدینہ منورہ روانہ شدیم و نماز دیگر در وقت آخر در حرم مبارک نبوی خواندیم، آن جا در حارۃ الاعوات
رباط حضرت شاہ محمد منظر است۔ توسیع حرم شریف و تزیین بلدہ مبارکہ را کہ تعلق بہ دیدار دعا جہرہ بیان
کند۔ از باب النصار بہ جہت جنت بقیع شارع جدید کہ بسیار فراخ است ساختہ شدہ۔ در آخرین شارع رباط
واقع شدہ است۔ عاجز بہ رباط رفت و بارادہ داشت کہ در طبق ثالث در حجرہ قیام کند۔ لیکن حضرت الاخ محمد
منظر بن الشیخ احمد ہارالدین بن حضرت الشیخ محمد منظر قدس سرہ عاجز را مع رفیق وے بہ خانہ خود بردند کہ در خانہ
رباط واقع است و مسکن حضرت محمد منظر قدس سرہ بود۔ پانزدہ شب آن جا قیام کردیم جناب محمد منظر
حفظہ اللہ تعالیٰ بہ نہایت محبت مہانداری کردند۔ جناب ایشان دکان

عظا رہ دارند۔ بہ کسبِ حلال و ذکر و الجلال مصروف اند۔ فَطَوَّبَ لَكَ اللَّهُ ثُمَّ طَوَّبَ لَكَ۔ عاجز بعد الاشراف بہ کتب خانہ رباط می رفت و آن جا الی الزوال بہ مطالعہ کتب مشغول می بود۔ بہ روزِ پنجشنبہ دہم محرم ۱۳۶۳ھ بستم اپریل نماز دیگر در حرم مبارک خواندہ بہ جتہ روانہ شدیم و بین العشاءین بہ جتہ رسیدیم و شب در قیام گاہ حجاج استراحت کردیم۔ بہ صبح کہ روز جمعہ بود عبد الباقی در طیارہ بمبئی روانہ شد چون کہ از وجہ کثرت حجاج توفیق طواف عاجز نہ یافتہ بود لہذا مناسب دانست کہ طیارہ مرتجعہ را بگزارد و طواف بیت اللہ را از دست نہ دہد، اگرچہ فیما بعد برائے مراجعت تذکرہ جدیدہ گرفتہ شود۔ طَوَّبَ لَكَ مِنْ آثَرِ مَا يَنْبَغِي عَلَيْكَ مَا يَنْبَغِي لِهَذَا عَاجِزٌ بِمَكْرَمَةِ مِرَاجِعَتِ كَرْدِ نَمَازِ جَمْعَةٍ دَر حَرَمِ شَرِيفِ نَحْوَانِدِ وَايْنِ نَوْبَتِ عَاجِزٌ دَر عِمَارَتِ جَنَابِ شَيْخِ مُحَمَّدِنِي مَجْدُوِي قِيَامِ كَرْدِ۔

محمدنی عجب پاک روش و صاف منش بود، ارتباط عاجز با ایشان بسیار قدیم بود۔ مرد آزاد و بے فکر بودند۔ ہرچہ پیش می آمد بہ صبر و شکر آن را برداشت می کردند چون ایشان را خبر رسید کہ عاجز در احوال حضرت خیر جہان قدس سرہ کتاب مقاماتِ خیر می نویسد، ایشان برائے آن کتاب نام تاریخی «سوانح ہادی کامل شاہ ابوالخیر» تجویز فرمودند چون کتاب بہ طباعت رسید، عاجز یک نسخہ بہ ایشان فرستاد بسیار خوش شدند ایشان برائے مقاماتِ اخیار نام «سوانح حیات ابوالخیر» تجویز کردہ اند۔ این نام ہم تاریخی است۔ برائے ہر دو کتاب نہایت اعلیٰ نامہا تجویز کردہ اند۔ افسوس صد افسوس کہ ایشان را مرض قلب لاحق گشت و یکبارگی بہ روزِ دوشنبہ نسبت دہم شعبان ۱۳۹۲ھ (۱۹ ستمبر ۱۳۶۳ھ) در طائف رحلت نمودند وہماں روز در معلاۃ عند الالب والآخرین مدفون گشتند رَحِمَهُمُ اللَّهُ وَرَضِيَ عَنْهُمْ۔ — عاجز در عمارت جناب محمدنی رحمہ اللہ تعالیٰ بست و

شش روز قیام کرد۔ و صَبَا حَا۔ از ندائے نماز تہجد تا طلوع آفتاب۔ و مَسَا۔ از اذان نماز دیگر تا نماز خفتن۔ بہ طواف بیت اللہ المکرم مشغول می بود۔ و آخر وقت رسید کہ عاجز ازان اماکن مقدسہ بہ وطن مراجعت کند۔ عاجز بہ دوران قیام مکہ مکرر چند بار بہ زیارت آن مقام مقدس ہم مشرف شد کہ از صد ہا سال بہ نام مولد النبی اشتر ہاروارو۔ عَمْرَةَ اللَّهُ تَعَالَى۔ عاجز بہ روز چہارشنبہ ہفتم صفر و ہفتم مئی بعد از نماز پیشین بانور چشم بی بی سنیہ و پسر نو مولودش حامد سلمہا اللہ از مکہ مکرمہ بہ جتہ و عند الغروب از جتہ بہ طیارہ بمبئی روانہ شد۔ عند الفجر بمبئی رسید و سہ روز آن جا قیام کردہ بہ روز یکشنبہ یازدہم صفر و بست و یکم مئی بہ دہلی رسید۔ فَلِلَّهِ التَّحْمَدُ فِي الْاُولَى وَفِي الْاٰخِرَى۔

امامتِ عید گاہِ دہلی از زمانِ شاہانِ مغلیہ و البتہ بہ خاندانِ حضراتِ ساداتِ کرام بود۔ فرد آخرش سید طاہر حسن فرزند سید محمد بود کہ از حضرت خیر جہان قدس سرہ بیت

شدہ بود۔ بہ وقت تقسیم ہند چون در دہلی خونِ مسلم ہڈر شد و سہ بہ پاکستان ہجرت نمود، و اعظی شیرین بیان مولانا احمد سعد دہلوی را پروردگار را جبر ہاد کہ در ان ایام زود خورد بہ خدمت و حفاظت عید گاہ مکرمہ بت

بست وازان روز امامت متعلق بہ ایشان شد۔ وفات ایشان عند العشار الآخرہ بہ شب شنبہ چہارم جمادی الآخرہ ۱۳۶۹ھ چہارم دسمبر ۱۹۵۹ء شد حمد اللہ و بہ جائے ایشان فرزند کلاش مولوی محمد سعید امام عید گاہ شد۔ شش سال امامت کرد بہ روز چہار شنبہ بستم شعبان ۱۳۸۵ھ۔ پانزدہم دسمبر ۱۹۶۵ء رحلت نمود حمد اللہ۔ بعد از وفات ایشان علماء و عمائدین و اعضاء مجلس اوقاف دہلی عاجز را برائے امامت عید گاہ تجویز کردند۔ بنا بر احوال زمانہ اگرچہ عاجز را تر و دو بود اما از وجہ اصرار بعض افراد گرامی قدر خالصاً اللہ این خدمت را قبول کرد۔ و کان ذلک یوم الاثنين السابع عشر من شهر رمضان ۱۳۸۵ھ من الهجرة، العاشر من يناير سنة ۱۹۶۶ھ من الميلاد۔ و از روزی کہ عاجز امام عید گاہ شدہ میلان عباد بہ آن جہت شدہ۔ عاجز در خطبہ و صلاۃ اختصاراً بالمحوظ می دارو۔ در ہندوستان عادت است کہ بعد از خطبہ دعائی کنند۔ درین امر عاجز را اشکالے پیش آمد کہ اگر دعائی کند سنت سبکہ را از دست می دہد و اگر دعائی می کند قلوب العباد را عطشان می ماند۔ پروردگار فضل فرمود و این خیال آمد کہ خطبہ ثانیہ کہ مشتمل بر دعاست بر نغمے از دعا خواندہ۔ باواز بلند لفظ و دعائی گرفتہ دست تضرع دراز کردہ شود۔ پیر و گاہ جل شانہ و عم احسانہ بہ لطف و کرم خود این صورت جمع را شامل در طریقہ مسنونہ فرماید۔ باکریمان کار ہا دشوار نیست۔

خطبہ اولی از عید فطر
 اللَّهُ أَكْبَرُ (تِسْعَ مَرَاتٍ) اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا۔ اللَّهُ أَكْبَرُ مَا أَشْرَقَتْ فِي صَبَاحِ هَذَا الْيَوْمِ شَمْسُ الْمَسْرُوعَةِ، وَتَمَّ شَهْرُ الصَّوْمِ وَاسْتَعَدَّ وَفَدَّ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ، وَلَيْسَ الْمُؤْمِنُونَ جَدِيدَ الثِّيَابِ إِظْهَارًا لِلْجَمِيلِ التَّعَمُّدِ، سُبْحَانَ مَنْ أَوْجَبَ الْفِطْرَ فِي هَذَا الْيَوْمِ وَحَرَّمَ الصِّيَامَ، أَحْمَدُهُ وَأَشْكُرُهُ عَلَى جَمِيلِ الْإِنْعَامِ وَالْأُتُوبُ إِلَيْهِ وَأَسْتَغْفِرُهُ مِنَ الذُّنُوبِ الْإِلْتِمَامِ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ، حَمَلْتَهُ شَرِيْعَتِهِ وَخَزَنْتَهُ أَسْرَارِهِ أَمَا بَعْدُ، يَا عِبَادَ اللَّهِ إِنَّ مِنْ آدَابِ الْإِسْلَامِ الْمَشْفُورَةَ إِخْرَاجَ زَكَاةِ الْفِطْرِ حَسَبِ الشَّئِ الْمَأْتُورَةِ وَأَوْجَبَ أَبُو حَنِيفَةَ عَلَى الْمُكَلَّفِ عَنْ نَفْسِهِ وَأَوْلَادِهِ الصَّغَارِ وَخَادِمِهِ وَوَلَدَةِ الْكَبِيرِ إِذَا كَانَ مُجْتَنُونَ بِشَرْطِ أَنْ يَمْلِكَ الْبِصَابَ زِيَادَةً عَمَّا أَهَمُّ وَأَسْقَطَ عَنْهُ زَوْجَتَهُ وَوَالِدَيْهِ إِلَّا عَلَى سَبِيلِ التَّبَرُّعِ وَيَجِبُ عِنْدَ بَاقِي الْأَيْمَةِ عَلَى الْمُكَلَّفِ عَنْ نَفْسِهِ وَعَنْ مَنْ يَلْزَمُهُ الْإِلْتِمَامُ عَلَيْهِ بِشَرْطِ أَنْ يَمْلِكَ زِيَادَةً عَنْ كَوَازِمِ مَنْ يَوْمُهُ وَقَدْ رُهَا نِصْفُ صَاعٍ مِنَ الْخِنْطَةِ وَصَاعٌ مِنَ الشَّعِيرِ وَمِنْ غَالِبِ قَوْتِ أَهْلِ الْبَلَدِ وَتَكْفِي الْقِيَمَةَ عِنْدَ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ، فَعَجَّلُوا بِإِخْرَاجِهَا فِيهِى مَطَهَّرَةً لِيَصِيَامِكُمْ وَأَسْتَبَشِرُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ مِنْهُ۔ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

خطبہ اولی از عید الاضحی
 اللَّهُ أَكْبَرُ (تِسْعَ مَرَاتٍ) اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بَسَطَ لَنَا بِسَاطِ الْأَنْسِ وَالْحَبَّةِ وَقَبْلَ عَمَلِ مُجَاجِ بَيْتِهِ نَعَامَ لَهُمْ مَعَامِلَةُ الْأَحِبَّةِ، أَحْمَدُهُ وَأَشْكُرُهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ أَجْمَعِينَ۔ وَبَعْدُ۔ قَدْ أَوْحَى اللَّهُ فِي الْمَنَامِ إِلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِذَبْحِ وَادِهِ، فَهَمَّ فِي مِثْلِ هَذَا الْيَوْمِ بِذَبْحِهِ، فَانزَلَ الْفُلُكُ

وَأَسْتَبَشِّرُ اللَّهَ أَكْبَرَ اللَّهِ أَكْبَرَ نَصَارَتِ الْأَصَاحِي مِنْ ذَلِكَ الْوَقْتِ مَرْغُوبَةً وَكُضَيْلَةً مَطْلُوبَةً، فَاتَّبِعُونِي فِيهَا السَّنَةَ
وَأَسْتَوْجِبُوا فِيهَا الْمُنَّةَ فَمَنْ كَانَتْ لَهُ أُضْحِيَّةٌ فَلْيَبْدَأْ بِهَا وَلْيَسْتَقْبِلْ بِهَا الْقِبْلَةَ وَلْيَكْتِرِ اللَّهَ وَلْيَقُلْ، اللَّهُمَّ هَذَا
مِنْكَ وَاللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ ابْنِ أَبِي هَيْمٍ جَلِيلِكَ وَمُحَمَّدٍ حَبِيبِكَ، وَأَوَّلِ وَقْتِهَا مِنْ صَلَاةِ الْعَيْدِ
لِأَهْلِ الْأَمْصَارِ وَأَهْلِ الْقُرَى مِنْ فَجْرِ هَذَا النَّهَارِ، وَبَسْمِئِهِ وَقْتِهَا بِغُرُوبِ شَمْسِ الْيَوْمِ الثَّلَاثِ، وَلَا يَبِيعُ النَّجْمَانِ
مِنْ أَهْمِيَّتِهِ وَلَا يُعْطَى الْجَزَارُ شَيْئًا فِي أُجْرَتِهِ، عِبَادَ اللَّهِ عَظِّمُوا شَعْرَةَ اللَّهِ وَمَنْ يَعْظُمُ شَعْرَةَ اللَّهِ فَإِنَّهَا
مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ وَتَقَرُّ نَوَاصِحَاكُمْ فَإِنَّهَا عَلَى الصِّرَاطِ مَطَايَاكُمْ وَكَبِّرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامِ الشُّرَيْحِ عَقِبَ
الضَّلَاةِ وَمَنْ جَاءَ مِنْ طَرَفَيْنِ فَلْيَرْجِعْ مِنَ الْآخَرَى لِكَثْرَتِكُمْ الْحَسَنَاتِ. رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ
حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

خطبہ آخری از عیدین

اللَّهُ أَكْبَرُ (سَبْعَ مَرَّاتٍ) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ لِلَّهِ الْحَمْدُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا
كَثِيرًا أَدَا صَلَاةً وَالسَّلَامَ عَلَى حَبِيبِهِ وَصَفِيَّتِهِ وَرَسُولِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى
آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَبَدًا مُجَدَّدًا. وَبَعْدُ. أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ فِي السِّرِّ وَالْعَلَنِ وَذَرُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا
بَطَنَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ أَمْرُكُمْ بِأَمْرٍ أَنَا كُمْ بِهِ تَسْرَفًا وَتَكْرِيمًا يَقُولُهُ: إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا. اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ أَبَدًا وَأَزْكَى تَحِيَّاتِكَ مَرْمَدًا عَلَى سَيِّدِ
الرُّسُلِينَ وَخَاتِمِ النَّبِيِّينَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَارْضَ اللَّهُمَّ عَنْ خُلَفَائِهِ الْأَرْبَعَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَعَنْ
الْبَقِيَّةِ مِنَ الْعَشْرَةِ الْمُبَشَّرَةِ وَعَنْ الَّذِينَ بَايَعُوا تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَعَنْ سِبْطِيَّةِ الشَّهِيدَيْنِ الْقَهْرَمَيْنِ الْبَيْهَرَيْنِ
الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَنْ أَقْبَاهِمَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَعَنْ عَمِّيهِ الْمَكْرُمَيْنِ بَيْنِ النَّاسِ الْحُزْنَ وَالْعَبَّاسِ وَعَنْ سَائِرِ
الصَّعَابَةِ وَالْقَرَابَةِ وَالتَّالِعِينَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
وَتُبَّ عَلَيْنَا يَا مَوْلَانَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ. عِبَادَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي
الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ، أَذْكُرُ اللَّهَ الْعَظِيمَ يَدُكُمْ وَأَشْكُرُهُ عَلَى نِعَمِهِ
يَزِدُّكُمْ وَأَدْعُوهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلِذِكْرِ اللَّهِ أَعَزُّ وَأَجَلُّ ذَاكِبْرُ الدُّعَاءِ: اللَّهُمَّ انصُرِ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِينَ
اللَّهُمَّ انصُرْ جُيُوشَ الْمُؤَحَّدِينَ اللَّهُمَّ أَهْلِكَ الْكُفْرَةَ وَالْمُشْرِكِينَ اللَّهُمَّ دَمِّرْ أَعْدَاءَ الدِّينِ اللَّهُمَّ قَاتِلِ
الْكُفْرَةَ أَهْلَ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ يَجْحَدُونَ آيَاتِكَ وَيَكْفُرُونَ بِرُسُلِكَ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ
وَيَتَعَدَّوْنَ حُدُودَكَ وَيَقَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ اللَّهُمَّ خَالَفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ اللَّهُمَّ زَلِّلْ أَقْدَامَهُمْ اللَّهُمَّ
أَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِي لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ اللَّهُمَّ مُنْزِلِ الْكِتَابِ وَفُجِّرِي الشَّعَابَ وَهَازِمِ الْآخِرَاءِ
اهْزِمِ الْكُفَّارَ وَالصِّرَاطِ الْمُسْلِمِينَ عَلَيْهِمُ اللَّهُمَّ أَنَا بَجَعَلْتَ فِي مَحْرُوبِهِمْ وَتَعَوَّذُوكَ مِنْ شُرُورِهِمْ اللَّهُمَّ آمِنَّا
فِي أَوْطَانِنَا وَلَا تَسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَخَافُكَ وَلَا يَرْحَمُنَا اللَّهُمَّ انصُرْ مَنْ نَصَرَدِينِ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ اخْذَلْ مَنْ خَذَلَ
دِينِ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ أَصْلِحْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ ارْحَمْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ فَوِّجْ عَنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

زواج

نکاح عاجز با امة القیوم دختر حافظ اشفاق الہی میرٹھی بکشنیہ چہارم شوال ۱۳۲۵ھ بمقدم اپریل
۱۹۰۶ء شد۔ زوجہ حافظ اشفاق الہی بی بی زہرہ بنت العم ایشان بود۔ رونے حضرت والدہ صاحبہ سے
فرمودند اگر شمارا پروردگار دختر عنایت فرماید من برائے زید آن رامی گیرم، سے عرض کرو شاد و فاماں بید کہ حق
تعالیٰ دختر عنایت فرماید من بسیار خوشی آن رامی دہم، پروردگار بہ محرم ۱۳۳۲ھ ایشان را دختر عنایت کرو۔

حافظ اشفاق الہی بہ خدمت حضرت ایسان مکتوب نوشت و نام دریافت کرد حضرت ایسان امۃ القیوم نام نہادند بہ ماہ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ حافظ اشفاق الہی و زوجہ ایسان با دختر خود آمدند حضرت والدہ ماجدہ دختر رانند حضرت ایسان بڑوند و اطہار خیال خود کردند حضرت ایسان اتفاق فرمودند و ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند حضرت والدہ ماجدہ دست بند ہائے زیر سرخ در دستہائے دختر نہادند و شیرینی تقسیم کردند۔

اولاد پروردگار عاجز را سہ پسر و شش دختر عنایت کر وہ۔ ۱۔ ابو الفضل محمد۔ ۲۔ صفیہ۔ ۳۔ ابو تراب حامد۔ ۴۔ ابو الخیر احمد۔ ۵۔ سنیہ۔ ۶۔ عطیہ۔ ۷۔ نقیہ۔ ۸۔ زکیہ۔ ۹۔ خیر بیہ۔ احوال ایسان مختصر ا بیان کر وہ می شود۔ بیان ابو الفضل محمد بہ آخر خواهد آمد۔

۲۔ بی بی صفیہ سلمہا اللہ تعالیٰ بہ شب جمعہ بست و چہارم ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ۔ ۲۴ فروری ۱۹۳۸ء در خانقاہ شریف دہلی متولد شدہ۔ نام تاریخی امۃ الخیر بیگم است، عقد نکاحش بہ روز جمعہ سیزدہم ربیع الآخر ۱۳۶۹ھ با عزیزم عبداللہ آقا فرزند اوسط حضرت برادر کلان شد بہ ۲۷ رمضان ۱۳۸۰ھ۔ ۱۳ ماہ ۱۹۶۱ء۔ ولادت بی بی نجمہ شد و بہ ۲۵ رجب ۱۳۸۲ھ۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۶۲ء ولادت بی بی کوب شد۔ چون کہ در طبائع زوجین توافق نہ بود بہ جمعہ پنجم محرم ۱۳۸۵ھ۔ ہفتم مئی ۱۹۶۵ء۔ جذالی واقع شد و ازان روز بی بی صفیہ باہر و نباتات نزد عاجز قیام دار و۔ سَلَّمْتُهُنَّ لِلَّهِ وَحَفِظْتُهُنَّ مِنْ كُلِّ مَكْرُوۡہٍ۔

۳۔ ابو تراب حامد بہ ۲۳ رمضان ۱۳۵۵ھ۔ ۶ نومبر ۱۹۳۹ء۔ در خانقاہ شریف دہلی تولد نمود وہمان روز اجرو دختر آخرت گر وید۔ و در گورستان مسلمین نزد کوٹلہ فیروز شاہ پیوند خاک گر وید جَعَلَهُ اللّٰهُ بِمَنۡنَہٗ وَکَرَمِہٖ اَجْرًا وَّذَخْرًا لِّلۡاَبُوۡیَہِ۔

۴۔ ابو الخیر احمد بہ دو شنبہ دوازدهم محرم ۱۳۶۰ھ۔ ۱۰ فروری ۱۹۴۱ء۔ در خانقاہ شریف دہلی تولد نمود و بہ شنبہ بست و ششم صفر ۱۳۶۳ھ۔ ۲۲ فروری ۱۹۴۴ء۔ داغ مفارقت بر دل نہاد بہ دار الجنان رخصت شد۔ جَعَلَهُ اللّٰهُ بِمَنۡنَہٗ وَکَرَمِہٖ اَجْرًا وَّذَخْرًا لِّلۡاَبُوۡیَہِ۔

۵۔ بی بی سنیہ سلمہا اللہ تعالیٰ بہ دہم ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۴۲ء۔ در خانقاہ شریف دہلی تولد نمود و بہ شب شنبہ دوم شوال ۱۳۸۵ھ۔ ۲۴ جنوری ۱۹۶۶ء۔ عقد نکاحش با محمد عابد فرزند نور محمد اللہ والا شد۔ والدہ محمد عابد امۃ الحی بنت حافظ اشفاق الہی است و نامش نیز نہادہ حضرت ایسان است۔ دوکان حافظ نور محمد در صدر بازار دہلی بود بعد از تقسیم ہند بہ کراچی رفت و بعد از مدتی بہ مکہ مکرمہ ہجرت کرد۔ فضل پروردگار است آنجا بہ عنایت و راحت می باشد۔ پروردگار بی بی سنیہ را چہار اولاد عنایت کر وہ۔ ۱۔ حامد کہ بہ دو شنبہ چہار دہم رمضان ۱۳۸۶ھ۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۶ء۔ متولد شدہ۔ سَلَّمْتُهُنَّ لِلَّهِ وَحَفِظْتُهُنَّ

۲۔ سلمیٰ بیچشنبہ دوازدہم محرم ۱۲۸۸ھ۔ یازدہ اپریل ۱۹۶۵ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۳۔ اسماء بیچہار شنبہ بست و ہفتم جمادی الآخرہ ۱۳۸۹ھ۔ اکتوبر ۱۹۶۹ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۴۔ عادل بیچشنبہ بست و چہارم جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ۔ ۱۸ جولائی ۱۹۷۱ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۵۔ بی بی عطیہ سلمہا اللہ تعالیٰ بیچشنبہ پنجم محرم ۱۳۶۵ھ۔ ۱۱ دسمبر ۱۹۴۵ء۔ درخانقاہ شریف دہلی
 متولد شدہ۔ بیچشنبہ دوم ذی القعدہ ۱۳۸۲ھ۔ ۱۱ مارچ ۱۹۶۵ء۔ عقد نکاحش بامرزا محبوب بیگ فرزند مرزا فاضل
 بیگ شد۔ اولاً قیام محبوب بیگ در چائنگام بنگال بود بعد از فتنہ بنگالیہا قیام ایشان در کراچی است۔
 پروردگار بی بی عطیہ را بیخ اولاد عنایت کردہ۔

۱۔ غوثیہ بیگم بیچشنبہ ہفتم رمضان ۱۳۸۵ھ۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۶۵ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۲۔ منصور بیچہار شنبہ چہار دہم رجب ۱۳۸۶ھ۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۸ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۳۔ فوزیہ بیگم بیچشنبہ بست و سوم شعبان ۱۳۶۹ھ۔ نومبر ۱۹۶۹ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۴۔ سعدیہ بیچشنبہ سیزدہم ربیع الآخر ۱۳۹۱ھ۔ ۸ جون ۱۹۷۱ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۵۔ ارشد بیچہار شنبہ سیزدہم شعبان ۱۳۹۳ھ۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۷۳ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۶۔ بی بی نقیہ سلمہا اللہ تعالیٰ بیچہار شنبہ ہفتم محرم ۱۳۶۸ھ۔ ۱۰ نومبر ۱۹۴۸ء۔ درخانقاہ شریف
 دہلی متولد شدہ۔

۸۔ بی بی زکیہ سلمہا اللہ تعالیٰ بیچہار چہار دہم محرم ۱۳۶۰ھ۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۰ء۔ درخانقاہ
 شریف دہلی متولد شدہ۔

۹۔ بی بی خیرہ سلمہا اللہ تعالیٰ بیچہار شنبہ بست و نهم شعبان ۱۳۶۵ھ۔ ۱۱ اپریل ۱۹۵۶ء۔
 درخانقاہ شریف دہلی متولد شدہ۔

۱۔ نور چشم نخت جگرم ابوالفضل محمد سلمہ اللہ وحفظہ۔
 ولادت برخوردار بیچہار سیزدہم شعبان ۱۳۵۵ھ۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۶ء۔ درخانقاہ شریف دہلی
 شدہ اجز درج ذیل تاریخی قطعہ گفتہ۔

منور زوے چشم و جانم قوی	محمد ابوالفضل جلوہ نمود
ابوالخیر قدش شہر دہلوی	جگر گوشہ زید و نور بصر
بہ گلزار احسن گل معنوی	بہ باغ عمر میوہ نور است

۱۷۔ بیچہار جزا قدس ترہ۔ ۱۷۔ حضرت مجدد قدس سرہ۔

الہی نگہ دار ویرا مدام
چو تاریخ میلاد جستم ز دل
ز آفات دینی و ہم دنیوی
ملک گفت "خورشید مصطفوی"

عاجز نام ایشان از وجہ مناسبت محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم محمد نہادہ است و
کنیت ابوالفضل، جعلہ اللہ تعالیٰ بمنہ و کرمہ من اہل الفضل و الکمال۔

در حصول طب جدید سعی کردند و کامیاب شدند، از چار سال در حجاز مقدس موظف اند۔ چون بہ
۱۳۹۱ھ نوبت اول بہ آن ارض مبارکہ رسیدند، عمرہ کردند و معابر اے حصول سعادت و ارین قصد زیارت
روضہ مقدسہ کردند، علی صاحبہا افضل الصلوٰت و ازکی الحجیات۔ چون عاجز را اطلاع این امر شد
از بس مسرور گشت، و فقہ اللہ تعالیٰ لمرضاۃ و جعلہ من خیر عبادہ، در ۱۳۹۲ھ باز وجہ خود بی بی
مسترت حج کردند و امسال در ۱۳۹۳ھ حج دوم بہ نصیب ایشان شد۔ فالحمد للہ سبحانہ علی ذلک۔ در
سلسلہ شریفہ داخل شدہ اند پروردگار ایشان را توفیق دہد کہ از لطائف مبارکہ مستفید شوند و علم و فنر آباو
اجداد را حاصل نمایند۔

نکاح ایشان بابی بی خدیجہ دختر حافظ محمد اسحاق بن محمد صدیق ساکن صدر بازار میرٹھ
بہ شنبہ بست و دوم شعبان ۱۳۸۴ھ۔ ۲۵ نومبر ۱۹۶۶ھ انعقاد یافتہ۔ ولادت خدیجہ
سلمہا اللہ بہ جمعہ بست و یکم محرم ۱۳۸۵ھ۔ ۳ نومبر ۱۹۵۰ھ۔ در میرٹھ شد، والدش بہ عاجز مکتوب ارسال کرد
و استفسار نام کرد۔ عاجز خدیجہ تجویز کرد۔ چون نکاح بر خور و سلمہ اللہ باوے شد عاجز ویرا بہ مسترت نامید
تا در احترام نام حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا تقصیرے نیاید و جعلہما اللہ سبباً للہجۃ و المسرتہ،
حق تعالیٰ ایشان را چہار اولاد عنایت کردہ، سعد، ہدی، انس، ہما۔

۱۔ سعد بہ جمعہ چہارم ماہ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ۔ ۲۰ جون ۱۹۶۹ھ متولد شد و بہ شب یکشنبہ ہشتم
ماہ قمری و بست و دوم ماہ شمسی عیسوی بہ جنت شتافت، بہ شب جنازہ اش نہادہ بود کہ بر زبان عاجز این
چند شعر آمد۔

جان من جانان من سعد سعید
روز اول کرد شام از قدم
خیف آن پاکیزہ جان نازک بدن
انتبہ یا زید عمما انت فیہ
روح من ریحان من ازمن رسید
روز دوم طائر روحش پرید
چون رولے خاک بر رویش کشید
جام فرقت ساہا خواہد چشید
انفعل اللہ ما یشاء ما یرید
انہ بترسوت بالعبید

رحمتش رائے نہایت نے عید
تازہ بیند مثل این خزن شدید
بخشدش صبر و دہد اجبر مزید
روز بایش جملہ باشد روز عید
"وای زخم سعید شیرین جدید"

ہر کرا خواہد نواز د بے حساب
ہاں دعائے خیر کن بہر پسر
آن ابوالفضل محمد صاف کیش
ہم عطا فرمایدش نعم البدل
سالِ این ماسات شد از خود رقم

۲ ہدی سلمہا اللہ تعالیٰ بدوشنبہ ہفتم ربيع الآخر ۱۲۹۰ھ - ۲۲ جون ۱۹۷۶ء متولد شد پروردگار
جل شانہ در عرش برکت دہد و خوش نصیب و صالح فرماید۔

۳ انس سلمہ اللہ تعالیٰ ولادت پر خوردار بہ شنبہ ششم رجب ۱۲۹۱ھ - ۲۸ اگست ۱۹۷۱ء شدہ کہ
ششم سنبہ ۱۳۵۰ شمسی ہجری بود۔ عاجز این نور چشم را بہ نام خدمتگار خاص سردار کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ موسوم کردہ۔ رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم برائے خدمتگار خود و عاگردند
اللہم اکثر مالہ و اولادہ، عاجز از مولائے لطیف و کریم خود پر امید است کہ وے این غلام را کہ ہنام خادم
سردار کل جہان است صلی اللہ علیہ وسلم بہ برکت این ہنامی شامل سعادت دینی و دنیوی فرماید۔ باکر میان
کار ہا دشوار نیست۔ از خوان کریمان بر او شش خوران نصیب می باشد۔ وللارض من کاش الکرام نصیب۔

۴ ہما سلمہا اللہ تعالیٰ بہ روز شنبہ بست و شش محرم ۱۳۹۵ھ کہ ہشتم فروری ۱۹۷۵ء و نور دوم
دلو ۱۳۵۳ شمسی ہجری بودہ در اُم القری متولد شد۔ پروردگار در عرش برکت دہد و خوش نصیب و صالح فرماید۔
ہنوز این کتاب طبع نہ شدہ بود کہ حج ہمائے اوج سعادت بہ دام بافتاد۔ لہذا نام این نور الابصار زیب تحریر یافت۔
عاجز سلسلہ نسب را از روے آن تحقیق کہ در مقدمہ گذشتہ از نور چشم انس تا امام الاعلیٰ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کہ دارائے چہل و پنج نام است در ہفت شعر نظم کردہ۔ انما مال الفاندہ می نویس۔

سعید و بسعید و پس صفی القدر والا شان
پس عبد الاحد حق بین زین العابدین حق ان
ربیع الدین نصیر الدین سلیمان یوسف دوران
شہاب الدین دلور الدین نصیر الدین محمود آن
چو عبد اللہ ہمین واعط ابوالفتح آن پرخشان
عمر پس حفص و عاصم پور عبد اللہ صحابی وان
عمر فاروق بین الحق والباطل مشہ خوبان

انس ابوالفضل و پس زید و ابوالخیر و عمر تابان
عزیز القدر و عیسیٰ سیف دین معصوم و شہ احمد
دگر عبد الحمی و شیخ محمد پس حبیب اللہ
پس اسحاق و عبد اللہ شعیب احمد دگر یوسف
سلیمان و دگر مستعود و عبد اللہ کہین واعط
دگر اسحاق و ابراہیم و ناصر باز عبد اللہ
خاتم این نسب نامہ امام الاعلیٰ امین آمد

عاجز و عامی کند کہ این گلزار خیر جہان از جمیع متن و حوادث محفوظ ماند و سعادت دین و دنیا بہ نصیب ہر
یک شود۔ ذکر آگان او اشقی، صغیر آگان او کبیرا۔

در فصل سوم واقعہ یک پادری وزن وے گزشتہ کہ حضرت ایشان بہ آنها گفتند: بندگان خدا را نام خدا نشان می دهم! اگر چه عاجز سیه کار و تہہ حال است، اما وراثتہ این شغل بہے رسیدہ اگر چه قاصر است اما سائراست کہے گفتہ خوش گفتہ۔

فَتَشَبَّهُوا إِنْ لَمْ تَكُونُوا مِثْلَهُمْ
إِنَّ التَّشْبِيهَ بِالْكَرَامِ فَلَاحٌ

عاجز نیز طالبانِ حق را نام پاک وے نشان می دہد۔ و از افغانستان و ہندوستان بعض افراد را اجازت تعلیم نیز دادہ، از ان جملہ بعض پاک ضمائر رحلت کردہ اند و بعض دیگر مصروف کار اند۔ پروردگار عاجز را و آن ہم را اخلاص نیت و التوفیق لہما یجبتہ ویرضاہ عنایت فرماید۔

اے مدعی کہ می گزری بر کنار آب
زین در کجا رویم کہ ما را بہ خاک او
گر سر قدم نہ می کنمش پیش اہل دل
جز یاد دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است
ما را و گر معاملہ با بیچ کس نہ ماند
سعدی بشوے لوح دل از نقش غیر دوست
عاجز گوید وقت اختتام این سفر کریم بہ سر رسیدہ، شکر است مر پروردگار را کہ وے توفیق تحریر این کتاب داد، این عاجز مستمند شجرہ حضرت نقشبندیہ را نظم کردہ است و مناسب معلوم می شود کہ بہ ذکر مبارک آن بزرگوران این کتاب را ختم کند۔ لَعَلَّ اللّٰهَ یَذُرُّنِی الصَّلَاحَ۔

شجرہ شریفہ نقشبندیہ

الہی بہ نامت چہ نامست آن	کلبید در رحمت بیکران
الہی بہ سردارِ کل کائنات	جناب محمد علیہ الصلوات
الہی بہ آن کان صدق و صفا	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما
الہی بہ سلمان خیر و صفی	کہ شد داخل آل پاک نبی
الہی بہ قاسم امام طریق	منار ہدی نور چشم عتیق
الہی بہ آن جعفر ذی نسب	کہ وے راست صادق مبارک لقب
الہی بہ آن مخور اوارہ دید	شہ عارفان خواجہ بایزید
الہی بہ شرب شہ بو احسن	کہ سرشار ہد از شراب کہن
الہی بہ دانائے رمزِ مخفی	بہ ملک بقا نیرے بو علی
الہی بہ آن یوسف پیر ضیا	کہ ہمدان از وگشت ملک صفا
الہی بہ آن خواجہ نواجگان	شہ عبد خالق امام جہان
الہی بہ آن عارف بے مثال	گزو ریو گز شد محظوظ الرمال
الہی بہ محمود عالی مقام	کہ انجیر فتنہ ازو یافت نام

زکویش بخیزد ہزاران ولی
 محمد بہ سنا س بدر منیر
 بہ سو فار ستید امیر کلال
 امام الطریقہ شہ نقشبند
 معطر از و گشت بزم صفا
 کزو چرخ شد بر فلک سرفراز
 زہے ناصر دین عبیدالہ
 محمد بہ درویش گشتہ شہیر
 کہ بہ واقف رمزہائے خفی
 بہ خواجہ کہ اٹکتگ دارو مقام
 کہ باقی است مشہور نزدیک دور
 مجدد ز الف دوم شد امام
 عجب زیب بخشید آخریہ کار
 طراوت از ویافت شرع متین
 چہ نور محمد ستودہ صفات
 حبیب الہ منظر جان جان
 ملقب بہ شاہ غلام علی
 کہ شد غرق الوار در روز عبید
 شدا حد سعید آن امام حرم
 کہ وے نام دارد محمد عمر
 ابوالخیر عبد اللہ محی دین
 کہ بودند از عشق تو سینہ ریش
 ز لطف در فیض بروے کشا
 گناہش بخشا و عذرش پذیر
 بہین رحمت را تولد ذوالجلال
 بیامرز یک یک ز عصیان او
 ز جام مئے عشق مخمور کن
 ز سد تا مجال تجلی ذات
 کہ از بے شعوری نہ ماند شعور

الہی بہ خواجہ عزیزان علی
 الہی بہ بابائے روشن ضمیر
 الہی بہ آن شہسوار کمال
 الہی بہ داروئے ہر درد مند
 الہی بہ عطار دین را علا
 الہی بہ یعقوب دانائے راز
 الہی بہ احرار عرفان پناہ
 الہی بہ آن کامل بے نظیر
 الہی بہ زاہد محمد ولی
 الہی بہ آن مرشد خاص و عام
 الہی بہ آن فانی بحسب نور
 الہی بہ آن شیخ احمد ہمام
 الہی بہ معصوم والا تبار
 الہی بہ آن سیف دنیا و دین
 الہی بہ آن سید پاک ذات
 الہی بہ آن طائر لامکان
 الہی بہ آن عبد اللہ ولی
 الہی بہ اخلاص آن بوسید
 الہی بہ نیروے عالی ہتمم
 الہی بہ آسرا رہ صاحب نظر
 الہی بہ غواص بحسب یقین
 الہی بہ این پاک مردان خویش
 دل بواحسن زید را رہ ثنا
 الہی کرم کن برین مستحیر
 بہین سوئے اعمال ناگفتہ حال
 ولایتی کہ دارد بہ خاصان تو
 دل تیرہ اش را تو پر نور کن
 بہ مبین ظلال و بہ نور صفات
 پیمان مست گرد در اوج حضور

بہ روز جمعہ سبت و ششم ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ - ۲۴ جنوری ۱۹۷۵ء کہ دوم جدی ۱۳۱۵ھ بروزہ - عاجز از ایفایین کتاب
 فارغ گشت، نا محمد اللہ اولاد آخر اذ الصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔

